

شرح سنن ابن ماجہ

تصنیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن مباحہ قرطبی



ترجمہ
ابو امامہ محمد بن یزید بن مباحہ
شرح
سنن ابن ماجہ



علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

@zohaibhasanattari

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زوہیب حسن عطاری

صحابہ ستہ میں سے مشہور متن سنن ابن ماجہ کا اردو ترجمہ و مستند شرح



جلد دوم

شرح سنن ابن ماجہ



امام ابو سعید الخدریؓ سے روایت شدہ صحیح مسلم بن الحجاج قشیریؒ

— شرح —

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

— ترجمہ —
امام محمد بن اسماعیل بن حجاج

ادام اللہ تعالیٰ معالینہ و بکرت ایامہ ولیالیہ

شعبہ برادرین (5) شعبہ نشر و ترویج اسلامیہ دارالافتاء
042-37246006

رفیق حسن حساری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



جميع حقوق الطبع محفوظة للنشر

All rights are reserved

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب _____ شرح سنن ابن ماجہ
 مترجم _____ ابو العلاء محمد بن عبد بن جہاگیر
 شرح _____ علامہ محمد لیاقت علی خوی
 کمپوزنگ _____ ورڈز اینڈ کرس
 با اہتمام _____ ملک شبیر حسین
 سن اشاعت _____ مئی 2015ء
 طباعت _____ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
 ہدیہ _____ مکمل 6 جلدیں

نویسنده: رفیق حسن حساری
 لاہور 042-37246006

شبیر برادرز

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم اگر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔



ترتیب

۳۹	مقدمہ علوم الحدیث	۲۹	صحیح وضعف	۳۹
۳۹	حدیث شریف کو سمجھنے کی کوششیں	۲۹	موضوع	۳۹
۳۹	علم روایت اور علم درایت	۲۹	متصل اور منقطع روایت	۳۹
۳۹	اسناد کا ناقدانہ مطالعہ	۳۰	غبطہ	۳۹
۳۹	راویوں کے ثقہ ہونے کے اصول	۳۰	تابعین اور تبع تابعین	۳۹
۳۹	فن الرجال اور علم جرح و تعدیل کی جزئیات	۳۰	شرح	۳۹
۳۰	معرفۃ الرجال	۳۰	عربوں کے نام	۳۰
۳۰	روایت حدیث شریف کے سلسلے میں اصول بندی	۳۱	سن وفات	۳۰
۳۰	معروف اصول حدیث کی کتب اور مقدمہ ابن صلاح کا بیان	۳۱	حدیث کے کتاب کے مصنف کی شرائط	۳۰
۳۰	علوم حدیث کی اہم اور مشہور کتب	۳۳	تخریج	۳۰
۳۱	حدیث	۳۶	شیخین اور صحیحین	۳۱
۳۱	روایت	۳۶	صحیح احادیث پر مشتمل کتب	۳۱
۳۱	خبر	۳۶	احکام کی احادیث پر مشتمل کتب	۳۱
۳۱	اثر	۳۶	راوی صحابی کی ترتیب پر مشتمل کتابیں	۳۲
۳۱	اسناد	۳۶	اساتذہ کی ترتیب پر مشتمل کتابیں	۳۲
۳۱	سند	۳۶	احادیث و آثار پر مشتمل کتابیں	۳۲
۳۱	متن	۳۶	جامع کتب	۳۲
۳۲	مسند (نون پر زیر کے ساتھ)	۳۷	۱۷۱	۳۲
۳۲	مسند (نون پر زیر کے ساتھ)	۳۷		۳۲
۳۳	محدث	۳۷	یہ کتاب نماز کے بیان میں ہے	۳۳
۳۳	حافظ	۳۸	لفظ صلوٰۃ کے معنی و مفہوم کا بیان	۳۳
۳۳	حاکم	۳۸	اقامت صلوٰۃ کے معنی و مفہوم کا بیان	۳۳
۳۵	راوی	۳۸	سابقہ اہم کی نمازوں کا بیان	۳۵
۳۶	شیخ	۳۸	پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کی نماز کا بیان	۳۶

کتاب الصلوٰۃ

۶۲..... دنیا کی گرمی سردی اور دوزخ کے سانس لینے کا بیان	ابواب: مَوَاقِيتُ الصَّلَاةِ
باب: وَقْتُ صَلَاةِ الْعَصْرِ	۴۷..... یہ ابواب نمازوں کے اوقات کے بیان میں ہیں
۶۵..... یہ باب نماز عصر کے وقت کے بیان میں ہے	۴۷..... مواقیت کے معنی و مفہوم کا بیان
۶۵..... سورج کی روشنی میں نماز عصر پڑھنے کا بیان	۴۷..... فجر اور عصر کے وقت نماز فرض ہونے کی حکمت کا بیان
۶۶..... نماز عصر میں تاخیر کے مستحب ہونے کا بیان	۴۸..... نماز اور جدید سائنس کے مطابق طبعی حکمت کا بیان
باب: الْمُحَافَظَةُ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ	۴۹..... پانچ نمازوں کے اوقات کا بیان
۶۶..... یہ باب عصر کی نماز کی حفاظت کے بیان میں ہے	۵۱..... نمازوں کی تعداد پانچ ہونے کا بیان
۶۶..... کفار کیلئے دعائے ضرر کرنے کا بیان	۵۱..... امت محمدیہ ﷺ کیلئے پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان
نماز عصر رہ جانے کے سبب اہل و مال اور اعمال کے برباد ہو جانے کا بیان	باب: وَقْتُ صَلَاةِ الْفَجْرِ
۶۷.....	۵۲..... نماز فجر کے وقت کا بیان
باب: وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ	۵۳..... صبح صادق اور صبح کاذب کا بیان
۶۸..... یہ باب مغرب کی نماز کے وقت کے بیان میں ہے	۵۳..... فجر کاذب کا اعتبار نہیں کیا جائے گا
۶۹..... مغرب کی نماز کو اول وقت میں پڑھنے کا بیان	۵۳..... فجر کی نماز جلدی میں پڑھنے کا بیان
۷۰..... نماز مغرب کے اول و آخر وقت کا بیان	۵۳..... وقت فجر کی فضیلت کا بیان
۷۱..... شفق کے فقہی معنی و مفہوم کا بیان	۵۵..... فجر کی نماز میں محافظ فرشتے جمع ہوتے ہیں
باب: وَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ	۵۵..... فجر اور عصر کے وقت فرشتوں کے جمع ہونے کا بیان
۷۱..... یہ باب عشاء کی نماز کے وقت میں ہے	۵۶..... فجر کی نماز روشنی میں ادا کرنے کی فضیلت کا بیان
۷۱..... عشاء کی نماز میں تاخیر کے مستحب ہونے کا بیان	۵۶..... نماز فجر کے مستحب وقت کا بیان
۷۲..... مسجد میں نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان	۵۷..... اسفار کے مفہوم کا بیان
۷۳..... نصف رات تک عشاء کی نماز کا انتظار کرنے کا بیان	باب: وَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ
باب: مُبَيِّنَاتُ الصَّلَاةِ فِي الْغَيْمِ	۵۷..... یہ باب نماز ظہر کے وقت کے بیان میں ہے
۷۴..... یہ باب ابرار و دین میں نماز کے وقت میں ہے	۵۷..... نماز ظہر کے وقت کی ابتداء کا بیان
باب: مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا	۵۸..... وقت زوال کے مفہوم کا بیان
باب اس شخص کے بیان میں ہے جو نماز کے وقت سویا رہ جائے	۵۹..... زوال کا فقہی مفہوم
۷۴..... یا نماز ادا کرنا بھول جائے	۵۹..... سایہ اصلی کا فقہی مفہوم
۷۶..... سوکر اٹھنے کے بعد نماز پڑھنے کا بیان	۶۰..... نماز ظہر کے وقت ایک مثل میں فقہی مذاہب اربعہ
۷۷..... یاد آنے پر نماز پڑھنے کا بیان	باب: الْإِزْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ
باب: وَقْتُ الصَّلَاةِ فِي الْعُذْرِ وَالضَّرُورَةِ	۶۰..... یہ باب گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرنے کے بیان میں ہے
یہ باب عذر یا ضرورت کی حالت میں نماز کے وقت میں	

۹۵ باب اذان میں ترجیح کے بیان میں ہے	۷۸ ہے
۹۷ اذان میں ترجیح سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان	۷۸ عذر کے زائل ہونے پر جواز بہ سبب عذر لغو ہو جانے کا بیان
۹۸ اذان و اقامت کے کلمات کے جملہ ہونے میں مذاہب	۷۸ ابطال تہتم کا بیان
۹۹ اربعہ	۷۸ اصلی کی شہادت کا بیان
۹۹ اذان و اقامت کے کلمات کا بیان	۷۸ سمجھوروں کی بیخ منع و جواز کا بیان
۹۹ اذان میں کلمہ اول کو چار بار کہنے سے متعلق مذاہب اربعہ	۷۹ وقت جانے سے پہلے پہلے ایک رکعت پالینے کا بیان
۱۰۰ کا بیان	۷۹ طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت پالینے کا بیان
	باب: اَلْأَذَانُ فِي السُّنَّةِ		باب: النَّهْيُ عَنِ النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَعَنِ الْحَدِيثِ بَعْدَهَا
۱۰۰ یہ باب اذان کے طریقے کے بیان میں ہے	 یہ باب عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کی ممانعت کے بیان میں ہے
۱۰۰ انگلیاں کان میں ڈال کر اذان پڑھنے کا بیان	۸۱ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کی کراہت کا بیان
۱۰۱ معدوم علت کے باوجود حکم پر عمل کا جاری ہونا	۸۱ عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کی ممانعت کا بیان
۱۰۲ نماز اور روزے کی خصوصیات کا بیان	۸۲ عشاء کے بعد مہمانوں سے ہم کلام ہونے کا بیان
۱۰۲ اقامت کو مؤخر کرنے کا بیان	۸۲ عشاء کے دینی مسائل میں کلام کرنے کا بیان
۱۰۳ نماز فجر کیلئے تہیہ کا بیان	۸۳ باب: النَّهْيُ أَنْ يُقَالَ صَلَاةُ الْعَتَمَةِ
۱۰۳ فقہ حنفی کی کتب سے مسئلہ تہیہ کی اباحت کا بیان	۸۳ یہ باب نماز "عتمہ" کہنے کی ممانعت کے بیان میں ہے
۱۰۴ فجر کی اذان میں الصلوة خیر من النوم کہنے کا بیان	۸۳ عتمہ کے معنی و مفہوم کا بیان
۱۰۵ اذان والے کیلئے حق اقامت ہونے کا بیان	۸۵ عشاء کی نماز میں تاخیر کرنے کا بیان
	باب: مَا يُقَالُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ	
 یہ باب مؤذن اذان دے تو کیا پڑھا جائے؟ کے بیان میں ہے	
۱۰۵ اذان کا جواب دینے کا بیان	۸۷ کتاب اَلْأَذَانُ وَالسُّنَّةُ فِيهِ
۱۰۷ مؤذن کے جواب کلمات اذان پڑھنے کا بیان	۸۷ یہ کتاب اذان اور اس میں طریقہ سنت کے بیان میں ہے
۱۰۷ اذان کا جواب دینے کی فضیلت کا بیان	 اذان کے معنی و مفہوم کا بیان
۱۰۹ اذان کے بعد دعا مانگنے کی فضیلت کا بیان		باب: بَدْءُ الْأَذَانِ
۱۰۹ اللہ تعالیٰ کی حمد اور مقام محمود کا بیان	۸۸ یہ باب اذان کے آغاز کے بیان میں ہے
۱۱۰ اذان میں نام محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کا بیان	۹۱ اذان کی مشروعیت کا بیان
۱۱۰ سنت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۹۲ خواب صحابہ اور کلمات اذان کا بیان
۱۱۰ شفاعت حلال ہوگئی	۹۳ اچھے خواب کی فضیلت کا بیان
۱۱۱ مفتی مکہ کا فتویٰ	 خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کا بیان
			باب: الْقَرَجِيمُ فِي الْأَذَانِ

۱۲۲	مسجد بنانے والے کیلئے جنت میں گھر بنوانے کا بیان	۱۲۲	باب: فَضْلُ الْاِذَاانِ وَكُوَابِ التَّوَلُّدِ
۱۲۳	اللہ کی رضا کیلئے مسجد پر نیک کام کرنے کا بیان	۱۲۳	یہ باب اذان کی فضیلت اور مؤذنین کے ثواب کے بیان میں ہے
	باب: تَشْهِيْدُ الْمَسْجِدِ	۱۱۱	مؤذن کیلئے قیامت کے دن گواہی کا بیان
۱۲۴	یہ باب مساجد کو پختہ بنانے کے بیان میں ہے	۱۱۱	مؤذن کیلئے ہر خشک وتر کی چیزوں کی دعا کا بیان
۱۲۴	مساجد کے ذریعے غر و تکبر کرنے والوں کا بیان	۱۱۲	قیامت کے دن مؤذنین کی گردنوں کے لمبا ہونے کا بیان
۱۲۴	مساجد کی سجاوٹ کرنے کا بیان	۱۱۲	بہترین لوگوں کو اذان کیلئے منتخب کرنے کا بیان
	باب: اَيَّنَ يَجُوزُ بِنَاءُ الْمَسْجِدِ	۱۱۳	سات سال اذان پڑھنے کی فضیلت کا بیان
۱۲۵	یہ باب کہاں مسجد بنائی جانے کے بیان میں ہے	۱۱۳	بارہ سال تک اذان پڑھنے کی فضیلت کا بیان
۱۲۶	مسجد نبوی ﷺ کا مقام	۱۱۴	دعا قبول: دُنْیَا کے اوقات کا بیان
۱۲۷	قبیلہ بنو نجار کے فضائل کا بیان	۱۱۴	باب: اِفْرَادُ الْاِقَامَةِ
	باب: الْمَوَاضِعُ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ	۱۱۴	یہ باب صرف اقامت کے بیان میں ہے
	یہ باب ان مقامات کے بیان میں ہے جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۱۱۵	کلمات اقامت و اذان میں فقہاء احناف و شوافع کا اختلاف
۱۲۷	قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان	۱۱۵	دلائل
۱۲۸	سات مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان	۱۱۶	کلمات اقامت کے جفت ہونے سے متعلق احادیث کا بیان
	باب: مَا يُكْرَهُ فِي الْمَسْجِدِ	۱۱۶	باب: اِذَا اُذِّنَ وَاَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا تُعْرُجْ
۱۲۸	یہ باب مساجد امور مکروہ کے بیان میں ہے	۱۱۷	یہ باب جب اذان ہو رہی ہو اور تم مسجد میں موجود ہو تو باہر نہ جانے کے بیان میں ہے
۱۳۰	مسجد کو بہ طور راستہ استعمال نہ کرنے کا بیان	۱۱۷	اذان کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر جانے کی ممانعت کا بیان
۱۳۰	مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت کا بیان	۱۱۸	باب: اِذَا اُذِّنَ وَاَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا تُعْرُجْ
۱۳۱	بچوں اور پاگلوں کو مساجد سے دور رکھنے کا بیان	۱۱۸	کتاب المساجد والجماعات
	باب: النَّوْمُ فِي الْمَسْجِدِ	۱۱۹	مساجد اور جماعتوں کے بارے میں روایات
۱۳۲	یہ باب مسجد میں سو جانے کے بیان میں ہے	۱۱۹	مسجد میں آنے والے کی فضیلت کا بیان
	باب: اَيُّ مَسْجِدٍ وَضِعَ اَوَّلُ	۱۱۹	مسجد کی تعریف
	یہ باب کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی کے بیان میں ہے	۱۱۹	مسجد اور اس امت کی خصوصیات
	باب: الْمَسَاجِدُ فِي الدُّوَرِ	۱۲۰	آداب مسجد
	یہ باب گھر میں نماز کے لیے جگہ مخصوص کر لینے کے بیان میں ہے		باب: مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا
۱۳۲	نسبت والی جگہ اور عبادت الہی کا بیان	۱۲۱	یہ باب اللہ کی رضا کیلئے مسجد بنانے والے کے بیان میں ہے

۱۵۱	بیان	بَابُ: تَعْلِيمُ التَّسْبِيحِ وَتُكْبِيهَا
۱۵۱	اقامت کے وقت کب کھڑے ہونے کا بیان	یہ باب مسجد کی صفائی اور اسے خوشبو سے آراستہ کرنے کے
۱۵۲	کیا ہے؟	بیان میں ہے
۱۵۳	حضور ﷺ اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل و اقوال	مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت کا بیان
۱۵۳	امام حسین رضی اللہ عنہ کا عمل	مسجد میں روشنی کرنا، چٹائی بچھانا اور مسجد کی صفائی کرنے پر
۱۵۳	حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل	ثواب
۱۵۳	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تاکید	بَابُ: تَكْرَاهِيَةُ الدُّعَاءِ فِي التَّسْبِيحِ
۱۵۳	صحابہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول	یہ باب مسجد میں ہلچل مچانے کی کراہت کے بیان میں ہے
۱۵۳	صحابہ و اکابر تابعین کا مذہب	مسجد کی دیواروں کے احترام کا بیان
۱۵۵	تابعی حضرت ابواسحاق علیہ الرحمہ کا عمل	مسجد میں خوشبو لگانے کا بیان
۱۵۵	مشہور تابعی حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا فتویٰ و عمل	نمازی کا سامنے کی جانب تھوکنے کی ممانعت کا بیان
۱۵۵	امام حسن بصری علیہ الرحمہ کے اقوال و اعمال	مسجد کی دیواروں کو صاف رکھنے کا بیان
۱۵۵	خلیفہ راشد و اول تابعی، امیر المومنین عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ	بَابُ: النَّهْيُ عَنْ اِنْشَادِ التَّوَاتِلِ فِي التَّسْبِيحِ
۱۵۵	کافرمان	یہ باب مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے کی ممانعت میں
۱۵۵	حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا عمل	ہے
۱۵۶	تابعی جلیل امام الفقہاء امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا مذہب	بَابُ: الصَّلَاةُ فِي اَعْطَانِ الْاَبْلِ وَمُرَاحِ الْغَنَمِ
۱۵۶	امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ کا اعلان حق	یہ باب اونٹوں کے باڑے یا بکریوں کے باڑے میں نماز ادا
۱۵۶	علامہ انور شاہ کشمیری کا اعتراف حق	کرنے کے بیان میں ہے
۱۵۶	مفتی عزیز الرحمن کا اعتراف حق	اونٹ اور شیاطین کا بیان
۱۵۶	مفتی فرید اکوڑہ خٹک کا اعتراف حق	بَابُ: الدُّعَاءُ عِنْدَ دُخُولِ التَّسْبِيحِ
۱۵۶	مفتی محمد شفیع کا اعتراف حق	یہ باب مسجد میں داخل ہونے کی دعا کے بیان میں ہے
۱۵۸	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	مسجد میں داخل ہونے سے پہلے نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجنے
۱۵۸	اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں	کا بیان
۱۵۹	مسجد کی جانب زیادہ قدم چل کر جانے کی فضیلت کا بیان	درود و سلام کی فضیلت کے واقعات کا بیان
۱۶۰	سخت سردی یا مشقت میں وضو کرنے کی فضیلت کا بیان	مسجد میں داخل ہوتے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا بیان
۱۶۱	اذان سن کر نماز کی جانب چلے آنے کا بیان	بَابُ: الْمَشْيُ إِلَى الصَّلَاةِ
۱۶۱	گھر سے آنے والے نمازی کی دعا کا بیان	یہ باب نماز کے لیے چل کر جانے کے بیان میں ہے
	رات کی تاریکی میں مسجد کی جانب چلنے والے کیلئے نور ہونے	وضو کر کے مسجد کی جانب چلنے کی فضیلت کا بیان
		اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہونے والے کیلئے حکم کا

کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا

یہ کتاب نماز کو قائم کرنے اور اس کے طریقہ سنت کے بیان

۱۸۰ میں ہے

۱۸۰ قیام نماز کا بیان

۱۸۰ حضرت حاتم اہم علیہ الرحمہ کی نماز کا بیان

۱۸۱ نماز کے فوائد کا بیان

باب : اَفْتَحِ الصَّلٰوۃ

۱۸۲ یہ باب نماز کی ابتداء کے بیان میں ہے

۱۸۲ نماز کی ابتداء اور خوف خدا کی کیفیت کا بیان

۱۸۲ صرف تکبیر تحریرہ کے وقت رفع یدین کرنے کا بیان

۱۸۲ تکبیر تحریرہ کی وجہ تسمیہ کا بیان

۱۸۳ تکبیر تحریرہ کی فرضیت کا بیان

۱۸۳ تکبیر تحریرہ کے بدلے میں الفاظ ادا کرنے کا بیان

۱۸۳ نماز کے شروع میں ثناء پڑھنے کا بیان

۱۸۳ نماز میں چھینک آجانے کا بیان

۱۸۸ کلمات ثناء کا بیان

۱۸۸ نماز کے شروع میں دعاؤں سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

باب : اِلِسْتَعَاذَۃٌ فِی الصَّلٰوۃ

۱۸۹ یہ باب نماز میں استعاذہ پڑھنے کے بیان میں ہے

۱۹۰ شیطان مردود کے شر سے بچنے کی دعا مانگنے کا بیان

۱۹۰ نماز میں بسم اللہ پڑھنے کے فقہی احکام کا بیان

۱۹۱ نماز میں قرات تسمیہ کے حکم سر کی کا بیان

باب : وَضَعِ الْیَمِیْنِ عَلٰی الشِّمَالِ فِی الصَّلٰوۃ

یہ باب نماز کے دوران دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کے

۱۹۳ بیان میں ہے

۱۹۳ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا بیان

۱۹۳ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے میں دلائل اور ان کا تجزیہ کا بیان

۱۹۶ امام مالک علیہ الرحمہ سے عدم ارسال کی روایات کا بیان

۱۹۶ نماز میں ہاتھ باندھنے کے فقہی دلائل کا بیان

۱۶۲ کا بیان

۱۶۲ اندھیرے میں مسجد کی جانب چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

باب : اَلَا یُعَدُّ کَالَا یُعَدُّ مِنَ الْمَسْجِدِ اَعْظَمُ اَجْرًا

یہ باب مسجد کی طرف زیادہ دوز سے آنے کے سبب ثواب کے

۱۶۳ بیان میں ہے

۱۶۵ اعمال کی طرح اعمال کے اثرات بھی لکھے جاتے ہیں

باب : فَضْلُ الصَّلٰوۃِ فِی جَمَاعَۃٍ

۱۶۶ یہ باب باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت میں ہے

۱۶۷ جماعت کے وجوب سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

۱۶۷ جماعت کے بعض احکام و مسائل کا بیان

نماز بہ جماعت ادا کرنے والے کیلئے ستائیں درجے ثواب

۱۶۹ میں اضافہ ہونے کا بیان

باب : التَّغْلِیْظُ فِی التَّحَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَۃِ

یہ باب جماعت میں شریک نہ ہونے کی شدید مذمت میں

۱۷۰ ہے

نماز باجماعت ادا نہ کرنی والوں کیلئے وعید کا بیان

۱۷۰ تاہم افراد کیلئے بھی نماز بہ جماعت ادا کرنے کا بیان

۱۷۱ ترک جماعت کے اعذار کا بیان

۱۷۲ ترک جماعت والوں کے دلوں پر مہر لگانے کا بیان

۱۷۳ ترک جماعت کے سبب وعید کا بیان

باب : صَلٰوۃُ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِی جَمَاعَۃٍ

یہ باب عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بیان

۱۷۴ میں ہے

باب : لُزُومُ الْمَسْجِدِ وَالْإِیْتِمَارُ الصَّلٰوۃِ

یہ باب مسجد میں رہنے اور نماز کا انتظار کرنے میں ہے

۱۷۵ نماز پڑھ کر نماز والی جگہ پر بیٹھنے رہنے کی فضیلت کا بیان

۱۷۵ مسجد میں نماز پڑھنے اور ذکر کرنے کی فضیلت کا بیان

۱۷۶ مسجد کی خبر گیری کرنے والے کے ایمان کی گواہی کا بیان

۱۷۷ مسجدوں کو آباد رکھنے والوں کی فضیلت کا بیان

۲۰۹	مغرب کی نماز میں سورت طور کی تلاوت کرنے کا بیان	۱۹۶	ارسال والی روایت کی سند میں ضعف کا بیان
	بَابُ: الْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ	۱۹۷	نماز میں ہاتھ باندھنا قیام کی صفت ہے
۲۱۰	یہ باب عشاء کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے		امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک ارسال عزیمت جبکہ اعمار رخصت ہے
	بَابُ: الْقِرَاءَةُ خَلْفَ الْإِمَامِ	۱۹۷	
۲۱۱	یہ باب امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بیان میں ہے		بَابُ: الْهِتَاحِ الْقِرَاءَةِ
۲۱۲	نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان	۱۹۷	یہ باب قرأت کا آغاز کرنے کے بیان میں ہے
۲۱۳	سورت فاتحہ مقتدی کو پڑھنی چاہئے یا نہیں	۱۹۸	نماز میں قرأت کا آغاز الحمد للہ سے کرنے کا بیان
۲۱۴	مقتدی کی نماز کے طریقے کا بیان	۱۹۹	نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھنے کا بیان
۲۱۵	آخری دو رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان		بسم اللہ کا فاتحہ کے جز ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان
	بَابُ: لَوْ سَكَتَ الْإِمَامُ	۲۰۰	
۲۱۹	یہ باب امام کا دو مرتبہ سکتہ کرنے کے بیان میں ہے		بَابُ: الْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ
	بَابُ: إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا	۲۰۱	یہ باب فجر کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے
	یہ باب جب امام قرأت کرے تو خاموش رہنے کے حکم میں	۲۰۲	فجر کی نماز میں سورہ مؤمنوں کی قرأت کرنے کا بیان
۲۱۹	ہے		بَابُ: الْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
۲۱۹	امام کے پیچھے قرأت سے ممانعت کا بیان		یہ باب جمعے کے دن فجر کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے
	قرآن کی قرأت کے وقت خاموش رہنے اور سننے کے حکم کا	۲۰۲	
۲۲۰	بیان		بَابُ: الْقِرَاءَةُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
۲۲۱	آیت قرأت کا نماز سے متعلق ہونے کا بیان		یہ باب ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں
۲۲۲	جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ (حدیث)	۲۰۳	ہے
۲۲۲	مدرک رکوع کی رکعت کا عدم فاتحہ خلف الامام ہونے کا بیان		بَابُ: الْجَهْرُ بِالْآيَةِ أَحْيَانًا فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
	امام کے پیچھے فاتحہ اور کسی دوسری سورت کی قرأت میں		باب - ظہر یا عصر کی نماز میں بعض اوقات کوئی آیت بلند آواز میں پڑھنا
۲۲۳	مذاہب اربعہ	۲۰۶	
۲۲۳	قرأت میں منازعت کرنے سے ممانعت کا بیان	۲۰۷	ظہر کی نماز میں قرأت کرنے کا بیان
۲۲۵	جہری نمازوں میں قرأت نہ کرنے کا بیان	۲۰۷	نماز میں قرأت کرنے کے طریقے کا بیان
	امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا ثبوت آثار صحابہ سے ہونے		نماز کی رکعتوں میں قرأت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان
۲۲۵	کا بیان	۲۰۸	
	بَابُ: الْجَهْرُ بِالْأَمِينِ		بَابُ: الْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ
۲۲۶	یہ باب بلند آواز میں "آمین" کہنے کے بیان میں ہے	۲۰۸	یہ باب مغرب کی نماز میں قرأت کرنے میں ہے
	نماز میں امام و مقتدی کا آہستہ آواز سے آمین کہنے میں فقہی	۲۰۸	مغرب کی نماز میں سورت مرسلات پڑھنے کا بیان

باب: مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ	۲۲۶..... مذاہب
یہ باب جب آدمی رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے گا؟ ۲۲۷.....	۲۲۸..... آمین آہستہ کہنے کے دلائل کا بیان
رہنا لک الحمد آہستہ آواز کہنے میں اتفاق مذاہب اربعہ ۲۲۸.....	۲۲۹..... دعا میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کی جائے
مقتدی کا رہنا لک الحمد کہنے میں فقہی مذاہب ۲۲۹.....	۲۲۹..... آمین اللہ تعالیٰ کا نام ہے
باب: السُّجُود	۲۲۹..... ذکر میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کیا جائے
یہ باب سجدوں کے بیان میں ہے ۲۵۰.....	۲۳۰..... نماز میں آمین آہستہ کہا جائے
باب: التَّسْبِيحُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ	باب: رَفَعَ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ
یہ باب رکوع اور سجدے میں تسبیح پڑھنے کے بیان میں ہے ۲۵۰.....	باب 54- رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے
نماز میں تسبیح پڑھنے کا بیان ۲۵۲.....	۲۳۲..... ہوئے رفع یدین کرنا
باب: الْإِعْتِدَالُ فِي السُّجُودِ	نماز میں دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنے میں فقہی
یہ باب دو سجدوں کے درمیان اعتدال کے بیان میں ہے ۲۵۶.....	۲۳۲..... مذاہب کا بیان
سجدہ کرنے کے طریقے کا بیان ۲۵۶.....	۲۳۳..... تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ بلند کرنے میں مذاہب اربعہ
سجدے میں اعتدال اختیار کرنے کا بیان ۲۵۷.....	تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنے
باب: الْجُلُوسُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	کا بیان ۲۳۳.....
یہ باب دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے بیان میں ہے ۲۵۸.....	رفع یدین کی مستدل فعلی و مرسل و منسوخ روایات کا بیان ۲۳۳.....
سجدے میں کمر سیدھی رکھنے کا بیان ۲۵۸.....	رفع یدین کے منسوخ ہونے کا بیان ۲۳۶.....
نماز میں اتقاء کی ممانعت کا بیان ۲۵۹.....	رفع یدین کی فقہی تصریحات میں مذاہب اربعہ ۲۳۷.....
باب: مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	شارحین حدیث کے مطابق رفع یدین کی ممانعت کا بیان ۲۳۹.....
یہ باب دو سجدوں کے درمیان پڑھے جانے کے بیان میں	رفع یدین کی مواظبت والی حدیث کے من گھڑت ہونے
ہے ۲۶۰.....	کا بیان ۲۴۰.....
باب: مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ	رفع یدین کے ترک پر دلائل کا بیان ۲۴۰.....
یہ باب روایات شہد کے بیان میں ہے ۲۶۱.....	رفع یدین نہ کرنے کی قوی و ناخ روایت کا بیان ۲۴۱.....
شہد کے مفہوم کا بیان ۲۶۱.....	رفع یدین نہ کرنے پر احادیث و آثار کا بیان ۲۴۲.....
نماز میں اللہ کے نیک بندوں پر سلام بھیجنے کا بیان ۲۶۱.....	باب: الرُّكُوعُ فِي الصَّلَاةِ
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت شدہ شہد کا بیان ۲۶۳.....	یہ باب نماز میں رکوع کرنے کے بیان میں ہے ۲۴۵.....
شہد و درود پڑھنے کی فرضیت میں فقہ شافعی کا موقف	رکوع کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان ۲۴۵.....
واحسان کے دلائل کا بیان ۲۶۶.....	رکوع کرنے کے سنت طریقے کا بیان ۲۴۶.....
باب: الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	باب: وَضَعَ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ
یہ باب نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے بیان میں ہے ۲۶۷.....	یہ باب دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کے بیان میں ہے ۲۴۷.....

۲۹۳	یہ باب امام کو سلام کا جواب دینے کے بیان میں ہے	۲۶۷	صلوٰۃ و سلام سے متعلق احادیث اور آثار کا بیان
۲۹۳	مقتدی کا سلام میں امام کی نیت کرنے کا بیان	۲۷۱	درود شریف کی فضیلت
۲۹۳	نماز میں سلام و جواب کے منسوخ ہونے کا بیان	۲۷۲	درود و سلام کا طریقہ
	باب: لَا يَمُحُّصُ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالذُّعَاءِ	۲۷۵	درود شریف کے فضائل
	یہ باب امام کا اپنی ذات کیلئے دعا کو خاص نہ کرنے کے بیان میں ہے	۲۷۷	نماز میں درود و سلام بھیجنے کا بیان
۲۹۵	نماز کے بعد دعا مانگنے کا بیان	۲۸۰	نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی فضیلت کا بیان
۲۹۵	دعا کے معنی و مفہوم کا بیان	۲۸۲	درود بھولنے والے جنت کے راستے کو بھول گئے ہیں
۲۹۶	درود و سلام کے بغیر دعا رد ہو جانے کا بیان		باب: مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَالصَّلَاةِ
	باب: مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ		عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
	یہ باب سلام پھیرنے کے بعد کیا پڑھا جانے کے بیان میں ہے	۲۸۲	یہ باب تشہد میں اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے کیا پڑھا جائے؟
۲۹۷	تسبیح قاطرہ پڑھنے کی فضیلت کا بیان	۲۸۲	تشہد سے فارغ ہونے کے بعد مانگی جانے والی دعا کا بیان
۲۹۹	فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا بیان		باب: الْإِشَارَةُ فِي التَّشَهُّدِ
۳۰۱	باب: الْإِنْصِرَافُ مِنَ الصَّلَاةِ	۲۸۳	یہ باب تشہد میں اشارہ کرنے کے بیان میں ہے
	یہ باب نماز ختم ہونے کے بعد اٹھنے کے بیان میں ہے	۲۸۴	سبابہ کی تحقیق کا بیان
۳۰۳	نماز کے بعد کبھی دائیں اور کبھی بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۲۸۴	سبابہ کے متعلق فقہاء احناف کی فقہی تصریحات کا بیان
	باب: إِذَا حَضَرَتْ الصَّلَاةُ وَوُضِعَ الْعِشَاءُ	۲۸۶	تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنے کے بارے میں احادیث
۳۰۴	یہ باب نماز کے وقت کھانا آ جانے کے بیان میں ہے		تشہد میں انگلی کے اشارہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان
۳۰۵	کھانے کے وقت جماعت کے کھڑے ہو جانے کا بیان	۲۸۷	باب: التَّسْلِيمُ
	باب: الْجَمَاعَةُ فِي اللَّيْلَةِ الْبَطِيرَةِ	۲۸۹	یہ باب سلام پھیرنے کے بیان میں ہے
	یہ باب بارش والی رات میں باجماعت نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے		امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان
۳۰۶	عذر کے سبب ترک جماعت کی اباحت کا بیان	۲۸۹	سلام میں دائیں جانب اور بائیں جانب متوجہ ہونے کا بیان
	باب: مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي		باب: مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً
۳۰۶	یہ باب نمازی کیلئے سترہ بنائی جانے والی چیز کے بیان میں ہے	۲۹۱	یہ باب ایک سلام پھیرنے والے کے بیان میں ہے
۳۰۸	لکڑی کے ذریعے سترہ بنانے کا بیان	۲۹۲	دونوں جانب سلام پھیرنے سے متعلق فقہی مذاہب
۳۰۸			باب: رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ

۳۰۹.....	نیزے سے سترہ بنانے کا بیان	۳۰۹.....	یہ باب ہے کہ کس شخص کے لیے امام کے نزدیک کھڑے ہونا
۳۰۹.....	چٹائی کے ذریعے سترہ بنانے کا بیان	۳۰۹.....	مستحب ہے؟
۳۱۰.....	سترے کے طور پر لکیر کھینچنے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان	۳۱۰.....	باب: مَنْ أَحَقَّ بِالْإِمَامَةِ
۳۱۱.....	باب: الْمُرُورُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمُصَلِّي	۳۱۱.....	یہ باب ہے کہ کون شخص امامت کا زیادہ حقدار ہے؟
۳۱۱.....	یہ باب نمازی کے سامنے سے گزرنے کے بیان میں ہے	۳۱۱.....	منصب امامت کا بیان
۳۱۱.....	چالیس سال تک نمازی کے انتظار کرنے کا بیان	۳۱۱.....	مستحق امامت سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان
۳۱۲.....	باب: مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ	۳۱۲.....	باب: مَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ
۳۱۲.....	یہ باب نماز کو توڑ دینے والی چیزوں کے بیان میں ہے	۳۱۲.....	یہ باب ہے کہ امام پر کیا چیز لازم ہوتی ہے؟
۳۱۲.....	باب: إِذَا مَا اسْتَطَعْتَ	۳۱۲.....	امامت میں غلطی کا وبال امام پر ہونے کا بیان
۳۱۲.....	یہ باب نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو ممکن حد تک	۳۱۲.....	باب: مَنْ أَمَرَ قَوْمًا فَلْيُخَوِّفْ
۳۱۲.....	دور کرنے کے بیان میں ہے	۳۱۲.....	یہ باب ہے کہ جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اسے مختصر نماز
۳۱۲.....	سترہ سے متعلق بعض فقہی احکام کا بیان	۳۱۲.....	پڑھانی چاہئے
۳۱۲.....	باب: مَنْ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ	۳۱۲.....	باب: الْإِمَامُ يُخَوِّفُ الصَّلَاةَ إِذَا حَدَّثَ أَمْرٌ
۳۱۲.....	یہ باب جو شخص نماز ادا کرے اور اس کے اور قبلے کے درمیان	۳۱۲.....	یہ باب ہے کہ جب کوئی ضرورت پیش آجائے تو امام نماز مختصر
۳۱۲.....	کوئی چیز ہو	۳۱۲.....	کروے
۳۱۲.....	باب: النَّهْيُ أَنْ يُسَبِّحَ الْإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالْجُودِ	۳۱۲.....	باب: إِقَامَةُ الصُّفُوفِ
۳۱۲.....	یہ باب امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جانے کی ممانعت	۳۱۲.....	یہ باب صفیں درست کرنے کے بیان میں ہے
۳۱۲.....	کے بیان میں ہے	۳۱۲.....	باب: فَضْلُ الصَّفِّ الْمَقْدَّمِ
۳۱۲.....	امام سے پہلے رکوع میں جانے اور سب سے پہلے صورت کے واقعہ کا	۳۱۲.....	یہ باب اگلی صف والوں کی فضیلت میں ہے
۳۱۲.....	بیان	۳۱۲.....	پہلی صف والوں کیلئے تین مرتبہ دعائے مغفرت ہونے کا
۳۱۲.....	باب: مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ	۳۱۲.....	بیان
۳۱۲.....	یہ باب نماز میں امور مکروہ کے بیان میں ہے	۳۱۲.....	پہلی صف والوں کی فضیلت کا بیان
۳۱۲.....	نماز میں مکروہ افعال کا بیان	۳۱۲.....	باب: صُفُوفُ النِّسَاءِ
۳۱۲.....	باب: مَنْ أَمَرَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارَهُونَ	۳۱۲.....	یہ باب خواتین کی صفوں کے بیان میں ہے
۳۱۲.....	یہ باب جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اور وہ لوگ اسے	۳۱۲.....	باب: الصَّلَاةُ بَيْنَ السَّوَارِي فِي الصَّفِّ
۳۱۲.....	ناپسند کرتے ہوں	۳۱۲.....	یہ باب صف میں موجود ستونوں کے درمیان نماز ادا کرنے
۳۱۲.....	باب: الْاِثْنَانِ جَمَاعَةً	۳۱۲.....	میں ہے
۳۱۲.....	باب - دو آدمی بھی جماعت ہوتے ہیں	۳۱۲.....	باب: صَلَاةُ الرَّجُلِ خَلْفَ الصَّفِّ وَخَلْفَهُ
۳۱۲.....	باب: مَنْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ	۳۱۲.....	یہ باب آدمی کا صف کے پیچھے تھا کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے

۳۵۸	بچے کا فیصلہ اور اجتہاد کا بیان	۳۳۲	میں ہے
۳۵۹	چار رکعات چار سمتوں کی طرف پڑھنے کا بیان	۳۳۳	اکیلے صف میں نمازی کی نماز کے بارے میں مذاہب اربعہ
۳۵۹	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پہلے اجتہاد کو منسوخ نہیں کیا		بَابُ: فَضْلِ مَيِّتَةِ الصَّفِّ
۳۵۹	تین جہت کعبہ کیلئے محراب کے استعمال میں فقہی تصریحات		یہ باب صف کے دائیں طرف والے حصے کی فضیلت میں
	بَابُ: الْمُصَلِّي يَتَنَحَّضُ	۳۳۳	ہے
۳۶۰	یہ باب نمازی کا تھوک پھینکنے کے بیان میں ہے		بَابُ: الْقِبْلَةُ
	بَابُ: مَنَعَ الْحَضَى فِي الصَّلَاةِ	۳۳۵	یہ باب قبلہ کے بارے میں ہے
	یہ باب نماز کے دوران کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کے بیان	۳۳۵	مقام ابراہیم علیہ السلام اور اہل ایمان کیلئے جائے نماز کا بیان
۳۶۲	میں ہے	۳۳۵	مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنانے کا بیان
۳۶۳	نمازی کے سامنے رحمت ہونے کا بیان	۳۳۷	تبدیلی قبلہ کا بیان
	بَابُ: الصَّلَاةُ عَلَى الْعُمُرَةِ		بَابُ: مَنْ قَطَعَ السَّجْدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَرْكَعَهُ
۳۶۳	یہ باب چٹائی پر نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے		یہ باب ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہو وہ اس وقت نہ بیٹھے
	بَابُ: السُّجُودُ عَلَى الْقِيَابِ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ	۳۵۰	(جب تک وہ) دو رکعات ادا نہیں کر لیتا
	یہ باب گرمی یا سردی میں کپڑوں پر سجدہ کرنے کے بیان	۳۵۰	نماز تحیت الوضو یا تحیت المسجد کا بیان
۳۶۳	میں ہے		بَابُ: مَنْ أَكَلَ الثُّومَ فَلَا يَقْرَبَنَّ السَّجْدَ
	بَابُ: التَّشْيِيزُ لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ	۳۵۱	یہ باب ہے کہ جو شخص لہسن کھالے وہ مسجد کے قریب نہ آئے
	یہ باب ہے (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) نماز کے دوران		بَابُ: الْمُصَلِّي يُسَلِّمُ عَلَيْهِ كَيْفَ يَرُودُ
	”سبحان اللہ“ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے		یہ باب ہے کہ جب کسی نمازی کو سلام کیا جائے تو وہ کیسے
۳۶۵	کا حکم خواتین کے لیے ہے	۳۵۳	جواب دے؟
	بَابُ: الصَّلَاةُ فِي النَّعَالِ	۳۵۳	نماز میں سلام کا جواب دینے کی ممانعت کا بیان
۳۶۶	یہ باب جوتے پہن کر نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے		بَابُ: مَنْ يُصَلِّي يَغْيِرُ الْقِبْلَةَ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ
	جوتے پہن کر نماز پڑھنے سے متعلق غیر مقلدین کے موقف		یہ باب کہ جو شخص لاعلمی کی وجہ سے قبلہ کی بجائے دوسری
۳۶۷	کا بیان	۳۵۵	طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہا ہو
	جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم حالت عذر پر محمول ہونے کا		تحریر کی صورت میں تبدیلی جہت میں امام شافعی کے
۳۶۷	بیان	۳۵۶	موقف اعادہ نماز کا جواب
	بَابُ: كَفَّ الشَّعْرَ وَالثَّوْبَ فِي الصَّلَاةِ		ایک اجتہاد کا دوسرے اجتہاد کو منسوخ نہ کرنے کا قاعدہ
	یہ باب نماز کے دوران کپڑوں یا بالوں کو سینے کے بیان میں	۳۵۷	فقہیہ
۳۶۸	ہے	۳۵۷	اجتہاد کے معنی و مفہوم کا بیان
۳۶۹	کف شعر کے بارے میں دلائل شرعیہ کا بیان	۳۵۷	اجتہاد کے ثبوت کا بیان

۳۹۳	یہ باب سفر کے دوران قصر نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے	۳۷۱	کف شر کے متعلق اقوال فقہاء کرام کا بیان
۳۹۳	قصر کے وجوب یا رخصت ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان	باب: الْخُشُوعُ فِي الصَّلَاةِ	
۳۹۷	مسافت سفر کے بارے میں فقہی مذاہب اربعہ	۳۷۲	باب - نماز کے دوران خشوع و خضوع اختیار کرنا
۳۹۷	میل کی مسافت کا بیان	۳۷۲	نماز میں خشوع و خضوع سے متعلق احادیث و آثار کا بیان
	حالت سفر میں پوری نماز پڑھنے سے متعلق فقہ شافعی اور اس	۳۷۲	نماز میں خشوع و خضوع
۳۹۷	کی دلیل و جواب	۳۷۳	نماز میں دائیں بائیں دیکھنا شیطانی اثر ہے
۳۹۸	فقہاء شوافع کی دوسری دلیل اور اس کا جواب	۳۷۵	قرب قیامت علم کو اٹھایا جائے گا
۳۹۹	قصر صرف چار رکعتوں والی نمازوں ہی میں جائز ہے	۳۷۶	نماز کے آداب کا بیان
	باب: الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ	۳۷۸	نماز کی جماعت میں بدترین صف آخری صف ہے
	یہ باب سفر کے دوران دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے میں	باب: الصَّلَاةُ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ	
۴۰۰	ہے	یہ باب ایک ہی کپڑے میں نماز ادا کرنے کے بیان میں	
۴۰۱	نمازوں میں جمع صوری کا بیان	۳۸۰	ہے
	باب: التَّطَوُّعُ فِي السَّفَرِ	باب: سُجُودُ الْقُرْآنِ	
۴۰۲	یہ باب سفر کے دوران نوافل ادا کرنے میں ہے	۳۸۲	یہ باب سجود قرآن کے بیان میں ہے
۴۰۲	سفر میں نوافل پڑھنے میں فقہی مذاہب کا بیان	۳۸۲	سجدہ کرنے کے وقت شیطان کے رونے کا بیان
۴۰۳	سفر میں نوافل و سنن پڑھنے کا بیان	۳۸۲	قرآن میں آیات سجدہ کی تفصیل کا بیان
	باب: كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ السَّافِرُ إِذَا أَقَامَ بِبَلَدٍ	۳۸۴	سجدہ تلاوت کے وجوب میں فقہ حنفی و شافعی کا اختلاف کا
	یہ باب ہے کہ جب کوئی مسافر کسی شہر میں مقیم ہو جائے تو وہ	بیان	
۴۰۳	کتنا عرصہ قصر نماز ادا کرے گا؟	باب: عَدَدُ سُجُودِ الْقُرْآنِ	
۴۰۴	مسافر اور قصر سے متعلق فقہی احکام کا بیان	۳۸۵	یہ باب سجود قرآن کی تعداد میں ہے
۴۰۶	مدت اقامت کا بیان	۳۸۷	سجود تلاوت کی آیات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ
۴۰۶	سفر کی مدت اقامت میں فقہی مذاہب اربعہ	باب: اِتِّمَامُ الصَّلَاةِ	
	باب: مَا جَاءَ فِيهِ تَرْكُ الصَّلَاةِ	۳۸۷	یہ باب نماز کو مکمل کرنے کے بیان میں ہے
۴۰۸	یہ باب نماز کو ترک کرنے والے کے بیان میں ہے	۳۸۷	نماز میں اعتدال ارکان کا بیان
۴۰۹	ترک نماز پر وعید کا بیان	۳۸۸	نماز میں اطمینان کے واجب ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان
	باب: فِي فَرْضِ الْجُمُعَةِ	۳۹۰	نماز کے طریقے کا بیان
۴۱۰	یہ باب جمعہ کے فرض ہونے کے بیان میں ہے	۳۹۱	قعدے میں بیٹھنے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان
۴۱۰	لفظ جمعہ کی وجہ تسمیہ اور معنی و مفہوم کا بیان	۳۹۲	طریقہ نماز کا بیان
۴۱۱	خطبہ جمعہ میں وعظ کرنے کا بیان	باب: تَقْصِيرُ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ	

۴۱۳	امت مسلمہ کا شرف اور جمعہ کا بیان	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	یہ باب جمعہ کے دن خطبہ دینے کے بیان میں ہے
۴۱۵	یہ باب جمعہ کی فضیلت کے بیان میں ہے	بَابُ: فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ	لفظ خطبہ کے معنی و مفہوم کا بیان
۴۱۶	جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی سے متعلق اقوال کا بیان	۴۱۶	دونوں خطبات کے درمیان کچھ دیر بیٹھنے کا بیان
۴۱۷	جمعہ کے دن صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا بیان	۴۱۷	سیاہ عمامہ باندھ کر خطبہ دینے کا بیان
۴۱۸	نماز جمعہ کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان	۴۱۸	کھڑے ہو کر خطبہ دینے کا بیان
۴۱۸	یہ باب جمعہ کے دن غسل کرنے کے بیان میں ہے	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	عصا پکڑ کر خطبہ دینے کا بیان
۴۱۹	جمعہ کے آداب و فضیلت کا بیان	۴۱۸	خطبہ کے وقت مسجد میں حاضر رہنے کے حکم کا بیان
۴۱۹	خطبہ جمعہ کے آداب کا بیان	۴۱۹	خطبہ اور اس کے وقت سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان
۴۲۱	غسل جمعہ کے واجب ہونے میں فقہاء مالکیہ و حنفیہ کا موقف و دلیل	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۲	غسل جمعہ کے سنت ہونے میں احتلاف کی دلیل	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۳	وجوب غسل جمعہ اثقائے علت کی وجہ ساقط ہو گیا	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۳	علامہ ابن عبد البر مالکی کا موقف	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۳	حکم منسوخ کی بقاء کا قاعدہ فقہیہ	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۳	حکم کی انتہاء علت کی انتہاء پر ہوتی ہے (قاعدہ فقہیہ)	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۴	یہ باب اس بارے میں رخصت کے بیان میں ہے	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۴	نماز جمعہ پڑھنے کے سبب گناہوں کی بخشش ہو جانے کا بیان	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۵	جمعہ کے غسل کی فضیلت کے زیادہ ہونے کا بیان	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۵	یہ باب جمعے کے لیے جلدی جانے کے بیان میں ہے	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۶	یہ باب جمعہ کے دن زینت اختیار کرنے کے بیان میں ہے	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۷	زینت اختیار کرنے کا بیان	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۲۸	پاکیزہ روزی کھانے کا حکم	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے
۴۳۰	یہ باب جمعہ کے وقت کے بیان میں ہے	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجَارَةِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا	یہ باب جمعہ کا خطبہ فورے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے

- ۳۵۵ جائے؟
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي إِذَا أُقِمَّتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا
 الْمَكْتُوبَةُ
 یہ باب ہے کہ حدیث نبوی ہے ”جب نماز کے لیے اقامت
 کہہ دی جائے.....“
 ۳۵۶
 ۳۵۶
 بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَنْ قَاتَلَهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ
 مَتَى يَقْضِيهِمَا
 یہ باب ہے کہ جس شخص کی فجر سے پہلے کی دو سنتیں فوت ہو
 جائیں وہ ان کی قضاء کب کرے گا؟
 ۳۵۷
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ الرَّكْعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ
 یہ باب ظہر سے پہلے کی چار رکعات پڑھنے کے بیان میں
 ۳۵۸ ہے
 ۳۵۸ ظہر کے وقت سنن و نوافل کی فضیلت کا بیان
 سورج ڈھلنے پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے کا بیان ۳۵۸
 بَابُ: مَنْ قَاتَلَهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ
 یہ باب ہے کہ جس شخص کی ظہر سے پہلے کی چار رکعات فوت
 ہو جائیں ۳۵۹
 بَابُ: فِيْمَنْ قَاتَلَهُ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ
 یہ باب ہے کہ جس شخص کی ظہر کے بعد کی دو رکعات فوت
 ہو جائیں ۳۵۹
 بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا
 یہ باب ہے کہ بعض روایات میں یہ منقول ہے آدمی ظہر سے
 پہلے چار رکعات ادا کرے ۳۶۰
 اور اس کے بعد بھی چار رکعات ادا کرے ۳۶۰
 بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ
 یہ باب ہے کہ دن کے وقت کون سے نوافل کی ادائیگی کو
 مستحب قرار دیا گیا ہے ۳۶۰
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ
- ۳۴۳ یہ باب ہے کہ جو شخص کسی عذر کے بغیر جمعہ کو چھوڑ دے
 ۳۴۳ ترک جمعہ پر سخت وعید کا بیان
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ
 یہ باب جمعہ سے پہلے نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے
 ۳۴۵
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ
 یہ باب جمعہ کے بعد نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے
 ۳۴۵
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْحَلَقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ
 وَالْإِخْتِبَاءِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ
 یہ باب ہے کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلق قائم کرنا
 ۳۴۶
 ۳۴۶ احتباء کے طور پر بیٹھنا جب امام خطبہ دے رہا ہو
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
 یہ باب اذان جمعہ کے بیان میں ہے
 ۳۴۷
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ وَهُوَ يَخْطُبُ
 یہ باب ہے کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی طرف
 رخ کرنا
 ۳۴۸
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي الْجُمُعَةِ
 یہ باب ہے کہ جمعہ کے دن میں موجود اس ساعت کا بیان
 ۳۴۸ جس میں (دعا کی قبولیت کی) امید کی جاسکتی ہے
 ۳۴۹ جمعہ کے دن ساعت قبولیت دعا کا بیان
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ
 یہ باب بارہ سنتوں کے بارے میں روایات کے بیان میں
 ۳۵۱ ہے
 ۳۵۲ فقہ حنفی کے مطابق سنتوں کی تفصیلی تعداد کا بیان
 ۳۵۲ دن رات کے نوافل میں فقہی مذاہب کا بیان
 ۳۵۳ دن رات میں بارہ رکعات نوافل کی فضیلت کا بیان
 بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ
 یہ باب فجر سے پہلے کی دو رکعات سنتوں کے بیان میں ہے
 ۳۵۳
 بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَا يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ
 یہ باب ہے کہ فجر سے پہلے کی دو رکعات میں کیا تلاوت کیا

یہ باب مغرب سے پہلے دو رکعات ادا کرنے کے بیان میں

۳۶۱ ہے

۳۶۲ فرائض مغرب سے پہلے نفل پڑھنے کی ممانعت کا بیان

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کے بعد دو رکعات ادا کرنے کے بیان میں

۳۶۳ ہے

بَابُ: مَا يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ باب ہے کہ مغرب کے بعد کی دو رکعات میں کوئی سورت

۳۶۳ کی تلاوت کی جائے؟

بَابُ: مَا جَاءَ فِي السَّيِّئَاتِ رُكْعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کے بعد چھ رکعات ادا کرنے کے بیان میں

۳۶۴ ہے

۳۶۴ نماز ادائین کی فضیلت کا بیان

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ

۳۶۵ باب وتر کے بارے میں روایات

۳۶۵ لفظ کے معنی و مفہوم کا بیان

بَابُ: مَا جَاءَ فِيهَا يُقْرَأُ فِي الْوُثْرِ

۳۶۷ یہ باب ہے کہ وتر کی نماز میں کیا تلاوت کیا جائے؟

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ بِرُكْعَةٍ

۳۶۸ یہ باب ایک رکعت وتر کے بارے میں ہے

۳۶۹ نماز وتر کی رکعات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوُثْرِ

۳۷۱ یہ باب وتر کی نماز میں قنوت پڑھنے کے بیان میں ہے

۳۷۱ خیر اور شر کو موافق تقدیر بتانے کا بیان

۳۷۳ وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ ہونے پر فقہی مذاہب اربعہ

بَابُ: مَنْ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوتِ

یہ باب ہے کہ جو شخص قنوت کے لیے دونوں ہاتھ بلند نہ

۳۷۵ کرے

بَابُ: مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ

یہ باب ہے کہ جو شخص دعا مانگتے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کرے

۳۷۵ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ

یہ باب رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد قنوت پڑھنے میں

۳۷۶ ہے

۳۷۷ قنوت کو وتر میں رکوع سے پہلے پڑھنے میں مذاہب اربعہ

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ إِجْدَارَ اللَّيْلِ

۳۷۷ یہ باب رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرنے میں ہے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي مَنْ نَامَ عَنِ الْوُثْرِ أَوْ نَسِيَهُ

یہ باب ہے کہ جو شخص وتر ادا کیے بغیر سو جائے یا اسے

۳۷۸ بھول جائے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ

۳۷۹ یہ باب تین، پانچ، سات یا نو وتر کے بارے میں ہے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ فِي السَّفَرِ

۳۸۰ یہ باب سفر کے دوران وتر ادا کرنے کے بیان میں ہے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُثْرِ جَائِزًا

۳۸۱ یہ باب وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعات ادا کرنے میں ہے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصُّبْحَةِ بَعْدَ الْوُثْرِ وَبَعْدَ رُكْعَتَيْ

الْفَجْرِ

یہ باب ہے کہ وتر کے بعد یا فجر کی دو رکعات کے بعد تھوڑی

۳۸۲ دیر کے لیے لیٹ جانا

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

۳۸۳ یہ باب سواری پر وتر ادا کرنے کے بیان میں ہے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ أَوَّلَ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کرنے کے بیان

۳۸۳ میں ہے

بَابُ: السَّهْوُ فِي الصَّلَاةِ

۳۸۴ یہ باب نماز میں سو ہو جانے کے بیان میں ہے

۳۸۴ مجدد سو کرنے کا حکم کا بیان

۴۹۸	باب: مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ	۴۸۵	سجدہ سہو کی شرعی حیثیت کا بیان
۴۹۹	یہ باب نماز پر بناء قائم کرنے کے بیان میں ہے	۴۸۶	امام شافعی کے نزدیک سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنے کا حکم
۴۹۹	سواری پر نفل اور بناء کرنے کا بیان		فقہاء احناف کے نزدیک سجدہ سہو کے بعد تشهد، درود و دعا
	باب: مَا جَاءَ فِيمَنْ أَحْدَثَ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ يَتَصَرَّفُ	۴۸۶	پڑھنے کا حکم
	یہ باب ہے کہ جس شخص کو نماز کے دوران حدث لاحق ہو	۴۸۷	سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فقہی مذاہب کا بیان
۵۰۰	جائے وہ واپس کیسے جائے؟		باب: مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَهُوَ سَاهٍ
	باب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ		یہ باب ہے کہ جو شخص ظہر کی نماز میں پانچ رکعات ادا کرے
۵۰۱	یہ باب بیمار شخص کی نماز کے بیان میں ہے	۴۸۷	اور وہ بھول کر ایسا کرے
۵۰۱	مرض کے سبب عذر اباحت کا بیان	۴۸۸	پچھٹی رکعت ملا کر دو نفل بنانے کا بیان
	باب: فِي صَلَاةِ النَّائِلَةِ قَاعِدًا		باب: مَا جَاءَ فِيمَنْ قَامَ مِنَ التَّكْوِينِ سَاهِيًا
۵۰۲	یہ باب بیٹھ کر نفل نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے		یہ باب ہے کہ جو شخص دو رکعات ادا کرنے کے بعد بھول کر
	باب: صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ	۴۸۸	کھڑا ہو جائے
	باب بیٹھ کر نماز ادا کرنا کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کے		باب: مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِينِ
۵۰۳	مقابلے میں		یہ باب ہے کہ جس شخص کو نماز کے دوران شک ہو وہ یقین
۵۰۳	نصف ثواب کا حال ہوتا ہے	۴۹۰	کی طرف رجوع کرے
	باب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ		باب: مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِينِ
	صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ		یہ باب ہے کہ جس شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک
	یہ باب بیماری کے دوران نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے	۴۹۰	ہو جائے
۵۰۵	میں ہے	۴۹۱	وہ صحیح صورت کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کرے
	باب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ	۴۹۲	شک کی صورت میں کم پر بناء کرنے میں فقہی مذاہب کا بیان
	صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِهِ		باب: فِيمَنْ سَلَّمَ مِنْ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ سَاهِيًا
	یہ باب نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے ایک فرد کے پیچھے نماز		یہ باب ہے کہ جو شخص دو یا تین رکعات کے بعد بھول کر
۵۱۰	ادا کرنے میں ہے	۴۹۳	سلام پھیر دے
	باب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ		باب: مَا جَاءَ فِي سَجْدَتِي السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ
	صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِهِ		یہ باب ہے کہ سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جائے گا
	یہ باب نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے ایک فرد کے پیچھے نماز	۴۹۷	سجدہ سہو کے بعد تشهد و درود شریف پڑھنے میں مذاہب اربعہ
۵۱۰	ادا کرنے میں ہے	۴۹۸	سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فقہی مذاہب کا بیان
	باب: مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ		باب: مَا جَاءَ فِيمَنْ سَجَدَ سَاهِيًا بَعْدَ السَّلَامِ
	یہ باب فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے میں ہے		یہ باب سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرنے کے بیان میں

۵۳۱..... سورج گرہن کے اسباب کا بیان	بَابُ: مَا جَاءَ فِي قَتْلِ النُّحْيَةِ وَالْعُقُوبِ فِي الصَّلَاةِ
۵۳۲..... نماز کسوف کی ادائیگی و قرأت کا بیان	یہ باب نماز کے دوران سائب یا بھوکو مار دینے کے بیان
۵۳۳..... کسوف میں رکوع و سجود کی تعداد کا بیان	۵۱۳.....
بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ	بَابُ: النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْقَبْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ
۵۳۶..... یہ باب نماز استسقاء کے بیان میں ہے	یہ باب فجر یا عصر کے بعد کوئی نماز ادا کرنے کی ممانعت میں
۵۳۶..... استسقاء کے معنی و مفہوم کا بیان	۵۱۵.....
۵۳۶..... نماز استسقاء کی دعا اور عاجزی کا بیان	۵۱۵..... عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنے میں فقہی مذاہب اربعہ
۵۳۷..... نماز استسقاء اور چادر پھیرنے کا بیان	بَابُ: مَا جَاءَ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ
بَابُ: مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ	یہ باب ان اوقات کے بیان میں ہے جن میں نماز ادا کرنا
یہ باب بارش کے حصول کے لیے دعا مانگنے کے بیان میں	مکروہ ہے ۵۱۷.....
۵۳۹.....	اوقات ممنوعہ میں نماز کی ممانعت میں مذاہب اربعہ ۵۱۹.....
۵۳۹..... استسقاء کے مفہوم کا بیان	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ فِي كُلِّ وَاقْتٍ
۵۳۹..... نبی کریم ﷺ سے دعا کروانے کا بیان	یہ باب مکہ میں تمام اوقات میں نماز ادا کرنے کی اجازت
۵۴۰..... نماز استسقاء میں خطبہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان	۵۲۰..... میں ہے
۵۴۱..... نماز استسقاء اور خطبہ دینے کا بیان	بَابُ: مَا جَاءَ فِي إِذَا أَخْرَجُوا الصَّلَاةَ عَنْ وَطْئِهَا
۵۴۲..... نماز استسقاء کا بیان	باب 189: جو لوگ نماز کو اس کے وقت سے تاخیر سے ادا
۵۴۲..... نماز استسقاء کے دعا ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ	کریں ان کے بارے میں روایت ۵۲۱.....
بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ	بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعُخُوفِ
یہ باب نماز عیدین کے بیان میں ہے ۵۲۲.....	یہ باب نماز خوف کے بیان میں ہے ۵۲۲.....
۵۲۲..... لفظ عید کے معنی و مفہوم کا بیان	نماز خوف میں فقہی مذاہب کا بیان ۵۲۲.....
۵۲۳..... عید کے دن صدقہ و خیرات کرنے کا بیان	نماز خوف کے طریقے کا بیان ۵۲۳.....
۵۲۵..... عید کی نماز میں اذان و اقامت نہ ہونے کا بیان	نماز خوف کے طریقے میں فقہی مذاہب اربعہ ۵۲۵.....
۵۲۵..... عید کی نماز اور برائی سے روکنے کا بیان	نماز خوف اور طریقہ نماز کا بیان ۵۲۷.....
۵۲۶..... عیدین میں نماز کے خطبہ پڑھنے کا بیان	نماز خوف اور اس کے خاص طریقے کا بیان ۵۲۸.....
بَابُ: مَا جَاءَ فِي كَمِّ يُكَبِّرُ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ	بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ
یہ باب نماز عیدین میں امام کی تکبیرات کے بیان میں ہے ۵۲۷.....	یہ باب نماز کسوف کے بارے میں ہے ۵۲۸.....
۵۲۸..... عیدین کی تکبیرات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ	خسوف اور کسوف کے معنی و مفہوم کا بیان ۵۲۹.....
بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ	الصلوة الجامعة کہنے کا بیان ۵۲۹.....
یہ باب عیدین کی نماز میں قرأت کے بیان میں ہے ۵۲۹.....	گرہن کی نماز کے حکم کا بیان ۵۳۰.....

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ فِي الْيَوْمَيْنِ

یہ باب عیدین میں خطبہ دینے کے بارے میں ہے..... ۵۵۰

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِظْهَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کے بعد خطبے کا اظہار کرنے کے بیان میں ہے ۵۵۲

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْيَوْمِ وَبَعْدَهَا

یہ باب عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد نماز ادا کرنے

میں ہے..... ۵۵۳

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْيَوْمِ مَا شَاءَ

یہ باب عید کی نماز کے لیے پیدل چل کر جانے میں ہے..... ۵۵۳

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ يَوْمَ الْيَوْمِ مِنْ طَرِيقِ

وَالزُّجُوعِ مِنْ غَدٍ

یہ باب عید کے دن ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے

سے واپس آنے کے بیان میں ہے..... ۵۵۴

بَابُ: مَا جَاءَ فِي التَّقْلُيسِ يَوْمَ الْيَوْمِ

یہ باب عید کے دن خوشی منانے کے بیان میں ہے..... ۵۵۶

حدیث سے اہل سماع کا غلط استدلال..... ۵۵۸

سماع کی حرمت و کراہت..... ۵۵۹

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْحَزْبَةِ يَوْمَ الْيَوْمِ

یہ باب عید کے دن چھوٹا نیزہ لیکر جانے کے بیان میں ہے ۵۶۳

بَابُ: مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْيَوْمَيْنِ

یہ باب عیدین میں خواتین کے شریک ہونے کے بیان میں

ہے..... ۵۶۴

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْيَوْمَانِ فِي يَوْمٍ

یہ باب ہے کہ جب ایک ہی دن میں دو عیدیں اکٹھی ہو

جائیں (یعنی اگر جمعہ کے دن عید آجائے)..... ۵۶۵

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْيَوْمِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ مَطَرٌ

یہ باب ہے کہ مسجد میں نماز عید ادا کرنا اس وقت جب بارش

ہو..... ۵۶۶

بَابُ: مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السِّلَاحِ فِي يَوْمِ الْيَوْمِ

یہ باب عید کے دن ہتھیار پہننے کے بیان میں ہے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِغْتِسَالِ فِي الْيَوْمَيْنِ

یہ باب عیدین کے دن غسل کرنے کے بیان میں ہے

بَابُ: فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْيَوْمَيْنِ

یہ باب عیدین کی نماز کے وقت کے بیان میں ہے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ

یہ باب رات کی نماز میں دو رکعات ادا کرنے میں ہے

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي

یہ باب رات کی اور دن کی نماز کو دو دو رکعات کی شکل میں

ادا کرنے میں ہے..... ۵۶۹

بَابُ: مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب رمضان کے مہینے میں قیام کرنے کے بیان میں ہے ۵۷۰

تراویح کے لغوی مفہوم کا بیان..... ۵۷۰

نماز تراویح کے بعض احکام کا بیان..... ۵۷۱

قیام رمضان کی فضیلت کا بیان..... ۵۷۲

نماز تراویح کی بیس رکعات ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ..... ۵۷۲

بَابُ: مَا جَاءَ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے بیان میں ہے ۵۷۵

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَنْ آيَقَطَ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے وقت اپنی بیوی کو عبادت کیلئے بیدار کرنے

کے بیان میں ہے..... ۵۷۷

نماز تہجد کیلئے بیوی کو بیدار کرنے کی فضیلت کا بیان..... ۵۷۸

بَابُ: فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ

یہ باب اچھی آواز میں قرآن پڑھنے کے بیان میں ہے..... ۵۷۹

آداب تلاوت کا بیان..... ۵۸۰

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَنْ نَامَ عَنْ حُزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے رات کے مخصوص نوافل ادا کیے بغیر

سو جائے..... ۵۸۳

بَابُ: فِي كَيْفِ يَسْتَحَبُّ يُخْتَمُ الْقُرْآنُ

یہ باب مغرب اور عشاء کے درمیان نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے ۶۰۴	یہ باب ہے کہ کتنے عرصے میں قرآن ختم کرنا مستحب ہے؟ ۵۸۴
باب: مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي التَّيَمُّنِ	باب: مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ
یہ باب گھر میں نوافل ادا کرنے کے بیان میں ہے ۶۰۴	یہ باب رات کے نوافل میں تلاوت کرنے کے بیان میں ہے ۵۸۶
گھروں کی نورانی رکھنے کا بیان ۶۰۴	باب: مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ
باب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الصُّحْرِ	یہ باب رات کو قیام کر کے دعا مانگنے کے بیان میں ہے ۵۸۸
یہ باب نماز چاشت سے متعلق احادیث کے بیان میں ہے ۶۰۶	نماز تہجد پڑھنے کی فضیلت کا بیان ۵۸۹
نماز چاشت اور نماز اشراق کا بیان ۶۰۶	مسیحات عشرہ کی فضیلت کا بیان ۵۹۱
نماز چاشت کا نیکوں کے جامع ہونے کا بیان ۶۰۸	رات کے مختلف دعائیں مانگنے کا بیان ۵۹۲
باب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ	نفل نماز کے بعد نماز تہجد کی فضیلت کا بیان ۵۹۲
یہ باب نماز استخارہ کے بیان میں ہے ۶۰۹	باب: مَا جَاءَ فِي كَيْفِ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ
نماز استخارہ اور اس کی دعا کا بیان ۶۰۹	یہ باب رات کے وقت کتنی نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے ۵۹۳
استخارہ کی تعریف کا بیان ۶۱۱	ترسمیت تہجد کی تیرہ رکعات ہونے کا بیان ۵۹۳
استخارہ صرف اہم کام کے لیے نہیں ۶۱۱	باب: مَا جَاءَ فِي آتِي سَاعَاتِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ
استخارہ کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ۶۱۱	یہ باب رات کی کونسی گھڑی زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ کے بیان میں ہے ۵۹۷
استخارہ کی دعا کا بیان ۶۱۲	رات میں قبولیت دعا کی ساعت ہونے کا بیان ۵۹۷
باب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ	نصف رات کے وقت دعا کی فضیلت کا بیان ۵۹۷
یہ باب نماز حاجت کے بیان میں ہے ۶۱۳	رات کے آخری حصے میں دعا کی فضیلت کا بیان ۵۹۸
نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا اور دعا کے قبول ہونے کا بیان ۶۱۳	باب: مَا جَاءَ فِيهَا يُزْجَى أَنْ يَكْفَى مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ
وسیلہ کے جائز ہونے کا بیان ۶۱۵	یہ باب ہے کہ رات کے نوافل میں کتنے قیام کے کافی ہونے کی امید کی جاسکتی ہے؟ ۵۹۹
وسیلہ کی تعریف ۶۱۵	رات کی نمازوں میں قرأت کی فضیلت کا بیان ۶۰۰
نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کا بیان ۶۱۶	باب: مَا جَاءَ فِي الْمُصَلِّي إِذَا نَعَسَ
نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنے کا بیان ۶۱۶	یہ باب نمازی کو اونگھ آجانے پر حکم کے بیان میں ہے ۶۰۱
نیک لوگوں کے وسیلہ سے دعا کرنے کا بیان ۶۱۷	راحت کی حالت میں عبادت کرنے کا بیان ۶۰۱
اللہ کے بندوں سے مدد مانگنے کا بیان ۶۱۷	تھکاوٹ دور کر کے نماز ادا کرنے کا بیان ۶۰۲
باب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ	تھکاوٹ کے وقت آرام کرنے کا بیان ۶۰۲
یہ باب صلوٰۃ التَّسْبِيح کے بیان میں ہے ۶۱۷	باب: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
نماز تسبیح کی فضیلت کا بیان ۶۱۷	

بَابُ : مَا جَاءَ فِي تَوَلُّوَةِ النُّصُفِ مِنْ شُعْبَانَ

۶۲۱ یہ باب نصف شعبان کی رات کے بیان میں ہے

۶۲۱ شب برات کی وجہ تسمیہ کا بیان

۶۲۱ آسمان دنیا سے ندائے رحمت و بخشش کا بیان

۶۲۲ سالانہ عمر و رزق لکھ دیئے جانے کا بیان

۶۲۳ قلیلہ بنو کلب کی بکریوں کے برابر بخشش ہونے کا بیان

۶۲۳ شب برات کی فضیلت اور اس میں اہتمام عبادت پر

۶۲۳ احادیث مبارکہ کا بیان

۶۲۵ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

۶۲۵ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث

۶۲۶ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

۶۲۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

۶۲۶ حضرت ابولعلبہ اشجی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

۶۲۷ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

۶۲۷ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

۶۲۸ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

۶۲۸ شب برات میں اہتمام عبادت پر سلف صالحین کی آراء اور معمول

۶۲۹ شب برات اور شب بیداری کے اہتمام کا بیان

۶۲۹ بَابُ : مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ

۶۳۰ یہ باب شکر کے وقت نماز ادا کرنے اور سجدہ کرنے کے بیان

۶۳۰ میں ہے

۶۳۲ سجدہ شکر کے سنت ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

۶۳۲ بَابُ : مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ

۶۳۲ یہ باب نماز کے کفارہ بننے کے بیان میں ہے

۶۳۳ چار مساجد میں نماز کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان

۶۳۶ نماز کے سبب گناہوں کے مٹ جانے کا بیان

۶۳۶ پانچوں نمازوں کا حکم قرآن میں ہے

۶۳۷ نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۶۳۹ گناہ پر تادم اور پشمان ہونا

۶۴۱ ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے

۶۴۲ برائی کے بعد نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے

۶۴۳ ہر نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۶۴۳ بَابُ : مَا جَاءَ فِي قَرْضِ الصَّلَوَاتِ الْعَشْرِ

۶۴۳ وَالْمَحَافِظَةِ عَلَيْهَا

۶۴۶ یہ باب پانچ نمازوں کے فرض ہونے اور انہیں باقاعدگی سے

۶۴۶ ادا کرنے کے بیان میں ہے

۶۴۷ پانچ نمازوں کی ادائیگی پر پچاس نمازوں کے ثواب کا بیان

۶۴۷ بَابُ : مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

۶۴۷ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۷ یہ باب مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کرنے کی

۶۴۷ فضیلت کے بیان میں ہے

۶۴۷ بَابُ : مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

۶۴۷ یہ باب بیت المقدس کی مسجد میں نماز ادا کرنے کے بیان

۶۴۷ میں ہے

۶۵۶ تین مساجد کی تخصیص اور ثواب میں کثرت کا بیان

۶۵۶ علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ کی شفاء السقام

۶۶۲ زیارت قبور کیلئے سفر اور اسلاف کے معمولات کا بیان

۶۶۲ مقامات مقدسہ کی زیارات کے لئے سفر عمل مشروع ہے

۶۶۳ متبرک مقامات کی زیارت ائمہ دین کا پسندیدہ معمول

۶۶۳ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت

۶۶۳ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر

۶۶۳ حاضری کا معمول

۶۶۳ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کا زیارت صالحین کے لئے شام

۶۶۳ کا سفر

۶۶۳ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا امام علی رضی اللہ عنہ رضا کے مزار

۶۶۳ پر حاضری کا معمول

۶۶۳ ابوالقرج ہندیانی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کے مزار پر

۶۸۰	یہ باب مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے کسی جگہ کو مخصوص کر لینے کے بیان میں ہے	۶۶۳	حاضری کا معمول
۶۸۰	اونٹ کی طرح بیٹھنے کی ممانعت کا بیان	۶۶۳	عوام الناس کی سیدہ الحدیثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری
۶۸۱	نبی کریم ﷺ کی نسبت والی جگہ پر نماز پڑھنے کا بیان	۶۶۳	حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مشائخ کی حاضری
۶۸۱	بَابُ: مَا جَاءَ فِي آيَةِ تَوَضُّعِ الثَّغْلِ إِذَا حُلِقَتْ لِي الصَّلَاةِ	۶۶۵	حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن بشر کے مزار پر حاضری
۶۸۱	یہ باب ہے کہ جب نماز کے دوران جوئے اتارے جائیں تو ان جوتوں کو کہاں رکھا جائے	۶۶۶	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ
۶۸۱	کِتَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُصَائِزِ	۶۶۶	یہ باب مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے
۶۸۳	یہ کتاب جنازے سے متعلق روایات کے بیان میں ہے	۶۶۶	مسجد قباء کی زیارت اور فضیلت نماز کا بیان
۶۸۳	لفظ جنازہ کے لغوی مفہوم کا بیان	۶۶۷	مسجد قبا میں نماز پڑھنے پر عمرے کے ثواب کا بیان
۶۸۳	نماز جنازہ کی مشروعیت کا بیان	۶۶۷	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ
۶۸۳	بَابُ: مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ	۶۶۷	یہ باب جامع مسجد میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے
۶۸۶	یہ باب بیمار کی عیادت کرنے کے بیان میں ہے	۶۶۷	بَابُ: مَا جَاءَ فِي بَدَنِ شَأْنِ الْمُنْبَرِ
۶۸۶	مسلمان کے مسلمان پر تمیں حق ہونے کا بیان	۶۶۸	یہ باب منبر کے آغاز کے بیان میں ہے
۶۸۸	مومن کا قلب اور معرفت الہی کا بیان	۶۷۰	استن حنابہ: ایک ایمان افروز واقعہ
۶۹۰	مریض کو خواہش کردہ کھانا کھلانے کا بیان	۶۷۰	بَابُ: مَا جَاءَ فِي طَوِيلِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ
۶۹۰	بَابُ: مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا	۶۷۲	یہ باب نماز کے دوران طویل قیام کرنے کے بیان میں ہے
۶۹۱	یہ باب ہے کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے اس کا ثواب	۶۷۳	عمادت میں طویل قیام کرنے کا بیان
۶۹۱	مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت کا بیان	۶۷۳	رسول اللہ ﷺ کا راتوں کو کم سونا
۶۹۱	بَابُ: مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَيِّتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	۶۷۳	بَابُ: مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ السُّجُودِ
۶۹۱	یہ باب قریب المرگ شخص کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے کے بیان میں ہے	۶۷۵	یہ باب کثرت سجدہ کرنے کے بیان میں ہے
۶۹۲	شہادتین میں کلمہ توحید و رسالت دونوں کی تلقین کرنے کا بیان	۶۷۶	کثرت سجود کے سبب فضیلت پانے کا بیان
۶۹۲	میت کے پاس سورت یسین پڑھنے کا بیان	۶۷۶	بَابُ: مَا جَاءَ فِي آدْلِ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةَ
۶۹۳	بَابُ: مَا جَاءَ فِيهَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ إِذَا حُضِرَ	۶۷۸	اس باب میں بندے سے سب سے پہلے نماز کے حساب کا بیان ہے
۶۹۳	یہ باب ہے کہ جب کسی بیمار کا آخری وقت قریب ہو تو کیا کہا جائے؟	۶۷۸	بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ حَيْثُ تُصَلَّى الْبَكْتُوبَةُ
۶۹۵	قریب المرگ پر سورہ یسین پڑھنے کا بیان	۶۷۹	یہ باب ہے کہ جس جگہ فرض نماز ادا کی تھی وہیں نوافل ادا کرنے کے بارے میں روایات
۶۹۵	بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُوجَرُ فِي النَّزْعِ	۶۷۹	بَابُ: مَا جَاءَ فِي تَوَطُّئِ الْمَكَانِ فِي الْمَسْجِدِ يُصَلَّى فِيهِ

- یہ باب ہے کہ نزع کے وقت بندہ مؤمن کو جو اجر دیا جاتا ہے ۶۹۷
- باب: مَا جَاءَ فِي تَقْيِيهِ الْمَيِّتِ
- یہ باب میت کی آنکھیں بند کر دینے کے بیان میں ہے ۶۹۸
- باب: مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ
- یہ باب میت کو بوسہ دینے کے بیان میں ہے ۶۹۸
- باب: مَا جَاءَ فِي كُسْلِ الْمَيِّتِ
- یہ باب میت کو غسل دینے کے بیان میں ہے ۶۹۹
- میت کو غسل دینے کے طریقے کا بیان ۷۰۱
- باب: مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا
- یہ باب شوہر کا بیوی کو یا بیوی کا شوہر کو غسل دینے کے بیان میں ہے ۷۰۳
- شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکا ۷۰۳
- باب: مَا جَاءَ فِي غَسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
- یہ باب ہے کہ نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کے بارے میں ۷۰۳
- باب: مَا جَاءَ فِي كَفْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
- باب نبی کریم ﷺ کے کفن کے بارے میں ہے ۷۰۵
- باب: مَا جَاءَ فِي تَابُوتِ الْمُتَكْفِنِ
- یہ باب کفن میت کے بیان میں ہے ۷۰۶
- میت کو سفید کپڑوں میں کفن دینے کا بیان ۷۰۶
- اچھے کپڑوں میں کفن دینے کا بیان ۷۰۷
- کفن کے کپڑوں میں فقہی مذاہب اربعہ ۷۰۸
- حالات احرام والے کپڑوں میں کفن دینے میں فقہی مذاہب اربعہ ۷۰۹
- باب: مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ إِلَى الْمَيِّتِ إِذَا أُخْرِجَ فِي الْكَفَنِ
- یہ باب ہے کہ جب میت کو کفن پہنا دیا گیا ہو تو اسے دیکھنا ۷۰۹
- باب: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ
- یہ باب موت کا اعلان کرنے کی ممانعت کے بیان میں ہے ۷۱۰
- مؤمن اور منافق کی زندگی کی مثال کا بیان ۷۱۰
- باب: مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ
- یہ باب جنازے میں شریک ہونے کے بیان میں ہے ۷۱۱
- جنازے کو جلدی لے جانے کا بیان ۷۱۱
- جنازے کو کندھا دینے کی فضیلت کا بیان ۷۱۲
- جنازے کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان ۷۱۲
- سکون سے جنازہ اٹھا کر لے جانے کا بیان ۷۱۲
- باب: مَا جَاءَ فِي التَّشْيِ أَمَامَ الْجَنَائِزِ
- یہ باب جنازے کے آگے چلنے کے بارے میں ہے ۷۱۳
- باب: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّسْلُبِ مَعَ الْجَنَائِزِ
- یہ باب ہے کہ چادر اتار کر جنازے کے ساتھ چلنے کے بارے میں ممانعت ۷۱۳
- باب: مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ لَا تُؤَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ وَلَا تُقْبَلُ بِنَارٍ
- یہ باب ہے کہ جب جنازہ تیار ہو چکا ہو تو اسے مؤخر نہیں کیا جائے گا ۷۱۵
- اور اس کے ساتھ آگ نہیں لے جانی جائے گی ۷۱۵
- باب: مَا جَاءَ فِي تَبْنِ صَلَیِّ عَلَيْهِ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
- یہ باب ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جس شخص کی نماز جنازہ ادا کرے ۷۱۵
- جنازے میں سو بندوں کی شرکت کا بیان ۷۱۵
- باب: مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ
- یہ باب میت کی تعریف کے بیان میں ہے ۷۱۷
- میت کی تعریف کے سبب جنت واجب ہو جانے کا بیان ۷۱۷
- فوت شدہ لوگوں کی برائی کرنے سے ممانعت کا بیان ۷۱۹
- باب: مَا جَاءَ فِي آيِنِ يَقُومُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَائِزِ
- یہ باب ہے کہ جب امام نماز جنازہ ادا کرے گا تو وہ کہاں کھڑا ہوگا ۷۱۹

۷۳۳	عقیدہ ختم نبوت اور سنت	نماز جنازہ میں امام کا میت کے سامنے کھڑے ہونے میں	۷۳۰
۷۳۵	علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کالمی علیہ الرحمہ کا عجیب	نماز جنازہ میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے	۷۳۱
۷۳۶	استدلال	نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے میں مذاہب اربعہ	۷۳۲
۷۳۷	باب: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهَادَةِ وَقَفْظُهُ	باب: مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ	۷۳۳
۷۳۸	یہ باب شہداء کی نماز جنازہ ادا کرنے اور انہیں دفن کرنے کے	یہ باب نماز جنازہ میں دعا کے بیان میں ہے	۷۳۴
۷۳۹	بیان میں ہے	نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا بیان	۷۳۵
۷۴۰	شہید کے معنی و مفہوم کا بیان	نماز جنازہ کی دعا کا بیان	۷۳۶
۷۴۱	شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	میت کیلئے مختلف دعائیں مانگتے رہنے کا بیان	۷۳۷
۷۴۲	شہید کی نماز جنازہ سے متعلق بعض فقہی مذاہب کا بیان	باب: مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَوْ بَعْدَهَا	۷۳۸
۷۴۳	شہید کو خون سمیت کپڑوں میں دفن کر دینے کا بیان	یہ باب جنازے پر چار تکبیریں کہنے کے بیان میں ہے	۷۳۹
۷۴۴	شہداء زندہ ہیں	نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہونے میں مذاہب اربعہ	۷۴۰
۷۴۵	شہداء کی زندگی کے بارے میں علماء کے اقوال کا بیان	باب: مَا جَاءَ فِي مَنَ كَبَّرَ خَلْفًا	۷۴۱
۷۴۶	جنت سے نکل کر دوبارہ شہید ہونے کی تمنا کا بیان	یہ باب پانچ تکبیریں کہنے والے کے بیان میں ہے	۷۴۲
۷۴۷	شہید کے گناہوں کے کفارہ کا بیان	نماز جنازہ میں چار سے زائد تکبیرات کے منسوخ ہونے کا	۷۴۳
۷۴۸	فرشتوں کے پروں کا سائے کا بیان	بیان	۷۴۴
۷۴۹	شہید کیلئے جنت میں داخل ہونے کا بیان	باب: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْوَقْفِ	۷۴۵
۷۵۰	شہداء کی ارواح کا سبز پرندوں میں ہونے کا بیان	یہ باب بچے کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے	۷۴۶
۷۵۱	قبر کے فتنے اور قیامت کے دن کی بے ہوشی سے نجات	بچے کے رونے کے بعد اس پر نماز جنازہ پڑھنے میں	۷۴۷
۷۵۲	شہید کا اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرنے کا	مذاہب اربعہ	۷۴۸
۷۵۳	بیان	باب: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ وَقَاتِهِ	۷۴۹
۷۵۴	شہداء کا قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے نجات	یہ باب ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے کی نماز جنازہ	۷۵۰
۷۵۵	خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخشش اور جنت کا مقام آنکھوں	ادا کرنے	۷۵۱
۷۵۶	کے سامنے ہونے کا بیان	اور ان کی وفات کے تذکرے کے بارے میں روایات	۷۵۲
۷۵۷	خون خشک ہونے سے پہلے حور عین کی زیارت	عقیدہ ختم نبوت اور امت مسلمہ کے اجماعی فیصلہ کا بیان	۷۵۳
۷۵۸	جوتی کے کاٹنے جیسا درد اور سکرات الموت سے حفاظت	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال اور عقیدہ ختم نبوت کا بیان	۷۵۴
۷۵۹	شہداء پر فرشتوں کا داخلہ اور سلام کا بیان	عقیدہ ختم نبوت اور قرآن کریم	۷۵۵
۷۶۰	اللہ کی ایسی رضا اور خوشنودی جس کے بعد ناراضگی نہیں ہوگی		
۷۶۱	شہادت کی قبولیت کا بیان		
۷۶۲	شہید کی فضیلت کا بیان		

حریمین سے شادی ۷۵۳

بَاب: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے ۷۵۴

مسجد میں نماز جنازہ پڑھانے میں فقہی مذاہب کا بیان ... ۷۵۵

بَاب: مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي

لَا يُصَلِّي فِيهَا عَلَى النَّبِيِّ وَلَا يُدْفَنُ

یہ باب ہے کہ ان اوقات کا بیان جن میں نماز جنازہ ادا نہیں

کی جائے گی ۷۵۶

اور میت کو دفن نہیں کیا جائے گا ۷۵۶

بَاب: فِي الصَّلَاةِ عَلَى أَهْلِ الْقَبْلَةِ

یہ باب اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے ۷۵۷

بَاب: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

یہ باب قبر پر نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے ۷۵۹

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان ۷۶۱

بَاب: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ

یہ باب نجاشی کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے .. ۷۶۲

نماز جنازہ میں تین صفیں بنانے کی فضیلت کا بیان ۷۶۳

غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر فقہی تصریحات ۷۶۵

غائبانہ نماز جنازہ منع ہے ۷۶۵

بَاب: مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ صَلَّى

عَلَى جَنَازَةٍ وَمَنْ انْتَظَرَ دَفْنَهَا

یہ باب ہے کہ جو شخص نماز جنازہ ادا کرے اور میت کے دفن

ہونے کا انتظار کرے اس کا ثواب ۷۶۷

بَاب: مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب جنازے کے لیے کھڑے ہونے کے بیان میں ہے ۷۶۸

بَاب: مَا جَاءَ فِيهَا يُقَالُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ

یہ باب ہے کہ قبرستان میں داخل ہونے پر کیا پڑھا جائے؟ ۷۶۹

بَاب: مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ

یہ باب قبروں پر بیٹھنے کے بارے میں ہے ۷۷۰

بَاب: مَا جَاءَ فِي إِدْخَالِ النَّبِيِّ الْقَبْرِ

یہ باب میت کو قبر میں داخل کرنے کے بیان میں ہے

قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کرنے کا بیان ۷۷۱

بَاب: مَا جَاءَ فِي اسْتِغْثَابِ اللَّعْنَةِ

یہ باب استغاثہ کے بیان میں ہے

قبر لحد کی تعریف کا بیان ۷۷۳

قبر شق کی تعریف کا بیان ۷۷۳

اینٹوں سے قبر بنانے کا بیان ۷۷۳

بَاب: مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ

یہ باب شق کے بیان میں ہے

بَاب: مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ

یہ باب قبر کھودنے کے بیان میں ہے

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے کے وصال

کا بیان ۷۷۵

قبر کی کھدائی میں گہرائی اور کشادگی کا بیان ۷۷۶

بَاب: مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَةِ فِي الْقَبْرِ

یہ باب قبر پر نشان بنانے کے بیان میں ہے

بَاب: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ

عَلَى الْقُبُورِ وَتَجْوِصِهَا وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا

یہ باب ہے کہ قبروں پر عمارت بنانے، انہیں پکا کرنے اور ان

پر کچھ لکھنے کی ممانعت ۷۷۸

بَاب: مَا جَاءَ فِي حَثِّهِ التُّرَابِ فِي الْقَبْرِ

یہ باب قبر پر ہاتھ کے ذریعے مٹی ڈالنے کے بیان میں ہے ۷۷۹

بَاب: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ

عَلَى الْقُبُورِ وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا

یہ باب قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کے بیان

میں ہے ۷۷۹

قبروں کے آداب و تعظیم کا بیان ۷۷۹

بَاب: مَا جَاءَ فِي خَلْعِ التَّعْلِينَ فِي الْمَقَابِرِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يَتَصَدَّقُ بِهِ أَهْلُ الْبَيْتِ
یہ باب میت کے گھر والوں کو کھانا بھجوانے کے بیان میں

۸۲۰..... ہے

۸۲۰..... میت کے گھر والوں سے کھانا کھانے کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاجْتِمَاعِ

إِلَى أَهْلِ الْبَيْتِ وَصَلَةِ الطَّعَامِ

یہ باب ہے کہ میت کے گھر والوں کے ہاں اکٹھے ہونے اور

۸۲۱..... کھانا تیار کرنے کی ممانعت

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ مَاتَ غَرِيبًا

یہ باب غریب الوطنی میں فوت ہو جانے والے کے بیان

۸۲۲..... میں ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ مَاتَ مَرِيضًا

۸۲۲..... یہ باب ہے کہ جو شخص بیماری کے عالم میں فوت ہو جائے..

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ كَسْرِ عِظَامِ الْبَيْتِ

۸۲۳..... یہ باب میت کی ہڈیاں توڑنے کی ممانعت میں ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۸۲۳..... یہ باب نبی کریم ﷺ کی بیماری کے تذکرہ میں ہے

انبیائے کرام کیلئے دنیا یا آخرت میں رہنے کا اختیار ہونے کا

۸۲۵..... بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَتَفْنِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب نبی کریم ﷺ کی وفات اور آپ ﷺ کے دفن

۸۲۸..... ہونے کے بیان میں ہے

۸۳۰..... نبی کریم ﷺ کے وصال میں اختیار کا بیان

۸۳۱..... نبی کریم ﷺ کے وصال کے احوال کا بیان

انبیائے کرام کیلئے وصال یا دنیا میں رہنے کے اختیار کا

۸۳۳..... بیان

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی قیامت کے دن

۸۳۵..... ملاقات کا بیان

نبی کریم ﷺ کے وصال پر حضرت حضرت کی تعزیت کا بیان ۸۳۹.....

۸۳۵..... عقیدہ حیات الانبیاء

جاننے والے مدفون کا سلام کرنے والے کو پہچان کر جواب

۸۳۶..... دینا

۸۳۷..... عقیدہ حیات النبی ﷺ فقہاء احناف کے موقف کا بیان

۸۳۷..... عقیدہ حیات النبی ﷺ فقہاء مالکیہ کے موقف کا بیان

۸۳۷..... عقیدہ حیات النبی ﷺ فقہاء شافعیہ کے موقف کا بیان

۸۳۸..... عقیدہ حیات النبی ﷺ فقہاء حنابلہ کے موقف کا بیان

۸۳۸..... شرح سنن ابن ماجہ جلد دوم کے اختتامی کلمات کا بیان

اسناد کا ناقدانہ مطالعہ

اس ضمن میں اسناد کے ناقدانہ مطالعے کی طرف توجہ ہوئی اور پھر اسناد کے لحاظ سے قابل اعتبار حدیث شریف وہ سمجھی گئی کہ جس کی روایت میں راویوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ موجود ہو یعنی راویوں کے سلسلے کا علم اسناد کہلایا۔

راویوں کے ثقہ ہونے کے اصول

اس کے بعد راویوں کے ثقہ ہونے کے اصول مقرر کئے گئے۔ یوں فن الرجال پیدا ہوا جس میں یہ امور مد نظر رکھے گئے کہ راویوں یعنی رجال کے جملہ حالات اور کوائف معلوم کئے جائیں اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم کیا جائے کہ کوئی راوی کس زمانے میں تھا؟ کہاں رہتا تھا؟ اور اپنے ماسبق سے کس حد تک ذاتی واقفیت رکھتا تھا؟ اس طرح اس کی قوت حافظہ اس کی ثقاہت اس کے عام انداز حیات اس کا علم اور اس کے مشاغل وغیرہ سے متعلق معلومات جمع کی گئیں لہذا رجال کی یہ تنقید علم الجرح والتعديل یا علم المعرفة الرجال کہلائی۔

فن الرجال اور علم جرح و تعديل کی جزئیات

اس ضمن میں ابن الصلاح کے مقدمہ الموسوم بہ علوم الحدیث پر سرسری نظر ڈالنے سے فن الرجال اور علم جرح و تعديل کی جزئیات کا علم ہو سکتا ہے۔ مثلاً:

معرفة الصحابة معرفة التابعون معرفة الاكابر الرواة عن الاضاغر معرفة الاخوة والاخوات من العلماء والرواة معرفة رواية الابرار عن الابناء وبالعكس معرفة الاسماء والكنى معرفة تواريخ الرواة في الوفيات وغيرها معرفة طبقات الرواة والعلماء معرفة اوطان الرواة وبلدانهم وغيرها

معرفة الرجال

مقدمہ ابن الصلاح کے مندرجات میں سے یہ چند عنوانات ہیں جن کا تعلق معرفة الرجال سے ہے۔ حدیث شریف کے مختلف مجموعوں کی شرح میں اسناد یعنی رواۃ کے بارے میں تفصیلات ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ رجال پر بعض کتب طبقات کے انداز پر بھی ہیں ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔

طبقات الکبیر از ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ۔ التاريخ الکبیر از امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ کتاب الکئی از امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ طبقات الحفاظ از الذہبی رحمۃ اللہ علیہ، اس کے علاوہ ضعیف راویوں پر اور تدلیس کرنے والوں پر بھی کتب موجود ہیں پھر موضوع احادیث کو الگ مجموعوں میں جمع کر دیا گیا۔ اور راویوں کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے پر اکثر کتابوں میں بحثیں بھی موجود ہیں اور ان کے ضمن میں زمانے کے اہل علم صلحاء زہاد اور دوسرے ہزار ہا اشخاص کی سوانح عمریوں کا بھی مواد جمع ہو گیا ہے۔

ان کے ناموں کئیوں انساب اور اوطان سے پوری بحث اور تحقیق کی گئی ہے یہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ انسانی تاریخ میں شخصیتوں کے بارے میں اتنی منظم بنیاد اور نتیجہ خیز بحث آج تک دنیا میں کبھی اور کہیں بھی نہیں ہوئی۔

ان درج بالا باتوں سے نہ صرف واقعاتی صداقت تک پہنچنے کے بے مثال ذوق و شوق کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ ارادے اور نیت کی اس پاکیزگی کا حال بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس کے تحت مدہا اہل علم ایک ہا مقصد اور نتیجہ خیز جستجو میں سالہا سال معروف نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ایک راوی کے حالات کے تفصیل کے لئے دور دراز کا سفر بھی اختیار کرتے ہیں۔ اور دیانت روایت کی سادگی قائم کرنے کے لئے ایسے ایسے مجاہدات میں سے گزرتے ہیں کہ جن کی تفصیل پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

روایت حدیث شریف کے سلسلے میں اصول بندی

وہ شرائط جو اس جستجو کو معیاری بناتی ہے وہ مقدمہ ابن الصلاح اور دوسری کتب اصول میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ روایت حدیث شریف کے مسئلے میں اصول بندی کے بڑے ہی واضح عقلی معیار قائم ہوئے جو آگے چل کر شخصی شناسی علم نفسیات بذریعہ قیافہ اور صلیہ ظاہری اسرار نفس انسانی اور عجائبات طبع انسانی کے محیر العقول انکشافات کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

معروف اصول حدیث کی کتب اور مقدمہ ابن صلاح کا بیان

اصول حدیث میں مقدمہ ابن صلاح کو ایک مستند ٹیکسٹ بک (متن) کی حیثیت حاصل ہے۔ اس سے پہلے اصول حدیث پر انسائیکلو پیڈیا آرہے تھے۔ اس کتاب کے بعد اصول حدیث کے جتنے اہل فن آئے ان کی اکثریت نے مقدمہ ابن الصلاح کے متن پر ہی آگے کام کو بڑھایا۔ میں اس کتاب کا تعارف اس لئے کردار ہا ہوں کہ ہر بعد میں آنے والے امام نے اس کو بنیاد بنا کر کام کو آگے ڈھکیا۔ امام حاکم نے اصول حدیث میں 52، انواع قائم کی تھیں۔ انہوں نے مقدمہ لکھ کر اصول حدیث میں 65 انواع کا ذکر کیا اور اس سائنس کو اس قدر Expand کیا۔ اب یہ ٹیکسٹ بک اتھارٹی بن گئی۔

انکے بعد امام نووی آئے، آپ کا مقام یہ ہے کہ پورے عالم عرب میں جو امام اتھارٹی مانے جاتے ہیں ان میں امام نووی کا منفرد مقام ہے۔ ہمارے ہاں مدارس و مساجد میں مشکوٰۃ المصابیح چلتی ہے، جبکہ عرب دنیا میں امام نووی کی ریاض الصالحین کے درس ہوتے ہیں۔ آپ بہت بڑے محدث اور ولی اللہ تھے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ہر امام و محدث، ولی بھی تھا اور صوفی بھی تھا۔ تصوف، طریقت، معرفت اور ولایت کے بغیر نہ کوئی امام بنا اور نہ بن سکتا ہے اور نہ بنے گا۔ جب تک مالائے اعلیٰ کے دروازے نہ کھلیں، شرح صدر اور افتتاح صدر نہ ہو، نیچے اور اوپر کے خزانے جب تک نہ ملیں اس وقت تک علم میں امامت کے درجے نہیں ملا کرتے۔ حجت کوئی نہیں بنتا۔ خالی کتابوں سے امام نہیں بنتے۔ ہر ایک امام، صاحب کرامت تھا۔ امام نووی بھی صاحب کرامت تھے۔

امام بھائی نے جامع کرامات الاولیاء میں روایت کیا ہے کہ کسی نے بادشاہ کو ان سے خائف کر دیا کہ ان کا حلقہ وسیع ہو رہا ہے، مشہور ہو رہے ہیں، یہ نہ ہو کہ کسی وقت آپ کا تختہ الٹ دیں، اس لئے ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے کوئی بہانہ بنا کر جیل میں ڈال دیں یا جان سے مراد دیں، بادشاہ نے امام نووی کو اپنے دربار میں طلب کیا اور چند الزامات لگائے، چاہتا تھا کہ کسی الزام میں پھنسا دوں اور سزا دوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ارادے کو بھانپ لیا اور جان لیا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد وہ سزا کا اعلان کرنے

والا ہے، آپ دربار میں جس قافلین پر کھڑے تھے اس پر شیروں کی تصاویر بنی تھیں، آپ جلال میں آگئے اور زور سے اپنا قدم قافلین پر مارا اور شیروں کی تصاویر اسی وقت زندہ شیر بن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے، بادشاہ خوفزدہ ہو کر گر پڑا۔ پس آپ محدث بھی تھے اور صاحب کرامت ولی بھی تھے۔ اس طرح امام جلال الدین سیوطی ہیں کہ جس حدیث کی سند پر تسلی نہیں ہوتی اور کتب و تحقیق سے بھی مطمئن نہیں ہوتے تو عالم بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پچھری میں 72 مرتبہ حاضر ہو کر خود پوچھ لیا۔ ان چیزوں کو محدثین نے خود بیان کیا ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی سے لے کر ہندوستان کے علامہ عبدالحق محدث دہلوی تک نے اس واقعہ کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ بتانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ حضوری اور پچھری والے بھی تھے، حضوری کے بغیر علم میں حضور نہیں آتا۔ تیری نماز بے حضور تیرا امام بے سرور ایسی نماز سے گزرا یہ امام سے گزر

یہ حضوری والے لوگ تھے، اہل کرامت و استقامت تھے اور علم و فن کے امام تھے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اصول حدیث کے باب میں ارشاد طلب الحقائق الی معرفۃ سنن خیر الخلق کے عنوان سے کتاب لکھی۔ جو مقدمہ ابن الصلاح کی وضاحت میں ہے۔ بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب ارشاد طلب الحقائق کا خلاصہ الشکریم کے نام سے لکھا۔ مقدمہ ابن الصلاح کے بعد اصول حدیث میں الشکریم کا درجہ بھی ٹیکسٹ بک کا بن گیا۔ مقدمہ ابن الصلاح اپنے سے اوپر 18 بنیادی کتب پر قائم ہوا۔

بعد ازاں الشکریم کی شرح امام سیوطی نے لکھی جس کا نام التدریب علی الشکریم رکھا گیا اور یہ بھی ایک عظیم BookText بن گئی جس میں اوپر امام نووی کی الشکریم کا متن ہے اور اس کے نیچے امام سیوطی کی التدریب کے نام سے شرح موجود ہے۔ اصول حدیث میں ان کتب کو (متن) Text کا درجہ حاصل ہے اور کوئی اہل علم اس سے اختلاف نہیں کر سکتا جو کہے کہ میں ان کتب کو نہیں مانتا تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے ویسے ہی نہیں مانا، نہ ماننے کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں ہے، وہ جانتا ہی نہیں چاہتا تو ماننا کیا ہے، جانے گا تو مانے گا۔ جاننے کا نام علم ہے اور ماننے کا نام ایمان ہے۔ ہر شے جاننے کے بعد مانی جاتی ہے صرف اللہ اور اس کا امر جانے بغیر مانا جاتا ہے۔ اللہ کی بات ذاتی ذرائع سے جانے بغیر مانی جاتی ہے۔ پس اللہ نے جانے بغیر ماننے کا ایک رستہ نبی و رسول کی صورت میں نکالا ہے فرمایا ذات نبوت وہ ذریعہ ہے اس کو جاننے کی کوشش کرو، جتنا جانو گے اتنا ہی مجھے مانو گے۔ جتنا نبی کو جانو گے اتنا مجھے مانو گے، مراد یہ کہ جتنی مقام نبوت کی معرفت ہوگی اتنا اللہ پر ایمان کامل ہوگا۔ یعنی توحید میں پختہ ہوگا جو معرفت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پختہ ہوگا اور جو معرفت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں کمزور ہے اس کی توحید کمزور ہے۔

بعد ازاں امام بدرالدین ابن جماع آئے، انہوں نے المنخل الروی فی علوم الحدیث النوی کے عنوان سے کتاب لکھی۔ ان کے بعد امام علاء الدین الترمذی آئے انہوں نے مقدمہ ابن الصلاح کا خلاصہ مختصر ابن الصلاح کے نام سے لکھا۔ بعد ازاں حافظ ابن کثیر آئے انہوں نے اختصار علوم الحدیث کے نام سے کتاب لکھی اور پھر اس کو مختصر کر کے الباعث الحصص لکھی۔ ان تمام نے مقدمہ ابن الصلاح پر مدار کیا۔ ہر بعد میں آنے والے امام کا مدار اسی مقدمہ ابن الصلاح پر ہے۔ حافظ ابن کثیر کے بعد ابن کثیر آئے رہے امام بدرالدین زرقشی آئے، انہوں نے التلک علی ابن الصلاح لکھی اور ابن الصلاح کے مختلف نکات کی تشریح کی۔

ابو نعیم عمر بن ارسلان شافعی آئے، انہوں نے محاسن الاصطلاح علی تصحیح کتاب ابن الصلاح کے نام سے لکھا۔ الغرض جو امام من اصول حدیث آئے انہوں نے ابن الصلاح کے مقدمہ کی تالیف میں اور تشریح کی۔
امام زین الدین امراتی، 806ھ آئے انہوں نے بھی التلخیص علی ابن الصلاح لکھی۔

اسی طرح امام جعفر عسقلانی نے بھی التکف علی کتاب ابن الصلاح لکھی۔ مراد یہ کہ ہر ایک کے ہاں مقدمہ ابن الصلاح اتھارٹی ہے۔ اس کے بعد التکف کی تکمیل پر الافصاح لکھی۔ اس کے بعد شرح نخبہ الفکر کے نام سے مختصر رسالہ لکھا، مگر زیادہ جامع کتابیں امام جعفر عسقلانی کی اصول حدیث میں التکف اور الافصاح ہیں۔ بعد ازاں نزہۃ النظر کے نام سے نخبہ الفکر کی شرح پر چھوٹا رسالہ لکھا۔ امام زین الدین العراقي نے اصول حدیث پر الفیہ لکھا، ہزار اشعار میں اصول حدیث پر منظوم لکھا۔ امام جلال الدین سیوطی نے منظوم الفیہ لکھی مگر مدار امام ابن الصلاح ہیں یا امام نووی ہیں۔ بعد ازاں امام عسقلانی کی کتب پر بھی اصول حدیث کے باب میں مدار کیا جانے لگا۔

امام جلال الدین سیوطی نے نظم الدرر فی علم الاثر کے نام سے بھی اصول الحدیث پر لکھا۔ آپ نے التدریب علی التقریب بھی لکھی، الغیہ بھی لکھی گویا آپ نے اصول حدیث پر بہت کام کیا۔

امام سخاوی نے فتح المغیث لکھی۔ یہ 36 ویں امام ہیں جو اصول حدیث کی تاریخ میں اتھارٹی اور مصادر مانے جاتے ہیں۔ ان ائمہ میں سے ہر ایک نے تجویب و تصنیف کا مختلف طریقہ اختیار کیا مگر بنیاداً اصلی کتب ہی کو بنایا۔

امام ابو الحسن الجرجانی آئے آپ نے مصطلح الحدیث لکھی۔ عمر بن محمد الفتوح البیہقی آئے آپ نے البیہقیہ کے نام سے منظوم اصول حدیث مرتب کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقي الزرقانی المالکی 1122ھ) آئے آپ نے المبیقونیہ کی شرح الزرقانی لکھی۔ الغرض اسی طرح اکابر، ائمہ ہمارے زمانے تک اصول الحدیث پر لکھتے گئے اور تقریباً 50 معتبر اور با اعتماد کتب ہیں جن پر اصول حدیث میں اعتماد کیا جاتا ہے۔

علوم حدیث کی اہم اور مشہور کتب

دور قدیم سے لے کر آج تک علوم حدیث میں بہت سی کتب لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بہت سی کتابوں کو عالمی شہرت حاصل ہوئی ہے۔ اصول حدیث کا فن علوم حدیث کی نہایت ہی اہم اور بنیادی شاخ ہے۔ ڈاکٹر محمود طحان نے اس کتاب کے مقدمے میں ان کتابوں کے نام ذکر کیے ہیں۔

المحدث الفاصل بين الراوى و الراعى

یہ قاضی ابو محمد الحسن بن عبدالرحمن بن خلاد الراہر مزی (م 360ھ) کی کتاب ہے اور اس کا شمار اصول حدیث کی اولین کتابوں میں کیا جاتا ہے۔ اس میں علوم حدیث کی تمام اسماٹ موجود نہیں کیونکہ کسی بھی فن کی ابتدائی کتابوں میں تمام فنون کو شامل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

معرفة علوم الحديث

یہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشاپوری (م 405ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کو فنی اعتبار سے مناسب انداز میں ترتیب نہیں دیا گیا۔

المستخرج على معرفة العلوم الحديث

اسے ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصمہانی (م 430ھ) نے تصنیف کیا۔ جن مباحث کو حاکم اپنی کتاب "معرفة العلوم الحديث" میں درج نہ کر سکے تھے، اصمہانی نے انہیں اس کتاب میں درج کیا ہے لیکن پھر بھی کچھ مباحث باقی رہ گئے ہیں۔

الكفاية في علم الرواية

یہ مشہور مصنف ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی (م 463ھ) کی کتاب ہے۔ یہ کتاب اس فن کے اہم ترین مباحث کی جامع ہے اور اس میں روایت کے قواعد کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ اصول حدیث کے فن کی بنیادی کتب میں شمار کی جاتی ہے۔

الجامع الاخلاق الراوی و آداب السامع

یہ بھی خطیب بغدادی کی تصنیف ہے۔ جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے، یہ کتاب روایت حدیث کے آداب پر مشتمل ہے۔ اپنی نوعیت کی یہ ایک منفرد کتاب ہے۔ فنون حدیث میں سے شاید ہی کوئی ایسا فن باقی رہ گیا ہو جس پر خطیب نے کوئی کتاب نہ لکھی ہو۔

الانواع الى معرفة اصول الرواية و تصيد السامع

اس کتاب کے مصنف قاضی عیاض بن موسیٰ الجعفی (م 544ھ) ہیں۔ اس کتاب میں اصول حدیث کے تمام مباحث درج نہیں کیے گئے بلکہ اس میں صرف حدیث کو حاصل کر کے اپنے پاس محفوظ رکھنے (تحل) اور پھر اسے آگے منتقل کرنے (اداء) کے طریق کار پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب کی ترتیب نہایت ہی اعلیٰ درجے کی ہے۔

ما لا يسع المحدث جهله

یہ ابو حفص عمر بن عبد المجید السیاحی (م 580ھ) کی کتاب ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی جزوی کتاب ہے جو علوم حدیث کے طلباء کے لئے زیادہ فائدہ مند نہیں ہے۔

علوم الحديث

یہ کتاب ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشہر زوری (م 643ھ) کی تصنیف کردہ ہے۔ مصنف "ابن صلاح" کے نام سے زیادہ مشہور ہیں اور یہ کتاب "مقدمہ ابن صلاح" کے نام سے معروف ہے۔ یہ علوم حدیث پر نفیس ترین کتاب ہے۔ مصنف نے اس میں خطیب بغدادی اور ان سے پہلے کے مصنفین کی کتابوں میں بکھرے ہوئے مواد کو اکٹھا کر دیا ہے۔ یہ کتاب بہت سے فوائد کی حامل ہے البتہ اسے مناسب انداز میں ترتیب نہیں دیا گیا۔

التقریب و التیسیر لمعرفة السلف البشیر و الذیور

یہ بھی الدین یحییٰ بن شرف النووی (م 676ھ) کی کتاب ہے۔ یہ ابن صلات کی "علوم الحدیث" کی تلخیص ہے۔ یہ کتاب نہایت ہی اہم سمجھی جاتی ہے۔

تقریب النووی فی شرح التقریب النووی

یہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (م 911ھ) کی تصنیف ہے اور امام نووی کی کتاب "التقریب" کی شرح (تشریح) پر مبنی ہے۔ اس میں مولف نے بہت سے نتائج بحث کو شامل کر دیا ہے۔

نظم الدرر فی علم الاثر

اس کتاب کے مصنف زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی (م 806ھ) ہیں۔ یہ کتاب "الفیہ العراقی" کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں انہوں نے ابن صلاح کی کتاب "علوم الحدیث" کو منظم کر کے پیش کیا ہے اور اس میں مزید مباحث کا اضافہ کیا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے اور اس کی متعدد شرح لکھی گئی ہیں۔ خود مصنف نے بھی اس کتاب کی دو شرحات لکھی ہیں۔

فتح المغیث فی شرح الفیہ الحدیث

یہ کتاب محمد بن عبدالرحمن السخاوی (م 902ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ الفیہ العراقی کی تشریح پر مبنی ہے اور اس کی سب سے عمدہ شرح سمجھی جاتی ہے۔

نخبة الفكر فی مصطلح اهل الاثر

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی (م 852ھ) کی مختصر کتاب ہے لیکن اپنے مباحث اور ترتیب کے اعتبار سے نہایت ہی عمدہ ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو ایسے عمدہ انداز میں ترتیب دیا ہے جو اس سے پہلے کے مصنفین کے ہاں موجود نہیں ہے۔ مصنف نے خود اس کتاب کی شرح "نزهة النظر" کے نام سے لکھی ہے۔

المنظومة البيقونية

اس کتاب کے مصنف عمر بن محمد البیقونی (م 1080ھ) ہیں جنہوں نے ایک مختصر نظم کی صورت میں قواعد حدیث کو بیان کیا ہے۔ اس کے اشعار کی تعداد 34 سے زیادہ نہیں ہے لیکن اپنے اختصار کے باعث یہ بہت مشہور ہوئی۔ اس کی متعدد شرح لکھی جا چکی ہیں۔

علم المصطلح

وہ علم جس کے اصولوں اور قواعد و ضوابط کی بنیاد پر کسی حدیث کو قبول یا مسترد کرنے کے لئے اس کی سند اور متن کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔

علم المصطلح کا موضوع

اس کا موضوع (حدیث کی) سند اور متن کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ حدیث کو قبول یا مسترد کیا جاسکے۔

علم المصطلح کا مقصد
علم المصطلح کا مقصد صحیح اور کمزور احادیث کی پہچان کرنا ہے۔

حدیث

حدیث کا لغوی مفہوم "نئی بات" ہے۔ اس کی جمع "احادیث" ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کسی قول، آپ کے کسی فعل، آپ کی عطا کردہ اجازت یا کسی کیفیت کو بیان کرنے کا نام حدیث ہے۔

روایت

حدیث کی روایت کا مطلب ہے کہ کوئی شخص، کسی اور سے حدیث سنے اور پھر اسے آگے دوسرے افراد کو منتقل کر دے۔ روایت زبانی بھی ہو سکتی ہے اور تحریری بھی۔

خبر

اس کا لغوی مفہوم تو کسی واقعے کو بیان کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اس سے تین مفاهیم مراد لئے گئے ہیں۔ خبر "اور" حدیث "ہم معنی لفظ ہیں۔ حدیث "وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہو اور "خبر" وہ ہے جو کسی اور سے منسوب ہو۔ خبر "،" حدیث "کی نسبت زیادہ عمومی نوعیت کی چیز ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر لوگوں کی خبریں بھی شامل ہیں۔ یعنی ہر حدیث خبر ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں ہے۔

اثر

اس کا لغوی مفہوم تو باقی بچ جانے والی چیز ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں دو آراء پائی جاتی ہیں: یہ حدیث کا مترادف ہے۔ وہ خبریں جو صحابہ و تابعین سے منسوب ہوں۔

اسناد

اس کے بھی دو معنی ہیں: حدیث کی کڑیوں کو شمار کرنا۔ کسی حدیث کے متن کو آگے پہنچانے والے افراد کی زنجیر۔ یہ مفہوم "سند" کے مترادف ہے۔

سند

اس کا لغوی مفہوم ہے "قابل اعتماد ہونا"۔ سند کے ذریعے کسی حدیث کا مستند ہونا معلوم کیا جاتا ہے اور اس پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اصطلاح میں یہ کسی حدیث کے متن کو آگے پہنچانے والے افراد کی زنجیر کا نام ہے۔

متن

اس کا لغوی معنی ہے "سخت اور زمین سے اٹھا ہوا" اور اصطلاحی مفہوم میں یہ حدیث کا وہ حصہ ہوتا ہے جس پر آ کر سند ختم ہو

جاتی ہے۔ یعنی اصل بات جو حدیث میں بیان کی گئی ہوتی ہے۔

علم حدیث میں کسی بھی حدیث کے دو حصے مانے جاتے ہیں: ایک حصہ اس کی سند اور دوسرا متن۔ سند سے مراد وہ حصہ ہوتا ہے جس میں حدیث کی کتاب کو ترتیب دینے والے امام حدیث (Complier) سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک کے تمام راویوں (حدیث بیان کرنے والے) کی مکمل یا نامکمل زنجیر (Narrators of Chain) کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ متن حدیث کا اصل حصہ ہوتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کوئی ارشاد، آپ کا کوئی عمل یا آپ سے متعلق کوئی حالات بیان کئے گئے ہوتے ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہم ایک مثال سے وضاحت کرتے ہیں۔

فرض کیجئے حدیث کی کسی کتاب میں ہمیں یہ حدیث لکھی ہوئی ملتی ہے: سفیان بن عیینہ، زید بن علاقہ کے ذریعے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، "ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم ہر مسلمان کے خیر خواہ ہوں گے۔"

اس حدیث میں بولڈ اور سرخ حروف میں لکھا گیا حصہ "سفیان بن عیینہ، زید بن علاقہ کے ذریعے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے" حدیث کی سند کہلاتا ہے اور انڈر لائن حروف میں لکھا گیا حصہ "ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم ہر مسلمان کے خیر خواہ ہوں گے۔" حدیث کا متن کہلاتا ہے۔

حدیث کی ایک سند، اس کا ایک "طریق" کہلاتی ہے۔ اس کی جمع "طریق" ہے۔ بہت سی احادیث ہمیں متعدد طرق سے حاصل ہوتی ہیں۔

مُسْنَد (نون پر زبر کے ساتھ)

لغوی مفہوم میں اس چیز کو مسند کہتے ہیں جس کی طرف کوئی چیز یا بات منسوب کی گئی ہو۔ اس کے اصطلاحی مفہیم تین ہیں۔ احادیث کی وہ کتاب جس میں احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ کی ترتیب سے اکٹھا کیا گیا ہو۔ وہ حدیث جس کی سند ملی ہوئی ہو۔ یہ سند کا مترادف بھی ہے۔

مُسْنَد (نون پر زبر کے ساتھ)

وہ شخص جو اپنی سند کے ساتھ حدیث روایت کرتا ہو، مُسْنَد کہلاتا ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اسے خود اس حدیث کا علم ہے یا وہ کسی اور شخص سے روایت کر رہا ہے۔

مُحَدِّث

وہ شخص جو علم حدیث کی روایت اور درایت کا ماہر ہو۔ وہ کثیر تعداد میں روایات اور ان کے بیان کرنے والے راویوں کے بارے میں علم رکھتا ہو۔

نوٹ: حدیث کو پرکھنے کے معیار دو طرح کے ہیں۔ پہلی قسم کا معیار "روایت" کہلاتا ہے جس میں حدیث کی سند میں موجود

راویوں کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے کہ وہ قابل اعتماد ہیں یا نہیں۔ دوسری قسم کا معیار "درایت" کہلاتا ہے جس میں حدیث کے متن کا قرآن مجید اور دیگر احادیث کی روشنی میں تجزیہ کر کے دیکھا جاتا ہے کہ کیا یہ بات واقعتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہوگی؟ کیا یہ حدیث قرآن اور دیگر صحیح احادیث سے مطابقت رکھتی ہے؟

حافظ

اکثر محدثین کے نزدیک "حافظ" اور "محدث" ہم معنی الفاظ ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "حافظ" کا درجہ "محدث" سے بلند ہے کیونکہ اس کا علم اپنے طبقے کے دیگر افراد کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔

حاکم

بعض اہل علم کی رائے کے مطابق حاکم ایسا محدث ہوتا ہے جو تمام احادیث کا علم حاصل کر لے سوائے اس کے کہ کوئی چھوٹی موٹی بات رہ جائے۔

راوی

راوی اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی سے سن کر حدیث کو آگے بیان کرتا ہے۔

شیخ

کوئی راوی جس استاد سے حدیث کو حاصل کرتا ہے، اس استاد کو شیخ کہا جاتا ہے۔ استاد کے استاد کو شیخ کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر بخاری کی یہ حدیث دیکھیے۔

حدثنا قبيصة بن عقبة قال: حدثنا سفيان، عن الأعمش، عن عبد الله بن مرة، عن مسروق، عن عبد الله بن عمرو: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أربعم من كن فيه كان منافقاً خالصاً، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا اؤتمن خان، وإذا دار بغيره كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر. تابعه شعبه عن الأعمش. (بخاری، حدیث 34)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ چار خصوصیات ہوں، وہ خالص منافق ہے اور جس میں کوئی ایک خصلت ہو، تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ یہ اس میں موجود رہے: جب اس کے سپرد کوئی امانت کی جائے تو وہ خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اسے توڑ دے اور جب لڑائی جھگڑا کرے تو اس میں گالی گلوچ پر اتر آئے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "الجامع الصحیح" میں نقل کیا ہے۔ امام بخاری کے شیخ قبیصہ بن عقبہ ہیں، قبیصہ کے شیخ سفیان ہیں، سفیان کے شیخ اعمش ہیں، اعمش کے شیخ عبد اللہ بن مرة ہیں جن کے شیخ مشہور تابعی مسروق ہیں۔ مسروق اس حدیث کو صحابی رسول سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عامر رضی اللہ عنہما سے سن کر آگے بیان کر رہے ہیں۔

صحت و ضعف

قابل اعتماد حدیث کو صحیح کہا جاتا ہے جبکہ ناقابل اعتماد حدیث کو ضعیف کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کی مزید اصطلاحی بحث آگے کتاب کے متن میں آ رہی ہے۔ حدیث کے صحیح ہونے کو اس کی "صحت" اور ضعیف ہونے کو اس کا "ضعف" کہا جاتا ہے۔ یہاں صحت سے مراد جسمانی صحت نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے صحیح ہونا۔

موضوع

اپنی طرف سے حدیث ایجاد کر کے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے کو "وضع حدیث" کہا جاتا ہے۔ ایسی گمراہی ہوئی حدیث "موضوع حدیث" کہلاتی ہے۔ یہاں موضوع سے مراد "ناپک" نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے وضع کی گئی حدیث۔

متصل اور منقطع روایت

متصل روایت اس روایت کو کہا جاتا ہے جس کا سلسلہ سند شروع سے لے کر آخر تک ملا ہوا ہو اور اس میں کوئی سند کی کوئی کڑی بھی غائب نہ ہو۔ منقطع ایسی روایت کو کہتے ہیں جس کی سند ایک یا ایک سے زائد مقام سے ٹوٹی ہوئی ہو یعنی سند کی کوئی کڑی غائب ہو۔

ضبط

ضبط کا معنی ہے حدیث کو محفوظ رکھنا۔ حدیث کو یادداشت کے سہارے محفوظ بھی رکھا جاسکتا ہے اور لکھ کر بھی۔ قدیم عرب غیر معمولی حافظے کے مالک ہو کرتے تھے۔ یہ لوگ سینکڑوں اشعار پر مشتمل قصیدوں کو ایک بار سن کر ہی ترتیب سے یاد کر لیا کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی یہ صلاحیت قرآن اور حدیث کو محفوظ رکھنے کے لئے استعمال ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے افراد نے ذاتی ڈائریوں کی صورت میں بھی حدیث کو محفوظ کر رکھا تھا۔

تابعین اور تبع تابعین

تابعین، صحابہ کرام سے اگلی نسل کا نام ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے صحابہ کرام سے دین کی تربیت حاصل کی۔ تابعین کا دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (11ھ) کے بعد سے لے کر 150-160ھ کے لگ بھگ تک چلا ہے۔ تابعین کے بعد اگلی نسل کو تبع تابعین کا کہا جاتا ہے۔ ان کا دور آخری صحابی کی وفات (100ھ) کے بعد سے لے کر کم و بیش 250ھ تک چلا ہے۔

شرح

حدیث کی تشریح پر مبنی کتاب کو "شرح" کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ حدیث کے علاوہ دیگر علوم جیسے فقہ وغیرہ کی کسی کتاب کی تشریح پر مبنی کتاب کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تشریح پر مبنی کتاب کے لئے ایک مخصوص نام "تفسیر" مقرر کیا گیا ہے۔

عربوں کے نام

قدیم عربوں کے ہاں طویل ناموں کا رواج رہا ہے۔ ان کے نام کے مختلف حصے ہوتے ہیں جن میں کنیت، اصل نام، والد کا نام، دادا کا نام، لقب، نسبت سب کچھ شامل ہے۔ مثال کے طور پر "ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی" کے نام میں "ابوبکر" کنیت ہے، "احمد" ان کا اپنا نام ہے، "علی" ان کے والد کا نام ہے، "ثابت" ان کے دادا کا نام ہے، "خطیب" ان کا لقب ہے اور "بغدادی" شہر بغداد کی طرف ان کی نسبت ہے۔ نسبت شہر کے علاوہ قبیلے، پیشے یا کسی اور چیز سے بھی ہو سکتی ہے۔ طویل ناموں کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ مختلف افراد میں فرق کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہی نام کے بہت سے افراد ہو سکتے ہیں لیکن اتنے طویل نام کا ایک ہی شخص ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ابن حجر نام کے دو علماء مشہور ہیں لیکن ان کی نسبت سے ان میں فرق کیا جاسکتا ہے، ایک ابن حجر عسقلانی اور دوسرے ابن حجر مکی۔ طویل نام کو مختصر کر کے بولا جاتا ہے۔ ایک شخص اپنے نام کے کسی ایک حصے سے مشہور ہو جاتا ہے اور پھر اس کا تذکرہ نام کے اسی حصے سے کیا جانے لگتا ہے۔ مثلاً خطیب بغدادی اپنے لقب اور نسبت سے زیادہ مشہور ہیں۔

سن وفات

حدیث کی کتب میں اکثر اوقات مصنفین اور راویوں کا سن وفات بھی درج کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کتاب کی تصنیف کے وقت کا اندازہ لگایا جاسکے۔ قدیم دور میں عام طور پر کتاب پر تاریخ تصنیف درج کرنے کا رواج نہ تھا۔ راویوں کا سن وفات بہت اہم ہے کیونکہ انہی سے ان کی روایت کے درست اور متصل ہونے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حدیث کے کتاب کے مصنف کی شرائط

احادیث کی کتب کے مصنفین اکثر کچھ شرائط متعین کر کے اپنی کتاب میں احادیث درج کیا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر امام بخاری علیہ الرحمۃ نے یہ شرط مقرر کی کہ میں اپنی کتاب میں صرف اور صرف صحیح احادیث اکٹھی کروں گا۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے یہ شرط مقرر نہیں کی کہ ان کی کتاب میں صرف صحیح احادیث ہی اکٹھی کی جائیں گی لیکن ان کی شرط یہ تھی کہ وہ کسی بھی صحابی سے منقول ہر طرح کی روایت کو اکٹھا کر دیں گے۔ کسی بھی مصنف کی کتاب پر علمی تنقید کرنے کے لئے ان کی شرائط کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

تخریج

علوم حدیث کی اصطلاح کے مطابق حدیث کے ذخیرے میں سے کسی مخصوص حدیث کو تلاش کر کیا سے کتاب میں درج کرنے کے عمل کو تخریج کہا جاتا ہے۔ اس کے لئے عام طور پر یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے، "اخرجہ بخاری" یعنی "امام بخاری نے اس حدیث کی تخریج کرنے کے بعد اسے اپنی کتاب میں درج کیا۔"

شیخین اور صحیحین

علوم حدیث میں شیخین سے مراد امام بخاری اور امام مسلم ہوا کرتے ہیں۔ ان دونوں کی تصنیف کردہ کتابوں کو کتب حدیث میں اہم ترین مقام حاصل ہے۔ چونکہ ان دونوں کتابوں کے نام میں لفظ "الصحيح" ہے اس وجہ سے انہیں صحیحین کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ کہا جاتا ہے، "اس حدیث کو شیخین نے صحیحین میں درج کیا۔"

صحیح احادیث پر مشتمل کتب

یہ وہ کتابیں ہیں جن کے مصنفین نے اس بات کا اہتمام کرنے کی کوشش کی ہے کہ اپنی کتب میں صرف اور صرف صحیح احادیث درج کریں۔ ان میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم شامل ہیں۔ بعد کے محدثین نے ان کتابوں کی احادیث کا دوبارہ جائزہ لے کر یہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا ان کتابوں کے مصنفین اپنی شرط کو پورا کرنے میں کامیاب بھی ہوئے ہیں؟

اس تحقیق کے مطابق صرف اور بخاری اور مسلم ایسی کتب ہیں جن کی احادیث کم از کم سند کے اعتبار سے صحت کے اعلیٰ ترین معیار پر پورا اترتی ہیں۔ باقی مصنفین نے اگرچہ کوشش تو بہت کی ہے مگر ان کی کتب میں بعض ضعیف احادیث بھی درج ہو گئی ہیں۔ اگرچہ بخاری اور مسلم کی صرف چند روایات پر متن اور روایت کے اعتبار سے تنقید کی گئی ہے مگر ان کی اسناد کے معاملے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

احکام کی احادیث پر مشتمل کتب

یہ وہ کتب ہیں جن میں مصنفین نے یہ کوشش کی ہے کہ صرف دین کے احکام سے متعلق احادیث اکٹھی کی جائیں۔ ان کتب کو فقہ کی کتب کے ابواب پر احادیث کو مرتب کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ان میں کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب البیوع، کتاب الامارۃ وغیرہ کے تحت احادیث لائی جاتی ہیں۔

ان میں قدیم کتب کو "موطاء" کہا جاتا ہے۔ اس کی مثالیں امام مالک اور امام محمد بن حسن شیبانی کی موطاء ہیں۔ بعد کے ادوار میں ان کتب کو "سنن" کا نام دے دیا گیا۔ موطاء امام مالک کی احادیث بھی بعد کی چھان بین کے بعد سند کے اعتبار سے "صحیح" کے درجے پر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موطاء امام مالک کو صحیح بخاری و مسلم کی ہم پلہ کتاب سمجھا جاتا ہے۔

سنن کی مثالوں میں سنن ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی ہیں۔ یہ چاروں کتب مشہور و معروف ہیں اور دینی مدارس کے نصاب میں داخل ہیں۔ انہیں "سنن اربعہ" کہا جاتا ہے۔ ان کتب میں صحیح کے ساتھ ساتھ ضعیف احادیث بھی پائی جاتی ہیں۔ سنن کی دیگر کتابوں میں بیہقی، دارقطنی، اور دارمی کی سنن شامل ہیں۔ ان میں سے بعض مصنفین جیسے امام نسائی اور امام بیہقی نے سنن کی تین تین مختلف سائز کی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں کبریٰ، وسطیٰ اور صغریٰ شامل ہیں۔ مثال کے طور پر "سنن نسائی الکبریٰ" میں مصنف نے بہت زیادہ احادیث جمع کی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس کا اختصار کر کے "وسطی" تیار کیا اور پھر مزید اختصار کر کے

"مغری" تصنیف کی ہے۔

راوی صحابی کی ترتیب پر مشتمل کتابیں

ان کتابوں کو "مسند" کہا جاتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور مسند احمد بن حنبل ہے۔ ان کتابوں کے مصنفین نے ہر صحابی سے روایت کردہ احادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اس طریقے سے ان کی کتابوں کے ابواب صحابہ کے نام پر ہیں۔ قدیم ترین مسانید میں ابو عوانہ، ابو داؤد طیالسی، علی بن جعد، یزار، حمیدی، ابن مبارک، ابن راہویہ، شافعی، سراج، سعید بن منصور، اور سفیان بن عیینہ کی مسانید شامل ہیں۔

اساتذہ کی ترتیب پر مشتمل کتابیں

بعض مصنفین نے احادیث کی کتب کو اپنے اساتذہ کے ناموں پر مشتمل ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ انہوں نے جس جس استاذ سے احادیث حاصل کیں، انہی کے نام سے باب قائم کر کے اپنا مجموعہ تیار کیا۔ ان کتابوں کی "معجم" کہا جاتا ہے۔ ان میں طبرانی کی معجم کبیر، اوسط اور صغیر مشہور ہیں۔ ابن عساکر کی معجم نے بھی تاریخ میں شہرت پائی ہے۔

احادیث و آثار پر مشتمل کتابیں

یہ ایسی کتب ہیں جن میں مصنفین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول و فعل، واقعات اور عدالتی فیصلوں کو بھی اکٹھا کر دیا ہے۔ ان کتابوں میں مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق اور بیہقی کی معرفۃ السنن والآثار شامل ہیں۔

جامع کتب

"جامع" ایسی کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں مصنف نے ہر ممکن موضوع سے متعلق احادیث اکٹھی کی ہوں۔ بخاری اور مسلم کی "الجامع الصحیح" جامع کتب کی بہترین مثال ہیں۔ ان کے علاوہ جامع ترمذی بھی صحاح ستہ میں شامل ہے۔ ترمذی کی کتاب کو بعض حضرات نے "جامع" اور بعض نے "سنن" میں شمار کیا ہے۔ ابن الاثیر کی جامع الاصول بھی اسی اصول پر لکھی گئی ہے۔ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع کے نام سے تمام دستیاب احادیث کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے جو بڑی حد تک کامیاب رہی ہے۔

اجزا

بعض حضرات نے کسی خاص موضوع پر احادیث اکٹھی کی ہیں۔ ایسے مجموعوں کو "حرز" کہا جاتا ہے۔ امام بخاری کی "الادب المفرد" اس کی مثال ہے جو خاص طور پر آداب معاشرت سے متعلق ہے۔

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

جامعہ انوار مدینہ لاہور پاکستان

کِتَابُ الصَّلَاةِ

یہ کتاب نماز کے بیان میں ہے

لفظ صلوٰۃ کے معنی و مفہوم کا بیان

امام لغت امام راغب اصفہانی صلوٰۃ کے لغوی معنی کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔ بہت سے اہل لغت کا بیان ہے کہ صلوٰۃ کے معنی دعا کرنے، برکت مانگنے اور بزرگی سے یاد کرنے کے ہیں۔ بولا جاتا ہے صلیت علیہ یعنی میں نے اس کے لیے دعا کی اور بزرگی سے یاد کیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب وان کان صائما فلیصل جب تم میں سے کسی کو کھانے پر بلایا جائے تو دعوت قبول کرنا چاہیے اور اگر روزہ دار ہو تو دعا کرنا چاہیے۔ یعنی دعوت کرنے والے کے حق میں دعا کرے۔ (مفردات راغب)

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں کہ لفظ صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا و استغفار اور رحمت ہے۔ (ابن منظور، لسان العرب، 14، 465، 466) ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّيْهُمْ۔ اور (آپ) ان کے حق میں دعا فرمائیں، بیشک آپ کی دعا ان کے لئے (بامعنی) تسکین ہے۔ (البقرہ، 9، 103)

هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُہٗ دُعٰی ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ (احزاب، 33، 43) اصطلاح شریعت میں صلوٰۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بندگی کا وہ پاکیزہ طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بامرالہی جن مخصوص افعال کو مخصوص اوقات میں ادا کرنے کی تلقین کی اسے عام الفاظ میں نماز کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، اِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا۔ بیشک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے۔ (النساء، 4، 103)

علامہ جزیری صلوٰۃ کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں، اصطلاح فقہ میں صلوٰۃ ان اقوال و افعال کا مجموعہ ہے جو تکبیر تحریمہ سے شروع اور سلام پر ختم ہوتا ہے۔ (جزیری، کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ، ج ۱، ص ۱۷۹)

اقامت صلوٰۃ کے معنی و مفہوم کا بیان

قرآن میں اَقِمُوا الصَّلَاةَ کا جملہ بکثرت مقامات پر آیا ہے۔ اس لیے صلوٰۃ کے بعد اقامت کے معنی و مفہوم سے بھی واقفیت ضروری ہے۔ اقامت کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح کھڑا کرنے کے ہیں کہ اس میں کوئی کجی نہ ہو۔ اگر کسی لکڑی کو بالکل

سیدھا کھڑا کر دیا جائے تو کہا جائے گا، اقام العود۔ اسی معنی میں قرآن مجید میں ہے۔

فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَأَقَامَهُ. (سورہ کہف) وہاں ان دونوں نے ایک دیوار کو اس حال میں پایا کہ وہ بالکل گرا چاہتی تھی پس اس نے وہ دیوار سیدھی یعنی کھڑی کر دی۔

حدیث میں آیا ہے: لَنْ يَقْبُضَهُ حَتَّى يَقِيمَ بِهِ الْعَمَلَةَ الْعُجَاءَ (بخاری، کتاب الموعظ)

اللہ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک کہ نلت عوجاء (ملت عرب) کو سیدھا نہ کر دے۔

اقامت کے دوسرے معنی کسی کام کو اس طرح انجام دینے کے ہیں کہ اس کا حق ادا ہو جائے۔ اقامۃ الشئ توفیۃ حقہ اس سلسلے میں قرآن کی چند آیات ملاحظہ ہوں۔ فرمایا گیا

قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتّٰی تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ. (سورہ مائدہ) فرمادیں، اے اہل کتاب، تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ تم تورات، انجیل اور اس چیز کو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے، قائم نہ کرو۔

اس آیت میں تورات، انجیل اور اس چیز، یعنی قرآن کی اقامت کا مفہوم یہ ہے کہ ان کتابوں کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کی جائے۔ ان کے احکام و ہدایات پر کسی کی دہشی کے بغیر عمل کیا جائے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے: وَأَشْهِدُوا ذَوٰی عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ. (سورہ ملاح)

اپنے میں سے دو ثقہ آدمیوں کو گواہ بنا لو اور اللہ کے لیے ٹھیک ٹھیک گواہی دو۔

اس آیت میں اقامت شہادت کا مفہوم، جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے، یہ ہے کہ شہادت ٹھیک ٹھیک حق و انصاف کے مطابق سب کے سامنے دی جائے۔ کسی خوف یا طمع کی وجہ سے شہادت میں کتر بیعت نہ ہو، بلکہ صورت معاملہ کو جوں کا توں بیان کر دیا جائے۔

ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے: وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ. (سورہ زمر)

انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک تولو اور تول میں کمی نہ کرو۔

اس آیت میں اقامت وزن کا مطلب تول میں انصاف کا حق ادا کرنا ہے، یعنی ترازو مستقیم ہو، باٹ صحیح ہو اور نیک نیتی سے وزن کیا جائے۔ یہ صحیح وزن کے شرائط ہیں۔ اگر ظاہری تول تو ٹھیک ہو، یعنی ترازو کے دونوں پلڑے برابر ہوں، لیکن باٹ صحیح نہ ہو تو تول کی یہ ظاہری درستی کوئی معنی نہیں رکھتی اور اس صحیح وزن کا اطلاق نہ ہوگا۔ اسی طرح باٹ تو صحیح ہو، لیکن ترازو کے دونوں پلڑے برابر نہ ہوں تو اس کو بھی صحیح وزن نہیں کہیں گے۔ فی الواقع صحیح وزن اور درست تول وہ ہے جس میں باٹ اور ترازو کی ظاہری درستی کے ساتھ جذبہ نیک نیتی بھی شامل ہو۔ باٹ کتنا ہی صحیح ہو، ترازو کتنا ہی مستقیم ہو مگر دل میں کھوٹ ہو، یعنی ایمان داری نہ ہو تو ناپ تول میں خرابی کا آجانا ناگزیر ہے۔

اقامت کے مذکورہ لغوی اور قرآنی مفہومات سے معلوم ہوا کہ اقامت صلوٰۃ سے محض نماز کی ظاہری ہیئت مراد نہیں، بلکہ نماز کو

اس کے جملہ ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرنا ہے۔

امام راغب نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) جہاں کہیں نماز کا حکم دیا ہے یا اس کی مدح کی ہے تو اس کے لیے اقامت کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ استعمال نہیں کیا ہے صرف اس امر پر متوجہ کرنے کے لیے کہ اقامت سے مقصود اس کے شرائط کی تکمیل ہے نہ کہ محض اس کی ظاہری ہیئت کی بجا آوری ہے۔ (مفردات راغب)

سابقہ امم کی نمازوں کا بیان

علامہ زرقانی لکھتے ہیں ہے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کو دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں رات کو پڑھنے کا مکلف بنایا گیا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ دو رکعتیں زوال کی بھی تھیں مگر وہ اس پر کاربند نہ رہ سکے۔ (شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الخامس، مصر)

اور امتوں کا حال خدا جانے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ پانچوں اُن میں کسی کو نہ ملیں علماء نے بے خلاف اس کی تصریح فرمائی، مواہب شریف بیان خصائص امت مرحومہ میں لکھا۔ اور ان خصوصیات میں سے پانچ نمازوں کا مجموعہ بھی ہے کیونکہ اُسب مسلّمہ کے علاوہ کسی اور امت کے لئے پانچ نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔ (المواہب للذیہ، المقصد الرابع خصائص تعلق بالصلوٰۃ، بیروت)

یہی درست ہے اور جو بیضاوی میں ہے کہ بنی اسرائیل پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں، تو سیوطی نے کہا کہ یہ غلط ہے، ان پر پچاس نمازیں کبھی بھی فرض نہیں کی گئی تھیں بلکہ ان پر تو پانچ نمازیں بھی فرض نہیں تھیں، پانچ صرف اس امت کے لئے جمع کی گئی ہیں۔ بنی اسرائیل پر تو صرف دو نمازیں فرض تھیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

مجموع خمس اوقات مخصوص ایس امت ست یعنی پانچ اوقات کا مجموعہ اس امت کی خصوصیت ہے۔

(بفتح الملمات، الفصل الثانی کتاب الصلوٰۃ باب المواقیث مکتبہ نوریہ رضویہ کفر)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ یہ سب باتیں جو علماء نے ذکر کی ہیں اثبات مدعی کے لئے مفید نہیں ہیں، یا زیادہ صحیح اور قوی روایات سے معارض ہیں یہ بات ہم نے اس موضوع پر اپنی ایک مستقل تحریر میں مفصل طور پر بیان کی ہے جو اس سوال کے آنے پر لکھی گئی تھی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء نے پانچ نمازوں کے مجموعے کا اس امت کے ساتھ مختص ہونے پر چند احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے۔ ان میں سے ایک حدیث صحیح مسلم کی ہے جو واقعہ معراج کے بارے میں عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔

پانچ نمازیں، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور آپ کی امت کے ہر اس شخص کی مغفرت جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اس حدیث سے ظاہر ہے کہ پانچ نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہیں۔ (الصحیح المسلم، قدیمی کتب خانہ لاہور)

میں کہتا ہوں: ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ موقعہ اکرام خاص کا تھا اس لئے پانچ نمازیں بھی آپ کے لئے خاص ہونی چاہئیں جس طرح باقی دو چیزیں آپ کے لئے خاص ہیں۔ نسیم الریاض میں ہے (پس دی گئیں رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں) یعنی ان فضائل میں سے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

میں کہتا ہوں تم اس کے جواب میں کہہ سکتے ہو کہ اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ اختصاص کے موقعہ پر جو چیزیں دی جائیں

ان میں ۱۰ ایام خاص اور ۱۰ غیر خاص ہیں۔ ۲۰ ہم پر لحاظ سے خاص اور ۲۰ کوئی نہ دینی نہیں ہے۔ کیونکہ نماز میں تمام انبیاء علیہم السلام نے اس طریق میں نماز کی ہے جس طریق پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تعلیم دی ہے اور ان پر صلوٰۃ والسلام ہو۔ کے بارے میں فرماتا ہے "وہ علم الہی کہنا تھا ہے اہل عاد کو، نارا اور زکوة کا، اور اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔ وقال عز وجل من بعدہ یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور صلاتی بالصلوٰۃ والا زکوة ماحیاتہا (مریم، ۳۱)۔ اور اللہ عز وجل نے اپنے بندے عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بیان کیا ہے "اور صوم و نماز ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے، نارا اور زکوة کا، جب تک میں زندہ رہوں۔" (تلاوی رضویہ کتاب صلوٰۃ و نماز، لاہور)

پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی نماز کا بیان

امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتا ہے: جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ وقت فجر قبول ہوئی انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں وہ نماز صبح کی۔ اور اہل حق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ وقت ظہر آیا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار پڑھیں وہ ظہر مقرر ہوئی۔ عزیر علیہ السلام سویرے کے بعد عصر کے وقت زندہ کئے گئے انہوں نے چار پڑھیں وہ عصر ہوئی۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ اقباب مغرب قبل اؤ کی چار رکعتیں پڑھنے کھڑے ہوئے تنہا کر تیسری پر بیٹھ گئے، مغرب کی تین ہی رہیں۔ اور عشاء سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔

جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے اسی کے مطابق اس کو طحاوی نے روایت کیا ہے کہ قاسم ابن جعفر نے بحرا بن حکم کیساتی سے، اس نے ابو عبد الرحمن عبد اللہ ابن محمد ابن عائشہ سے سنا اس کے بعد سابقہ روایت بیان کی ہے۔

(شرح معانی لا ہار باب الصلوٰۃ الوصلی مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ یہ حکایت ایک لطیف کلام پر مشتمل ہے لہذا اس کا خلاصہ لکھتے ہوئے امام زندوسی فرماتے ہیں میں نے امام ابو الفضل سے پوچھا صبح کی دو رکعتیں ظہر و عصر و عشاء کی چار مغرب کی تین کیوں ہوئیں۔ فرمایا حکم۔ میں نے کہا مجھے اور ابھی افادہ کیجئے۔ کہا ہر نماز ایک نبی نے پڑھی ہے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے زمین پر تشریف لائے دنیا آنکھوں میں تاریک تھی اور ادھر رات کی اندھیری آئی، انہوں نے رات کہاں دیکھی تھی بہت خائف ہوئے، جب صبح چمکی دو رکعتیں ہلکے الہی کی پڑھیں، ایک اس کا شکر کہ تاریکی شب سے نجات ملی دوسرا اس کا کہ دن کی روشنی پائی انہوں نے نفل پڑھی تھیں ہم پر فرض کی تھیں کہ ہم سے گناہوں کی تاریکی دور ہو اور طاعت کا ثور حاصل ہوتے۔

روال کے بعد سب سے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار رکعت پڑھیں جبکہ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ اترتا ہے پہلی اس کے شکر میں کہ بیٹے کا غم دور ہو اور دوسری فدیہ آنے کے سبب، تیسری اللہ تعالیٰ کی رضا کا شکر، چوتھی اس کے شکر میں کہ اللہ عز وجل کے حکم پر اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گردن رکھ دی، یہ ان کے نفل تھے ہم پر فرض ہوئیں کہ مولیٰ اللہ تعالیٰ ہمیں قتل نفس پر قدرت دے جیسی انہیں ذبح ولد پر قدرت دی اور ہمیں بھی غم سے نجات دے اور یہود و نصاریٰ کو ہمارا فدیہ کر کے تار سے ہمیں بچالے اور ہم سے بھی راضی ہو۔ (تلاوی رضویہ ج ۵، کتاب الصلوٰۃ۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ابواب: مَوَاقِيتُ الصَّلَاةِ

یہ ابواب نمازوں کے اوقات کے بیان میں ہیں

مواقیت کے معنی و مفہوم کا بیان

مواقیت وقتوں کی جمع ہے۔ میقات بمعنی وقت ہے، جیسے معیاد بمعنی وعدہ، میلاد بمعنی ولادت، معراج بمعنی عروج، یہاں نماز کے اوقات مراد ہیں۔ نماز کے اوقات تین قسم کے ہیں: وقت مباح، وقت مستحب اور وقت مکروہ۔ نماز کے اوقات تشریفاتی چیزیں ہیں جن میں عقل کو دخل نہیں مگر ان میں حکمتیں ضرور ہیں۔

قرآن کی مندرجہ ذیل آیات میں نماز کے اوقات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

واقم الصلوٰۃ طرفی النهار وزلفا من اللیل سورة ہود اور نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں پر (فجر اور مغرب) اور کچھ رات گزرنے پر یعنی عشاء۔

اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الى غسق اللیل وقران الفجر ان قران الفجر كان مشهوداً

(سورة الاسراء)

نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب اور عشاء) اور قرآن پڑھنا فجر کا (نماز فجر)

وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن آناء اللیل فسبح واطراف النهار لعلك

تَرْضَى . (سورة طہ)

اور پڑھتا رہو خوبیاں اپنے رب کی، سورج نکلنے سے پہلے (فجر) اور اسکے ڈوبنے سے پہلے (عصر) اور کچھ گھڑیوں میں رات کی (عشاء) اور دن کی حدوں پر (صبح، ظہر اور مغرب) شاید کہ تو راضی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دن رات میں پانچ وقت نماز فرض کی ہے اور ہر نماز کو اس کے وقت پر پڑھنے کا حکم فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا (النساء) بے شک مومنوں پر نماز مقررہ وقت میں فرض کی گئی ہے۔

فجر اور عصر کے وقت نماز فرض ہونے کی حکمت کا بیان

اللہ کی طرف سے بندوں کے افعال کی نگہبانی کرنے والے فرشتے رات کے اور ہیں اور دن کے اور ہیں۔ دن کے فرشتے عصر کے وقت واپس جاتے ہیں اور رات کے فرشتے اس وقت آتے ہیں۔ رات، دن کے فرشتے عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں جب یہ فرشتے عصر کے بعد اللہ کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں تو اس وقت فرشتوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس

حال میں چھوڑا تو وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندے عصر کی نماز میں مشغول تھے۔ عصر کے وقت نمازیوں کے گواہ فرشتے بن جاتے ہیں۔

عصر کا وقت قبولیت کا ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی فجر اور عصر کی نماز پڑھے گا، وہ کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔" (مسلم شریف)

عصر کا وقت دنیا داروں کی مصروفیتوں کا وقت ہوتا ہے۔ دنیا کے طالب اس وقت اپنے دنیوی معاملات اور کاروبار میں بے حد مصروف رہتے ہیں۔ یہ وقت کھانے پینے، سیر و تفریح اور کھیل تماشوں کے لیے وقت سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غفلتوں اور دنیا داروں سے الگ کرنے کے لیے عصر کی نماز مقرر فرمائی۔

عصر کے وقت شیطان کی توجہ پوری قوت کے ساتھ دنیا کی طرف ہوتی ہے۔ سب نافرمان اور بد اعمال لوگ اس وقت اپنے برے کاموں کی تیاری میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس شیطانی توجہ کا دور آدمی رات تک رہتا ہے۔ شیطان کی توجہ اور شر سے بچنے کے لیے نماز عصر فرض ہوئی۔ اس نماز کی حفاظت کا نہایت تاکید فرما قرآن میں دیا گیا ہے۔

نماز اور جدید سائنس کے مطابق طبعی حکمت کا بیان

صاحب فکر و نظر والے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی وہ کہتا تھا کہ میرا دل کرتا ہے کہ سارے ملک میں نماز کو لاگو کر دوں۔ میں نے پوچھا! کیوں؟ کہنے لگا: اس کے اندر اتنی حکمتیں ہیں کہ کوئی حد نہیں ہے۔ وہ جلد کا اسپیشلسٹ تھا۔ کہنے لگا اس کی حکمت آپ تو انجینئر ہیں (سمجھ لیں گے۔ میں نے کہا: اچھا جی بتائیں۔ کہنے لگا: کہ اگر انسان کے جسم کو مادی نظر سے دیکھا جائے۔ تو انسان کا دل پمپ کی مانند اس کا ان پٹ بھی ہے اور آؤٹ پٹ بھی۔ سارے جسم میں تازہ خون جا رہا ہوتا ہے اور دوسرا واپس آ رہا ہوتا ہے۔

اس نے کہا: کہ جب انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے تو جسم کے جو حصے نیچے ہوتے ہیں ان میں پریشر نسجا زیادہ ہوتا ہے اور جو حصے اوپر ہوتے ہیں ان میں پریشر نسجا کم ہوتا ہے۔ مثلاً تین منزلہ عمارت ہو اور نیچے پمپ لگا ہوا ہو تو نیچے پانی زیادہ ہوگا اور دوسری منزل پر بھی کچھ پانی پہنچ جائے گا جبکہ تیسری منزل پر تو بالکل نہیں پہنچے گا۔ حالانکہ وہ ہی پمپ ہے۔ لیکن نیچے پورا پانی دے رہا ہے اس سے اوپر والی منزل میں کچھ پانی دے رہا ہے۔ اور سب سے اوپر والی منزل پر تو بالکل پانی نہیں جا رہا۔ اس مثال کو اگر سامنے رکھتے ہوئے سوچیں تو انسان کا دل پمپ کی مانند ہوتا ہے اور یہ خون نیچے کے اعضاء میں بالکل پہنچ رہا ہوتا ہے۔ لیکن اوپر کے اعضاء میں اتنا نہیں پہنچ رہا ہوتا۔ جب کوئی ایسی صورت آتی ہے کہ انسان کا سر نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے تو خون سر کے اندر بھی اچھی طرح پہنچ جاتا ہے۔ مثلاً جب انسان نماز کے سجدے میں جاتا ہے تو محسوس ہوتا ہے جیسے گویا پورے جسم میں خون پھر گیا ہے۔ آدمی سجدہ تھوڑا سا کر لے تو محسوس ہوتا ہے کہ چہرے کی جو باریک باریک شریانیں ہیں ان میں بھی خون پہنچ گیا ہے۔

تو وہ کہنے لگے کہ عام طور پر انسان بیٹھا، لیٹا یا کھڑا ہوتا ہے۔ بیٹھنے، کھڑے ہونے اور لیٹنے سے انسان کا دل نیچے ہوتا ہے جبکہ سر اوپر ہوتا ہے۔ ایک ہی صورت ایسی ہے کہ نماز میں جب انسان سجدے میں جاتا ہے تو اس کا دل اوپر ہوتا ہے اور سر نیچے ہوتا ہے۔

ہذا طعن اچھی طرح چرے کی ہلد میں پختی جاتا ہے۔

اس کی یہ باتیں سن کر میرے منہ سے بے اختیار سبحان اللہ نکلا اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے کتنا پیارا دین دیا ہے جس کے ایک ایک ٹل کی تعریف آج کی سائنس اور علم جدید بھی کرتا ہے۔ (فکرو نظر)

پانچ نمازوں کے اوقات کا بیان

667- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَحْمَدُ بْنُ يَسَانَ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ أَنبَأَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ بَزِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ مَعَنَا هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِإِلَّا فَاذَنْ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي أَمَرَ فَاذَنْ الظُّهْرَ فَأَبْرَدَ بِهَا وَأَنْعَمَ أَنْ يَبْرَدَ بِهَا ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ آخِرَهَا فَوْقَ الْيَدَى كَانَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ آيَنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا وَاقِعُكُمْ

﴿﴾ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے نماز کے وقت کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا اگلے دو دن تم ہمارے ساتھ نماز ادا کرو۔

(راوی کہتے ہیں:) جب سورج ڈھل گیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے اذان دی پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی وہ ظہر کی نماز کے لیے اقامت کہیں پھر (جب عصر کا وقت ہوا) تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی تو انہوں نے عصر کی نماز کے لیے اقامت کہی حالانکہ اس وقت سورج بلند سفید اور روشن تھا۔ پھر جب سورج غروب ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی تو انہوں نے مغرب کی نماز کے لیے اقامت کہی۔

پھر جب شفق غروب ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی تو انہوں نے عشاء کی نماز کے لیے اقامت کہی۔ پھر جب صبح صادق ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی ہدایت پر انہوں نے فجر کی نماز کے لیے اقامت کہی۔

اگلے دن نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی تو انہوں نے ظہر کی نماز کے لیے اذان دی۔ انہوں نے ٹھنڈے وقت میں

یہ کام کیا خوب اچھی طرح ٹھنڈا کر کے ایسا کیا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے عصر کی نماز اس وقت ادا کی جب سورج ابھی بلند تھا لیکن آپ ﷺ نے پہلے دن کے مقابلے میں اسے ذرا تاخیر سے ادا کیا۔ مغرب کی نماز آپ ﷺ نے شفق غروب ہونے سے پہلے ادا کی اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد ادا کی۔

فجر کی نماز آپ ﷺ نے خوب روشن کر کے پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: نماز کے وقت کے بارے میں دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟

اس شخص نے عرض کی: میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ! نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہاری نمازوں کا وقت ان کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا ہے۔

شرح

سوال کا مطلب یہ تھا کہ نمازوں کے اوقات کے سلسلہ میں یہ بتا دیا جائے کہ نماز کا اول وقت کیا ہوتا ہے اور آخر وقت کون سا ہوتا ہے؟ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نمازوں کے اوقات کو زبانی سمجھانے سے زیادہ بہتر یہ سمجھا کہ اسے عملی طور پر دیکھا جائے تاکہ اوقات اس کے ذہن نشین ہو سکیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نماز کا اول و آخر دونوں وقت بتانے کے لئے پہلے دن تو نمازیں اول وقت پڑھیں اور دوسرے دن آخر وقت میں پڑھیں۔

حدیث میں پہلے ظہر کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے اذان دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کا حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی۔ اس کے بعد عصر کا ذکر کیا گیا ہے لیکن نہ تو عصر کی نماز کا وقت ذکر کیا گیا ہے اور نہ عصر ہی اور نہ اس کے بعد کی اذانوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ معروف ہے۔ دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا یعنی پہلے روز کے مقابلے میں دوسرے دن ظہر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھی کہ گرمی کی شدت اور تپش کی سختی جاتی رہی تھی۔ عصر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روز کی تاخیر کے مقابلے میں زیادہ تاخیر سے یعنی دو مثلین کے بعد پڑھائی لیکن پہلے روز کی تاخیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عصر کی نماز میں پہلے روز تاخیر کی گئی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز ظہر سے تاخیر کی گئی تھی۔ دوسرے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نمازوں کو تاخیر سے یعنی ان کے آخری اوقات میں ادا کیا جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کو آخر وقت تک موخر نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کو اس کے آخر وقت مختار یعنی آدھی رات تک موخر کرتے تو اس سے لوگوں کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہوتی اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سو رہتے تو مناسب نہ ہوتا کیونکہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے۔ حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے ان دونوں میں ہمارے ساتھ نماز پڑھ کر یہ دیکھ لیا ہے کہ نمازوں کا اول وقت کیا ہے اور آخری وقت کیا ہے لہذا شروع سے لے کر آخر تک اول وقت بھی ہے اور اوسط بھی اور آخر وقت بھی ہے لہذا اس کے درمیان تم جب چاہو نماز پڑھ سکتے ہو۔ آخر وقت سے مراد وقت مختار ہے نہ کہ وقت جواز۔ اس لئے کہ نمازوں کے جو آخری وقت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ ان کے بعد بھی نماز کا وقت باقی رہتا ہے تاہم وہ وقت جواز ہوتا ہے وقت مختار نہیں ہوتا۔

نمازوں کی تعداد پانچ ہونے کا بیان

668- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ أَنَا الْبُتِّيُّ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عَلَى مَسَائِرِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي إِكَاذِهِ عَلَى الْمَدِينَةِ وَمَعَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَأَخَّرَ عُمَرُ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلَّى إِمَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَعَلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ بِشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

ابن شہاب کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز مدینہ منورہ کے گورنر تھے اس وقت ابن شہاب ان کے پاس ان کے پھونے پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے ساتھ عروہ بن زبیر بھی تھے۔

عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز میں ذرا تاخیر کر دی تو عروہ نے ان سے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی امامت کی۔

تو عمر بن عبدالعزیز نے ان سے یہ کہا: اے عروہ ذرا دھیان دین کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں تو عروہ نے بتایا: میں نے حضرت بشیر بن ابومسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے میری امامت کی اور میں نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ پھر میں نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ پھر میں نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ پھر میں نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اپنی انگلیوں پر حساب لگا کر پانچ نمازوں کا تذکرہ کیا۔

امت محمدیہ ﷺ کے لئے پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان

امام فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا میں نے تورات مقدس کے کسی مقام میں پڑھا ہے موسیٰ! فجر کی دو رکعتیں احمد اور اس کی امت ادا کرے گی جو انہیں پڑھے گا اُس دن رات کے سارے گناہ اُس کے بخش دے گا اور وہ میرے ذمہ میں ہوگا۔ اے موسیٰ! ظہر کی چار رکعتیں احمد اور اس کی امت پڑھے گی انہیں

668: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 521، رقم الحديث: 3221، رقم الحديث: 4007، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1378، رقم

الحديث: 1379، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 394، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 493،

پہلی رکعت کے عوض بخش دے گا اور دوسری کے بدلے ان کا پلہ بھاری کر دوں گا اور تیسری کے لئے فرشتے موکل کروں گا کہ تسبیح کریں گے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے، اور چوتھی کے بدلے اُن کے لئے آسمان کے دروازے کشادہ کر دوں گا، بڑی بڑی آنکھوں والی عوریں اُن پر مشاقانہ نظر ڈالیں گی۔ اے موسیٰ! عصر کی چار رکعتیں احمد اور ان کی اُمت ادا کرے گی تو بہشت آسمان وزمین میں کوئی فرشتہ باقی نہ بچے گا سب ہی ان کی مغفرت چاہیں گے اور ملائکہ جس کی مغفرت چاہیں میں اسے ہرگز عذاب نہ دوں گا۔ اے موسیٰ! مغرب کی تین رکعت ہیں انہیں احمد اور اس کی اُمت پڑھے گی آسمان کے سارے دروازے ان کے لئے کھول دیں گے، جس حاجت کا سوال کریں گے اسے پورا ہی کر دوں گا۔ اے موسیٰ! شفق ڈوب جانے کے وقت یعنی عشاء کی چار رکعتیں ہیں پڑھیں گے انہیں احمد اور ان کی اُمت، وہ دنیا و مافیہا سے اُن کے لئے بہتر ہیں، وہ انہیں گناہوں سے ایسا نکال دیں گی جیسے اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اے موسیٰ! وضو کرے گا احمد اور اس کی اُمت جیسا کہ میرا حکم ہے میں انہیں عطا فرماؤں گا ہر قطرے کے عوض کہ آسمان سے ٹپکے ایک جنت جس کا عرض آسمان وزمین کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔ اے موسیٰ! ایک مہینے کے ہر سال روزے رکھے گا احمد اور اس کی اُمت اور وہ باور مضان ہے عطا فرماؤں گا اسکے ہر دن کے روزے کے عوض جنت میں ایک شہر اور عطا کروں گا اس میں نفل کے بدلے فرض کا ثواب اور اس میں لیلۃ القدر کروں گا جو اس مہینے میں شرمساری و صدق سے ایک بار استغفار کریگا اگر اسی شب یا اس مہینے بھر میں مر گیا اسے تیس ۳۰ شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ اے موسیٰ! امیر محمد یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کچھ ایسے مرد ہیں کہ ہر شرف پر قائم ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی جزا اس کے عوض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ثواب ہے اور میری رحمت ان پر واجب اور میرا غضب ان سے دور، اور ان میں سے کسی پر بای تو بہ بند نہ کروں گا جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے رہیں گے۔ (تیسرے القائلین باب فضل من محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطہر، بیروت)

بَابُ: وَقْتُ صَلَوةِ الْفَجْرِ

یہ باب نماز فجر کے وقت کے بیان میں ہے

نماز فجر کے وقت کا بیان

جب فجر ثانی طلوع ہو اس وقت نماز فجر کا وقت اول ہے۔ اور وہ سفیدی ہے جو جو افق پر پھیلی ہو اور اس کا آخر وقت جب تک سورج طلوع نہ ہو۔ کیونکہ وہ حدیث جس میں جبرائیل امین نے رسول اللہ ﷺ کی امامت کرائی تھی۔ اس میں پہلے دن انہوں نے طلوع فجر کے وقت امامت کرائی اور دوسرے دن جب خوب اجالا ہو گیا۔ اور قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ پھر حدیث کے آخر میں انہوں نے کہا کہ ان دو وقتوں کے درمیان کا وقت آپ اور آپ کی اُمت کے لئے ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

فجر کا وقت فراغ خاطر اور سکون قلب کا خاص وقت ہے۔ آدمی شب میں آرام کرنے کے بعد جب اٹھتا ہے تو اُس کا دل پوری طرح مطمئن ہوتا ہے۔ عبادت کے لیے ایک نئی حرکت کا آغاز ہوتا ہے، زندگی ایک نئے عزم کی محتاج ہوتی ہے اور یہ نیا عزم خدا کی طرف سے تازہ توفیق اور تازہ ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے۔

صبح صادق اور صبح کاذب کا بیان

صبح صادق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے۔ اور زمین پر اجالا ہوتا جاتا ہے اور اس سے پہلے صبح آسمان پر ایک سفیدی ستون کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے۔ اور صبح صادق کے وقت یہ دراز سپیدی غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

فجر کاذب کا اعتبار نہیں کیا جائے گا

فجر کاذب کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ سفیدی ہے جو لبائی میں ظاہر ہوتی ہے پھر اس کے فوراً بعد اندھیرا آ جاتا ہے اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے بلال کی اذان تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ ہی دراز فجر۔ اور بیشک جو فجر افق میں پھیلی ہوئی ہو وہی فجر (صادق) ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

فجر کی نماز جلدی میں پڑھنے کا بیان

668- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يُصَلِّينَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى أَهْلِهِنَّ فَلَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ تَعْنِي مِنَ الْغُلَسِ

«» سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: مومن خواتین نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز ادا کر کے اپنے گھروں کو واپس جاتی تھیں اور کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔ (راوی کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا)»

شرح

حضرت محمد بن ابی عمر و ابن حسن ابن علی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دو پہر ڈھلے پڑھتے تھے اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ سورج زہار (یعنی روشن) ہوتا تھا اور مغرب کی نماز آفتاب غروب ہونے کے بعد پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز میں جب لوگ زیادہ آ جاتے تو جلدی ہی پڑھ لیتے تھے اور جب لوگ کم ہوتے تو تاخیر کر کے پڑھتے تھے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ لیتے تھے۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 555)

عشاء کی نماز کے بارے میں یہاں وضاحت کر دی گئی ہے کہ اگر لوگ زیادہ آ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جلدی پڑھ لیتے اور اگر کم آتے تو تاخیر کر کے پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت کی کثرت کی پیش نظر نماز کو اول وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے متبعین نے اول وقت نماز پڑھنے کا التزام

اسی لئے نہیں کیا ہے کہ تاخیر سے نماز پڑھنے میں جماعت میں کثرت ہو جاتی ہے نہ یہ کہ ان حضرات کے نزدیک اول وقت افضل نہیں ہے۔ اول وقت تو بہر صورت افضل ہے لیکن بعض خارجی عوارض جیسے جماعت کی کثرت وغیرہ کی بناء پر تاخیر ہی اولیٰ ہوتی ہے۔ صبح کی نماز تاریکی میں پڑھنے کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ صحابہ کرام رات بھر سونے کے بجائے ذکر و عبادت میں مشغول رہنے کی وجہ سے صبح سویرے ہی مسجد میں موجود رہتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کی کثرت کے پیش نظر جلدی پڑھ لیتے تھے۔ آخر میں اتنی بات سمجھ لیجئے کہ اس حدیث سے یہ بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستقلاً تاریکی ہی میں فجر کی نماز پڑھتے تھے اور اگر بفرض محال اسے مان بھی لیا جائے تو یہ ثابت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز روشنی میں پڑھنے کا حکم دیا ہے اور حنفیہ کے نزدیک فعل کے مقابلے میں امر (یعنی حکم) کو ترجیح دی جاتی ہے۔

وقت فجر کی فضیلت کا بیان

670- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطٍ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ

قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا قَالَ تَشْهَدُهُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”اور فجر کی تلاوت،

بے شک فجر کی تلاوت میں حاضری ہوتی ہے۔“ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس میں رات اور دن کے فرشتے

شریک ہوتے ہیں۔

شرح

امام ابن ابی حاتم نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) ان قرآن الفجر کان مشہودا کہ اس (وقت)

میں فرشتے اور جن حاضر ہوتے ہیں۔

احمد ترمذی نسائی، ابن ماجہ ابن جریر، ابن منذر ابن ابی حاتم حاکم ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں (ترمذی اور حاکم نے اس

کو صحیح بھی کہا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) ان قرآن الفجر کان مشہودا سے مراد ہے کہ صبح کی نماز کے وقت

میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نماز میں جمع ہوتے ہیں۔

عبدالرزاق، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں اکٹھے ہوتے ہیں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اگر تم چاہو تو پڑھ لو (آیت) وقرآن

الفجر ان قرآن الفجر کان مشہودا۔

سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رات اور دن کی نگہبانی کرنے والے

فرشتے صبح کی نماز میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (آیت) وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہودا یعنی

رات کے فرشتے اور ان کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

فجر کی نماز میں محافظ فرشتے جمع ہوتے ہیں

حکیم ترمذی نے نوادر میں ابن جریر، طبرانی اور ابن مردودہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (آیت) ان قرآن الفجر کان مشہوداً پڑھی اور فرمایا اس وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔
عبدالرزاق نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) ان قرآن الفجر کان مشہوداً کہ صبح کی نماز کے وقت دن کے فرشتے اور رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوئے جب کہ لوگ اپنے بیٹھوں سے سہارا لے کر بیٹھے قبلہ کی طرف پشت کر کے انہوں نے فرمایا قبلہ کی طرف ہو جاؤ فرشتوں اور نماز کے درمیان حائل نہ ہو جاؤ کیونکہ یہ دونوں رکعتیں فرشتوں کی نماز ہیں۔ (تفسیر درمنثور، ابنی اسرائیل)
فجر اور عصر کے وقت فرشتوں کے جمع ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس (آسمان ہے) فرشتے رات دن آتے رہتے ہیں (جو تمہارے اعمال لکھتے ہیں اور انہیں بارگاہ الوہیت میں پہنچاتے ہیں) اور فجر و عصر کی نماز میں سب جمع ہوتے ہیں اور جو فرشتے تمہارے پاس رہتے ہیں وہ (جس وقت) آسمان پر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بندوں کے احوال جاننے کے باوجود ان سے (بندوں کے احوال و اعمال) پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ پروردگار! ہم نے تیرے بندوں کو نماز پر مہلت دی ہے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تو اس وقت بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے۔

(صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث، 591)

ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کے اعمال کو لکھنے اور انہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے (فرشتوں کی دو جماعتیں بندوں کے ہمراہ رہتی ہیں۔ ایک جماعت تو دن کے اعمال لکھتی ہے اور پھر عصر کے بعد واپس جا کر بارگاہ الوہیت میں اپنی رپورٹ پیش کر دیتی ہے۔ دوسری جماعت رات کے اعمال لکھتی ہے۔ یہ فجر کی نماز کے بعد واپس جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بندوں کے رات کے اعمال کی رپورٹ دیتی ہے چنانچہ دن اور رات میں دو وقت ایسے ہوتے ہیں جب کہ یہ دونوں جماعتیں جمع ہوتی ہیں۔ ایک مرتبہ تو فجر کے وقت جب کہ رات کے فرشتے واپس جاتے ہیں اور دن کے فرشتے اپنی ڈیوٹی پراتے ہیں۔ اسی طرح دوسری مرتبہ ان دونوں جماعتوں کا اجتماع عصر کے وقت ہوتا ہے جب کہ دن کے فرشتے اپنی ڈیوٹی پوری کر کے واپس جاتے ہیں اور رات کے فرشتے اپنے کام پر حاضر ہوتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور اس کا علم زمین و آسمان کے ذرے ذرے کو محیط ہے۔ وہ زمین و آسمانوں کے رہنے والوں کے ایک ایک عمل کو جانتا ہے مگر جب فرشتے بندوں کے اعمال کی رپورٹ لے کر اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو ان سے پوچھتا ہے کہ جب تم اپنی ڈیوٹی پوری کر کے واپس لوٹ رہے تھے تو بتاؤ کہ اس وقت میرے بندے کیا کر رہے تھے؟ اور اس کا یہ پوچھنا (نعوذ باللہ) علم حاصل کرنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اس سوال سے اس کا مقصد فرشتوں کے سامنے اپنی

بندوں کی فضیلت و عظمت کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو بھیجا چاہا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تھا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ پروردگار کیا تو ایسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہے جو دنیا میں فساد اور خون ریزی و غارتگری کا بازار گرم کرے گی۔ اور پھر انہوں نے اپنی برتری و بڑائی ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ تیری عبادت کے لئے تو ہم ہی کافی ہیں اور ہم ہی تیری عبادت و پرستش کر بھی سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال کر کے ان پر ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ دیکھو! جس مخلوق کے بارے میں تمہارا یہ خیال تھا کہ وہ دنیا میں سوائے فتنہ و فساد پھیلانے کے اور کوئی کام نہیں کرے گی اب تم خود دیکھ آئے ہو کہ وہ میری عبادت اور میری پرستش کس پابندی اور کس ذوق و شوق سے کرتی ہے۔ بہر حال اس حدیث کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو رغبت دلا رہے ہیں کہ ان دونوں اوقات میں ہمیشہ پابندی سے نماز پڑھتے رہو تا کہ وہ فرشتے اللہ کے سامنے تمہارے اچھے اور بہتر اعمال ہی پیش کرتے رہیں اور رب قدوس تمہاری فضیلت و بڑائی اسی طرح فرشتوں کے سامنے ظاہر کرتا رہے۔

فجر کی نماز روشنی میں ادا کرنے کی فضیلت کا بیان

671- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا نَيْبُكُ بْنُ يَرْبُوعٍ الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَيْثُ بْنُ سُمَيٍّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَلَمَّا سَلَّمَ أَقْبَلْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ قَالَ هَذِهِ صَلَاتُنَا كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا طَعِنَ عُمَرُ أَصْفَرَهَا عُثْمَانُ

معیت بن سبی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کی فجر کی نماز ابدھیرے میں ادا کی جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور میں نے کہا: یہ نماز پڑھنے کا کون سا وقت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ وہ نماز ہے جو ہم نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر روشنی میں یہ نماز ادا کرنے لگے۔

نماز فجر کے مستحب وقت کا بیان

672- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَا سَفِيَّانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَسَابَةَ وَجَدَهُ بَدْرِيٍّ يُخْبِرُ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَيْدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبَحُوا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ أَوْ لِأَجْرِكُمْ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں صبح کی نماز (روشنی میں) ادا کیا کرو کیونکہ یہ زیادہ اجر کا باعث ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) یہ تمہارے لیے زیادہ اجر کا باعث ہے۔

671: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

672: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 424، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 154، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 547

اسفار کے مفہوم کا بیان

اسفار کا معنی ہے اتنی روٹنی ہو جائے کہ دور دور تک نظر آنے لگے۔ الإسفار هو وضوح الفجر وظهوره (نسب الراہ) اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز اسفار (اجالے) میں شروع کرنی چاہئے چنانچہ حنفیہ کا ظاہری مسلک یہی ہے کہ فجر کی نماز کی ابتداء و اختتام دونوں ہی اسفار میں ہوں۔ مگر حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جو حنفی مسلک کے ایک جلیل القدر امام ہیں فرماتے ہیں کہ ابتداء تو غلّس (اندھیرے) میں ہونی چاہئے اور اختتام اسفار میں اور اس کا طریقہ یہ ہو کہ قرأت اتنی طویل کی جائے کہ پڑھتے پڑھتے اجالا پھیل جائے۔

چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ تاویل اولیٰ اور احسن ہے کیونکہ اس طرح ان تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے جن میں سے بعض تو غلّس میں نماز پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسفار میں نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ ان احادیث میں ایک دوسری تطبیق کی وجہ خود ایک حدیث بھی ہے جو شرح السنہ میں منقول ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں موسم کا اعتبار ہوگا یعنی جاڑے کے موسم میں تو غلّس میں نماز پڑھنا بہتر ہوگا اور گرمی کے موسم میں اسفار کرنا بہتر ہوگا۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو یہ (بھی) فرمایا کہ جب سردی کا موسم ہو تو فجر کی نماز غلّس (اندھیرے) میں پڑھنا اور قرأت طویل کرنا۔ (مگر اتنی کہ) لوگوں پر بھاری نہ ہو کہ وہ تنگ ہو جائیں اور جب گرمی کا موسم ہو تو فجر کی نماز اسفار (اجالے) میں پڑھنا کیونکہ (گرمی) میں رات چھوٹی ہونے کی وجہ سے لوگ سوئے رہتے ہیں اس لئے انہیں اتنا موقع دو کہ وہ نماز میں شریک ہو سکیں۔ "بہر حال علماء حنفیہ کے نزدیک اسفار کی حد یہ ہے کہ طلوع آفتاب میں اتنا وقت رہے کہ اس میں قرأت مسنون (جو چالیس سے ساٹھ یا سو آیتوں تک ہے) ترتیل کے ساتھ پڑھی جاسکے۔ اور نماز کے بعد اگر طہارت میں کوئی خلل معلوم ہو تو طلوع آفتاب سے پہلے پہلے وضو اور مذکورہ بالا طریقہ پر نماز کا اعادہ ممکن ہو سکے۔

بَابُ: وَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ

یہ باب نماز ظہر کے وقت کے بیان میں ہے

ظہر کا وقت ایک دوسری حقیقت کا اعلان کرتا ہے۔ آدمی دیدہ بینا رکھتا ہو تو اس وقت ایک اور حقیقت نظر آتی ہے اور وہ بھی آدمی کو رکوع و سجود کی دعوت دیتی ہے۔ وہ یہ کہ اس وقت سورج، جس کو نادانوں نے معبود کا درجہ دے کر معبود بنایا، خود اپنے خالق کے آگے اپنی کمر خم کرتا ہے اور خود اپنے عمل سے یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ خالق نہیں، بلکہ مخلوق، اور معبود نہیں، بلکہ عابد ہے۔

نماز ظہر کے وقت کی ابتداء کا بیان

673- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَخَصَتْ الشَّمْسُ

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر کی نماز ادا کرتے تھے۔

674- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ

عَنْ أَبِي بَرُزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْهَجِيرِ الَّتِي تَدْعُونَهَا

الظُّهْرَ إِذَا دَخَصَتْ الشَّمْسُ، قَالَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو حَالِمٍ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَوْفٌ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ دوپہر کی نماز جسے آپ لوگ ”ظہر“ کہتے ہیں اس

وقت ادا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

وقت زوال کے مفہوم کا بیان

علامہ ابن محمود الباری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ وقت کے زوال کو جاننے کے لئے صحیح قول وہی ہے جس کو محمد بن شجاع نے ذکر کیا

ہے کہ لکڑی کو ایک برابر جگہ پر نصب کیا جائے اور اس کے سائے پر ایک علامت بنا دی جائے۔ لہذا جب سایہ اس خط سے کم ہوگا تو یہ

وقت زوال سے پہلے وقت میں شمار کیا جائے گا۔ اور جب سایہ اس خط پر ٹھہر جائے نہ اس سے کم ہو اور نہ اس سے زیادہ ہو تو یہ وقت

زوال ہوگا۔ اور یہی فنی زوال سے عبارت ہے۔ اور جب کسی چیز کا سایہ اس سے بڑھ جائے تو اس وقت یہ اعتبار کیا جائے گا کہ اب

سورج زائل ہو چکا ہے۔ اسے زوال شمس کہتے ہیں۔ اسی طرح مبسوط اور محیط میں ہے۔

اور جب کسی چیز کا سایہ اس خط سے بڑھ کر دوگنا ہو جائے گا تو اس وقت تک امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نماز ظہر کا وقت

رہے گا۔ (عناہ شرح الہدایہ ج ۱، ص ۳۵۱، بیروت)

675- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ

الْعَبْدِيِّ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ شَكَّوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِكْنَا

﴿﴾ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ریت کی گرمی کی شکایت کی

آپ ﷺ نے ہماری شکایت کو قبول نہیں کیا۔

676- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ خُشْفِ بْنِ مَالِكٍ

674: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 541، ورقم الحديث: 547، ورقم الحديث: 599، وأخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 771، وأخرجه ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1460، ورقم الحديث: 1461، ورقم الحديث: 1462، وأخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 398، ورقم الحديث: 4849، وأخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 494، ورقم الحديث: 524، ورقم الحديث: 529۔

675: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

676: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ریت کی گرمی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت کو قبول نہیں کیا۔

زوال کا فقہی مفہوم

آفتاب کے ڈھلنے کو کہتے جسے ہماری عرف میں دوپہر ڈھلنا کہا جاتا ہے۔

سایہ اصلی کا فقہی مفہوم

اس سایہ کو کہتے ہیں جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے۔ یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی جگہ بڑا ہوتا ہے، کسی جگہ چھوٹا ہوتا ہے اور کہیں بالکل نہیں ہوتا، جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں۔

زوال اور سایہ اصلی کے پہچاننے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑی جائے اور جہاں تک اس کا سایہ پہنچے اس مقام پر ایک نشان بنادیا جائے پھر دیکھا جائے کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے۔ اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا۔ اگر یکساں رہے نہ پیچھے ہٹے نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اس کو استواء کہتے ہیں۔

ایک مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔ مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔

ان اصطلاحی تعریفات کو سمجھنے کے بعد اب حدیث کی طرف آئیے: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقاتِ نماز کے سلسلے میں سب سے پہلے ظہر کا ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وقتِ نماز کی تعلیم کے سلسلے میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی نماز پڑھائی تھی، یہی وجہ ہے کہ نمازِ ظہر کی نماز کو پیشین کہا جاتا ہے۔

نمازِ ظہر کا اول وقت اسی وقت شروع ہو جاتا ہے جب کہ آسمان کہ درمیانِ آفتاب مغرب کی طرف تھوڑا سا مائل ہوتا ہے جس کو زوال کہتے ہیں اور اس کا آخری وقت وہ ہوتا ہے جب کہ آدھی کا سایہ اس کے طول کے برابر علاوہ سایہ اصلی کے ہو جاتا ہے۔ سایہ اصلی کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ وہ سایہ ہوتا ہے جو زوال کے وقت ہوتا ہے یعنی اکثر مقامات پر جب کہ آفتاب سمتِ راست پر نہیں آتا وہاں ٹھیک دوپہر کے وقت ہر چیز کا تھوڑا سا سایہ ہوتا ہے اس سائے کو چھوڑ کر جب تک کسی چیز کے طول کے برابر سایہ رہے گا ظہر کا وقت باقی رہے گا۔

(عصر کا وقت آنے تک) یہ جملہ دراصل پہلے جملہ کی تاکید ہے کیونکہ جب ایک مثل تک سایہ پہنچ گیا تو وقتِ ظہر ختم ہو گیا۔ اور عصر کا وقت شروع ہو گیا چونکہ اس جملے کا مطلب پہلے ہی جملے سے ادا ہو گیا تھا اس لیے یہی کہا جائے گا کہ یہ جملہ پہلے جملے کی

تاکید کے لیے لایا گیا ہے ہاں اتنی بات اور کہی جاسکتی ہے کہ یہ جملہ اس چیز کی دلیل ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان وقت مشترک نہیں ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے۔ عصر کے وقت کی ابتداء تو معلوم ہوگئی کہ جب ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا عصر کا وقت شروع ہو جائے گا۔ آخری وقت کی بات یہ ہے کہ جب تک آفتاب زرد نہیں ہو جاتا عصر کا وقت بلا کر اہستہ باقی رہتا ہے چنانچہ حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے۔ البتہ اس کے بعد سے غروب آفتاب تک وقت جواز باقی رہتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آفتاب کی زردی سے کیا مراد ہے تو بعض حضرات کہتے ہیں کہ آفتاب کے زرد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب متبادل جائے کہ اس کی طرف نظر اٹھانے سے آنکھوں میں خیرگی نہ ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غروب آفتاب کی جو شعاعیں دیوار وغیرہ پڑتی ہیں اس میں تغیر ہو جائے۔

نماز ظہر کے وقت ایک مثل میں فقہی مذاہب از بوع

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نیز حضرت امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک باقی رہتا ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ان حضرات کی دلیل یہی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک رہتا ہے۔

جہاں تک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق ہے تو ایک روایت کے مطابق ان کا بھی وہی مسلک ہے جو جمہور علماء کا ہے بلکہ بعض نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ امام اعظم کا فتویٰ بھی اسی مسلک پر ہے۔ چنانچہ در مختار میں بہت سی کتابوں کے حوالوں سے اسی مسلک کو ترجیح دی گئی ہے۔ مگر ان کا مشہور مسلک یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے ان کے دلائل ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہیں۔

بہر حال علماء نے اس سلسلہ میں ایک صاف اور سیدھی راہ نکالی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ ظہر کی نماز تو ایک مثل کے اندر اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے تاکہ دونوں نمازیں بلا اختلاف ادا ہو جائیں۔

بَابُ: الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

یہ باب گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرنے کے بیان میں ہے

677- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ

جَهَنَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جب گرمی شدید ہو تو (ظہر کی) نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔“
شرح

جہنم جاڑے کے دنوں میں اندر کی طرف سانس لیتی ہے اور گرمی کے دنوں میں سانس کو باہر نکالتی ہے جیسے دوسری حدیث یعنی وارد ہے، بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ گرمی کا تعلق سورج نکلنے سے ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اونچے مقام پر گرمی نہیں ہوتی جب کہ سورج اس سے قریب ہوتا ہے، اور اصل وجہ گرمی اور جاڑے کی یہ ہے کہ زمین گرم ہو کر اپنی سانس یعنی بخارات باہر نکالتی ہے، اس سے گرمی معلوم ہوتی ہے اور کوئی مانع اس سے نہیں ہے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا زمین کے اندر ہو، اور جیالوجی (علم الارض) سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے اندر ہزار فٹ پر ایسی حرارت ہے کہ اگر وہاں حیوان پہنچیں تو فوراً مر جائیں، اور اس سے بھی زیادہ نیچے ایسی گرمی ہے کہ لوہا، تانبہ اور شیشہ پگھلا ہوا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو جہنم سے بچائے، آمین، نیز جمہور نے اسے حقیقت پر محمول کیا ہے، اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ بطور تشبیہ و تقریب کہا گیا ہے یعنی یہ گویا جہنم کی آگ کی طرح ہے، اس لئے اس کی خبر درمندان سے بچو، اور احتیاط کرو، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سب اکرم رضی اللہ عنہم مغرب جلدی پڑھتے تھے، بعض روایتوں میں شفق ڈوبنے تک مغرب کو وخر کرنے کا جواز کر ملتا ہے وہ بیان جواز کے لئے ہے۔

678- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَهْتَدَ الْجَزُّ فَأَبْرِدُوا بِالظَّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ قَبْحِ جَهَنَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب گرمی شدید ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔

679- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوا بِالظَّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ قَبْحِ جَهَنَّمَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔

680- حَدَّثَنَا تَيْمِيُّ بْنُ الْمُتَصِّرِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ عَنْ شَرِيكَ عَنْ يَحْيَى عَنْ قَيْسِ

678: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1394 أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 402 أخرجه الترمذی في "الجامع" رقم الحديث: 157 أخرجه النسائی في "السنن" رقم الحديث: 499

679: أخرجه البخاری في "الصحيح" رقم الحديث: 538، 537، 539 رقم الحديث: 3259

680: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مشرور ہیں۔

بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةَ الظُّهْرِ بِالْهَاجِرَةِ فَقَالَ لَنَا اہِرِدُوا بِالصَّلَوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ قَبْلِ جَهَنَّمَ

﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ظہر کی نماز جلدی ادا کر لیتے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔

681- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اہِرِدُوا بِالظُّهْرِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کیا کرو۔“

دنیا کی گرمی سردی اور دوزخ کے سانس لینے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب گرمی کی شدت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ اور صحیح البخاری کی ایک روایت میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو (یعنی ابو ہریرہ کی روایت میں تو بالصلوۃ کا لفظ آیا ہے اور ابوسعید کی روایت میں بالظہر کا لفظ آیا ہے نیز اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ) کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے اور (دوزخ کی) آگ نے اپنے رب سے شکایت عرض کیا کہ میرے پروردگار! میرے بعض (شعلے) بعض کو کھائے لیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دے دی ہے۔ اب وہ ایک سانس جاڑے میں لیتی ہے اور ایک سانس گرمی میں۔ گرمی میں جس وقت تمہیں زیادہ گرمی معلوم ہوتی ہے اور جاڑے میں جس وقت تمہیں زیادہ سردی معلوم ہوتی ہے (تو اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ وہ ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس سردی میں لیتی ہے)۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم) اور صحیح البخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جس وقت تم گرمی کی شدت محسوس کرتے ہو تو اس کا سبب دوزخ کا گرم سانس ہوتا ہے اور جس وقت تم سردی کی شدت محسوس کرتے ہو تو اس کا سبب دوزخ کا ٹھنڈا سانس ہوتا ہے۔

(مشکوۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث، 557)

پروردگار سے دوزخ کی آگ کی نے یہ شکایت کی کہ میرے بعض (شعلے) بعض کو کھائے لیتے ہیں۔ کنایہ ہے اجزاء آگ کی کثرت سے اور آپس کے اختلاط سے یعنی آگ کے شعلے اتنے زیادہ ہوتے ہیں اور اس شدت سے بھڑکتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ دوسرے شعلے کو فنا کر گھاٹ اتار کر اس کی جگہ بھی خود لے لے۔ چنانچہ پروردگار نے اسے سانس لینے کی اجازت دے دی یعنی سانس سے مراد شعلے کو دبانا اور اس کا دوزخ سے باہر نکلتا ہے۔

جس طرح کہ جاندار سانس لیتا ہے تو ہوا باہر نکلتی ہے۔ بہر حال ایسے وقت باوجود یہ کہ مشقت بہت ہوتی ہے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسے سخت وقت میں جب کہ گرمی اپنی شدت پر ہوتی ہے دل و دماغ تپش کی وجہ سے بے چین ہوتے ہیں نیز

سورج اور سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوتا جو نماز کی روح ہیں۔ اس موقع پر عقلی طور پر چند اشکال پیدا ہوتے ہیں ان کی وضاحت کر دینی ضروری ہے۔ پہلا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گرمی اور سردی کی شدت زمین کی حرکت، عرض البلد اور آفتاب کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے یہاں یہ کیسے کہا گیا کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے؟ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہاں دوزخ کی بھاپ کو گرمی کی شدت کا سبب بتایا گیا ہے نہ کہ اصل گرمی کا۔ اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ گرمی اور سردی کی شدت بھی آفتاب کے قرب و بعد کی بناء پر ہوتی ہے کیونکہ اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ دوزخ کا سانس اس میں مزید شدت پیدا کرتا ہو لہذا اس کا انکار بخبر صاوق کی خبر کے ہوتے ہوئے طریقہ اسلام کے منافی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اتنی بات تو طے ہے کہ زمین میں حرارت کی علت سورج کا مقابلہ اور اس کی شعاعیں پڑنا ہے اور یہ کہیں ثابت نہیں ہوا ہے کہ سورج دوزخ نہیں ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ ہمارے نظام کی دوزخ یہی ہو جسے ہم سورج کہتے ہیں کیونکہ سورج میں ناریت کا تموج اور اشتعال اس قدر ہے کہ دوزخ کی تمام صفات اس پر منطبق ہوتی ہیں اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ سورج دوزخ نہیں ہے تو یہ بالکل بعید اور ناممکن نہیں ہے کہ دوزخ علیحدہ ہو اور اس کی گرمی کا اثر زمین پر پڑتا ہو۔

دوسرا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوزخ نے شکایت کیسے کی کیونکہ دوزخ بے زبان ہے اور بے زبان اظہار مدعا کیسے کر سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح زبان کے لئے تلفظ ضروری نہیں ہے اسی طرح تلفظ کے لئے زبان بھی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر جانوروں کی زبان ہوتی ہے مگر وہ تلفظ نہیں کرتے ایسے ہی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے زبان نہیں ہوتی مگر وہ بات کرتی ہیں۔ لہذا یہ اشکال پیدا کرنا کہ بغیر زبان کے بات کرنا ناممکن ہے کم نہی کی بات ہے۔ کیونکہ اگر کوئی یہ پوچھنے بیٹھ جائے کہ زبان سے بات کیوں کی جاتی ہے اس سے سننے کا کام کیوں نہیں لیا جاتا؟ آنکھ سے دیکھتے اور کان سے سنتے کیوں ہوان سے بات کیوں نہیں کرتے جب کہ یہ سب اعضاء بظاہر ایک ہی مادہ سے بنتے ہیں جو نطفہ ہے تو ہر ایک قوت کی تخصیص کی وجہ ایک خاص چیز سے کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہی دیا جائے گا کہ یہ صانع مطلق کی قدرت ہے کہ بولنا زبان سے مختص کیا، دیکھنا آنکھ سے اور سننا کان سے ورنہ یہ سب اعضاء گوشت کا ایک حصہ ہونے میں برابر ہیں۔ ٹھیک اسی طرح یہاں بھی یہی کہا جائے گا کہ کیا صانع مطلق کی یہ قدرت نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی ایک مخلوق کو گویائی کی قوت دے دے اور جب کہ حکماء کی ایک جماعت تو یہ بھی کہتی ہے کہ اجرام فلکیہ میں نفوس ہیں اور ان میں احساس و ادراک کی قوت ہے تو اس صورت میں بولنا بعید ہے؟۔

تیسرا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوزخ جاندار نہیں ہے وہ سانس کیسے لیتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دوزخ میں نفس ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے اور جب مذکورہ بالا بحث کی رو سے اس سے تکلم ثابت ہو سکتا ہے تو سانس لینے میں کیا اشکال باقی رہ جائے گا!۔ چوتھا اشکال یہ ہے کہ آگ کے ٹھنڈا سانس لینے کے کیا معنی؟ اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ آگ سے مراد اس کی جگہ یعنی دوزخ ہے اور اس میں ایک طبقہ زمہریر بھی ہے۔ پانچواں اشکال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کے مفہوم کے مطابق تو یہ چاہئے تھا کہ سخت سردی کے موسم میں فجر کو بھی تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سردی میں صبح کو سورج نکلتے تک اسی شدت کے ساتھ رہتی ہے اگر طلوع آفتاب تک نماز میں تاخیر کی جاتی ہے تو وہاں سرے سے وقت ہی جاتا

رہتا۔ بہر حال۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود صحابہ بھی گرمی کے موسم میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے تھے۔ چنانچہ صحیح البخاری کی ایک روایت میں منقول ہے کہ صحابہ ظہر کی نماز (تاخیر سے) ٹھنڈا کر کے پڑھتے تھے یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے زمین پر پڑنے لگتے تھے۔ اور یہ سب ہی جانتے ہیں کہ ٹیلے چونکہ پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے ان کے سائے زمین پر بہت دیر کے بعد پڑتے ہیں بخلاف دراز چیزوں مثلاً مینار وغیرہ کے ان کے سائے جلد ہی پڑنے لگتے ہیں۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ صحابہ ظہر کی نماز کے لئے دیواروں کے سائے میں ہو کر جاتے تھے۔ اور دیواروں کے بارے میں تحقیق ہو چکی ہے کہ اس وقت دیواریں عام طور پر سات سات گز کی ہوتی تھیں۔ لہذا ان کے سائے میں چلنا اس وقت کارآمد ہوتا ہوگا جب کہ سورج کافی نیچے ہوتا ہو۔ بعض حضرات نے تاخیر کی حد آدھا وقت مقرر کی ہے یعنی کچھ علماء یہ فرماتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز آدھے وقت تک موخر کر کے پڑھنی چاہئے۔

بعض شوافع حضرات حدیث سے ثابت شدہ ابراد (یعنی نماز کو ٹھنڈا کر کے) کا محمول وقت زوال کو بتاتے ہیں یعنی ان کا کہنا یہ ہے کہ اس ابراد کا مقصد نماز ظہر میں اتنی تاخیر نہیں ہے جو خفیہ بتاتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وقت استواء کی شدید گرمی سے بچنے کے لئے زوال کی وقت ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔ ان حضرات کی یہ تاویل نہ صرف یہ کہ بعید از مفہوم ہے بلکہ خلاف مشاہدہ بھی ہے کیونکہ وقت استواء کے مقابلہ میں زوال کے وقت گرمی کی شدت میں کمی آ جانے کا خیال تجربہ و مشاہدہ ہے۔

ہدایہ میں مذکور ہے کہ جن شہروں میں گرمی کی شدت آفتاب کے ایک مثل سایہ پہنچنے کے وقت ہوتی ہے وہاں تو ابراد کا مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کہ نماز ایک مثل سایہ ہونے کے بعد پڑھی جائے۔ الحاصل۔ ظہر کی نماز کو ابراد میں یعنی ٹھنڈا کر کے پڑھنے کے بارے میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہیں جن سے متفقہ طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنا ہی افضل و اولیٰ ہے۔ جہاں تک حدیث جناب رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے جس میں مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمی کے موسم میں دوپہر کی شدت کے بارے میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری درخواست قبول نہیں کی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز کو پورے وقت تک موخر کرنے کی درخواست کی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمائی کہ اگر اتنی تاخیر کی جائے گی تو نماز کا وقت بھی نکل جائے گا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابراد رخصت ہے اور وہ بھی سب کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کے لئے ہے جو جماعت کے لئے مسجدوں میں جانے کے لئے مشقت و محنت کا سامنا کرتے ہیں۔ جو لوگ تنہا نماز پڑھتے ہوں یا اپنے پڑوس و محلہ کی مسجد میں نماز کے لئے آتے ہوں ان کے لئے میرے نزدیک یہ پسندیدہ ہے کہ وہ اول وقت سے تاخیر نہ کریں، یہ قول ظاہر حدیث کے خلاف ہے اس لئے اس کی اتباع نہیں کی جاسکتی۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک حدیث نقل کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی باوجود یہ کہ سب یکجا رہتے تھے ابراء کا حکم فرمایا کرتے تھے، نیز امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے ظہر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنے کے لئے کہتا ہے اس مسلک کی اتباع سنت

بَابُ: وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

یہ باب نماز عصر کے وقت کے بیان میں ہے

عصر کا وقت ایک نئی حقیقت کی منادی کرتا ہے، وہ یہ کہ ہر عروج کے لئے زوال، ہر جوانی کے لئے بڑھاپا اور ہر مد کے لئے جزر مقدر ہے۔ کائنات کی کوئی چیز بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں ہے، صرف ایک ہی ذات ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اُس کے سوا کسی کے لئے بھی بقا نہیں۔ جس طرح دن چمکا، اُس کی دوپہر ہوئی اور اب غروب کے کنارے کھڑا ہے، اسی طرح یہ دنیا بھی پیدا ہوئی، شباب کو پہنچی اور ایک دن خاتمہ کے قریب جا لگے گی۔ عصر کے وقت یہ خاموش تذکیر بندے کو اس بات پر اکساتی ہے کہ وہ آخرت کو یاد کرے اور توبہ و استغفار کے لئے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو۔

سورج کی روشنی میں نماز عصر پڑھنے کا بیان

682- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً حَتَّىٰ لَيَذْهَبَ الدَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عصر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج بلند اور چمکدار ہوتا تھا اس کے بعد کوئی شخص نواحی علاقے کی طرف جاتا تو سورج پھر بھی بلند ہی ہوتا تھا۔

شرح

عوالی عالیہ کی جمع ہے، مدینہ شہر کے باہر بلندی پر جو بستیاں ہیں انہیں عوالی کہا جاتا ہے۔ مسجد بنی قریظہ بھی اسی طرف ہے۔ مدینہ کے جنوب مغرب میں جو بستیاں تھیں انہیں عوالی کہا جاتا تھا، ان میں سے بعض مدینہ سے دو میل بعض تین میل اور بعض آٹھ میل کی دوری پر تھیں۔

683- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ يَظْهَرْهَا الْقَيُّمُ بَعْدَ

• سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ اس وقت عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے جب دھوپ ان (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرے میں موجود ہوتی تھی اور ان کے حجرے کا سایہ پھیلا نہیں ہوتا تھا۔

نماز عصر میں تاخیر کے مستحب ہونے کا بیان

نماز عصر میں ابر کے دن تو جلدی چاہیے، نہ اتنی کہ وقت سے پیشتر ہو جائے۔ باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے۔ اسی واسطے اس کا نام عصر رکھا گیا لانما عصر (یعنی وہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے) حاکم و دارقطنی نے زیاد بن عبد اللہ نخعی سے روایت کی کہ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ مسجد جامع میں بیٹھے تھے مؤذن نے آ کر عرض کی: یا امیر المومنین نماز۔ امیر المومنین نے فرمایا بیٹھو۔ وہ بیٹھ گیا۔ دیر کے بعد پھر حاضر ہوا اور نماز کے لئے عرض کی۔ امیر المومنین نے فرمایا ہذا الکلب یعلمنا السنۃ (یہ کتا ہمیں سنت سکھاتا ہے) پھر اٹھ کر ہمیں نماز عصر پڑھائی۔ جب ہم نماز پڑھ کر واپس آئے جہاں مسجد میں پہلے بیٹھے تھے فوجوں لیسر کب لنزول الشمس للغروب نتر اھا (ہم زانوؤں پر کھڑے ہو کر سورج کو دیکھنے لگے کہ وہ غروب کے لئے نیچے اتر گیا تھا۔) (سنن الدارقطنی باب ذکر بیان المواقیت بشرائط ملتان)

بَابُ: الْمُحَافَظَةِ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ

یہ باب عصر کی نماز کی حفاظت کے بیان میں ہے

کفار کے لئے دعائے ضرر کرنے کا بیان

684- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے دن ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ! ان کفار کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے ہمیں درمیانی نماز ادا کرنے کا موقع نہیں دیا۔

شرح

غزوہ خندق کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں جو ۵ یا ۵ھ میں ہوا تھا۔ اس جنگ کو غزوہ خندق اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسی غزوہ کے موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے دشمنوں سے بچاؤ کی خاطر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی۔ خندق کھودنے میں تمام مسلمانوں کے ہمراہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی داری) بھی بنفس نفیس شریک تھے۔ جس طرح دیگر مخلص مومنین دن بھر بھوکے پیاسے رہ کر اللہ کے دین کی حفاظت اور اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی کامیابی کے لئے اس محنت و مشقت میں مصروف رہتے تھے اسی طرح آقائے نامدار سرور کائنات فخر دو عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑی بڑی تکالیف برداشت فرما کر مصائب و رنج اٹھا کر بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ کر سردی کی شدید پریشانی اور زمین کو کھودنے پتھر اکھاڑنے کی سخت محنت جھیل کر اپنے جانثار رفقاء کے ہمراہ خندق کھودتے تھے۔ اسی جنگ میں بسبب تردد اور تیر اندازی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا کئی قسمیں انہیں میں عصر کی نماز بھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے یہ دعائے ضرر فرمائی جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح ان کفار و مشرکین نے ہماری نمازیں قضا کرنا ہمیں سخت روحانی رکب و اذیت میں مبتلا کیا ہے، اللہ کرے وہ بھی دنیا و آخرت کے شدید عذاب میں مبتلا کئے جائیں۔ ایک معمولی سا غلجان یہاں واقع ہو سکتا ہے کہ جنگ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو جبکہ کفار کی جانب سے بے انتہا تکلیف پہنچائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دعائے ضرر نہیں کی اور یہاں دعائے ضرر فرمائی اس کی وجہ کیا ہے؟

اس کا مختصر ترین جواب یہ ہے کہ جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا معاملہ تھا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت کا تقاضا تھا کہ اپنے نفس کے معاملہ میں کسی کے لئے دعائے ضرر نہ کریں مگر یہاں نماز کا سوال تھا جس کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نہ تھا بلکہ حقوق اللہ سے تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے ضرر فرمائی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ "صلوٰۃ وسطیٰ" عصر کی نماز ہے چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین اور تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم میں سے اکثر جلیل القدر حضرات، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم وغیرہ کا قول یہی ہے لہذا قرآن شریف کی آیت کریمہ آیت (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ) (البقرة: 238) (یعنی محافظت کرو تم سب نمازوں کی اور درمیانی نماز کی) میں وسطیٰ سے عصر کی نماز ہی مراد لی جائے گی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کے تعیین میں اکثر صحابہ کرام اور تابعین کا اختلاف رہا ہے تو اس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس وقت تک ان حضرات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث (جو آئندہ فصل میں آرہی ہے) نہیں پہنچی ہوگی جس سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ "صلوٰۃ وسطیٰ" سے عصر کی نماز مراد ہے۔ اس لئے وہ حضرات اپنے اجتہاد اور رائے کی بناء پر اس کے تعیین میں اختلاف کرتے ہوں گے چنانچہ اس حدیث کے صحت کے بعد یہ متعین ہو گیا کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔

نماز عصر رہ جانے کے سبب اہل و مال اور اعمال کے برباد ہو جانے کا بیان

685- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَلَدَى تَفْوُتِهِ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کی عصر کی نماز رہ

جائے گویا اس کے اہل خانہ اور اس کا مال برباد ہو گئے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کی عصر کی نماز قضا ہو جائے تو وہ ایسا ہے جیسے کہ اس کا گھر بار اور مال و اولاد سب فنا کے گھاٹ اتر جائیں۔ یا ان میں کمی واقع ہو جائے لہذا جس طرح کوئی آدمی اپنے اہل و عیال کی تباہی و بربادی سے ڈرتا رہتا ہے جیسا کہ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے۔ یہاں بھی صرف نماز عصر کے ذکر کی وجہ سے یہ ہے کہ یہ نماز وسطیٰ ہے اس کو چھوڑنا دوسری نمازوں کو چھوڑنے کے

مقابلے میں زیادہ سخت گناہ ہے۔

حضرت برید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے عصر کی نماز چھوڑ دی (گویا) اس کے تمام (نیک) اعمال برباد ہو گئے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 561)

اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس آدمی نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے تمام نیک اعمال برباد ہو جائیں گے، حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ تمام اعمال کے برباد ہو جانے کی بد بختی تو صرف اس آدمی کے حصہ میں آتی ہے جو مرتد مرتا ہے لہذا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے عصر کی نماز چھوڑ دی تو اس نماز کی وجہ سے اسے جو اجر و ثواب ملتا اور اس کی نیکیوں میں جو زیادتی ہوتی ہے وہ اس سے محروم رہا یا یہ کہ اس دن کے اعمال میں جو کمال اسے نماز عصر کی بناء پر حاصل ہوتا وہ ضائع ہو گیا جس سے اس کے اعمال میں کمی واقع ہو گئی۔ حقیقہ کے نزدیک صرف مرتد ہو جانے سے تمام اعمال باطل ہو جاتے ہیں ان کے نزدیک موت کی قید نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کسی آدمی پر حج واجب تھا اور وہ حج کرنے کے بعد (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا پھر بعد میں اللہ نے اسے ہدایت بخشی اور وہ اسلام میں داخل ہو گیا تو اسے حج دوبارہ کرنا ہو گا معتزلہ کے نزدیک کبیرہ گناہوں کے صدور سے بھی اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔

686- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَبَسَ الْمُشْرِكُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَبُوتَهُمْ نَارًا

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مشرکین نے نبی کریم ﷺ کو عصر کی نماز ادا نہیں کرنے دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان لوگوں نے ہمیں ”درمیانی نماز“ نہیں ادا کرنے دی اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے۔

بَابُ: وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کی نماز کے وقت کے بیان میں ہے

مغرب کے وقت زندگی ایک نئے دروازے میں داخل ہوتی ہے۔ یہ دروازہ حیات کے بعد موت اور زندگی کے بعد برزخ کے دروازے سے مشابہ ہے۔ مصرف کائنات دن کی نشانی کے بعد رات کی نشانی، اور سورج کی تابانی کے بعد چاند کی چاندنی دکھاتا ہے۔ دن کے ہنگامے سرد پڑتے ہیں اور ستاروں کی بزم آراستہ ہوتی ہے، گرمی، لو اور دن کی شورشوری کی تلخیاں کم ہوتی ہیں اور دن بھر کا تھکا ہارا انسان رات کی خنک لوریوں میں ایک نئی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ بے حس اور بلید لوگ ممکن ہے کائنات کے اتنے بڑے الٹ پھیر کو کچھ نہ محسوس کرتے ہوں۔ جس کے اندر حس موجود ہوگی وہ اس سے بے خبر کیسے گزر سکتا ہے؟ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ آدمی اتنی بڑی قدرت و حکمت کا مشاہدہ کرے اور جس قدیر وحکیم نے یہ قدرت و حکمت دکھائی ہے، اس سے بالکل بے پروا اور

بے نیاز رہ سکے! اگر اُس کے دل کے اندر زندگی کی کوئی رُمق ہے تو وہ اس موقع پر ضرور متنبہ ہوگا اور اپنے اُس خالق و مالک کے آگے اپنا سر نیاز جھکائے گا جس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ اُس نے آن کی آن میں پوری دنیا کو شب کی چادر میں چھپا دیا۔

مغرب کی نماز کو اول وقت میں پڑھنے کا بیان

687- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ابِرَاهِيمَ اللَّيْمَشَقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَّاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نَصَلِّي الْمَغْرِبَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيَنْظُرُ إِلَى مَوَاقِعِ نَبِيلِهِ

﴿﴾ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ہم لوگ جب نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کرتے تھے تو نماز پڑھ کر فارغ ہونے کے بعد کوئی شخص اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا۔

شرح

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مغرب کی نماز ایسے (اول) وقت پڑھ لیتے تھے کہ نماز پڑھ کر واپس آنے کے بعد اگر کوئی آدمی تیر پھینکتا تو وہ یہ دیکھ لیتا تھا کہ وہ تیر جا کر کہاں گرا ہے۔ بہر حال۔ تمام علماء کے نزدیک بالاتفاق مغرب کی نماز اول وقت پڑھنا مستحب ہے۔

جب سورج غروب ہو جائے تو مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے اور شفق کے غائب ہونے سے پہلے تک رہتا ہے۔ مغرب کی طرف جو سرخی اس وقت آتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں، صاحبین کے نزدیک شفق احمر (سرخی) تک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک شفق ابیض تک (سفیدی) سے پہلے تک مغرب کا وقت رہتا ہے۔ اور اسی پر فتویٰ اور عمل ہے۔

687م- حَدَّثَنَا أَبُو بَخِيٍّ الزَّغَفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا ابِرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى نَحْوَهُ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ ہمراہ بھی منقول ہے۔

688- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ

بِالْحِجَابِ

﴿﴾ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں مغرب کی نماز اس وقت ادا

کرتے تھے جب سورج پردے میں چھپ جاتا تھا۔

687: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 559، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1439، رقم الحديث: 1440

688: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 561، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1438، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 417، أخرجه

الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 164

شرح

سورج ڈوبتے ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے، بلاوجہ احتیاط کے نام پر تاخیر نہیں کرتے تھے، اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

689- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَانَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ أُمِّي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ قَالَ

أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ اضْطَرَبَ النَّاسُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ بِغَدَادِ

لَهُمْ أَنَا وَأَبُو بَكْرِ الْأَعْيُنِ إِلَى الْعَوَّامِ بْنِ عَبَادٍ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا أَصْلُ أَبِيهِ فَإِذَا الْحَدِيثُ فِيهِ

﴿﴾ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت اس

وقت تک فطرت پر گامزن رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز کو اتنی تاخیر سے ادا نہیں کریں گے کہ ستارے چمکنے

لگیں۔ امام ابن ماجہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے بغداد میں لوگ اس حدیث کے حوالے

سے مضطرب ہو گئے تو میں اور ابو بکر اصین عباد بن عوام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنے والد کی اصل

ہمارے سامنے نکال کر دکھائی اس میں یہ حدیث موجود تھی۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کے وقت فقط ستارے نظر آ جانے سے کراہت نہیں آتی البتہ ستارے گنجان ہو کر جگمگانے لگتے ہیں تو جب وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز تاخیر سے پڑھی تھی اور وہ بھی بیان جواز کے لئے ورنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اول وقت ہی مغرب کی نماز ادا فرماتے تھے۔

شرح السنہ میں ہے کہ اہل علم (صحابہ اور تابعین) نے اختیار کیا ہے کہ مغرب کی نماز جلدی پڑھی جائے، اور جس حدیث میں نبی اکرم ﷺ سے مغرب کی تاخیر منقول ہے وہ بیان جواز کے لئے ہے۔

نماز مغرب کے اول و آخر وقت کا بیان

نماز مغرب کا اول وقت وہ ہے جس وقت سورج غروب ہو اور اس کا آخر وقت جب تک شفق غائب نہ ہو۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرماتے ہیں اتنی مقدار وقت ہے جس میں تین رکعات پڑھی جاسکتی ہوں۔ کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے دونوں دنوں میں اسی وقت امامت کرائی تھی۔

اور ہمارے نزدیک نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ نماز مغرب کا اول وقت جب سورج غروب ہو اور اس کا آخری وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔ اور جس روایت کو (امام شافعی نے بیان کیا ہے) وہ کراہت سے بچنے کے لئے ہے۔ اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک شفق اس سفیدی کو کہتے ہیں جو افق میں سرخی کے بعد آئے۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک شفق سرخی کو کہتے ہیں۔ اور

ایک روایت امام اعظم اور ایک قول کے مطابق امام شافعی سے بھی یہ روایت ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شفق سرخی ہے۔ اور امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نماز مغرب کا آخری وقت شفق کے سیاہ پڑنے تک ہے۔ اور پہلی روایت حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ نے اس کو ”الموطا“ میں ذکر کیا ہے اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے۔ (ہدایہ اولین، مطبوعہ لاہور پاکستان)

شفق کے فقہی معنی و مفہوم کا بیان

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ مغرب کا وقت آفتاب چھپنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور شفق غائب ہو جانے کے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اکثر ائمہ کے نزدیک شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو آفتاب چھپنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے چنانچہ اہل لغت کا کہنا بھی یہی ہے۔ مگر حضرت امام اعظم اور علماء کی ایک دوسری جماعت کا قول یہ ہے کہ شفق اس سفیدی کا نام ہے جو سرخی ختم ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے اہل لغت و دیگر ائمہ کے قول کے مطابق حضرت امام اعظم کا بھی ایک قول یہ ہے کہ شفق سرخی کا نام ہے چنانچہ شرح وقایہ میں فتویٰ اسی قول پر مذکور ہے۔ لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مغرب کی نماز تو سرخی غائب ہونے سے پہلے پڑھی جائے اور عشاء کی نماز سفیدی غائب ہونے کے بعد پڑھی جائے تاکہ دونوں نمازیں بلا اختلاف ادا ہوں عشاء کے بارے میں مختار مسلک اور فیصلہ یہ ہے کہ اس کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ٹھیک آدمی رات تک بلا کراہت باقی رہتا ہے البتہ وقت جو طلوع فجر سے پہلے تک رہتا ہے فجر کا وقت طلوع صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے۔ بظاہر تو حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلوع صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک تمام وقت نماز فجر کے لیے مختار ہے۔

بَابُ: وَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ

یہ باب عشاء کی نماز کے وقت میں ہے

عشاء کا وقت ایک احتساب کا وقت ہے۔ رات کی تاریکی بڑھ کر حرکت و عمل کے آخری آثار کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ آدمی ہر چیز سے کنارہ کش ہو کر سکون اور آرام کا طالب ہوتا ہے تاکہ آنے والی منزل کے سفر کے لئے تازہ ہو سکے۔ یہ وقت اس بات کے لئے نہایت موزوں ہوتا ہے کہ آدمی بستر پر جانے سے پہلے ایک مرتبہ اپنے رب کے حضور میں حاضری دے لے۔ ممکن ہے یہ فرصت، آخری فرصت ہی ہو اور آج کے سونے کے بعد اس کو جاگنا نصیب نہ ہو۔ (ترکیہ نفس ۲۴۲)

عشاء کی نماز میں تاخیر کے مستحب ہونے کا بیان

690- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

690: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 588 أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 46 أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 533

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنِ اشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں یہ ہدایت کرتا کہ وہ عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کریں۔

691- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَعْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنِ اشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِ اللَّيْلِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں یہ ہدایت کرتا کہ وہ عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک یا نصف رات تک مؤخر کریں۔

شرح

شفیق غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صبح صادق ہونے سے پہلے تک رہتا ہے، وتر کی نماز کا بھی یہی وقت ہے لیکن وتر کو فرض عشاء سے پہلے نہ پڑھے اس لئے ان میں ترتیب واجب ہے مگر بھول کر پڑھ لے تو جائز ہے فائدہ: نماز عیدین کا وقت، سورج کے اچھی طرح نکل آنے یعنی ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے، ان کا جلدی پڑھنا افضل ہے مگر عید الفطر اول وقت سے کچھ دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

مسجد میں نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

692- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ هَلْ

اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ نَعَمْ أَخَّرَ لَيْلَةَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى قَرِيبٍ مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَلَمَّا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَإِنَّكُمْ لَن تَزَالُوا لِي صَلَاةَ مَا أَنْتَظَرْتُمْ الصَّلَاةَ قَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْصِ خَاتَمِهِ

•• حمید نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے انگلی کی پٹنی ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ایک رات نبی کریم ﷺ نے نصف رات کے قریب تک عشاء کی نماز کو مؤخر کیا۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا اور ارشاد فرمایا۔

”کچھ لوگ نماز ادا کر کے سوچکے ہیں اور کچھ لوگ جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے اس وقت تک نماز کی حالت میں شمار ہوئے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی انگلی کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

شرح

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جب باد صحر ہو کر کوئی شخص مسجد میں آئے پھر نماز کا انتظار کرے، تو اس کے کاتب اس شخص کے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھتے ہیں۔ اور نماز کا انتظار کرتا، دعا کی طرح لکھا جاتا ہے۔ اس شخص کو گھر سے نکلنے سے واپس آنے تک نمازی (یعنی حالت نماز میں) لکھا ہے۔ (صحیح ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرتا ہے تو میں بھی یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک بازو بھر اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک بازو بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ چل کر آئے تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔

(صحیح بخاری ۷۳۰۰)

نصف رات تک عشاء کی نماز کا انتظار کرنے کا بیان

693- حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي

نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَصَلَّى بِهِمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَأَنْتُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتُمْ بِالصَّلَاةِ وَلَوْلَا الضَّعِيفُ وَالسَّقِيمُ أَخْبَثُ أَنْ أُوجِرَ هَذِهِ الصَّلَاةُ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اس کے بعد آپ ﷺ تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کچھ لوگ نماز ادا کر کے سو بھی چکے ہیں اور تم لوگ جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو تم نماز کی حالت میں شمار ہوئے ہو اگر بوڑھے اور بیمار لوگوں کا سوال نہ ہوتا تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کرتا۔“

شرح

جس طرح دوسری احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ کسی بھی دوسرے دین کے لوگ عشاء کی نماز کا انتظار نہیں کرتے، لہذا اس ارشاد کی روشنی میں حدیث کے الفاظ دوسرے لوگوں نے نماز پڑھ کر اپنے اپنے بستر سنبھال لئے ہیں، کی تشریح یہ کی جائے گی کہ دوسرے دین کے لوگ (مثلاً یہود و نصاریٰ) تو شام کی نماز پڑھ کر یا اپنے مذہب کے مطابق عبادت کر کے اپنے اپنے بستروں پر جا کر نیند کی آغوش میں پہنچ گئے مگر چونکہ تمہارے نصیب میں اس نماز کی سعادت و فضیلت لکھی ہوئی ہے۔ اس لئے تم اب اس سعادت و فضیلت کی تکمیل کی خاطر نماز کی انتظار میں بیٹھے ہوئے ہو۔ اور چونکہ تم اپنا آرام اپنی نیند اور اپنا

جین سب اپنے پروردگار کی عبادت کے انتظار میں لٹا چکے ہو اس لئے تمہارا پروردگار بھی اس محنت و مشقت کا صلہ اس طرح تمہیں دے گا کہ تمہارے اس انتظار کے ایک ایک لمحے کو سراپا عبادت و باعث سعادت بنا دے گا یا اس طور پر کہ تمہارا یہ جتنا وقت انتظار میں گزرا ہے یا جتنا وقت گزرے گا تو سمجھو کہ وہ نماز ہی میں گزرا ہے یا گزرے گا یعنی جتنا ثواب نماز پڑھنے کا ملتا ہے اتنا ہی ثواب اس انتظار کا بھی ملے گا۔ یا پھر اس جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ دوسرے محلوں کے مسلمان جو اس مسجد میں حاضر نہیں ہیں عشاء کی نماز پڑھ کر سو رہے ہیں اور تم لوگ اب تک نماز عشاء کے انتظار میں یہاں بیٹھے ہو اس طرح ان مسلمانوں کے مقابلے میں تم زیادہ ثواب و فضیلت کے حقدار بنو گے، یہی معنی مابعد کے الفاظ (وَأَكْمَلَنَ تَرَاوُحَ) کے زیادہ قریب اور مناسب ہیں۔ بہر حال۔ یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عشاء کی نماز میں آدمی رات تک تاخیر جائز ہے بلکہ عبادت کے سلسلے میں زیادہ محنت و مشقت اٹھانے کی وجہ سے مستحب اور افضل ہے۔

بَابُ مِيقَاتِ الصَّلَاةِ فِي الْغَيْمِ

یہ باب ابراؤدون میں نماز کے وقت میں ہے

894- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ابْنِ رَاهِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ فَقَالَ بِكُرُوا بِالصَّلَاةِ فِي الْيَوْمِ الْغَيْمِ فَإِنَّهُ مَنْ قَاتَلَهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ حَبَطَ عَمَلُهُ

••• حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنگ میں شریک تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابراؤدون میں نماز جلد ادا کر لیا کرو کیونکہ جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے اس کا عمل ضائع ہو جائے گا۔

شرح

آج کل جدید دور میں گھڑیوں کے سبب ٹائم ٹیبل میسر ہے اس لئے اگر موسم ابراؤد ہو تب بھی گھڑیوں کی وساطت سے غروب آفتاب کا پتہ چل جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا

باب اس شخص کے بیان میں ہے جو نماز کے وقت سویا رہ جائے یا نماز ادا کرنا بھول جائے

695- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبَّاجٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ

694: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

695: أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 613

بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَفْغُلُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَرْقُدُ عَنْهَا قَالَ يُصَلِّيْهَا إِذَا ذَكَرَهَا

﴿ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو نماز سے غافل ہو جاتا ہے یا نماز کے وقت سویا رہ جاتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے جب یاد آئے وہ اسے ادا کر لے۔

شرح

ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے "وہی اس کا وقت ہے" یعنی جس وقت جاگ کر اٹھے یا جب نماز یاد آ جائے اسی وقت پڑھ لے، اگرچہ اس وقت سورج نکلنے یا ڈوبنے کا وقت ہو یا ٹھیک دو پہر کا وقت ہو، یا فجر یا عصر کے بعد یاد آئے، کیونکہ یہ حدیث عام ہے، اور اس سے ان احادیث کی تخصیص ہوگئی جس میں ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، یہی قول امام احمد کا ہے، اور ائمہ احناف نے کہا نماز پڑھے جب تک سورج نہ نکلے یا ڈوب نہ جائے، اور یہ قول حنفیہ کا ہے، کیونکہ امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب سورج کا کنارہ نکلے تو نماز میں دیر کرو، یہاں تک کہ سورج اونچا ہو جائے، اور جب سورج کا کنارہ غائب ہو جائے، تو نماز میں دیر کر دینا یہاں تک کہ بالکل غائب ہو جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز سے پہلے غافل ہو کر سو جائے تو اس حالت میں نماز کی تاخیر کے قصور کی نسبت سونے والے کی طرف نہیں ہوتی کیونکہ وہ سونے کی حالت میں مکلف نہیں ہے بلکہ مجبور ہے البتہ اس کی طرف قصور کی نسبت جاگنے کی حالت میں ہوگی کہ اس نے ایسا طریقہ کیوں اختیار کیا جس کی وجہ سے وہ نماز پڑھے بغیر سو گیا مثلاً وقت سے پہلے سو گیا تو اس میں اس کی خطا ہے ایسے ہی اس نے ایسے کام کئے جو نیند کا سبب ہیں مثلاً لیٹ گیا یا شطرنج کے کھیل یا ایسے دوسرے کاموں میں مشغول رہا جو نسیان و بھول کا باعث ہوتے ہیں تو اس میں اس کا قصور ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ نماز کا یاد کرنا بمنزلہ اللہ کے یاد کرنے کے ہے اس لئے نماز یاد کرنے کو اللہ نے اپنا یاد کرنا قرار دے کر فرمایا کہ جب مجھے یاد کرو یعنی نماز جب تمہیں یاد آئے کہ وہ میرے یاد کرنے کا سبب ہے تو پڑھ لیا کرو۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ لذکری کے معنی یہ ہیں کہ میں جب تمہیں نماز یاد دلا دوں اور اس وقت نماز پڑھ لیا کرو تمہارا کچھ قصور نہیں۔

696- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا

﴿ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے وہ اسے اس وقت ادا کرے جب اسے یاد آ جائے۔

شرح

اگر کوئی آدمی نماز پڑھنی بھول جائے یا نماز کے وقت ایسا غافل ہو کر سو جائے کہ نماز کا وقت نکل جائے اور نماز نہ پڑھ سکے تو

اس کا کفارہ صرف یہی ہے کہ اسے جب بھی یاد آ جائے یا جب بھی سوکراٹھے نماز قضاء پڑھ لے۔ یہ نہیں کہ جس طرح بغیر غفر کے رمضان کے روزے چھوڑنے کا کفارہ صدقہ وغیرہ ہوتا ہے نماز کے ترک کرنے پر بھی کفارہ کے طور پر کئی پڑھنی پڑیں گی یا صدقہ وغیرہ دینا ہوگا۔ ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو نماز پڑھنے سے روک لی ہو وہ جب بھی یاد آئے اس کے پڑھنے میں تاخیر وغیرہ کرنی چاہئے۔

سوکراٹھنے کے بعد نماز پڑھنے کا بیان

697- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكُرْمِيُّ عَرَسَ وَقَالَ لِبَلَالٍ أَكَلْنَا اللَّيْلَ فَصَلِّيْ بَلَالُ مَا قَدِرَ لَهُ وَتَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَدَّ بَلَالٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَةً الْفَجْرِ فَلَقَبَتْ بَلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَدٍّ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْقِطْ بَلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمْ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُمْ اسْتِيقَاطًا فَفَزَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَالَ أَيْ بَلَالُ فَقَالَ بَلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ يَا بَنِي آتَتْ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اقْتَادُوا فَاقْتَادُوا رَوَّاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بَلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي قَالَ وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَأُهَا لِلَّذِي تَكْرِي

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب غزوہ خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے تو آپ ﷺ رات بھر سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کو نیند آنے لگی تو آپ ﷺ نے رات کے آخری پہر پڑاؤ کیا آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا آج رات تم نے ہماری نگرانی کرنی ہے پھر جتنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے نصیب میں تھا اتنی دیر وہ نماز ادا کرتے رہے۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب سو گئے۔

جب صبح صادق کا وقت قریب آیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مشرق کی طرف رخ کر کے اپنے پالان کے ساتھ ٹیک لگائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بھی آنکھ لگ گئی۔

انہوں نے اس وقت اپنے پالان کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی بھی شخص بیدار نہیں ہوا یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی۔

نبی کریم ﷺ سب سے پہلے بیدار ہوئے آپ ﷺ تیزی سے اٹھے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: اے بلال! (تم کیوں سو گئے تھے؟) تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں

اس ذات نے آپ ﷺ پر نیند طاری کی۔ اس نے مجھے بھی نیند کا شکار کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے جانوروں کی لگا میں تمام کر چل پڑو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی لگا میں پکڑیں تھوڑا سا آگے جا کر نبی کریم ﷺ نے وضو کیا۔

آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی پھر نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی۔ نماز مکمل کر لینے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "اگر کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جیسے ہی اسے یاد آئے تو وہ اسے ادا کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:- "میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔" ابن شہاب اس لفظ کو لفظ کدڑی پڑھتے تھے۔

شرح

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی روح ذکر اللہ ہے اور نماز اول سے آخر تک ذکر ہی ذکر ہے زبان سے بھی دل سے بھی اور دوسرے اعضاء سے بھی اس لئے نماز میں ذکر اللہ سے غفلت نہ ہونی چاہیے اور اس کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر کوئی شخص نیند میں مغلوب ہو گیا یا کسی کام میں لگ کر بھول گیا اور نماز کا وقت نکل گیا تو جب نیند سے بیدار ہو یا بھول پر تنبیہ ہو اور نماز یاد آئے اسی وقت نماز کی قضاء پڑھ لے جیسا کہ بعض روایات حدیث میں آیا ہے۔

یاد آنے پر نماز پڑھنے کا بیان

898- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرُوا تَفْرِيطَهُمْ فِي النَّوْمِ فَقَالَ نَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْبَقِيعَةِ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا وَلَوْ قُبِلَتْهَا مِنَ الْعَدِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رِبَاحٍ فَسَمِعَنِي عُمَرَانُ بْنُ الْحَصَنِ وَأَنَا أُحَدِّثُ بِأَلْحَدِيثِ لَقَالَ يَا لَتَنِي أَنْظُرَ كَيْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّي شَهِدْتُ لِلْحَدِيثِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَا أَنْكَرَ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا .

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک مرتبہ لوگوں نے ان کے سامنے نیند میں تفریط کا ذکر کیا تو انہوں نے بتایا: ایک مرتبہ لوگ سو گئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سونے میں تفریط نہیں ہوتی ہے؟ بیداری میں ہوتی ہے جب کوئی شخص نماز ادا کرنا بھول جائے اور نماز کے وقت سو یا رہ جائے تو جیسے ہی اسے یاد آئے اسے ادا کرے یا اگلے دن اسے اس کے وقت میں ادا کرے۔

عبداللہ بن رباح نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا تو بولے: اے نوجوان! تم اس بات کا جائزہ لو کہ تم کیا حدیث بیان کر رہے ہو؟ کیونکہ اس وقت میں بھی نبی کریم ﷺ

کے ساتھ موجود تھا۔ عبد اللہ بن ربیع کہتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی کسی بات کا انکار نہیں کیا۔

بَابُ: وَقْتُ الصَّلَاةِ فِي الْعُذْرِ وَالضَّرُورَةِ

یہ باب عذر یا ضرورت کی حالت میں نماز کے وقت میں ہے

عذر کے زائل ہونے پر جواز بہ سبب عذر ختم ہو جانے کا بیان

ما جاز بعلو بطل بزواله . (الاشباہ ص ۳۳)

جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز ہوئی تھی اس کا جواز عذر کے زائل ہوتے ہی ختم ہو جائے گا۔ اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

جس طرح قرآن میں نماز خوف کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ اور (اے محبوب ﷺ) جب آپ ان (مسلمانوں) کے درمیان ہوں اور آپ (حالت جنگ میں) نماز کے لئے کھڑے ہوں تو مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے اور یہ لوگ اپنے ہتھیاروں کے ساتھ مسلح رہیں اور جب وہ سجدہ کر لیں تو پیچھے چلے جائیں اور مسلمانوں کی دوسری جماعت جس نماز نہیں پڑھی تھی وہ آکر آپ کے ساتھ (دوسری رکعت) نماز پڑھے اور وہ (بھی) اپنے اسلحہ کے ساتھ مسلح رہیں۔ کافر یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے اسلحہ اور ساز و سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ ایک بارگی ٹوٹ کر تم پر حملہ کر دیں۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (النساء، ۱۰۲)

اس آیت مبارکہ میں نماز خوف کا طریقہ قرآن نے بیان کیا ہے اور یہ اس وقت ہے جب حالت جنگ میں دشمن کا خوف ہو تو وہ امام مسلمانوں کے دو گروہ بنائے گا اور مذکورہ طریقے کے مطابق نماز پڑھائے گا لیکن جب دشمن کا خوف ختم ہو جائے تو یہ حکم بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ یہ حکم صرف عذر کی وجہ سے مباح ہوا تھا اور عذر کے اٹھنے ہی حکم بھی زائل ہو جائے گا۔

ابطال تیمم کا بیان

جب کوئی شخص وضو کرنے پر قادر نہ ہو اور تیمم کی شرائط کے پائے جانے پر وہ تیمم کرتا ہے تو جیسے ہی وہ پانی دیکھ لیتا ہے اور اس کے استعمال پر قادر ہوتا ہے تیمم ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ عذر کی وجہ سے مباح ہوا تھا اور عذر کے ختم ہوتے ہی حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

اصلی کی شہادت کا بیان

اگر ایک شخص بیمار ہو اور شہادت دینے کے قابل نہ رہا اور اس نے شہادت کے لئے کسی شخص کو وکیل بنالیا تو وکیل کی شہادت درست ہوگی لیکن جب اصل شخص تندرست ہو گیا اور شہادت پر قادر ہوا تو وکیل کی شہادت باطل ہو جائے گی۔ (الاشباہ)

کھجوروں کی بیع منع و جائز کا بیان

ابو البشری کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجوروں کی بیع کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا کہ جب تک وہ کھائی جانے یا کھلائی جانے کے

قابل یا وزن کے قابل ہو جائیں۔ میں نے پوچھا؟ وزن کے لائق ہونے کا کیا مطلب ہے تو ان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص بولا۔ حتیٰ کہ وہ کاٹ کر محفوظ رکھنے کے قابل ہو جائیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۰۲ کتب خانہ کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ کھجوریں درختوں پر ہوں تو ان کی بیج منع ہے کیونکہ مقدار و وصف صحیح معنوں میں مجہول ہے اور اگر کھجوریں پکی ہو جائیں تو پھر بیج جائز ہے۔ اور اسی طرح وہ بیج جو درختوں پر پھلوں کے لگنے سے پہلے کی جائے باطل ہے کیونکہ یہ بات مجہول ہے کہ پھل لگیں یا نہ لگیں اور اگر لگیں تو کتنی مقدار یا کس قدر لگیں۔ لہذا بیج منع ہے اور اگر پھل لگا اور پھر پک گیا تو یہ پھل کی سلامتی ہی اس کا ظہور ہے پھر اسکی بیج درست ہوگی کیونکہ اب عذر مجہولیت جاتا رہا۔

فقہائے احناف فرماتے ہیں کہ ظہور صلاحیت سے پہلے بھی پھلوں کی بیج جائز ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

(فتح القدیر ج ۵ ص ۴۸۸، مکتبہ نور یہ رضویہ سکر)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے پیوند لگے ہوئے درخت کو بیچا اس کے پھل بائع کے ہیں مگر یہ خریداران کی شرط لگائے۔ (بخاری، ج ۱ ص ۲۹۳، مکتبہ کتب خانہ کراچی)

وقت جانے سے پہلے پہلے ایک رکعت پالینے کا بیان

699- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَنِ الْأَعْرَجِ بِحَدِيثِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَذْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَذْرَكَهَا وَهِيَ إِفْرَاكٌ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَذْرَكَهَا

••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے اس نے اس نماز کو پالیا اور اگر سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز کی ایک رکعت پالے تو اس نے اس نماز کو پالیا۔

طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت پالینے کا بیان

700- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَحَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّان قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَذْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَذْرَكَهَا وَمَنْ أَذْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ

699: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 579 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1373 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 186 أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 516

700: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1375 أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 550

أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَذْرَكَهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت کو پالے اس نے اس کو پالیا اور جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالے اس نے اسے پالیا۔

700م۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

صورت مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی عصر کی نماز بالکل آخری وقت میں پڑھنے کھڑا ہوا، ابھی اس نے ایک ہی رکعت نماز پڑھ پائی تھی۔ کہ سورج ڈوب گیا اسی طرح ایک آدمی فجر کی نماز بالکل آخری وقت میں پڑھنے کھڑا ہوا حتیٰ کہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج نکل آیا تو اس حدیث کی رو سے دونوں کی نمازیں صحیح ہو جائیں گی۔ مگر اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے چنانچہ اکثر علماء کے نزدیک اس حدیث کے مطابق آفتاب کے طلوع و غروب کی بناء پر فجر، عصر کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے قبیعین فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز میں تو یہ شکل صحیح ہے کہ غروب آفتاب کی بناء پر عصر کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن فجر کے بارے میں معاملہ بالکل مختلف ہو گا بایں طور کہ طلوع آفتاب کے بعد فجر کی نماز باطل ہو جائے گی۔

اس طرح یہ حدیث چونکہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف ہوگی اس لئے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس حدیث اور ان احادیث میں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت نماز خواہ نفل ہوں یا فرض پڑھنا ممنوع ہے۔ تعارض واقع ہو رہا ہے اس لئے ہم نے اصول فقہ کے اس قاعدے کے مطابق کہ جب دو آیتوں میں تعارض ہو تو حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور جب دو حدیثوں میں تعارض ہو تو قیاس کا سہارا لینا چاہئے، قیاس پر عمل کیا ہے چنانچہ قیاس نے اس حدیث کے حکم کو تو نماز عصر میں ترجیح دی اور احادیث میں فجر کی نماز میں ترجیح دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فجر میں طلوع آفتاب تک پورا وقت کامل ہوتا ہے لہذا طلوع آفتاب سے پہلے پہلے جب نماز شروع کی جاتی ہے تو وہ اسی صفت کمال کے ساتھ واجب ہوتی ہے جس کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ جس طرح ابتداء صفت کمال سے ہوئی ہے اسی طرح اختتام بھی صفت کمال کے ساتھ یعنی وقت کے اندر اندر ہو۔ مگر جب ایک رکعت کے بعد آفتاب طلوع ہو گیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے نماز میں نقصان پیدا ہو گیا لہذا یہ نماز جس طرح صفت کمال کے ساتھ واجب ہوئی تھی اس طرح اداء نہیں ہوئی اور جب صفت کمال کے ساتھ ادا نہیں ہوئی تو گویا پوری نماز باطل ہو گئی۔ اس کے برعکس عصر میں دوسری شکل ہے وہ یہ کہ عصر میں غروب آفتاب تک پورا وقت کامل نہیں ہوتا یعنی جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہو جائے اس وقت تک تو وقت مختار یا وقت کامل رہتا ہے مگر آفتاب کے زرد ہو جانے کے بعد آخر میں

وہ نماز پڑھتا ہے لہذا عصر کی نماز جب بالکل وقت آخری ناقص میں شروع کی جائے گی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی ابتداء
چند وقت ناقص میں ہوئی اس لئے اس کا وجوب بھی صحت نقصان کے ساتھ ہو لہذا اس کا انتہاء جب غروب آفتاب پر ہوگا تو لیا
جائے گا کہ غروب آفتاب سے نماز میں نقصان پیدا ہو جانے کی وجہ سے نماز لازم نہیں ہوگی۔ کیونکہ جس طرح اس کی ابتداء وقت
ناقص میں ہوئی تھی اسی طرح اس کی انتہاء بھی وقت ناقص میں ہوئی گویا جس صفت کے ساتھ نماز واجب ہوئی تھی اسی صفت کے
ساتھ (یعنی ناقص سے) ادا ہوگی۔ جن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوع آفتاب اور نصف النہار کے وقت نماز پڑھنا منوع ہے
ان کے بارے میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا تعلق نوافل کے ساتھ ہے یعنی اگر کوئی
آدی ان تینوں اوقات میں نفل نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہ ہوگا البتہ فرض نمازیں ان تینوں اوقات میں بھی جائز ہوں
گی لیکن احادیث کے الفاظ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی تائید نہیں کرتے ہیں کیونکہ حدیث میں فرض نفل کی کوئی
تفصیل نہیں کی گئی بلکہ عمومی طور پر تمام نمازوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔ لہذا اگر اس بارے میں کسی نماز کی تفصیل کی جاتی ہے تو
یہی کہنا پڑے گا کہ یہ حدیث کے ظاہری معنی اور مفہوم کے سراسر خلاف ہے۔

ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے پہلے جملے کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی نے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی نماز کی
ایک رکعت پالی تو بے شک اس نے نماز کا وقت پایا اگرچہ وہ وقت نماز کے مناسب نہیں تھا لیکن پھر وہ وقت نماز کے مناسب اس
لئے ہو گیا کہ ایک رکعت کی مقدار وقت بہر حال باقی رہا تھا لہذا وہ نماز اس آدمی کے لئے لازم ہوگی۔

بَابُ: النَّهْيُ عَنِ النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَعَنِ الْحَدِيثِ بَعْدَهَا

یہ باب عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کی ممانعت کے بیان میں ہے
عشاء کی نماز سے پہلے سونے کی کراہت کا بیان

701- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ قَالُوا حَدَّثَنَا
عَوْفٌ عَنْ أَبِي الَيْمْنَالِ مَسَارٍ بْنِ سَلَامَةَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا
﴿﴾ حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنا پسند کرتے تھے
آپ اس سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد گفتگو کرنے کو نا پسند کرتے تھے۔

شرح

عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اکثر علماء نے مکروہ کہا ہے، بعضوں نے اس کی اجازت دی ہے، امام نووی نے کہا ہے کہ اگر نیند
کا غلبہ ہو، اور نماز کی قضا کا اندیشہ نہ ہو تو سونے میں کوئی حرج نہیں، نیز بات چیت سے مراد لایعنی بات چیت ہے جس سے دنیا اور

آخرت کا کوئی مفاد وابستہ نہ ہو۔

عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کی ممانعت کا بیان

702- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَسَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
 قَالَتْ مَا نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَلَا سَمَرَ بَعْدَهَا

••• سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ عشاء سے پہلے کبھی نہیں سوئے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے کبھی بات چیت نہیں کی۔

شرح

بیکار اور غیر ضروری باتیں عشاء کے بعد کرنی مکروہ ہے، اور کراہت کی علت یہ ہے کہ شاید رات زیادہ گزر جائے اور تہجد کے لئے آنکھ نہ کھلے، یا فجر کی نماز اول وقت اور باجماعت ادا نہ ہو سکے، اور یہ وجہ بھی ہے کہ سوتے میں گویا آدمی مر جاتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ خاتمہ عبادت پر ہو، نہ دنیا کی باتوں پر، اگر دین یا دنیا کی ضروری باتیں ہوں تو ان کا کرنا جائز ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عشاء کے بعد مسلمانوں کے کاموں کے متعلق ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے باتیں کیں۔

703- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَاسْمُحُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
 بْنُ لُصَيْبٍ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَدَّبَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ يَعْنِي زَجْرَنَا

••• حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے عشاء کے بعد گفتگو کرنے پر ہمیں ڈانٹا تھا۔

عشاء کے بعد مہمانوں سے ہم کلام ہونے کا بیان

عبدالرحمن بن ابوبکر، روایت کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو اس میں سے لے جائے اور اگر چار کا ہو تو پانچواں یا چھٹا ان میں سے لے جائے ابوبکر تین آدمی لے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس لے گئے عبدالرحمن کہتے ہیں کہ ہم تھے اور ہمارے باپ تھے اور ہماری ماں تھیں اور میں نہیں جانتا کہ آیا انہوں نے یہ بھی کہا یا نہیں کہ ہماری بی بی اور ہمارا خادم بھی تھا جو ہمارے گھر اور ابوبکر کے گھر میں مشترک تھا ابوبکر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کھانا کھایا اور وہیں عشاء کی نماز ادا کی اس کے بعد بھی اتنے ٹھہرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام بھی فرمالیا اس کے بعد اپنے گھر میں آئے ان سے ان کی بی بی نے کہا کہ تمہیں تمہارے مہمانوں سے کس نے روک لیا؟ یا یہ کہ تمہارے مہمان انتظار کر رہے ہیں وہ بولے کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا انہوں نے کہا آپ کے آنے تک ان لوگوں نے کھانے سے انکار

702: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

703: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کہا کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا مگر انہوں نے نہ مانا عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں تو مارے خوف کے جا کر مچھپ گیا پتا چاہے ابوبکر نے غصہ میں غصہ کر کے اور بہت سخت ست مجھے کہہ ڈالا اور کہا تمہیں گوارا نہ ہو کھاؤ اس کے بعد کہا کہ اللہ کی قسم میں ہرگز نہ کھاؤں گا کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم جب کوئی لقمہ لیتے تھے تو اس کے نیچے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا عبدالرحمن کہتے ہیں کہ مہمان سب آسودہ ہو گئے اور کھانا جس قدر کہ پہلا تھا اس سے زیادہ رہ گیا تو ابوبکر نے اس کی طرح دیکھا وہ اسی قدر تھا جیسا کہ پہلے تھا اس سے بھی زیادہ تو اپنی بی بی سے کہا کہ اے بن فراش کی بہن یہ کیا ماجرا ہے وہ بولیں کہ اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یقیناً یہ اس وقت پہلے سے ٹکنا ہے پھر اس میں سے ابوبکر نے کھایا اور کہا یہ قسم شیطان کی طرف سے تھی بالآخر اس میں سے ایک لقمہ انہوں نے کھالیا اس کے بعد اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھالے گئے وہ صبح کو وہاں پہنچا اور ہمارے اور ایک قوم کے درمیان میں کچھ عہد تھا اس کی مدت گزر چکی تھی تو ہم نے بارہ آدمی علیحدہ علیحدہ کر دیئے ان میں سے ہر ایک ساتھ کچھ کچھ آدمی تھے واللہ اعلم ہر شخص کے ساتھ کس کس قدر آدمی تھے غرض اس کھانے سے سب نے کھالیا عبدالرحمن نے جیسا کچھ بیان کیا ہو۔ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲)

عشاء کے دینی مسائل میں کلام کرنے کا بیان

قرۃ بن خالد روایت کرتے ہیں کہ ہم حسن بھری کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے آنے میں اتنی دیر کی کہ ان کے مسجد سے اٹھ جانے کا وقت قریب آ گیا تب وہ آئے اور کہنے لگے کہ مجھے میرے پڑوسیوں نے بلالیا تھا اس وجہ سے دیر ہو گئی پھر انہوں نے بیان کیا کہ انس بن مالک نے کہا کہ ہم نے ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا یہاں تک کہ نصف شب ہو گئی تب آپ تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی اس کے بعد آپ نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو لوگ نماز پڑھ چکے اور سو رہے اور تم برابر نماز میں رہے جب تک کہ تم نے نماز کا انتظار کیا اسی حدیث کے پیش نظر خود حسن بھری کا قول ہے کہ جب تک لوگ نیکی کرنے کے منتظر رہتے ہیں وہ اس نیکی کے کرنے کا ثواب پاتے رہتے ہیں قرۃ نے کہا کہ حسن کا یہ قول انس کی حدیث میں داخل ہے۔

(بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲)

بَابُ: النَّهْيُ أَنْ يُقَالَ صَلَوةُ الْعَتَمَةِ

یہ باب نماز "عتمہ" کہنے کی ممانعت کے بیان میں ہے

عتمہ کے معنی و مفہوم کا بیان

عتمہ اس تاریکی کو کہتے ہیں جو شفق غائب ہونے کے بعد ہوتی ہے چنانچہ پہلے عرب میں عتمہ عشاء کو کہتے تھے مگر بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع کر دیا کہ عشاء کو عتمہ نہ کہا جائے۔ یہاں تاخیر سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز تہائی رات تک تاخیر کر کے پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اعمال کا خاتمہ عبادت اور ذکر اللہ پر ہونا چاہئے کیونکہ نیند بمنزلہ موت ہے۔ شرح السنۃ میں منقول ہے کہ عشاء سے پہلے سونے کو اکثر علماء نے مکروہ کہا ہے اور بعض حضرات نے سونے کی اجازت دی ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ

عندہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عشاء سے پہلے سوتے اور بعض علماء کے نزدیک صرف رمضان میں عشاء سے پہلے سونا جائز ہے۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نیند کا غلبہ ہو اور یہ خوف نہ ہو کہ عشاء کی نماز کا وقت سونے کی نذر ہو جائے گا تو سونا مکروہ نہیں ہے۔ عشاء کے بعد باتوں میں مشغول ہونے کو علماء کی ایک جماعت نے مکروہ کہا ہے چنانچہ حضرت سعید ابن مسیب کے بارے میں بھی منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میرے نزدیک بغیر عشاء کی نماز پڑھے سورہنا اس سے بہتر ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد کوئی آدمی لغو کلام اور دنیاوی باتوں میں مشغول ہو۔ بعض علماء نے عشاء کے بعد علم کی باتیں کرنے کی اجازت دی ہے اسی طرح ضرورت اور حاجت کے سلسلے میں یا گھر والوں اور مہمان کے ساتھ باتیں کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔ (ملا علی قاری)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں جائز ہیں، یعنی اگر کوئی آدمی عشاء کی نماز سے پہلے سستی اور کاہلی کو دور کرنے اور نشاط و تازگی حاصل کرنے کے لئے سونا چاہے تو اس کے لئے سونا جائز ہے، اسی طرح عشاء کی نماز کے بعد ایسی باتیں کرنا جو ضروری ہوں اور بے معنی نہ ہوں جائز ہے۔

704- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَيْسٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَغْلِبَنَّكُمْ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ فَإِنَّهَا الْعِشَاءُ وَإِنَّهُمْ لَيَغْتَمُونَ بِالْإِبِلِ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”دیہاتی لوگ تمہاری اس نماز کے نام کے حوالے سے تم پر غالب نہ آجائیں کیونکہ یہ عشاء ہے اور وہ لوگ اس وقت اونٹوں کا دودھ دودھ کر فارغ ہوتے ہیں۔“

شرح

دیہاتی لوگوں سے مراد ایام جاہلیت کے دیہاتی لوگ ہیں جو مغرب کو تو عشاء کہتے تھے اور عشاء کو عتمہ، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منع فرمادیا کہ یہ نام نہ لئے جائیں کیونکہ اس میں ان کا غالب ہونا لازم آتا ہے اس لئے کہ جب ان لوگوں کا رکھنا نام استعمال کیا جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے ان کی زبان کو اپنا یا جس کی بناء پر وہ تم پر غالب رہے لہذا تم وہی نام استعمال کرو جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں یعنی مغرب اور عشاء۔ لہذا بظاہر تو اس نہی کا تعلق دیہاتی لوگوں سے ہے کہ وہ غالب نہ ہوں لیکن حقیقت میں اس نہی کا تعلق تمام مسلمانوں سے ہے کہ وہ ان نمازوں کے ناموں کے سلسلے میں دیہاتی لوگوں کی موافقت نہ کریں تاکہ مسلمانوں پر ان کا غالب ہونا لازم نہ آئے۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان اور اپنا کلام اصطلاح شریعت کے مطابق درست کریں

704: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1453، رقم الحديث: 1454، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 4984، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم

الحديث: 540، رقم الحديث: 541.

اور جو باتیں کفار و فجار کی زبان زد ہوں ان سے پرہیز کریں۔ نئی اور علت نئی بیان فرمانے کے بعد قیانتاً بہتلاپ الایہل کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کو عتمہ کہنے کی وجہ کی طرف بھی اشارہ فرمادیا ہے۔ "قسم" صحیح روایت میں صیغہ معروف کے ساتھ ہے اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ عتمہ تاریکی کو کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ دیہاتی لوگ اونٹنیوں کے دودھ دہنے کی وجہ سے عشاء کو تاریکی میں پڑھتے تھے بایں طور پر کہ وہ شفق غائب ہونے کے بعد دودھ شروع کرتے تھے پھر اس کے بعد عشاء پڑھتے۔

ایک دوسری روایت میں یہ لفظ صیغہ مجہول کے ساتھ مذکور ہے جس کے معنی یہ ہوں گے۔ اونٹنیوں کا دودھ دہنے کی وجہ سے عشاء کی نماز تاریکی میں پڑھی جاتی تھی۔ بہر حال ایام جاہلیت میں عرب کے لوگ عتمہ تاریکی کو کہتے تھے۔ جب اسلام کی مقدس روشنی نے عرب کی سرزمین کو کفر و شرک کے اندھیروں سے صاف کیا اور نمازیں شروع ہوئیں تو عشاء کی نماز کو دیہاتی لوگ صلوٰۃ العتمہ کہنے لگے چنانچہ اس نام سے مسلمانوں کو روکا گیا اور اہل جاہلیت سے مشابہت کی بناء پر اس نام کو مکروہ قرار دے دیا گیا۔ یہ پہلے بھی کئی جگہ بتایا جا چکا ہے کہ جن روایتوں میں بجائے عشاء کی عتمہ کا لفظ آیا ہے وہ روایتیں اس نئی سے قبل کی ہوں گی۔

705- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَثِيبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ

عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمْ

الْأَغْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَوتِكُمْ زَادَ ابْنُ حَرْمَلَةَ فَإِنَّمَا هِيَ الْعِشَاءُ وَإِنَّمَا يَقُولُونَ الْعَتَمَةُ لِإِغْتَامِهِمْ بِالْإِبِلِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: دیہاتی لوگ تمہاری نماز کے نام کے حوالے

سے تم پر غالب نہ آجائیں۔ ابن حرملة نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں "یہ عشاء ہے" وہ لوگ اسے عتمہ اس لیے

کہتے ہیں: کیونکہ وہ اونٹوں کا کام کاج کرنے کے حوالے سے تاخیر کر دیتے ہیں۔

شرح

اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ پہلے عرب میں لوگ عشاء کو عتمہ کہتے تھے مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عشاء کو عتمہ کہنے سے منع کر دیا تو یہ نام ترک کر دیا گیا، مگر یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عشاء کو عتمہ ہی کہا ہے تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس وقت تک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم نہیں ہوا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کو عتمہ کہنے سے منع کر دیا ہے۔ عشاء کے وقت کے سلسلے میں بھی پہلے بتایا جا چکا ہے کہ تنہائی رات تک تو وقت مختار ہے اور طلوع صبح سے پہلے پہلے تک وقت جواز رہتا ہے۔

عشاء کی نماز میں تاخیر کرنے کا بیان

حضرت ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے کہا تمہارے نزدیک عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے کونسا وقت زیادہ بہتر ہے؟ وہ وقت کہ جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں، امام کے ساتھ پڑھے یا کیلا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں دیر فرمادی یہاں تک کہ لوگ سو گئے پھر جاگے پھر سو گئے اور پھر جاگے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: نماز! عطا کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے گویا کہ میں اب بھی ان کی طرف دیکھ رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت پر کوئی وقت نہ ہوتی تو میں اسے اسی وقت نماز پڑھنے کا حکم دیتا راوی کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر ہاتھ کیسے رکھا ہوا تھا جیسا کہ اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا، عطاء نے اپنی انگلیاں کچھ کھولیں پھر اپنی انگلیوں کے کنارے اپنے سر پر رکھے پھر ان کو سر سے جھکایا اور پھر یہاں تک کہ آپ کا انگوٹھا کان کے اس کنارے کی طرف پہنچا جو کنارہ منہ کی طرف ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھا کنپٹی تک اور داڑھی کے کنارے تک ہاتھ نہ کسی کو پکڑتا تھا ورنہ ہی ہاتھ کسی چیز کو چھوتا تھا میں نے عطاء سے کہا کہ کیا آپ کو اس کا بھی ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز میں کتنی دیر فرمائی کہنے لگے کہ میں نہیں جانتا، عطاء کہنے لگے کہ میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں چاہے امام کے ساتھ نماز پڑھوں یا اکیلا نماز پڑھوں دیر کر کے جس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات دیر کر کے نماز پڑھائی اگر مجھے تنہائی میں مشقت ہو یا لوگوں پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں اور تو ان کا امام ہو تو انہیں درمیانی وقت میں نماز پڑھاؤ، نہ تو جلدی اور نہ ہی دیر کر کے۔

(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 1447)

کتابُ الاذان والسنۃ فیہ

یہ کتاب اذان اور اس میں طریقہ سنت کے بیان میں ہے

اذان کے معنی و مفہوم کا بیان

اذان کے لغوی معنی ہیں، خبردار کرنا، اطلاع دینا اور اعلان کرنا۔ شریعت کی اصطلاح میں اذان سے مراد وہ مخصوص کلمات ہیں جن کے ذریعے لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

لفظ میں اذان کے معنی "خبر دینا" ہیں اور اصطلاح شریعت میں "چند مخصوص الفاظ کے ساتھ اوقات مخصوصہ میں نماز کا وقت آنے کی خبر دینے" کو اذان کہتے ہیں۔

اس تعریف سے وہ اذان خارج ہے جو نماز کے علاوہ دیگر امور کے لئے ہے مسنون کی گئی ہے جیسا کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان کے کلمات اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہے جاتے ہیں اور اسی طرح اس آدمی کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے جو کسی رنج میں مبتلا ہو یا اسے مرگی وغیرہ کا مرض ہو یا وہ غصے کی حالت میں ہو، یا جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ وہ انسان ہو یا جانور۔

حضرت دیلمی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ایک دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے غمگین دیکھ کر فرمایا کہ اے ابن ابی طالب: میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں لہذا تم اپنے اہل بیت میں سے کسی کو حکم دو کہ وہ تمہارے کان میں اذان کہے جس سے تمہارا غم ختم ہو جائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد کے مطابق عمل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات صحیح ثابت ہوئی نیز اس روایت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک نقل کرنے والے ہر راوی نے کہا ہے کہ ہم نے اس طریقے کو آزمایا تو مجرب ثابت ہوا۔ ایسے ہی حضرت دیلمی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ وہ انسان ہو یا جانور تو اس کے کان میں اذان کہو"۔ بہر حال۔ فرائض نماز کے لئے اذان کہنا سنتِ موکدہ ہے تاکہ لوگ نماز کے وقت مسجد میں جمع ہوئیں اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔ اذان کی مشروعیت کے سلسلے میں مشہور اور صحیح یہ ہے کہ اذان کی مشروعیت کی ابتداء عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خواب ہے جس کی تفصیل آئندہ احادیث میں آئے گی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اذان کا خواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دیکھا تھا۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دس صحابہ کرام کو خواب میں اذان کے کلمات کی تعلیم دی گئی تھی بلکہ کچھ حضرات نے تو کہا ہے کہ خواب دیکھنے والے چودہ صحابہ کرام ہیں۔ بعض علماء محققین کا قول یہ ہے کہ اذان کی مشروعیت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے نتیجے میں ہوئی ہے جس کی طرف شب معراج میں ایک فرشتے نے رہنمائی کی تھی چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جب عرش پر پہنچے اور سدرۃ المنتہیٰ تک جو کبریائی حق جل مجدہ کا محل خاص ہے پہنچے تو وہاں سے ایک فرشتہ نکلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اس اللہ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تمام مخلوق سے زیادہ قریب ترین درگاہ عزت سے میں ہوں لیکن میں نے پیدائش سے لے کر آج تک اس وقت کے علاوہ اس فرشتہ کو کبھی نہیں دیکھا ہے چنانچہ اس فرشتہ نے کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر" یعنی اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی کہ میرے بندہ نے سچ کہا انا اکبر انا اکبر (یعنی میں بہت بڑا ہوں میں بہت بڑا ہوں) اس کے بعد اس فرشتے نے اذان کے باقی کلمات ذکر کئے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان کے کلمات صحابہ کرام کے خواب سے بھی بہت پہلے شب معراج میں سن چکے تھے۔

چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں محقق فیصلہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے کلمات شب معراج میں سن لئے تھے لیکن ان کلمات کو نماز کے لئے اذان میں ادا کرنے کا حکم نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بغیر اذان کے نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ مدینہ تشریف لائے اور یہاں صحابہ کرام سے مشورہ کیا چنانچہ بعض صحابہ کرام نے خواب میں ان کلمات کو سنا اس کے بعد وحی بھی آگئی کہ جو کلمات آسمان پر سنے گئے تھے اب وہ زمین پر اذان کے لئے مسنون کر دیئے جائیں۔

بَابُ: بَدْءِ الْاَذَانِ

یہ باب اذان کے آغاز کے بیان میں ہے

اذان کی مشروعیت کا بیان

706- حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونِ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ هَمَّ بِالْبُوقِ وَأَمَرَ بِالنَّاقُوسِ فَنُحِتَ فَأَرَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فَقُلْتُ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ تَبِيعُ النَّاقُوسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهِ قُلْتُ أَنَادِي بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ أَفَلَا أَذْكَكَ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذَلِكَ قُلْتُ وَمَا هُوَ قَالَ تَقُولُ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى
الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ قَالَ فَاَخْرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ حَتّٰى اَتٰى
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِمَا رَاٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ
اَخْضَرَانِ يَخْمِلُ نَاقُوسًا فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ
رَاٰى رُوْبِيًّا فَاَخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَلْقِهَا عَلَيْهِ وَلْيَنَادِ بِلَالٌ فَاِنَّهُ اَتَدِى صَوْتًا مِنْكَ قَالَ
فَاَخْرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ اَلْقِيهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَنَادِى بِهَا فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
بِالصَّوْتِ فَاَخْرَجَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ الَّذِى رَاٰى

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ فَاَخْبَرَنِى أَبُو بَكْرٍ الْحَكَمِيُّ اَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ فِى ذَلِكَ

حَمْدًا عَلَى الْاَذَانِ كَثِيْرًا

اَحْمَدُ اللّٰهُ ذَا الْجَلَالِ وَذَا الْاِكْرَامِ

فَاكْرَمَ بِهِ لَدَى بَشِيْرًا

اِذْ اَتَانِىْ بِهٖ الْبَشِيْرُ مِنَ اللّٰهِ

كُلَّمَا جَاءَ رَاَدَنِىْ تَوْبِيْرًا

فِىْ لَيْلٍ وَالْىَ بِهِنَّ ثَلَاثُ

محمد بن عبد اللہ بن زید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: پہلے نبی کریم ﷺ نے باجہ بجانے کا ارادہ کیا آپ ﷺ

نے ناقوس کے بارے میں حکم دیا اسے تیار کیا گیا تو حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھایا گیا وہ بیان کرتے
ہیں: میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو سبز چادریں پہنی ہوئی تھیں۔ اس نے ناقوس اٹھایا ہوا تھا۔

میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے کیا تم اس ناقوس کو فروخت کرو گے؟ اس نے دریافت کیا: تم اس کے ذریعے
کیا کرو گے؟ میں نے جواب دیا: میں اس کے ذریعے نماز کے لیے اعلان کروں گا۔ تو وہ بولا کیا میں تمہاری رہنمائی اس
سے زیادہ بہتر چیز کی طرف نہ کروں۔ میں نے دریافت کیا: وہ کیا ہے اس نے کہا تم یہ پڑھو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى
الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو خواب انہوں نے
دیکھا تھا وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایک شخص کو دیکھا جس
نے دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ناقوس اٹھایا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پورا واقعہ سنایا تو نبی کریم ﷺ نے (صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم) سے ارشاد فرمایا: تمہارے ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے (پھر نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا)

”تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد جاؤ اور اسے یہ کلمات سناؤ اور بلال رضی اللہ عنہ اس کے ذریعے اعلان کرے کیونکہ اس کی آواز تم

سے زیادہ بلند ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد آیا میں نے انہیں یہ کلمات سنانے شروع کیے اور وہ بلند آواز میں انہیں پڑھنے لگے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سنی تو وہ بھی آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! میں نے بھی اسی کی مانند خواب دیکھا ہے جو اس نے دیکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے اس صورتحال کے بارے میں یہ اشعار کہے تھے:

”جلال و اکرام والے اللہ تعالیٰ کی میں حمد بیان کرتا ہوں یہ حمد اس بات پر ہے جو اس نے مجھے اذان دینے (کا طریقہ سکھایا) اور یہ حمد بہت زیادہ ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خوشخبری دینے والا میرے پاس آیا تو اس خوشخبری دینے والے کی میرے ہاں بڑی عزت ہے جب وہ تین راتوں تک میرے پاس مسلسل آتا رہا جب کبھی بھی وہ آیا تو اس نے میری عزت اور وقار میں اضافہ ہی کیا۔“

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور یہاں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور مسجد بنائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا کہ نماز کے وقت اعلان کے لئے کوئی ایسی چیز متعین کی جانی چاہئے جس کے ذریعے تمام لوگوں کو اوقات نماز کی اطلاع ہو جایا کرے تاکہ سب لوگ وقت پر مسجد میں حاضر ہو جائیں اور جماعت سے نماز ہو سکے چنانچہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ مشورہ دیا کہ نماز کے وقت کسی بلند جگہ پر آگ روشن کر دی جایا کرے تاکہ اسے دیکھ کر لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں بعض نے رائے دی تا قوس بجانا چاہئے تاکہ اس کی آواز سن کر لوگ مسجد میں حاضر ہو جائیں۔

چند صاحب الرائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے ان تجویزوں کے سلسلے میں عرض کیا کہ آگ تو یہودی اپنی عبادت کے وقت اعلان کے لئے روشن کرتے ہیں، اسی طرح تا قوس نصاریٰ اپنی عبادت کے وقت اعلان کے لئے بجاتے ہیں لہذا ہمیں یہ دونوں طریقے اختیار نہ کرنے چاہئیں تاکہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت لازم نہ آئے، لہذا ان کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ سوچنا چاہئے۔ بات معقول تھی اس لئے بغیر کسی فیصلے کے مجلس برخواست ہوئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اپنے اپنے گھر آ گئے۔ ایک مخلص صحابی حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلے میں بہت فکر مند ہیں اور کوئی بہتر طریقہ سامنے نہیں آتا تو بہت پریشان ہوئے ان کی دلی خواہش تھی کہ یہ مسئلہ کسی طرح جلد از جلد طے ہو جائے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فکر دور ہو جائے چنانچہ یہ اسی سوچ و پچار میں گھر آ کر سو گئے خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ شکل ان کے سامنے کھڑا ہو اذان کے کلمات کہہ رہا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں بالکل سویا ہوا نہیں تھا بلکہ غنودگی

سے عالم میں تھا اور بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر بدگمانی کا خوف نہ ہوتا تو میں کہتا کہ میں اس وقت سویا ہی نہیں تھا۔ اسی بناء پر بعض علماء کرام نے اس واقعہ کو محال اور کشف پر محمول کیا ہے جو ارباب باطن کو حالت بیداری میں ہوتا ہے۔ بہر حال حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ صبح کو اٹھ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ خواب سچ ہے اور فرمایا کہ بلال کو اپنے ہمراہ لو، تم انہیں وہ کلمات جو تمہیں خواب میں تعلیم فرمائے گئے ہیں بتاتے رہو، وہ انہیں زور سے ادا کریں گے کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہیں۔ چنانچہ جب اس طرح دونوں نے اذان دی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز شہر میں پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ابھی جو کلمات ادا کئے گئے ہیں میں نے بھی خواب میں ایسے کلمات سنے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

منقول ہے کہ اسی رات کو دس گیارہ یا چودہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے ایسا ہی خواب دیکھا تھا۔ "ناقوس" نصاریٰ کے ہاں عبادت کے وقت کی خبر دینے کے سلسلے میں استعمال ہوتا تھا اور اس کی شکل یہ ہوتی تھی کہ وہ لوگ ایک بڑی لکڑی کو کسی چھوٹی لکڑی پر مارتے تھے اس سے جو آواز پیدا ہوتی تھی وہی عبادت کے وقت کا اعلان ہوتی تھی۔ یہودیوں کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ وہ اپنی عبادت کے وقت سینک بجایا کرتے تھے چنانچہ آگ جلانے کا ذکر صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے اور کسی روایت میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے ہاں دو فرقے ہوں گے ایک فرقہ تو سینک بجاتا ہوگا اور دوسرا فرقہ آگ جلاتا ہوگا۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اذان کے کلمات (شروع میں اللہ اکبر کے علاوہ) توجہت ہیں اور اقامت کے کلمات طاق ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام و تابعین عظام میں سے اکثر اہل علم اور امام زہری، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام اسحاق اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی مسلک ہے مگر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے قبیحین کے نزدیک اذان و تکبیر دونوں کے کلمات جفت ہیں ان کی دلیل آگے آئے گی۔

خواب صحابہ اور کلمات اذان کا بیان

701- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ اسْحَقَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَشَارَ النَّاسَ لِمَا يُهْمُّهُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَذَكَرُوا الْبُوقَ فَكَرِهَهُ مِنْ أَجْلِ الْيَهُودِ ثُمَّ ذَكَرُوا النَّاقُوسَ فَكَرِهَهُ مِنْ أَجْلِ النَّصَارَى فَأَرَى النَّبِيُّ فِي ذَلِكَ اللَّيْلَةِ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يَقُولُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَطَرَقَ الْأَنْصَارِيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَلَّا يَبْهَرَهُ فَادَّنَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَزَادَ بَلَّالٌ فِي نِدَاءِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُو يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى وَلَكِنَّهُ سَبَقَنِي
 سلام اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب لوگوں کو نماز کے سلسلے میں وقت پیش آئی تو نبی کریم ﷺ نے
 اس حوالے سے لوگوں سے مشورہ کیا کچھ لوگوں نے بگل بجانے کا تذکرہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے اسے پسند کیا پھر
 وجہ سے ناپسند کیا پھر کچھ لوگوں نے ناقوس کا تذکرہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کی وجہ سے اسے ناپسند کیا پھر
 اسی رات ایک انصاری شخص کو ایک خواب دکھایا گیا جس میں اذان دینے کا طریقہ تھا۔ اس انصاری کا نام عبداللہ بن
 زید تھا۔

اس کے علاوہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی خواب دکھایا گیا تو وہ انصاری رات کے وقت ہی نبی کریم ﷺ کی
 خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال کو یہ حکم دیا تو انہوں نے اذان دی۔
 زہری کہتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان میں یہ الفاظ زائد کئے۔ ”نماز نیند سے بہتر ہے“ تو نبی کریم ﷺ
 نے انہیں برقرار رکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں نے بھی اسی کی مانند خواب دیکھا ہے
 جس طرح اس (انصاری) نے دیکھا ہے تاہم یہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔

اچھے خواب کی فضیلت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت کے آثار میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا
 ہے علاوہ بشارات کے صحابہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ بشارات سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب۔ (بخاری)
 ”اور امام مالک نے اس روایت میں جس کو انہوں نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں (وہ
 اچھے خواب) جن کو مسلمان آدی (اپنے لئے) دیکھتا ہے یا اس کے بارے میں کوئی اور شخص دیکھے۔
 (مشکوٰۃ الصالح: جلد چہارم: حدیث نمبر 540)

بشارات ”(میم کے پیش اور باء کے زیر کے ساتھ) بشارت سے مشتق ہے جس کے معنی خوش خبری کے ہیں اعرابی میں لفظ
 بشارت کا استعمال عام طور پر خیر کے سیاق میں ہوتا ہے لیکن کبھی شر کے ساتھ بھی اس کو استعمال کر لیا جاتا ہے اسی طرح رویا کا
 اطلاق عام طور پر اچھے خواب پر ہوتا ہے اور برے خواب کو حلم کہتے ہیں لیکن یہ فرق و تخصیص شرعی نقطہ نظر سے ہے ویسے لغت کے
 اعتبار سے رویا مطلق خواب کو کہتے ہیں، چنانچہ یہاں حدیث میں بھی لفظ رویا مطلق خواب کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور اگر یہ
 کہا جائے کہ رویاء سے اچھا خواب مراد ہے تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ لفظ ”صالحہ“ کا ذکر محض لفظ رویا کی وضاحت و تشریح
 کے لئے ہے یا یہ کہ ”صالحہ“ اصل میں صادقہ کے معنی میں ہے کہ رویا صالحہ سے مراد وہ اچھا خواب ہے جو سچا یعنی واقع کے مطابق
 ہو۔ پہلے معنی میں یعنی لفظ صالحہ کو رویا کی وضاحت و تشریح قرار دینا زیادہ صحیح اور بشارات کے معنی کے موافق ہے کیونکہ اچھے خواب کا
 مطلب اچھی خبر ہے اور بشارت بھی کلیہ یا عام طور پر دل و دماغ کو خوش کرنے والی ہی ہوتی ہے۔

اگرچہ طبی کے قول کے مطابق بشارت میں صدق کا بھی اعتبار ہوتا ہے لیکن حدیث کا سیاق اس کا متقاضی ہے کہ دوسرے معنی

سادہ (یعنی صادق) مراد لیا جائے کیونکہ حدیث میں خواب کو نبوت کا ایک جز کہا گیا ہے اور نبوت میں سچی خبر کا اعتبار ہے خواہ وہ
مٹش کرنے والی ہو یا ڈرانے والی ہو، اس صورت میں کہا جائے گا کہ لفظ مبشرات کا استعمال ازراہ تقلیب یا یہ کہ "مبشرات" اپنے
مطلق معنی یعنی "مبشرات" پر محمول ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے
ایک حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد چہارم: حدیث نمبر 541)

ظاہر یہ ہے کہ یہاں رویہ صالحہ سے مراد صادق ہے یعنی وہ اچھا خواب جو سچا بھی ہو اس موقع پر ایک اشکال واقع ہوتا ہے اور
وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی جز و حصہ اس چیز سے جدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ ہوتا ہے اس اعتبار سے کہا جائے گا کہ جب نبوت باقی نہیں
رہی ہے تو نبوت کا جز و حصہ یعنی رویہ صالحہ کیوں کر باقی رہے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس ارشاد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑائیے
ہیں کہ رویہ صالحہ علم نبوت کے اجزاء اور حصوں میں سے ایک جز و حصہ ہے اور ظاہر ہے کہ علم نبوت باقی ہے اگرچہ نبوت باقی نہیں ہے
گویا حدیث میں مذکورہ الفاظ کے ذریعہ رویہ صالحہ کی فضیلت و منقبت بیان فرمائی گئی ہے کہ اچھا خواب حقیقت میں نبوت کا پر تو ہے
اگرچہ اس کو دیکھنے والا غیر نبی ہو جیسا کہ ایک ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

نیک راہ در دش حلم گرانباری اور میانہ روی نبوت میں سے ہے چھیالیس کے عدد کی تخصیص کے بارے میں اگرچہ علماء نے
مختلف باتیں لکھی ہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ نہ صرف اس کا بلکہ دوسری متعدد چیزوں جیسے نماز کی رکعات اور تسبیحات وغیرہ کے
بارے میں اعداد مشروع و مذکور ہیں ان کی علت و حقیقت کا علم شارع السلام علیہ کو ہی ہے ایک اور روایت میں چھیالیس کے بجائے
چھپیس ایک روایت میں چھتر اور ایک روایت میں چوبیس کا عدد مذکور ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کسی بھی روایت میں کسی
خاص عدد سے تحدید مراد نہیں ہے محض تکثیر مراد ہے

خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کا بیان

حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس نے اپنے خواب میں مجھ کو دیکھا اس
نے حق دیکھا یعنی اس کا خواب سچا ہے کہ اس نے مجھ کو ہی دیکھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد چہارم: حدیث نمبر 543)

واضح رہے کہ اس مضمون کی احادیث، جو متعدد طرق و اسانید سے اور مختلف الفاظ میں منقول ہیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں
کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا اس
بارے میں دروغ خیال اور شیطانی اثرات کا قطعاً دخل نہیں ہوتا، چنانچہ علماء نے اس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل میں
شمار کیا ہے اور اس کو اعجاز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔

البتہ علماء کے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ ان احادیث کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس صورت و حلیہ میں دیکھنے
سے ہے چنانچہ بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ ان احادیث کا تعلق اس شخص سے ہے جو اپنے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اس مخصوص صورت و حلیہ میں دیکھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم متصف تھے، پھر بعض حضرات نے اس بارے میں توسع کیا ہے

اور کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صورت و شکل میں دیکھے جو پوری عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق رہی ہے۔ یعنی خواہ جوانی کی صورت و شکل میں دیکھے خواہ کبوت اور خواہ آخری عمر کی صورت میں دیکھے۔

اور بعض حضرات نے اس دائرے کو محدود کیا اور کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شکل و صورت میں دیکھنے کا اعتبار ہے جو ہالوں کو بھی دیکھنے کا اعتبار کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور لہجہ مبارک میں تھے اور جو تعداد میں بیس تک بھی نہیں پہنچتے۔

منقول ہے کہ حضرت محمد بن سیرین جو تعبیر خواب کے فن میں امام تھے کے پاس جب کوئی شخص آ کر بیان کرتا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو وہ کہتے تھے کہ بتاؤ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس شکل و صورت اور کس حلیہ میں دیکھا ہے اگر وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان نہ کرتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا تو ابن سیرین اس سے کہتے کہ بھاگ جاؤ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں نہیں دیکھا ہے۔

اس بارے میں حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا خواہ اس نے مخصوص صورت و حلیہ میں دیکھا ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے یا کسی اور شکل و شباهت میں دیکھا ہو کیونکہ شکل و شباهت کا مختلف ہونا ذات کے مختلف کے ہونے کو ضروری قرار نہیں دیتا، علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ شکل و شباهت میں اختلاف و تفاوت کا تعلق خواب دیکھنے والے کے ایمان کے کمال و نقصان سے بھی ہو سکتا ہے یعنی جس شخص نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی صورت و شکل میں دیکھا یہ اس کے ایمان کامل اور عقیدے کے صالح ہونے کی علامت قرار پائے گا اور جس شخص نے اس کے بہر خلاف دیکھا، یہ اس کے ایمان کی کمزوری اور عقیدے کے فساد کی علامت قرار پائے گا اسی طرح ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا دیکھا ایک شخص نے جوان دیکھا ایک شخص نے رضا مند دیکھا ایک شخص نے خفگی کے عالم میں دیکھا ایک شخص نے روتے ہوئے دیکھا ایک شخص نے شاد و خوش دیکھا اور ایک شخص نے ناخوش دیکھا تو یہ ساری حالتیں خواب دیکھنے والے کے ایمانی احوال کے فرق و تفاوت پر مبنی ہوں گی کہ جو شخص جس درجہ کے ایمان کا حامل ہو گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی درجہ کی مثالی صورت میں دیکھا گا اس اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا گویا اپنے احوال ایمانی کو پہچاننے کا ایک معیار ہے۔

لہذا یہ ایک چیز سالکین طریقت کے لئے یہ ایک مفید ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اپنے باطن کی حالت کو پہچان کر اس کی اصلاح کریں اسی پر قیاس کرتے ہوئے بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ارشاد سنے تو اس کا حدیث و سنت سے تقابل کرے اگر وہ ارشاد حدیث و سنت کے موافق ہو تو وہ یقیناً حق ہے اور اگر موافق نہ ہو، جانے کہ یہ میرے ذہن اور سامع کا خلل ہے لہذا خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سننا حق ہے اگر صورت مبارک اور ارشادات مقدسہ میں کوئی تفاوت و مخالفت نظر آئے تو سمجھنا چاہئے کہ یہ خواب دیکھنے والے کے نقص و کوتاہی کے اعتبار سے ہے۔

مَعْدُورَةٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ لَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَمَرْتَنِي بِالتَّوَكُّلِ بِمَكَّةَ قَالَ نَعَمْ قَدْ أَمَرْتُكَ فَلَذَبْتُ كُلَّ شَيْءٍ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنْ كَرَامَةٍ وَعَادَةٍ ذَلِكَ كُلُّهُ مَحَبَّةٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمْتُ عَلَى عَتَابِ بْنِ
أَسِيدٍ عَامِلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَأَذْنَتْ مَعَهُ بِالصَّلَاةِ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ذَلِكَ مَنْ أَذْنَكَ أَمَا مَعْدُورَةٌ عَلَى مَا أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُخَيْرِيزٍ

••• عبد اللہ بن مخیریز جو یثیبی کے دور میں حضرت ابو محمد ورہ رحمۃ اللہ علیہ کے زیر پرورش رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں:
جب انہوں نے شام جانے کی تیاری کی تو میں نے حضرت ابو محمد ورہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا چچا جان میں شام جانے والا ہوں
وہاں مجھ سے آپ کے اذان دینے کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔

راوی کہتے ہیں: عبد اللہ نے ہمیں یہ بتایا کہ حضرت ابو محمد ورہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی میں کچھ لوگوں کے ساتھ کسی
راستے میں جا رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے نماز کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اذان دی۔
ہم نے اذان دینے والے کی آواز سنی تو ہم نے اس کا مذاق اڑانے کی غرض سے اس کی نقل کرتے ہوئے بلند آواز میں
چختے ہوئے وہی کلمات دہرائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ہماری طرف بھیجا، ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
پیش کر دیا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: میں نے تم میں سے کس کی آواز کو سنا ہے جس کی آواز زیادہ بلند تھی تو لوگوں نے میری
طرف اشارہ کیا اور انہوں نے یہ بات سچ کہی تھی۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی سب کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اٹھو اور اذان دو! میں اٹھا اس وقت
میرے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم تھا۔

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان کے کلمات بذات خود سکھائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ پڑھو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ

پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: تم بلند آواز میں یہ پڑھو:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا
رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ
اَكْبَرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ

جب میں نے اذان مکمل کر لی تو نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک تھیلی عطا کی جس میں کچھ چاندی تھی پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر رکھا اور اسے پھیرتے ہوئے ان کے چہرے پر لے آئے پھر ان کے سینے پر لائے پھر ان کے جگر پر رکھا۔ پھر نبی کریم ﷺ کا دست مبارک حضرت ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ کی ناف تک پہنچا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت نصیب کرے اور تم پر برکتیں نازل کرے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے مکہ میں اذان دینے کی اجازت دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔

تو نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان کی جتنی بھی ناپسندیدگی تھی وہ سب ختم ہو گئی اور وہ سب نبی کریم ﷺ کی محبت میں تبدیل ہو گئی۔

وہ کہتے ہیں: میں حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جو نبی کریم ﷺ کی طرف سے مکہ کے گوزر تھے تو نبی کریم ﷺ کے حکم کے تحت میں نے وہاں نماز کے لیے اذان دینا شروع کی۔

راوی کہتے ہیں: جن صاحب نے حضرت ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے انہوں نے بھی مجھے یہی روایت سنائی ہے جو روایت عبد اللہ نے مجھے سنائی ہے۔

اذان میں ترجیع سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عبد اللہ ابن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بنائے جانے کا حکم دیا تا کہ نماز کی جماعت میں لوگوں کے حاضر ہونے کے لیے اسے بجایا جائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی اپنے ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے (جاتا) ہے میں نے اس آدمی سے کہا کہ بندہ خدا! کیا تم یہ ناقوس بچو گے؟ اس آدمی نے کہا کہ تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا کہ ہم اسے بجا کر لوگوں کو نماز (کی جماعت) کے لئے بلایا کریں گے۔ اس نے کہا کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ میں نے کہا کہ ہاں ضرور بتاؤ! اس آدمی نے کہا کہ کہو اللہ اکبر تک اس نے اذان بتا کر پھر اسی طرح اقامت بھی بتائی، جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خواب سن کر) فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ خواب سچا ہے، اب تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو کر جو کچھ خواب میں دیکھا ہے انہیں بتائے جاؤ اور وہ اذان کہیں کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہیں۔ چنانچہ میں بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہو کر انہیں سکھلاتا گیا اور وہ اذان دیتے رہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ، حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب اپنے مکان میں اذان کی آواز سنی تو (جلدی کی بنا پر) اپنی چادر کھینچتے ہوئے مکان سے باہر نکلے اور یہ کہتے ہوئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الحمد للہ (یعنی سب تعریفیں

اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں) یہ حدیث ابو داؤد، دارمی، اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے مگر ابن ماجہ نے تکبیر کا ذکر نہیں کیا اور امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن انہوں نے ناقوس کے قے کی تصریح نہیں کی۔

حدیث کے پہلے جزء کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بجانے کا حکم دے دیا تھا۔ بلکہ یہاں حکم کا مطلب یہ ہے کہ جب اس سلسلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مشورہ کیا اور کوئی مناسب تجویز ذہن میں نہیں آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بجانے کا حکم دینے کا ارادہ فرمایا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن زید کے رضی اللہ عنہ کو خواب کے ذریعے اس کی نوبت نہ آنے دی۔

یہ حدیث احناف کے مسلک کی موید ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تکبیر اور اذان کے کلمات میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح اذان کے کلمات کو سوائے شروع میں اللہ اکبر اور آخر میں لا الہ الا اللہ کے دو مرتبہ کہا جاتا ہے اسی طرح تکبیر کے کلمات کو بھی دو مرتبہ کہا جاتا ہے البتہ تکبیر میں صرف قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ ہے جو اذان میں نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کے خواب کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی کہ یہ خواب سچا ہے اب اس تصدیق کا تعلق یا تو وحی سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اس خواب کے سچا ہونے کی خبر دے دی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے حق کہا یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کی بناء پر اس خواب کو سچا مانا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انشاء اللہ کہنا برکت اور اظہار طمانیت کے طور پر تھا۔ نہ کہ شک کے لیے۔ اذان کی آواز سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جو یہ کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ بات اس وقت کہی ہو جب انہیں معلوم ہو گیا ہو کہ یہ اذان حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کے خواب کے نتیجے میں کہی گئی ہے یا پھر انہیں اس خواب کا علم مکاشفہ کے ذریعے ہو گیا ہوگا۔ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ مستحب ہوتا ہے کہ موذن کا بلند آواز اور خوش گلو ہونا مستحب ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک اذان میں ترجیع یعنی شہادتین کو دو مرتبہ کہنا سنت ہے۔ ترجیع کی شکل یہ ہوتی ہے کہ پہلے شہادتیں کو دو مرتبہ پست آواز سے کہا جاتا ہے پھر دو مرتبہ بلند آواز سے ان حضرات کی دلیل یہی حدیث ہے۔

علمائے احناف فرماتے ہیں کہ یہ تکرار حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی تعلیم کے لیے تھا نہ کہ تشریع کے لیے۔ یعنی پہلی مرتبہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے جب شہادتین کو پست آواز سے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ان کلمات کو پھر ادا کرو اور بلند آواز سے ادا کرو چنانچہ اس سلسلے میں حضرت ابو محذورہ کی جو ایک دوسری روایت منقول ہے اس میں ترجیع نہیں ہے۔

نیز حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی جو اذان کے باب میں اصل کی حیثیت رکھتی ہے ترجیع نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو موذنوں کے سردار ہیں، نہ ان کی اذان میں اور نہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان میں جو

کے انیس کلمات اور اقامت کے ستر کلمات کھائے تھے۔

اذان کے کلمات یہ تھے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰی عَلٰی الصَّلٰوَةِ حَتّٰی
عَلٰی الْفَلَاحِ حَتّٰی عَلٰی الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اقامت کے ستر کلمات یہ تھے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰی عَلٰی الصَّلٰوَةِ حَتّٰی عَلٰی
الْفَلَاحِ حَتّٰی عَلٰی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوَةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوَةُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اذان میں کلمہ اول کو چار بار کہنے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

اللہ اکبر" کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس چیز سے بہت بلند و بالا ہے کہ کوئی آدمی اس کی کبریائی و عظمت کی حقیقت کو پہچانے۔ یا اللہ تعالیٰ اس حیثیت سے بہت بڑا ہے کہ اس کی ذات پاک کی طرف ان چیزوں کی نسبت کی جائے جو اس کی عظمت و بزرگی کے مناسب نہیں ہیں، یا پھر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ رب العزت تمام چیزوں سے بہت بڑا ہے۔ اذان و تکبیر میں اللہ اکبر کی حرف راسا کن ہوتی ہے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک یہ کلمہ اذان میں پہلی بار چار مرتبہ کہا جاتا ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک دو مرتبہ کہا جاتا ہے۔ اس کلمہ کو چار مرتبہ کہنے میں یہ لطیف نکتہ ہے کہ گویا یہ حکم چار داغ عالم میں جاری و حاوی ہے اور عناصر اربعہ سے مرکب نفس انسانی کی خواہشات کے تزکیہ میں بہت موثر ہے۔ حی علی الفلاح کے معنی یہ ہیں کہ تم ہر مکروہ چیز سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ہر مراد کے ملنے کی طرف آؤ۔

بَابُ: السُّنَّةُ فِي الْاَذَانِ

یہ باب اذان کے طریقے کے بیان میں ہے

انگلیاں کان میں ڈال کر اذان پڑھنے کا بیان

710- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ سَعْدِ مَوْذِنٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْاَذَانِ

710: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

أَنْ يُعْقَلَ أَصْبَعُهُ فِي أُذُنِهِ وَقَالَ إِنَّهُ أَرْكَعَ لَصَوْتِكَ

عبدالرحمن بن سعد نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو نبی کریم ﷺ کے مؤذن تھے) ان کا یہ بیان نقل کیا ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اذان کے وقت اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیا کریں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: اس سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہوگی۔

شرح

حضرت سعد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسجد قبا میں مؤذن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہ اس مسجد میں اذان کہتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں اذان کہنا چھوڑ کر شام چلے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مسجد قبا سے بلا کر مسجد نبوی میں اذان کہنے کی خدمت پر مامور فرمایا اور یہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اس باسعادت خدمت کو انجام دیتے رہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عمار رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تابعی مقبول ہیں اور ان کے بیٹے یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پوتے کا نام بھی سعد ہے اور ان کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن مسطور ہیں اس طرح عمار کے والد حضرت سعد ان کے لڑکے سعد کے دادا ہوئے۔ چنانچہ یہ حدیث حضرت عبدالرحمن نے اپنے دادا حضرت سعد سے نقل کی ہے اور انہوں نے اپنے والد حضرت عمار سے نقل کی ہے جو تابعی ہیں اور انہوں نے اپنے والد مکرم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سنا ہے جو صحابیت کی سعادت سے مشرف ہیں۔ ابیہ اور جدہ دونوں کی ضمیریں لفظ ابی کی طرف راجع ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں اس لئے دی جاتی ہیں تاکہ آواز زیادہ سے زیادہ بلند ہو سکے اور اس میں شاید یہ حکمت ہے کہ کانوں میں انگلیاں رکھ لینے سے بلند آواز ہی مؤذن کے کان میں آئے گی اس لئے وہ اس کی کوشش کرے گا کہ جہاں تک ہو سکے۔ پورے زور سے چلا کر اذان کہے۔

711- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ وَهُوَ فِي قُبَّةِ حَمْرَاءَ

فَخَرَجَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ فَاسْتَدَارَ فِي أُذُنِهِ وَجَعَلَ أَصْبَعُهُ فِي أُذُنِهِ

عمرو بن ابوجحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں ”ابطح“ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا

آپ ﷺ اس وقت ایک سرخ خیمے میں تشریف فرما تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے انہوں نے اذان دی تو اذان دینے کے دوران وہ گھوم گئے انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھی ہوئی تھیں۔

معدوم علت کے باوجود حکم پر عمل کا جاری ہونا

مذکورہ احادیث و ہدایہ کے متن سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی علت یہ ہے کہ اس سے اذان کی آواز بلند ہوتی ہے۔ جبکہ موجودہ دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ آواز لاؤڈ سپیکر کے ذریعے بلند ہوتی ہے۔

اس لئے یہاں یہ جائز ضروری ہے کہ احکام شرع میں جس قدر بھی احکام مشروع ہیں ان میں اگر بعض اوقات علت نہ بھی ہو تب بھی عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی حکم نفس سے ثابت ہو جائے تو اس میں وجود علت یا معدوم علت کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ خواہ وہ حکم کسی علت کی بناء پر شریعت میں جاری ہوا ہو۔

اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا کہ نماز اصلاح نفس یا تزکیہ نفس کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ اور میں تزکیہ نفس کر چکا ہوں اس لئے اب میں ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہو گیا جبکہ مجھے نماز پڑھنا ضروری نہیں۔ تو اس کے اس عقیدے کو رد کر دیا جائے گا۔ کیونکہ انسان خواہ تزکیہ نفس کے کتنے بڑے درجے پر فائز کیوں نہ ہو جائے نماز اس سے کسی صورت میں بھی ساقط نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اس کا ثبوت نفس قطعی سے حاصل ہو چکا ہے۔ اس سے وہ جہلاء نام نہاد لوگ سبق حاصل کریں یا وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم دل کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جن کا ظاہر نماز پڑھنے سے گھبرائے وہ دل میں کس طرح نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

نماز اور روزے کی خصوصیات کا بیان

712- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحَمَظِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي ذَرٍّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصَلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِي أَغْنَاقِ الْمُؤَذِّنِينَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلَوَتُهُمْ وَضِيائُهُمْ

• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”دو خصوصیات ایسی ہیں جو مسلمانوں کے لئے اذان دینے والوں کی گردنوں میں لگی ہوئی ہوں گی (یعنی ان کے وقت کا تعین مؤذن کے ذمہ ہے) ایک ان کی نماز اور ایک ان کے روزے۔“

شرح

مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے دواہم اور بنیادی اعمال ایسے ہیں جو مؤذن پر موقوف ہیں یعنی مؤذن ان اعمال کی صحت و تکمیل کے ذمہ دار ہیں۔ پہلی چیز تو روزہ ہے کہ مسلمان مؤذنین کی اذان ہی پر اعتماد کرتے ہوئے افطار کرتے ہیں۔ اور دوسری چیز نماز ہے جس کی ادائیگی مؤذنین کی اذان کے تحت ہوتی ہے۔ بہر حال حدیث کا حاصل یہ ہے کہ مؤذنین کو چاہئے کہ وہ اپنی عظیم ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے بڑے احتیاط کے ساتھ اور اوقات کی پوری رعایت کرتے ہوئے اذان کہا کریں تاکہ مسلمانوں کے ان دونوں اعمال میں خلل واقع نہ ہو۔

اقامت کو موخر کرنے کا بیان

713- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

712: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

713: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

سَمَرَةَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ لَا يُؤْتِيهِمُ الْإِذَانُ عَنِ الْوَلَفِ وَرَأَيْتُمَا أَمَرَ الْإِمَامَةَ شَيْئًا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کو اس کے وقت سے مؤخر نہیں کرتے تھے تاہم وہ بعض اوقات اقامت کو کچھ مؤخر کر دیتے تھے۔

714- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ كَانَ آخِرُ مَا عَاهَدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا اتَّخِذَ مُؤَذِّنًا يَأْخُذُ عَلَى الْإِذَانِ آخِرًا

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے آخری عہد یہ لیا تھا: میں ایسے شخص کو مؤذن بناؤں جو اذان دینے کا معاوضہ نہیں لے۔

نماز فجر کے لئے تھویب کا بیان

715- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيُّ عَنْ أَبِي إِسْرَافِيلَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ أَمْرِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتُوبَ فِي الْفَجْرِ وَنَهَانِي أَنْ أَتُوبَ فِي الْعِشَاءِ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں فجر کی نماز میں ”تھویب“ کہوں اور آپ ﷺ نے مجھے عشاء کی نماز میں تھویب کہنے سے منع کیا۔

شرح

تھویب ”وہ اعلام ہوتا ہے جس سے پہلے کوئی اعلام ہو چکا ہو اور اس کی غرض اور اس سے پہلے کے اعلام کی غرض ایک ہو۔ مثلاً پہلے اعلام سے لوگوں کو نماز کے لئے بلانا مقصود ہو تو اس اعلام سے بھی یہی مقصود ہو۔ تھویب کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا، یہ تھویب اس لئے ہے کہ ایک مرتبہ توحی علی الصلوٰۃ کہہ کر لوگوں کو نماز کے لئے بلایا گیا پھر دوبارہ الصلوٰۃ خیر من النوم سے لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔ یہ تھویب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھی اور مسنون یہی ہے پھر اس کے بعد کوفہ کے علماء نے اذان و تکبیر کے درمیانی وقفے میں حی علی الفلاح کہنا رائج کیا، اس کے بعد ہر فرقہ و طبقہ کے لوگوں نے اپنے اپنے عرف کے مطابق کچھ نہ کچھ طریقہ تھویب کے طور پر رائج کیا مگر یہ تمام تھویبیں فجر کی نماز ہی کے لئے رائج کی گئیں، کیونکہ فجر کا وقت نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے۔ پھر آخر میں متاخرین علماء نے تمام نمازوں کے لئے تھویب رائج کی اور اسے بنظر استحسان دیکھا حالانکہ متقدمین کے نزدیک یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ احداث ہے اور بدعت ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اس کا انکار بایں طور منقول ہے کہ ایک آدمی تھویب کہتا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارہ میں فرمایا کہ

”اخر جوا هذا المبتدع من المسجد“ یعنی اس بدعتی آدمی کو مسجد سے نکال باہر کرو!۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک دن جب کہ وہ مسجد میں موجود تھے مؤذن کو غیر فجر میں تہویب کرتے ہوئے سنا تو مسجد سے باہر نکل آئے اور دوسروں سے بھی کہا کہ اس آدمی کے سامنے نہ رہو، باہر نکل آؤ کیونکہ یہ بدعتی ہے۔

فقہ حنفی کی کتب سے مسئلہ تہویب کی اباحت کا بیان

فقہ میں تہویب اسے کہتے ہیں یعنی مسلمانوں کو نماز کی اطلاع اذان سے دے کر پھر دوبارہ اطلاع دینا اور وہ شہروں کے عرف پر ہے جہاں جس طرح اطلاع مکرر رائج ہو وہی تہویب ہے خواہ عام طور پر ہو جیسے ”صلاة“ کہی جاتی ہے یا خاص طریقہ پر، مثلاً کسی سے کہنا اذان ہو گئی یا جماعت کھڑی ہوتی ہے یا امام آگئے یا کوئی قول یا فعل ایسا جس میں دوبارہ اطلاع دینا ہو وہ سب تہویب ہے اور اس کا اور صلاة کا ایک حکم ہے یعنی جائز، جس کی اجازت سے عامہ کتب مذہب متون مثل تنویر۔

- (۱) الابصار وقایہ (۲) ونقایہ (۳) وغرر الاحکام (۴) وکنز (۵) وغرر الاذکار (۶) ووالفی (۷) وملتقی (۸) اصلاح (۹) نور الایضاح (۱۰) وشروح جاند در مختار (۱۱) ورد المختار (۱۲) وطحطاوی (۱۳) وعنایہ (۱۴) ونہایہ (۱۵) وغیہ (۱۶) شرح منیہ وصغیری (۱۷) وبحر الرائق (۱۸) ونہر الفائق (۱۹) وتبيين الحقائق (۲۰) وبرجندی (۲۱) وقہستانی (۲۲) ودرر (۲۳) وابن ملک (۲۴) وكافی (۲۵) ومجتبی (۲۶) وایضاح (۲۷) وامداد الفتح (۲۸) ومراقی الفلاح (۲۹) وحاشیہ مراقی للعلامة الطحطاوی (۳۰) وفتاوی مثل ظہیریہ (۳۱) وخانیہ (۳۲) وخلاصہ (۳۳) وخزانة المفتین (۳۴) وجواهر اخلاطی (۳۵) وعلمگیری (۳۶) وغیرہا مالا مال ہیں، وهو الذي عليه عامة الائمة المتأخرين والخلاف خلاف زمان

لا برهان (عام ائمہ متأخرین اسی پر ہیں اور یہ اختلاف زمانی اختلاف ہے برہانی نہیں۔

مختصر الوقایہ میں ہے: التہویب حسن فی کل صلاة (تہویب ہر نماز کے لئے بہتر ہے۔

(مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ فصل الاذان نور محمد کا رخا نہ تجارت کراچی)

فجر کی اذان میں بالصلاة خیر من النوم کہنے کا بیان

716- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَذِّنُهُ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَقِيلَ هُوَ نَائِمٌ لَقَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فَأَقْبَرَتْ فِي تَأْذِينِ الْفَجْرِ فَثَبَّتَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی کریم ﷺ کو فجر کی نماز کے لیے بلانے آئے تو انہیں

بتایا گیا کہ نبی کریم ﷺ سورہ ہے ہیں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”نماز نیند سے بہتر ہے نماز نیند سے بہتر ہے“ تو فجر کی نماز میں ان الفاظ کو مقرر کر دیا گیا اس کے بعد یہی طریقہ رائج رہا۔

اذان والے کے لئے حق اقامت ہونے کا بیان

717- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْإِسْرَافِيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ نَعِيمٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَائِي قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَمَرَنِي فَأَذَّنْتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَا صَدَاءِ قَدْ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

•• حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان دی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدام قبیلہ کے فرد نے اذان دی ہے تو جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے۔

شرح

صدائی کے بھائی سے مراد زیاد بن حارث صدائی ہیں، عرب میں قاعدہ تھا جو آدی جس قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اسے اس قبیلہ کا بھائی کہا جاتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس حدیث کے مطابق غیر مؤذن کو تکبیر کہنا مکروہ ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ اکثر و بیشتر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہتے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ اگر غیر مؤذن تکبیر کہنا چاہے تو مؤذن سے اجازت لے لے۔ اگر مؤذن کو کسی دوسرے کی تکبیر کہنا ناگوار ہو تو پھر غیر مؤذن کو تکبیر کہنا مناسب نہیں ہے۔

بَابُ: مَا يُقَالُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

یہ باب مؤذن اذان دے تو کیا پڑھا جائے؟ کے بیان میں ہے

اذان کا جواب دینے کا بیان

718- حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَقَ الشَّافِعِيُّ ابْنُ رَهِيمٍ بَنُ مُحَمَّدٍ بَنُ الْعَبَّاسِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عَبَادِ بْنِ اسْحَقَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقُولُوا مِثْلَ قَوْلِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب مؤذن اذان دے تو تم اسی کی مانند کہو جو مؤذن کہتا ہے۔

شرح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم میں سے بھی ہر آدمی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے، پھر جب مؤذن اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو تم میں سے بھی ہر آدمی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے، پھر جب اشہد ان محمد الرسول اللہ کہے پھر جب مؤذن حی علی الصلوۃ کہے تو تم میں سے ہر آدمی لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو تم میں سے ہر آدمی لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے، پھر جب مؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر کہے تو تم میں سے ہر آدمی کہے اللہ اکبر، اللہ اکبر پھر جب مؤذن کہے لا الہ الا اللہ تو تم بھی کہو لا الہ الا اللہ جس نے (اذان کے جواب میں یہ کلمات) صدق دل سے کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول: رقم الحدیث: 828)

یہاں اللہ اکبر اختصار کی وجہ سے دو مرتبہ ذکر کیا گیا ہے کیونکہ سمجھانے کے لئے دو ہی مرتبہ کہنا کافی تھا اس لئے شہادتین یعنی اشہدان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمد الرسول اللہ کو بھی صرف ایک ایک مرتبہ ہی ذکر کیا گیا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے معنی یہ ہیں، برائی سے بچنے اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، جب مؤذن حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح کہتا ہے تو وہ لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا ہے۔ لہذا اس کے جواب میں یہ کلمہ کہنے والا گویا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایک امر عظیم اور زبردست فرض کی ادائیگی کا معاملہ ہے میں ایک عاجز و کمزور بندہ ہوں۔ میری قوت و طاقت کی کیا مجال کہ اس ذمہ داری کی ادائیگی کی تحمل ہو سکوں۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہی ہوتی ہے جو ہم اس امر عظیم کو پورا کرتے ہیں اور چونکہ نماز کے لئے آنے کی طاقت اور قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہوتی لہذا اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرماتا ہے تو ہم نماز کے لئے آتے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤذن جب اذان کہتا ہے تو اس کے کہے ہوئے کلمات کو اسی طرح دہرانا یعنی اس کا جواب دینا مستحب ہے البتہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہئے۔ بعض مقامات پر کچھ حضرات حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں ماشاء اللہ کان ولم یشاء لم یکن فرماتے ہیں یہ غلط اور مسنون طریقے کے خلاف ہے۔ اذان کا جواب ہر سننے والے کو دینا چاہئے خواہ با وضو ہو یا بے وضو اور خواہ جنبی ہو یا حائض، بشرطیکہ جواب دینے میں کوئی چیز مانع نہ ہو مثلاً کوئی بیت الخلا میں ہو یا جماع کرتا ہو، یا نماز پڑھ رہا ہو یا ایسے ہی کوئی دوسرا مانع ہو تو وہ اس وقت جواب نہ دے لیکن اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ ان امور سے فراغت کے بعد اذان کے کلمات جواب میں کہے۔ "صدق دل سے کہے" کا تعلق یا تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ سے ہے کہ یہ کلمہ صدق دل سے کہا جائے یا پھر اس کا تعلق پوری اذان کے کلمات سے ہے کہ جواب میں تمام کلمات پورے خلوص اور صدق دل کے ساتھ کہے جائیں اور ظاہری طور پر بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا

فضل پوری اذان سے ہے۔ جنت میں تو تمام مسلمان ہی داخل ہوں گے چاہے وہ کسی عذاب کے بغیر داخل ہوں یا عذاب کے بعد داخل ہوں۔ لہذا یہاں جنت میں داخل ہونے سے مراد یہ ہے کہ ایسا آدمی جو اذان کا جواب صدق دل سے دیتا ہے یعنی زبان سے تو ان کلمات کو ادا کرتا ہے اور دل میں ان کلمات کی صداقت کا پورا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ نجات پائے ہوئے لوگوں کے ہمراہ جنت میں داخل ہوگا۔

مؤذن کے جواب کلمات اذان پڑھنے کا بیان

719- حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ أَبُو الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ابْنَانَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ أَبِي الْمَلِیحِ بْنِ أَسَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي مُضَيْبٍ حَدَّثَنِیْ عَمِّیْ أُمَّ حَبِیْبَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا كَانَ عِنْدَهَا فِي يَوْمِهَا وَلَيْلَتِهَا فَسَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يُؤَذِّنُ قَالَ كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ

عبد اللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں: میری پھوپھی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سنا ہے رات یا دن میں جس وقت بھی نبی کریم ﷺ ان کے پاس ہوتے تھے اور مؤذن کو اذان دیتے ہوئے ملتے تھے تو آپ ﷺ وہی کلمات پڑھا کرتے تھے جو مؤذن کہتا تھا۔

اذان کا جواب دینے کی فضیلت کا بیان

720- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۖ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم اذان سنو تو اسی کی مانند کہو جو مؤذن کہتا ہے۔

شرح

اذان اللہ تعالیٰ کے اذکار میں ایک بہت بڑے رتبے کا ذکر ہے اس میں توحید اور رسالت کی شہادت اعلان کے ساتھ ہوتی ہے اس سے اسلام کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اذان دینے کی فضیلت اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے چنانچہ اس عنوان کے تحت وہ احادیث ذکر کی جائیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ اذان دینا درحقیقت برکت و سعادت سے اپنا دامن بھرتا ہے۔ اب اس میں کلام ہے کہ آیا اذان کہنا زیادہ افضل ہے یا امامت کہنا؟ چنانچہ مختار اور معتد قول یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو یہ یقین ہو کہ وہ امامت کے پورے حقوق بجالائے گا تو اس کے لئے امامت کرنا افضل ہوگا ورنہ بصورت دیگر اس کے لئے اذان کہنا ہی افضل ہوگا۔

719: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

720: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 611 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 846 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 522 أخرجه

ترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 208 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 672

علماء کا اس معاملے میں اختلاف ہے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اذان کی ہے یا نہیں؟ گواہیک حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کی ہے مگر بعض حضرات نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے کر اذان کہلائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو اس طرح تعبیر کیا گیا ہے جیسے کہ محاورے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں بادشاہ نے قلعہ بنایا ہے حالانکہ بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے قلعہ نہیں بناتا بلکہ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس نے حکم دے کر قلعہ بنوایا ہے۔ سنن دارقطنی کی ایک روایت میں اس کی تصریح بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہنے کا حکم کیا تھا (نہ کہ خود اذان دی تھی) واللہ اعلم۔ اذان کا جواب دینا واجب ہے اگر کوئی آدمی مل کر اذان دیں تو اس شکل میں حرمت اول کے لئے ہوگی یعنی اس کا جواب دینا چاہئے اور اگر کوئی آدمی کئی طرف سے یعنی مختلف محلوں کی مساجد سے اذان سنے تو صرف اپنی مسجد کے مؤذن کا جواب دینا واجب ہوگا اور اگر کوئی آدمی اذان کے وقت مسجد میں بیٹھا ہوا ہو تو اس کے لئے اذان کا جواب واجب نہیں ہے کیونکہ اس شکل میں تو اسے اجابت فعلی حاصل ہی ہے۔ اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے کہ قرآن پڑھنے والا آدمی اذان کا جواب دے یا نہ دے! چنانچہ اس سلسلے میں مختار قول یہ ہے کہ وہ اذان کا جواب نہ دے۔

121- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ

عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيَ اللَّهُ رَبًّا وَيَا لَسْلَامٍ دِينًا وَيُحَمَّدٌ نَبِيًّا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اذان سن کر یہ کہے۔ ”میں

بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ

حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے، اسلام کے دین ہونے اور

حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے سے راضی ہوں (یعنی ان پر ایمان رکھتا ہوں)“ (نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:) تو اس

شخص کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

شرح

اس میں اختیار ہے کہ ان کلمات کو یا تو اس وقت پڑھا جائے جب مؤذن اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے یا اذان ختم ہو

جانے کے بعد پڑھے۔ مناسب تو یہی ہے کہ اذان ختم ہونے کے بعد یہ کلمات پڑھے جائیں تاکہ اذان کے دوسرے کلمات کے

جواب ترک نہ ہوں۔ اور ظاہر تو یہ ہے کہ مذکورہ ثواب اسی وقت ملے گا جبکہ اذان کے کلمات کا جواب دے کر بعد میں ان کلمات

کو پڑھا گا۔

اذان کے بعد دعائے مانگنے کی فضیلت کا بیان

722- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ وَالْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ كُنَّا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْأَلْهَائِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْتَغِ مُحَمَّدًا مِنَ الْوَسِيلَةِ وَالْفَضِيلَةِ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

•• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اذان کے بعد یہ دعائے مانگے قیامت کے دن اسے میرے شفاعت نصیب ہوگی۔

”اے اللہ! اے اس کامل دعوت اور (اس کے نتیجے میں) کھڑی ہونے والی نماز کے پروردگار! تو حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور انہیں اس ”مقام محمود“ پر فائز کر! جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی حمد اور مقام محمود کا بیان

حمد بڑی عظیم شے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس بناء پر وہ محمود بھی ہے۔ وہ اس وقت بھی محمود تھا جب اس کی تعریف کرنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ حمد چونکہ اس کی ذاتی خوبی ہے۔ ذاتی خوبی مخلوق کی احتیاج سے بھی ماوراء ہے۔ وہ تعریف کرنے والوں کا محتاج نہیں ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ سب تعریف کرنے والوں کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس نے تعریف کرنے والوں کو ایک طرف رکھ دیا ہے۔ کوئی حامد تعریف کرے یا نہ کرے وہ اپنی ذات میں ہر حمد کا حق دار ہے ہر خوبی کا سزاوار وہ ہے۔ اس حمد کی بناء پر وہ محمود ہے۔ اب جو وسعت، جامعیت، ہمہ گیریت اس حمد میں ہے وہی شان محمود میں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے مگر کسی کے مقام کا نام مقام محمود نہیں رکھا کیونکہ محمود اس کا اپنا ذاتی نام ہے۔ جو حمد کا سزاوار ہے اور حقیقی محمود وہی ہے اس لئے اس نے مقام محمود کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا ہے۔ آپ غور کیجئے ادھر قرآن حمد سے شروع ہو رہا ہے اور الحمد للہ کہہ کر اعلان ہو رہا ہے کہ محمود حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ حمد سے شروع ہونے والا اس کا کلام اور محمود پر ختم ہو جانے والی ساری تعریفیں، ادھر قیامت پر ختم ہو جانے والی ساری کائنات، ساری مخلوقات و کائنات کا خاتمہ قیامت پر ہوگا اور ساری حمد کا خاتمہ محمود کی ذات پر ہے۔ جب وہ انتہائے کائنات کا دن ہوگا تو مقام محمود انتہائے حمد کا مقام ہے وہ مقام کسی اور نبی اور ولی کو نہیں دیا بلکہ فرمایا محبوب ﷺ تیری شان حمد کا عالم یہ ہے کہ یہاں اس دنیا میں محمود میرا نام ہے اس کو روز قیامت تیرا مقام بنا دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو مقام محمود کہہ دینا کوئی اتفاقیہ امر نہیں ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے نزول کے وقت یہ کہہ دیا کہ محبوب ﷺ تو رات کی خلوت میں میری بارگاہ میں حاضر ہو، میں تجھے روز قیامت پوری مخلوق کے درمیان مقام

722: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 614 و رقم الحديث: 4719 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 529 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم

الحديث: 211 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 679

محمود پر فائز فرما دوں گا۔

علامہ ابن کثیر نے جو مقام محمود کا معنی بیان کیا اس کی وضاحت یہ ہے کہ انہوں نے کہا: مقام محمود کو مقام محمود اس لئے کہا گیا کہ اور ساری مخلوق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر رہی ہوگی اور خود باری تعالیٰ بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر رہا ہوگا۔ (ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم، 5، 103)

اذان میں نام محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کا بیان

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں موجود ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت ﷺ کی ملاقات کا شوق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی، کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی ﷺ چمکایا۔ تو اس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی۔ اسی وجہ سے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جہاں محمدی ﷺ کو حضرت آدم کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھ نہ ہوگا۔

سنت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

محیط میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اذان دینا شروع کی۔ جب انہوں نے ”اشھد ان محمد رسول اللہ“ کہا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا۔ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میری آنکھیں آپ کے نام سے ٹھنڈی رہیں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے چکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! جو شخص ایسا کرے گا جیسا کہ تم نے کیا خدا تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ (تفسیر روح البیان)

شفاعت حلال ہوگئی

لما سمع قول الموزن اشھد ان محمد رسول اللہ قال هذا وقبل باطن الانملتین السبابتین و مسح علی عینہ فقال ﷺ من فعل مثل ما فعل فقد حلت شفاعتی۔ (المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرة علی السنة)

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے امام دیلمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب موزن کو ”اشھد ان محمد رسول اللہ“ کہتے سنا تو یہی کہا اور اپنی انگشتان شہادت کے پورے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے اس پیارے دوست کی طرح کرے گا میری شفاعت اس کے لئے حلال ہوگئی۔

مفتی مکہ کا فتویٰ

سید العلماء امام الحرمین شریفین مولانا جمال الدین بن عمر الہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور ﷺ کے اسم مبارک کے ذکر کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ان لفظوں میں جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور اقدس ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکنا جائز ہے۔ بلکہ مستحب ہے ہمارے مشائخ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ (میرالہین فی حکم تقبیل الایمان ص ۱۴)

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے حدیث کے امام، امام دیلمی علیہ الرحمہ کی کتاب "الفرودس" کے حوالے سے یہ حدیث لکھی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اذان میں "اشہد ان محمد رسول اللہ" سن کر (آنکھوں پر) انگوٹھے رکھ کر چومے، میں اس کی قیامت کر کے اس کو جنت کی صفوں میں داخل کر دوں گا۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۷، طبع: استنبول)

باب: فَضْلُ الْأَذَانِ وَثَوَابُ الْمُؤَذِّنِينَ

یہ باب اذان کی فضیلت اور مؤذنین کے ثواب کے بیان میں ہے
مؤذن کے لئے قیامت کے دن گواہی کا بیان

723 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعَصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ أَبُوهُ لِي خِجْرٍ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو سَعِيدٍ إِذَا كُنْتُ لِي الْبَوَادِي فَأَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالْأَذَانِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَسْمَعُهُ جَنَّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ

عبداللہ بن عبد الرحمن اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ان کے والد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے زیر پرورش تھے۔ (ان کے والد کہتے ہیں:) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: جب تم جنگل میں ہو تو بلند آواز میں اذان دینا کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ مؤذن کی آواز جو بھی جن انسان یا کوئی بھی چیز سنے گی وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دیں گے۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤذن کی انتہائی آواز جو بھی سنتا ہے خواہ انسان ہو یا جن اور یا جو بھی چیز وہ سب قیامت کے دن مؤذن (کے ایمان) کی گواہی دیں گے۔

(صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 621)

مدی کے معنی "انتہائی یعنی اخیر" ہیں۔ آواز کی انتہا یہ ہے کہ اس کی بھٹک میں آجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ آواز دینے والا کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں اگرچہ یہی معنی کافی تھا کہ "مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اس" لیکن مدی بمعنی انتہاء کو ذکر کر کے اس طرف

723: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحدیث: 609، رقم الحدیث: 3696، رقم الحدیث: 3600، رقم الحدیث: 7548، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم

اشارہ مقصود تھا کہ جن کے کان میں اذان کی محض بھنک پڑ جائے گی جب وہ مؤذن کے ایمان کی گواہی دیں گے تو وہ لوگ تو بطریق اولیٰ گواہ ہوں گے جو مؤذن کے قریب ہوں گے اور اذان کو قریب سے سنیں گے۔ علماء لکھتے ہیں کہ درحقیقت اس حدیث سے مؤذن کو ترغیب دلائی مقصود ہے کہ اذان نہایت بلند آواز سے کہا کریں تاکہ ان کے ایمان کی گواہی دینے والے زیادہ سے زیادہ ہوں۔

مؤذن کے لئے ہر خشک وتر کی چیزوں کی دعا کا بیان

724- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ حَسَنَةً وَيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی زبانی آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مؤذن کی آواز جہاں تک جاتی ہے اتنی ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اس کے لیے ہر تر اور خشک چیز دعائے مغفرت کرتی ہے اور نماز میں شریک ہونے والے شخص کے لیے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اذان اور اقامت کے درمیان ہونے والے اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

شرح

آواز کی انتہا کے مطابق بخشش" کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن اذان کہتے وقت جس قدر آواز بلند کرتا ہے اس کی مغفرت اسی قدر ہوتی ہے اور اگر وہ آواز کو انتہائی درجے تک پہنچا دیتا ہے یعنی اس کی جتنی طاقت ہوتی ہے اتنی ہی آواز بلند کرتا ہے تو مغفرت بھی پوری ہی پاتا ہے۔ بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اگر گناہ کا جسم فرض کیا جائے اور وہ اتنے ہوں کہ مؤذن کی آواز جہاں تک بھی پہنچے وہاں تک سما جائیں تو اس کے وہ سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ رطب (تر) سے مراد وہ مخلوق ہیں جن میں نمو ہوتا ہے جیسے انسان اور نباتات وغیرہ اور یابس (خشک) سے جمادات یعنی پتھر اور مٹی وغیرہ مراد ہیں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ لفظ الْمُؤَذِّنُ پر عطف کیا گیا ہے اس طرح پورے جملہ کے معنی یہ ہوں گے "مغفرت کی جاتی ہے مؤذن کی اور ان لوگوں کی جو جماعت میں حاضر ہوتے ہیں۔" مگر ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس کا عطف کل رطب پر ہے اور اسے عطف خاص علی عام کہا جاتا ہے یکسب لہ اور عنہ کی ضمیر یا تو شاحد کی طرف راجع ہے یا پھر مؤذن کی طرف راجع ہوگی۔ حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن نمازیوں کا سا ثواب پاتا ہے کیونکہ یہ ان کو نماز کی طرف بلاتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جو آدمی بھلی بات کا باعث ہوتا ہے اسے اس بھلائی کے کرنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔

قیامت کے دن مؤذنین کی گردنوں کے لمبا ہونے کا بیان

725- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ

724: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 515 أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 644

725: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 850 و رقم الحديث: 851

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ كَعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَوْفُ نَوَاقِلُ النَّاسِ اغْنَاكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

●● حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”قیامت کے دن اذان دینے والے لوگوں کی گردنیں سب سے زیادہ لمبی ہوں گی (یعنی وہ بلند حیثیت کے مالک ہوں گے)۔“

شرح

معاویہ بن کعبہ کے شرف و اعزاز اور بلند رتبہ کی دلیل ہوگی، اور گردن لمبی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان کے اعمال زیادہ ہوں گے، یا حقیقت میں گردنیں لمبی ہوں گی، اور وہ جنت کو دیکھتے ہوں گے، یا وہ لوگوں کے سردار ہوں گے، عرب لوگ سردار کو لمبی گردن والا کہتے ہیں، یا وہ پیاسے نہ ہوں گے، اس وجہ سے کہ گردن اٹھی ہوگی، اور لوگ پیاس کے مارے گردن موڑے ہوں گے۔

اوپر مذکور کے معنی کے تعین میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ دنیا میں اذان دیتے تھے وہ قیامت کے روز بہت زیادہ ثواب والے اور مرتبہ والے ہوں گے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مؤذن قیامت کے روز سردار ہوں گے۔ کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں قیامت کے روز مؤذن بہت زیادہ ثواب کے امیدوار ہوں گے کیونکہ جو آدمی کسی چیز کے حصول کی امید رکھتا ہے وہ گردن اوچی کر کے اس چیز کو دیکھتا ہے، اسی طرح میدان حشر میں جب کہ تمام لوگ حساب و کتاب کی بناء پر رنج و فکر میں ہوں گے۔ مؤذن آرام و راحت کے ساتھ اس بات کے منتظر ہوں گے کہ اب جنت میں داخلے کا حکم کیا جائے گا۔ بعض حضرات نے اس کے معنی یہ بھی بیان کئے ہیں کہ قیامت کے روز مؤذنین کو باری تعالیٰ رب العزت کی بارگاہ میں مقام قرب و عزت حاصل ہوگا۔

بہترین لوگوں کو اذان کے لئے منتخب کرنے کا بیان

726- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدٍ أَخُو مُوسَى الْقَارِي عَنْ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤْذَنَ لَكُمْ بِخَبَارِكُمْ وَلِيُؤْمَكُمْ فَرَأَاكُمْ

●● حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”تمہارے بہترین لوگ تمہارے لیے اذان دیں اور تمہارے سب سے اچھے قاری تمہاری امامت کریں۔“

سات سال اذان پڑھنے کی فضیلت کا بیان

727- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُخْتَارُ بْنُ عَسَانَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْأَزْرَقِيُّ الْبَرْجُمِيُّ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح و حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَمْرَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدَّنَ مُخْتَبًا مَبْعَ مَبْنٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِرَّائَةً مِنَ النَّارِ

• حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص ثواب کی امید رکھتے ہوئے سات سال تک اذان دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جہنم سے بری ہونے کو تحریر کر دیتا ہے۔“

بارہ سال تک اذان پڑھنے کی فضیلت کا بیان

728 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا يَسْعَىٰ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَقْبَلَ لِسْتَىٰ عَشْرَةَ مَنَةً وَجَعَلَهُ الْجَنَّةَ وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُونَ حَسَنَةً وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً • حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جو شخص بارہ سال تک اذان دیتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور روزانہ اس کے اذان دینے کی وجہ سے اس کے نامہ اعمال میں ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر ایک اقامت کے حوالے سے اس کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔“

شرح

اذان کی بہ نسبت تکبیر کا ثواب آدھا غالباً اس لئے ہوتا ہے کہ تکبیر خاص طور پر ان لوگوں کو مطلع کرنے کے لئے ہوتی ہے جو جماعت میں حاضر ہوتے ہیں اور اذان کے ذریعہ عمومی طور پر حاضرین اور غائبین سب ہی کو مطلع کیا جاتا ہے یا پھر اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اذان دینے میں زیادہ محنت برداشت کرنی پڑتی ہے اور اس کی بہ نسبت تکبیر میں کم محنت ہوتی ہے۔

دعا قبول ہونے کے اوقات کا بیان

بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ دن اور رات میں نوے (۹۰) اوقات ایسے ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اذان کے وقت تکبیر کے وقت، وضو کے بعد، گھر یا مسجد میں داخل ہونے کے بعد، مسجد سے نکلنے کے بعد، سورہ فاتحہ کے بعد، آمین کے وقت، سمع اللہ لمن حمدہ سننے کے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، سجدہ میں تشہد کے وقت، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں ظہر سے پہلے زوال کے وقت، مغرب و عشاء کے درمیان، ختم قرآن کے وقت، طواف کعبہ میں، امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت، لیلة القدر۔ جمعرات اور ان دونوں کے دن کو سحر کے وقت۔ رات کی آخری تہائی کے وقت، ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ (حکایات قلیوبی)

بَابُ: اِفْرَادِ الْاِقَامَةِ

یہ باب صرف اقامت کے بیان میں ہے

729 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ

728: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

729: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 603، رقم الحديث: 605، رقم الحديث: 606، 607، رقم الحديث: 3457، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 836، رقم الحديث: 837، رقم الحديث: 838، رقم الحديث: 839، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 508، رقم الحديث: 509، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 626

انس بن مالک قال القمّسوا مشيًا يؤذون به علمًا للصلاة فأمر بلال أن يشفع الأذان ويؤبر الإقامة

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے (نماز کے لیے بلانے کے لئے) کوئی طریقہ تلاش کیا تا کہ اسے نماز کا علامتی نشان قرار دیا جاسکے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا: وہ اذان (کے کلمات) کو جفت تعداد میں اور اقامت (کے کلمات) کو طاق تعداد میں کہیں۔

730- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْظِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ تَعَالِيدِ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِي إِسْلَامَةَ عَنْ أَنَسِ قَالَ أَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُؤْبِرَ الْإِقَامَةَ

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا: وہ اذان (کے کلمات) کو جفت تعداد میں اور اقامت (کے کلمات) کو طاق تعداد میں کہیں۔

731- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ سَعْدٍ مُؤَدِّنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ بِلَالٍ أَنَّ أَذَانَ بِلَالٍ كَانَ مَشْيًى مَشْيًى وَإِقَامَتُهُ مُفْرَدَةً

• عبد الرحمن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو نبی کریم ﷺ کے مؤذن تھے) ان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

”حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ہوتے تھے اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ ہوتے تھے۔“

732- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنِي مُعَمَّرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي دَالِجٍ مَوْلَى النَّبِيِّ

731: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي دَالِجٍ قَالَ رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَدِّنُ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْيًى مَشْيًى وَيَقِيمُ وَاحِدَةً

• حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے سامنے اذان دیتے ہوئے دیکھا ہے اس کے کلمات دو دو مرتبہ ہوتے تھے اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ ہوتے تھے۔

کلمات اقامت و اذان میں فقہاء احناف و شوافع کا اختلاف دلائل

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور تکبیر کے کلمات ایک ایک دفعہ (کہے جاتے) تھے البتہ (تکبیر میں) قد قامت الصلوٰۃ بے شک نماز تیار ہے مؤذن دو مرتبہ کہتا تھا۔ (ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ شروع میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہتے تھے اور آخر میں لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہتے تھے ان دونوں کلمات کے علاوہ باقی کلمات دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے۔

732: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اقامت میں جس طرح قدامت الصلوٰۃ کا استثناء کیا گیا ہے اسی طرح تکبیر یعنی اللہ اکبر کو بھی مستثنیٰ کرنا مناسب تھا کیونکہ تکبیر بھی بلا اختلاف اول و آخر میں مکرر ہے۔

حضرت ابو محمد و رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس کلمات اور تکبیر کے ستر کلمات سکھائے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل، جامع ترمذی، ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی، سنن ابن ماجہ)
فقہ حنفی کے مطابق اذان کے پندرہ کلمات ہیں مگر اس حدیث میں انیس ذکر کئے گئے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انیس کلمات ترجیع سمیت ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے اور یہ یاد رہے کہ۔ احناف کے نزدیک ترجیع تعلیم پر محمول ہے وہ شروع نہیں ہے۔

تکبیر کے ستر کلمات بتائے گئے ہیں بایں طور کہ ترجیع کے چار کلمات الگ کر کے اور دو کلمات قدامت الصلوٰۃ کے بڑھا کر تکبیر کے کلمات ستر ہوئے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے لہذا یہ حدیث اذان کے بارے میں تو شوافع کے مسلک کی تائید کرتی ہے کہ ان کے ہاں اذان کے کلمات انیس ہوتے ہیں۔ اور تکبیر کے بارے میں حنفیہ کے مسلک کے موافق ہے کہ ان کے یہاں تکبیر کے کلمات ستر ہوتے ہیں چنانچہ تکبیر کے کلمات کی تعیین میں احناف کی جانب سے یہی حدیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔

اس سے پہلے والی حدیث میں جس میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے مطابق تکبیر کے کلمات کی تعداد گیارہ ثابت ہوتی ہے اگر صحیح ہے تو اس حدیث سے منسوخ ہے۔
کلمات اقامت کے جفت ہونے سے متعلق احادیث کا بیان

(۱) حضرت عبدالرحمن بن ابولہٰیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد ﷺ کے صحابہ نے بیان فرمایا کہ عبداللہ بن زید انصاری نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص کھڑا تھا اور اس پر دو سبز چادریں تھیں۔ پس وہ دیوار پہ کھڑا ہوا تو اس نے دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہی۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۲) آپ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے محمد ﷺ کے صحابہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن زید انصاری نے خواب میں اذان دیکھی تو نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ بلال کو سکھاؤ تو انہوں نے دو دو بار اذان کہی اور دو دو بار اقامت کہی۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۳) حضرت ابو عیسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید انصاری کو از والد خود ازاد خود بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہیں اذان دکھائی گئی۔ دو دو بار اور اقامت دو دو بار۔ آپ فرماتے ہیں میں نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ کلمات حضرت بلالؓ کو سکھاؤ۔ آپ فرماتے ہیں میں آگے بڑھا پھر آپ ﷺ نے مجھے اقامت کہنے کا حکم دیا۔ اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خلائیات میں بیان کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(۴) حضرت شعبیؓ عبداللہ بن زید انصاریؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کی اذان سنی۔

میں آپ کی اذان اور اقامت دو دو بار تھی۔ اسے ابو حواشہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

(۵) حضرت ابو محمد ورہمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں اذان انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمے سکھائے۔ اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نسائی بخاری و دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۶) آپ ہی بیان فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اذان انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمے سکھائی۔ اذان یہ حضرت عبد العزیز بن ربیع رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو محمد ورہمہ کو دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(۷) حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دو دو مرتبہ اذان کہتے اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے اور آپ بکیر سے آغاز کرتے اور بکیر پر اختتام کرتے۔ اسے عبد الرزاق طحاوی اور دارقطنی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۸) حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے بلال کو دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(۹) حضرت عون بن ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے لئے دو دو بار اذان کہتے اور دو دو بار اقامت کہتے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۱۰) حضرت یزید بن ابی سعید سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ جب جماعت کے ساتھ نماز نہ پائیں تو وہ اذان اور اقامت کہتے اور اقامت دو دو بار کہتے۔ اسے دارقطنی نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۱۱) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ دو دو بار اذان کہتے اور دو دو بار اقامت کہتے۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور یہ مرسل حدیث ہے۔

(۱۲) حضرت فطر بن خلیفہ رضی اللہ عنہما حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے سامنے ایک ایک مرتبہ اقامت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ ایک ایسی چیز ہے جسے امراء نے کم کر دیا۔ اقامت دو دو بار ہے۔ اسے عبد الرزاق ابو بکر بن ابی شیبہ اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ مذکورہ تمام روایات فقہ حنفی کی مؤید ہیں۔

بَابُ: إِذَا أُذِّنَ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا تَخْرُجْ

یہ باب جب اذان ہو رہی ہو اور تم مسجد میں موجود ہو تو باہر نہ جانے کے بیان میں ہے

733- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ قَالَ كُنَّا

نَعُودُ إِلَى الْمَسْجِدِ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَاتَّبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصَرُهُ حَتَّى

خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو شعناء بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے مؤذن نے اذان

733: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1487، رقم الحديث: 1488، أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 536، أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم

الحديث: 204، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 682، رقم الحديث: 683

دی۔

ایک شخص مسجد میں سے اٹھا اور چلتا ہوا (باہر کی طرف جانے لگا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھتے رہے جب وہ مسجد سے باہر چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص نے حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی ہے۔

734- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي لُرُؤَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ عَنْ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَهُ الْإِذَاانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يُرِيدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص مسجد میں اذان کو پالے پھر وہ مسجد سے باہر چلا جائے جبکہ وہ کسی ضروری کام کی وجہ سے باہر نہ گیا ہو اور اس کا واپس آنے کا ارادہ بھی نہ ہو تو

734: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ایسا شخص منافق ہوتا ہے۔“

اذان کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر جانے کی ممانعت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ تم مسجد میں موجود ہو اور نماز کے لئے اذان ہو جائے تو تم میں سے کوئی آدمی بغیر نماز پڑھے مسجد سے نہ نکلے۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1040)

علماء حنفیہ کے نزدیک اذان کے بعد مسجد سے نہ نکلنے کا یہ حکم اس آدمی کے لئے ہے جو کسی دوسری جماعت کا منتظم نہ ہو یعنی اگر کوئی آدمی کسی دوسری مسجد کا امام ہو تو اذان کے بعد مسجد سے جاسکتا ہے اگر کوئی آدمی دوسری مسجد کا امام نہ ہو یا جا کر واپس آنے کا قصد نہ کرے تو اس کا اذان سن کر مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی آدمی نماز پڑھ چکا ہے تو اس کے لئے مسجد سے نکلنا مکروہ نہیں لیکن ظہر اور عشاء کی نماز کے لئے اگر مؤذن تکبیر کہنی شروع کر دے تو اسے بھی نماز پڑھ لینے کے باوجود جماعت میں شریک ہونا چاہیے تاکہ ترک جماعت کا الزام نہ آئے دوسرے ائمہ کے نزدیک ایسی صورت میں ہر نماز میں شریک ہو جانا چاہیے۔ ان کے ہاں ظہر و عشاء کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

کِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ

مساجد اور جماعتوں کے بارے میں روایات

مسجد میں آنے والے کی فضیلت کا بیان

﴿هَفِي بُيُوتِ اِذْنِ اللّٰهِ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُلُوِّ وَالْاَصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ- 3738)۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ”ان گھروں میں جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت دی ہے کہ اس کا نام بلند آواز میں لیا جائے اور اس کے نام کا تذکرہ کیا جائے۔ وہ ان میں صبح و شام اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ان ترفع کے معنی اس میں بیہودگی نہ کرنے کے ہیں۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مراد اس سے یہی مسجدیں ہیں جن کی تعمیر، آبادی، ادب اور پاکیزگی کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ توراۃ میں لکھا ہوا ہے کہ زمین پر مسجدیں میرا گھر ہیں، جو بھی با وضو میرے گھر پر میری ملاقات کے لئے آئے گا، میں اس کی عزت کروں گا ہر اس شخص پر جس سے ملنے کے لئے کوئی اس کے گھر آئے حق ہے کہ وہ اس کی تکریم کرے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم، سورہ نور، بیروت)

مسجد کی تعریف

مسجد کے لغوی معنی: سجدہ کرنے کی جگہ؛ چونکہ نماز کا اہم اور فضیلت کا حامل رکن سجدہ ہے اس لیے نماز پڑھنے کی جگہ کو بھی مسجد ہی کہا جاتا ہے اور مسجد کے لیے یہ نام قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔

مسجد اور اس امت کی خصوصیات

اس امت کی خصوصیات میں سیایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے اس امت میں کسی خاص جگہ کو منتخب نہیں کیا بلکہ تمام روئے زمین کو مومن کی سجدہ گاہ اور عبادت کی جگہ بنایا ہے خواہ آبادی ہو یا جنگل، صرف جگہ پاک ہونی چاہیے بہر حال ہر جگہ نماز ادا کی جاسکتی ہے لیکن پھر بھی جس جگہ مسلمان آباد ہوں اور ان کا گھر بار ہو تو وہاں ایک ایسی جگہ ہونی

چاہے جو اللہ کی عبادت کے لیے وقف ہو، وہ ہمیشہ پاک صاف رہے، جس کی برکت اور ماحول بھی انسان کو عبادت کی طرف بلا رہا ہو۔

آداب مسجد

مولانا روم علیہ الرحمہ کیا خوب فرماتے ہیں۔ از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم شد از فضل رب
ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ادب کی توفیق طلب کرتے ہیں اس لئے کہ بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محروم ہو جاتا ہے۔
ہم دنیا کے بادشاہوں، حاکم، امراء کے درباروں میں جاتے ہیں تو وہاں پر جانے کے لئے کچھ پابندیاں ہوتی
ہیں۔ دربار میں جانے کے کچھ آداب ہوتے ہیں وہاں پر ذرا سی بے ادبی ہو جائے تو سزا ملتی ہے۔ یہ تو دنیا کہ بادشاہ ہیں ان سے
پہلے کئی حاکم آ کر اپنے بادشاہت کر کے ختم ہو گئے ہیں۔ مسجد تو اس خالق کائنات کا مقدس گھر ہے۔ وہ "جسے چاہتا ہے تو عزت
عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت عطا کرتا ہے"۔ ہم اس مقدس گھر میں جاتے ہیں تو اس کے بھی آداب ہیں۔ ہم جتنے ادب سے اللہ
پاک کے گھر جاتے ہیں اتنا ہی زیادہ فیضان پاتے ہیں۔ اس پر فتن دور میں ہم نے مسجدوں کا ادب احترام چھوڑ دیا ہے نعوذ
باللہ! مسجدوں کو بیشک بنالیا ہے۔ ہم خرید و فروخت اور دنیاوی گفتگو بھی مسجد میں کرنے لگ گئے ہیں مساجد میں آجکل موبائل
پر ساز عام بچ رہا ہے حالانکہ مسجد کا ادب و احترام تو یہ ہے کہ ہم دنیاوی باتیں مسجد میں نہ کریں لہو و لعب میں مشغول نہ ہوں
آواز بلند نہ کریں گم شدہ چیز کو تلاش نہ کریں خرید و فروخت سے پرہیز کریں۔ خدا را! کتنے افسوس کی بات ہے۔ ہمارا اپنا گھر جو ثانی
ہے اس کی ہم حفاظت صفائی وغیرہ کرتے ہیں۔ خدا کے گھر کی ہم نے حفاظت صفائی ادب و احترام چھوڑ دیا ہے۔ جس طرح ہم اپنے
گھر کو صاف رکھتے ہیں اسی طرح خدا کے گھر یعنی مسجد کو بھی صاف ستھرا رکھیں۔ مسجد کو غلاظت اور گندگی سے محفوظ رکھنا ضروری ہے
مسجد میں رتخ خارج کرنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔ مسجد کو جھاڑو سے صاف ستھرا رکھنا چاہیے مٹی کا تیل جلانے سے پرہیز کیا
جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دُفن
کر دینا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مساجد اس لئے نہیں کہ ان کے اندر پیشاب اور گندگی
پھیلانی جائے بلکہ یہ تو اس لئے بنائی گئی ہیں کہ ان کے اندر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور قرآن حکیم کی تلاوت کی جائے۔ (مسلم)
ام المؤمنین سیدنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جانب قبلہ کی دیوار رینٹ تھوک
یا بلغم دیکھی تو اسے کھرج لیا۔ (بخاری، مسلم)

آقا ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ مجھ پر میری امت کے نیک اور برے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس کے نیک اعمال
میں اس موذی چیز کو ملاحظہ فرماتا ہوں جس کو راستہ سے ہٹایا گیا ہو اور اس کے برے اعمال میں کھنکار کو دیکھتا ہوں جو مسجد میں
ہو اور دُفن نہ کیا گیا ہو۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے تم اپنی مساجد کو بچوں، پاگلوں، بیج و شراب، جھگڑے

آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے اور تلواریں بچنے سے بچاؤ۔ (کشف المر)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: میرے بیٹے! مسجد تمہارا گھر ہونا چاہئے، کیونکہ میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسجدیں پرہیزگاروں کا گھر ہیں لہذا جس کا گھر مسجد ہو اللہ تعالیٰ اس کی راحت و رحمت کا اور پل صراط سے جنت کی طرف اس کے گزرنے کا ضامن ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا جاتا ہے کہ شیطان سے بچنے کے لئے مسجد ایک مضبوط قلعہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مساجد زمین کے اوپر اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور جس کی زیارت کی گئی ہے اس پر یہ حق ہے کہ وہ اپنی زیارت کرنے والے کا عز و اکرام کرتا ہے یعنی جو آدمی مسجد میں جاتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی زیارت کرتا ہے۔ اس طرح مسجد میں جانے والا بندہ تو زیارت کرنے والا ہوا اور جس کی زیارت کی گئی وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہوئی۔ لہذا اللہ تعالیٰ مسجد میں آنے والے بندوں کا عز و اکرام کرتا ہے اور انہیں اپنے فضل و کرم کی سعادتوں سے نوازتا ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی مسجد میں نماز پڑھنے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے جگہ پکڑتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت و شفقت کی نظر فرماتا ہے جس طرح اس آدمی کے اہل خانہ جو مدت کے بعد اپنے گھر لوٹا ہوا اس کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتے ہیں اتنی بات سمجھ لیجئے کہ جن احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں جگہ پکڑنا ممنوع ہے تو اس کی شکل یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی مسجد میں کسی مخصوص جگہ کو ایسا اختیار کرتا ہے کہ اس جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہیں بیٹھتا تو یہ ممنوع ہے خواہ اس کا کسی مخصوص جگہ کو اختیار کرنا نماز پڑھنے اور ذکر اللہ ہی کے لئے کیوں نہ ہو کیونکہ اس طرح ریاد و نمائش کا شبہ ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اور اس قسم کی وہ احادیث جن سے مسجد میں جگہ پکڑنے کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے اس بات پر محمول ہیں کہ مسجد کو کسی دنیاوی غرض و منفعت سے قطع نظر محض نماز پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنے کی نیت سے جائے قیام قرار دیا جائے۔

بَابُ: مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا

یہ باب اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنانے والے کے بیان میں ہے

735- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْجَعْفَرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعًا عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَسَمَةَ بْنِ الْهَادِ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَاقَةَ الْعَدَوِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يُذَكِّرُ فِيهِ اسْمُ اللَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

•• حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص مسجد تعمیر کرتا ہے تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔“

شرح

اللہ کے لئے مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا حاصل کرنے کے لئے مسجد بناتا ہے، نہ کہ لوگوں کو دکھانے سنانے کے لئے اور اپنا نام پیدا کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس آدمی کے لئے جنت میں مکان بنا دیتا ہے اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ جو آدمی مسجد بنا کر اس پر اپنا نام لکھتا ہے تاکہ تشہیر کا ذریعہ بنے تو یہ اس کے عدم اخلاص کی دلیل ہے۔ لفظ مسجد میں تنگی (عمومیت) تقلیل کے لئے ہے۔ یعنی اگرچہ کوئی آدمی مسجد کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ بنائے اسے اس کا بدلہ اسی طرح دیا جائے گا۔ جس طرح کسی بڑی اور عالی شان مسجد بنانے والے کو۔ چنانچہ روایت میں یہ الفاظ ہیں اگرچہ وہ مسجد بیڑ کے گھونسلے کی مانند ہو۔ یہ مسجد کی تنگی و اختصار میں مبالغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو نیت کو دیکھتا ہے اگر کوئی آدمی دنیا کی شہرت اور نمائش کے جذبے سے بالاتر ہو کر محض اللہ کی رضا و خوشنودی کی غرض سے اور اپنی نیت کے پورے اخلاص کے ساتھ مسجد بناتا ہے تو وہ جنت میں اللہ کی طرف سے ایک مکان کا حقدار ہوگا اگرچہ اس کی بنائی ہوئی مسجد کتنی چھوٹی اور مختصر کیوں نہ ہو۔

مسجد بنانے والے کے لئے جنت میں گھر بنوانے کا بیان

736- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَبِيرٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ

•• حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس کی مانند گھر بنا دیتا ہے۔“

737- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ لَهْيَعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا مِنْ مَالِهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

•• حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص اپنے مال میں سے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔“

738- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَشِيطٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

736: أخرجه مسلم في "المصحيح" رقم الحديث: 1190، ورم الحديث: 7396، ورم الحديث: 7397، أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث: 318.

737: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

738: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ التَّوَلِّيَتْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ كَمَفْتَحٍ لِقَطَاةٍ أَوْ أَصْفَرَتْ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ۝ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے اتنی چھوٹی مسجد بنائے جتنا کونج کا وہ گڑھا ہوتا ہے جو (وہ انڈہ دینے کے لیے بناتی ہے) یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔“

اللہ کی رضا کے لئے مسجد پر نیک کام کرنے کا بیان

ایک بادشاہ نے ارادہ کیا کہ وہ ایک ایسی مسجد بنائے گا جس میں اس کے سوا کسی کا کوئی حصہ نہ ہو اس نے پہلے جگہ خریدی، پھر اعلان کر دیا خبردار کوئی بھی اس مسجد میں کسی طرح کا اپنا حصہ شامل نہ کرے نہ مال نہ خدمت جس نے کام کرنا ہو مزدوری اور اجرت پر کرے خیر: اسی شرط کے ساتھ مسجد تیار ہو گئی سارا مال بادشاہ کا لگا مسجد کے دروازہ پر بادشاہ نے اپنا نام لکھوا دیا اور مسجد میں نماز شروع ہو گئی ایک رات بادشاہ نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ اتر اُس نے مسجد کے دروازہ سے بادشاہ کا نام کاٹ کر ایک عورت کا نام لکھ دیا بادشاہ نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا مجھے اسی کا حکم ہے صبح جب بادشاہ اٹھا تو بہت پریشان اپنے کارندے بھیجے کہ جا کر دیکھو! میرا نام موجود ہے یا نہیں؟ انہوں نے جا کر دیکھا بادشاہ کا نام موجود تھا مگر دوسری رات پھر وہی خواب اور تیسری رات بھی مگر جب جا کر دیکھتے تو بادشاہ کا کتبہ موجود ہوتا بادشاہ نے خواب میں اس عورت کا نام یاد کر لیا تھا اپنے لوگوں کو اس کی تلاش پر لگا دیا وہ عورت مل گئی اسے طلب کر لیا گیا وہ بہت بوڑھی تھی اور رعشہ کی وجہ سے اس کا جسم کچکپاتا تھا اور اس طلبی پر مزید بھی خوف سے کانپ رہی تھی بادشاہ نے کہا اے خاتون! آپ نے اس مسجد میں کیا حصہ ڈالا؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں میں غریب کمزور بڑھیا میری مجال کہ آپ کے اتنے سخت اعلان کے بعد کوئی جرات کرتی بادشاہ نے اس کو اللہ کا واسطہ دیا اور کہا آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا سچ بتادیں وہ بولی: بادشاہ سلامت کچھ بھی نہیں، بس اتنا کہ ایک گرمی کی دوپہر میں وہاں سے گزر رہی تھی مزدور کارگیر سب اندر آرام میں تھے ایک جانور جو مسجد کا سامان اٹھاتا تھا وہ باہر بندھا ہوا تھا پیاس کی وجہ سے اس کا منہ حال تھا اس کے قریب ہی پانی کا بھرا برتن رکھا تھا مگر وہ اُس تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور بار بار زور لگا کر ہانپ رہا تھا میں نے وہ برتن اس کے قریب کر دیا اور اُس نے وہ پانی پی لیا بس میں نے یہی خدمت کی بادشاہ روپڑا اور کہنے لگا۔

اماں! آپ نے اتنا سا کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا تو اللہ تعالیٰ نے ساری مسجد آپ کے نام کر دی اور میں نے اتنا سارا کام اپنے نام کے لئے کیا تو اللہ تعالیٰ نے مسجد کے اجر میں مجھے شامل نہ فرمایا پھر اس نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ جا کر مسجد سے میرا نام کاٹ دو اور اسی خاتون کا نام لکھ دو۔ (فکری حکایات)

بَابُ: تَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ

یہ باب مساجد کو پختہ بنانے کے بیان میں ہے

مساجد کے ذریعے فخر و تکبر کرنے والوں کا بیان

739- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمُعِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَهَايَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ

● حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ مساجد کے حوالے سے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار نہیں کریں گے۔“
شرح

مطلب یہ ہے کہ قرب قیامت لوگ بڑی بڑی مسجدیں بنائیں گے اور انہیں آراستہ کریں گے اور اس سے ان لوگوں کا مقصد اللہ کی رضا و خوشنودی اور ان کی نیت خالصۃ اللہ کے لئے نہیں ہوگی بلکہ ان کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ بڑے فخر و مباہات کے ساتھ اپنے اس کارنامے کو دنیا کے سامنے پیش کر سکیں اور دنیا والے ان کی تعریف و بڑائی میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیں۔

مساجد کی سجاوٹ کرنے کا بیان

740- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَلِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْكُمْ مَسْجِدَ كُمْ بَعْدِي كَمَا شَرَفَتِ الْيَهُودُ كَنَائِسَهَا وَكَمَا شَرَفَتِ النَّصَارَى بَيْعَهَا

● حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”تمہارے بارے میں میرا یہ خیال ہے تم لوگ میرے بعد اپنی مساجد کو بلند تعمیر کرنا شروع کرو گے جس طرح یہودیوں نے اپنی عبادت گاہیں نمایاں کی تھیں اور جس طرح عیسائیوں نے اپنی عبادت گاہیں نمایاں کی تھیں۔“
شرح

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ لوگ مسجدوں میں نقش و نگار کریں گے اور ان کے درود یوار پر سونا چڑھائیں گے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حسب عادت، انسانی لوگوں کے افعال کی خبر دینے کے مترادف ہے یعنی آئندہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مسجدوں کو نقش و مزین کریں گے اور ان کے درود یوار

پرسونا پر حائیں کے حالانکہ ان کا یہ طریقہ خلاف سنت ہوگا کیونکہ اسلام کی سادگی پسند فطرت اس قسم کی چیزوں کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ مزید یہ کہ اس طریقے سے یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہوتی ہے۔ متاخرین علماء نے مساجد کی زیب و زینت اور ان میں نقش و نگار کی اجازت دی ہے اور کہا کہ لوگ اپنے مکانوں کو بلند و مطلقا بناتے ہیں اور انہیں منقش و مزین کرتے ہیں اگر مسلمان اپنی مسجدوں کو لکڑی و مٹی سے بالکل سادہ بنائیں تو ہو سکتا ہے کہ عوام کی نظروں میں ان کی وقعت و عظمت نہ ہو اس لئے مسجدوں کو ایسے ڈھنگ سے بنانے کی اجازت دے دی گئی ہے جو موجودہ زمانے کے معیار پر واقع و محترم سمجھی جائیں۔

مسجد نبوی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بالکل سادہ اور کچی تھی دیواریں اینٹوں کی اور چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دوبارہ بنوایا تو انہوں نے بھی اسی طرح مسجد کو سادہ رکھا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس مسجد کو از سر نو نئے طرز پر تعمیر کروایا چنانچہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ مسجد کو وسیع تر بنادیا بلکہ اس کی دیواروں میں منقش پتھر اور چھت میں سال استعمال کیا اس طرح مسجد نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مقابلے میں بہت بڑی اور خوبصورت ہو گئی۔

741- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُفَلِّسِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَاءَ عَمَلُ قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا زَخَرُوا مَسْجِدَهُمْ

••• حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”کسی بھی قوم کا اجتماعی عمل اسی وقت خراب ہوتا ہے جب وہ اپنی مساجد کو آراستہ کرنے لگیں۔“

بَاب : أَيْنَ يَجُوزُ بِنَاءُ الْمَسْجِدِ

یہ باب کہاں مسجد بنائی جانے کے بیان میں ہے

742- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّعَيْفِيِّ عَنْ آتِسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنِسَى التَّجَارِ وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ وَمَقَابِرُ لِلْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَامِنُونَنِي بِهِ قَالُوا لَا نَأْخُذُ لَكَ ثَمَنًا أَبَدًا قَالَ لَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْبِيهِ وَهُمْ يَنَاولُونَهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِلَّا إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ

741: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

742: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 428، رقم الحديث: 1868، رقم الحديث: 3932، رقم الحديث: 2106، رقم الحديث: 2771، رقم

الحديث: 2774، رقم الحديث: 2779، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1173، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 453، رقم الحديث: 454،

أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 701،

یَسْنَى الْمَسْجِدَ حَيْثُ أَقَرَّكَتُهُ الصَّلَاةُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کی مسجد کی جگہ بنو نجار کی ملکیت تھی وہاں ان کے کچھ بھجوروں کے باغات تھے اور کچھ مشرکین کی قبریں تھیں نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اس کی قیمت مجھ سے وصول کر لو انہوں نے عرض کی: ہم آپ ﷺ سے اس کی قیمت ہرگز وصول نہیں کریں گے تو نبی کریم ﷺ نے اس مسجد کی تعمیر شروع کی لوگوں نے آپ ﷺ کو اینٹیں وغیرہ پکڑانا شروع کیں نبی کریم ﷺ ساتھ یہ پڑھ رہے تھے۔

”یا درکھنا زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے اے اللہ! تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت کر دے“

راوی بیان کرتے ہیں: مسجد کی تعمیر کرنے سے پہلے نبی کریم ﷺ کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا تھا آپ ﷺ وہیں نماز ادا کر لیتے تھے۔

شرح

مسجد نبوی ﷺ جس جگہ قائم کی گئی وہ دراصل دو قبیلوں کی زمین تھی۔ ورنہ اور سرپرست اسے ہدیہ کرنے پر بضد تھے اور اس بات کو اپنے لئے بڑا اعزاز سمجھتے تھے کہ ان کی زمین شرف قبولیت پاکر مدینہ منورہ کی پہلی مسجد بنانے کے لئے استعمال ہو جائے مگر نبی کریم ﷺ نے بلا معاوضہ وہ زمین قبول نہیں فرمایا، دس دینار قیمت ملے پائی اور آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی ادائیگی کا حکم دیا اور اس جگہ نے مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ پتھروں کو گارے کے ساتھ چن دیا گیا۔ بھجور کی ٹہنیاں اور تنے چھت کے لئے استعمال ہوئے اور اس طرح سادگی اور وقار کے ساتھ مسجد کا کام مکمل ہوا۔ مسجد سے متصل ایک چبوترہ بنایا گیا جو ایسے افراد کے لئے دارالاقامہ تھا جو دور دراز سے آئے تھے اور مدینہ منورہ میں ان کا اپنا گھر نہ تھا۔

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی جبکہ کئی مسلم حکمرانوں نے اس میں توسیع اور تزئین و آرائش کا کام کیا۔ گنبد خضراء کو مسجد نبوی ﷺ میں امتیازی خصوصیت حاصل ہے جس کے نیچے حضرت محمد ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک ہیں۔ یہ مقام دراصل ام المومنین حضرت عائشہ کا حجرہ مبارک تھا۔ ریاست مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ کی حیثیت مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ، عدالت اور مدرسے کی تھی۔

مسجد نبوی ﷺ کا مقام

رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد کے سنگریزوں پر بیٹھ کر معاشرہ کے تمام مسائل کو قرآن کریم کی روشنی میں حل فرمایا۔ آپ کی تمام اصلاحی اور تعمیری سرگرمیاں یہیں سے انجام پاتی تھیں۔ سینکڑوں مہاجرین کی اس چھوٹی سی بستی میں منتقل ہونے کے نتیجہ میں آبادی کے مسائل تھے اور ان نووارد افراد کو معاشرے میں ضم کرنے کے مسائل تھے۔ اس مسئلہ کو مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں بیٹھ کر مواخات کی شکل میں حل کیا گیا۔ نئی مملکت کے تمام سیاسی مسائل کے حل اور قانون سازی کے لئے اس مسجد نے پارلیمنٹ ہاؤس کا کردار ادا کیا۔ عدالتی فیصلوں کے لئے اسی مسجد نے سپریم کورٹ کا کردار ادا کیا۔ ہر قسم کی تعلیمی کاروائیاں اسی مسجد سے سرانجام پانے لگیں۔ تمام رفاہی کاموں کا مرکز یہی مسجد قرار پائی۔ تجارت و زراعت کے مسائل کے لئے یہی کامرس چیمبر اور یہی ایگریکلچر ہاؤس قرار دیا

کہا۔ دفاعی اقدامات اور جنگی حکمت عملی کے لئے بھی یہی مسجد بطور مرکز استعمال ہونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب کسی علاقے میں جہاد کے لئے لشکر روانہ کرتا ہوتا تو اسی مسجد سے اس کی تشکیل کی جاتی اور ایک موقع پر مجاہدین نے جہاد کی تربیت کا مرحلہ بھی اس مسجد کے صحن میں مکمل کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشہ کے کچھ لوگ آئے ہوئے تھے اور عید کے روز مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں وہ نیزہ بازی کی مشق کر رہے تھے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کی اوٹ میں کھڑے ہو کر دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد و مدرسہ کو مسلم معاشرہ کا محور بنادیا تھا اور مسجد و مدرسہ کا کردار زندگی کے ہر شعبہ پر محیط تھا، جس کے نتیجے میں دیکھتے ہی دیکھتے صدیوں کے الجھے ہوئے تمام مسائل حل ہو گئے اور مدینہ منورہ کا معاشرہ دنیا کے لئے ایک عظیم الشان مثال بن گیا۔

رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کو صرف عبادت کی جگہ قرار نہیں دیا بلکہ اس سے لوگوں کی سماجی، سیاسی، علمی اور زندگی کے دیگر امور سے متعلق مسائل کے حل کے لئے بھی استفادہ کرتے تھے اسی لئے یہ مسجد مسلمانوں کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ برسوں سے لاکھوں مسلمان مسجد نبوی ﷺ اور اس کے احاطے میں واقع روضہ نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے نہایت عقیدت و احترام اور ذوق و شوق کے ساتھ مدینہ جاتے ہیں۔

قبیلہ بنو نجار کے فضائل کا بیان

حضرت ابی اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؟ انصار کے بہترین گھر یعنی ان کے افضل قبائل "بنو نجار" پھر "بنو عبد الاشہل" پھر "بنو حارث اور پھر "بنو ساعدہ" ہیں اور انصار کے تمام ہی قبیلوں میں بھلائی اور نیکی ہے۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد پنجم: حدیث نمبر 873)

اور انصار کے تمام قبیلوں میں "میں تعین بعد تخصیص ہے۔ یعنی پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض خاص خاص قبیلوں کی فضیلت کا ذکر فرمایا اور پھر مجموعی طور پر تمام ہی قبیلوں کے بارے میں فرمایا کہ انصار کے سارے ہی قبائل خیر و بھلائی کی فضیلت رکھتے ہیں۔ اور ان کے سب قبیلے دوسرے تمام اہل مدینہ سے افضل ہیں۔

علامہ عسقلانی نے لکھا ہے کہ پہلے جو "خیر" کا لفظ ہے وہ تو "افضل" کے معنی میں ہے اور دوسرا "خیر" فضل کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ یوں تو انصار کے تمام ہی قبائل کو خیر و بھلائی حاصل ہے۔ لیکن مراتب کے اعتبار سے ان میں تفاوت ہے۔ اور علماء لکھتے ہیں کہ یہ تفاوت قبول اسلام میں سبقت کے اعتبار سے یعنی جس قبیلے نے قبول اسلام میں جس قدر سبقت کی تھی اسی قدر اس کی فضیلت بڑھی ہوئی ہے واضح ہو "دار" (یعنی گھر) سے مراد قبیلہ ہے۔ انصار کے تمام قبائل مدینہ کے اپنے الگ الگ محلوں میں رہتے تھے۔ اور جس محلہ میں جو قبیلہ رہتا تھا وہ اسی قبیلہ کی نسبت سے "دار بنو فلان" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ چنانچہ اس اعتبار سے کہ "قبیلہ" کا اصل نام "بنو فلان" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا تھا، بہت سی روایتوں میں "بنو فلان" کا لفظ "دار" کے بغیر ہی نقل ہوا ہے۔ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ اقوام و قبائل اور اشخاص میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دینا اور اس فضیلت کو بیان کرنا جائز ہے، اس کا شمار غیبت میں نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ اس کی بنیاد کسی کی عداوت یا تنقیص اور خواہش نفس نہ ہو۔

النَّبِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَهُ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَائِفَتُهُمْ

•• حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ طائف میں وہاں مسجد بنائیں جہاں ان لوگوں کے بت ہوا کرتے تھے۔

744- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَمُسْلٍ عَنِ الْبَيْهَقِيِّ تَلْقَى فِيهَا الْعِدْرَاتُ فَقَالَ إِذَا سُقِيَتْ مِرَارًا فَصَلُّوا لَهَا يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے ان سے ان باغات کے بارے میں پوچھا گیا جہاں گندگی پھینکی جاتی تھی تو انہوں نے فرمایا: اسے کئی مرتبہ سیراب کیا جا چکا ہو تو تم اس پر نماز ادا کر لو۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے منقول مرفوع روایت کے طور پر یہ بات بیان کی۔

بَابُ: الْمَوَاضِعِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ

یہ باب ان مقامات کے بیان میں ہے جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

745- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرُو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرُو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”قبرستان اور حمام کے علاوہ تمام روئے زمین مسجد (یعنی نماز ادا کرنے کی جگہ) ہے۔“

سات مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

746- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

743: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 450

744: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

745: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 492 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 317

746: أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 346 ورقم الحديث: 347

بَابُ: مَا يُكْرَهُ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مساجد امور مکروہ کے بیان میں ہے

مسجد کو بہ طور راستہ استعمال نہ کرنے کا بیان

748- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْهَمَصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَنْبَرٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جَبْرِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحَصِينِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصَالٌ لَا تَنْفَعِي فِي الْمَسْجِدِ لَا يَتَّخِذُ طَرِيقًا وَلَا يُشْهَرُ فِيهِ سِلَاحٌ وَلَا يُنْبَضُ فِيهِ بِقَوْسٍ وَلَا يُنْشَرُ فِيهِ نَبَلٌ وَلَا يَمْرُقُ فِيهِ بِلْخَمٌ نِيءٌ وَلَا يُضْرَبُ فِيهِ حَدٌّ وَلَا يُقْتَصُّ فِيهِ مِنْ أَحَدٍ وَلَا يُتَّخَذُ سَوْقًا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کچھ کام ایسے ہیں جو مسجد میں کرنا مناسب نہیں ہے اسے راستہ نہ بنایا جائے اس میں ہتھیار کو ظاہر نہ کیا جائے اس میں کمان پر تیر نہ کھینچا جائے اس میں تیروں کو بکھیرا نہ جائے کچا گوشت لے کر اس میں سے گزرا نہ جائے مسجد کے اندر حد جاری نہ کی جائے اس میں قصاص نہ لیا جائے اور اسے بازار کے طور پر استعمال نہ کیا جائے (یعنی مسجد میں خرید و فروخت نہ کی جائے)

مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت کا بیان

749- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعِينٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَيْعِ وَالْإِيتِجَاعِ وَعَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مساجد میں خرید و فروخت کرنے اور شعر و شاعری کرنے سے منع کیا ہے۔

شرح

اشعار سے مراد ایسے اشعار ہیں جن میں جھوٹ اور لغو باتیں ذکر کی گئی ہوں کیونکہ مسجد اللہ کی عبادت کرنے کی جگہ ہے وہاں خلاف شرع اور جھوٹ و لغو باتوں کو بیان کرنا ناجائز ہے البتہ ایسے اشعار جن میں اللہ کی توحید و مناجات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص متبعین اور فرمانبردار امتیوں کی تعریف و توصیف، دین و مذہب اور اخلاق و کردار کو بخشنے والی

748: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

749: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1079، أخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث: 322، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 713، و رقم الحديث:

714، أخرجه ابن ماجه في "السنن" رقم الحديث: 766، و رقم الحديث: 1133

ہاتوں کا آکر ہوتا ان کا پڑھنا ہر جگہ جائز اور مستحسن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر اسلام حضرت حطان رضی اللہ عنہ کے لئے جو اپنے اشعار کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور کفار کی ہجو بیان کیا کرتے تھے مسجد نبوی میں منبر بچھواتے تھے اور حضرت حسان اس منبر پر کھڑے ہو کر اس قسم کے پاکیزہ اشعار پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حسان رضی اللہ عنہ کی تائید کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے اشعار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی جانب سے کفار سے مقابلہ کرتے ہیں۔ مسجد میں جس طرح خرید و فروخت ممنوع ہے اسی طرح وہاں دنیا کے دوسرے معاملات طے کرنا منع ہیں۔

جمعہ کے روز نماز پڑھنے سے پہلے مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منع فرمایا ہے علماء اس کی مختلف وجوہ بیان کرتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ حلقہ باندھ کر بیٹھنا نمازیوں کی ہیئت اجتماعی کے خلاف ہے نیز یہ کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لئے مسجد میں جمع ہونا خود ایک مستقل اور عظیم الشان کام ہے جب تک اس کام یعنی نماز جمعہ سے فارغ نہ ہو لیں، دوسرے کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں ہے۔ نیز یہ کہ حلقہ باندھ کر بیٹھنا غفلت کا سبب ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اس نہی کا تعلق خاص طور پر خطبے کے وقت سے نہیں ہوگا۔ تیسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ وقت خاموش اور چپ رہنے کا ہے اور نہایت توجہ کے ساتھ امام کا خطبہ سننے کا ہے اور چونکہ حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے امام کے خطبے کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے لہذا یہ درست نہیں ہے۔ اس صورت میں اس ممانعت کا تعلق صرف خطبہ کے وقت سے ہوگا۔ لہذا پہلی اور دوسری توجہ کی صورت میں یہ نہی تشریحی ہوگی اور تیسری توجہ کی صورت میں نہی تحریمی ہوگی۔

بچوں اور پاگلوں کو مساجد سے دور رکھنے کا بیان

750- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرْهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نُبَهَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَفْظَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنِّبُوا مَسْجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِينَكُمْ وَشِرَائِكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَخُصُومَاتَكُمْ وَرَفَعَ أَصْوَاتَكُمْ وَأَقَامَةَ حُدُودِكُمْ وَسَلَّ سِيُوفَكُمْ وَاتَّخِذُوا عَلَى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَجَمِعُوا فِي الْجُمُعِ .

﴿﴾ حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرماؤ کہ بچوں کو مسجد سے دور رکھو، پاگلوں کو مسجد سے دور رکھو، شریکوں کو مسجد سے دور رکھو، بیعتوں کو مسجد سے دور رکھو، خصموں کو مسجد سے دور رکھو، اور آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے، تلوار سونت لینے کو الگ رکھو اور مسجد کے دروازوں کے پاس طہارت خانوں کو بنا لو اور جمعے کے موقع پر اس میں دھونی دے دیا کرو (تاکہ اس کی بونہ پھیلے)

بَابُ: النَّوْمُ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں سو جانے کے بیان میں ہے

751- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ مسجد میں سو جایا کرتے تھے۔

شرح

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ میں (ایک روز) مسجد میں پڑا سو رہا تھا کہ کسی آدمی نے میرے کنکر ماری میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم جا کر ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس لاؤ۔ (جو مسجد میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے) میں ان کو بلا لایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کون ہو؟ یا فرمایا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا (یعنی مارتا۔ لیکن چونکہ تم لوگ یہاں کے رہنے والے نہیں ہو اور آداب مسجد سے واقف نہیں ہو یا یہ کہ مسافر ہو اس لئے عفو و شفقت کے مستحق ہو اور فرمایا کہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں زور زور سے باتیں کر رہے ہو۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 705)

راوی کو شک واقع ہو رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ "تم کون ہو؟" یا یہ فرمایا کہ "تم کہاں کے رہنے والے ہو۔" بہر حال مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا مکروہ ہے اگرچہ موضوع سخن علم ہی کیوں نہ ہو۔

752- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ يَعِيشَ بْنَ قَيْسٍ بْنُ طَخْفَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقُوا فَانْطَلَقْنَا إِلَى بَيْتِ عَائِشَةَ وَآكَلْنَا وَخَرَبْنَا فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ شِئْتُمْ نَمْتُمْ هَاهُنَا وَإِنْ شِئْتُمْ انْطَلَقْتُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَقُلْنَا بَلْ نَنْطَلِقُ إِلَى الْمَسْجِدِ

••••• یعیش بن قیس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جو اصحاب صفہ میں سے تھے وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا تم لوگ چلو! ہم لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے وہاں ہم نے کھایا اور پیا پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو یہاں سو جاؤ اگر تم چاہو تو مسجد چلے جاؤ راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: کہ ہم مسجد چلے

751: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

752: أخرجا ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 5040 أخرجا ابن ماجه في "السنن" رقم الحديث: 3723

جاتے ہیں۔

بَابُ: آئِی مَسْجِدٍ وَضِعَ أَوَّلُ

یہ باب کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی کے بیان میں ہے

753- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِئِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ آئِی مَسْجِدٍ وَضِعَ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ آئِی قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ عَامًا ثُمَّ الْأَرْضُ لَكَ مُصَلَّى فَصَلِّ حَيْثُ مَا أَدْرَكَكَ الصَّلَاةُ

••• حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسجد حرام۔

میں نے دریافت کیا: پھر کون سی؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر مسجد اقصیٰ۔ میں نے دریافت کیا: ان کے درمیان کتنی مدت ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا چالیس سال کی۔

(پھر آپ نے فرمایا:) ”تمام روئے زمین تمہارے لیے نماز ادا کرنے کی جگہ ہے جہاں تمہیں نماز کا وقت ہو جائے تم نماز ادا کر لو۔“

شرح

یہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کعبہ اللہ کو بنانے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بیت المقدس کی بناء رکھنے والے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں اور تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ ان دونوں کے درمیان ایک ہزار برس سے زیادہ کا فرق ہے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کس اعتبار سے فرمایا کہ کعبہ اللہ اور بیعت المقدس کی بناء کے درمیان صرف چالیس سال کا فرق ہے۔

اس کے جواب میں علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ان دونوں مسجدوں کی بناء اول کی طرف اشارہ ہے اور یہ ثابت ہے کہ کعبہ کے بانی اولیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہیں ہیں۔ اسی طرح بیت المقدس کے بھی بانی اولیٰ حضرت سلیمان نہیں ہیں بلکہ کعبہ کی بناء سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے رکھی ہے پھر حضرت آدم کے بعد ان کی اولاد تمام روئے زمین پر پھیل گئی۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ ان کی اولاد میں سے کسی نے بیت المقدس کی بنیاد رکھی ہو اور ان دونوں کے درمیان چالیس سال کا فرق رہا ہو۔ پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا اور حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی تعمیر کی۔

753: أخرجه البخاری فی ”الصحيح“ رقم الحديث: 3366، رقم الحديث: 3425، أخرجه مسلم فی ”الصحيح“ رقم الحديث: 1161، رقم الحديث: 1162، أخرجه

التسائی فی ”السنن“ رقم الحديث: 689

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: مجھے اس حدیث کی توثیق علامہ ابن ہشام کے اس مقولہ سے معلوم ہوتی ہے جو انہوں نے کتاب التسمیات میں لکھا ہے کہ: "جب حضرت آدم کعبہ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس بیت المقدس کی سیر کر کے اسے بناؤ چنانچہ انہوں نے اس حکم کی تعمیل میں بیت المقدس بنایا اور اس میں عبادت کی۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کی بناء پر چالیس سال کے عرصے کا فرق ہو۔" بعض علماء سے اس حدیث کی توجیہ یہ منقول ہے کہ: "جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا تو مسجد کی حد مقرر کر دی تھی اسی طرح بیت المقدس کی بھی حد مقرر کر دی ہوگی۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ ان کی حدود کو مقرر کرنے کا درمیانی وقفہ چالیس سال کا ہو۔"

بَابُ: الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوَرِ

یہ باب گھر میں نماز کے لیے جگہ مخصوص کر لینے کے بیان میں ہے

754- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذُلُو فِي بَيْتِ لَيْثٍ عَنْ عِثْبَانَ بْنِ مَالِكٍ السَّالِمِيِّ وَكَانَ إِمَامَ قَوْمِهِ بَنِي سَالِمٍ وَكَانَ شَهِيدًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ مِنْ بَصْرَى وَإِنَّ السَّيْلَ يَأْتِي فَيَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي وَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنَّ تَأْتِيَنِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي مَكَانًا اتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَأَفْعَلْ قَالَ أَفْعَلْ فَعَدَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ وَاسْتَأْذَنَ فَأَذْنَتْ لَهُ وَكَمْ يَجْلِسُ حَتَّى قَالَ ابْنُ تَيْحَبٍ أَنَّ أَصْلَى لَكَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشْرَفْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ أَصَلِّيَ فِيهِ لِقَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَّقْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ اخْتَبَسْنَاهُ عَلَى غَزِيرَةٍ تُصْنَعُ لَهُمْ

﴿﴾ حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ وہ صحابی ہیں جنہیں (اپنے بچپن کی) ایہ بات یاد ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ان کے کونوں میں سے ڈول میں پانی لے کر کلی کی تھی۔ حضرت عثبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو اپنی قوم بنو سالم کے امام تھے اور یہ نبی کریم ﷺ کے ان اصحاب میں شامل ہیں۔ جنہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت عثبان بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میری

754: أخرجه البخاری فی "الصحیحہ" رقم الحدیث: 77، رقم الحدیث: 189، رقم الحدیث: 424,725، رقم الحدیث: 667، رقم الحدیث: 668,838، رقم الحدیث: 839,840، رقم الحدیث: 1185,1186، رقم الحدیث: 6354، رقم الحدیث: 4009، رقم الحدیث: 4010، رقم الحدیث: 5401، رقم الحدیث: 6422، رقم الحدیث: 6423، رقم الحدیث: 6938، أخرجه مسلم فی "الصحیحہ" رقم الحدیث: 148,149، رقم الحدیث: 1494، رقم الحدیث: 1495، رقم الحدیث: 1496، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحدیث: 787، رقم الحدیث: 834، رقم الحدیث: 1326

یہی کر رہا تھا۔ سب ہارٹ ہوئی ہے تو سارا علاقہ پانی سے بھر جاتا ہے جو میرے اور محلے کی مسجد اگر آپ میرے سمجھیں تو کے درمیان ہے جسے میں یاد نہیں کر سکا اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ میرے ہاں تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز ادا کریں میں اس جگہ کو اپنی نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر لوں گا۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: میں ایسا کروں گا۔

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اگلے دن نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما دن چڑھنے کے بعد تشریف لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے آپ ﷺ کو اجازت پیش کی۔ آپ ﷺ تشریف فرما نہیں ہوئے بلکہ گھر میں آنے کے بعد دریافت کیا: تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں کہاں نماز ادا کروں۔ میں نے گھر کے اس کونے کی طرف اشارہ کیا۔ جسے میں اپنی نماز کے لئے مخصوص کرنا چاہتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے وہاں کھڑے ہوئے آپ کے پیچھے صف قائم کر لی۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو کھانے کے لئے روک لیا جو آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کروایا تھا۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی (حضرت عبداللہ ابن مکتوم) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے ایسا کوئی رہبر نہیں ہے جو مجھے مسجد میں لے جائے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ انہیں گھر میں نماز پڑھ لینے کی رخصت یعنی اجازت دے دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی (اس کے بعد) جب وہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پھر بلایا اور ان سے فرمایا کہ کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے مسجد میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1020)

صحیحین کی حدیث میں منقول ہے کہ "جب حضرت عثمان ابن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی بینائی کا شکوہ کیا (کہ اس کی وجہ سے میں مسجد میں حاضری سے معذور ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ اپنے گھر ہی میں نماز پڑھ لیا کریں۔" لہذا اس سے معلوم ہوا کہ نابینا آدمی کو جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے مگر جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں دی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فضلاء مہاجرین میں سے تھے ان کی شان کے لائق یہی بات تھی کہ وہ اولیٰ پر عمل کریں یعنی جماعت میں حاضر ہوا کریں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے تو اجازت دے دی مگر پھر وحی آ جانے یا اجتہاد کے بدل جانے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت واپس لے لی، اس حدیث میں اذان سننے کے بعد مسجد میں حاضری کی ضرورت و اہمیت کو کمال مبالغہ کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

755- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ الْخُرَفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعَالَ فَنُحْطَ لِي مَسْجِدًا لِي دَارِي أَصْلَى فِيهِ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا عَمِيَ لَجَاءُ فَفَعَلَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک انصاری نے نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ تشریف لائیں اور میرے گھر میں میرے لیے نماز کی جگہ مقرر کر دیں تاکہ وہاں میں نماز ادا کیا کروں (راوی کہتے ہیں) یہ ان کے ناپسندیدہ ہو جانے کے بعد کا واقعہ ہے تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

756- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سَبْرٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَارُودِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَنَعَ بَعْضُ غُومِيٍّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَحِبُّ أَنْ تَأْكُلَ لِي بَيْتِي وَتُصَلِّيَ فِيهِ قَالَ فَاتَاهُ وَفِي الْبَيْتِ فَعَلَّ مِنْ هَذِهِ الْفُحُولِ فَأَمَرَ بِنَاحِيَةٍ مِنْهُ فَكُنِسَ وَرُشَّ فَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ مَاجَةَ الْفَحْلُ هُوَ الْحَصِيرُ الَّذِي قَدْ اسْوَدَّ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ایک چچا نے نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے گھر میں کھانا بھی کھائیں اور گھر میں نماز بھی ادا کریں (راوی کہتے ہیں) نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اس وقت گھر میں ایک بوریا پڑا ہوا تھا تو نبی کریم ﷺ نے ان میں سے ایک کے بارے میں حکم دیا تو اس کو جھاڑا گیا اور اس پر پانی چھڑکا گیا تو نبی کریم ﷺ نے (اس پر نماز ادا کی) اور آپ ﷺ کی اقتداء میں ہم نے بھی نماز ادا کی۔

ابو عبد اللہ (ابن ماجہ) کہتے ہیں (روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ) "الفحل" سے مراد وہ چٹائی ہے جو (زیادہ استعمال کی وجہ سے) سیاہ ہو چکی ہو۔

نسبت والی جگہ اور عبادت الہی کا بیان

امام العارفین سید مخدوم علی ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش نے شریعت اور حقیقت اور ان کے باہمی ربط اور فرق و امتیاز کو کیا احسن طریق واضح کیا ہے، فرماتے ہیں:

پس حقیقت ایسے معنی کی تعبیر ہوتی ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر قیامت تک اس کی حیثیت ایک جیسی رہتی ہے جیسے معرفت خداوندی اور خاص نیت پر مبنی اعمال شریعت سے مراد وہ معنی ہیں جن میں تغیر و تبدل جائز ہے، جسے احکام و ادا میر۔ پس شریعت انسانی فعل ہے اور

755: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

756: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

حقیقت اللہ تعالیٰ کی نگہداشت اس کی طرف سے حفظ و عصمت۔ حقیقت کے باوجود بغیر شریعت مطہرہ کا قائم کرنا مشکل ترین ہے اسی طرح حقیقت کا قیام شریعت کی حفاظت کے بغیر ناممکن ترین ہے مثال کے طور پر یہ ہے کہ جسم میں جان موجود ہے تو انسان زندہ ہے۔ جان نکل جائے تو تن مردہ ہے اور جان (روح) ہوا ہے جسم و جان کی اہمیت باہم ملاپ سے ہے اسی طرح شریعت، حقیقت کے بغیر یا اور حقیقت بغیر شریعت کے منافقت ہے، ارشاد خداوندی ہے۔

والدین جاهدوا اللہا لنہدینہم سبانا (سورۃ عبوت)

جنہوں نے ہماری راہ میں جدوجہد کی، ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے

مجاہدہ شریعت ہے اور ہدایت اس کی حقیقت۔ شریعت بندہ کے لئے ظاہری احکام کی حفاظت اور حقیقت بندہ کے باطنی احوال کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ شریعت کا تعلق انسانی کسب سے ہے اور حقیقت کا واسطہ لطف خداوندی سے لہذا یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی اور دونوں کے درمیان فرق خود بخود واضح ہو گیا۔ (کشف المحجوب شریف)

اولیائے کرام و عظام چونکہ ہدایت ربانی اور شریعت مطہرہ پر پورے اخلاص سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ شریعت مطہرہ اور حقیقت خداوندی ہر دو کا حسین ترین امتزاج بن جاتے ہیں اور ان کی مثال ایک ایسے مہکتے ہوئے پھول کی ہوتی ہے کہ ان کی محبت میں بیٹھنے والا اپنے روح و قلب میں ایک سکون، اطمینان اور خوشگوار پن محسوس کرتا ہے۔

ایک انگریز، مفکر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ یعنی عظیم لوگوں کی زندگی ہمیں یاد دلاتی اور دعوت فکر و عمل دیتی ہے کہ ہم بھی اپنی زندگی کی تعمیر کر کے شاہراہ ترقی پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ عظیم لوگوں کی زندگی زمانے کی شاہراہ پر اپنے نقوش قدم چھوڑ جاتی ہیں تاکہ سائیکس راہ، ان پر چل کر اپنی منزل مقصود کو پالیں اور یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ حضور قبلہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی میں ان کے مرشد کامل حضرت ابوالفضل الحنفی کی حیات مبارکہ کا عکس پوری تابانیوں کے ساتھ جھلکتا ہے۔

حضرت مولانا روم اسی لیے کیا خوب فرماتے ہیں:

صحت صالح ترا صالح کند محمد طالح ترا طالح کند

کسی مغربی مفکر و دانشور نے سادگی کی عظمت و تعریف بیان کرتے ہوئے ایک جگہ اس نے سادگی کی صفت سے خود متصف ہونے کی شدید آرزو کا اظہار کیا ہے۔ کسی نے اس بارے میں کیا بے مثال کہا ہے:

میں سادہ ہوں تو کیا ہے، سادگی ہی عین فطرت ہے ہزاروں رنگ مٹتے ہیں اک سادہ حقیقت پر

بناوٹ کفر ہے اور سادگی نور خداوندی نماز عشق بھاری ہے دکھاوے کی عبادت پر

حضور قبلہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نصیحت آموز قول فرماتے ہیں:

یعنی ہمارا ٹھکانا فانی ہے، ہمارے احوال عارضی ہیں ہمارے سانس گئے ہوئے ہیں اور ہماری سستی نمایاں ہے

اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے سید ہجویر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فانی گھر کی تعمیر جہالت ہے عارضی احوال پر اعتماد بیوقوفی ہے گنتی کے سانوں پر دل لگانا غفلت ہے اور کمالی و سستی کو دین سمجھنا خیانت ہے کیونکہ جو چیز عاریۃ لی گئی ہے وہ واپس جائے گی جو چیز

قانی ہے وہ نہ رہے گی، جو شے گنتی میں آتی ہے وہ ضرور ختم ہوگی اور کابلی و سستی کا کوئی علاج نہیں، گویا ہمیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متنبہ فرمایا کہ دنیا اور اسباب دنیا اس قابل نہیں کہ ان سے دل لگایا جائے۔ (کشف الخجوب شریف ترجمہ سید محمد فاروق القادری)

امام شریعت و طریقت، دانائے حقیقت و معرفت، سر تاج الاولیاء و اصفا حضرت السید مخدوم علی ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کی گدا گدی فقیر عرصہ 50 سال سے کر رہا ہے۔ یہ سرکار داتا کے کرم کی انتہا ہے کہ مجھ جیسے سیاہ کار کو اپنی آغوش رحمت میں پناہ دے رکھی ہے۔ سرکار داتا کے سجادہ نشین حضرات میں سے قبلہ الحاج میاں خوشی محمد ہجویری دامت برکاتہم العالیہ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ عشق مصطفیٰ سے سرشار ہو کر کئی کتب چھپوا کر فری تقسیم کر چکے ہیں اور بحمد اللہ اس سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ رب کائنات سے دست بدعا ہوں کہ سید ہجویر کے صدقہ میں راقم سگ درگاہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو نسبت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر زندگی اور موت عطا فرمائے۔ (امین بحرۃ سید المرسلین)

سید المرسلین، اولیاء کاملین و اکملین کا فیض ان کی حیات طیبہ اور بعد از وصال یکساں جاری و ساری رہتا ہے، حضور قبلہ عالم خود بھی فرماتے تھے، ولی اللہ جب اس دار قانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو ان کا فیض کئی گنا بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ اپنی حیات میں خداوند قدوس کو یاد کرتے ہیں اور بعد از وصال خداوند قدوس مخلوق خدا کی زبان سے ان کو یاد کرتا ہے اور ان کا مزار پر انوار انوار و تجلیات کا مرکز بن جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ فا ذکرونی اذ کریم یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، حضور قبلہ عالم میاں عمر الدین ہمیشہ شہباز عظیم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی اس رباعی کا ورد کرتے تھے۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم خاکے شوم و زیر پائے تو زیم

مقصود من بندہ ز کونین توئی بہر تویرم و ز برائے تو زیم

ترجمہ: میری سنائی ہے کہ اے دوست تیرے قدموں میں رہوں، سراپا خاک ہو جاؤں اور تیرے قدموں تلے روند جاؤں کیونکہ میرا مطلوب دو جہاں میں تیرے سوا کچھ نہیں۔ تیرے لئے زندہ ہوں اور تیرے ہی لیے مرتا ہوں کیونکہ۔

پیر کامل صورت ظل الہ یعنی دیدہ پیر دیدہ کبریا

چونکہ ذات پیر را کردی قبول ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

گر جدا بینی ز حق تو خواہد را گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

ترجمہ: اگر آپ اطاعت پیر میں درجہ کمال پیدا کرے تو اسی میں تمہیں قرب خداوند تعالیٰ اور عشق رسول مقبول حاصل ہوگا۔ اگر تم اطاعت شیخ کو شرک سمجھتے رہے تو کتاب توحید کے مطلب و معنی سے کورے رہ جاؤ گے۔

بزرگوں نے فرمایا ہے:

پیرہ کبریت احمر آمد است سیدہ او بحر اخضر آمد است

یعنی شیخ طریقت کبریت احمر سرخ گندھک یا کیمیا ہے جو اس کے ساتھ لگا سونا ہو گیا۔ پیر کا سینہ وہ چشمہ آب حیات ہے جہاں

مرد محبوب کو زندگی (جاودانی) ملتی ہے۔

جو بھی ستایا ہوا زمانے کا سہارا لیتا ہے داتا کے آستانے کا

بَابُ : تَطْهِيرِ الْمَسْجِدِ وَتَطْيِيبِهَا

یہ باب مسجد کی صفائی اور اسے خوشبو سے آراستہ کرنے کے بیان میں ہے

757- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي الْجَوْنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ الْمَدَنِيِّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخْرَجَ أَذَى مِنَ الْمَسْجِدِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص مسجد سے کسی گندگی کو باہر نکال دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔“

مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت کا بیان

حضرت عبید رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جو مسجد کی صفائی سٹرائی کرتی تھی وہ مرگئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہ چلا۔ ایک روز اس کی قبر پر گزر ہوا۔ دریافت کیا یہ قبر کس کی ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ام نجین کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی جو مسجد کا کام کرتی تھی؟ عرض کیا جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صف باندھی اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر فرمایا۔ اے عورت! کونسا عمل اچھا پایا؟ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا کیا یہ سنتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس سے زائد سننے والے نہیں اس عورت نے جواب دیا مسجد کی صفائی کی وجہ سے جنت میں ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ (راویہ: ابوالشیخ ابن حبان)

758- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ بْنُ الْحَكَمِ وَأَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْبَانَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْمَسْجِدِ أَنْ تُبْنَى فِي الدُّورِ وَأَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے گھر میں مساجد بنائی جائیں انہیں صاف رکھا جائے اور خوشبو سے آراستہ کیا جائے۔

759- حَدَّثَنَا رِزْقُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ

757: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

758: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

759: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 455

هشام بن عروۃ عن ابيه عن عائشة قالت امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تتخذ المسجد في الدور وان تطهر وتطيب

سید و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے گمروں میں مساجد بنائی جائیں انہیں صاف رکھا جائے اور خوشبو سے آراستہ کیا جائے۔

شرح

حضرت انس بیان کرتے رضی اللہ عنہ ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے ثواب میرے سامنے پیش کئے گئے۔ یہاں تک کہ اس کوڑے اور خاک کا ثواب بھی (پیش کیا گیا) جسے کسی آدمی نے مسجد سے (جھاڑ دے کر) نکالا ہو، نیز میرے سامنے میری امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے۔ ان گناہوں میں مجھ کو اس سے بڑا کوئی گناہ نظر نہیں آیا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو پھر اس نے اس کو بھلا دیا ہو۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 684)

کسی کو قرآن کی سورت یا آیت کا یاد ہو جانا اللہ کی بڑی نعمت ہے اور جس نے یاد کر کے اسے بھلا دیا گویا اس آدمی نے اس نعمت کی سخت بے قدری و ناشکری کی اور اس کی قدر نہ جانی لہذا ایسا آدمی سخت گناہ کار ہوگا۔

760 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مِسْنَانَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ إِيَّاسٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَوَّلُ مَنْ أَسْرَجَ فِي الْمَسْجِدِ تَمِيمُ الدَّارِيُّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سب سے پہلے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے مساجد میں چراغ جلائے۔

مسجد میں روشنی کرنا، چٹائی بچھانا اور مسجد کی صفائی کرنے پر ثواب

مسجد میں خوشبود وغیرہ کا اہتمام کرنا، مسجد کو پاک و صاف رکھنا بھی مسجد کا حق ہے۔ خدا اور مصطفیٰ ﷺ کی نظر میں یہ جنت والوں کا کام ہے۔ ہمیں مسجد کا خیال رکھنا چاہیے۔ جس طرح ہم گھر کے سامان کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح مسجد کے سامان کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ مسجد میں روشنی کرنا گویا کہ اپنی قبر میں روشنی کرنا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں سب سے اعلیٰ فرش سیدنا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈالا اس سے پہلے صرف بجری تھی اس کی عالیشان عمارت سب سے پہلے سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بنائی۔ اس میں سب سے پہلے قدیلین تمیم داری نے روشن کیں۔ عہد فاروقی میں رمضان المبارک کی تراویح کے موقع پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چراغاں کیا۔

جب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے مسجد کی قدیلوں کو روشن دیکھا تو یہ دعا فرمائی "اللہ تعالیٰ سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن فرمائے جیسے اس نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے۔" حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں کبریت احمر کی روشنی کی جس کی روشنی بارہ میل ہوتی تھی اور اسے چاندی ہونے سے آراستہ کیا۔ (تفسیر روح البیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد پاک ہے جس نے مسجد میں چراغ ملایا جب تک مسجد اس روشنی سے منور رہتی ہے مالکین مرث اور تمام فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جو شخص مسجد میں روشن قندیل لٹکائے اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ بجھ جائے اور جو شخص مسجد میں ایک چٹائی بچھا دے تو اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ چٹائی ٹوٹ جائے۔ (کشف المہجہ) آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے جس کسی نے مٹی بھرٹی مسجد سے نکالی اُس کا ثواب اُحد پہاڑ کے وزن کے برابر ہوگا۔

بَابُ: كَرَاهِيَةِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں بلغم پھینکنے کی کراہت کے بیان میں ہے

مسجد کی دیواروں کے احترام کا بیان

761- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ الْعُمَيْيُّ أَبُو مَرْوَانَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ سَعْدٍ عَنِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَأَوَّلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا ثُمَّ قَالَ إِذَا تَنَعَّمْتَ أَخَذَ كُمْ فَلَا يَتَّعَمَنَّ قَبْلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيُزِقْ عَنْ شِمَالِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ الْبُشْرَى

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسجد کی دیوار میں تھوک لگا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نے ایک کنکری لے کر اسے کھرچ کر صاف کر دیا اور ارشاد فرمایا: جب کسی نے تھوک پھینکنا ہو تو سامنے کی سمت میں یا دائیں طرف نہ پھینکے بلکہ بائیں طرف پھینکے یا بائیں پاؤں کے نیچے پھینکے۔

شرح

حضرت سائب ابن خلاد رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہیں فرمایا۔ ایک آدمی جماعت کی نماز پڑھا رہا تھا اور اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا (اتفاق سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کی طرف) دیکھ رہے تھے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مقتدیوں سے فرمایا کہ "آئندہ سے یہ آدمی تمہیں نماز نہ پڑھائے" اس کے بعد اس آدمی نے جب ان کو نماز پڑھانی چاہی تو ان لوگوں نے اسے (امامت سے) روک دیا اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کر دیا وہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے ہی لوگوں سے تمہیں امام نہ بنانے کے لئے کہا تھا اور راوی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے (امامت سے) روک دینے کا سبب بیان کرتے ہوئے یہ بھی (فرمایا تھا کہ تم نے) (اس ممنوع فعل کا ارتکاب کر کے) اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ (ابوداؤد)

مسجد میں خوشبو لگانے کا بیان

762- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ حَدَّثَنَا عَائِدُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْهَهُ فَبَجَّاتَهُ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خُلُوقًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْسَنَ هَذَا

•• حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسجد کی قبلہ کی سمت میں بلغم لگا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ غصے میں آ گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔

ایک انصاری خاتون آئی اور اس نے اسے کھرچ دیا اور اس کی جگہ خلوق (مخصوص قسم کی خوشبو) لگا دی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کتنا اچھا ہوا ہے۔

نمازی کا سامنے کی جانب تھوکنے کی ممانعت کا بیان

763- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ فَحَكَّتْهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ اللَّهَ قَبْلَ وَجْهِهِ فَلَا يَتَسَخَّمَنَّ أَحَدُكُمْ قَبْلَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ

•• حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسجد کی قبلہ کی سمت والی دیوار میں (بلغم لگا ہوا) دیکھا آپ اس وقت لوگوں کے آگے نماز ادا کر رہے تھے آپ نے (نماز کے دوران ہی) اسے کھرچ دیا: نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے اس لئے کوئی بھی شخص نماز کے دوران سامنے کی سمت میں ہرگز نہ تھوکے۔

شرح

اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے قریب ہونے کا ارادہ کرتا ہے لہذا چونکہ اس کا مطلوب اور مقصود اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے اس لئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ قبلہ کی سمت کو تھوک سے بچایا جائے۔ بائیں طرف یا قدموں کے نیچے تھوکنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اس صورت میں ہے جب کہ کوئی آدمی مسجد میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ مسجد میں نماز پڑھنے کی صورت میں بائیں طرف اور قدموں کے نیچے بھی تھوکنہ نہیں چاہئے کہ اس سے مسجد کے آداب و احترام میں فرق آتا ہے بلکہ اس صورت میں اگر تھوکنے کی ضرورت محسوس ہو تو کسی کپڑے میں تھوک لیا جائے پھر اسے رگڑ کر صاف کر لیا جائے۔

762: أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحدیث: 727

763: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحدیث: 753 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحدیث: 1224

مسجد کی دیواروں کو صاف رکھنے کا بیان

784- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَالِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ بَرَأَقًا فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسجد کی قبلہ کی سمت (والی دیوار) سے ہلکم کو صاف کر دیا تھا۔

بَابُ: النَّهْيُ عَنْ انْشَادِ الضَّوَالِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے کی ممانعت میں ہے

785- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي سِنَانٍ سَعِيدٍ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ دَهَائِلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَجَدْتَهُ إِنَّمَا يُنَبِّتُ الْمَسْجِدَ لِمَا يُنَبِّتُ لَهُ

•• سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کی تو ایک شخص بولا سرخ اونٹ کے بارے میں کون مجھے بتا سکتا ہے (یعنی اس کا اونٹ گم ہوا تھا)۔

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے نہ پاؤ۔ مساجد اپنے مخصوص مقصد (یعنی عبادت) کے لیے بنائی گئی ہیں۔

786- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ لَهِيْعَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ انْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ

•• عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنے سے منع کیا ہے۔

شرح

مسجد میں بعض وہ اشیاء یا کام ہوتے ہیں جن کا مسجد کے اندر نہ ہونا ضروری ہے۔ مثلاً (1) مسجد میں مٹی کا تیل جلانا۔ (2) یا سلائی جلانا۔ (3) گیس والے ہیٹر جلانا۔ (4) پیاز یا لہسن کھا کر مسجد میں جانا ہاں البتہ مذکورہ تمام اشیاء کی کسی طور پر بدبو زائل کر دی جائے تو ان کا مسجد میں ہونا کچھ مضرت نہیں بصورت دیگر ناجائز و حرام ہے۔

چنانچہ علامہ علاؤ الدین الحسکفی رقم طراز ہیں: مسجد کے اندر نجاست لے جانا مکروہ تحریمی ہے لہذا ناپاک تیل کے ساتھ وہاں

764: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

765: أخرجه مسلم في "الصحیحہ" رقم الحدیث: 1262، ورقم الحدیث: 1263، ورقم الحدیث: 1264

چراغ جلا نا درست نہیں۔ (درعلا)

حدیث پاک میں ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اس بدبودار درخت سے کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو بھی ہر اس چیز سے تکلیف پہنچتی ہے۔ جس سے انسانوں کو پہنچتی ہے۔ (صحیح مسلم)

مسجد کے دیگر آداب: مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے: جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے سودے میں فائدہ نہ دے۔ (جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ 758)

2۔ مسجد میں تعویذات بیچنا ممنوع ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ایک شخص مسجد میں تعویذ بیچتا ہے تو اس تعویذ میں تورات، انجیل اور قرآن پاک لکھتا ہے اور اس پر رقم وصول کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس کا ہدیہ مجھے دو تو یہ جائز نہیں الکبریٰ میں اسی طرح ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری 312)

3۔ مسجد میں سونے اور کھانے کا حکم۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: مسجد کے اندر سونا اور کھانا غیر معکف کیلئے مکروہ ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری صفحہ 321)

4۔ مساجد میں دنیاوی معاملات کی باتیں کرنا حرام ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔

دنیا کی باتوں کے لئے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے۔ اشیاء و نظائر میں فتح القدیر سے نقل فرمایا: مسجد میں دنیا کا کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ یہ مباح باتوں کا حکم ہے پھر اگر باتیں خود بری ہوئیں تو اس کا کیا ذکر ہے دونوں سخت حرام و حرام، موجب عذاب شدید ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید جلد 8 صفحہ 112)

درج بالا چند سطور میں آداب مسجد کے بارے تھوڑی سے روشنی ڈالی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے لوگوں کے دل و دماغ کے اندر مساجد جو کہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں کی اہمیت و مقام گر کر جائے ورنہ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ آج ہم لوگ مساجد کا کس حد تک احترام بجالا رہے ہیں۔ مساجد کے اندر آوازیں بلند کی جا رہی ہیں۔ ایک دوسری کی عیب جوئی ہو رہی ہے دنیاوی و سیاسی باتیں ہو رہی ہیں۔ کسی دور میں مسجد کی انتظامی کمیٹی مسجد کی خادم ہوا کرتی تھی آج خدمت مسجد کا کام تنخواہ داروں کو سونپ کر خود عہدہ صدارت و ممبری پر فائز ہو کر مسجد جیسی مقدس جگہ کی حرمت کو اپنی نام نہاد سیاست کے ذریعے پامال کر رہی ہے۔ سچ تو یہ ہے آج کے دور میں یہ بات کثرت سے دیکھنے میں آرہی ہے کہ جہاں حکومتی عہدوں پر تامل لوگوں کا بسیرا ہے وہاں مساجد کی کمیٹیاں بھی تامل صدور، ناظمین و ممبران سے بھری پڑی ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بد قسمتی سے ہمارے ہاں کسی بھی شعبے میں کسی کو کوئی عہدہ سونپنے کا کوئی معیار نہیں رکھا جاتا۔ اگر معیار رکھا جائے تو ہر شعبہ زندگی میں ہم ترقی کر سکتے ہیں اور خصوصی مساجد کی انتظامی کمیٹی کا عہدے دار ہونے کے سلسلے میں اگر صرف اس قدر معیار رکھ دیا جائے کہ جو شخص مسجد میں نماز، پنجگانہ باجماعت آ کر پڑھے اور مسجد کی صفائی ستھرائی وغیرہ و دیگر کام خود اپنے ہاتھ سے کرے گا، تو وہی شخص عہدہ دار اور رکن بننے کا اہل ہے۔ تو یقیناً مساجد کا نظام بہتر اور شاندار ہو سکتا ہے۔

ہمارے ہاں شہروں اور دیہاتوں میں کثیر مساجد کے اندر آداب مسجد کے خلاف مختلف اشیاء کی گمشدگی کا اعلان ہوتا ہے، کسی کا

وَلَا تُصَلُّوا فِيْ اَعْطَانِ الْاِیْلِ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”اگر تمہیں صرف بکریوں کے باڑے یا اونٹ کے باڑے میں بھی نماز ادا کرنے کا موقع ملتا ہے تو پھر تم بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کر لو اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا نہ کرو۔“

شرح

اونٹوں کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھنے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ اونٹوں کے پاس نماز پڑھنے میں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ کھل کر نمازی کو لات وغیرہ نہ مار دیں اس سے نہ صرف یہ کہ نمازی کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہے بلکہ اس طرح نماز دلجمعی اور سکون خاطر سے ادا نہیں ہو سکتی البتہ بکریوں سے چونکہ اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا اس لئے ان کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

اونٹ اور شیاطین کا بیان

769- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ الْمُزَنِّيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِيْ اَعْطَانِ الْاِیْلِ لِأَنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ

• حضرت عبداللہ بن مغفل مزی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کر لو اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا نہ کرو کیونکہ ان کی تخلیق شیاطین سے ہوئی ہے۔“

770- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ سَهْرَةَ بْنِ مَعْبُدِ الْجُهَنِيِّ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصَلِّي فِيْ اَعْطَانِ الْاِیْلِ وَيُصَلِّي فِيْ مَرَاكِحِ الْغَنَمِ

• عبدالملک بن ربیع اپنے والد کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا نہیں کی جائے گی البتہ بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کر لی جائے گی۔“

بَابُ: الدُّعَاءِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں داخل ہونے کی دعا کے بیان میں ہے

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجنے کا بیان

771. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ لَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ

• • • عبد اللہ بن حسن اپنی والدہ سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ان کی وادی سیدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے یہ دعا کرتے تھے: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتے ہوئے“ اللہ کے رسول محمد ﷺ سلام ہوا اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت کر دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ جب آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتے ہوئے“ اللہ کے رسول پر سلام ہوا اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت کر دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔“

درود و سلام کی فضیلت کے واقعات کا بیان

1۔ مواہب اللدنیہ میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن کسی مومن کی نیکیاں کم ہو جائیں گی اور گناہوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا تو وہ مومن پریشان کھڑا ہوگا۔ اچانک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میزان پر تشریف لائیں گے اور چپکے سے اپنے پاس سے بند پر چہ مبارک نکال کر اس کے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ جسے رکھتے تھے اس کی نیکیوں کا پلڑا وزنی ہو جائے گا۔ اس شخص کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ یہ کون تھے جو اس کا بیڑا پار کر گئے۔ وہ پوچھے گا آپ کون ہیں؟ اتنے بخی، اتنے حسین و جمیل آپ نے مجھ پر کرم فرما کر مجھے جہنم کا ایندھن بننے سے بچا لیا اور وہ کیا پرچہ تھا جو آپ نے میرے اعمال میں رکھا؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہوگا: میں تمہارا نبی ہوں اور یہ پرچہ درود ہے جو تم مجھ پر بھیجا کرتے تھے۔

2۔ درود شریف پر لکھی جانے والی عظیم کتاب دلائل الخیرات کے مؤلف امام جزولی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا مزار اقدس مراکش میں ہے۔ وہ اس کتاب کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ایک سفر میں تھے دوران سفر نماز کا وقت ہو گیا آپ وضو کرنے کے لئے ایک کنویں پر گئے، جس پر پانی نکالنے کے لئے کوئی ڈول تھا اور نہ ہی کوئی رسی۔ پانی نیچے تھا اسی سوچ میں تھے کہ اب پانی کیسے نکالا جائے۔ اچانک ساتھ ہی ایک گھر کی کھڑکی سے ایک بچی دیکھ رہی تھی جو سمجھ گئی کہ بزرگ کس لئے پریشان کھڑے ہیں انہیں پانی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ نیچے اتری اور کنویں کے کنارے پہنچ کر اس کنویں میں اپنا لعاب پھینک دیا اسی لمحے کنویں

کا پانی اچھل کر کنارے تک آ گیا اور اپنے لگا۔ امام جزدلی رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کر لیا تو پچی سے اس کرامت کا سبب پوچھا۔ اس نے بتایا کہ یہ سب کچھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کثرت سے درود بھیجنے کا فیض ہے۔ امام جزدلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت عزم کر لیا کہ میں اپنی زندگی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک کی ایک عظیم کتاب مرتب کروں گا اور دلائل الخیرات جیسی عظیم تصنیف وجود میں آگئی۔ (جزدلی دلائل الخیرات: (12)

3۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صالح شخص نے کسی کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ مرنے کے بعد تیرا کیا حال ہوا اس نے بتایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے میری بخشش فرما کر جنت میں بھیج دیا۔ صالح شخص نے اس سلوک کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب فرشتوں نے میرے اعمال تولے، میرے گناہوں کو شمار کیا اور میرے پڑھے ہوئے درود پاک بھی شمار کئے تو سو درود گناہوں سے بڑھ گئے جبکہ باقی سب نیک اعمال سے میرے گناہ زیادہ تھے۔ جو نبی درود پاک کا شمار بڑھ گیا تو اللہ پاک نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کا حساب کتاب ختم کر دو چونکہ اس کے درود بڑھ گئے ہیں اس لئے اس کو سیدہ جنت میں لے جاؤ۔ (ابن حجر مکی، الدر المنصور فی الصلوٰۃ والسلام علی صاحب القام المحمود: (183)

4۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المواہب اللدنیہ (1: 40) میں فرماتے ہیں کہ جب آدم کی تخلیق کے بعد حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش ہو گئی تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا قرب چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ پہلے ان کا نکاح ہوگا اور مہر کے طور پر دونوں کو حکم ہوا کہ مل کر بیس بیس مرتبہ میرے محبوب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔ (ایک روایت میں تین تین مرتبہ بیان ہوا ہے۔) چنانچہ انہوں نے بیس مرتبہ یا تین مرتبہ درود پڑھا اور حضرت حوا ان پر حلال ہو گئیں۔

(صاوی، حافی علی تفسیر الجلالین، 1: (52)

5۔ امام شرف الدین بوسیری رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے تاجر اور عالم تھے، وہ عربی ادب کے بہت بڑے فاضل اور شاعر بھی تھے۔ انہیں اچانک فالج ہو گیا۔ بستر پر پڑے پڑے انہیں خیال آیا کہ بارگاہ سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی ایسا درد بھرا قصیدہ لکھوں جو درود و سلام سے معمور ہو۔ چنانچہ محبت و عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر 166 اشعار پر مشتمل قصیدہ بردہ شریف جیسی شہرت دوام حاصل کرنے والی تصنیف تخلیق کر ڈالی۔ رات کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا: بوسیری یہ قصیدہ سناؤ، عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بول نہیں سکتا فالج زدہ ہوں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر پھیرا جس سے انہیں شفا حاصل ہو گئی۔ پس امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ سنایا۔

قصیدہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال مسرت و خوشی سے دائیں بائیں جھوم رہے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حالت خواب میں امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر (برودہ) عطا فرمائی۔ اسی وجہ سے اس کا نام قصیدہ بردہ پڑ گیا۔ امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ صبح اٹھے تو فالج ختم ہو چکا تھا۔ گھر سے باہر نکلے، گلی میں انہیں ایک مجذوب شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ علیہ ملے اور امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ رات والا وہ قصیدہ مجھے بھی سناؤ۔ امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور پوچھا

آپ (علیہ السلام) نے کہا: جب اس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بن کر خوشی سے مہم رہتے تھے میں بھی دور کھڑا رہتا تھا۔ (ترمذی، مسند احمد، شرح صحیح ابی داؤد) (3:1)

مسجد میں داخل ہوتے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا بیان

772- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْجَمْعِيُّ وَغَبَذَ الْوَهَّابُ بْنُ الضَّحَّاكِ لَنَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَمَّارٍ عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَسْلِمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَقُلِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

•• حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے اور پھر یہ پڑھے۔ ”اے اللہ تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“ اور جب مسجد سے باہر نکلے تو یہ پڑھے۔

”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔“

773- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَسْلِمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَسْلِمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ اغْصِنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے اور یہ کہے۔ ”اے اللہ تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“ جب وہ مسجد سے باہر آئے تو نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے اور یہ پڑھے۔ ”اے اللہ! تو مردود شیطان سے مجھے بچا کر رکھنا۔“

شرح

حضرت ابو طلحہ ص روایت کرتے ہیں: ایک روز میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش تھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج سے بڑھ کر زیادہ خوش اور سرور آپ کو کبھی نہیں پایا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آج جبریل امین آئے تھے ابھی نکل کر میرے پاس سے گئے ہیں اور مجھے انہوں نے خبر دی ہے کہ امت میں سے جو شخص مجھ

پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دس نیکیاں لکھ لیتا ہے، اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے، اور جس طرح اس بندہ سے درود بھیجا تھا اللہ تعالیٰ انہی الفاظ سے اس پر درود بھیجتا ہے۔ (مسند مبارک، 2: 214، رقم: 3113)

بَابُ: الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کے لیے چل کر جانے کے بیان میں ہے

وضو کر کے مسجد کی جانب چلنے کی فضیلت کا بیان

714- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ التَّوَضُّعَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَرُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ تَغِيْبُهُ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جب کوئی شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر وہ مسجد میں آئے وہ صرف نماز کی ادائیگی کے لیے وہاں آئے وہ صرف نماز ہی ادا کرنا چاہتا ہو تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے عوض میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کے ایک گناہ کو مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جب وہ مسجد میں آ جاتا ہے تو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے جب تک وہ وہاں رکا ہوتا ہے۔“

شرح

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کر کے گھر سے نکلے گا اور فرض نماز ادا کرنے کے لئے مسجد جائے تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا احرام باندھ کر حج کرنے والے کو ملتا ہے اور جو شخص چاشت کی نفل نماز ہی کے لئے تکلیف اٹھا کر گھر سے نکلے یعنی بغیر کسی غرض اور ریا کے محض چاشت کی نماز پڑھنے کے قصہ سے گھر سے نکلے۔ تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کے ثواب کے برابر ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقت لغوی بیہودہ باتیں نہ کرنا ایسا عمل ہے جو علیین میں لکھا جاتا ہے۔ (مسند احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث، 690)

اس حدیث میں وضو کو احرام سے اور نماز کو حج سے مشابہت دی گئی ہے اور وہ دونوں میں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح حاجی حج کے ارادہ سے گھر سے نکلتا ہے اور احرام باندھتا ہے تو اسی وقت سے اسے ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے اور اس کے ثواب کا سلسلہ اس کے واپس آ جانے تک جاری رہتا ہے اسی طرح جب کوئی شخص محض نماز کے ارادہ سے نکلتا ہے تو وہ جس وقت گھر سے نکلتا ہے اسے بھی اسی وقت سے ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے اور جب تک وہ نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر گھر واپس نہیں آ جاتا اس کو ثواب برابر ملتا رہتا ہے لیکن اتنی بات بھی سمجھ لیجیے کہ نماز اور حاجی کے ثواب میں یہ برابری بہمہ وجوہ نہیں ہے ورنہ تو حج کرنے کے کوئی معنی

نہیں روکا جائے۔ یعنی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ثواب دونوں بالکل برابر ہیں کیونکہ حاجی کا ثواب نماز کے ثواب سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ حج کی نسبت عمرہ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو فرض نماز کی بہ نسبت نفل نماز کو۔ اصل ہے کتاب فی علمین سے حدیث کے آخری جزو کا مطلب کنایہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص نماز کی مداومت و محافظت کرے یعنی تمام نمازوں کو پابندی سے ادا کرتا رہے اور نماز کو اس کی تمام شرائط و آداب کا لحاظ کرتے ہوئے اس طرح پڑھتا رہے کہ اس کے اس میں اور نیت میں نماز کے متافی کسی چیز کا دخل نہ ہو تو یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے اعلیٰ اور بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ جو فرشتے نیکیاں لکھنے پر مامور ہیں ان کے دفتر کا نام علمین ہے کہ تمام نیک اعمال وہیں جمع ہوتے ہیں۔

اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے حکم کا بیان

775- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَلِمَّتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتَوْهَا وَانْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأَتَوْهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا أَذْرَكُكُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ لَاتِمُوا

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو تم دوڑتے ہوئے اس کی طرف نہ جاؤ بلکہ چلتے ہوئے جاؤ اور تم پر سکون سے چلنا لازم ہے جو نماز تمہیں ملے اسے ادا کرلو اور جو گزر چکی ہو اسے بعد میں مکمل کرلو۔

اقامت کے وقت کب کھڑے ہونے کا بیان

فقہاء احناف نے اقامت میں کھڑا ہونے کے بارے میں تین صورتیں بیان کی ہیں ان کا جاننا ضروری ہے، تاکہ محل اختلاف متعین ہو جائے۔ 1۔ اول یہ کہ امام وقت اقامت جانب محراب سے مسجد میں آئے۔ 2۔ دوسرا یہ کہ امام پیچھے یا اطراف مسجد سے آئے۔ 3۔ تیسرا یہ کہ امام و مقتدی وقت اقامت مسجد میں موجود ہوں۔ پہلی دو صورتوں میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے، لیکن تیسری صورت میں ہمارا اختلاف ہے۔

تیسری صورت جس میں امام و مقتدی مسجد میں موجود ہوں تو اس کا حکم یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا امام اور مقتدی کے لئے مستحب ہے اور اس سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اس کے متعلق فقہاء احناف صراحتاً بیان کرتے ہیں۔

1 علامہ ابو بکر بن مسعود کا سانی (المتوفی 557ھ) لکھتے ہیں۔ ولجملة فيه ان المؤذن اذا قال حي الفلاح فان كان

الامام معهم في المسجد يستحب للقوم ان يقوموا في الصف

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام قوم کے ساتھ مسجد میں ہو تو امام و مقتدی سب کو صف میں اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے جو مؤذن حی

علی الفلاح کہے۔ (بدائع الصنائع 1/200 طبع مصر)

2 تنویر الابصار میں ہے: والقیام لامام وموتہم حین قبل حی الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب

یعنی جب امام محراب کے قریب ہو تو امام اور قوم جی علی الفلاح پر کھڑے ہوں گے۔ (تنویر الابصار بر حاشیہ شامی 1/354 طبع کوئٹہ)

3 علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فتاویٰ شامی میں لکھتے ہیں۔ ایسا ہی کنز الدقائق، نور الایضاح، اصلاح، ظہیر یہ اور بدائع وغیرہ میں ہے اور الدرر کے متن اور شرح میں ہے کہ جی الصلوٰۃ پر قیام کیا جائے۔ الشیخ اسماعیل نے اپنی شرح عیون المذاہب فی فضائل وقایہ، نقایہ، حاوی اور مختار میں نقل کیا: میں (ابن عابدین شامی) کہتا ہوں کہ متعلق کے متن میں اسی کو بیان کیا گیا ہے اور ابن کمال نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا ہے اور ذخیرہ میں کہا گیا ہے کہ امام اور مقتدی حضرات جب موزن جی الفلاح کہے اس وقت کھڑے ہوں۔ علامہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ عنہم) کے نزدیک۔ (رد المحتار شامی کتاب الصلوٰۃ طبع الریاض)

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اس عبارت میں مستند کتابوں کا حوالہ پیش کیا کہ جی علی، الصلوٰۃ یا جی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے۔ اسی طرح۔ تبیین الحقائق، درر شرح غرر، عمدۃ القاری شرح بخاری، شرح مسلم نووی، فتح الباری شرح بخاری، کرمانی شرح بخاری طبع بیروت، ارشاد الساری شرح بخاری، بحر الرائق، متعلی الابحار، مجمع الانہار، محیط البرہانی، فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیری طبع کوئٹہ میں ہے۔

بقول الامام والقوم اذا قال الموزن حی الفلاح عند علمائنا الثلاثہ هو الصحیح یعنی ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں گے جب موزن جی علی الفلاح کہے اور یہ صحیح ہے۔ مذکورہ بالا کتب میں صراحۃً بات موجود ہے کہ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اقامت کے وقت جی علی الصلوٰۃ یا جی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔

اقامت میں امام و مقتدی کا جی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑا ہونا کیسا ہے؟

طائفہ الدین متوفی نے فتاویٰ عالمگیری میں جو فقہ حنفی میں مستند متفق علیہ فتاویٰ ہے، نے لکھا: ویسکرہ الانتظار قائما ولكن یقعد ثم یقوم اذا بلغ الموزن قوله حی الفلاح کما فی المضمرات اور کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے لیکن بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو جب موزن اپنے جی الفلاح پر پہنچے (فتاویٰ عالمگیری کتاب الصلوٰۃ طبع کوئٹہ)

علامہ سید احمد طحاوی حنفی فرماتے ہیں۔ واذا اخذ الموزن فی الاقامة ودخل رجل المسجد فانه یقعد ولا یستظر قائما فانه مکروه کما فی المضمرات فقہستانی ویفہم منہ کراهۃ القيام ابتداء الاقامة والناس عنها غافلون اور جب موزن نے اقامت شروع کی اور کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا تو وہ بیٹھ جائے، کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے جیسا کہ فقہستانی کی مضمرات میں ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ (حاشیہ رائق الفلاح شرح نور الایضاح طبع مصر)

لہذا لوگوں کو اس غفلت سے نکل کر اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہئے۔

حضور ﷺ اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل و اقوال

اس مسئلہ میں حدیث و آثار کافی تعداد میں موجود ہیں چند ایک ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا حتى تروني

ترجمہ: جب اقامت کہی جائے کھڑے نہ ہو حتیٰ کہ مجھے دکھلا ہوا دیکھو

(۱) مصبح بخاری باب يقوم الناس / رقم (۱) / جامع ترمذی / رقم (۱) / ابن ابی مائدہ / رقم (۱) / ابن

نہاسی / رقم (۱) / مصبح ابن حبان / رقم (۱) / فتح الباری شرح بخاری / ... (۱) / مسند احمد / رقم (۱) / مصبح ابن خزيمة /

رقم (۱) / مسند الطيالسی / رقم (۱) / مستخرج ابن عوانہ / رقم (۱) / ابن المبرک / رقم (۱) / مصنف ابن ابی شیبہ / رقم

(۱) / مصنف عبدالرزاق / رقم (۱) / معجم ابن العربی / ... رقم (۱) / اللامع ابن المنذر / رقم

امام بزار اپنی مسند میں، امام ابوالقاسم الطبرانی اپنی معجم میں، امام بیہقی اپنی سنن الکبریٰ میں، محدث سیمویہ اپنی کتاب میں سیدنا

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ اذا قال بلال قد قامت الصلوة نهض فكبّر

ترجمہ: جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت میں قد قامت الصلوة کہنے لگتے تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوتے پھر اللہ

اکبر کہتے۔

(۱) المسند الزہری / مسند عبداللہ بن ابی اوفی / طبع مکتبہ منورہ (۱) / مجمع الزوائد ومنہج الفوائد / طبع دار الفکر بیروت

(۱) / میزان الاعتدال / (۱) / کنز العمال / رقم الحديث / طبع حلب (۱) / ابن الکبریٰ بیہقی / طبع دکن (۱) / موالد ابن الجندی

لادبی / کتب یحییٰ بن معین / رقم (۱) / تحفة المودنی / (۱) / المسائل الشریفة للسیوطی / رقم (۱) / اللامع ابن المنذر /

رقم

مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے خلیفہ ظفر احمد عثمانی نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ حدیث حسن الاسناد

(اعلاء السنن، طبع کراچی)

امام عبدالرزاق اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتے ہیں۔ عبداللہ زقاق عن ابن التیمی

عن الصلب عن علقمة عن امه عن ام حبیبة ان رسول الله ﷺ كان في بيتها فسمع المودن فقال كما يقول

فلما قال حي على الصلوة نهض رسول الله ﷺ الى الصلوة

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں تھے، مودن نے اقامت کہی، جب اس نے (حي

الصلوة) کہا تو رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

(۱) مصنف عبدالرزاق / رقم طبع بیروت (۱) / معجم الکبیر للطبرانی / رقم (۱) / جامع الاحادیث / رقم (۱) / کنز العمال

امام حسین رضی اللہ عنہ کا عمل

امام عبدالرزاق اپنی سند سے نقل کرتے ہیں: فاقام المذبح بالصلوة فلما قال قد قامت الصلوة قام حسين

موزن نے نماز کے لئے اقامت کی توجہ وہ قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔

(مصنف عبدالرزاق)

امام بیہقی سنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں: وعن الحسين بن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه كان يفعل ذلك وهو قول عطاء والحسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور یہی قول عطاء اور حسن کا ہے (جیسا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں پہلے لکھا ہے، یعنی قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہوتے) (سنن الکبریٰ، از بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل

امام بیہقی لکھتے ہیں: وروينا عن انس بن مالك رضي الله عنه انه اذا قيل قد قامت الصلوٰۃ وثب لقيامهم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ کا معمول یہ تھا کہ جس وقت قد قامت الصلوٰۃ کہا جانے لگا تو آپ تیزی سے کھڑے ہو جاتے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی)

محدث (ابن المنذر) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ عن انس انه كان يقوم اذا قال الموزن قد قامت الصلوٰۃ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب موزن قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگتا۔

(۱) فتح الباری شرح بخاری، تحت صیبت طبع بیروت (۲) تحفة المودودی (۳) کمال المسلم شرح صحيح مسلم للماضي عياض (۴) نيل الموطأ (۵) شرح الزرقانی علی موطأ امام مالک (۶) عون السبوري وحاشيته ابن القيم (۷) التمهيد للمنطاب للذہبی (۸) الفقه الاملاسی واصله للزمحلی (۹) جيل السلام (۱۰) بستان الافکار للذہبی تیسبہ / تحت صیبت (۱۱) شرح البیروغ للمبارزہی المصنفی (۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تاکید

امام عبدالرزاق الصنعانی لکھتے ہیں: حضرت علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے جو نبی موزن نے اقامت کہنا شروع کی ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ پس جب موزن قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگے تب کھڑے ہونا (مصنف عبدالرزاق)

اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ بیٹھ کر اقامت سننے اور قد قامت الصلوٰۃ کے نزدیک کھڑا ہونے کا مسئلہ بیان کر کے لکھتے ہیں: امام سعید بن مسعود نے بطریق ابی اسحاق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

(فتح الباری، تحت حدیث طبع بیروت)

صحابہ واکابر تابعین کا مذہب

معاویہ ابن قرۃ کہتے ہیں (صحابہ و تابعین) اسے مکروہ جانتے تھے کہ موزن کے اقامت شروع کرتے ہی آدمی نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ (مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت)

تابعی حضرت ابواسحاق علیہ الرحمہ کا عمل

حضرت معمر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ابواسحاق علیہ الرحمہ کے پاس آیا۔ وہ مسجد کے پڑوسی تھے، وہ گھر سے جماعت میں شہریت کے لئے اس وقت تک نہ نکلتے جب تک اقامت نہ سن لیتے نیز فرمایا کہ میں نے (تابعین میں سے) اور بھی بہت سے لوگوں کو دیکھا جو ایسا ہی کرتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت)

مشہور تابعی حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا فتویٰ و عمل

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا لوگ کہتے ہیں کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگے لوگوں کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے فرمایا، ہاں درست ہے۔ (مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت)

امام بیہقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ بھی ایسا ہی کرتے تھے (جیسا روایت بالا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہوا ہے) اور امام عطاء کا بھی یہی قول ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، طبع حیدرآباد دہلی)

امام حسن بصری علیہ الرحمہ کے اقوال و اعمال

امام ابو بکر بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں۔ امام حسن بصری علیہ الرحمہ امام کے کھڑے ہونے کو مکروہ سمجھتے تھے جبکہ مؤذن قد قامت الصلوٰۃ نہ کہنے لگے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

امام بیہقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ بھی ایسا ہی کرتے تھے (جیسا روایت بالا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہوا ہے) اور امام عطاء کا بھی یہی قول ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، طبع حیدرآباد دہلی)

خليفة راشد واول تابعی، امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا فرمان

ابو عبید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مقام (حناصرہ) میں، میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے سنا جس وقت مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تو فرماتے کھڑے ہو جاؤ نماز قائم ہوگی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے مسجدوں میں آدھی بیچے (اور یہ فرمان جاری کیا) کہ جس وقت قد قامت الصلوٰۃ کہا جائے تو نماز کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ (مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت)

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا عمل

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ مؤذن جب حی الصلوٰۃ کہتا آپ اس وقت کھڑے ہوتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ نے فرمایا جب مؤذن (اقامت کہتے ہوئے) حی القلاح کہے تو نمازی صفوں میں کھڑے ہو جائیں۔ (کتاب الآثار لابن یوسف، طبع بیروت)

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب سوان (اقامت میں) حی الفلاح کہے تو اس وقت چاہئے کہ لوگ نہ ہو جائیں پھر صفیں درست کریں۔ (کتاب لا ھار امام محمد طبع صراط، جامع المسانید للخواجہ ارزی طبع لعل آباد)

تابعی جلیل امام الفقہاء امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا مذہب

امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا روایت ہالائے حصول بعد، امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے امام محمد بن حسن الشیبانی لکھتے ہیں۔

اور یہی (جو امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا ہے) ہمارا مذہب ہے اور یہی امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا قول ہے اور اگر امام مؤذن کے اقامت سے فارغ ہونے کا انتظار کرے گا پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سب درست ہے۔

(کتاب لا ھار امام محمد رقم، جامع المسانید للخواجہ ارزی، موطا امام محمد مترجم طبع لاہور)

امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ کا اعلان حق

امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ علماء صحابہ کرام اور دیگر لوگوں کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر امام کی انتظار کو مکروہ کہا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب امام مسجد میں بیٹھا ہو اور تکبیر کہی جائے تو لوگ قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں یہ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے (جامع ترمذی رتق رقم طبع حدوت) (مستخرج الطوسی علی جامع الترمذی) (مسند اصحاب فی الکتب الحدیث) (المصطلح فی فقہ السنۃ والکتاب) (الاعتیارات المعتبرۃ للترمذی)

علامہ انور شاہ کشمیری کا اعتراف حق

علامہ انور شاہ کشمیری اپنی کتاب (فیض الباری شرح بخاری) میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کچھ احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اقامت پوری ہونے کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور کچھ حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ درمیان اقامت میں (حی علی الصلوٰۃ) پر کھڑے ہوا کرتے تھے اور ہماری کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

(فیض الباری شرح بخاری باب مٹی یقوم الناس طبع اظہار)

مفتی عزیز الرحمن کا اعتراف حق

اقامت کے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ نماز کے آداب میں سے فقہاء نے لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہو جائیں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہو جائیں تو کوئی عمل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترک آداب پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے اور در مختار میں بھی یہی لکھا ہے اور اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے کی طرف سے آوے جس وقت امام پر نظر پڑے، مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ بہر حال اس میں ہر طرح وسعت ہے مگر اتباع تصریحات فقہاء کا اولیٰ و افضل ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم، مفتی عزیز الرحمن طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

مفتی فرید اکوڑہ خٹک کا اعتراف حق

مفتی فرید صاحب سے وقت اقامت حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کے بارے میں سوال ہوا تو جواب میں لکھتے ہیں (حی الصلوٰۃ پڑھنے کے وقت قیام کرنا ادب اور افضل ہے۔) (قاویٰ فرید یہ المعروف فرید جامع دارالعلوم خانیا کوڑہ خٹک طبع صوابی پاکستان)

مفتی محمد شفیع کا اعتراف حق

مفتی محمد شفیع سے بھی اقامت کے بارے میں حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں سوال ہوا تو جواباً لکھتے ہیں (جس وقت تکبیر پڑھنے والا حی الصلوٰۃ پر پہنچے اس وقت مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہئے۔) (قاویٰ امداد المستعین کال طبع دارالاشاعت کراچی)

فقہاء نے اقامت میں پہلے کھڑے ہونے کو جس وجہ سے مکروہ فرمایا

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ترجمہ: جب اقامت کہی جائے کھڑے نہ ہو، حتیٰ کہ مجھے لکھا ہوا دیکھو۔

(۱) صحیح بخاری باب بقوم الناس / رقم (۱) صحیح مسلم / رقم (۱) جامع ترمذی / رقم (۱) ابن ماجہ / رقم (۱) ابن

نسائی / رقم (۱) صحیح ابن حبان / رقم (۱) فتح الباری شرح بخاری / رقم (۱) مسند احمد / رقم (۱) صحیح ابن خزيمة /

رقم (۱) مسند الطیالسی / رقم (۱) مستخرج ابن عروہ / رقم (۱) ابن الدارمی / رقم (۱) مصنف ابن ابی شیبہ / رقم (۱)

مصنف عبدالرزاق / رقم (۱) معجم ابن العربی / رقم (۱) الاوسط ابن المنشا / رقم (۱)

حجرہ شریف سے مسجد میں حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے صحابہ کرام کے شروع اقامت میں کھڑے ہو جانے کی وجہ سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کو ناگوار گزرا کہ صحابہ میرے آنے سے پہلے کھڑے ہوں چنانچہ امام بیہقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

ترجمہ: قرین تحقیق یہ ہے کہ لوگ (بوقت اقامت) نبی پاک ﷺ کی مسجد میں تشریف آوری سے پہلے ہی اٹھ کھڑے ہوتے

اور حضور ﷺ سے پہلے ہی اپنے کھڑے ہونے کی جگہ سنبھال لیتے۔ تب آپ ان پر تخفیف کرتے ہوئے انہیں حکم دیا کہ (جس وقت

اقامت شروع ہو تو) وہ فوراً ہی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، تاوقتیکہ حضور ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے نہ دیکھ لیں۔ امام حافظ احمد

بن حجر عسقلانی نے (فتح الباری) امام حافظ بدرالدین عینی نے (عمدة القاری)

امام نووی نے (شرح صحیح مسلم) قاضی شوکانی نے (نیل الاوطار) اور خلیل احمد امین دہلوی نے (بذل الحمود) نے حدیث ابی قتادہ

کی شرح کرتے ہوئے امام بیہقی ہی دالی بات لکھی ہے۔ یہ واقعہ ایک دو بار کا ہے۔

امام احمد ثنین قاضی عیاض مالکی، امام بدرالدین عینی، امام محی الدین نووی علیہ الرحمہ، شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے کہا کہ

صحابہ کا آغاز اقامت میں کھڑا ہو جانے کا عمل ایک بار یا دو بار ہوا، دیکھئے (عمدة القاری، شرح صحیح مسلم نووی / رقم (۱) عون المعبود)

جب نبی ﷺ نے اقامت میں پہلے کھڑے ہونے کو منع فرمایا جس وجہ سے فقہاء مکروہ فرماتے ہیں تو پھر علماء دیوبند اور غیر

مقلدین کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا کیا معنی رکھتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی منسوخ روایت پیش کرنا صرف ضد ہی

نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگ صفیں درست کرنے کا بہانہ بنا کر آغاز اقامت ہی میں کھڑے ہو جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر اقامت بیٹھ کر سنیں تو صفیں درست کرنے کی سنت ہم کب ادا کریں؟

ان کی خدمت میں جواباً عرض ہے کہ صحیحین وغیرہا کی احادیث مرفوعہ۔ نیز صحابہ کے عمل سے صاف ظاہر ہے کہ سب مقتدین آخر اقامت میں صفیں درست کا اہتمام فرماتے تھے، جب صفیں درست ہو جاتیں، تو پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرماتے، یہ بات متعدد احادیث میں موجود ہے لہذا اتباع سنت کا تقاضا یہی ہے کہ اقامت بیٹھ کر ہی سنی جائے اور امام و مقتدی (حی علی الصلوٰۃ) پر یکبارگی کھڑے ہونا شروع کر دیں اور (قد قامت الصلوٰۃ) پر مکمل کھڑے ہو جائیں۔ اگر صفیں درست نہ ہوں تو اس وقت صفیں بھی درست کر لی جائیں تاکہ صفیں درست کرنے کی اہم سنت بھی سنت نبوی، سنت خلفاء راشدین صحابہ کرام کے عمل کے مطابق انجام پائے اور جب صفیں درست ہو جائیں تو امام اللہ اکبر کہہ کر نماز کا آغاز کر دے تاکہ سب کام سنت کے مطابق پورے ہو جائیں۔ فقہاء نے چونکہ اقامت کھڑے ہو کر سننے کو مکروہ کہا ہے جیسا کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے پہلے کھڑے ہو کر اقامت سننا منع فرمانا ثابت ہے لہذا یہ کم از کم خلاف سنت ضرور ہے لہذا مستحب پر عمل کر کے اور اتباع سنت اپنا کر ثواب حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد اس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں

اس مسئلہ میں لوگوں نے ایک من گھڑت دلیل کو عوام الناس میں پھیلانے کی کوشش کی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہی اللہ کا نام لیا جائے تو تم اس کے احترام کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی بھی خلاف سنت کام کسی قسم کے ثواب یا اجر کا حامل نہیں ہوتا۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے مسجد میں تشریف لانے سے پہلے اٹھ جاتے اور آپ کے آنے سے پہلے ہی اپنے کھڑے ہونے کی جگہوں کو سنبھال لیتے، تب آپ ﷺ نے ان پر تخفیف و نرمی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: نماز کے لئے جلدی کھڑے نہ ہوا کرو مجھے دیکھ کر کھڑے ہوا کرو۔ (سنن کبریٰ، ج ۲، ص ۲۰، مطبوعہ بیروت)

امام بیہقی علیہ الرحمہ کی یہ روایت بڑی واضح طور پر بتا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں منع کر دیا۔ لہذا جو لوگ اقامت کے وقت ابتداء ہی میں کھڑے ہو جائیں انہیں کھڑے ہونے سے منع کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

ایک جماعت کے بہت بڑے عالم سے ہمارا جب اس مسئلہ میں مباحثہ ہوا، تو ہم نے ان سے اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے صحیح بخاری سے حدیث پیش کی، جس میں یہ تعین موجود تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ابتداءً اقامت کے وقت کھڑے ہونے سے منع کیا۔ اور اس طویل مباحثہ کے آخر وقت تک ہم اس سے مطالبہ کرتے رہے کہ ہمیں صحیح بخاری کی حدیث میں بیان کردہ قیام کی نفی کا

تین آپ اپنے موقف کے مطابق بیان کر دیں، لیکن آخر کار وہ عالم صاحب عاجز آ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ اس مسئلہ کی کچھ مزید تحقیق کے بعد وہی موقف اپناؤں گا جو آپ کا موقف ہے۔ لیکن افسوس! وہ عالم عاجز آ کر بھی اس مسئلہ کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوا۔ حالانکہ اس عالم صاحب نے مسجد میں بیٹھ کر ہمارے سامنے اس بات کا اقرار کیا تھا۔ اب ہم قارئین کے سامنے صحیح بخاری کی وہی حدیث بیان کر رہے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑے نہ ہوں۔

عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اقيمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی .

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۸، تہذیبی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تم کھڑے نہ ہو جاؤ: سب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

اس حدیث مبارکہ میں لفظ "اذا" موجود ہے جس کا معنی یہ ہے کہ کھڑا ہونا اس وقت منع ہے جس وقت اقامت کہی جائے، کیونکہ اقامت سے پہلے تو کھڑے ہونے کا معنی و مفہوم بنتا ہی نہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابتدائے اقامت کے وقت کھڑے ہوئے تھے جس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمادیا۔ نبی کریم ﷺ کبھی حجرہ مبارک سے "حی علی الصلوٰۃ" کے وقت تشریف لاتے اور آپ ﷺ کا مل یہ تھا کہ آپ ﷺ "قد قامت الصلوٰۃ" کے وقت کھڑے ہوتے تھے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہے۔

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی مؤذن نے اقامت کہنا شروع کی، تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے، اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ جب مؤذن "قد قامت الصلوٰۃ" کہے تب کھڑے ہونا۔ (المصنف، باب قیام الناس عند الاقامۃ، ج ۱، ص ۵۰۶، دار الفکر، بیروت)

مسجد کی جانب زیادہ قدم چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

776- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا أَذْلكُمْ عَلَى مَا يُكْفِرُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ بَاعَ الْوُضُوءَ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کیا میں تمہاری رہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں؟ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے تو تو لوگوں نے عرض کی: جی یا رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس وقت طبیعت آمادہ

نہ ہو اس وقت انہی طرح وضو کرنا مسجد کے لیے زیادہ قدم چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

سخت سردی یا مشقت میں وضو کرنے کی فضیلت کا بیان

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں تشریف لانے میں (خلاف عادت اتی) تاخیر فرمائی کہ قریب تھا کہ سورج نکل آئے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھپٹتے ہوئے تشریف لائے چنانچہ نماز کے لیے ٹکیر کھینچی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کے ہمراہ) نماز پڑھی (اس طرح کہ) نماز میں تخفیف کی (یعنی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد ہم سے آواز بلند فرمایا کہ "جس طرح تم لوگ بیٹھے ہو اسی طرح اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہوشیار! میں آج صبح کی نماز میں دیر سے آنے کی وجہ بیان کرتا ہوں (وہ یہ ہے) کہ میں نے آج رات (تہجد کی نماز کے لئے اٹھ کر وضو کیا اور جو کچھ میرے مقدّر میں نماز تھی پڑھی اور نماز عی میں مجھے اٹھ آگئی یہاں تک کہ نیند مجھ پر غالب آگئی (اس وقت) اچانک میں نے اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو اچھی صورت میں (یعنی اچھی صفت کے ساتھ) دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا، "اے محمد!" میں نے عرض کیا "پروردگار میں حاضر ہوں!" اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تمہیں معلوم ہے) مقربین فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ "پروردگار نہیں جانتا۔" اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ اسی طرح پوچھا (اور میں یہی جواب دیتا رہا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی (جس کا اثر یہ ہوا کہ) میرے سامنے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور تمام باتیں جان گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)!" میں نے عرض کیا کہ "پروردگار میں حاضر ہوں" فرمایا (اب بتاؤ) مقربین فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ گناہوں کو مٹا دینے والی چیزوں کے بارے میں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ کون سی چیزیں ہیں؟" میں نے عرض کیا کہ جماعت کے واسطے (مسجدوں میں) آ جانا اور نماز پڑھ کر (اور دعا وغیرہ کے لئے) مسجد میں بیٹھے رہنا اور سختی کے ساتھ (جس وقت کہ سردی یا بیماری کی وجہ سے پانی کو استعمال کرنا تکلیف دہ معلوم ہو) اچھی طرح وضو کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ درجات کے بارے میں فرمایا وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا کہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا نرم لہجہ میں بات کرنا اور رات کو اس وقت (تہجد کی) نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اچھا اب اپنے لئے جو چاہو دعا کرو۔" چنانچہ میں نے دعا کی کہ اے اللہ! میں تجھ سے نیکیوں کے کرنے، برائیوں کے چھوڑنے، مسکینوں کی دوستی، اپنی بخشش اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں اور جب تو کسی قوم میں گمراہی ڈالنا چاہے تو مجھے بغیر گمراہی کے اٹھالے اور میں تجھ سے تیری محبت (یعنی یہ کہ میں تجھے دوست رکھوں یا تو مجھے دوست رکھے) اور اس آدمی کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے (یہ کہ میں اسے دوست رکھوں یا وہ مجھے دوست رکھے) اور ایسے عمل کی محبت کا جو تیری محبت سے نزدیک کر دے گا سوال کرتا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم سے) فرمایا کہ "یہ خواب بالکل سچ ہے لہذا تم اسے یاد کرو اور پھر لوگوں کو سکھلاؤ۔"

اذان سن کر نماز کی جانب چلے آنے کا بیان

777- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّهَجَرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ غُلًا مُسْلِمًا فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادِي بِهِنَّ فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنِ الْهُدَى وَلَعَمْرِي لَوْ أَنَّ كُلَّكُمْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَفُتِلْتُمْ وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ الْإِثْقَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجُلَ يُهَادِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَذْهَبَ فِي الصَّفِّ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ فَيُعِيدُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِيُصَلِّيَ فِيهِ فَمَا يَخْطُو خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَ اللَّهُ لَهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً

● حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: جو شخص یہ بات پسند کرتا ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو وہ مسلمان ہو تو جیسے ہی اذان ہو اسے نمازوں کی حفاظت کرنی چاہئے یعنی باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اس کی وجہ یہ ہے یہ نمازیں سنن ہدیٰ میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے سنن ہدیٰ کو مشروع کیا ہے میری زندگی قسم! اگر تم سب لوگ اپنے گھر میں نماز ادا کرنا شروع کر دو تو تم لوگ اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دو گے اور اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کر دو گے تو تم لوگ گمراہ ہو جاؤ گے۔

مجھے اپنے ہارے میں یہ بات یاد ہے ہم میں سے وہی شخص باجماعت نماز میں شریک نہیں ہوتا تھا جو پکا منافق ہو اور مجھے یاد ہے ایک شخص کو دو آدمیوں کے درمیان سہارا دے کر لایا گیا اور اسے صف میں شامل کر دیا گیا جو شخص بھی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح سے وضو کرتا ہے اور پھر مسجد جا کر وہاں نماز ادا کرتا ہے تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے ایک گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

گھر سے آنے والے نمازی کی دعا کا بیان

778- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْيَدٍ بْنُ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسَيْرِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْمُوَلِّقِ أَبُو الْجَهْمِ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي مَعْيَدٍ التَّهَجَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَشَايِ هَذَا قَائِلِي لَمْ أَخْرَجْ أَشْرًا وَلَا بَطْرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاسْأَلُكَ أَنْ تُعِيدَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ أَلْبَلَّ اللَّهُ عَيْنَهُ بِوَجْهِهِ وَاسْتَغْفَرَ لَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ

777: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

778: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لیے نکلتا ہے اور یہ پڑھتا ہے ”اے اللہ میں تجھ سے اس واسطے سوال کرتا ہوں جو سوال کرنے والوں کا تجھ پر حق ہے اور میں تجھ سے اپنے اس چلنے کے حق کی وجہ سے سوال کرتا ہوں“ میں نذر کرتے ہوئے تکبر کرتے ہوئے ریاکاری کرتے ہوئے یا شہرت کے حصول کے لیے اپنے گھر سے نہیں نکلتا ہوں“ میں تیری ناراضگی سے بچنے کے لیے تیری رضا کے لیے گھر سے نکلتا ہوں“ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے آگ سے اور آگ کے عذاب سے بچالینا اور میرے گناہوں کی مغفرت کر دینا“ کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔“

(نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

رات کی تاریکی میں مسجد کی جانب چلنے والے کے لئے نور ہونے کا بیان

779- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشَاءُ وَنَ إِلَى الْمَسْجِدِ فِي الظُّلَمِ أُولَئِكَ الْخَوَاضُونَ فِي رَحْمَةِ اللَّهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تاریکیوں میں مسجد کی طرف جانے والے لوگ اللہ کی رحمت میں داخل ہونے والے ہوتے ہیں۔“

780- حَدَّثَنَا إِسْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الشَّيْرَازِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشِّرِ الْمَشَاءَ وَنَ إِلَى الْمَسْجِدِ يَنْوِي قَامَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تاریکیوں میں مسجد کی طرف جانے والوں کو یہ خوشخبری دے دو قیامت کے دن انہیں کھل نور نصیب ہوگا۔“

اندھیرے میں مسجد کی جانب چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

781- حَدَّثَنَا مَجْزَاةُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي سَيْدٍ مَوْلَى ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الصَّانِعُ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَائِينَ فِي

779: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

780: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

781: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

لَعَلَّهِ إِلَى الْمَسْجِدِ بِالنُّورِ الْقَامِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "تاریکی میں مسجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری دے دو۔"

شرح

امام حاکم اور امام بیہقی نے البعث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت ہوم لا یسخری اللہ النبی والذین امنوا معہ نور ہم یسعی۔ جس دن کہ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو مسلمان ان کے ساتھ ہیں ان کو رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا۔ سے مراد ہے کہ موحّدین میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن نور عطا فرمائے گا۔ لیکن منافق کا نور بجھ جائے گا اور مومن ڈرے گا جب وہ منافق کے نور کو بکھتا ہوا دیکھے گا اور وہ کہے گا رہنا تم لانا نور نا اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارے نور کو پورا کر دیجیے۔

عبد بن حمید وابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت رہنا تم لانا نور نا سے مراد ہے کہ یہ ایمان والوں کا قول ہوگا جب منافقین کا نور بجھ جائے گا۔ (تفسیر درمنثور، سورہ تحریم، بیروت)

بَابُ: الْآبَعْدُ فَالْآبَعْدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَكْثَرُ

یہ باب مسجد کی طرف زیادہ دور سے آنے کے سبب ثواب کے بیان میں ہے

782- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْدِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآبَعْدُ فَالْآبَعْدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَكْثَرُ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص مسجد سے جتنا زیادہ دور ہوتا ہے (یعنی جتنی زیادہ دور سے چل کر آتا ہے؟ اس کو اتنا ہی زیادہ اجر ملتا ہے۔"

شرح

مسجد کی طرف کثرت سے قدموں کا رکھنا ہے، یعنی ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانا جو گھر سے دور ہو اس لئے کہ جتنے زیادہ قدم مسجد کی طرف انھیں گئے اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔ نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار یہ ہے کہ مسجد میں ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے یا اگر مسجد سے نکلے بھی تو دل وہیں دوسری نماز میں لگا رہے اس کی بہت زیادہ فضیلت و عظمت بیان فرمائی جا رہی ہے۔

783- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ

النہدی عن ابی بن کعب قال کان رجل من الانصار تبعه النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینہ وکان لا یطعمہ المسلمون مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فوجعت لک فقلت یا فلان لوالدک الذمیرت حصاراً یمتک الرمن ویرفعک من التلع ویمتک ہوام الارض فقال واللہ ما احب ان ینی بطلب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال فعملت بہ حمتلاً حتی اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذكرت ذلک لہ فدعاہ فسالہ فذكر لہ مثل ذلک و ذکر انہ یزجو فی الیرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لک ما احتسبت

• ابو عثمان نہدی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا گھر مدینہ منورہ میں (مسجد سے) سب سے زیادہ دور تھا۔

لیکن ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں باجماعت نماز میں شریک ہوتا تھا۔ میں نے اس کے لیے ہمدردی محسوس کرتے ہوئے اسے کہا: اے فلاں شخص! اگر تم ایک گدھا خرید لو تو یہ مناسب ہوگا۔ اس طرح تم گرمی سے بھی بچ جاؤ گے اور پاؤں میں پتھر بھی نہیں لگیں گے اور زمین کے کیڑے مکوڑوں سے بھی بچ جاؤ گے۔

تو اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر نبی کریم ﷺ کے گھر کے بالکل ساتھ ہو۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس سے مجھے بڑی پریشانی ہوئی۔

میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے اسے بلوایا اور اس سے اس بارے میں دریافت کیا۔

اس نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بھی وہی بات ذکر کی اور یہ بات بھی بیان کی کہ اسے یہ امید ہے کہ اسے اپنے قدموں (پر چل کر آنے کا ثواب حاصل ہوگا)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے جو امید رکھی ہے وہ تمہیں حاصل ہوگا۔

784- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَرَادَتْ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْ دِيَارِهِمْ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعَرِّوا الْمَدِينَةَ فَقَالَ يَا بَنِي سَلَمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ النَّارَ كُمْ فَأَقَامُوا

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو سلمہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے علاقے سے مسجد کے قریب

783: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 1512، رقم الحديث: 1513، رقم الحديث: 1514، رقم الحديث: 1515، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم

الحديث: 557

784: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

مٹل ہو جائیں تو نبی کریم ﷺ کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ مدینہ منورہ کے اطراف خالی ہو جائیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنو سلمہ! کیا تم اپنے زیادہ قدموں سے چل کر آنے کے ثواب کے حصول کے طلبکار نہیں ہو؟ تو وہ لوگ وہیں مقیم رہے۔

شرح

بنو سلمہ انصار مدینہ کا ایک خاندان ہے اس خاندان کے افراد مسجد نبوی سے دور رہتے تھے۔ جب مسجد نبوی کے قریب رہنے والوں میں سے کچھ لوگوں کا انتقال ہو جانے یا کسی دوسری جگہ چلے جانے کی وجہ سے ان کے مکانات خالی ہوئے تو بنو سلمہ نے مسجد نبوی کے قریب رہنے کی سعادت حاصل کی غرض سے ان خالی مکانات میں منتقل ہونے کا ارادے کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس ارادہ کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس وقت تم لوگ جہاں آباد ہو وہی جگہ سعادت و بھلائی کے اعتبار سے تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ تم لوگ مسجد سے جتنا دور رہو گے مسجد آنے کے لئے تمہیں اتنا ہی چلنا پڑے گا اور نماز کے لئے تم جتنے زیادہ قدم اٹھاؤ گے تمہارے نامہ اعمال میں ان کے بدلے اتنا ہی ثواب لکھا جائے گا اس لئے بھلائی و بہتری اسی میں ہے کہ تم اپنی سابق جگہ آباد رہو۔

785- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ يَسْمَاعِيلَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ الْأَنْصَارُ بَعِيدَةً مِّنَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادُوا أَنْ يَغْتَرِبُوا فَنَزَلَتْ (وَنُكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَرَهُمْ) قَالَ فَتَبَتُوا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کچھ انصاریوں کے گھر مسجد سے بہت دور تھے انہوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔
”جو انہوں نے آگے بھیجا ہے وہ ہم نے نوٹ کر لیا ہے اور ان کے قدموں کے نشان بھی ہم نوٹ کر رہے ہیں۔“
تو وہ لوگ اپنی جگہ پر رہے۔

شرح

(آیت) وَنُكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَرَهُمْ، یعنی ہم لکھیں گے ان اعمال کو جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں عمل کرنے کو آگے بھیجنے سے تعبیر کر کے یہ بتا دیا کہ جو اعمال اچھے یا برے اس دنیا میں کئے ہیں وہ یہیں ختم نہیں ہو گئے، بلکہ وہ تمہارا سامان بن کر آگے پہنچ گئے ہیں جن سے اگلی زندگی میں سابقہ پڑنا ہے، اچھے اعمال ہیں تو جنت کی باغ و بہار بنیں گے، برے ہیں تو جہنم کے انکارے۔ اور ان اعمال کو لکھنے سے اصل مقصود ان کو محفوظ رکھنا ہے، لکھنا بھی اس کا ایک ذریعہ ہے کہ خطا و نسیان اور زیارت و نقصان کا احتمال نہ رہے۔

اعمال کی طرح اعمال کے اثرات بھی لکھے جاتے ہیں

وآثارہم، یعنی جس طرح ان کے کئے ہوئے اعمال لکھے جاتے ہیں اسی طرح ان کے آثار بھی لکھے جاتے ہیں۔ آثار سے

کتاب الصلوٰۃ

مراد اعمال کے وہ ثمرات و نتائج ہیں جو بعد میں ظاہر ہوتے اور باقی رہتے ہیں، مثلاً کسی نے لوگوں کو دین کی نصیحتیں فرمائی ہیں، بتلائے یا اس کے لئے کوئی کتاب تصنیف کی جس سے لوگوں نے دین کا نفع اٹھایا کوئی وقف کر دیا، جس سے لوگوں کو اس سے حیرت پہنچا، یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا، تو جہاں تک اس کے اس عمل خیر کے آثار پہنچیں گے اور جب تک پہنچے رہیں گے وہ سب اس کے اعمال نامہ میں لکھے جاتے رہیں گے۔ اسی طرح برے اعمال جن کے برے ثمرات و آثار دنیا میں پہنچ رہے، مثلاً ظالمانہ قوانین جاری کر دیئے، ایسے ادارے قائم کر دیئے جو انسانوں کے اعمال و اخلاق کو خراب کر دیتے ہیں، یا لوگوں کو کسی غلط اور برے راستہ پر ڈال دیا۔ تو جہاں تک اور جب تک اس کے عمل کے برے نتائج اور مفاسد وجود میں آتے رہیں گے اور کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے رہیں گے۔

جیسا کہ اس آیت کی تفسیر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حضرت جریر بن عبد اللہ مکی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور جتنی آدمی اس طریقہ پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب اس کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی آوے۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا بھی گناہ ہوگا اور جتنے آدمی جب تک اس برے طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے ان کا گناہ بھی اس کو ہوتا رہے گا بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کمی آئے۔

آثار کے ایک معنی نشان قدم کے بھی آتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ انسان جب نماز کے لئے مسجد کی طرف چلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے۔ بعض روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں آثار سے مراد یہی نشان قدم ہیں، جس طرح نماز کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے اسی طرح نماز کے لئے جانے میں جتنے قدم پڑتے ہیں ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ ابن کثیر نے ان روایات کو اس جگہ جمع کر دیا ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ مدینہ طیبہ میں جن لوگوں کے مکانات مسجد نبوی سے دور تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب مکان بنالیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جہاں رہتے ہو وہیں رہو، دور سے چل کر آؤ گے تو یہ وقت بھی ضائع نہ سمجھو، جتنے قدم زیادہ ہوں گے اتنا ہی تمہارا ثواب بڑھے گا۔

بَابُ: فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي جَمَاعَةٍ

یہ باب باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت میں ہے

786- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ بَضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس کے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے یا بازار میں نماز ادا کرنے سے بیس سے زیادہ درجے فضیلت رکھتا ہے۔“

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جماعت کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خود محل مسجد میں پہنچنا ممکن نہ تھا وہاں آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہیے تھا کیونکہ نماز جیسی عظیم عبادت کی شان اسی کی تقاضی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو اسے اعلیٰ درجے پر پہنچایا جائے۔

جماعت کے وجوب سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

جماعت فرض و واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ آیا جماعت سنت ہے یا واجب اور یا فرض میں ہے یا فرض کفایہ؟ چنانچہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے الا کسی عذر کی وجہ سے، یہ قول امام احمد بن حنبل، داؤد، عطاء اور ابو ثور رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا ہے بعض علماء کا قول یہ ہے کہ جو کوئی نماز کے لئے اذان سے اور مسجد میں حاضر نہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں، حضرت امام شافعی کے رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جماعت فرض کفایہ ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے تبعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ جماعت سنت موكده واجب کے قریب ہے لیکن فقہ کی کتابوں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت کے بارے میں حنفی فقہاء کے دو قول ہیں بعض کتابوں میں جماعت کو واجب لکھا گیا ہے اور بعض میں سنت موكده اور وجوب ہی کا قول رائج اور اکثر محققین حنفیہ کا مسلک بیان کیا گیا ہے۔

مشہور محقق حضرت ابن ہمام لکھتے ہیں کہ ہمارے اکثر مشائخ کا مسلک یہی ہے کہ جماعت واجب ہے لیکن اس کو سنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ جماعت کا ثبوت سنت یعنی حدیث سے ہے نہ یہ کہ خود جماعت سنت ہے جیسا کہ نماز عیدین، وہ واجب ہے مگر اسے سنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا ثبوت حدیث سے ہے۔

جماعت کے بعض احکام و مسائل کا بیان

کتاب بدائع میں لکھا ہے کہ جماعت کے لئے مسجد میں حاضر ہونا ہر عقال بالغ غیر معذور پر واجب اور اگر ایک مسجد میں جماعت نہ ملے تو دوسری مسجدوں میں پھرنا واجب نہیں ہے البتہ جماعت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر اگر دوسری مسجدوں میں جائے تو یہ اچھی بات ہوگی، قدوری نے لکھا ہے کہ اس صورت میں کہ اگر مسجد میں جماعت نہ ملے، تو چاہیے کہ اہل و عیال کو جمع کر کے گھر ہی میں جماعت سے نماز پڑھ لی جائے۔ اس مسئلے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ محلے کی مسجد میں جماعت افضل ہے یا جامع مسجد میں، اگر ایک محلے میں دو مسجدیں ہوں تو ان میں سے قدیم مسجد کو اختیار کرنا چاہیے اور اگر دونوں برابر ہوں تو پھر جو مسجد قریب ہو اسے اختیار کیا جائے، جماعت نماز تراویح میں اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور نماز کسوف کے لئے سنت موكده ہے، رمضان کے وتر میں جماعت مستحب ہے علاوہ اور کسی زمانہ کے وتر میں جماعت مکروہ تنزیہی ہے مگر اس

کے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ مواظبت کی جائے اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔ نماز خسوف میں اور تمام لوافل میں جماعت مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ لوافل اس اہتمام سے ادا کئے جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا کسی اور طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بغیر اذان و اقامت کے اور بغیر بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی لفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جماعت کی حکمتیں اور فائدے جماعت کی حکمتیں کیا ہیں؟ اور اس کے کیا فائدے مرتب ہوتے ہیں، اس موضوع پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے۔

امام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ (۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت اس طرح رسم عام کر دی جائے کہ وہ عبادت ایک ضروری عادت ہو جائے کہ اس کو چھوڑنا کسی عادت کو ترک کرنے کی طرح ناممکن ہو جائے اور تمام عبادتوں میں نماز سے زیادہ عظیم و شائعہ کوئی عبادت نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے (۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی عالم بھی، لہذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں تاکہ کہ اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو دوسرا اسے بتا دے گویا اللہ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پر کھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں پس نماز کی تکمیل کا یہ ایک ذریعہ ہوگا۔ (۳) جو لوگ بے نمازی ہوں گے ان کا بھی اس سے حال کھل جائے گا اور ان کے لئے وعظ و نصیحت کا موقع ملے گا۔ (۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا حق تعالیٰ کی رحمت کے نزول اور قبولیت کے لئے ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔ (۵) اس امت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کے نام کا کلمہ بلند ہو اور کلمہ کفر پست ہو اور روئے زمین پر کوئی اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان خواہ وہ کسی درجے اور کسی طبقے کے ہوں، عام و خاص مسافر اور مقیم، چھوٹے اور بڑے سب ہی اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہوں اور اسلام کی شان و شوکت اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی ممانعت کی گئی۔ (حجۃ اللہ الباقی)

(۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور وہ ہر ایک کے درود مصیبت میں شریک ہو سکیں گے جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید و تفسیل جا بجا قرآن عظیم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان فرمائی گئی ہے۔ (علم الفقہ)

موجودہ زمانے کی نظریاتی دوڑ کے مطابق دیکھا جائے تو جماعت اسلام کے نظریہ مساوات کا سب سے اعلیٰ مظہر ہے دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے تمام بندے جو دنیاوی اعتبار سے کسی بھی منصب و مرتبے کے ہوتے ہیں اپنی تمام برتری و فوقیت اور اپنے دنیاوی جاہ و جلال کو بالائے طاق رکھ کر اللہ کے حضور میں تمام عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر سر بسجود ہو جاتے ہیں اور زبان حال سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ ہا اور نہ کوئی بندہ نواز۔

787 حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَفَضْلِ الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَوةٍ أَحَدِكُمْ وَخُذَةُ خَمْسٍ وَعِشْرُونَ جُزْأً

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اجامعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔

788- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ لِي بِيْنَهُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس کے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے پر پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔“

شرح

اس سے پہلی والی حدیث میں نماز باجماعت کی فضیلت بیس گنا کا ذکر ہے اور اس حدیث میں پچیس گنا فضیلت بتائی گئی ہے، اس کی توجیہ علماء نے یہ کی ہے کہ یہ فضیلت رسول اللہ ﷺ کو پہلے ۲۵ گنا بتلائی گئی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مزید اضافہ فرما کر اسے ۲۷ گنا کر دیا، اور بعض نے کہا کہ یہ کمی بیشی نماز میں خشوع و خضوع اور اس کے سنن و آداب کی حفاظت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

نماز بہ جماعت ادا کرنے والے کے لئے ستائیس درجے ثواب میں اضافہ ہونے کا بیان

789- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ رُسْتَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَفْضُلُ عَلَى صَلَوةِ الرَّجُلِ وَخُذَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس کے تنہا نماز ادا کرنے پر ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔“

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے تو جماعت کی نماز کے ثواب کی زیادتی ستائیس درجے معلوم ہوتی ہے مگر دوسری روایتوں میں پچیس درجے زیادتی مذکور ہے چنانچہ علماء محدثین لکھتے ہیں کہ اکثر روایتوں میں یہی ثابت ہے کہ جماعت کی نماز کا ثواب تنہا نماز کے ثواب سے پچیس درجے زیادہ ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کی ایک ایسی روایت ہے کہ جس میں ستائیس

درجے کا ذکر کیا گیا ہے، لہذا اس حدیث اور اس احادیث میں یہ تطبیق ہونی چاہئے کہ پہلے ہی سے اس پر عمل کرنے والوں کی زیادتی معلوم ہوئی ہوگی پھر بعد میں حق تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے ستائش درجے کا ثواب کی زیادتی کا احوال کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا جائے کہ درجات کا اختلاف نمازی کے احوال کے تفاوت کی بنا پر ہے۔ یہ بتانی کہ جماعت کی نماز کا ثواب اس کے اپنے احوال کی بنا پر ستائش میں گناہ ہے اور کسی نمازی کو جماعت کی نماز کا ثواب اس کے اپنے احوال کی بنا پر پچیس گنا دیا ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ ثواب کی زیادتی کی یہ فضیلت اس جماعت کی نماز سے ہے جو مسجد میں ادا کی جائے گی یا اس جماعت کی نماز کے لئے بھی ہے جو مسجد میں نہیں بلکہ گھر وغیرہ میں ادا کی جائے چنانچہ دوسرے رائے تو یہ ہے کہ یہ فضیلت مسجد کی جماعت کے ساتھ مختص ہے مگر دوسرے بعض علماء کا قول ہے کہ یہ فضیلت عمومی طور پر ہر جماعت کی نماز کے لئے ہے خواہ مسجد میں ادا کی جائے والی جماعت ہو یا مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ۔

790- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ أَوْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

••• حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنا اس کے تنہا نماز ادا کرنے پر چوبیس (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔“

بَابُ: التَّغْلِيظِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ

یہ باب جماعت میں شریک نہ ہونے کی شدید مذمت میں ہے

نماز باجماعت ادا نہ کر نیوالوں کے لئے وعید کا بیان

791- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ ثُمَّ أُمَرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُنْطَلِقَ بِرَجَائِلٍ مَعَهُمْ حُزْمٌ مِّنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَرُونَ الصَّلَاةَ فَأُحْرِقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتُهُمْ بِالنَّارِ

••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں نماز کے لیے حکم دوں اسے قائم کیا جائے پھر میں کسی شخص کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز

پڑھائے پھر میں کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر جاؤں جن کے ساتھ نکلنے کے گئے ہوں اور ان لوگوں کی طرف جاؤں جو
جماعت نماز میں شریک نہیں ہوئے اور پھر ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

شرح

اس حدیث سے جماعت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو لوگ جماعت کے لئے مسجدوں میں نہیں آتے ان لوگوں کو
اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہونے کی وعید کس مبالغے کے ساتھ بیان فرمائی جا رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات
خود ارادہ فرمایا کہ جماعت ترک کر دیں اور ان لوگوں کو جماعت میں حاضر نہ ہونے کے جرم کی سزا دیں۔ آخر حدیث میں ایسے لوگوں
کی ذہنی اتاد اور طبعی کمزوری کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ انہیں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مسجد میں دنیا کی ایسی حقیر شے بھی مل جائے
گی تو وہ نماز میں شریک ہونے کے لئے بھاگے ہوئے آئیں مگر آخر کی سعادت و ثواب اور حق جل شانہ کا قرب عظیم وغیر فانی چیز
سے حصول کی طرف ان کا میلان نہیں ہوتا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عذر کی بناء پر کسی
کو اپنا قائم مقام بنادے اور خود اپنی ضرورت کی وجہ سے چلا جائے۔

ناپینا افراد کے لئے بھی نماز بہ جماعت ادا کرنے کا بیان

792- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي رَزِينٍ عَنِ ابْنِ أُمِّ
مَكْتُومٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي كَبِيرٌ ضَرِيرٌ خَاسِعُ الدَّارِ وَلَيْسَ لِي قَائِدٌ يَلَاؤُنِي
لَهْلُ تَجِدُ لِي مِنْ رُخْصَةٍ قَالَ هَلْ تَسْمَعُ الْيَذَاءَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً

••• حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: میں عمر رسیدہ اور
ناپینا ہوں میرا گھر بھی دور ہے مجھے کوئی راستہ دکھانے والا بھی نہیں ہے جو میرا ساتھ دے سکے تو کیا آپ میرے لیے
کوئی رخصت پاتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں تو
آپ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں ملتی۔

شرح

صحیحین کی حدیث میں منقول ہے کہ "جب حضرت عثمان ابن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی بیعتی کا شکوہ کیا (کہ اس کی وجہ
سے میں مسجد میں حاضری سے معذور ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ اپنے گھر ہی
میں نماز پڑھ لیا کریں۔" لہذا اس سے معلوم ہوا کہ ناپینا آدمی کو جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے مگر جیسا کہ اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں دی اس کی وجہ یہ
ہے کہ وہ فضلاء مہاجرین میں سے تھے ان کی شان کے لائق یہی بات تھی کہ وہ اولیٰ پر عمل کریں یعنی جماعت میں حاضر ہوا کریں
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے تو اجازت دے دی مگر پھر وحی آ جانے یا اجتہاد کے بدل جانے کی وجہ سے آپ صلی

اللہ تعالیٰ اعلم کہ اہل بیت علیہم السلام نے اس حدیث میں اذان سننے سے بعد مسجد میں حاضر ہونے کی شرط اور اہمیت و اہمیت کا ذکر فرمایا ہے۔

اس حدیث سے جماعت کی بڑی اہمیت و تاکید ثابت ہوتی ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے عہد اللہ ان امم میں سے جماعت سے طیر حاضر ہونے کی اجازت نہ دی، حالانکہ وہ اندھے تھے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے پاس دینی آدمی بھی نہیں ہے، مگر کو پکڑ کر لائے، کیونکہ ان کا کہ مسجد سے بہت دور تھا، وہ اذان کی آواز سننے تھے اور پھر آدمی کے آتے تھے، اور انہوں نے یہ حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمہارے لیے جماعت کا ترک جائز نہیں کیونکہ اہل بیت جماعت سے معافی کے لئے قرآن مجید اور آپ ﷺ نے قہان بن مالک رضی اللہ عنہ کی جماعت ان کے اندھے ہونے کی وجہ سے معاف کی، بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے ایسی رخصت نہیں پاتا کہ تم جماعت میں حاضر نہ ہو، اور جماعت کا ثواب نہ پاؤ، واللہ اعلم۔

793- حَدَّثَنَا هُذَيْلُ الْحَمِيدِيُّ بْنُ بَيَانَ الْوَاسِطِيُّ الْأَنْبَلِيُّ عَنْ خُصْبَةَ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ نَابِثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ الْإِقْدَاءَ فَلَكُمْ بِأَيْهِ فَلَا صَلَوةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ

حضرت عہد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص اذان سنتا ہے اور مسجد میں نماز ادا کر لے کے لیے (نہیں آتا) تو اس کی نماز نہیں ہوتی البتہ عذر کا حکم مختلف ہے۔

ترک جماعت کے اعدار کا بیان

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے ہر عاقل بالغ غیر معذور پر جماعت واجب ہے لیکن اگر ایسا کوئی آدمی ہو یعنی اسے ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ مسجد میں جا کر جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا تو اس کے لئے جماعت واجب نہیں رہتی، چنانچہ فقہاء نے ترک جماعت کے پندرہ عذر بیان کئے ہیں۔

(۱) نماز کے صحیح ہونے کی شرط مثلاً طہارت یا ستر محورت وغیرہ کا نہ پایا جانا۔ (۲) پانی کا بہت زوروں کے ساتھ برسنے، اس سلسلے میں حضرت امام محمد نے اپنی کتاب موطا میں لکھا ہے کہ اگرچہ شدید بارش کی صورت میں جماعت کے لئے نہ جانا جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ جا کر جماعت سے نماز پڑھی جائے۔ (۳) مسجد کے راستے میں سخت کچڑ کا ہونا۔ (۴) سردی اتنی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔ (۵) مسجد تک جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔ (۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔ (۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرضے کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔ (۸) رات اس قدر اندھیری ہو کہ راستہ نہ دکھائی دیتا ہو ایسی حالت میں یہ ضروری نہیں کہ لائٹیں وغیرہ ساتھ لے کر جائے۔ (۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔ (۱۰) کسی مریض کی تیمارداری کرنا ہو کہ اس کے جماعت میں

چھ جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔ (۱۱) پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔ (۱۲) سڑکا ارادہ رکھتا ہو اور خوف
جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائے گا ریل کا مسئلہ بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے مگر فرق اس قدر کہ
ریل ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں کے بعد ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو
دوسرے وقت جاسکتا ہے ہاں اگر ایسا ہی سخت حرج ہوا ہو تو جماعت چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں۔ (۱۳) فقہ وغیرہ پڑھنے یا پڑھانے
میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو۔ (۱۴) کوئی ایسی بیماری مثلاً قالج وغیرہ ہو یا اتنا ضعیف ہو کہ چلنے پر قادر نہ ہو یا تار یا
ہوا گرچہ اس کو مسجد تک پہنچا دینے والا کوئی مل سکے یا لنگڑا ہو یا دونوں طرف سے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں۔ (۱۵) کھانا تیار یا
تیار کے قریب ہو اور ایسی بھوک لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

ترک جماعت والوں کے دلوں پر مہر لگا دینے کا بیان

794- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ
الْحَكِيمِ بْنِ مِثْنَاءٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ أَنَّهُمَا سَمِعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى
أَعْوَادِهِ لَيَسْتَهَيِّنَ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ أَوْ لَيَخْتَمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ
••• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو منبر
پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یا تو لوگ باجماعت نماز ترک کرنے سے باز آجائیں گے یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے
دلوں پر مہر لگا دے گا اور پھر وہ ضرور غافل لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔

شرح

ایمان کا نور ان کے دلوں سے جاتا رہے گا، اور عبادت کی لذت اور علاوت ان کو حاصل نہ ہوگی، یا عبادت کا اثر ان کے دلوں
پر نہ ہوگا، اور دل میں غفلت اور تار کی بھر جائے گی، یہ فرمودہ آپ ﷺ کا مجرب ہے۔

ترک جماعت کے سبب وعید کا بیان

795- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْهَذَلِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ
الزُّبَيْرِ بْنِ عُمَرَ وَالضَّمَرِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَسْتَهَيِّنَنَّ
رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ أَوْ لَا حَرَقَنَّ بَيُوتَهُمْ

••• حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
”لوگ جماعت ترک کرنے سے یا تو باز آجائیں گے یا پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں گا۔“

بَاب : صَلَوةِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ

یہ باب عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بیان میں ہے

796- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ابِرَاهِيمَ اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ابِرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَائِشَةُ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي صَلَوةِ الْعِشَاءِ وَصَلَوةِ الْفَجْرِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا

● سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ عشاء اور فجر کی نمازوں (کو باجماعت ادا کرنے میں) کیا فضیلت ہے تو وہ ان میں ضرور شریک ہوں خواہ وہ گھسٹ کر چل کر آئیں۔

شرح

اگر چل نہ سکے تو ہاتھ اور پاؤں کے بل جماعت میں آئیں، اس حدیث سے عشاء اور فجر کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان دونوں صلاتوں کا وقت نیند اور سستی کا وقت ہوتا ہے، اور نفس پر بہت شاق ہوتا ہے کہ آرام چھوڑ کر نماز کے لئے حاضر ہو، اور جو عبادت نفس پر زیادہ شاق ہو اس میں زیادہ ثواب ہے۔

797- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَنْبَأَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَثْقَلَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلَوةُ الْعِشَاءِ وَصَلَوةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”منافقین کے لیے سب سے بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے۔ اگر انہیں پتہ چل جائے کہ ان کا کیا اجر و ثواب ہے تو وہ ان میں شریک ہوں اگرچہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑے۔“

798- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زُرَيْعَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُسْمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً لَا تَقُوتُهُ الرَّكْعَةُ الْأُولَى مِنْ صَلَوةِ الْعِشَاءِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا عِتْقًا مِنَ النَّارِ

● حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

796: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

797: أخرجه مسلم في ”المصحيح“ رقم الحديث: 1481

798: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

”جو شخص مسجد میں جماعت کے ساتھ پالیس دن تک نماز ادا کرتا رہے اس طرح کہ اس کی مشاء کی نماز کی کوئی ایک رکعت بھی فوت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے یہ بات لکھ دیتا ہے یہ جہنم سے آزاد ہے۔“
شرح

اور ابو داؤد میں ہے کہ ہر شے کی ایک عدد کی ہے، اور نماز کی عدد کی تکبیر اولیٰ ہے، اس لئے اس پر محافظت کرو، نیز اس حدیث کی روایت میں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جس شخص نے جماعت کی پہلی رکعت پائی اس نے گویا تکبیر تحریرہ امام کے ساتھ پائی، کیونکہ دوسری روایت میں رکعت اولیٰ کے بدل تکبیر اولیٰ ہے، اور تکبیر اولیٰ پانے میں تین قول ہیں، ایک یہ کہ امام کی تکبیر کے ساتھ ہی شریک ہو، دوسرے یہ کہ امام کی قرات سے پہلے نماز میں شریک ہو جائے، تیسرے یہ کہ رکوع سے پہلے شریک ہو جائے، اور اخیر قول میں آسانی ہے۔

بَابُ: لَزُومِ الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ

یہ باب مسجد میں رہنے اور نماز کا انتظار کرنے میں ہے

نماز پڑھ کر نماز والی جگہ پر بیٹھے رہنے کی فضیلت کا بیان

798- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُحَدِّثْ فِيهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو جائے تو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے جب تک وہ نماز کی وجہ سے وہاں رکا رہتا ہے اور فرشتے اس شخص کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی اس جگہ پر بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز ادا کی تھی وہ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! تو اس کی مغفرت کر دے اے اللہ! تو اس پر رحم کر اے اللہ! تو اس کی توبہ قبول کر لے (وہ ایسا اس وقت تک کرتے رہتے ہیں) جب تک وہ اس جگہ پر بے وضو نہیں ہوتا اور جب تک وہ (وضو توڑ کر ہوا خارج کر کے) ان فرشتوں کو اذیت نہیں دیتا۔“

شرح

فرشتے اس کے لئے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ با وضو رہتا ہے، اگر وہ زبان یا ہاتھ سے کبھی مسلمان کو تکلیف پہنچا دیتا ہے تو فرشتوں کی دعا بند ہو جاتی ہے، اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے مسجد میں ہمیشہ با وضو رہنا چاہئے، اگرچہ

بے وضو بھی رہ سکتا ہے، مگر یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

مسجد میں نماز پڑھنے اور ذکر کرنے کی تفصیلات کا بیان

800- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَبَابَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسْجِدَ لِلصَّلَاةِ وَالذِّكْرِ إِلَّا تَبَشَّشَ اللَّهُ لَهُ كَمَا يَتَبَشَّشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ

●● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جو شخص نماز ادا کرنے اور ذکر کرنے کے لیے مسجد کو اپنا وطن بنا لیتا ہے (یعنی وہاں ٹھہرا رہتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے اس طرح خوش ہوتا ہے جس طرح کسی غائب شدہ شخص کے واپس آنے پر اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں۔“

801- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ حُمَيْلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَابِطٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ لَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا قَدْ خَفَزَهُ النَّفْسُ وَقَدْ خَسَرَ عَنْ رُكُوبِهِ فَقَالَ ابْشِرُوا هَذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنَ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يَأْتِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةُ يَقُولُ انظُرُوا إِلَى عِبَادِي قَدْ قَضَوْا فَرِيضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ أُخْرَى

●● حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کی افتاء میں مغرب کی نماز ادا کی تو جس نے جانا تھا وہ واپس چلا گیا جس نے ٹھہرنا تھا وہ ٹھہر گیا، نبی کریم ﷺ تیزی سے تشریف لائے آپ ﷺ کا سانس پھول رہا تھا آپ ﷺ کے گھنٹوں سے چادر ہٹی ہوئی تھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ یہ خوشخبری حاصل کرو کہ تمہارے پروردگار نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا ہے اور تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے نعر کا اظہار کر رہا ہے وہ یہ فرما رہا ہے تم میرے بندوں کو دیکھو کہ انہوں نے ایک فرض کو ادا کر دیا ہے اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔

مسجد کی خبر گیری کرنے والے کے ایمان کی گواہی کا بیان

802- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ) الْآيَةَ

●● حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ

800: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

801: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

802: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 2617، ورقم الحديث: 3093

تہذیب کی سبب سے مسجد حاضر ہوتا ہے تو اس کے حق میں ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ "بے شک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ شخص آباد کرے گا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو۔"

شرح

اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تم اگر کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو اللہ کے گھر کی خبر گیری کرتا ہو یعنی اس کی حفاظت و مرمت کرتا ہے اس میں جھاڑ دو غیرہ دے کر اس کی صفائی و ستھرائی رکھتا ہے اس میں نماز پڑھتا ہے اور عبادت کرتا ہے اور اس میں دینی علوم کے درس دے رہا ہے تو تم اس کے حق میں گواہی دو کہ وہ مرد مومن اور اللہ و رسول ﷺ کا اطاعت گزار و فرمانبردار بندہ ہے۔

مسجدوں کو آباد رکھنے والوں کی فضیلت کا بیان

إِنَّمَا يَغْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ،

عمارت مساجد سے اس جگہ مراد ہے ہمیشہ عبادت ذکر الہی اور علم و قرآن کی تعلیم سے مسجدوں کو آباد رکھنا۔ حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ مسجد کا عادی بن گیا ہے (جب کام سے چھوٹتا ہے مسجد کا رخ کرتا ہے) تو اس کے مؤمن ہونے کی شہادت دو کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: إِنَّمَا يَغْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ رواہ الترمذی والدارمی والبخاری۔

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح یا شام مسجد کو جاتا ہے تو جتنی مرتبہ بھی جائے اللہ (ہر مرتبہ جانے کے بدلے میں) اس کے لئے جنت میں ایک مکان تیار کر دیتا ہے۔ متفق علیہ۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس روز اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس روز سات آدمیوں کو اللہ اپنے سایہ میں لے لے گا۔ ان سات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اس آدمی کا شمار کیا کہ جب وہ مسجد سے نکلتا ہے تو واپس مسجد میں آنے تک دل اس کا مسجد میں ہی پڑا رہتا ہے۔ متفق علیہ۔

حضرت سلمان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گھر میں اچھی طرح وضو کرنے کے بعد مسجد کو جاتا ہے وہ اللہ کی ملاقات کو آنے والا (یعنی اللہ کا مہمان) ہو جاتا ہے اور میزبان پر حق ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ رواہ الطبرانی و عبد الرزاق و ابن جریر فی تفسیرہما و البیہقی فی شعب الایمان۔ عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی فرماتے تھے: زمین پر مسجدیں اللہ کے گھر ہیں۔ جو ان مسجدوں میں اللہ کی ملاقات کو آئے اللہ پر حق ہے کہ وہ ان کی عزت کرے۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان و عبد الرزاق و ابن جریر فی تفسیرہما۔

مسجد کی آباد کاری کے ذیل میں آتا ہے کہ مسجد کو بنانا سجانا روشن کرنا اور مناسب امور سے اس کی حفاظت کرنا مثلاً خرید و فروخت اور دنیا کی باتوں سے اس کو پاک رکھنا۔ محمود بن لبید کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے ایک مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے اس کو ناپسند کیا (کیونکہ مدینہ شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مسجد موجود تھی) اور اس ارادہ کو ترک کرنے

کی خواہش کی۔ حضرت عثمان نے فرمایا: میں نے خود سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جو اللہ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

دوسری روایت میں آیا ہے: اسی شکل کا گھر اللہ اس کے لئے جنت میں بنائے گا۔ ایک اور روایت میں آیا ہے: جو شخص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کوئی مسجد بنائے گا اللہ اس کے لئے ویسا ہی مکان جنت میں بنائے گا۔ رواہ احمد و الشیخان فی الترمذی و الترمذی و صحیحہ و ابن ماجہ و البغوی۔ ابن ماجہ نے یہ حدیث حضرت علی کی روایت سے بھی بیان کی ہے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس کی روایت سے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے کوئی مسجد بنائے گا کو ایسا ہی گھونسلہ ہو جیسے قطاۃ اپنے انڈوں کے بناتی ہے اللہ اس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا۔ طبرانی نے حضرت ابو امامہ کی روایت سے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ جنت کے اندر اس سے بڑا مکان اس کے لئے بنائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی شخص مسجد کے اندر کسی کو اپنی گم شدہ اونٹنی تلاش کرتے سنے تو کہے: اللہ کرے تیری اونٹنی واپس نہ ملے کیونکہ مسجد میں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔ رواہ مسلم

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ گھروں کے اندر مسجد (نماز کی جگہ) بنالی جائے اور اس کو پاک صاف اور خوشبودار رکھا جائے۔ رواہ ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ۔

حضرت عمرو بن شعیب کے دادا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے اندر اشعار گا کر پڑھنے اور خرید و فروخت اور نماز سے پہلے وہاں گھیرا ہوا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ رواہ ابوداؤد و الترمذی۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم کسی کو مسجد کے اندر خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو: اللہ تجھے اس تجارت میں نفع نہ دے اور اگر مسجد کے اندر کسی کو گم شدہ اونٹنی ڈھونڈتے (یعنی لوگوں سے پوچھتے اور کہتے سنتے) پاؤ تو کہو: اللہ کرے تیری اونٹنی واپس نہ ملے۔ رواہ الترمذی و الداری۔

لعسی اولئک ان یکونوا من الہتدین۔ پس ایسے لوگوں کی نسبت توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ الہتدین یعنی اطاعت الہی کے پابند جو ان کو جنت میں لے جانے والی ہے (اگرچہ اللہ کے فرمانبرداروں کا جنت میں داخلہ یقینی ہے مگر) صیغہ امید (حسی) کا استعمال بہ چند وجوہ کیا گیا: (۱) کافر جو اپنے اعمال سے فائدہ اندوز ہونے اور ہدایت یافتہ ہونے کا یقین کئے بیٹھے تھے ان کو تنبیہ اور زجر کرنا مقصود ہے کہ تم کس گنتی میں ہو تم کو تو اپنے اعمال کے نتیجہ انگیز ہونے کی امید ہی نہ رکھنی چاہئے۔ مسلمانوں کے ہدایت یافتہ ہونے کا معاملہ گو گو اور غیر یقینی حالت میں ہے مسلمان بھی اپنے کو قطعی نجات یافتہ نہیں کہہ سکتے۔ (۲) مسلمانوں کو بازداشت کہ کہیں اپنے اعمال پر مغرور نہ ہو جانا اور اپنی ان نیکیوں پر بھروسہ نہ بیٹھنا (بلکہ خوف کے ساتھ امید رکھنا)۔

ابو نعیم نے حضرت علی کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر کے پاس وحی بھیجی کہ تمہاری امت میں جو میرے اطاعت گزار بندے ہیں ان سے کہہ دو کہ اپنے اعمال پر مگن نہ ہو جانا کیونکہ قیامت

کے دن جب میں کسی بندے کی حساب منی کروں گا اور اس کو عذاب دینا چاہوں گا تو عذاب دوں گا (اس کے اعمال موجب نجات نہ ہوئیں گے) اور تمہاری امت میں جو میرے نافرمان ہیں ان سے کہہ دو کہ خود اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو (اور ناامید نہ ہو) میں بڑے بڑے گناہ بخش دوں گا اور پرواہ نہ کروں گا۔ واللہ اعلم۔

مسلم اور ابن حبان اور ابوداؤد نے کہا کہ حضرت نعمان بن بشیر نے فرمایا: میں چند صحابیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ہم میں سے ایک آدمی کہنے لگا: مسلمان ہونے کے بعد مجھے پرواہ نہیں کہ میں اللہ کے لئے کوئی عمل کروں بس میں تو حاجیوں کو پانی پلاؤں گا (اسی کو سب سے زیادہ اچھا عمل جانتا ہوں) دوسرے نے کہا کہ نہیں مسجد حرام کی آباد کاری (سب سے اچھا عمل ہے میں تو یہی کروں گا) تیسرا بولا (سب غلط ہیں) جو کچھ تم نے کہا اس سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس مت جینٹو۔ یہ واقعہ جمعہ کے دن کا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا: جمعہ کی نماز کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمہارے ان جھگڑوں کے متعلق دریافت کروں گا۔ اس پر آیت ویل نازل ہوئی۔ (تفسیر جامع الہدایہ، مظہری، قتب، ص ۱۷۹)

کِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا

یہ کتاب نماز کو قائم کرنے اور اس کے طریقہ سنت کے بیان میں ہے

قیام نماز کا بیان

حضرت بایزید بسطامی کا فرمان ہے: میں نے تیس سال کا مجاہدہ کیا مگر میں نے علم اور اس کے مطابق عمل کرنے سے اور کسی چیز کو اپنے لئے مشکل نہیں پایا۔ نماز کی حقیقت کے بارے میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نماز قائم کرو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز قائم کرو اور وہ جو تمہارے ملک میں ہیں۔ (اُن کا خیال رکھو)۔

نماز ایک مخصوص عبادت ہے جو روزانہ چند مخصوص احکام کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور اللہ جل جلالہ کا حکم ہے پانچ وقتوں میں نمازیں ادا کرو۔

حدیث شریف میں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منور میں ایسا جوش ہوتا تھا جیسا کہ کانسی کی دیگ میں جس کے نیچے آگ جلتی ہو۔

امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نماز کا قصد کیا کرتے تو آپ کے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے اور کپڑے سے باہر سر نکال دیتے اور آپ پر کپڑی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ اُس امانت کے ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے جس کے اٹھانے سے آسمان اور زمین عاجز آ گئے تھے۔

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کی نماز کا بیان

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حاتم اصم سے پوچھا۔ آپ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کہ جب نماز کا وقت آ جاتا ہے تو ایک وضو ظاہر کا کرتا ہوں اور ایک باطن کا۔ ظاہری وضو پانی سے کرتا ہوں اور باطنی وضو توبہ سے۔ پھر مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور مسجد بیت الحرام کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ مقام ابراہیم کو اپنے دو ابرو کے سامنے رکھتا ہوں، بہشت کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا ہوں اور ملک الموت کو اپنی پیٹھ کے پیچھے خیال کرتا ہوں، پھر نہایت خُرمَت کے ساتھ قیام اور بڑی ہیبت کے ساتھ قرات اور خاکساری کے ساتھ رکوع، عاجزی کے ساتھ سجود اور بڑے حلم و وقار کے ساتھ قعود اور پھر آخر میں شکر حق کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں اور توفیق قبضہ قدرت میں ہے

نماز کے فوائد کا بیان

یہ جانتا چاہئے کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ طالبان حق، اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں ابتداء سے انتہا تک اسی سے راہ حق ملتے ہیں اور اسی میں مشغول ہوتے ہیں۔ ان کے مقامات عموماً اس میں کشف ہوتے ہیں۔ چنانچہ طہارت طالبان حق کے لئے نہایت ہوتی ہے اور قبلہ کی طرف رخ کرنا پیر کے ساتھ تعلق کے قائم مقام ہے اور قیام کرنا مجاہدۃ نفس اور قرأت ذکر دوام اور رکوع و اقع اور معرفت نفس اور تشہد، اُنس حق اور سلام دنیا سے علیحدگی اور مقامات کی پابندی سے نکلنے کے قائم مقام ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام تعلقات سے منقطع ہو جاتے تو کمال حیرت کے محل میں شوق دیدار کے طالب ہوتے اور فقط یاد حق سے تعلق مضبوط کرتے، پھر فرماتے: اے بلال رضی اللہ عنہ ہمیں نماز سے خوش کرو۔ یعنی نماز کی اذان دوتا کہ نماز پڑھ کر رابع قلب حاصل کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ یعنی مجھے نماز ہی میں سرور اور فرحت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تسری فرماتے ہیں: سچے فرمانبردار کی علامت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ اُس کے لئے مقرر ہوتا ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو وہ اُس بندہ کو نماز ادا کرنے پر آمادہ کرے اور اگر وہ شخص سو رہا ہو تو اُسے بیدار کر دے اور یہ علامت حضرت سہل بن عبد اللہ تسری میں ظاہر تھی۔ اس لئے کہ آپ بوڑھے اور معذور ہو گئے تھے۔ لیکن جب نماز کا وقت آیا تو لبیک ٹھاک ہو جاتے اور نماز ادا کر چکے تو پھر عاجز اور معذور کھڑے کے کھڑے رہ جاتے۔

روایت ہے کہ حضرت حسین بن منصور رحمہ اللہ تعالیٰ رات دن میں چار سو رکعت نماز پڑھنا لازم رکھتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ جو اتنے بلند درجہ پر ہیں تو اس قدر رنج اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ سب رنج و راحت تیرے اپنے مال میں ظاہر ہوتا ہے اور دوستان حق جو فانی الصفت ہوتے ہیں انہیں نہ رنج محسوس ہوتا ہے نہ راحت۔ خبردار سستی کا نام حق تک پہنچنا اور حرص کا نام طلب حق نہ رکھنا۔

فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی جب بوڑھے ہو گئے تو روزانہ ایام جوانی کے اُوراد میں سے کوئی ورد بھی نہ چھوڑتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا اے شیخ! اب آپ ضعیف ہو گئے ہیں ان اُوراد میں سے کچھ چھوڑ دیجئے تو آپ نے فرمایا: یہ وہ چیزیں ہیں کہ شروع سلوک میں، میں نے جو کچھ پایا انہی کی بدولت پایا۔ اب محال ہے کہ انتہائے سلوک میں ان کو ترک کر دوں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ایک عابدہ عورت کو دیکھا کہ بچھونے اُس کو نماز میں چالیس جگہ کاٹا اور اُس میں کچھ بھی تغیر ظاہر نہ ہوا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے اُس سے کہا: اے لڑکی! جان آپ نے اُس بچھو کو کیوں نہیں ہٹایا؟ تو وہ فرماتی ہیں: لڑکے تو ابھی بچہ ہے کس طرح ممکن ہو سکتا ہے میں خداوند تعالیٰ کے کام میں اپنا کام کرتی۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس سال سفر کیا مگر میری کوئی نماز جماعت کے بغیر نہیں ہوتی تھی اور جمعہ المبارک کے روز میں ایک قصبہ میں ہوتا تھا اور نماز کے احکام اس سے زیادہ ہیں کہ اُن کو بیان کر سکیں لیکن مقامات میں سے جو بات نماز سے تعلق

رکعتی ہے وہ محبت الہی ہے۔

بَابُ: افْتِتَاحُ الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کی ابتداء کے بیان میں ہے

نماز کی ابتداء اور خوف خدا کی کیفیت کا بیان

امام حضرت زین العابدین ؑ جب وضو کرتے تو آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا آپ کے گھردالوں میں سے کسی نے پوچھا آپ کا وضو کے وقت یہ کیا حال ہو جاتا ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے جا رہا ہوں اور جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کے جسم میں لرزہ پڑ جاتا کسی نے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں اور اس سے مناجات کرنا چاہتا ہوں تو میرے جسم میں لرزہ پڑ جاتا ہے۔

اور جب تمہارے امام حضرت موسیٰ ؑ کاظم ؑ کو شہ تہائی میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو روتے اور آپ کے جسم کے اعضاء میں اضطراب پیدا ہو جاتا اور آپ کے قلب (مبارک) میں خوف خدا سے حزن و اندوہ پیدا ہو جاتا تھا۔

اور جب آپ کو ہارون رشید کے تاریک اور وحشتناک قید خانہ میں لے جایا گیا تو وہاں آپ خدا کی اطاعت و عبادت میں مشغول ہو گئے اور اس بہترین و پسندیدہ فرصت کے مہیا ہونے پر اپنے پروردگار کا شکر بجالائے اور اپنے پروردگار کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کر تمہیں میں نے تم سے عرض کیا تھا کہ مجھے اپنی عبادت کا موقع عنایت فرما تو نے میری اس دعا کو قبول کیا لہذا میں تیری اس چیز پر حمد و ثنا بجالاتا ہوں۔

صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنے کا بیان

۸۸۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِيسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِی عَبْدُ الْحَمِیدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَمَیْدٍ السَّاعِدِیَّ یَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ امْتَقَلَ الْقَبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ

●● حضرت ابو حمید ساعدی ؑ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف رخ کرتے اور رفع یدین کرتے ہوئے اللہ اکبر کہتے۔

تکبیر تحریمہ کی وجہ تسمیہ کا بیان

علامہ ابن محمود الباری ؒ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ نماز کا فرض ہے اس کا رکن نہیں ہے۔ اور اسمیت کے تحقق کے لئے اس

803: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 828 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 964 ورقم الحديث: 965 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 304 ورقم الحديث: 305 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1038 ورقم الحديث: 1100 ورقم الحديث: 1180 ورقم الحديث: 1261 أخرجه ابن ماجه فی "السنن" رقم الحديث: 862 ورقم الحديث: 1061

سے آخر میں تاء کو لاحق کیا گیا ہے۔ اور اب یہ نام اس تکبیر کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ یہ تکبیر ہر اس چیز کو حرام قرار دیتی ہے جو اس سے پہلے حلال تھی۔ (جیسا مباح کاموں کا مثلاً کھانا، پینا اور کلام کرنا وغیرہ ہیں)۔ اور باقی تمام تکبیرات میں سے کوئی تکبیر بھی اشیاء مباحہ کو حرام کرنے والی نہیں۔ (عنا یہ شرح الہدایہ، ج ۱، ص ۱، بیروت)

تکبیر تحریمہ کی فرضیت کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تو تکبیر سے شروع فرماتے تھے اور قرأت کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ آہستہ سے پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

کیونکہ رب کی بڑائی بولنے اور بزرگی و عظمت بیان کرنے سے اس کا خوف دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تقدیس ہی وہ چیز ہے جس کی معرفت سب اعمال و اخلاق سے پہلے حاصل ہونی چاہیے۔ بہر حال اس کے کمالات و انعامات پر نظر کرتے ہوئے نماز میں اور نماز سے باہر اس کی بڑائی کا اقرار و اعلان کرنا تمہارا کام ہے۔

کبریائی صرف اللہ کے لیے ہے اس لیے اسی کی کبریائی کا ذکر تمہاری زبان پر ہونا چاہیے اور اسی کا چرچا لوگوں میں کرنا چاہیے۔ نماز کا آؤ تکبیر یعنی اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کے کلمات ہی سے ہوتا ہے اور اذان میں بھی بار بار اس کلمہ کو دہرایا جاتا ہے تاکہ فضا اللہ کی تکبیر سے گونج اٹھے۔ تکبیر کا حکم سورۃ بنی اسرائیل کی آخری آیت میں بھی دیا گیا ہے۔ وَتَكْبِرُۢهُ تَكْبِيرًا اور اس کی بڑائی بیان کرو جیسی بڑائی بیان کرنا چاہیے۔

اللہ کی بڑائی بیان کرنے میں شرک کی تردید بھی ہے اور توحید کا اثبات بھی۔ مشرکین نے کسی کو مہادیو بنا دیا ہے اور کسی کو مہاتما جن کی وہ پرستش کرتے ہیں لیکن یہ صرف دھوے ہیں حقیقت یہ ہے کہ کبریائی اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے اور نہ اس کے سوا کوئی معبود ہے جس کی پرستش کی جائے۔

تکبیر تحریمہ کے بدلے میں الفاظ ادا کرنے کا بیان

امام ابو الحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر اس نے تکبیر کے بدلے ”اللہ اجل، اللہ اعظم، یا الرحمن اکبر، یا لا الہ الا اللہ“ کہے یا اللہ تعالیٰ کے دوسرے اسماء صفاتیہ میں سے کسی نام کو پڑھے تو طریقین کے اس کا ایسا کرنا کافی ہے۔

جبکہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر وہ شخص تکبیر اچھی طرح کہہ سکتا ہو تو اس کے لئے اللہ اکبر، اللہ الاکبر، اللہ الکبیر کے علاوہ جائز نہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صرف پہلے دو کلمات کے علاوہ کہنا جائز نہیں۔ اور امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تکبیر صرف پہلے کلمہ کے ساتھ جائز ہے کیونکہ اسی کو نقل کیا گیا ہے۔ اور اس میں اصولی طور پر توقیف ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تعریف میں الف لام کا داخل کرنا یہ زیادہ بلاغت رکھتا ہے۔ لہذا

”الاکبر“ اکبر کے قائم مقام ہو گیا۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ”اھل البعل“ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہونے کے برابر ہیں۔ مگر جس وقت پڑھنے والا ان کو اچھی طرح نہ پڑھ سکا ہو۔ کیونکہ وہ صرف معنی پر قادر ہے۔

اور طریقین علیہما الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ اہل بیت کے اہتمام سے تکبیر عظیم ہے۔ اور وہ حاصل ہو جاتی ہے۔ (لہذا ذکر و اہتمام ساتھ تکبیر کہنا جائز ہے)۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

نماز کے شروع میں ثناء پڑھنے کا بیان

804- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الطُّنَجِيُّ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيُّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ صَلَاتَهُ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَيَعْمَدُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

●● حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نماز کے آغاز میں یہ پڑھتے تھے۔
”تو پاک ہے اے اللہ! احمد تیرے لئے ہے تیرا نام برکت والا ہے تیری بزرگی عظیم ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔“
شرح

پھر نمازی کہے: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَيَعْمَدُكَ إِلَى آخِرِهِ“ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ ثناء کو ان کلمات (اَنِّی وَجْهَتُ وَجْهَی) إِلَى آخِرِهِ سے ملائے۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اسی طرح کہا کرتے تھے۔

جبکہ طریقین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو آپ ﷺ تکبیر کہتے اور پھر پڑھتے ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَيَعْمَدُكَ إِلَى آخِرِهِ“ اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرتے۔ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی روایت کو تہجد پر محمول کیا جائے گا۔ اور ان کا قول ”وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ“ مشہور روایت میں ذکر نہیں ہوا اس لئے فرائض میں اسے نہ لایا جائے گا۔ اور افضل یہ ہے کہ تکبیر سے پہلے (اَنِّی وَجْهَتُ) نہ پڑھے تاکہ نیت تکبیر کے ساتھ مل جائے جو کہ صحیح ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

نماز میں چھینک آجانے کا بیان

805- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ

804: اخرج ابو داؤد فی "السنن" رقم الحديث: 775 اخرج الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 242 اخرج التیامی فی "السنن" رقم الحديث: 892 و رقم الحديث:

899

805: اخرج البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 744 اخرج مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1353 اخرج ابو داؤد فی "السنن" رقم الحديث: 781 اخرج التیامی فی "السنن" رقم الحديث: 60 و رقم الحديث: 333 و رقم الحديث: 893 و رقم الحديث: 894

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ سَكَتَ بَيْنَ الْكَبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ قَالَ لَقُلْتُ يَا أَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ أَرَأَيْتَ سَكُوتَكَ بَيْنَ الْكَبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ فَأَخْبَرَنِي مَا تَقُولُ قَالَ أَلُوْلُ اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ كَالثَّوْبِ الْآبِضِ مِنَ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنَ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالطَّلْحِ وَالنَّهْرِ

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ تکبیر تحریر اور قرأت کرنے کے درمیان تھوڑی دیر خاموش رہتے تھے۔ میں نے عرض کی: سکوت کرتے ہیں آپ مجھے بتائیں کہ آپ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قرآن ہوں۔ آپ ﷺ تکبیر تحریر اور قرأت کے درمیان سکوت کرتے ہیں آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا پڑھتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میں یہ پڑھتا ہوں۔

”اے اللہ! میرے اور میری کوتاہیوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری کوتاہیوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے کپڑے کو صاف کیا جاتا ہے جیسے سفید کپڑے کو میل سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میری کوتاہیوں کو پانی برف اور اولوں کے ذریعے دھو دے۔“

شرح

حضرت رفاعہ ابن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی نماز کے درمیان مجھے چھینک آگئی میں نے یہ کلمات حمد کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طِبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ مُبَارَکًا عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَنَبِیُّنَا، تمام تعریف اللہ کے لئے ہے بہت زیادہ تعریف بہت پاکیزہ یعنی خالص بابرکت (اور برکت کی گئی جیسی (تعریف) کہ دوست رکھتا ہے ہمارا رب اور پسند کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکے تو (ہماری طرف) متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ نماز میں باتیں کرنے والا کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے خوف سے کوئی نہیں بولا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ یہی فرمایا جب بھی کوئی نہیں بولا جب تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تو رفاعہ نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے (میں نے دیکھا ہے) کہ میں سے زیادہ فرشتے ان کلمات کو لے جانے میں جلدی کر رہے تھے کہ ان میں سے کون پہلے اس کو لے جائے۔“ (جامع ترمذی، ابوداؤد، سنن نسائی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 956)

ابن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز میں چھینکنے والے کے لئے حمد بیان کرنا جائز ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ حمد دل میں کہے یا خلاف اولیٰ سے بچنے کی خاطر چھینک کے بعد سکوت اختیار کرے جیسا کہ شرح میں مذکور ہے۔

حضرت معاویہ ابن حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ

(اور یہاں نماز) اہل فہم و علم میں سے اولیٰ آدمی کو بھیجا گیا تھا کہ (نماز میں) اپنے اللہ کی یاد میں نہ رہے۔
 مگر شروع کیا کہ نماز میں بھیجا گیا ہے اس لیے کہ (نماز میں) "تھا ہی" کوئی نہ تھا۔
 اور لوگوں نے (میری کلاموں میں) کچھ نہ سمجھا اور اظہارِ حق نے (اپنی بات) پاس نہ آئی۔
 نے دیکھا کہ لوگ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں (تو مجھے یہ حکم دیا کہ میں اپنی بات کو اظہارِ حق میں لے کر آؤں۔)
 وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سننے لگے۔
 اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اظہارِ حق میں دیکھا تھا اور بعد میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ حق میں
 نہ برا بھلا کہا، (ہاں اتنا) فرمایا کہ "نماز میں انسان کی حالت کا سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی بات کو سنے۔"
 نے اس کی مانند کچھ اور فرمایا (یعنی راوی کو شک ہے کہ یہ سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں اظہارِ حق کے لیے کیا تھا۔)
 الفاظ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک آدمی ہوں (جو اس مسئلے سے نام نہان ہے) جس نے
 ہاں (اب) اللہ نے ہمیں اسلام کی دولت سے شرفدار فرمایا ہے، (تو دین کے تمام کام اظہارِ حق میں سے ہیں۔)
 سے بہت لوگ کانٹوں کے پاس جاتے ہیں (اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟) فرمایا "قرآن کے پاس نہ جانا۔"
 عرض کیا ہم میں سے بہت لوگ بد حالی (بھی) لیتے ہیں۔ فرمایا "یہ ایک ایسی بات ہے جس سے اپنے دلوں میں پستی پڑے گی۔"
 محض وہم اور اہم کی اختراع ہے جو کانٹوں کے لٹع و نقصان میں کوئی اثر نہیں رکھتا۔ (نہیں) اپنے کام سے متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے
 اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پھر عرض کیا "ہم میں سے بعض لوگ کھینچتے ہیں اور اس سے کہیں بے نیکی نہیں کرتے۔"
 فرمایا انہما میں سے ایک نبی تھے جو کھینچتے تھے لہذا جس آدمی کا کھینچنا اس نبی کے کھینچنے کے موافق ہو جائے وہ سچا ہے۔
 لیتا ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول: حدیث نمبر 944)

اہل عرب کے ہاں یہ الفاظ ایسے موقع پر استعمال کئے جاتے تھے کہ مخاطب کی کوئی بات یہ اس کا کوئی اصل قول نہیں تھی۔
 بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں بھیجنے والے نے الحمد للہ کہا ہوگا اس کے جواب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا۔
 حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں بھیجنے کے جواب میں یہ کہنا صحابہ کرام سے جس سے نماز قائم ہو جاتی تھی۔
 پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مسجد نماز میں اظہارِ حق کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز
 لوٹانے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ مسلمان تھے اسلام قبول کے بعد انہیں یہ دعویٰ نہیں کرنا تھا کہ
 لئے انہیں معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ نماز میں کھینچ کر منسوخ ہو چکا ہے اب کھینچنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اس کی تاوانیت کی بناء پر انہیں نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی آدمی نماز
 میں یہ کہے کہ اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں دوسرے آدمی کو خطاب کرتا ہے یا جاتا ہے یا کوئی "یہ کہہ کر
 کہے تو نماز اس کی باطل نہیں ہوتی۔"

حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ اگر کوئی اپنے نفس کے لئے یہ کہے کہ "یہ کہہ کر نماز سبک نہیں ہوتی جیسے کہ"

یعنی اللہ کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ارشاد نبوت اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ تَكْلَامِ النَّاسِ (نماز میں انسان کی بات مناسب نہیں ہے) میں "کلام الناس" اس لئے فرمایا گیا ہے تاکہ اس حکم سے وہ تسبیحات و اذکار کُل جائیں جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں جو اگرچہ انسان کا کلام ہی ہیں لیکن ان سے انسانوں کو خطاب کرنے یا ان کو سمجھانے کا ارادہ نہیں ہوتا لہذا یہاں "کلام الناس" (انسان کی بات) سے مراد وہ کلام ہے جس میں لوگوں کو خطاب کیا گیا ہو یا خود مخاطب بننے کا ارادہ ہو۔ فقہاء کہتے ہیں کہ "اگر کوئی آدمی کسی نماز سے حالت نماز میں پوچھے کہ "تمہارے پاس کیا اور کس قسم کا مال ہے؟ اور وہ نمازی جواب میں یہ آیت پڑھے (وَالْعَمَلُ وَالْبَقَالُ وَالْحَمِيمُ، النحل: 8) (گھوڑے، بچر اور گدھے) یا کسی نماز پڑھنے والے کے آگے کوئی کتاب رکھی ہو اور ایک آدمی کبھی نای سامنے کھڑا ہوا ہو اور اس آدمی کو خطاب کرنے کی نیت سے یہ آیت پڑھے (لَا تَعْلَمُ حَيْثُ يَخُذُ الْكِتَابَ بَعْرَةٌ) (19- مریم: 12) (اے کبھی یہ کتاب لے لو) تو ان صورتوں میں نمازی نے اگرچہ قرآن کی آیتیں پڑھی ہیں لیکن یہ پڑھنا چونکہ ایک دوسرے آدمی کو خطاب کرنے کے ارادے سے ہے اس لئے نماز فاسد ہو جائے گی۔

ہاں اگر خطاب کا ارادے نہ کرے بلکہ قرأت کے ارادے سے پڑھے گا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ کاہن کی تعریف: عرب میں کاہن ان لوگوں کو کہتے ہیں جو جنات شیطین اور ارواح خبیثہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور شیطین جھوٹی بچی خبریں ان کو بتاتے تھے، اس طرح وہ لوگ علم غیب کا دعویٰ کر کے شیطین و جنات کی پہنچائی ہوئی انہی باتوں کو غیب کی بات کہہ کر دوسرے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ ایسے لوگوں کے پاس جانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے چنانچہ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو آدمی کسی عراف یا کاہن کے پاس جائے اور ان کی بتائی ہوئی باتوں کو سچ جانے تو اس نے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی چیز (یعنی قرآن) سے کفر کیا۔

اس روایت کو امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ عراف کسے کہتے ہیں: کاہن کی تعریف تو معلوم ہوگئی، اب یہ بھی جان لیجئے عراف کسے کہتے ہیں۔ عراف اس آدمی کو کہتے ہیں جو کسی عمل یا جادو و منتر کے ذریعے کسی چیز کی حقیقت بیان کرتا ہے، چوری کی چیزوں کا پتہ بتاتا ہے اور مکان کی کسی گم شدہ چیز کا حال بتاتا ہے ان کے پاس بھی جانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ عمل رمل: جس طرح جنات و شیطین کے ذریعے یا علم نجوم کے ذریعے غیب کی باتوں کا پتہ لگانے کی کچھ لوگ کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح رمل کے ذریعے بھی کچھ لوگ غیب کی باتوں تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ رمل اس علم کا نام ہے جس میں خطوط کھینچ کر اور ان کے ذریعے حساب لگا کر پوشیدہ باتوں کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حدیث کے الفاظ سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کے بارے میں ایک ایسا کلمہ بیان فرمادیا ہے جس سے کسی نہ کسی حد تک علم رمل کا جواز نکلتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

پہلے تو سمجھ لیجئے کہ وہ نبی جو علم رمل جانتے تھے اور خط کھینچتے تھے حضرت ادریس یا حضرت دانیال علیہما السلام تھے اس کے بعد حدیث کی طرف آئیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے علم رمل کا جواز نہیں ہوتا کیونکہ بقول خطابي یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بالحوال کی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فمن ذاق خطه ازراہ زجر فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی

دوسرے کا خط کھینچنا اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کھینچنے کے موافق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ان نبی کا مجزہ تھا اور مجزہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک محدود رہتا ہے اور پھر یہ کہ اگر کوئی آدمی خط کھینچے اور کہے کہ یہ اس نبی کے خط کھینچنے اور کہے کہ یہ اس نبی کے خط کھینچنے کے موافق ہے تو یہ غلط ہوگا۔ اس لئے کہ خط کی موافقت صحیح طور پر تو اترا یا نص سے ثابت ہو سکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول نہیں۔ لہذا ارشاد نبوت سے حاصل یہ نکلا کہ جب کسی رمال (علم رمل جاننے والا) اور اس نبی کے خط میں موافقت نہیں ہو سکتی تو بھی رمل کو اختیار کرنا بھی درست نہیں۔

اسی طرح کہ دو اور سلسلے ہیں ان کا مدار حساب پر ہے جنہیں اصطلاحی طور پر عمل نکیر اور عمل تخریج سے موسوم کیا جاتا ہے ان کے بارے میں بھی محققین علماء اور مشائخ کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ اعمال بھی شرعاً جائز نہیں ہیں اور ان کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ آخر عبارت کا مطلب یہ ہے کہ لفظ "کذا" علامت صحت ہے یعنی اگر یہ ضرورت محسوس ہو کہ عبارت میں کسی ایسے لفظ پر کہ جس کے بارے میں عدم صحت کا گمان ہو گیا ہے کوئی ایسی علامت لگا دی جائے جس کے ذریعہ سے اس لفظ کا صحیح ہونا ثابت ہو جائے تو اس موقع پر اس لفظ پر کذا لکھ دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ اس طرح صحیح ہے، چونکہ اس حدیث کا لفظ "لکنی" اصول میں ہے، مگر مصانع میں نہیں ہے، اس صورت میں یہ ممکن تھا کہ اس لفظ کے عدم صحت کا گمان ہو جاتا۔ اس لئے صاحب جامع الاصول نے اس لفظ پر کذا لکھ کر اس بات کی تصحیح کر دی ہے کہ یہ لفظ اصول میں یوں ہی ہے اور یہ صحیح ہے۔

کلمات ثناء کا بیان

806- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا حَارِثَةُ بْنُ أَبِي الرَّجَالِ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

••• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تھے تو آپ یہ پڑھتے تھے: "تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے تیرا نام برکت والا ہے تیری بزرگی عظیم ہے اور تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔"

نماز کے شروع میں دعاؤں سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

نماز کے شروع میں جن دعاؤں اور اذکار کا پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً انی وجہت الی یا سبحانک اللهم الخ یا ان کے علاوہ دیگر دعائیں ان سب کو یا بعض کو فرائض و نوافل میں پڑھنا امام شافعی کے نزدیک مستحب ہے، امام اعظم، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ صرف سبحانک اللهم الخ پڑھا جائے اور اس کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں وہ سب نوافل پر محمول ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دعاؤں کو نفلوں میں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک سبحانک اللهم الخ اور انی وجہت الی دونوں دعاؤں کو پڑھنا چاہئے۔ امام طحاوی نے بھی اس کو اختیار کیا ہے ان دونوں دعاؤں کی ترتیب میں نمازی کو

میں ہے اور پہلے سبحان اللہ پڑھے یا الی وجہت تو پہلے پڑھ لے ویسے مشہور یہی ہے کہ انی وجہت، سبحانک
برہم کے بعد پڑھا جائے۔

بَابُ: الْإِسْتِعَاذَةِ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب نماز میں استعاذہ پڑھنے کے بیان میں ہے

807- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَاصِمِ
الْمُسَرِّي عَنْ ابْنِ جُبَيْرٍ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْنَ دَخَلَ
بِی الصَّلَاةِ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا لَللَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا لَللَّهِ
مُبَارَكٌ اللَّهُ بُكْرَةً وَأَصْلًا فَلَا بُدَّ مَرَّاتٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْثِهِ
وَنَفْثِهِ قَالَ عَمْرُو هَمَزُهُ الْمَوْتَةُ وَنَفْثُهُ الشَّعْرُ وَنَفْثُهُ الْكِبَرُ

••• جیر بن معظم کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب
آپ ﷺ نماز شروع کرتے تھے تو پہلے یہ پڑھتے تھے۔

"اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے جو کبریائی والا ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے جو کبریائی والا ہے۔"

آپ ﷺ تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے۔ پھر تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے۔

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو بہت زیادہ ہو ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو بہت زیادہ ہو۔"

پھر تین مرتبہ یہ پڑھتے تھے۔

"میں صبح شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔"

پھر یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! میں مردود شیطان سے اس کے کچھ کے اس کے پھونکنے اور اس کے تھکانے (یعنی اس کے ہر قسم کے شر)
سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

عروانی راوی نے یہ روایت بیان کی ہے شیطان کے "ہمز" سے مراد جنوں اس کے "نفس" سے مراد شعر کہنا اور اس
کے "لغ" سے مراد تکبر کرنا ہے۔

شرح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ شیطان کے لغ سے تکبر، اس کے نفث سے شعر اور اس کے ہمز سے جنوں مراد ہے۔
"شرع" لغ شیطان سے مراد تکبر و خود پسندی ہے جس میں شیطان آدمی کو اس طرح پھنساتا ہے کہ اس کو خود اس کی نظر میں اس
حیثیت سے دکھاتا ہے کہ وہ آدمی اپنے آپ کو اچھا اور اعلیٰ سمجھ کر تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اس طرح شیطان آدمی سے تکبر کا ارتکاب

کراتا ہے۔ گویا شیطان کا مطلب یہ ہوا کہ شیطان آدمی میں تکبر کی لہر پھونک دیتا ہے۔ نفث سے جس کے معنی دم کرنے یعنی پھونکنے کے ہیں سحر مراد لیا گیا ہے جو شیطان آدمی پر کرتا ہے یا آدمی سے کسی دوسرے پہ کراتا ہے یہ معنی ارشاد ربانی آیت (وَمَسَّنْ شَرَّ النَّفَثِ فِي الْعُقَدِ) سورت الناس کی مناسبت سے زیادہ اولیٰ ہے کیونکہ اس آیت کریمہ میں نفث سے مراد سحر کرنے والی عورتیں ہیں۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ "نفث" سے مراد غیر سنجیدہ اور برے مضمون کے اشعار ہیں جنہیں شیطان آدمی کے تخیل میں ڈالتا ہے اور پھر انہیں اس کی زبان سے صادر کراتا ہے جیسے برے متریاوہ غلط اشعار جن میں مسلمانوں کی ہجو اور کفر و فسق کے الفاظ ہوتے ہیں۔ "ہمز" سے مراد غیبت کرنا اور لعن و طعن کرنا ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ ہمز شیطان سے اس کا دوسرے مراد ہے جیسا کہ اس آیت (وَقُلْ رَبِّ اعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٍ الشَّيْطَانِ، المومنون: 67) میں ہمزات سے مراد شیطان کے دوسرے لئے گئے ہیں۔

بہر حال یہ معانی اسی وقت مراد لئے جائیں گے جب کہ یہ ثابت ہو جائے کہ حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان تینوں الفاظ کی جو توضیح نقل کی گئی ہے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول نہیں ہے بلکہ کسی راوی کا ہے۔ اگر یہ توضیح صحیح طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو تو پھر وہی معنی مراد ہوں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے معنی مراد نہیں لئے جائیں گے۔

شیطان مردود کے شر سے بچنے کی دعا مانگنے کا بیان

808- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَهَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ قَالَ هَمَزُهُ الْمَوْتَةُ وَنَفْثُهُ الشَّعْرُ وَنَفْخُهُ الْكِبَرُ

●● حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی۔

”اے اللہ! میں مردود شیطان اس کے ٹھوکے اس کے پھونک مارنے اور اس کے تھوکنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ راوی کہتے ہیں: اس کے ٹھوکے سے مراد جنون ہے اس کے تھوکنے سے مراد شعر و شاعری کرنا ہے اور اس کے پھونک مارنے سے مراد تکبر کرنا ہے۔

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کے فقہی احکام کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نماز الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

بظاہر تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے لیکن سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے کیونکہ دوسری احادیث سے بسم اللہ کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے خواہ بسم اللہ کو سورہ فاتحہ کا جزو مانا جائے جیسا کہ شوافع فرماتے ہیں خواہ نہ مانا جائے جیسا کہ حنفیہ فرماتے ہیں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہاں الحمد للہ رب العالمین سے مراد سورہ فاتحہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ سے نماز شروع کرتے تھے جیسا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی نے الم پڑھا تو اس سے مراد سورہ بقرہ ہی لی جاتی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ سورہ کا جزو ہے لہذا اس قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔ اختلاف کی جانب سے اس کی تاویل یہ کی جاتی ہے کہ یہاں مطلق نفی مراد نہیں ہے بلکہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے بلکہ آہستہ سے پڑھتے تھے اور بآواز بلند نماز کی ابتداء ”الحمد للہ رب العالمین“ سے کرتے تھے کیونکہ یہ بات پوری صحت کی ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بسم اللہ بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ بآواز بلند پڑھی جانے والی نماز میں بھی آہستہ پڑھتے تھے۔

حضرت شیخ ابن ہمام نے بعض حفاظ حدیث (یعنی وہ لوگ جن کو بہت زیادہ احادیث زبانی یاد رہتی تھیں) سے نقل کیا ہے کہ کوئی بھی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے جس میں بسم اللہ کا بآواز بلند پڑھنا بھراحت ثابت ہو تو وہاں اگر کوئی ایسی حدیث ثابت بھی ہے کہ جس سے بسم اللہ بآواز بلند پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو اس کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت سے بسم اللہ آہستہ پڑھنا بکثرت منقول ہے اور اگر اتفاقی طور پر کسی کے بارے میں بآواز بلند پڑھنا ثابت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو انہوں نے لوگوں کی تعلیم کے لیے بسم اللہ بآواز بلند پڑھی ہوگی یا پھر ان مقتدیوں کی روایت ہے جو ان کے بالکل قریب نماز میں کھڑے ہوتے تھے کہ اگر وہ بسم اللہ آہستہ سے بھی پڑھتے تھے تو مقتدی سن لیتے تھے اور اسی کو انہوں نے بآواز بلند پڑھنے سے تعبیر کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں اس مسئلے سے متعلق دو باب قائم کئے ہیں ایک باب میں تو ان احادیث کو نقل کیا ہے جن سے بسم اللہ بآواز بلند پڑھنا ثابت ہے اور دوسرے باب میں وہ احادیث نقل کی ہیں جو آہستہ آواز سے پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور امام ترمذی نے ترجیح انہیں احادیث کو دی ہے جن سے بآواز آہستہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور کہا ہے کہ اس طرف (یعنی بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے مسلک کے حق میں) اکثر اہل علم مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام وغیرہ ہیں۔ (جامع ترمذی)

نماز میں قرأت تسمیہ کے حکم سرے کا بیان

تسمیہ کی شرعی حیثیت کے تحت تسمیہ کا سورہ فاتحہ کا حصہ نہ ہونا اس امر سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہن

نمازوں میں قرأت بالجہر کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔ بسم اللہ کی قرأت جہرا نہ فرماتے تھے۔ اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یفتتحون القراءة بالحمد للہ رب

العلمین و زاد مسلم لا یدکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول قراءة ولا فی آخرها

سنن داری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جہری قرأت کا آغاز الحمد للہ سے فرمایا کرتے تھے صحیح مسلم کے مزید الفاظ یہ ہیں کہ پہلی اور دوسری مرتبہ دونوں قراتوں میں (جہرا) بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

(صحیح مسلم: ۱: ۱۷۲، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۵۲، سنن ابی ماجہ: ۱۰۱، ۱۱۴، سنن الدلمی: ۱: ۳۰۰،

مطبوعہ دار الفکر دمشق، سنن الترمذی: ۲: ۹۷، رقم: ۹۰۲)

سعید بن منصور سنن میں ابی وائل رضی اللہ عنہ سے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

کانوا یسرون التعوذ و البسملة فی الصلوة صحابہ کرام نماز میں تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اسناد صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) فلم

أسمع أحدا منهم یجهر بسم اللہ الرحمن الرحیم

انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے

نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی جہرا بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔ (سنن ابی ماجہ: ۲: ۹۷، رقم: ۹۰۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دور میں ابتداء دور ان نماز بسم اللہ جہرا پڑھتے تھے۔ اس پر مشرکین مکہ استہزاء کرتے کیونکہ وہ مسلمہ کذاب، کورحمن کہتے تھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سن کر وہ طعنہ دیتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل یمامہ کے معبود مسلمہ کذاب، کی طرف بلاتے ہیں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بسم اللہ کی قرأت آہستہ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باخفائها فما جهر بها حتی مات۔

لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پوشیدہ پڑھا کرو، پھر تا وقت وفات کبھی نماز

میں بسم اللہ پکار کر نہیں پڑھی۔ (طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

فلما نزلت هذه الاية أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یجهر بها۔

جب آیت بسم اللہ نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھی جائے۔ (طبرانی)
 اسی طرح صحیح بخاری، صحیح مسلم اور طبرانی کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابوداؤد و نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، اور بیہقی وغیرہ
 متعدد کتب حدیث میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ تسمیہ کی قرأت سورہ فاتحہ یا کسی اور سورت کے حصے کے طور پر نہیں بلکہ الگ
 حیثیت سے کی جاتی تھی۔ اگر یہ حصہ سورہ فاتحہ ہوتی تو یقیناً اس کی قرأت بھی اس کے ساتھ بلند آواز سے کی جاتی۔ جن روایات میں
 بسم اللہ کی قرأت کا دوران نماز بلند آواز سے ہونا مذکور ہے وہ مکی دور کے اوائل ایام سے متعلق ہیں۔ لیکن بعد میں صراحت کے ساتھ
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر پڑھنے کی ممانعت فرمادی۔ لہذا تسمیہ کا نماز میں پڑھا جانا تلاوت قرآن کے آغاز و افتتاح کے
 طور پر ہے۔ کیونکہ حمد و ثناء کے بعد جب سورہ فاتحہ کی قرأت شروع ہوتی ہے تو یہی دوران نماز تلاوت قرآن کا آغاز ہے اور یہاں
 بھی یہ حکم ہے کہ تلاوت قرآن کا آغاز پہلے تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) اور پھر تسمیہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) سے کیا
 جائے۔

بَابُ: وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کے دوران دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کے بیان میں ہے

ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا بیان

809- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ يَسَّارِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هَلَبٍ
 عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوُثُّنَا فَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ بِيَمِينِهِ

••• قبیسہ بن ہلب اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو آپ نے اپنے
 بائیں ہاتھ کو دائیں کے ذریعے پکڑا۔

810- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ ح وَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا
 بِشْرُ بْنُ الْمَفْضَلِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ بِيَمِينِهِ

••• حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے
 آپ ﷺ نے اپنے دائیں دست مبارک کے ساتھ بائیں ہاتھ کو پکڑ لیا تھا۔

811- حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَقَ الْهَرَوِيُّ ابْنُ رَهِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ ابْنَ هُشَيْمٍ أَخْبَانَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي

809: أخرجه الترمذی فی "المعجم" رقم الحدیث: 252

810: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

811: أخرجه ابوداؤد فی "المسنن" رقم الحدیث: 755؛ أخرجه النسائی فی "المسنن" رقم الحدیث: 887

رُئِيبَ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي عُمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَأَضَعُ يَدِي الْيُسْرَى عَلَى الْيَمْنَى لَأَخَذَ بِيَدِي الْيَمْنَى لَوْضَعَهَا عَلَى الْيُسْرَى

• • • حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے میں نے اپنا بائیں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور اسے میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے میں دلائل اور ان کا تجزیہ کا بیان

ایسا سوال جو ہمیشہ بہت سے لوگوں کے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا نماز میں ہاتھ باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ جعفری والوں کے نزدیک یہ عمل جائز نہیں ہے؟ (۱) جیسا کہ خلاف (۲)، غنیۃ (۳) اور دروس (۴) جیسی کتب میں ذکر ہوا ہے۔ سید مرتضیٰ نے اپنی کتاب الانتصار (۵) میں اس کے جائز نہ ہونے پر اجماع ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اسی طرح اہل بیت علیہم السلام سے بھی اس بارے میں بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں۔ نیز اہل سنت میں بھی امام مالک اور بعض فقہائے سلف اسے مکروہ سمجھتے ہیں اسے تابعین بلکہ بعض صحابہ کرام سے نقل ہوا ہے کہ وہ نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقیدہ رکھتے تھے۔

اہل سنت کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف کا باعث پیغمبر کی نماز کے متعلق وہ صحیح جن ۱- خلاف ۱: ۱۰۹، ۲- خلاف ۱: ۱۰۹، ۳- (غنیۃ النزوع: ۸۱، ۴- الدروس الشرعیۃ: ۱۸۵، ۵- الانتصار: ۴۱)

۶- بدایۃ المحتجہ ۱: ۱۳۶ ذہبی اس کتاب کے مؤلف قرطبی کے بارے میں کہتے ہیں: وہ فقہ میں علامہ تھے۔ فقہ میں بڑی پائی۔ وہ اندلس میں علم و فضل اور کمال میں بے نظیر تھے۔ جیسا کہ فقہ میں لوگوں کی پناہ گاہ تھے اسی طرح حکمت میں بھی لوگ انہیں کی طرف رجوع کیا کرتے۔ (سیر اعلام النبلاء ۴: ۳۰۸)

میں یہ ذکر ہوا ہے کہ آنحضرت حالت نماز میں ہاتھ نہیں باندھتے تھے جیسا کہ ابن رشد نے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابراہیم نخعی (۱) جنہوں نے اہل سنت کے آثار و اربعہ میں سے بعض سے پہلے وفات پائی وہ بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کے قائل تھے۔

اسی طرح حسن بصری (۲) تابعی جسے اہل سنت علم و عمل میں اہل زمانہ کا سردار مانتے ہیں وہ بھی نماز میں ہاتھ کھول کر پڑھا کرتے تھے۔

۱- وہ پہلی صدی کے بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے بعض صحابہ کرام کو بھی درک کیا اور ۹۶ھ میں وفات پائی۔ ذہبی کہتے ہیں: وہ امام، حافظ، فقیہ عراق اور بزرگ شخصیت تھے اور ایک جماعت نے ان سے روایات نقل کی ہیں اسی طرح انہوں نے حکم بن عتیہ، سلیمان بن مہران اور ان کے علاوہ کئی ایک افراد سے روایات نقل کی ہیں۔ وہ معتقد تھے کہ ابو ہریرہ کی بہت سی

مجلسی کہتے ہیں وہ مفتی کوفہ فقیہ اور پرہیزگار انسان تھے۔ احمد بن حنبل سے بھی نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں: ابراہیم ذہبی،
۱۔ (سیر اعلام النبلاء ۴: ۵۲۰)۔

۲۔ حسن بصری حضرت عمر کی خلافت کے پورے ہونے سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور حضرت عثمان کی افتاء میں نماز جمعہ
میں شریک ہوا کرتے کہا جاتا ہے کہ علم و عمل میں وہ اپنے زمانے کے سردار تھے۔

ابن سعد لکھتے ہیں: وہ جامع، عالم، رفیع، فقیہ، ثقہ، جلیب، قائل اعتماد، عابد، ناسک اور کثیر العلم تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۴: ۵۷۱)۔ جبکہ ہمارے (شیعوں) ہاں اس کی مذمت میں روایات ذکر ہوئی ہیں۔

ابن سیرین (۱) اور لیث بن سعد (۲) اور عبد اللہ بن زبیر جو صحابی ہے اور مالک کے مذہب میں بھی مشہور نظریہ یہی ہے، اسی
طرح اہل مغرب بھی اسی نظریے (نماز میں ہاتھ کھولنے) پر عقیدہ رکھتے اور اسی پر عمل کیا کرتے تھے۔

۱۔ محمد بن سیرین خلیفہ دوم کی خلافت کے اواخر میں پیدا ہوئے اور ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔ اس نے میں صحابہ کرام کو درک کیا۔
مجلسی کہتے ہیں: پرہیزگاروں میں اس سے بڑھکر فقیہ اور فقہاء میں اس سے بڑھکر کسی کو پرہیزگار نہیں دیکھا۔ طبری کہتے ہیں: ابن
سیرین فقیہ، عالم، مفتی، کثیر الحدیث اور سچے انسان تھے، اہل علم و فضل نے بھی اسکی گواہی دی ہے جو جلیب ہے۔
(سیر اعلام النبلاء ۴: ۶۰۶)۔ وہ بھی نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقیدہ رکھتے تھے۔

اگرچہ ہمارے سابقہ علماء نے اس کے متعلق کوئی اشارہ نہیں کیا لیکن حجاج بن یوسف کی مدح میں اس کچھ مطالب نقل ہوئے
ہیں۔

تسری کہتے ہیں: اگر اس کے متعلق بیان کئے جانے والے مطالب صحیح ہوں تو یہی اس کی نادانی اور جہالت کے لئے کافی
ہیں۔ (قاموس الزجال ۹: ۳۲۲؛ تنقیح المقال ۳: ۱۳۰)۔

۲۔ لیث بن سعد کے بارے میں کہا گیا ہے: وہ امام، حافظ، شیخ الاسلام اور عالم دیار مصر تھے جو ۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور
۱۷۵ھ میں وفات پائی۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں: لیث کثیر العلم، صحیح الحدیث، ثقہ اور قائل اعتماد تھے۔ مصریوں میں ان سے بڑھکر کوئی
صحیح الحدیث نہیں ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں: لیث فتویٰ میں مستقل اور ثقہ تھے اس نے بہت سی احادیث نقل کی ہیں۔ مجلسی اور نسائی اسکے بارے میں
کہتے ہیں: لیث ثقہ ہے۔ ابن خراش کہتے ہیں: وہ سچا انسان ہے اور اسکی احادیث بھی صحیح ہیں۔ شافعی کہتے ہیں: لیث، مالک سے بھی
بڑھکر فقیہ تھا لیکن اصحاب نے اسے ترجیح نہ دی؟ (سیر اعلام النبلاء ۸: ۱۳۶)۔ وہ بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کے قائل تھے۔

ارسال والوں کے مطابق اس نے امام صادق علیہ السلام کا ادراک کیا ان عظمت و منقبت بھی بیان کی لیکن یہ اس کی ہدایت کا
باعث نہ بن سکی۔ (قاموس الزجال ۸: ۶۳۲؛ تنقیح المقال ۳: ۶۳)۔

امام مالک علیہ الرحمہ سے عدم ارسال کی روایات کا بیان

مالکیوں کی کتاب "المدونة" میں لکھا ہوا ہے۔ "وقال مالك في وضع اليمنى على اليسرى في الصلوة قال: لا اعرف ذلك في الفريضة و كان يكرهه ولكن في النوافل اذا طال القيام فلا بأس بذلك بعين به نفسه"

(امام) مالک نے نماز میں ہاتھ باندھنے کے بارے میں کہا: "مجھے فرض نماز میں اس کا ثبوت معلوم نہیں" وہ اسے مکروہ سمجھتے تھے، اگر نوافل میں قیام لمبا ہو تو ہاتھ باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو مدد دے سکتا ہے۔ (المدونة)

اس غیر ثابت قول کے مقابلے میں موطا امام مالک میں باب باندھا ہوا ہے: "باب وضع اليدين احدهما على الاخرى في الصلوة" (۱) اس باب میں امام مالک سیدنا سہل بن سعد والی حدیث لائے ہیں: "كان الناس يلومون أن يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرى في الصلوة" لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آوی اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھے۔ (الاستاذکار، والترقائی)

ابن عبد البر نے کہا۔

وردی ابن نافع و عبدالمالك و مطرف عن مالك أنه قال: توضع اليمنى على اليسرى في الصلوة في الفريضة والنافلة، قال: لا بأس بذلك، قال ابو عمر: وهو قول المدنيين من اصحابه"

ابن نافع، عبدالمالك اور مطرف نے (امام) مالک سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: "فرض اور نفل (دونوں نمازوں) میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا چاہیے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" ابو عمر (ابن عبد البر) نے کہا: اور ان (امام مالک) کے مدنی شاگردوں کا یہی قول ہے۔ (الاستاذکار ج ۲، ص ۲۹۱)

نماز میں ہاتھ باندھنے کے فقہی دلائل کا بیان

حضرت سہل بن سعد نے فرمایا: لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھیں۔

(موطا امام مالک، ج ۱، ص ۱۵۹، صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۲، ص ۱۷۸)

دلیل نمبر (۱) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کی احادیث متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح یا حسن اسانید کے ساتھ مروی ہیں، مثلاً: ۱- وائل بن حجر (مسلم: ۳۰۱، ابوداؤد: ۷۲۷) ۲- جابر (ترمذی: ۱۵۱۵۶، سند حسن) ۳- ابن عباس (صحیح ابن حبان، ابوداؤد: ۸۸۵، سند صحیح) ۴- عبد اللہ بن جابر البیاضی (مسند الصحابة لابن خزيمة، سند حسن و ابوداؤد: ۱۵۱۵۶، سند حسن) ۵- غصیف بن الحارث (مسند ابوداؤد: ۸۸۵، سند حسن) ۶- عبد اللہ بن مسعود (ابوداؤد: ۷۲۷، سند حسن) ۷- عبد اللہ بن زبیر (ابوداؤد: ۷۲۷، سند حسن و ابوداؤد: ۷۲۷، سند حسن) ۸- عبد اللہ بن زبیر (ابوداؤد: ۷۲۷، سند حسن و ابوداؤد: ۷۲۷، سند حسن) ۹- عبد اللہ بن زبیر (ابوداؤد: ۷۲۷، سند حسن و ابوداؤد: ۷۲۷، سند حسن) ۱۰- عبد اللہ بن زبیر (ابوداؤد: ۷۲۷، سند حسن و ابوداؤد: ۷۲۷، سند حسن)

متواتر ہے۔ (تلم المتناثر من الحديث التواتر ج ۱، ص ۲۸)

ارسال والی روایت کی سند میں ضعف کا بیان

المعجم الكبير للطبرانی میں معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ارسال بدین کرتے تھے اور کبھی

نہ روایتیں ہاتھ کو ہاتھیں پر رکھتے تھے۔ (مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۰۲)

اس دلیل کا جائزہ یہ ہے کہ اس روایت کی سند کا ایک راوی نصیف بن محمد ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۲۰، ص ۱۳۹)
امام بکری، ابن الجارود، الساجی شعبہ، القطان اور ابن معین وغیرہ نے کہا: کذاب (جھوٹا) ہے۔ (دیکھئے لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۸۹)
حافظ ہیثمی نے کہا: کذاب ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۰۲)

نماز میں ہاتھ باندھنا قیام کی صفت ہے

احکام فقہیہ کی روشنی میں فقہاء نے ہاتھ باندھنے کو قیام کی صفت قرار دیا ہے۔ اسی طرح قوم کے درمیان ہاتھ نہ باندھنا بھی اسی وجہ سے ہے وہ قیام نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ قیام ہوتا تو فرض ہوتا۔ اس کی عدم فرضیت کی دلیل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ وہ قیام نہیں ہے۔ لہذا اس وقت اس میں ہاتھ نہیں باندھے جاتے۔ اس لئے قیام کی صورت میں اس کی صفت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہاتھوں کا باندھا جائے تاکہ صفت قائم ہو اور قیام صفت سے موصوف یا ذات کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ صفت کا مقصد ہی ذات یا موصوف کی معرفت ہے۔ (رضوی عفی عنہ)

امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک ارسال عزیمت جبکہ اعتماد و رخصت ہے

امام سرخسی علیہ الرحمہ مبسوط میں لکھتے ہیں۔ ہاتھ میں باندھنے میں اصل سنت ہے۔ جبکہ امام اوزاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نمازی کو ارسال اور اعتماد میں اختیار دیا جائے گا۔

کثرت روایات کی وجہ سے خبر واحد پر ترجیح ثابت ہو جائے گی کیونکہ ہاتھ باندھنے میں روایات کی کثرت ہے جس کا تقاضہ یہ ہے اسے اس خبر واحد جس میں ارسال کا ذکر ہے اس پر ترجیح دی جائے گی۔ لہذا امام مالک علیہ الرحمہ کے موقف ارسال کی بجائے اعتماد پر عمل کیا جائے گا۔ کیونکہ جب کسی عمل کے بارے میں روایات کی کثرت واقع ہو تو اسے ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

باب: افْتِاحُ الْقِرَاءَةِ

یہ باب قرأت کا آغاز کرنے کے بیان میں ہے

812- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مِيسَرَةَ عَنْ أَبِي الْجَوَّارِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَحُ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ قرأت کا آغاز الحمد لله رب العالمین سے کرتے تھے۔

812: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1110، أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 783، أخرجه ابن ماجه في "السنن" رقم الحديث: 869، رقم الحديث:

۱۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّاحِ أَنَا سَمِعْنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَقْرَأُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

•• حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرأت کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

۱۱۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ وَبَكْرُ بْنُ خَلْفٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قَالُوا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسَى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْتَحِبُ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ قرأت کا آغاز "الحمد للہ رب العالمین" سے کرتے تھے۔

نماز میں قرأت کا آغاز الحمد للہ سے کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نماز "الحمد للہ رب العالمین" سے شروع کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

بظاہر تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے لیکن سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے کیونکہ دوسری احادیث سے بسم اللہ کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے خواہ بسم اللہ کو سورہ فاتحہ کا جزء مانا جائے جیسا کہ شوافع فرماتے ہیں خواہ نہ مانا جائے جیسا کہ حنفیہ فرماتے ہیں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہاں الحمد للہ رب العالمین سے مراد سورہ فاتحہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ سے نماز شروع کرتے تھے جیسا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی نے الم پڑھا تو اس سے مراد سورہ بقرہ علی جاتی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ سورہ کا جزء ہے لہذا اس قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

احناف کی جانب سے اس کی تاویل یہ کی جاتی ہے کہ یہاں مطلق لفظی مراد نہیں ہے بلکہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ ہا واز بلند نہیں پڑھتے تھے بلکہ آہستہ سے پڑھتے تھے اور ہا واز بلند نماز کی ابتداء "الحمد للہ رب العالمین" سے کرتے تھے کیونکہ یہ بات پوری صحت کی ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بسم اللہ ہا واز بلند نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہا واز بلند پڑھی جانے والی نماز میں بھی آہستہ

پڑھتے تھے۔

حضرت شیخ ابن ہمام نے بعض حفاظ حدیث (یعنی وہ لوگ جن کو بہت زیادہ احادیث زبانی یاد رہتی تھیں) سے نقل کیا ہے کہ کوئی بھی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے جس میں بسم اللہ کا آواز بلند پڑھنا بصراحت ثابت ہو تو وہاں اگر کوئی ایسی حدیث ثابت بھی ہے کہ جس سے بسم اللہ کا آواز بلند پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو اس کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت سے بسم اللہ آہستہ پڑھنا بکثرت منقول ہے اور اگر اتفاقی طور پر کسی کے بارے میں آواز بلند پڑھنا ثابت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو انہوں نے لوگوں کی تعلیم کے لیے بسم اللہ کا آواز بلند پڑھی ہوگی یا پھر ان مقتدیوں کی روایت ہے جو ان کے بالکل قریب نماز میں کھڑے ہوتے تھے کہ اگر وہ بسم اللہ آہستہ سے بھی پڑھتے تھے تو مقتدی سن لیتے تھے اور اسی کو انہوں نے آواز بلند پڑھنے سے تعبیر کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں اس مسئلے سے متعلق دو باب قائم کئے ہیں ایک باب میں تو ان احادیث کو نقل کیا ہے جن سے بسم اللہ کا آواز بلند پڑھنا ثابت ہے اور دوسرے باب میں وہ احادیث نقل کی ہیں جو آہستہ آواز سے پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور امام ترمذی نے ترجیح انہیں احادیث کو دی ہے جن سے آواز آہستہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور کہا ہے کہ اس طرف (یعنی بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے مسلک کے حق میں) اکثر اہل علم مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام وغیرہ ہیں۔ (جامع ترمذی)

نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھنے کا بیان

815- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُثَيْبٍ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَايَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغْفَلِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَقَلَّمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَشَدَّ عَلَيْهِ فِي الْإِسْلَامِ حَدَّثًا مِنْهُ لَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ أَيُّ بَنِي إِيَّاكَ وَالْحَدَّثُ فَإِنِّي صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ رَجُلًا مِنْهُمْ يَقُولُهُ لَإِذَا قَرَأْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

••• حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: میں نے کم ہی کوئی ایسا شخص دیکھا ہوگا جو اسلام میں کوئی نئی چیز پیدا کرنے کی حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے زیادہ شدید مخالفت کرتا ہو۔

ایک مرتبہ انہوں نے مجھے سنا میں نے (قرأت کرتے ہوئے) بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی پڑھ لی تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے نیا طریقہ ایجاد کرنے سے بچو میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت

حاجن برمنہ کی افتدہ میں نماز ادا کی ہے میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی قرأت کے آغاز میں (بابتہ آواز میں)
اللہ پڑھتے ہوئے نہیں سنا

تو تم جب قرأت کرو تو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرو۔

بسم اللہ کافاتحہ کے جز ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ کو اصطلاح میں تسمیہ کہا جاتا ہے۔ یہی ایک آیت کے حصے کے طور پر قرآن حکیم کی سورۃ النمل میں وارد ہوا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بالاتفاق حصہ قرآن بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **انہ من سلیمن وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔

بے شک وہ (نط) سلیمان کی جانب سے (آیا) ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع (کیا گیا) ہے جو بے حد مہربان و مہربم فرمانے والا ہے۔

آئمہ فقہ میں سے شوافع اسے سورۃ الفاتحہ کا جز قرار دیتے ہیں۔ جب کہ بعض علماء ہر سورت سے پہلے بسم اللہ وارد ہونے کی بناء پر سوائے سورۃ برات کے اسے ہر سورت کا جز تسلیم کرتے ہیں۔ ان میں ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابو ہریرہ اور تابعین میں سے عطاء طاؤس، سعید بن جبیر، کھول اور زہری وغیرہ ہم کے اسما بیان کیے جاتے ہیں۔ امام عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے بھی ایک قول اس طرح منقول ہے۔ قول معروف اور مذہب مختار یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن کا حصہ ہے۔ لیکن سورۃ الفاتحہ یا دوسری سورتوں کا جز نہیں بلکہ ہر سورت سے پہلے اسے محض امتیاز و انفصال اور تمیز و تفرک کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ عبد اللہ بن عباس سے اسناد صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

كان المسلمون لا يعرفون انقضاء السورة وفي رواية لا يعرفون فصل السورة حتى تنزل بسم الله الرحمن الرحيم فاذا نزلت عرفوا السورة قد انقضت وفي رواية ان السورة قد ختمت واستقبلت او ابتداءت سورة اخرى۔

مسلمانوں کو دوسورتوں کے درمیان فرق و انفصال کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ چنانچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نازل ہونے سے ایسی حد فاصل قائم ہوئی کہ لوگوں کو اس کے ذریعے ہر ایک سورت کے شروع ہونے یا ختم ہونے اور دوسری کے شروع ہونے کی معرفت حاصل ہو گئی۔

مدینہ و بصرہ اور شام کے قراء و فقہاء بھی اسی قول کے موید ہیں کہ بسم اللہ سورۃ النمل میں وارد ہونے کے اعتبار سے ایک مرتبہ تو قرآن کی مستقل آیت ہے۔ لیکن باقی تمام سورتوں سے اس کا ورود محض فصل کے طور پر ہے تاکہ اس کے ذریعے دو متصل سورتوں کے درمیان واضح فرق کا پتہ چل جائے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل، امام اور امام اوزاعی وغیرہم کا مذہب بھی یہی ہے۔

بَابُ: الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ

یہ باب فجر کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

816- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكَ وَصَفِيَّانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ قُطَيْبَةَ بْنِ مَائِكَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ وَالنَّحْلَ بِاسْمَاتِ لَهَا طَلْعَ نَضِيدٍ

•• حضرت قطیبہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

وَالنَّحْلَ بِاسْمَاتِ لَهَا طَلْعَ نَضِيدٍ

”اور لیے لیے کھجوروں کے درخت جن کے خوشے تیرہ دیرتہ ہوتے ہیں۔“

817- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَصْبَغِ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ كَأَنِّي أَسْمَعُ قِرَاءَتَهُ فَلَا أَقْسِمُ بِالْخُنُسِ الْجَوَارِ الْكُنُسِ

•• حضرت عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی افتاء میں نماز ادا کی تو آپ ﷺ نے فجر کی نماز میں یہ قرأت کی یہ قرأت گویا آج بھی میری سماعت میں ہے:

فَلَا أَقْسِمُ بِالْخُنُسِ الْجَوَارِ الْكُنُسِ

818- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرزَةَ ح وَحَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَهُ أَبُو الْمُنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مَا بَيْنَ السِّتِينَ إِلَى الْمِائَةِ

•• حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز میں ساٹھ سے لے کر ایک سو آیات تک تلاوت کی تھی۔

819- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَبَّاجِ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

816: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحدیث: 1024، ورم الحدیث: 1025، ورم الحدیث: 1026، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 306، أخرجه

النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 949

817: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 817

818: أخرجه مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1031، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 947

819: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

وَسَلَّمَ بِمَا قُطِبَ لِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ لِي الثَّانِيَةَ وَكَذَلِكَ لِي الصُّبْحِ

•• حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمیں جب ظہر کی نماز پڑھاتے تھے تو آپ ﷺ پہلی رکعت طویل ادا کرتے تھے اور دوسری رکعت کچھ مختصر ادا کرتے تھے صبح کی نماز میں بھی آپ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فجر کی نماز میں سورہ مومنوں کی قرأت کرنے کا بیان

820- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْمُؤْمِنُونَ فَلَمَّا آتَى عَلَى ذِكْرِ عِيسَى أَصَابَتْهُ شَرْقَةٌ فَرَكَعَ يَغْنِي سَعْلَةً

•• حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز میں سورہ مومنوں کی تلاوت کی جب آپ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرے پر پہنچے تو آپ ﷺ کو کھانسی آگئی تو آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے۔

بَابُ: الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعے کے دن فجر کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

821- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْم تَنْزِيلٌ وَهَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ

•• حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تَنْزِيلٌ اور سورہ الدھر کی تلاوت کرتے تھے۔

822- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نُبَهَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْم تَنْزِيلٌ وَهَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ

•• مصعب بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعے کے

820: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 774، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1022، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 649، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1006

821: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2028، رقم الحديث: 2029، رقم الحديث: 2030، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1074، رقم الحديث: 1075، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 520، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 955، رقم الحديث: 1430

822: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

دن فجر کی نماز میں ”سورہ الم تنزیل“ اور ”سورہ الدھر“ کی تلاوت کرتے تھے۔

823- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْمِ تَنْزِيلُ وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ آلہ تنزیل اور سورۃ هل اتی علی الانسان کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

824- حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنَّنَا إِسْحَقُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَّنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ أَبِي قُرَّةَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْمِ تَنْزِيلُ وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ قَالَ إِسْحَقُ بْنُ سُلَيْمَانَ هَكَذَا حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ لَا أَشْكُ فِيهِ

• حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعے کے دن صبح کی نماز میں ”الم تنزیل“ اور ”سورہ الدھر“ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

اسحاق ثامی راوی بیان کرتے ہیں: ہمرو نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت اسی طرح ہمیں بیان کی ہے اس میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔

شرح

حضرات شوافع اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز نماز فجر میں حدیث میں مذکورہ سورتیں ہی پڑھنی چاہئیں مگر حنفیہ چونکہ تعین سورت سے منع کرتے ہیں اس لئے فرماتے ہیں کہ یہ اولیٰ نہیں ہے کہ کسی خاص سورت کو کسی روز خاص نماز کے ساتھ اس طرح متعین کر لیا جائے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسری سورت پڑھی ہی نہ جائے۔ ان حضرات کے نزدیک تعین قرات و سورت کی ممانعت کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگر کسی خاص نماز کے ساتھ کسی خاص سورت کو متعین کر دیا جائے گا تو لوگ اسی ایک سورت کو لازم و واجب سمجھ کر پڑھیں گے اور اس کے علاوہ دوسری سورتوں کو پڑھنا مکروہ سمجھیں گے۔ ہاں اگر کوئی آدمی مثلاً اس حدیث کے مطابق جمعہ کے روز نماز فجر کی پہلی رکعت میں الم تنزیل سورت السجدہ اور دوسری رکعت میں هل اتی علی الانسان (سورۃ دھر) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات کی برکت حاصل کرنے اور اتباع سنت کے جذبے سے پڑھا کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ ان سورتوں کے علاوہ کبھی کبھی کوئی دوسری سورت بھی پڑھا لیا کرے تاکہ کم علم اور عوام یہ نہ سمجھیں کہ ان سورتوں کے علاوہ کوئی دوسری سورت پڑھنی جائز نہیں ہے۔

823: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 891، رقم الحديث: 1068، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2031، رقم الحديث: 2032، أخرجه

النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 954، رقم الحديث: 2031، رقم الحديث: 2032، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 954

824: اس روایت کو نقل کرتے ہیں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

اس کے علاوہ حنفیہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس عمل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوام ثابت نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے جہذا کبھی کبھی پڑھنا تو ہر آدمی کے لئے افضل ہے۔ اس موقع پر یہ مسئلہ بھی سن لیجئے کہ اگرچہ آدمی صبح کی نماز میں سورت بجدہ پڑھے تو اسے بجدہ تلاوت بھی کرنا چاہئے اگرچہ شوافع کے کچھ علماء نے بعض ایام میں امام کے ساتھ اس کو ترک کرنا ہی اولیٰ قرار دیا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجدہ تلاوت کرنا ہی ثابت ہے۔

بَابُ: الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

یہ باب ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

825- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَزْعَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ فِي ذَلِكَ خَيْرٌ قُلْتُ بَيْنَ رَحِمِكَ اللَّهُ قَالَ كَانَتْ الصَّلَاةُ تُقَامُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ يَخْرُجُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَيْعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ فَيَجِيءُ فَيَتَوَضَّأُ فَيَجِدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ

قزعه بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا اس میں تمہارے لیے کوئی بہتری نہیں ہے میں نے کہا آپ بیان تو کیجئے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے تو انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے ظہر کی نماز ادا کرنے کے لیے اقامت کہی جاتی تو اس کے بعد ہم سے کوئی ایک شخص کھلے میدان کی طرف جاتا وہاں قضائے حاجت کرنا اور وضو کر کے (مسجد میں آتا تھا) تو نبی کریم ﷺ کو ظہر کی پہلی رکعت میں ہی پاتا تھا۔

شرح

حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سورت واللیل اذانی پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سورت سج اسم ربک الاعلیٰ پڑھا کرتے تھے اور عصر کی نماز میں بھی اسی قدر (کوئی آیت یا سورۃ) پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی قرأت کرتے تھے۔ (صحیح مسلم بحکوة الصالح جلد اول رقم الحدیث 794)

جس طرح دیگر احادیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں نماز میں فلاں سورت پڑھتے تھے اور اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ وہ سورت پہلی رکعت میں پڑھتے تھے یا دوسری میں۔ یا ایک رکعت میں بغیر پہلی دوسری کے تعین کے پڑھتے تھے۔ اس طرح اس حدیث میں بھی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سورت واللیل اذانی کس رکعت میں پڑھتے تھے آیا پہلی رکعت میں یا دوسری میں؟ اس سلسلہ میں دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی سورت کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے یا یہ کہ ایک سورت کا کچھ حصہ تو پہلی رکعت میں پڑھتے تھے اور کچھ حصہ دوسری

رکعت میں (پہلے احتمال میں تکرار لازم آئے گا اور دوسرے میں تبغیض) یعنی کسی ایک سورت کا کچھ حصہ پہلی رکعت میں اور کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھنا لازم آئے گا اور یہ دونوں یعنی تکرار و تبغیض غیر اولیٰ ہیں اگرچہ جائز ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار و تبغیض ثابت نہیں ہے۔

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک رکعت میں پوری سورت پڑھنا اگرچہ وہ چھوٹی ہو افضل ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ایک رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھا جائے اگرچہ وہ سورت طویل ہو۔ ہاں اس مسئلے میں تراویح مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں تو پورا قرآن سارے مہینہ میں ختم کرنا افضل ہے لہذا ان سے دونوں احتمالات اور ان میں پیدا شدہ اشکالات کو دیکھتے ہوئے کوئی ایسا تیسرا احتمال پیدا کیا جائے گا جو حدیث کی منشاء کے مطابق اور اس سے مناسب ہو اور وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ سورت کے علاوہ کوئی دوسری سورت بھی پڑھتے تھے خواہ پہلی رکعت میں پڑھتے ہوں یا دوسری میں۔

826- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ لَمَّا لَبَّيْنَا بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ بِاضْطِرَابٍ لِحَيْتِهِ

•• ابو معمر بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ کے ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرنے کے بارے میں آپ لوگوں کو کیسے پتہ چلتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کی داڑھی کی حرکت کی وجہ سے۔

827- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍِ الْحَنْفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُمَانَ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَبَّ صَلَوةً بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَلَانٍ قَالَ وَكَانَ يُطِيلُ الْأَوَّلَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ الْآخَرَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے فلاں شخص کو سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی نماز کے مطابق نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

راوی کہتے ہیں: وہ صاحب ظہر کی پہلی دو رکعات طویل ادا کرتے تھے اور آخری دو رکعات مختصر ادا کرتے تھے اور عصر کی نماز مختصر ادا کرتے تھے۔

828- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ الْعَمِيِّ عَنْ

826: أخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 746، ورم الحديث: 760، وأخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 801

827: أخرجه الترمذي في "السنن" رقم الحديث: 981، ورم الحديث: 982

828: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ بَذْرِيًّا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا تَعَالَوْا حَتَّى نَقِيسَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا كُنْمْ يَجْهَرُ فِيهِ مِنَ الصَّلَاةِ فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَاسُوا قِرَاءَتَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ بِقَدْرِ ثَلَاثِينَ آيَةً وَلِیِ الرَّكْعَةِ الْآخَرَى قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ وَقَاسُوا ذَلِكَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ النِّصْفِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْآخَرَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے تین بدری صحابہ کرام جملہ اکٹھے ہوئے انہوں نے کہا آگے بڑھو تاکہ ہم نبی کریم ﷺ کی قرأت کا اندازہ لگائیں اس نماز میں جس میں آپ ﷺ بلند آواز میں قرأت نہیں کرتے ہیں تو ان میں سے دو آدمیوں کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں ہوا انہوں نے ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں تیس آیات کی مقدار کے برابر قرأت کا اندازہ لگایا اور دوسری رکعت میں اس سے نصف مقدار کا اندازہ لگایا اور عصر کی نماز میں انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ ظہر کی آخری دو رکعات سے نصف مقدار کے مطابق قرأت تھی۔

بَابُ: الْجَهْرُ بِالْآيَةِ أَحْيَانًا فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب 47- ظہر یا عصر کی نماز میں بعض اوقات کوئی آیت بلند آواز میں پڑھنا

829- حَدَّثَنَا يَشْرُبُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا

•• حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں (ابتدائی) دو رکعات میں سورہ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھار (آپ کی آواز اتنی بلند ہو جاتی تھی) کہ ہمیں کوئی ایک آیت سنائی دے جاتی تھی۔

830- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا سَلَمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبُرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا الظُّهْرَ فَتَسْمَعُ مِنْهُ الْآيَةَ بَعْدَ الْآيَاتِ مِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ وَاللَّهَارِيَاتِ

•• حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمیں ظہر کی نماز پڑھاتے تھے تو (بعض

829: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 759، ورقم الحديث: 762، ورقم الحديث: 776، ورقم الحديث: 778، 779، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1012، ورقم الحديث: 1013، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 798، ورقم الحديث: 799، ورقم الحديث: 800، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 973، ورقم الحديث: 974، ورقم الحديث: 975، ورقم الحديث: 976، ورقم الحديث: 977،

830: أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 970،

آیت سورۃ النہال یا سورۃ زمر کی چند آیات کے بعد کوئی ایک آیت ہمیں آپ ﷺ کی زبانی سنائی دے جاتی تھی۔

ظہر کی نماز میں قرأت کرنے کا بیان

حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سورۃ واللیل اذا بغضی پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سورۃ سج اسم ربک الاعلیٰ پڑھا کرتے تھے اور عصر کی نماز میں بھی اسی قدر (کوئی آیت یا سورۃ) پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی قرأت کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 794)

تشریح: جس طرح دیگر احادیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں نماز میں فلاں سورۃ پڑھتے تھے اور اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ وہ سورۃ پہلی رکعت میں پڑھتے تھے یا دوسری میں۔ یا ایک رکعت میں بغیر پہلی دوسری کے تعیین کے پڑھتے تھے۔ اس طرح اس حدیث میں بھی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سورۃ واللیل اذا بغضی کس رکعت میں پڑھتے تھے آیا پہلی رکعت میں یا دوسری میں؟ اس سلسلہ میں دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی سورۃ کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے یا یہ کہ ایک سورۃ کا کچھ حصہ تو پہلی رکعت میں پڑھتے تھے اور کچھ حصہ دوسری رکعت میں (پہلے احتمال میں تکرار لازم آئے گا اور دوسرے میں تبعیض (یعنی کسی ایک سورۃ کا کچھ حصہ پہلی رکعت میں اور کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھنا لازم آئے گا اور یہ دونوں یعنی تکرار و تبعیض غیر اولیٰ ہیں اگرچہ جائز ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار و تبعیض ثابت نہیں ہے۔

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھنا اگرچہ وہ چھوٹی ہو افضل ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ایک رکعت میں کسی سورۃ کا کچھ حصہ پڑھا جائے اگرچہ وہ سورۃ طویل ہو۔ ہاں اس مسئلے میں تراویح منگنی ہے کیونکہ اس میں تو پورا قرآن سارے مہینہ میں ختم کرنا افضل ہے لہذا ان سے دونوں احتمالات اور ان میں پیدا شدہ اشکالات کو دیکھتے ہوئے کوئی ایسا تیسرا احتمال پیدا کیا جائے گا جو حدیث کی غشاء کے مطابق اور اس سے مناسب ہو اور وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ سورۃ کے علاوہ کوئی دوسری سورۃ بھی پڑھتے تھے خواہ پہلی رکعت میں پڑھتے ہوں یا دوسری میں۔

نماز میں قرأت کرنے کے طریقے کا بیان

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورۃیں (یعنی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ) پڑھتے تھے اور بعد کی دونوں رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں (بھی) آیت سنادیا کرتے تھے اور دوسری رکعت کی بہ نسبت پہلی رکعت کو زیادہ طویل کرتے تھے اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں بھی کرتے تھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 792)

نماز کی رکعتوں میں قرأت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

ظہر کی نماز میں یوں تو قرأت سری (یعنی آہستہ آواز سے) سے ہوتی ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات ظہر کی نماز میں کوئی آیت یا سورت یا آواز بھی پڑھ دیا کرتے تھے اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ لوگ جان لیں کہ سورت فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا کوئی آیت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ یا لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں سورت کی قرأت کر رہے ہیں۔ اتنی بات اور سمجھ لیجئے کہ یہاں ظہر کی تخصیص تنقیدی ہیں بلکہ اتفاقی ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں ایسا ہی کرتے تھے۔ پہلی رکعت کو طویل کرنے کا مسئلہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی رکعت کو دوسری رکعتوں سے زیادہ طویل کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہی ہے کہ تمام نمازوں میں پہلی رکعت کو دوسری رکعت کی بہ نسبت زیادہ طویل کرنا چاہئے۔ حنفیہ میں سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی مسلک یہی ہے، ان حضرات نے ظہر، عصر اور صبح کی نمازوں میں پہلی رکعت کو طویل کرنے کے مسئلے کو احادیث سے ثابت کیا ہے اور مغرب و عشاء کو ان تینوں پر قیاس کیا ہے۔ عبدالرزاق نے اس حدیث کے آخر میں معمر سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ "ہمارا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت کو اس لئے طویل کرتے تھے کہ لوگ پہلی رکعت پالیں، امام ابو داؤد اور ابن خزیمہ رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما نے بھی یہی لکھا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک پہلی رکعت کو طویل کرنا صرف فجر کی نماز کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ وقت نیند و غفلت کا ہوتا ہے۔ ورنہ تو دونوں رکعتیں چونکہ استحقاق قرأت میں برابر ہیں۔ اس لئے مقدار قرأت میں بھی برابر ہونی چاہئیں چنانچہ ایک حدیث میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں تیس آیتوں کی مقدار قرأت کیا کرتے تھے جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ جس سے پہلی رکعت کو طویل کرنے کا اثبات ہوتا ہے تو یہ اس بات پر محمول ہے کہ چونکہ پہلی رکعت میں دعا کے افتتاح (یعنی سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اس لئے پہلی رکعت طویل معلوم ہوتی تھی نیز یہ کہ طوالت تین آیتوں سے بھی کم کی مقدار میں ہوتی تھی۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک احب یعنی اچھا ہے۔

بَابُ: الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کی نماز میں قرأت کرنے میں ہے

مغرب کی نماز میں سورت مرسلات پڑھنے کا بیان

831- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّهِ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ هِيَ لُبَابَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ

831: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحدیث: 763، رقم الحدیث: 4429، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحدیث: 1033، رقم الحدیث: 1034، أخرجه

ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 810، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 308، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحدیث: 985،

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْمُرْتَكَبِ غَزِي

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ان کی والدہ سیدہ لہابہ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ مرسلات پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

شرح

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورت والمرسلات عرفا پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (صحیح البخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول: رقم الحدیث: 796)

یہ احادیث اور وہ حدیث جس میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورت اعراف، سورت انفال اور سورت دخان پڑھتے تھے یا اسی قسم کی دوسری احادیث سب اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نمازوں میں کسی خاص اور متعین سورت کا پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ نمازی کی آسانی و سہولت پر موقوف ہے کہ وہ جس نماز میں جو بھی سورت چاہے پڑھ سکتا ہے۔

فقہاء جو یہ لکھتے ہیں کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل، عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصر مفصل پڑھنا چاہئے تو ان کے تعین قرات کی اصلی دلیل یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جو اس زمانہ میں کوفہ کے گورنر تھے ایک خط لکھا تھا اس میں یہ مذکورہ تفصیل لکھی تھی اس کے مطابق نمازوں میں قرات کا اس طرح تعین قرار پایا۔

اس مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں طول و قصر کے سلسلے میں قرات کا مسئلہ اختلاف احوال و اوقات اور مصلحت جواز کے ساتھ مختلف تھا پھر بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس مکتوب گرامی کی روشنی میں قرات کا ایک نہج اور اصول مقرر کیا گیا جس کو فقہاء کی اصطلاح میں طوال مفصل، طوال مفصل "سورت حجرات سے سورت والسماء ذات البروج تک اور "اوساط مفصل" سورت والسماء ذات البروج سے سورت لم یکن (البقرہ) تک اور "قصر مفصل" سورت لم یکن کے بعد سے سورت الناس تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے۔

اور اوساط مفصل اور قصر مفصل کا نام دیا گیا اور ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کوئی دلیل براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل سے ہاتھ لگی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طریقہ کے مطابق کبھی کبھی قرات کرتے ہوں جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا ہے اور کبھی کبھی اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی معمول رہتا ہو جو ان احادیث میں مذکور ہے۔ بہر حال ہم تو سمجھتے ہیں کہ فقہاء کے مقرر کردہ اس اصول کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہی دلیل کے لئے کافی ہے؟

مغرب کی نماز میں سورت طور کی تلاوت کرنے کا بیان

832- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ

832: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحدیث: 764، رقم الحدیث: 3050، رقم الحدیث: 4023، رقم الحدیث: 4854، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم

الحدیث: 1035، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 811، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحدیث: 986

لَمَّا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ لَمَّا خَبِرْتُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ
لَمَّا سَمِعْتُ يَقْرَأُ أَمْ خَلَقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ إِلَى قَوْلِهِ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ
كَذَا لَيْسَ بِطَرٍّ

• • • محمد بن نبیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ طور کی
 تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

حضرت نبیر بن مطعم بن کنانہ نے ایک دوسری روایت میں یہ بات بیان کی ہے جب میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ آیت
 تلاوت کرتے ہوئے سنا:

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ

"کیا کسی چیز کے بغیر ان کی تخلیق ہوئی ہے یا وہ خود ہی تخلیق کرنے والے ہیں۔"

یہ آیت یہاں تک ہے:

فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ

"تو ان میں سے غور سے سننے والے کو چاہیے کہ واضح دلیل لے آئے۔"

تو میرا دل یوں تھا جیسے اڑ جائے گا (یعنی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے)۔

833- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُذَيْلٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

• • • حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص کی

تلاوت کرتے تھے۔

بَابُ: الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ

یہ باب عشاء کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

834- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَا سَفِيَّانَ بْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ قَابِطٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ

عَازِبٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِالْبَتِينِ وَالزَّيْتُونِ

833: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

834: أخرجه البخاری فی "المصحح" رقم الحدیث: 767، رقم الحدیث: 769، رقم الحدیث: 4952، رقم الحدیث: 7546، أخرجه مسلم فی "المصحح" رقم الحدیث:

1037، رقم الحدیث: 1038، رقم الحدیث: 1039، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1221، أخرجه الترمذی فی "المصحح" رقم الحدیث: 310، أخرجه

النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 999، رقم الحدیث: 1000

• حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی وہ میان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سورہ التین کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

شرح

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح باطنی طور پر دنیا کے سب سے مکمل و اکمل انسان تھے اسی طرح مبداء فیاض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری جسمانی حس و خوبصورتی کے بھی سب سے اعلیٰ و ارفع مرتبے پر فائز کیا تھا پھر یہ کہ جس طرح اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن صورت کا سب سے اعلیٰ نمونہ بنایا تھا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن آواز میں بھی سب سے امتیازی درجہ عنایت فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی یہ شہادت کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے زیادہ کوئی اچھی آواز نہیں سنی محض ایک جذباتی عقیدت کا تاثر یا مبالغہ آرائی نہیں ہے بلکہ ایک ایسی حقیقت کی شہادت ہے جس کی صداقت کو اپنے تو الگ رہے کبھی بیگانوں نے بھی چیلنج کرنے کی جرات نہیں کی۔ یہاں بھی اس حدیث جس کی یہی وضاحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں سورہ التین والرحمن والرحیموں ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کی قرأت فرماتے تھے۔

835- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَأَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ جَمِيعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ مِثْلَهُ قَالَ لَمَّا سَمِعْتُ إِنْسَانًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ

• یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں۔
”میں نے کسی بھی شخص کو نبی کریم ﷺ سے زیادہ اچھی آواز یا اچھی قرأت کرتے ہوئے نہیں سنا۔“

836- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضَحَاهَا وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے ہوئے نماز ایسی کر دی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تم سورہ شمس، سورہ الاعلیٰ، سورہ لیل اور سورہ علق کی تلاوت کر لیا کرو۔

بَابُ: الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

یہ باب امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بیان میں ہے

837- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ وَاسْحَقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَعْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

• • • حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھتا۔ اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی۔

نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے اگر کوئی آدمی سورت فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ چنانچہ اسی حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے کیونکہ حدیث نے صراحت کے ساتھ ایسے آدمی کی نماز کی نفی کی ہے جس نے نماز میں سورت فاتحہ نہیں پڑھی۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں نفی کمال مراد ہے یعنی سورت فاتحہ کے نماز ادا تو ہو جاتی ہے مگر مکمل طور پر ادا نہیں ہوتی۔ اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے (فَاَقْرَأْ وَامَّا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ) 73۔ المزل: 20) (یعنی قرآن میں سے جو پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو، اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلق قرآن کی کوئی بھی سورت یا آیتیں پڑھنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک اعرابی کی نماز کے سلسلے میں یہ تعلیم فرمائی تھی کہ فَاَقْرَأْ مَا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (یعنی تمہارے لئے قرآن میں سے جو کچھ پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو) بہر حال۔ حنفیہ مسلک کے مطابق نماز میں فرض کہ جس کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی قرآن کی ایک آیت یا تین آیتوں کا پڑھنا ہے خواہ سورت فاتحہ ہو یا دوسری کوئی سورت اور سورت فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اس کے بغیر نماز ناقص ادا ہوتی ہے۔

838- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُكَيْبٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ لَيْتَنِي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ فَعَمَزَ ذِرَاعِي وَقَالَ يَا فَارِيسِيُّ اقْرَأْ بِهَا لِي نَفْسِكَ

• • • ابوسائب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:-

837: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 756، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 872، ورقم الحديث: 873، ورقم الحديث: 874، ورقم الحديث: 875، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 822، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 247، ورقم الحديث: 909، ورقم الحديث: 910، 838: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 877، ورقم الحديث: 878، 879، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 821، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 2953، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 908

”جو شخص نماز ادا کرتے ہوئے سورہ فاتحہ تلاوت نہ کرے تو اس کی نماز نامکمل ہوتی ہے پوری نہیں ہوتی۔“

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بعض اوقات میں امام کے پیچے ہوتا ہوں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے بازو کو دھاتے ہوئے فرمایا: اے فارسی اتم اپنے دل میں اسے پڑھ لیا کرو۔

سورت فاتحہ مقتدی کو پڑھنی چاہئے یا نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنی چاہئے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحیح روایت میں منقول ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی۔ اور یہی حضرت امام احمد کا بھی مسلک ہے، امام مالک کے نزدیک فرض نہیں مگر آہستہ آواز کی نماز میں مستحب ہے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف و امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز اور بلند آواز دونوں قسم کی نمازوں میں سورت فاتحہ پڑھنا مقتدی پر فرض نہیں ہے بلکہ حنفی فقہاء تو اس کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔ امام محمد کے مسلک کی تحقیق: ابھی ہم نے اوپر لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم اور صاحبین کا متفقہ طور پر یہ مسلک ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے مگر اس سلسلے میں کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے جس کی بنیاد پر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام محمد کا مسلک امام اعظم اور امام ابو یوسف سے کچھ مختلف ہے چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اور کچھ دوسرے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ امام محمد اس کے قائل ہیں کہ آہستہ آواز کی نماز میں مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے ہم سمجھتے ہیں کہ امام محمد کی طرف اس قول کی نسبت کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے کیونکہ امام محمد کی کتابوں سے بالکل صاف طریقہ یہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں شیخین یعنی امام اعظم اور امام ابو یوسف سے بالکل متفق ہیں۔

چنانچہ امام محمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ لا قراءۃ خلف الامام فیما جہر فیہ ولا فیما لم یجہر بذلك جاءت عامة الآثار وهو قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ”نماز خواہ بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی کسی حال میں بھی امام کے پیچے قرات نہیں ہے اسی کے مطابق ہمیں بہت سے احادیث پہنچی ہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔“ نیز امام موصوف نے اپنی دوسری تصنیف کتاب الآثار میں قرات خلف الامام کے عدم اثبات میں احادیث و آثار کو نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا: و بـ لا یأخذ لا نری القراءۃ خلف الامام شیء من الصلوٰۃ یجہر فیہ او لا یجہر فیہ۔ ”اور یہی (یعنی عدم قرات خلف الامام) ہمارا بھی مسلک ہے ہم قرات خلف الامام کو کسی بھی نماز میں خواہ وہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی نماز روا نہیں رکھتے۔“ بہر حال مذکورہ بالا مذہب کو دیکھتے ہوئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ سورت فاتحہ کے سلسلہ میں حنفیہ دو چیزوں کے قائل ہیں۔ اول تو یہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا کسی بھی حال میں فرض نہیں خواہ وہ نماز بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی اور دوسری یہ کہ اگر کوئی مقتدی سورت فاتحہ پڑھتا ہے تو گویا وہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس موقع پر ہم صرف اتنی بات صاف کریں گے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض کیوں نہیں ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ تو جانتا ہے کہ جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اس کی سب سے بڑی دلیل اس باب کی پہلی حدیث ہے یعنی لا صلوة الا بقائتہ الکتاب ان حضرات کے نزدیک امام کا پڑھنا

مقتدی کے حق میں کافی نہیں بلکہ ہر ایک آدمی کو بطور خود پڑھنا ضروری ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ جب امام نے پڑھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری جماعت نے پڑھا، چنانچہ وہ اپنے اس قول کی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں من کان لا امام فقرأ الا امام قراءۃ قالہ (یعنی جو آدمی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ تو اس امام کی قرأت اس (مقتدی) کی بھی قرأت سمجھی جائے گی) گو بعض علماء نے اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے۔ مگر حقیقت میں ان کا کلام صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث بہت سی اسناد سے ثابت ہے جن میں سے بعض اسناد تو اس درجے کی صحیح و سالم ہیں کہ اس میں کسی کلام کی گنجائش ہی نہیں۔ بہر حال اس حدیث سے یہ بات بصراحت ثابت ہوتی ہے۔ کہ مقتدی کو قرأت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ تو سورت فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی۔ اس موقع پر یہ احتمال بھی پیدا نہیں کیا جاسکتا کہ شاید اس حدیث کا تعلق بلند آواز کی نماز سے ہو کیونکہ یہ بات بھی صحیح طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عصر کی نماز کے وقت تھا۔ جو آہستہ آواز کی نماز ہے اور جب آہستہ آواز کی نماز میں یہ حکم ہے تو بلند آواز کی نماز میں تو بدرجہ اولیٰ یہی حکم ہوگا۔

مقتدی کی نماز کے طریقے کا بیان

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم (باجماعت) نماز پڑھو تو (پہلے) اپنی صفوں کو سیدھی کرو پھر (تم میں سے) ایک آدمی تمہارا امام بنے، چنانچہ جب وہ امام تکبیر تحریمہ یعنی (اللہ اکبر کہے تو تم (بھی اللہ اکبر) کہو، جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا اور جب امام (رکوع میں جانے کے لئے) اللہ اکبر کہے اور رکوع میں جائے تم بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاؤ اور امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کا پہلے سر اٹھانا پہلے رکوع کرنے کا بدلہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لك الحمد کہو اللہ تمہاری تعریف سنا ہے۔ اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔" (صحیح مسلم، مشکوٰۃ، لمعاج، جلد اول: حدیث نمبر 791)

حدیث کے الفاظ "فتلک بتلک" یعنی امام سے پہلے سر اٹھانا پہلے رکوع کرنے کا بدلہ ہے۔ "کا مطلب یہ ہے کہ امام مقتدی سے پہلے رکوع سے سر اس لئے اٹھاتا ہے تاکہ امام اور مقتدی کے رکوع کی مقدار برابر ہو جائے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد واضح طور پر یوں ہے کہ "جب امام رکوع میں تم سے پہلے گیا تو گویا اس وقت تمہارے اور امام کی رکوع کی مقدار برابر نہ رہی مگر جب امام نے رکوع سے تم سے پہلے سر اٹھایا اور تم نے اس کے بعد سر اٹھایا تو گویا تمہاری اس تاخیر سے وہ لمحہ پورا ہو گیا جس میں امام نے رکوع میں جانے میں تم سے پہلے کی تھی اور جس طرح تم رکوع میں امام کے بعد گئے اس طرح رکوع سے اٹھے بھی امام کے بعد ہی لہذا امام اور مقتدی دونوں کے رکوع کی مقدار پوری ہو گئی۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی اللھم ربنا لك الحمد کہیں مگر ایک دوسری روایت میں ربنا و لك الحمد (واؤ کے ساتھ) کے الفاظ مروی ہیں۔ نیز ایک روایت میں اللھم ربنا و لك الحمد بھی مروی ہے۔

یہ حدیث حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس مسئلے میں مستدل ہے کہ امام رکوع سے اٹھتے ہوئے صرف مع اللہ کہے اور مقتدی رہنا لک الحمد کہیں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک امام، مقتدی اور منفرد تینوں ہی کو یہ دونوں کلمات کہنے چاہئیں ماسکین ہے بھی ایک روایت میں یہی مطلق ہے لیکن اس قید کے ساتھ کہ امام رہنا لک الحمد آہستہ آواز سے کہے۔ منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے آدمی کے بارے میں متفقہ طور پر یہ حکم ہے کہ وہ دونوں کلمات کہے اگرچہ صرف ایک پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اکتفاء رہنا لک الحمد پر کیا جائے۔ دونوں کلمات کہنے کی صورت میں مع اللہ اٹھتے ہوئے اور رہنا لک الحمد حالت قیام میں کہا جائے۔ حدیث کا آخری جملہ واذا قرأ فانصتوا (یعنی جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش رہنا چاہئے قرأت نہ کرنی چاہئے خواہ نماز بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی۔

839- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ ح وَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

مُسَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ وَسُورَةٍ فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا

•• حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے اس شخص کی نماز نہیں

ہوتی ہے جو ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورت ساتھ نہیں پڑھتا ہے خواہ فرض نماز ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور ہو۔

840- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَزَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ

عَبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ كُلُّ صَلَوةٍ لَا يَقْرَأُ فِيهَا بِأَمِّ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ

•• سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر وہ نماز جس میں

سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناکمل ہوتی ہے۔

841- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الشُّكَيْنِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ السَّلَمِيُّ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمِ

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ صَلَوةٍ لَا يَقْرَأُ

فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ

•• عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل

کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو وہ ناکمل ہوتی ہے وہ

ناکمل ہوتی ہے۔

839: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

840: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

841: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

842- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ بَحْمَنٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَسْرُورٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ السَّخَوَلَانِيِّ عَنْ أَبِي الذَّرْدَاءِ قَالَ سَأَلَهُ رَجُلٌ لَقَالَ لَقَالَ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ لَقَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ كُلُّ صَلَاةٍ قِرَاءَةً لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ لَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَجَبَ هَذَا

● حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: جب امام قرأت کر رہا ہو تو کیا میں بھی قرأت کروں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا کہ کیا ہر نماز میں قرأت کی جائے گی؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں تو حاضرین میں سے ایک صاحب بولے: یہ لازم ہوگئی ہے۔

شرح

بحث یہ ہے کہ سورت فاتحہ مقتدی کو پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنی چاہئے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحیح روایت میں منقول ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی۔ اور یہی حضرت امام احمد کا بھی مسلک ہے، امام مالک کے نزدیک فرض نہیں مگر آہستہ آواز کی نماز میں مستحب ہے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف و امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز اور بلند آواز دونوں قسم کی نمازوں میں سورت فاتحہ پڑھنا مقتدی پر فرض نہیں ہے بلکہ خفی فقہاء تو اس کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔ امام محمد کے مسلک کی تحقیق ابھی ہم نے اوپر لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم اور صاحبین کا متفقہ طور پر یہ مسلک ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے مگر اس سلسلے میں کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے جس کی بنیاد پر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام محمد کا مسلک امام اعظم اور امام ابو یوسف سے کچھ مختلف ہے چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اور کچھ دوسرے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ امام محمد اس کے قائل ہیں کہ آہستہ آواز کی نماز میں مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے ہم سمجھتے ہیں کہ امام محمد کی طرف اس قول کی نسبت کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے کیونکہ امام محمد کی کتابوں سے بالکل صاف طریقہ یہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں شیخین یعنی امام اعظم اور امام ابو یوسف سے بالکل متفق ہیں۔ چنانچہ امام محمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ: لا قراءۃ خلف الامام فیما جہر فیہ ولا فیما لم یجہر بذلک جاءت علمۃ الآثار وحقول ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ "نماز خواہ بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی کسی حال میں بھی امام کے پیچھے قرأت نہیں ہے اسی کے مطابق ہمیں بہت سے احادیث پہنچی ہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔" نیز امام موصوف نے اپنی دوسری تصنیف کتاب الآثار میں قرأت خلف الامام کے عدم اثبات میں احادیث و آثار کو نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا: وبہ ناخذ لاندری القراءۃ خلف الامام شیء من الصلوۃ یجہر فیہ او لا یجہر فیہ "اور یہی (یعنی عدم قرأت خلف الامام) ہمارا بھی مسلک ہے ہم قرأت خلف الامام کو کسی بھی نماز میں خواہ وہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی نماز روا

نہیں رکھتے۔ "بہر حال مذکورہ بالا مذہب کو دیکھتے ہوئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ سورت فاتحہ کے سلسلہ میں حنفیہ دو چیزوں کے قائل ہیں۔ اول تو یہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا کسی بھی حال میں فرض نہیں خواہ وہ نماز بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی اور دوسری یہ کہ اگر کوئی مقتدی سورت فاتحہ پڑھتا ہے تو گویا وہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس موقع پر ہم صرف اتنی بات صاف کریں گے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض کیوں نہیں ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ تو جانتا ہے کہ جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اس کی سب سے بڑی دلیل اس باب کی پہلی حدیث ہے یعنی لا صلوة الا بفاتحة الكتاب ان حضرات کے نزدیک امام کا پڑھنا مقتدی کے حق میں کافی نہیں بلکہ ہر ایک آدمی کو بطور خود پڑھنا ضروری ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ جب امام نے پڑھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری جماعت نے پڑھا، چنانچہ وہ اپنے اس قول کی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں من کان لا امام فقرأ الا امام قراءۃ لہ (یعنی جو آدمی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ تو اس امام کی قرأت اس (مقتدی) کی بھی قرأت سمجھی جائے گی) گو بعض علماء نے اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے۔ مگر حقیقت میں ان کا کلام صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث بہت سی اسناد سے ثابت ہے جن میں سے بعض اسناد تو اس درجے کی صحیح و سالم ہیں کہ اس میں کسی کلام کی گنجائش ہی نہیں۔ بہر حال اس حدیث سے یہ بات بصراحت ثابت ہوتی ہے۔ کہ مقتدی کو قرأت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ تو سورت فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی۔ اس موقع پر یہ احتمال بھی پیدا نہیں کیا جاسکتا کہ شاید اس حدیث کا تعلق بلند آواز کی نماز سے ہو کیونکہ یہ بات بھی صحیح طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عصر کی نماز کے وقت تھا۔ جو آہستہ آواز کی نماز ہے اور جب آہستہ آواز کی نماز میں یہ حکم ہے تو بلند آواز کی نماز میں تو بدرجہ اولیٰ یہی حکم ہوگا۔

آخری دو رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان

843- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَفِي الْآخِرَتَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

•• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ ظہر اور عصر کی نماز میں امام کی اقتداء میں پہلی دو رکعات میں قرأت کرتے تھے ہم سورہ فاتحہ اور اسکے ساتھ ایک اور سورت پڑھتے تھے جبکہ آخری دو رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

بَابُ: فِي سَكَنَتِي الْإِمَامِ

یہ باب امام کا دو مرتبہ سکتہ کرنے کے بیان میں ہے

844- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ جَمِيلٍ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ

الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ سَكَّتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْكُرَ ذَلِكَ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ فَكَتَبْنَا إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ بِالْمَدِينَةِ لِكِتَابِ أَنَّ سَمُرَةَ لَقَدْ حَفِظَ لَنَا سَعِيدٌ فَلَقْنَا لِقَاعَادَةَ مَا هَاتَانِ السَّكَّتَانِ قَالَ إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ وَإِذَا قَرَعَ مِنَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ وَإِذَا قَرَأَ قَبْرَ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ إِذَا قَرَعَ مِنَ الْقِرَاءَةِ أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَقْرَأَ إِلَهُ نَفْسُهُ

•• حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا دو مرتبہ سکتہ کرنا مجھے یاد ہے تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس بات کا انکار کیا (راوی کہتے ہیں) ہم نے اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ خط لکھا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں لکھا: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت درست ہے۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے قنَادہ سے دریافت کیا: یہ دو سکتے کب ہوں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب آدمی نماز میں داخل ہو اور جب قرأت کر کے فارغ ہو۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا: جب امام "ولا الضالین" پڑھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: انہیں یہ بات پسند تھی جب امام قرأت کر کے فارغ ہو تو سکتہ کرے تاکہ اس کا سانس ٹھیک ہو جائے۔

شرح

تکبیر تحریمہ کے بعد خاموشی اختیار کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آواز بلند نہیں پڑھتے تھے چنانچہ اس موقع پر دعائے استفتاح (یعنی سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ اِنِّیْ) پڑھنے کے لئے خاموشی اختیار کرنا تمام آئمہ کے نزدیک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ دوسری جگہ یعنی سورت فاتحہ ختم کرنے کے بعد خاموشی اختیار کرنا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سنت ہے تاکہ مقتدی اس عرصے میں سورت فاتحہ پڑھ لیں اور امام کے ساتھ منازعت لازم نہ آئے جو ممنوع ہے حنفیہ اور مالکیہ مسلک میں سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد خاموشی اختیار کرنا مکروہ ہے۔

845- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ خَدَّاشٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِشْكَابٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيٍّ

عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ سَمُرَةُ حَفِظْتُ سَكَّتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ سَكْتَةً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَسَكْتَةً عِنْدَ الرُّكُوعِ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ فَكَتَبُوا إِلَى الْمَدِينَةِ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ فَصَدَّقَ سَمُرَةَ

•• حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نماز کے دوران نبی کریم ﷺ کا دو مرتبہ خاموش ہونا مجھے یاد ہے ایک آپ ﷺ قرأت سے پہلے کچھ دیر خاموش ہوتے تھے اور ایک رکوع میں جانے سے پہلے کچھ دیر کے لیے خاموش

ہوتے تھے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا ان لوگوں نے مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو انہوں نے حضرت سرہ رضی اللہ عنہ کی بات کو درست قرار دیا۔

بَابُ: إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا

یہ باب جب امام قرأت کرے تو خاموش رہنے کے حکم میں ہے

امام کے پیچھے قرأت سے ممانعت کا بیان

846- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَخْمَرِيُّ عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ لَكَبْرًا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا وَإِذَا قَالَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعِينَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ ”غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ کہے تو تم آمین پڑھو جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ اور جب وہ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ پڑھے تو تم ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ پڑھو۔ جب وہ سجدے میں جائے تو تم بھی سجدے میں جاؤ اگر وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔“

شرح

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقتدی تکبیر، امام کے تکبیر کہنے کے بعد کہیں۔ نہ تو اس کے ساتھ ساتھ کہیں اور نہ اس سے پہلے کہیں اور یہ حکم تکبیر تحریر میں تو واجب ہے البتہ دوسری تکبیرات میں مستحب ہے۔ حدیث کے دوسرے جزء، فاذا قرأ سے مراد مطلق ہے یعنی خواہ امام بلند قراءت کرے یا آہستہ سے پڑھے۔ دونوں صورتوں میں مقتدیوں کو خاموشی سے اس کی قرات سننا چاہئے اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فانصتوا“ یعنی چپ رہو فرمایا۔ فاستمعوا یعنی سنو نہیں فرمایا ارشاد ربانی ہے۔ آیت (وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ، الاعراف: 204) ”یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو (بلند آواز سے پڑھنے کی صورت میں) اسے سنو اور آہستہ آواز سے پڑھنے کی صورت میں) خاموش رہو۔“ لہذا معلوم ہوا کہ امام

کے پیچھے مقتدیوں کے لئے کچھ پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے خواہ نماز جہری (ہاواز بلند ہو یا سری ہاواز آہستہ) سورت فاتحہ کی قرات میں ائمہ کے مسلک: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنا خواہ نماز جہری ہو یا سری واجب ہے اور سورت فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔ حضرت امام احمد، حضرت امام مالک اور ایک قول کے مطابق خود حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا بھی مسلک یہ ہے کہ مقتدی کے لئے سورت فاتحہ کا پڑھنا صرف سری نماز میں واجب ہے جہری نماز میں محض امام کی قرات سننا کافی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں خواہ نمازی سری ہو یا جہری دونوں صورتوں میں مطلقاً قرأت مقتدی کے لئے ممنوع ہے نیز صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک بھی مقتدی کو پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت امام محمد جو حضرت امام اعظم کے جلیل القدر شاگرد اور فقہ حنفیہ کے امام ہیں فرماتے ہیں کہ "صحابہ" کی ایک جماعت کے قول کے مطابق امام کے پیچھے مقتدی اگر سورت فاتحہ کی قرات کرے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لہذا احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ عمل اس دلیل پر کیا جائے جو زیادہ قوی اور مضبوط ہو، چنانچہ حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔ الحدیث (مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ قَدْ أَلْوَ إِمَامٌ قَرَأَ لَهُ،" یعنی (نماز میں) جس آدمی کا امام ہو تو امام کی قرات ہی اس (مقتدی) کی قرات ہوگی۔" یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ البخاری و مسلم کے علاوہ سب ہی نے اسے نقل کیا ہے اور ہدایہ میں تو یہاں تک مذکور ہے علیہ اجماع الصحابة یعنی اسی پر صحابہ کا اتفاق تھا۔

قرآن کی قرأت کے وقت خاموش رہنے اور سننے کے حکم کا بیان

"وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا" عَنْ الْكَلَامِ "لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ" نَزَلَتْ فِي تَرْكِ الْكَلَامِ فِي الْخُطْبَةِ وَغَيْرِهَا بِالْقُرْآنِ لِأَسْمَائِهَا عَلَيْهِ وَقِيلَ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ مُطْلَقًا،

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور کلام کرنے سے چپ رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ آیت جمعہ میں خطبہ کے وقت ترک کلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کو قرآن سے تعبیر کیا ہے کیونکہ وہ خطبہ بھی قرآن پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں قرآن سے مراد مطلق قرأت قرآن ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ یہ آیت صحابہ کرام کے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دوران نماز آوازیں بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (زوالہ میر 3-312، مشور 2-155)

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب شروع شروع میں نماز فرض ہوئی تو لوگ اپنی نمازوں میں گفتگو کرتے تھے ایک شخص آتا اور اپنے ساتھ والے سے پوچھتا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں وہ کہتا اتنی پڑھ لی ہیں اس پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعز شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (طبری 9-111، طبری 7-353)

زہری کہتے ہیں کہ یہ ایک انصاری نو جوان کے متعلق نازل ہوئی جو ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرات کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فرض نماز میں قرات کی آپ کے صحابہ بھی آپ کے پیچھے بلند آواز

سے قرأت کرنے کے جس سے آپ سے نماز میں غلط ہو گیا تو اس پر یہ آیت اتری۔ سعید بن جبیر، مجاہد، عطاء، عمرو بن دینار، اور منیر بن ابی جہات کا قول ہے کہ یہ آیت کریمہ جمعہ کے دن اور دوران خطبہ امام کے سامنے خاموشی اختیار کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ (طبری ۹: ۱۱۲، قرطبی ۷: ۳۵۳)۔

امادیت صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں رات کو پڑاؤ ڈالنے کے بعد صبح کو فرمایا کہ میں نے اپنے اشعری رفقاء سفر کو ان کی تلاوت کی آوازوں سے رات کے اندھیرے میں پہچان لیا کہ ان کے خیمے کس طرف اور کہاں ہیں، اگرچہ دن میں مجھے ان کے جائے قیام کا علم نہیں تھا۔

اس واقعہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعری حضرات کو اس سے منع نہیں فرمایا کہ بلند آواز سے کیوں قرأت کی اور نہ سونے والوں کو ہدایت فرمائی کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو تم سب بیٹھو اور قرآن سنو۔

اس قسم کی روایات سے فقہاء نے خارج نماز کی تلاوت کے معاملہ میں کچھ گنجائش دی ہے، لیکن اولیٰ اور بہتر سب کے نزدیک یہی ہے کہ خارج نماز بھی جب کہیں سے تلاوت قرآن کی آواز آئے تو اس پر کان لگائے اور خاموش رہے اور اسی لئے ایسے مواقع میں جہاں لوگ سونے میں یا اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تلاوت قرآن ہا آواز بلند کرنا مناسب نہیں۔

آیت قرأت کا نماز سے متعلق ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں یہ آیت فرض نماز کے بارے میں ہے۔ طلحہ کا بیان ہے کہ عبید بن عمر اور عطاء بن ابی رباح کو میں نے دیکھا کہ داعظ وعظ کہہ رہا تھا اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے تو میں نے کہا تم اس وعظ کو نہیں سنتے اور وعید کے قابل ہو رہے ہو؟ انہوں نے میری طرف دیکھا پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ میں نے پھر یہی کہا انہوں نے پھر میری طرف دیکھا اور پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ میں نے پھر یہی کہا انہوں نے پھر میری طرف دیکھا اور پھر اپنی باتوں میں لگ گئے، میں نے پھر تیسری مرتبہ ان سے یہی کہا۔ تیسری بار انہوں نے میری طرف دیکھ کر فرمایا یہ نماز کے بارے میں ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں نماز کے سوا جب کوئی پڑھ رہا ہو تو کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں اور بھی بہت سے بزرگوں کا فرمان ہے کہ مراد اس سے نماز میں ہے۔ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت نماز اور جمعہ کے خطبے کے بارے میں ہے۔ حضرت عطاء سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حسن فرماتے ہیں نماز میں اور ذکر کے وقت، سعید بن جبیر فرماتے ہیں بقرہ عید اور مثنوی عید اور جمعہ کے دن اور جن نمازوں میں امام اپنی قرأت پڑھے۔ ابن جریر کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ مراد اس سے نماز میں اور خطبے میں چپ رہنا ہے جیسے کہ حکم ہوا ہے امام کے پیچھے خطبے کی حالت میں چپ رہو۔ مجاہد نے اسے مکروہ سمجھا کہ جب امام خوف کی آیت یا رحمت کی آیت تلاوت کرے تو اس کے پیچھے سے کوئی شخص کچھ کہے بلکہ خاموشی کے لئے کہا۔

حضرت حسن فرماتے ہیں جب تو قرآن سننے بیٹھے تو اس کے احترام میں خاموش رہا کر۔ مسند احمد میں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص کان لگا کر کتاب اللہ کی کسی آیت کو سنے تو اس کے لئے کثرت سے بڑھنے والی نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر اسے

پڑھے تو اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ (حدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، لہذا جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

(سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 619)

لہذا اکبر فکبروا کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقتدی تکبیر امام کے تکبیر کہنے کے بعد کہیں۔ نہ تو اس کے ساتھ ساتھ کہیں اور نہ اس سے پہلے کہیں اور یہ حکم تکبیر تحریرہ میں تو واجب ہے البتہ دوسری تکبیرات میں مستحب ہے۔

حدیث کے دوسرے جزء فاذا قرا سے مراد مطلق ہے یعنی خواہ امام بلند قراءت کرے یا آہستہ سے پڑھے۔ دونوں صورتوں میں مقتدیوں کو خاموشی سے اس کی قرأت سننا چاہئے اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "فانصتوا" یعنی چپ رہو فرمایا۔ فاستمعوا یعنی سنو نہیں فرمایا ارشاد ربانی ہے۔

آیت (وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ) (7-الاعراف: 204)

یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو بلند آواز سے پڑھنے کی صورت میں اسے سنو اور آہستہ آواز سے پڑھنے کی صورت میں خاموش رہو۔ لہذا معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے مقتدیوں کے لیے کچھ پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے خواہ نماز جہری ہا واز بلند ہو یا سری ہا واز آہستہ ہو۔

مدرک رکوع کی رکعت کا عدم فائزہ خلف الامام ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم (جماعت میں شریک ہونے کے لیے) نماز میں آؤ اور مجھے سجدے کی حالت میں پاؤ تو تم بھی سجدے میں چلے جاؤ۔

اور اس سجدے کو کسی حساب میں نہ لگاؤ ہاں جس آدمی نے (امام کے ساتھ) رکوع پایا تو اس نے پوری رکعت پالی۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 1113)

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی آدمی جماعت میں آ کر اس حال میں شریک ہو کہ امام سجدے میں ہو اور وہ بھی سجدے میں چلا جائے تو اس کی پوری رکعت نہیں ہوتی ہاں اگر کوئی آدمی اس حال میں شریک ہو کہ امام رکوع میں ہو اور اسے رکوع مل جائے تو اس کی پوری رکعت ادا ہو جاتی ہے چنانچہ اس حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہی ہے کہ اگر کوئی آدمی جماعت میں اس وقت شریک ہو جب امام سجدے میں ہو تو وہ سجدے میں چلا جائے۔ مگر اس سجدے کی وجہ سے وہ اس رکعت کا ادا کرنا نہ سمجھے کیونکہ جس طرح رکوع میں شریک ہو جانے سے پوری رکعت مل جاتی ہے اسی طرح سجدے میں شریک ہونے پر پوری

وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ لَانْصَبُوا لِأَذَا عَمَّانِ هَذَا الْقَعْدَةُ فَلْيَكُنْ أَوَّلُ لَذَا عَمَّانِ هَذَا الْقَعْدَةُ

• • • حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جب امام قرأت کرے تو تم لوگ خاموش رہو اور قعدہ میں تم لوگ سب سے پہلے قعدہ پڑھو۔"

قرأت میں منازعت کرنے سے ممانعت کا بیان

848- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ لَّا يَخْلُقَانِ سَفَهَانِ بْنِ هُشَيْمَةَ هُوَ الزُّهْرِيُّ هُوَ

ابْنُ أَكْبَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ صَلَوةً لَقِيَ فِيهَا

الصُّبْحُ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ مِنْ آخِذٍ قَالَ رَجُلٌ قَالَ إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أَلَا رَغِ الْقُرْآنَ

• • • حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھانی میرا خیال ہے کہ وہ صبح

کی نماز تھی تو نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم میں سے کسی شخص نے تلاوت کی ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی:

میں نے کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں بھی سوچ رہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ تلاوت میں میرا مقابلہ کیا جا رہا ہے؟

شرح

احناف کے نزدیک سورہ فاتحہ واجب ہے فرض نہیں، بعض اماموں کے نزدیک فرض ہے۔ وہ حضرات حدیث کے یہ معنی

کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز صحیح نہیں، ہم اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز کامل نہیں یعنی اسے

نفل جنس کی خبر ان کے ہاں صحیح ہے، ہمارے ہاں کامل مگر مذہب حنفی نہایت قوی ہے اور ان کا یہ ترجمہ نہایت مناسب چند وجوہ

سے: ایک یہ کہ حنفی ترجمہ کی صورت میں یہ حدیث قرآن کی اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "لَا قُرْءَانًا تَسْرَوْنَ مِنَ الْقُرْآنِ" اور ان

بزرگوں کے ترجمہ پر یہ حدیث اس آیت کے سخت خلاف ہوگی کیونکہ قرآن سے معلوم ہو رہا ہے کہ مطلقاً تلاوت کافی ہے اور حدیث

کہہ رہی ہے کہ بغیر فاتحہ نماز نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ اسی حدیث کے آخر میں آ رہا ہے کہ جو سورہ فاتحہ اور ساتھ کچھ اور نہ پڑھے اس

کی نماز نہیں اور ان بزرگوں کے ہاں سورت ملانا فرض نہیں تو ایک ہی لفظ سے سورہ فاتحہ فرض ماننا اور ضم سورت فرض نہ ماننا کچھ عجیب

سی بات ہے۔ تیسرے یہ کہ اگلی حدیث ابو ہریرہ میں حنفی معنی صراحۃً آ رہے ہیں کہ جو نماز میں الحمد نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے اور

حدیث کی شرح حدیث سے ہو تو قوی ہے، نیز حنفیوں کے نزدیک فاتحہ مطلقاً پڑھنے سے مراد مطلقاً پڑھنا ہے حقیقتاً ہو یا حکماً۔ اکیلا

امام حقیقتاً فاتحہ پڑھے گا اور مقتدی حکماً کہ امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا مانا جائے گا مگر بعض کے نزدیک یہاں حقیقتاً پڑھنا ہی مراد ہے ان

کے ہاں مقتدی پر بھی فاتحہ پڑھنا فرض ہے لیکن حنفیوں کی توجیہ نہایت ہی قوی ہے چند وجوہ سے: ایک یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث

847: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 902، ورقم الحديث: 903، ورقم الحديث: 905، أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 972، ورقم الحديث: 973،

أخرجه الترمذي في "السنن" رقم الحديث: 829، ورقم الحديث: 1063، ورقم الحديث: 1171، ورقم الحديث: 1279، أخرجه ابن ماجه في "السنن" رقم الحديث: 90،

848: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 826، ورقم الحديث: 827، أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث: 312، أخرجه الترمذي في "السنن" رقم الحديث:

اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا" الخ۔ ان لوگوں کی تفسیر کے مطابق آیت وحدیث میں سخت تعارض ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث مسلم شریف کی اس روایت کے خلاف نہ ہوگی "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا"۔ تیسرے یہ کہ مثلی ترجمے کے مطابق رکوع میں ملے والا بلا تکلف رکعت پالے گا مگر ان لوگوں کو اس مسئلے پر بہت معیبت پیش آئے گی کہ بغیر فاتحہ پڑھے رکعت کیسے پالی۔ چوتھے یہ کہ بعض صورتوں میں وہ لوگ اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتے مثلاً مقتدی فاتحہ کے سچ میں تھا کہ امام نے رکوع کر دیا اس کے لیے یہ حدیث وہاں جان بن جائے گی لہذا مذہب حنفی نہایت ہی قوی ہے۔

جہری نمازوں میں قرأت نہ کرنے کا بیان

849- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي كَبِيَّةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كُنَّا نَخُوضُ وَرَأَدَ إِلَيْنَا قَالَ فَسَكُّوا بَعْدَ لَمَّا جَهَرَ لِيهِ الْإِمَامُ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس کے بعد جن نمازوں میں امام بلند آواز میں قرأت کرتا لوگ ان میں خاموش رہا کرتے تھے۔

850- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ •• حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جس شخص کا امام موجود ہو تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہوتی ہے۔"

امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا ثبوت آثار صحابہ سے ہونے کا بیان

امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھنے کی بات تقریباً اسی صحابہ کرام سے منقول ہے۔ (عمدة القاری شرح بخاری)

درج ذیل صحابہ کرام بہت سختی کے ساتھ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (۱) حضرت ابو بکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت علی مرتضیٰ (۴) حضرت عثمان ذوالنورین (۵) حضرت عبداللہ بن مسعود (۶) حضرت سعد بن ابی وقاص (۷) حضرت زید بن ثابت (۸) حضرت جابر (۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

(مصنف عبدالرزاق، طبرانی کبیر، طبرانی الاوسط، مجمع الرواۃ، موطا امام مالک، موطا امام محمد)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا

یہ بات روزمرہ ”آمین“ کہنے کے بیان میں ہے

851- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُمَيْسَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كُنَّ الْقَارِئُ قَائِلًا أَمِينَ أَمِنْكَ تَوَكُّفٌ فَلَمْ يَكُنْ تَعِيْنُهُ تَعِيْنُ الْمَلَائِكَةِ غُفْرَانَهُ مَا تَلَظَّى مِنْ ذَلِكَ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو (کیونکہ اس وقت) فرماتے بھی ”آمین“ کہتے ہیں اور جو شخص فرشتوں کے ”آمین“ کہنے کے ساتھ ”آمین“ کہے گا اس کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

852- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَبُخَيْرٌ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ عَلَى حَدَّثَنَا مُعَمَّرٌ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الشَّيْخِ الْأَعْمَرِيُّ وَهَشِيمُ بْنُ عَقِيلٍ الْعَوَّلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ جُوَيْدٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّ الْقَارِئُ قَائِلًا أَمِينَ تَأْمِنُهُ تَأْمِينُ الْمَلَائِكَةِ غُفْرَانَهُ مَا تَلَظَّى مِنْ ذَلِكَ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جب قارئ کرے اور آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جو شخص آمین کہتا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہوگا اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔“

نماز میں امام و مقتدی کا آہستہ آواز سے آمین کہنے میں فقہی مذاہب

حضرت داؤد بن جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز میں) غیر المصنوع علیہم ولا الضالین پڑھا اور پھر دروازہ آواز سے آمین کی۔ (ابوداؤد، دارمی، جامع ترمذی) دروازہ آواز سے آمین کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بآواز بلند کی یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط آمین میں اللہ کے ساتھ یعنی کھینچ کر کہا۔

آمین کہنے کا مسئلہ بھی ائمہ کے یہاں بحث فیہ ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات جانی چاہیے کہ اس مسئلے میں تو سب ائمہ متفق ہیں کہ سورت فاتحہ کے بعد آمین کہنا ہر نمازی کے لیے سنت ہے خواہ مفرد ہو یا امام کے ساتھ اسی طرح مقتدی کو بھی آمین کہنا

نت ہے خواہ امام کہے یا نہ کہے۔ اب اختلاف اس چیز میں ہے کہ آیا آمین ہاواز بلند کی جائے یا آہستہ آواز سے؟ چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک آمین ہاواز بلند کہنی چاہئے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک آمین آہستہ آواز سے کہنی چاہئے چنانچہ وہ ان احادیث کے بارے میں جن سے آمین ہاواز بلند کہنا ثابت ہے اور جو شافعی وغیرہ کی مستدل ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام احادیث اس بات پر محمول ہیں کہ ابتداء اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کی خاطر آمین ہاواز بلند کہتے تھے تاکہ صحابہ کرام یہ جان لیں کہ سورت فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہئے۔ صحابہ جب یہ سیکھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمین آہستہ آواز سے کہنے لگے۔

حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ احمد، ابو یعلیٰ، طبرانی، داری، اور حاکم نے شعبہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ علقمہ ابن عاکل اپنے والد مکرم حضرت وائل سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے (یعنی وائل) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "غیر المفضوب علیہم ولا الضالین" پر پہنچے تو آہستہ آواز سے آمین کہی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا "چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام کو آہستہ آواز سے پڑھنا چاہئے۔ (۱) اٰمُوْذِیُّ اللّٰہ (۲) بِسْمِ اللّٰہ (۳) سُبْحٰنَکَ اَللّٰہم (۴) آمین

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ بھی آمین آہستہ آواز سے کہتے تھے اس کے علاوہ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ کلمات دعا کو آہستہ آواز سے پڑھنا ہی اولیٰ اور صحیح ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت (اُدْعُوْا رَبَّکُمْ خَفِیَّۃً ۙ وَخُسْفٰۃً ۚ ۷۔ الاعراف : 55) یعنی اپنے رب سے دعا گزرا کر اور چپکے سے کرو۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آمین بھی دعائی ہے لہذا آمین کو آہستہ سے کہنا اس آیت عمل پہ کرنا ہے۔ نیز یہ کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ آمین قرآن کا لفظ نہیں ہے اس لیے مناسب یہی ہے کہ اس کی آواز قرآن کے الفاظ کی آواز سے ہم آہنگ نہ ہو جس طرح کی مصحف (یعنی اوراق قرآن) میں لکھنا جائز نہیں ہے۔

853- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِیْسَى حَدَّثَنَا یُسْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَبْنِ عَمٍ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ قَالَ تَرَکَ النَّاسُ التَّامِیْنَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَفْضُوْبِ عَلَیْہِمُ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اَمِیْنٌ حَتّٰی یَسْمَعَهَا اَهْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فِیْرِتَجُّ بِہَا الْمَسْجِدُ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے آمین کہنا ترک کر دیا ہے جب کہ نبی کریم ﷺ جب "غیر المفضوب علیہم ولا الضالین" پڑھتے تھے تو آپ ﷺ آمین کہتے تھے یہاں تک کہ پہلی صف کے لوگ اس کو کہنے لگتے تھے اور اس آمین کہنے کے ذریعے مسجد گونج اٹھتی تھی۔

854- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا اَبْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

كَهْمَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ قَيْسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ

• • • حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا جب آپ "ولا الضالین" پڑھتے تھے تو آپ ﷺ آمین بھی کہتے تھے۔

855- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَظَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ فَسَمِعْنَاهَا

• • • عبد الجبار بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی جب آپ ﷺ نے "ولا الضالین" پڑھا تو آپ ﷺ نے آمین بھی کہا جسے ہم نے سنا۔

856- حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَسَدْتُكُمْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدْتُكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّامِينِ

• • • سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں یہودی کسی بھی چیز کے حوالے سے تم سے اتنا حسد نہیں کرتے جتنا حسد وہ سلام کرنے اور آمین کہنے کے حوالے سے تم سے کرتے ہیں۔

857- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الْخَلَّالُ الْقَشْقَرِيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو مُسْهِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صَالِحٍ ابْنُ صَبِيحٍ الْمُرِّي حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَسَدْتُكُمْ الْيَهُودَ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدْتُكُمْ عَلَى آمِينَ فَاتَكْثُرُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ

• • • حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"یہودی کسی بھی چیز کے حوالے سے تمہارے ساتھ اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ آمین کہنے پر کرتے ہیں تو تم آمین بکثرت کہا کرو۔"

آمین آہستہ کہنے کے دلائل کا بیان

دلیل نمبر 1 آمین دعا ہے

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: قَدْ أَجَبْتَ دَعْوَتَكُمْ (سورۃ یونس: 89)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون کے بارے میں فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی

857: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

أَخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا دَعَا آمَنَ هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى دُعَائِهِ . يَقُولُ آمِينَ (تفسیر درمنثور ج 3، ص 567)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے اور حضرت ہارون علیہ السلام ان کی دعا پر آمین کہتے۔

قَالَ عَطَاءُ آمِينَ دُعَاءَ (صحيح بخاری: ج 1، ص 107)

ترجمہ: معروف جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آمین دعا ہے۔

دعا میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کی جائے

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً (سورة الاعراف: 55)

ترجمہ: دعا مانگو تم اپنے رب سے عاجزی اور آہستہ آواز سے۔

دلیل نمبر 2

آمین اللہ تعالیٰ کا نام ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهَلَالِ بْنِ يَسَافٍ وَمُجَاهِدٍ قَالَ: آمِينَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى .

(مصنف عبدالرزاق ج 2 ص 64، مصنف ابن ابی حنیہ ج 2 ص 316)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آمین اللہ کا نام ہے۔

ذکر میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کیا جائے

وَإِذْ كُذِّبَتْكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً وَذُوقَ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ . (سورة اعراف: 205)

ترجمہ: ذکر کیجیے اپنے رب کا دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ، آہستہ آواز میں۔

قَالَ الْإِمَامُ فَخْرُ الدِّينِ الرَّازِيُّ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ إِخْفَاءُ التَّامِينَ الْفَضْلُ وَاحْتِجَّ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى صِحَّةِ قَوْلِهِ

قَالَ فِي قَوْلِهِ (آمِينَ) وَجْهَانِ أَحَدُهُمَا: أَنَّهُ دُعَاءٌ . وَالثَّانِي: أَنَّهُ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ فَإِنْ كَانَ دُعَاءٌ

وَجِبَ إِخْفَانُهُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً) وَإِنْ كَانَ اسْمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَجِبَ

إِخْفَانُهُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (وَإِذْ كُذِّبَتْكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً) (تفسیر کبیر نام رازی ج 14 ص 131)

ترجمہ: امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: آہستہ آواز سے آمین کہنا افضل ہے

اور اپنے قول کی صحت پر دلیل قائم کی اور فرمایا کہ اس قول (آمین) میں دو جہتیں ہیں:

آمین دعا ہے۔ آمین اللہ کا نام ہے

آپ کے لئے ہے اور اس کا آواز سے کہنا واجب ہے (اذا غوار نكح نصر عا و خلفه الى و) سے اور اس کا آواز سے کہنا واجب ہے (و اذا غوار نكح لي نفسك نصر عا و خلفه الى و) سے۔

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْقَلْبِيُّ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَيْسَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ (مسند احمد، ج ۱ ص ۲۲۸)

ترجمہ: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بھرا کر آہستہ آواز کے ساتھ کہنا ہے۔

دلیل نمبر 3

نماز میں آمین آہستہ کہا جائے

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُو دَاوُدَ الْقَلْبِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ حُجْرًا ابْنًا الْقَنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ وَائِلٍ وَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ وَائِلٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ (غَيْرُ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) قَالَ آمِينَ خَفِضَ بِهَا صَوْتَهُ. (سنن ابی داؤد علی اس ۱۳۸، مسند احمد ج ۴ ص ۳۸۹)

ترجمہ: حضرت وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (غَيْرُ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) کی قرأت کی تو آمین آہستہ آواز سے کہی۔

دلیل نمبر 4

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُو دَاوُدَ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلَدٌ نَازِدٌ نَاسِعِيذٌ نَافِقَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ إِذَا كَرَأَ فَحَدَّثَ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْتَبَيْنِ: مَكْتَبَةٌ إِذَا كَبَّرَ وَمَكْتَبَةٌ إِذَا قَرَعَ مِنْ قِرَاءَةِ (غَيْرِ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۲۲)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے درمیان نماز میں سکتوں کے متعلق مذاکرہ ہوا تو حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں دو سکتوں کو یاد کیا ایک جب تکبیر تحریر کہتے، سکتہ کرتے یعنی خاموش رہتے اور دوسرا جب (غَيْرِ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) کی قرأت سے فارغ ہوتے تو سکتہ کرتے، یعنی خاموش رہتے۔

دلیل نمبر 5

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُو جَعْفَرٍ الطَّحَاوِيُّ الْحَنْفِيُّ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكِنْدِيُّ قَالَ

عَلَيْهِ عَلِيٌّ بْنُ مَعْبُدٍ قَالَ قَالَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَمَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُو عَلِيٍّ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا بِالتَّعْوِذِ وَلَا بِالتَّامِينِ. (سنن طحاوی ج ۱ ص ۱۵۰)

ترجمہ: حضرت ابو داکل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور آمین کی قرأت کے وقت آواز بلند نہیں کرتے تھے۔
دلیل نمبر 6

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ وَعَبْدُ اللَّهِ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا بِالتَّعْوِذِ وَلَا بِالتَّامِينِ. (اعلاء السنن ج 2 ص 249)

ترجمہ: حضرت ابو داکل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور آمین کی قرأت کے وقت آواز بلند نہیں کرتے تھے۔
دلیل نمبر 7

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ يُخْفِي الْإِمَامُ ثَلَاثًا: الْإِسْمَاعِذَةَ وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَآمِينَ. (المعالي بالآثار، امام ابن حزم رحمه الله ج 2 ص 280)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام نماز میں تین چیزوں اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین کی قرأت آہستہ آواز سے کرے۔
دلیل نمبر 8

رَوَى الْإِمَامُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِيهُ الْأَعْظَمُ أَبُو حَنِيفَةَ نَعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ التَّائِبِيُّ عَنْ حَمَادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَرْبَعٌ يُخَافُتُ فِيهِنَّ الْإِمَامُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعْوِذُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَآمِينَ. (كتاب الآثار، امام ابو حنیفہ بروایہ امام محمد ج ۱ ص ۱۶۲، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۵۷)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام نماز میں چار چیزیں اللھم و بحمدک و التعوذ من الشیطن الرجیم و بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین کی قرأت آہستہ آواز سے کرے۔
دلیل نمبر 9

عَنِ التَّحْمِطِيِّ وَالشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ كَانُوا يَخْفَوْنَ بِآمِينَ. (الجوهر النقی ج ۲ ص ۵۸)

ترجمہ: حضرت امام شعبی اور حضرت امام ابراہیم نخعی رحمہم اللہ نماز میں آمین آہستہ آواز سے کہتے تھے۔
نوٹ: یاد رہے ان میں امام شعبی رحمہ اللہ پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں

دلیل نمبر 10

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِيهُ الْأَعْظَمُ أَبُو حَنِيفَةَ نَعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ التَّائِبِيُّ (أَرْبَعٌ يُخَافُتُ فِيهِنَّ

الْإِمَامُ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ). (كتاب الامام ابو حنيفة برواية الامام محمد ج ۱ ص ۱۶۲)

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام نماز میں سبحانک السلام وبحمدک، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین کی قرأت آہستہ آواز سے کرے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے۔

بَابُ: رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

باب 54- رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنا

858- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَأَبُو عَمْرٍو الضَّرِيرُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَسْلَمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

● حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے نماز کے آغاز میں رفع یدین کیا آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کیے جب آپ ﷺ رکوع میں جانے لگے اور جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اس وقت بھی رفع یدین کیا تاہم آپ ﷺ نے دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کیا۔

نماز میں دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت میں فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ نماز کو تم میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے اور جب رکوع میں جاتے تھے تو اپنے دونوں زانو ہاتھوں سے مضبوط پکڑتے تھے اور اپنی پیٹھ جھکا دیتے تھے (تاکہ گردن کے برابر ہو جائے) اور جب اپنا سر (رکوع سے) اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ سارے جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آ جاتے تھے اور جب سجدے میں جاتے تو دونوں ہاتھ زمین پر (منہ کے بل) رکھ دیتے تھے اور انہیں نہ پھیلاتے تھے اور نہ (پہلو کی طرف) بیٹھتے تھے اور پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف سامنے رکھتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھنے کے بعد بیٹھتے تھے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے اور جب آخری رکعت پڑھ کر بیٹھتے تھے تو بائیں پاؤں کو آگے نکال دیتے اور دوسرے (یعنی دائیں) پاؤں کو کھڑا کر کے کولھے پر

858: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحدیث: 859 أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحدیث: 721 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحدیث: 255 أخرجه الترمذی في

"السنن" رقم الحدیث: 1024 و رقم الحدیث: 1143

پہنچ جاتے تھے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول: رقم الحدیث 756)

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تھے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تکبیر تحریرہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں کی لو کے مقابل تک اٹھانا چاہئے کیونکہ دیگر احادیث میں اسی طرح مروی ہے اور چونکہ بعض روایات میں ان دونوں سے الگ ایک تیسرا طریقہ یعنی ہاتھوں کو کانوں کی اوپر کی جانب تک اٹھانا بھی آیا ہے۔ اس لئے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ تو کانوں کے نیچے یعنی کندھوں تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا اور نہ کانوں کے اوپر کی جانب تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان روایات کی تطبیق کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ تکبیر تحریرہ کے وقت ہاتھ اس طرح اٹھانا چاہئے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں تو کندھوں کے مقابل رہیں انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل اور انگلیوں کے سرے کان کے اوپر کے حصے پر رکھے جائیں تاکہ اس طریقے سے تمام احادیث میں عمل ممکن ہو جائے اور روایتوں میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہ رہ جائے اور ان احادیث میں ایک دوسری تطبیق یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ احادیث مختلف اوقات سے متعلق ہیں یعنی تکبیر تحریرہ کے وقت کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہوں گے اور کبھی اس طرح۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں سے دونوں زانو مضبوطی سے پکڑ لیتے تھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھتے تھے اور پھر گردن مبارک کو جھکا کر بالکل پیٹھ کر برابر کر دیتے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ رکوع میں تو انگلیاں کشادہ رکھنی چاہئیں اور سجدے میں ملی ہوں نیز تکبیر تحریرہ اور تشهد میں ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا چاہئے۔ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدے کی حالت میں انگلیاں اور ہتھیلیاں زمین پر پھیلا دینی چاہئیں اور پہلو اس طرح الگ رکھنے چاہئیں کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو نیچے سے گزر جائے۔ اس حدیث میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ قومہ سے سجدہ میں جانے کے وقت زمین پر پہلے زانو رکھے جائیں یا ہاتھ تو اس سلسلہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ درست تو دونوں طریقے ہیں لیکن اکثر آئمہ کے نزدیک افضل اور مختار یہی ہے کہ زمین پر پہلے زانو رکھے۔

تکبیر تحریرہ کے وقت ہاتھ بلند کرنے میں مذاہب اربعہ

نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریرہ کہتے وقت رفع یدین دونوں ہاتھ کو بلند کرنا بالاتفاق مستحب ہے، الامام النووی رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں۔

قال الإمام النووي في شرح صحيح مسلم: أجمعت الأمة على استحباب رفع اليدين عند

تكبيرة الإحرام.

لیکن نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریرہ کہتے وقت رفع یدین کے حکم میں اختلاف ہے اس بارے میں دو قول ہیں۔ نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریرہ کہتے وقت رفع یدین واجب ہے، امام الأوزاعی اور امام الحمیدی یعنی شیخ البخاری اور داود ظاہری اور ان کے بعض اصحاب

اور بقول امام حاکم امام ابن خزیمہ اور احمد بن سیار بن ایوب شوافع میں سے اور امام ابن حزم کا مذہب یہی ہے۔ نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین سنت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور امام مالک، اور امام الشافعی، اور امام احمد اور امام ابو عبیدہ، اور امام ابی ثور، اور امام اسحاق، وابن المنذر، وغیرہم کثیر کا یہی مذہب ہے۔ (شرح صحیح مسلم، فتح الباری)

تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنے کا بیان

859- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَكَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا قَرِيبًا مِنْ أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ

•• حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے جب تکبیر کی تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے یہاں تک کہ انہیں اپنے کانوں کے قریب کیا پھر جب آپ ﷺ رکوع میں گئے تو آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

رفع یدین کی مستدل و اعلیٰ و مرسل و منسوخ روایات کا بیان

860- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَحُ الصَّلَاةَ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز ادا کرتے ہوئے نماز کے آغاز میں رکوع میں جاتے ہوئے اور سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں کندھوں تک رفع یدین کیا تھا۔

861- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ الْغَسَّائِي حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ عَمْرِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عُمَيْرِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ

•• عمیر بن حبیب بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ فرض نماز میں ہر مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

862- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

859: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحدیث: 863، و رقم الحدیث: 864، أخرجه ابو داود في "السنن" رقم الحدیث: 745، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحدیث:

879، و رقم الحدیث: 880، و رقم الحدیث: 1023، و رقم الحدیث: 1055، و رقم الحدیث: 1084، و رقم الحدیث: 1142

860: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

861: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ وَهُوَ لِي عَشْرَةَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُو قَعَادَةَ بْنُ دَبِيْعٍ قَالَ آتَا أَعْلَمَكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ اغْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُعَادِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ اكْبِرُ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُعَادِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ لِمَا غَتَدَلَ فَإِذَا قَامَ مِنَ الْخَمْسِينَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُعَادِيَ مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِينَ الْمَتَعِ الصَّلَاةِ

● ● ● محمد بن عمرو حضرت ابو حمید ساعدی رحمہ اللہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: میں نے انہیں سنا وہ اس وقت دس صحابہ کرام رحمہم اللہ کے درمیان موجود تھے جن میں سے ایک حضرت ابو قتادہ ربیع رحمہ اللہ تھے۔ حضرت ابو حمید ساعدی رحمہ اللہ نے فرمایا میں آپ سب کے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سیدھے کھڑے ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے اور اپنے دونوں کندھوں تک لاتے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”اللہ اکبر“ کہتے تھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جانے لگتے تھے تو رفع یدین کرتے تھے یہاں تک کہ ان دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے تھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات کے بعد کھڑے ہوتے تھے اس وقت بھی تکبیر کہتے تھے اور رفع یدین کرتے تھے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے بالکل اسی طرح جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے آغاز میں اٹھائے تھے۔

863- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ لَدَ كُرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ آتَا أَعْلَمَكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ حِينَ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَوَى حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ

● ● ● عباس بن سہل بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابو حمید ساعدی رحمہ اللہ حضرت ابو اسید رحمہ اللہ حضرت سہل بن سعد رحمہم اللہ اور حضرت محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ کھڑے ہوئے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا تو حضرت ابو حمید رحمہ اللہ نے فرمایا میں آپ کے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے تو تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہتے تھے اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تھے تو رفع یدین کرتے تھے پھر

سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ہر جوڑا اپنی جگہ پر آ جاتا تھا۔

864- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو أَيُّوبَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَا حَذَوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ

•• حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر آ جاتے تھے پھر جب آپ ﷺ رکوع میں جانے لگتے تو ایسا ہی کرتے تھے۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو ایسا ہی کرتے تھے۔ جب سجدوں کے بعد اٹھتے تھے تو تب بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

865- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رِيَّاحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہر مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

رفع یدین کے منسوخ ہونے کا بیان

ہم احناف یہ نہیں کہتے کہ رفع یدین والی حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اوائل اسلام میں رفع یدین کیا جاتا تھا پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منسوخ کر دیا۔ دین اسلام میں یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ حالات کے مطابق اور لوگوں کے احوال کے مطابق حکم دیا جاتا ہے قرآن مجید میں بھی ناسخ آیات اور منسوخ آیات موجود ہیں، اس طرح حدیث مبارکہ میں بھی ناسخ و منسوخ موجود ہیں لیکن یہ ہر کسی کا کام نہیں، ماہر علماء کرام یہ پہچان کر سکتے ہیں کہ فلاں حدیث منسوخ ہے اور فلاں نہیں۔ رفع یدین کو مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے منسوخ کہتے ہیں: امام مسلم یہ روایت کرتے ہیں۔

عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالي اراكم رافعي يديكم

كانها اذ ناب خيل شمس اسكنوا في الصلوة الخ (صحیح مسلم 2011، طبع ملک سراج الدین لاہور)

864: أخرجه مسلم في "الصححة" رقم الحديث: 1809، ورقم الحديث: 1810، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 744، ورقم الحديث: 760، ورقم الحديث:

761، ورقم الحديث: 1509، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 266، ورقم الحديث: 3421، ورقم الحديث: 3422، ورقم الحديث: 3423، أخرجه الترمذی في

"السنن" رقم الحديث: 896، ورقم الحديث: 1049، ورقم الحديث: 1125، أخرجه ابن ماجه في "السنن" رقم الحديث: 1054

865: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

ہر روز نماز میں رکعتوں کے بعد (یعنی ہر نماز کے بعد) ایک بار "لا اِلهَ اِلاَّ اللہ" کی تہلیل پڑھنا واجب ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۰۷)۔
 پھر جب تک کہ نماز میں رکعتوں کے بعد (یعنی ہر نماز کے بعد) ایک بار "لا اِلهَ اِلاَّ اللہ" کی تہلیل پڑھنا واجب ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۰۷)۔

اس حدیث پاک میں رفع یدین سے منع کیا گیا اور تشبیہ دی کہ ٹکس قبیلہ کے گھوڑوں کی دلوں کی طرح ہاتھ نہ اٹھائے۔ یہ حدیث امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کی ہے، امام ابو داؤد نے بھی روایت کی ہے، مسند ابی حواریہ میں بھی روایت کی گئی، امام ربیع نے سنن کبریٰ میں روایت کی ہے، امام ترمذی اور امام ابو داؤد حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔
 لَانِ ابْنِ مَسْعُودٍ اَصْلَى بِكُمْ صَلَوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ فَصَلَّی فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَیْہِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور تمام صحابہ سے فقہی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کیا میں تمہیں وہ نماز پڑھاؤں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے؟ تو نماز پڑھائی اور رفع یدین نہیں کیا سوائے پہلی مرتبہ کے۔
 اگر رفع یدین منسوخ نہ ہوتا تو آپ ضرور کرتے چونکہ ان کے نزدیک منسوخ تھا۔ اس لیے فرمایا کہ وہ نماز پڑھاؤں جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز ہے، حالانکہ تمام عمر صحابہ کرام آپ ہی کی طرح نماز ادا کرتے۔ معلوم ہوا جب رفع یدین منسوخ ہوا تو آپ نے محسوس کیا کہ صحابہ کو بتادوں۔

رفع یدین کی فقہی تصریحات میں مذاہب اربعہ

احناف کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین خلاف اولیٰ ہے یعنی بہتر نہیں ہے فتاویٰ شامی میں ہے

قوله (لا فی سبع) اشار إلى أنه لا يرفع عند تكبيرات الانتقالات، خلافاً للشافعي وأحمد،
 ليكره عندنا ولا يفسد الصلوة الخ رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلوة، فصل في بيان تأليف الصلوة إلى انتهائها۔

مالکیہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مکروہ و خلاف اولیٰ ہے، مذہب مالکیہ کی مستند کتاب المدونۃ الکبریٰ میں ہے،

ففي المدونة الكبرى قال الإمام مالك: (لا أعرف رفع اليدين في شيء من تكبير الصلوة، لا في خفض ولا في رفع إلا في افتتاح الصلوة، يرفع يديه شيئاً خفيفاً، والمرأة في ذلك بمنزلة الرجل)، قال ابن القاسم: (كان رفع اليدين ضعيفاً إلا في تكبيرة الإحرام)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز کی تکبیرات میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں جانتا نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت مگر صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریرہ کے وقت، امام مالک کے صاحب و شاگرد ابن القاسم فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا ضعیف ہے مگر صرف تکبیر تحریرہ میں۔ امام مالک رحمہ اللہ کے الفاظ پر ذرا غور کریں لا اعرف یعنی میں نہیں جانتا تکبیر تحریرہ کے علاوہ رفع الیدین کرنا الخ

یاد رہے کہ کتاب المذنب و الذبیر فقہ مالکی کی اصل و بنیاد ہے دیگر تمام کتابوں پر مقدم ہے اور مؤطا امام مالک کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے اور اکثر علماء المالکیہ کی جانب سے اس کتاب المدونہ کو تلقی بالقول حاصل ہے اور فتاویٰ کے باب میں بھی علماء المالکیہ کا اسی پر اعتماد ہے اور روایت و درجہ کے اعتبار سے سب سے اصدق و اعلیٰ کتاب ہے

علامہ ابن رشد المالکی نے بھی یہی تصریح کی ہے اور فرمایا کہ رفع الیدین میں اختلاف کا سبب دراصل اس باب میں وارد شدہ مختلف روایات کی وجہ سے ہے یعنی چونکہ روایات مختلف ہیں لہذا ائمہ مجتہدین کا عمل بھی ہوگا۔ اہلہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین نہ کرنے والوں کی نماز غلط ہے تو ایسے لوگ جاہل و کاذب ہیں۔

و اما اختلافهم فی المواضع التي ترفع فيها فذهب أهل الكوفة أبو حنيفة وسفيان الثوري ومائمه إلى أنه لا يرفع المصلي يديه إلا عند تكبيرة الإحرام فقط، وهي رواية ابن القاسم عن مالك "إني أن قال" والسبب في هذا الاختلاف كله اختلاف الآثار الواردة في ذلك الخ

بداية المجتهد، كتاب الصلوة، للعلامة ابن رشد المالکی

علامہ عبد الرحمن الجزیری نے بھی یہی تصریح کی ہے کہ مالکیہ کے نزدیک رفع الیدین دونوں کندہوں تک تکبیر تحریرہ کے وقت مستحب ہے اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

المالكية قالوا: رفع اليدين عند تكبيرة الاحرام مندوب، وفيما جدا ذلك مكروه الخ الفقه على المذاهب الاربعة لعبد الرحمن الجزيري الجزء الاول، كتاب الصلوة باب رفع اليدين

شافعیہ کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین سنت ہے، امام شافعی کی کتاب الام میں یہی تصریح موجود ہے اور دیگر علماء شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے

قال سألت الشافعي: أين ترفع الأيدي في الصلوة؟ قال: يرفع المصلي يديه في أول ركعة ثلاث مرات، وفيما سواها من الصلوة مرتين مرتين يرفع يديه حين يفتح الصلوة مع تكبيرة الافتتاح حذو منكبيه ويفعل ذلك عند تكبيرة الركوع وعند قوله "سمع الله لمن حمده" حين يرفع رأسه من الركوع ولا تكبيرة للافتتاح إلا في الأول وفي كل ركعة تكبير ركوع، وقول سمع الله لمن حمده عند رفع رأسه من الركوع فيرفع يديه في هذين الموضعين في كل صلاة الخ

کتاب الام ، باب رفع الیدین فی الصلوة

قال الشافعی: وبهذا نقول فنأمر كل مصل إماما، أو مأموما، أو منفردا، رجلا، أو امرأة، أن يرفع يديه إذا افتتح الصلوة، وإذا كبر للركوع، وإذا رفع رأسه من الركوع ويكون رفعه في كل واحدة من هذه الثلاث حذو منكبيه، ويثبت يديه مرفوعتين حتى يفرغ من التكبير كله ويكون مع افتتاح التكبير، ورد يديه عن الرفع مع انقضائه. كتاب الام، باب رفع الیدین فی الصلوة

متبادلہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے۔

مسألة: قال: (ويرفع يديه كرفعه الأول) يعني يرفعهما إلى حذو منكبيه، أو إلى فروع أذنيه، كعمله عند تكبيرة الإحرام، ويكون ابتداء رفعه عند ابتداء تكبيرة، وانتهاءه عند انتهاءه.

کتاب المغنی لابن لداعة الحبلی، کتاب الصلوة، باب حفة الصلوة

شارحین حدیث کے مطابق رفع یدین کی ممانعت کا بیان

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی نے دو ٹوک لکھا ہے۔ نمسکوا بحديث جابر بن سمرة اسكنوا فی الصلوة لتترك رفع الیدین عند الركوع. (فتح الباری کتاب النفقات، باب وجوب النفقة علی الاهل والعیال)

انہوں (محدثین) نے سیدنا جابر بن سمرہؓ کی حدیث اسکنوا فی الصلوة سے دلیل پکڑی ہے اور اسے رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی دلیل بنایا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حقیقت سے خوب پردہ اٹھا دیا ہے کہ محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے اس سے استدلال کیا ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔ امام بدر الدین عینی کا فیصلہ: شارح بخاری حضرت امام عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قلت فی الحدیث الاول انکار لرفع البد فی الصلوة وامر بالسكون فیها. (البیہ فی شرح الہدایہ) میں کہتا ہوں کہ پہلی حدیث (سیدنا جابر بن سمرہؓ والی روایت) میں نماز میں رفع یدین کرنے کا انکار ہے اور سکون یعنی رفع یدین نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔

قد ذکر ابن القصار هذا الحديث حجة في النهي عن رفع الايدي على رواية المنع من ذلك جملة. (الاكمال المعلم بفوائد المسلم)

ابن قسار نے ذکر کیا ہے کہ رفع یدین منع کرنے والی روایتوں میں سب سے واضح طور پر یہ حدیث حجت اور دلیل ہے رفع یدین روکنے پر۔ یعنی اس حدیث میں دو ٹوک کھلے الفاظوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کرنے سے منع فرما دیا ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَإِذَا رَكَعَ

• • حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نماز کے آغاز میں اور رکوع میں جاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

رفع یدین کی موافقت والی حدیث کے من گھڑت ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے میں ایسا نہیں فرماتے یہ نماز آپ ﷺ کی ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے ہا ملے اسے پہنچتی نے روایت کیا اور یہ ضعیف حدیث ہے بلکہ یہ من گھڑت حدیث ہے۔ (آثار سنن، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

867- حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ مُعَاذٍ بْنُ الضَّرِيرِ حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَا نَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي لِقَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَا أَذْنَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ

• • حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سوچا کہ میں ضرور نبی کریم ﷺ کی نماز کا جائزہ لوں گا کہ آپ ﷺ کیسے نماز ادا کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے انہیں کندھوں تک بلند کیا پھر جب آپ ﷺ رکوع میں گئے تو آپ ﷺ نے اسی کی مانند رفع یدین کیا پھر جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کیا۔

رفع یدین کے ترک پر دلائل کا بیان

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھائی تو سوائے پہلی مرتبہ کے رفع یدین نہیں کیا۔ اسے اصحاب مٹا دئے روایت کیا اور یہ صحیح حدیث ہے۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عمر بن خطاب کو دیکھا وہ صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا اور یہ صحیح اثر ہے۔

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد رفع یدین نہ کرتے اسے طحاوی ابوبکر بن ابی شیبہ اور نہایتی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

866: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

867: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 726، ورم الحديث: 727، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 888، ورم الحديث: 1101، ورم الحديث:

1264، ورم الحديث: 1267

حضرت مجاہد رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عہد اللہ بن عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے معرفت میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عہد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ سوائے آغاز کے نماز کی کسی چیز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسے طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ اور حضرت علی رحمہ اللہ کے اصحاب صرف نماز کے آغاز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اس حدیث کے راوی و کعب فرماتے ہیں پھر نہیں اٹھاتے تھے۔ اس حدیث کو ابو بکر رحمہ اللہ بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نبوی فرماتے ہیں صحابہ رحمہ اللہ اور ان کے بعد والوں نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے لیکن خلفائے اربعہ سے سوائے تکبیر تحریر کے ہاتھوں کو اٹھانا ثابت نہیں اللہ ہی درست بات کو زیادہ جاننے والا ہے۔ (آدرسن، کتاب صلوٰۃ)

888- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو حُدَيْفَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي طَهْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ وَرَأَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ وَرَفَعَ ابْنُ أَبِي طَهْمَانَ يَدَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ

• ابو الزبیر بیان کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رحمہ اللہ نماز کے آغاز میں رفع یدین کرتے تھے پھر جب رکوع میں جاتے تھے اور رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو بھی ایسا ہی کرتے تھے اور یہ بیان کرتے تھے: میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابراہیم بن طہمان دونوں کانوں تک رفع یدین کرتے تھے۔

رفع یدین نہ کرنے کی قوی و ناسخ روایت کا بیان

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ، كَأَنَّهَا أَذْنَابُ غَنَبلٍ شُمْسٍ، اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ،

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب الأمر بالثکون فی الصلاۃ۔ رقم الحدیث 656)

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں رافعی ایدیکم (یعنی تم کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے) دیکھتا ہوں جیسا کہ سرکش گھوڑوں کی دیشیں ہیں، سکون اختیار کرو نماز میں۔ (صحیح مسلم)

تنبیہ: یہاں عام گھوڑے کی بجائے سرکش (شرارتی) گھوڑے کی مثال دی گئی ہے، جس کی دم اوپر نیچے ہوتی ہے۔

تخریج الحدیث

صحیح مسلم - الصلوٰۃ (430) سنن النسائی - الإمامة (816) سنن النسائی - المسود (1184) سنن النسائی - المسود
 (1185) سنن ابی داؤد - الصلوٰۃ (661) سنن ابی داؤد - الصلوٰۃ (1000) سنن ابی داؤد - إقامة الصلوٰۃ والسنن بها
 (992) سنن أحمد - أول مسند البصریین (5/93) سنن أحمد - أول مسند البصریین (5/101) سنن أحمد - أول
 مسند البصریین (5/102) سنن أحمد - أول مسند البصریین (5/106) سنن أحمد - أول مسند البصریین (5/107)

رفع یدین نہ کرنے پر احادیث و آثار کا بیان

تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین یعنی ہاتھوں کے اٹھانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ تمام علماء و ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا چاہئے۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے مواقع پر رفع یدین کا مسئلہ حنفیہ و شوافع کے درمیان ایک معرکہ الآراء مسئلے کی حیثیت رکھتا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا چاہئے اور شوافع کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرنا چاہئے۔ حق تو یہ ہے کہ دونوں طرف دلائل کے انہار ہیں اور احادیث و آثار کے ذخائر ہیں جن کی بنیادوں پر طرفین اپنے اپنے مسلک کی عمارت کھڑی کرتے ہیں۔ علماء حنفیہ نے تمام احادیث میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ان حضرات کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو رفع یدین کرتے ہوں اور کبھی نہ کرتے ہوں، یا یہ کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے لیکن بعد میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے مواقع کے لئے رفع یدین کو منسوخ قرار دے دیا گیا۔ حنفیہ کے پاس اپنے مسلک کی تائید میں بہت زیادہ احادیث و آثار ہیں انہیں یہاں ذکر کیا جاتا ہے تاکہ حنفی مسلک پوری طرف واضح ہو جائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترمذی میں دو باب قائم کئے ہیں۔ پہلا باب تو رکوع کے وقت رفع یدین کا ہے۔ اس کے ضمن میں امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ دوسرا باب یہ ہے کہ ہاتھ اٹھانا صرف نماز کی ابتداء کے وقت دیکھا گیا ہے "اس باب کے ضمن میں امام جامع ترمذی نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث جو عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ادا کرتا ہوں "چنانچہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی اور انہوں نے صرف پہلی مرتبہ ہی (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھ اٹھائے۔

اسی باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہونا ثابت کیا ہے۔ نیز امام موصوف نے کہا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور صحابہ و تابعین میں سے اکثر اہل علم اس کے قائل ہیں اور سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و اہل کوفہ کا قول بھی یہی ہے۔ جامع الاصول میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ابوداؤد و سنن نسائی کے حوالے سے اور براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی ابوداؤد کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے تھے تو (تکبیر تحریمہ کے وقت) دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے قریب تک اٹھاتے تھے اور ایسا دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں کہ "پھر دوبارہ ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔" اس موقع پر اتنی سی بات اور سنتے چلیے کہ اس حدیث کے بارے میں ابوداؤد نے جو یہ کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک صحیح ہونے سے مراد یہ ہو کہ اس خاص سند و طریق سے صحیح ثابت نہیں لہذا ایک خاص سند و طریق سے صحیح ثابت نہ ہونا اصل حدیث کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ یا پھر یہ احتمال ہے کہ ابوداؤد کا مقصد اس حدیث کو حسن ثابت کرنا ہو جیسا کہ ترمذی نے کہا ہے لہذا اس صورت میں کہا جائے گا تمام ائمہ و محدثین کے نزدیک حدیث حسن قابل استدلال ہوتی ہے۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "موطا" میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو جس سے رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین ثابت ہوتا ہے نقل کرنے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔ یہ سنت ہے کہ ہر مرتبہ جھٹکنے اور اٹھنے کے وقت تکبیر کہی جائے لیکن رفع یدین سوائے ایک مرتبہ (یعنی تحریمہ کے وقت) کے دوسرے مواقع پر نہ ہو اور یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اس سلسلے میں بہت زیادہ آثار وارد ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد عاصم ابن کلیب خرمی کی ایک روایت جسے عاصم نے اپنے والد مکرم سے جو حضرت علی المرتضیٰ کے تابعین میں سے ہیں روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سوائے تکبیر اولیٰ کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

عبدالعزیز ابن حکم کی روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ابتداء نماز میں پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اس کے علاوہ اور کسی موقع پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

مجاہد کی روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے چنانچہ وہ صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

اسود سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ صرف تکبیر اولیٰ کے موقع پر رفع یدین کرتے تھے۔ "لہذا۔ جب حضرت عمر، حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت قرب رکھتے تھے ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے تو وہ عمل جو اس کے برخلاف ہے قبول کرنے کے سلسلے میں اولیٰ اور بہتر نہیں ہوگا۔

شرح ابن ہمام میں ایک روایت دارقطنی اور ابن عدی سے نقل کی گئی ہے جسے انہوں نے محمد ابن جابر سے انہوں نے حماد ابن سلیمان سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ نماز پڑھی ہے چنانچہ انہوں نے سوائے تکبیر اولیٰ کے اور کسی موقع پر رفع یدین نہیں کیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوحنیفہ اور امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما مکہ کے دارالخلافین میں جمع ہوئے۔ امام اوزاعی

رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت یدین کیوں نہیں کرتے؟ حضرت امام صاحب نے جواب دیا اس لئے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کچھ صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے! امام اوزاعی نے فرمایا کہ مجھے زہری نے حضرت سالم کی یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبیر اولیٰ کے وقت رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت یدین کیا کرتے تھے۔" حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مجھ سے حماد نے ان سے ابراہیم نے اور ان سے علقمہ اور اسود نے اور ان دونوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ابتداء نماز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور دوبارہ ایسا نہیں کرتے تھے۔"

یہ روایت سن کر امام اوزاعی نے کہا کہ میں نے تو زہری سے نقل کیا اور انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور آپ اس کے مقابلے میں حماد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابراہیم سے اور انہوں نے علقمہ سے نقل کیا ہے یعنی میری بیان کردہ سند آپ کی بیان کردہ سند سے عالی اور افضل ہے۔

حضرت امام اعظم نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر سنو کہ حماد، زہری سے زیادہ فقیہ ہیں اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں اور اسی طرح علقمہ بھی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں فقہ میں کم نہیں ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ نیز اسود کو بھی بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ اور عبداللہ تو خود عبداللہ ہیں۔ یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف کیا کی جائے کہ علم فقہ میں اپنی عظمت شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و صحبت کی سعادت و شرف کی وجہ سے مشہور ہیں۔" گویا امام اوزاعی نے تو اسناد کے عالی ہونے کی حیثیت سے حدیث کو ترجیح دی اور حضرت امام اعظم نے راویان حدیث کے فقیہ ہونے کے اعتبار سے حدیث کو ترجیح دی۔

چنانچہ حضرت امام اعظم کا اصول یہی ہے کہ وہ فقیہ راوی کو غیر راویوں پر ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔ نہایت شرح ہدایہ میں "عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت یدین کر رہا تھا، انہوں نے اس آدمی سے کہا کہ ایسا مت کرو کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اختیار کیا تھا اور بعد میں اسے ترک کر دیا یعنی ان مواقع پر رفع یدین کا حکم پہلے تھا اب منسوخ ہو گیا ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تو ہم نے بھی رفع یدین کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کر دیا تو ہم نے بھی ترک کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ (یعنی وہ دس خوش نصیب صحابہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی) صرف ابتداء نماز ہی میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

حضرت مجاہد حضرت عبداللہ ابن عمر کا معمول نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر کے پیچھے سالہا سال نماز ادا کی ہے مگر میں نے اس کو سوائے ابتداء نماز کے اور کسی موقع پر رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ حالانکہ حضرت عبداللہ ابن عمر کی وہ روایت گزر چکی ہے۔ جس سے تینوں مواقع پر رفع یدین کا اثبات ہوتا ہے اور جو شوافع کی سب سے اہم دلیل ہے۔ لہذا اصول حدیث کا چونکہ قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر خود اس کی روایت کے خلاف ہو تو روایت پر عمل نہیں کیا جاتا اس لئے حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایت ساقدار العمل قرار دی جائے گی۔ بہر حال۔ ان روایات و آثار سے معلوم ہوا کہ رفع یدین دونوں کے اثبات میں احادیث و آثار وارد ہیں اور صحابہ کی ایک جماعت خصوصاً حضرت عبداللہ مسعود اور ان کے تابعین رفع یدین نہ کرنے ہی کے حق میں ہیں۔ لہذا۔ ان تمام موافق و مخالف احادیث کا محمول یہی ہو سکتا ہے کہ ہم یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات مختلفہ میں دونوں طریقے وجود میں آئے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ کے علم فقہ اور ان کی اسناد کا نطقہ منجہا حضرت عبداللہ ابن مسعود اور ان کے تابعین کی ذات گرامی ہے اور چونکہ ان کا رجحان عدم رفع یدین کی طرف ہے اس لئے امام اعظم ابوحنیفہ کے ترک رفع یدین کے مسلک ہی کو اختیار کیا ہے اور اب تمام حنفیہ اسی مسلک کے حامی اور اس مسلک پر عامل ہیں۔ علمائے حنفیہ صرف اسی قدر نہیں کہتے بلکہ ان حضرات کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کا حکم منسوخ ہے کیونکہ جب حضرت عبداللہ ابن عمر کے بارے میں یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ترک رفع یدین ہی اختیار کرتے تھے باوجود اس کے کہ رفع یدین کی حدیث کے راوی بھی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے تو رفع یدین کا حکم رہا ہو گا مگر بعد میں یہ حکم باوجود کثرت احادیث و آثار کے منسوخ ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلے کی پوری تفصیل اپنی کتاب شرح سفر السعاده میں نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا گیا ہے۔ ان کی تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ ان کے نزدیک رفع یدین اور عدم رفع یدین دونوں ہی سنت ہیں مگر رفع یدین نہ کرنا ہی اولیٰ اور رائج ہے البتہ دیگر علماء حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ رفع یدین کا حکم اور طریقہ منسوخ ہے۔ (شرح سفر السعاده، کتاب صلوٰۃ)

باب ۹: الرُّكُوعُ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب نماز میں رکوع کرنے کے بیان میں ہے

رکوع کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان

رکوع کے لغوی معنی ہیں جھکنا یا پیٹھ ٹیڑھی کرنا۔ اصطلاح میں کبھی عاجزی و پستی کو بھی رکوع کہا جاتا ہے اور کبھی پوری رکعت کو بلکہ پوری نماز کو بھی رکوع کہہ دیتے ہیں، رب فرماتا ہے: "وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ"۔ حق یہ ہے کہ پچھلی امتوں کی نمازوں میں رکوع نہ تھا، رکوع صرف اسی امت کی نماز سے مختص ہے۔ رب نے حضرت مریم علیہا السلام سے فرمایا: "وَأَسْبِغْ لِي وَارْكَعِي" وہاں رکوع بمعنی خضوع و انکسار ہے۔ رکوع ہر رکعت کا رکن ہے کہ رکوع مل جانے سے رکعت مل جاتی ہے۔

رکوع کرنے کے سنت طریقے کا بیان

869- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ بُذَيْلٍ عَنْ أَبِي الْجَوَزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يَشْغُصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يَهْوِئْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ

●● سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ جب رکوع میں جاتے تھے تو اپنے سر مبارک کو نہ اونچا رکھتے تھے نہ نیچا کرتے تھے بلکہ درمیان میں رکھتے تھے۔

870- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجِزِي صَلَاةٌ لَا يَقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

●● حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی جو نماز میں رکوع اور سجدے میں اپنی پیشہ کو سیدھا نہیں کرتا۔

871- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مَلَاذِمُ بْنُ عَمْرِو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَذْرِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَكَانَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتَّى لَقِينَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَائِفَاءَهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ فَلَمَحَ بِمَوْجِعِ عَيْنِهِ وَجَلَا لَا يَقِيمُ صَلَاتَهُ يَغْبِي صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يَقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

●● عبدالرحمن بن علی اپنے والد حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں یہ وہ صحابی ہیں جو ایک وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی تو نبی کریم ﷺ نے آنکھ کے کنارے سے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجود میں اپنی نماز کو (یعنی اپنی پشت کو) سیدھا نہیں کر رہا تھا جب نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز مکمل کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی جو رکوع اور سجدے کے دوران اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا۔

872- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ يُونُسَ الْفَرِّيَابِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ حَدَّثَنَا

870: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 855 أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث: 265 أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 1026 ورقم الحديث:

1110

871: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

872: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

مَلِكَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَابِقٍ وَأَبِيهِ بْنِ مَعْبُودٍ يَقُولُ وَابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيَ فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَّى ظَهْرَهُ حَتَّى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَانْفَقَرُوا

• حضرت ابوسعید بن محمد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے تھے تو آپ ﷺ اپنی پشت کو بالکل سیدھا رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر اس پر پانی بہا جاتا تو وہ اس پر ٹھہر جاتا۔

بَابُ: وَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

یہ باب دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کے بیان میں ہے

873- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَكَعْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي لَطِيفٍ فَضَرَبَ يَدِي وَقَالَ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أَمَرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكْبِ

• مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے پہلو میں نماز ادا کی تو میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر دونوں زانوؤں کے درمیان رکھ دیں تو میرے والد نے میرے ہاتھ پر مارا اور یہ بتایا کہ پہلے ہم اس طرح کیا کرتے تھے لیکن پھر ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ ہم (رکوع میں) اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھا کریں۔

874- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرَّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَيُجَالِسُنِي بَعْضُهُنَّ

• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ جب رکوع میں جاتے تھے تو آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے تھے اور اپنے بازوؤں کو (پہلو سے) دور رکھتے تھے۔

بَابُ: مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

یہ باب جب آدمی رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے گا؟

875- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بَنِ كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا

873: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 790، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1193، ورقم الحديث: 1194، ورقم الحديث: 1195، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 867، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 259، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1031، ورقم الحديث: 1032، 874: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

ابوہیم بن سعید عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب وابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قال سمیع اللہ لمن حمده قال ربنا ولك الحمد

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب "سمع اللہ لمن حمده" پڑھتے تھے تو "ربنا
ولک الحمد" بھی پڑھتے تھے۔

ربنا لک الحمد آہستہ آواز کہنے میں اتفاق مذاہب اربعہ

"ربنا لک الحمد" کو بالجبر پڑھنے کا رواج ماضی قریب میں ہوا ہے، اور وہ بھی صرف ایک جماعت اور ان میں بھی صرف چندی
لوگوں کے بیچ، اس کے برخلاف حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، اور دیگر تمام فرقوں کے یہاں اس مسئلہ کا نام و نشان تک نہیں ہے، مگر
صحابین، صحابہ و تابعین کے ادوار میں اس مسئلہ کا کوئی سراغ نہیں ملتا، عہد صحابہ سے لیکر عصر حاضر تک حدیث و فقہ اور تفسیر قرآن کا جتنا
مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے کسی میں بھی اس مسئلہ کی جانب ادنیٰ اشارہ تک نہیں، قرآن کے بعد سب سے معتبر کتاب "صحیح
بخاری" ہے، اس میں ہمیں یہ ابواب تو نظر آتے ہیں: "باب جہر الامام بالتامین"، "باب جہر الساموم بالتامین"، مگر
"باب الجہر باللہم ربنا لک الحمد" یعنی دعاء قومہ کو بلند آواز سے پڑھنا، اس کے اثبات میں کوئی باب نظر نہیں آتا، حالانکہ
دعائے قومہ میں جہر کے قائلین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں وہ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

حیرت ہے کہ امام بخاری جن کے بارے میں "امام الدین فی فقہ الحدیث" اور "فقہ البخاری فی تراجمہ" کہا گیا ہے، ان
کے ذہن کی رسائی بھی اس مسئلہ تک نہ ہو سکی جسے آج پیدا کیا جا رہا ہے، امام بخاری پر کیا موقوف دنیا کے کسی محدث نے بھی دعاء قومہ
میں جہر کا فتویٰ نہیں دیا ہے، عصر حاضر کے ناصر الدین الالبانی ہیں انہوں نے صفحہ صلوٰۃ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، اس کتاب
میں یہ مسئلہ تو مل جائے گا کہ "آمین بآواز بلند کہنا چاہئے" مگر "ربنا لک الحمد" بلند آواز سے پڑھنا، اس کا بیان کیا نام و نشان تک نہ
ملے گا، بلکہ "اصل صفۃ الصلوٰۃ" کی بعض عبارتوں سے لگتا ہے کہ علامہ الالبانی کے نزدیک ربنا لک الحمد کا آہستہ پڑھنا متفق علیہ
مسئلہ ہے۔ (اصل صفۃ الصلوٰۃ ج ۲ ص ۶۷۸)

876- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جب امام "سمع اللہ لمن
حمده" پڑھے تو تم "ربنا ولك الحمد" پڑھو۔

877- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَقِيلِ بْنِ سَعِيدٍ بِنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

877: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب امام "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" پڑھے تو تم "اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" پڑھو۔

مقتدی کا ربنا لک الحمد کہنے میں فقہی مذاہب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہے تو تم (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے امام ابویسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحابہ و تابعین میں سے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ امام (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہے تو مقتدی (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہیں اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے ابن سیرین فرماتے ہیں کہ مقتدی بھی امام کی طرح ہی کہے (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) اور امام شافعی اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 257)

878- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَعْمٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلءَ السَّمَوَاتِ وَمِلءَ الْأَرْضِ وَمِلءَ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ

• حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

"اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی حمد کو بیان کیا اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! تیرے لیے □ اتنی حمد مخصوص ہے (یعنی ہم تیری اتنی حمد بیان کرتے ہیں) جو آسمانوں جتنی بھری ہوئی ہو اور زمین کے جتنی بھری ہوئی ہو اس کے بعد جو چیز تو چاہے اتنی بھری ہوئی ہو۔"

879- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الشَّيْبِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ ذُكِرَتْ الْجُدُودُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ رَجُلٌ جَدُّ فَلَانَ فِي الْخَيْلِ وَقَالَ آخَرُ جَدُّ فَلَانَ فِي الْإِبِلِ وَقَالَ آخَرُ جَدُّ فَلَانَ فِي الْغَنَمِ وَقَالَ آخَرُ جَدُّ فَلَانَ فِي الرَّقِيقِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ الرُّكْعَةِ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلءَ السَّمَوَاتِ وَمِلءَ الْأَرْضِ وَمِلءَ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَطَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ

878: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحدیث 1067، و"ترمذی" رقم الحدیث 1068، أخرجه ابوداؤد في "المسنن" رقم الحدیث 846

879: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متغزو ہیں۔

بِالْحَدِّ لِيَعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا يَقُولُونَ

• حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال و دولت کی فراوانی کا ذکر کیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز ادا کر رہے تھے ایک صاحب بولے فلاں شخص کے پاس اتنے گھوڑے ہیں دوسرے نے کہا فلاں کے پاس اتنے اونٹ ہیں ایک نے کہا فلاں کے پاس اتنے غلام ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز مکمل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری رکعت میں سر کواٹھایا اور یہ دعا مانگی۔

”اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے اتنی حمد جو آسمانوں کو بھر دے اور زمین کو بھر دے اور اس کے بعد جس چیز کو تو چاہے اس کو بھر دے اے اللہ! تو جسے عطا کر دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں ہے اور تیری مرضی کے مقابلے میں کسی کوشش کرنے والے کی کوشش (یا مال و دولت والے کی مال و دولت) اس کے کام نہیں آتی۔“

یہاں پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ”جد“ کو بلند آواز میں ادا کیا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ حقیقت وہ نہیں ہے جو انہوں نے بیان کی ہے۔

شرح

مقتدی کو تمام اذکار بشمول تکبیرات انتقال اور رہنا لک الحمد آہستہ کہنا چاہئے، یہی مسنون طریقہ ہے اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کا عام تعامل تھا، تاہم اگر تکبیرات انتقال کو زور سے کہہ دیا جائے تو اس سے نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ ہی سجدہ سہو واجب ہوگا، کیونکہ سجدہ سہو قراءت قرآن میں جہر کی جگہ سر اور سر کی جگہ جہر سے واجب ہوتا ہے۔

بَابُ: السُّجُودِ

یہ باب سجدوں کے بیان میں ہے

880- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِ عَنْ عَمِيهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى يَدَيْهِ فَلَوْ أَنَّ بِهِمَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ

• سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں بازو پہلو سے الگ رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر بکری کا کوئی بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازوؤں میں سے گزرتا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

881- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

880: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث 1107, 1108, 1109 أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث 898 أخرجه الترمذي في "السنن" رقم الحديث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمْرُكَ أَنْ تَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَهْطَمٍ
 • حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے
 884- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرُكَ أَنْ تَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَلَا أَكُفَّ شَعْرًا وَلَا تَوْبًا

قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ لَكَانَ أَبِي يَقُولُ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَكَانَ يَعُدُّ الْجَبْهَةَ وَالْأَلْفَ وَاحِدًا
 • حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اس بات کا حکم دیا
 گیا ہے میں سات ہڈیوں (اعضاء) پر سجدہ کروں۔ اور (نماز کے دوران) کپڑے یا بال نہ سمیٹوں۔
 طاووس کے صاحبزادے کہتے ہیں: میرے والد یہ کہا کرتے تھے دونوں ہاتھ، دو گھٹنے، دو پاؤں ہیں۔ وہ چہرے اور
 ناک کو ایک ہی عضو شمار کرتے تھے۔

885- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ
 مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ سَمْعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجْدَةً مَعَ سَبْعَةِ أَرْبَابٍ وَجْهَهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ
 • حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا
 ہے:

”جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے ساتھ اعضاء سجدہ کرتے ہیں: ایک اس کا چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں
 گھٹنے اور دونوں پاؤں۔“

شرح

اس حدیث کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ سجدے میں جسم کے کس کس عضو کو زمین پر ٹیکنا چاہئے چنانچہ حکم دیا گیا ہے کہ سجدے کے
 وقت پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے پنجوں کو زمین پر ٹیکنا چاہئے۔ اکثر ائمہ کے نزدیک سجدہ ناک اور پیشانی
 دونوں سے کرنا چاہیے بغیر ان دونوں کو زمین پر لگائے سجدہ جائز نہیں ہے مگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم

883: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 809، رقم الحديث: 810، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1095، رقم
 الحديث: 1096، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 889، رقم الحديث: 890، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 273، أخرجه القسائی فی "السنن" رقم
 الحديث: 1092، رقم الحديث: 1112، رقم الحديث: 1114

884: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 812، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1098، رقم الحديث: 1099، رقم الحديث: 231، أخرجه القسائی
 فی "السنن" رقم الحديث: 1095، رقم الحديث: 1097

885: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1100، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 891، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 272، أخرجه القسائی فی
 "السنن" رقم الحديث: 1093، رقم الحديث: 1098

فرماتے ہیں کہ اگر محض پیشانی ہی ٹیک کر سجدہ کر لیا جائے تو جائز ہے البتہ بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ حضرت امام شافعی اور
ماہرین رحمہما اللہ کے نزدیک محض ناک کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر کوئی ایسا عذر پیش ہو کہ پیشانی کو زمین پر نہیں
ملکنا نہ ہو تو جائز ہے۔

اس سلسلے میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو قول ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ جائز نہیں ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ
جائز ہے لیکن کراہت کے ساتھ۔ سجدے میں دونوں پاؤں کو زمین پر رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی آذی سجدے میں دونوں پاؤں کو زمین
سے اٹھالے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور ایک پاؤں اٹھالے گا تو سجدہ مکروہ ہوگا۔ سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کو قبضے کی
طرف رکھنا فرض ہے خواہ ایک ہی انگلی رکھی جائے۔

اگر انگلیاں قبلہ کی سمت نہ ہوں گی تو جائز نہیں ہوگا۔ درمختار میں ایک جگہ مذکور ہے کہ "پیشانی اور دونوں پاؤں کے ساتھ سجدہ
کرنا فرض ہے اور دونوں پیروں میں کم سے کم ایک انگلی زمین پر رکھنا شرط ہے اور ہاتھوں اور زانوؤں کو زمین پر رکھنا سنت ہے، حنفیہ
اور شافعیہ کا مسلک یہی ہے۔ سجدے میں بال اور کپڑے کو ہٹانے اور سمیٹنے کی ممانعت: حدیث جملے کا مطلب یہ ہے کہ سجدے میں
جاتے ہوئے بالوں اور کپڑوں کو اس غرض سے سمیٹنا اور ہٹانا تاکہ وہ خاک آلود اور گندے نہ ہوں ممنوع ہے، ویسے بھی بغیر اس
مقصد کے یوں ہی کپڑوں اور بالوں کو سمیٹنا یا دامن وغیرہ کا باندھ لینا ممنوع ہے۔ بالوں کو سمیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ سر کے بالوں کو جمع
کر کے دستار وغیرہ کے اندر کر لیا جائے تاکہ سجدے میں لٹکنے نہ پائیں۔ اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس کا مسئلہ یہ ہے کہ بالوں کو
ایسے ہی چھوڑ دینا چاہئے تاکہ وہ بھی سجدہ کریں۔

888- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ رَاحِدٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَحْمَرُ صَاحِبُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَأْوِي لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُجَافِي
بَيْتِهِ عَنْ جَنْبِهِ إِذَا سَجَدَ

••• حضرت احمر رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں ہمیں نبی کریم ﷺ کے لیے بڑی نرمی
محسوس ہوتی تھی جب آپ ﷺ سجدہ کرتے ہوئے (بڑے اہتمام اور مشقت کے ساتھ) اپنے دونوں بازو پہلو سے
الگ رکھتے تھے۔

شرح

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں
کے درمیان اتنا فرق رکھتے تھے کہ اگر بکری کا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہے تو گزر سکتا تھا۔ "یہ الفاظ
ابوداؤد کے ہیں جیسا کہ خود بغوی نے شرح السنہ میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور مسلم نے یہ حدیث بالمعنی نقل کی ہے (جس
کے الفاظ یہ ہیں) کہ حضرت میمونہ نے رضی اللہ عنہا فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس طرح) سجدے کرتے تھے کہ اگر بکری کا

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں سے اٹھاتا تو اکل ہاتا۔ (کنز العمال جلد اول رقم الحدیث: ۸۵۴)

کتاب الفہم

ہاتھوں کے درمیان فرق رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمد میں اپنے دونوں بازو پہلو سے اور ہاتھوں کے الگ رکھتے تھے۔ حدیث میں بکری کے بچے کے لئے "بھڑ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ بھڑ بکری کے اس بچے کو کہتے ہیں جو بڑا ہو کر اپنے پاؤں چلنے لگتا ہے اور جب بکری کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس وقت اسے "سطلہ" کہتے ہیں۔ "ہذا لفظ الی داؤد" مصنف مشکوٰۃ کا مقصد صاحب مصابیح پر اعتراض کرنا ہے کہ اس حدیث کو جس کے الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ پہلی فصل میں نقل کر کے نہیں چاہئے تھا کیونکہ پہلی فصل میں تو صرف شیخین یعنی البخاری و مسلم کی روایت کردہ احادیث ہی نقل کی جاتی ہیں۔

بَابُ: التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

یہ باب رکوع اور سجدے میں تسبیح پڑھنے کے بیان میں ہے

نماز میں تسبیح پڑھنے کا بیان

۸۸۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْجَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ الْغَالِقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَمِيَّ ابْنَ مَرْثَدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي رُكُوعِكُمْ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي سُجُودِكُمْ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی۔

”اور تم اپنے عظیم پروردگار کی نام کی پاکی بیان کرو۔“

تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ فرمایا: تم اسے اپنے رکوع میں شامل کرلو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی۔

”تم اپنے اعلیٰ پروردگار کے اسم کی پاکی بیان کرو۔“

تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا: تم اسے اپنے سجدے میں شامل کرلو۔

شرح

علماء نے فرمایا ہے کہ قاری جب سبح اسم ربك الاعلیٰ کی تلاوت کرے تو مستحب ہے کہ یہ کہے سبحان ربی الاعلیٰ صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابو موسیٰ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی معمول تھا کہ جب یہ سورت شروع کرتے تو سبحان ربی الاعلیٰ کہا کرتے تھے (قرطبی) یعنی نماز کے سوا جب تلاوت کریں تو ایسا کہنا مستحب ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ جب سورہ سبح اسم ربك الاعلیٰ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اعلوہا فی سجود کہ معنی یہ کہ سبحان ربی الاعلیٰ اپنے سجدہ میں کہا کرو بحکم اسم ربک الاعلیٰ۔ جمع کے معنی پاک رکھنے اور پاک جان کرنے کے ہیں، بحکم اسم ربک کے معنی یہ ہیں کہ اپنے رب کے نام کو پاک رکھئے، اور ہر ایسی چیز سے اس کے نام کو پاک رکھئے جو اس کے شایاں نہیں، اس میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو صرف ان ناموں سے پکاریے جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بیان فرمائے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائے ہیں ان کے سوا کسی اور نام سے اس کو پکارنا جائز نہیں۔

اسی طرح اس حکم میں یہ بھی داخل ہے کہ جو نام اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے وہ کسی مخلوق کے لئے استعمال کرنا اس کی تزیہ و تہیہ کے خلاف ہے اسلئے جائز نہیں (قرطبی) جیسے رحمٰن، رزاق، غفار، قدوس وغیرہ آجکل اس معاملے میں غفلت بڑھتی جا رہی ہے، لوگوں کو ناموں کے اختصار کا شوق ہے، عبد الرحمن کو رحمٰن، عبد الرزاق کو رزاق، عبد الغفار کو غفار بے تکلف کہتے رہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس کا کہنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور یہ گناہ بے لذت رات دن بلا وجہ ہوتا رہتا ہے۔ اور بعض حضرات مفسرین نے اس جگہ اسم سے مراد خود کسی کو ذات مراد لی ہے اور عربی زبان کے اعتبار سے اس کی گنجائش بھی ہے اور قرآن کریم میں بھی اس معنی کے لئے استعمال ہوا ہے، اور حدیث میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمہ کو نماز کے سجدے میں پڑھنے کا حکم دیا اس کی تعمیل میں جو کلمہ اختیار کیا گیا وہ سبحان اسم ربک الاعلیٰ نہیں بلکہ سبحان ربی الاعلیٰ ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسم اس جگہ مقصود نہیں خود کسی مراد ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ اعلیٰ، لاہور)

888- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ أَنبَأَنَا ابْنُ لَهْبَعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي الْأَزْهَرِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَكَّعَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

• حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو رکوع میں تین مرتبہ ”سبحان ربی العظیم“ اور سجدے میں تین مرتبہ ”سبحان ربی الاعلیٰ“ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

889- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ

• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ رکوع اور سجدے میں بکثرت یہ دو علما کا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

(اے اللہ تو پاک ہے تو ہمارا پروردگار ہے ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے اے اللہ میری مغفرت کر دے)

888 اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

889: أخرجه البخاری فی "المصحح" رقم الحدیث: 794، رقم الحدیث: 817، رقم الحدیث: 4293، رقم الحدیث: 4967، رقم الحدیث: 4968، أخرجه مسلم فی

"المصحح" رقم الحدیث: 1084، رقم الحدیث: 1085، 1086، رقم الحدیث: 1087، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 877، أخرجه الترمذی فی "السنن"

رقم الحدیث: 1046، رقم الحدیث: 1121، رقم الحدیث: 1122

(سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) قرآن میں نبی کریم ﷺ کو جو حکم دیا گیا ہے آپ اس پر عمل کرتے رہے لیے ایسا کرتے تھے۔

۸۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَدَلٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَلْبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهَدَلِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا فَإِذَا قَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا فَإِذَا قَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ وَذَلِكَ أَذَانُ

● حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی شخص رکوع میں جائے تو وہ رکوع میں ”سبحان ربی العظیم“ تین مرتبہ پڑھے۔ اگر وہ ایسا کر لے گا تو اس نے اپنے رکوع کو مکمل کر لیا۔

جب کوئی شخص سجدے میں جائے تو وہ سجدے میں ”سبحان ربی الاعلیٰ“ تین مرتبہ پڑھے جب وہ ایسا کر لے گا تو اس نے اپنے سجدے کو مکمل کر لیا اور یہ (اس تسبیح کی) کم از کم مقدار ہے۔“

بَابُ: الْإِعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ

یہ باب دو سجدوں کے درمیان اعتدال کے بیان میں ہے

سجدہ کرنے کے طریقے کا بیان

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اپنے دونوں گھٹنے (زمین پر) ٹپکتے اور پھر دونوں ہاتھ رکھتے اور جب سجدے سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر دونوں گھٹنے اٹھاتے۔

(ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: ۸۶۲)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا مسلک بھی یہی ہے کہ سجدہ کرتے وقت پہلے دونوں گھٹنے زمین پر ٹپکنے چاہئیں اس کے بعد دونوں ہاتھ رکھے جائیں اسی طرح سجدے سے اٹھتے وقت پہلے دونوں ہاتھ اور پھر دونوں گھٹنے اٹھانے چاہئیں ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سجدے سے) گھٹنوں کے بل اٹھتے تھے اور اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر ٹپکتے تھے۔ ”علماء نے اعضاء سجدہ کو زمین پر رکھنے کے سلسلے میں ایک اصول متعین کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعضاء سجدہ کو زمین پر ٹپکانا زمین کے قرب کے اعتبار سے ہے یعنی جو عضو زمین سے زیادہ قریب ہو اسے پہلے زمین پر رکھا جائے اسی ترتیب سے تمام عضو رکھے جائیں اور سجدے سے اٹھتے وقت اس کا عکس ہونا چاہئے۔ یعنی جو عضو زمین سے زیادہ قریب ہو اسے سب

سے بعد میں اٹھایا جائے۔ زمین پر ناک اور پیشانی ٹکے کے سلسلے میں مسئلہ تو یہ ہے کہ ناک اور پیشانی یہ دونوں حصے علم ہیں کہ انہیں منہ ایک ساتھ زمین پر ٹکے جائیں لیکن بعض حضرات کا قول یہ بھی ہے کہ ناک زمین سے زیادہ قریب ہے اس لئے پہلے ناک رکھی جائے اس کے بعد پیشانی ٹکی جائے۔

علامہ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ "سجدے میں جاتے وقت اگر کسی عذر مثلاً سوزے وغیرہ کی بناء پر گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھنا دشوار ہو تو پہلے دونوں ہاتھ زمین پر ٹک لئے جائیں اس کے بعد دونوں گھٹنے رکھے جائیں۔

سجدے میں اعتدال اختیار کرنے کا بیان

891- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقْعِدْ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ الْيَرَأْسِ الْكُتْلِبِ

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص سجدے میں جائے تو اعتدال (کے طور پر) بیٹھے اور اپنے بازوؤں کو یوں نہ بچھائے جیسے کتاب اپنے پاؤں بچھاتا ہے۔

شرح

بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدے میں "اعتدال" یعنی ٹھہرنے سے مراد یہ ہے کہ سجدہ میں طمانیت یعنی خاطر جمعی سے ٹھہرا جائے اور سجدہ میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے اسے اطمینان سے پڑھا جائے۔ علامہ طبری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "سجدہ میں اعتدال سے مراد یہ ہے کہ پشت کو ہموار رکھا جائے۔ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے جائیں، کہنیاں زمین سے اوپر اٹھی رہیں اور پیٹ رانوں سے الگ رہے۔

892- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا تَسْجُدُوا أَحَدُكُمْ وَهُوَ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "سجدے میں اعتدال اختیار کرو اور کوئی شخص سجدے میں اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے۔"

شرح

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم سجدہ کرو تو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھو اور کہنیوں کو زمین سے اونچا رکھو۔" (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 853)

یہ بات میں ہاتھوں کو رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی تمھیلیاں زمین پر کانوں کے سامنے رکھی رہیں۔ انگلیاں آپس

میں ملی ہوں اور یہ کہ ہاتھ ملے رہیں کسی چیز سے۔ وغیرہ کے اندر انہیں چھپانا مکروہ ہے۔ "ہاتھوں کو اوپر پار سے" سے روکنا چاہیے۔
 کہتے ہیں یا تو یہ کہ دونوں کہیاں زمین سے الگ رہیں یا پھر یہ کہ دونوں پہلوؤں سے اوپری رہیں۔ ہم صوبت یہ حکم نامہ نہیں
 مردوں کے لئے ہے عورتیں اس حکم میں شامل نہیں ہیں کیونکہ عورتوں کو تو سجدے میں کہیاں کو زمین پہ پہلوؤں سے ملی ہوئی سجدہ
 حکم ہے اس لئے کہ اس طرح جسم کی نمائش نہیں ہوتی اور ہر دو اچھی طرح ہوتا ہے۔

بَابُ: الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

یہ باب دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے بیان میں ہے

سجدے میں کمر سیدھی رکھنے کا بیان

893- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِي
 الْجَوَّزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ التَّكْوِيعِ لَمْ
 يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَإِذَا سَجَدَ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَنْفَرِدُ
 بِرِجْلِهِ الْيُسْرَى

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو آپ ﷺ اس وقت
 تک سجدے میں نہیں جاتے تھے جب تک آپ ﷺ بالکل سیدھے کھڑے نہیں ہو جاتے تھے پھر جب آپ ﷺ
 سجدہ کر لیتے اور جب سر کو اٹھاتے تو اس وقت تک دوبارہ سجدے میں نہیں جاتے تھے جب تک بالکل سیدھے ہو کر بیٹھ
 نہیں جاتے تھے آپ ﷺ اپنی بائیں ہانگ کو بچھا لیتے تھے۔

شرح

حضرت طلق ابن علی حنفی فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ بزرگ و بڑتر اس بندے کی نماز کی طرف
 نہیں دیکھتا جو اپنی نماز کے سجود و رکوع میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔" (مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول: رقم الحدیث 868)
 بارگاہ الہی میں وہی نماز مقبولیت کے درجے کو پہنچتی ہے جس کے تمام ارکان پوری طرح ادا کئے جاویں اگر کوئی رکن اپنے قواعد
 و آداب کے مطابق درست نہیں ہو تو نماز قبولیت کے درجے کو نہیں پہنچتی چنانچہ رکوع و سجود چونکہ نماز کے اہم ترین رکن ہیں اس لئے
 ان میں اگر نقص رہ جاتا ہے تو گویا پوری نماز ناقص رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ نماز اتمام و کمال کے مرتبے کو نہیں پہنچتی لہذا اس
 حدیث کے ذریعے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ رکوع و سجود (کو پوری) احتیاط کے ساتھ ادا کرنا چاہئے یعنی پہلے رکوع و سجود سے اٹھنے کے بعد
 کمر کو اچھی طرح سیدھا کر لینا چاہئے اس کے بعد دوسرا رکوع و سجدہ کیا جائے اگر ایسا نہیں کیا جائے گا پہلے رکوع و سجدہ سے اٹھ کر کمر
 سیدھی کئے بغیر دوسرے رکوع و سجدے میں جلدی جلدی جائے گا تو وہ رکوع و سجود ادا کھلانے کا مستحق نہیں ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا اس
 کی نماز کی طرف رب قدوس نظر بھی نہیں کرے گا یعنی اسے قبول نہیں کریگا۔

نماز میں اقامہ کی ممانعت کا بیان

۸۸۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَافِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلَنَّ السَّجْدَتَيْنِ

• حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم دو سجدوں کے درمیان اقامہ (کے طور پر) نہ بیٹھنا۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس یوں تو پورے عالم ہی کے لئے سراپا رحمت و شفقت تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں کے لئے تو بے انتہا شفیق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت ہی کا یہ اثر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو اپنے لئے پسند فرماتے تھے۔ وہی چیز اپنی امت کے افراد کے لئے بھی پسند فرماتے تھے اور جس چیز کو اپنے لئے ناپسند سمجھتے اسے اپنی امت کے لوگوں کے لئے بھی ناپسند سمجھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسی جذبے کا اظہار حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا اور یہ ظاہر کر دیا کہ چونکہ میں دونوں سجدوں کے درمیان اقامہ کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا اس لئے تمہارے اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی مجھے یہ چیز پسند نہیں ہے اس لئے اس سے بچو۔

اقامہ کی تحقیق: اقامہ کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح بیٹھا جائے کہ کوہے زمین پر لگے ہوئے ہوں اور رانیں اور پنڈلیاں کھڑی ہوں اور ہاتھ زمین پر رکھے ہوں جس طرح کتا زمین پر بیٹھتا ہے۔ اقامہ کے صحیح معنی تو یہی ہیں البتہ بعض حضرات نے اس کا مطلب یہ کیا ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان پاؤں کے پنجوں کو کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھا جائے۔ ان کے علاوہ علماء نے اور بھی کئی معنی لکھے ہیں۔ بہر حال اقامہ کی یہ بھی شکل اختیار کی جائے۔ دونوں سجدوں کی درمیان اسے اختیار کرنا مستحب طور پر تمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔

885- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَابْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ لَا تَفْعَلَنَّ الْكُتْبَ

• حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تم اس طرح نہ بیٹھنا جس طرح کتا بیٹھتا ہے۔

886- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الصَّبَاحِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنَا الْعَلَاءُ أَبُو مُحَمَّدٍ قَالَ

894: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 282

895: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

896: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ لَكَ نَفْعٌ كَمَا يَنْفَعِي الْكَلْبُ صَنِيعَ الْبَنِيكَ بَيْنَ لَدُنْكَ وَالْزِي طَاهِرَ لَدُنْكَ بِالْأَرْضِ

● حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تم سجدے سے اٹھ کر اٹھو تو اس طرح نہ بیٹھنا جس طرح کتابیٹھا ہے اپنے دونوں سرین اپنے دونوں قدموں کے درمیان رکھ دو اور اپنے پاؤں کے کنارے زمین کے ساتھ ملا دو۔

بَابُ: مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

یہ باب دو سجدوں کے درمیان پڑھے جانے کے بیان میں ہے

897- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَبِّبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ حُذَيْفَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَخْنَفِ عَنْ حِلَّةَ بْنِ زُفَرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي

● حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے تھے۔ "اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے۔"

شرح

بعض فقہاء کے نزدیک اس حدیث کی بناء پر فرض و نفل تمام نمازوں میں دو سجدوں کے درمیان دعاء کرنا مستحب ہے، لیکن حنفیہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک یہ دعاء صرف نفل نماز میں پڑھنی چاہئے، فرائض میں نہیں پڑھنی چاہئے، اس لئے کہ آپ ﷺ کی فرض نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں جو حدیثیں منقول ہیں ان میں آپ ﷺ کے اس عمل کا ذکر نہیں، لیکن اس کا پڑھنا مکروہ بھی نہیں ہے، عام طور پر احناف نے اس کو مباح اور جائز قرار دیا ہے اور مشہور محقق علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے چونکہ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک دو سجدوں کے درمیان دعاء واجب ہے اور فقہاء کا اصول ہے کہ اگر راہ احتیاط ایسے طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ فقہاء کے اختلاف سے بچتے ہوئے متفقہ طور پر اس کی عبادت درست ہو جائے اور اگر دو سجدوں کے درمیان پڑھ لی جائے تو امام احمد رحمہ اللہ کی رائے پر بھی نماز درست ہو جاتی ہے، اس لئے دعاء پڑھ لینا مستحب ہے۔

898- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَبِيحٍ عَنْ كَامِلِ أَبِي الْعَلَاءِ قَالَ

سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنَ أَبِي ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

897: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1811، أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 871، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 262، رقم الحديث:

263، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1007، رقم الحديث: 1008، رقم الحديث: 1045، رقم الحديث: 1132، رقم الحديث: 1163، أخرجه ابن ماجه

فی "السنن" رقم الحديث: 1351

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ السُّجُودَيْنِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْزِلْنِي وَارْزُقْنِي وَارْقُضْنِي

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ رات کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے تھے۔
"اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے تو مجھ پر رحم کر، تو مجھے طاقت دے، تو مجھے رزق دے اور مجھے بلند مرتبہ نصیب کر۔"

بَابُ: مَا جَاءَ فِي التَّشْهَدِ

یہ باب روایات تشہد کے بیان میں ہے

تشہد کے مفہوم کا بیان

شہادت کے معنی گواہی دینا اور ایسی سچی خبر دینا کہ اس میں دل و زبان کے ساتھ ہو یعنی جو خبر زبان سے دی جائے وہی دل میں بھی ہو۔ "تشہد" کہتے ہیں گواہ ہونے کو اور اس علم کے اظہار کرنے کو جو دل میں ہے۔ اصطلاح شریعت میں تشہد اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ ﷺ کو اور اس ذکر کو جو قعدہ نماز میں پڑھا جاتا ہے کہتے ہیں۔ گویا التہیات کو تشہد اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس میں شہادتین کا کلمہ بھی پڑھا جاتا ہے

نماز میں اللہ کے نیک بندوں پر سلام بھیجنے کا بیان

899- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَعَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ يَغْنُورُنَ الْمَلَائِكَةُ فَسَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسْتُمْ فَقُولُوا الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

899: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 831، ورقم الحديث: 835، ورقم الحديث: 6230، وأخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 895، ورقم الحديث: 896، ورقم الحديث: 897، وأخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 968، وأخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1164، ورقم الحديث: 1169، ورقم الحديث: 1276، ورقم الحديث: 1278، ورقم الحديث: 1297.

• حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کر رہے تھے۔ ہم نے پڑھا: اللہ تعالیٰ کو سلام ہو اس کے بندوں سے پہلے جبرائیل کو سلام ہو، میکائیل کو سلام ہو، ایزلا کو سلام ہو اور ملائکہ کو سلام ہو (ان کی مراد مختلف فرشتے تھے)۔

جب نبی کریم ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ نے ہماری طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا: تم یہ نہ کہو: اللہ تعالیٰ پر سلام ہو ہے شک اللہ تعالیٰ خود سلام (یعنی سلامتی عطا کرنے والا) ہے جب کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو یہ پڑھے:

”ہر طرح کی جسمانی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو اس کی رحمتیں ہوں اور برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو“۔

جب کوئی شخص نماز میں یہ پڑھے گا تو آسمان اور زمین میں موجود تمام نیک بندوں کو یہ سلام پہنچ جائے گا (پھر وہ یہ پڑھے)

”میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں“۔

شرح

ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج حاصل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہارگاہ الہی میں ہار یاب ہوئے تو اللہ جل شانہ کی تعریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات زبان سے ادا فرمائے: التحیات والصلوات والطیبات۔ تمام تعریفیں اور مالی و بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ ”اس کے جواب میں بارگاہ الوہیت سے فرمایا گیا۔ السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔“ اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی برکتیں و رحمتیں!۔ ”اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ ہم پر بھی سلام اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام۔“ تب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبده ورسوله۔ ”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔“ بہر حال السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین میں ”نیک بندوں“ کی قید لگا کر اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ بد بخت و بدکار بندوں پر سلام بھیجنا یا ان کو سلام کہنا مناسب نہیں ہے۔ اس کی سعادت کے حقدار اور لائق تو وہی بندے ہیں جو اپنے عقیدہ و فکر اور اعمال و کردار کے اعتبار سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی نظر میں پسندیدہ ہیں جنہیں ”صالح“ کہا جاتا ہے اور ”بندہ صالح“ وہی ہے جو حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں کی رعایت کو مد نظر رکھتا ہے اور دونوں کو پورا کرتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ ”صالح“ دراصل اس حالت کا نام ہے جس میں بندے کے ذاتی و نفسانی ارادے و خواہشات موت کے گھاٹ اتر جائیں اور اللہ تعالیٰ کی مراد و مقصد پر قائم رہے (جس کی وجہ سے وہ بند صالح کہلانے کا مستحق ہو) لہذا بندے کو چاہئے کہ وہ پروردگار کی رضا و خواہش پر اس کیفیت کے ساتھ راضی اور اپنے تمام امور کو

۹۔ علماء پر مانتے ہیں کہ جب بندہ اس مرحلے پر پہنچ جاتا ہے اور اس کا جذبہ بندگی و اطاعت اس قدر لطیف و پاکیزہ ہو جاتا ہے تو وہ اپنی طور پر تمام دنیاوی و جسمانی اور نفسانی آفات اور بلاؤں سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ آخر میں۔ اتنی بات اور سمجھتے چلے کہ انہماک کو دونوں قدروں میں پڑھنا چاہئے اور یہ کہ درمیان کا قعدہ (یعنی جب دور کعتوں کے بعد بیٹھتے ہیں) واجب ہے اور آخری بندہ (جس میں سلام پھیرا جاتا ہے) فرض ہے۔

۸۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنبَأَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَخُصَيْنٍ وَآبِي هَاشِمٍ وَخَمَّادٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَعَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَآبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی منقول ہے۔

۸۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ وَخُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ رَحَلْنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَالْأَسْوَدِ وَآبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّشَهُّدَ لَذَكَرَ نَحْوَهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ لوگوں کو تشہد کی تعلیم دیتے تھے (اس کے بعد جب سابق حدیث ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت شدہ تشہد کا بیان

۸۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ لَكَانَ يَقْرَأُ التَّحِيَّاتِ الْمُبَارَكَاتِ الصَّلَوَاتِ الطَّيِّبَاتِ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَلَسَلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمیں تشہد کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے آپ یہ پڑھتے تھے۔

"برکت والی تمام جسمانی، زہانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور اس کی رحمتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

شرح

اس روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تشہد یعنی التحیات کے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں اس پر حضرات شافعیہ عمل کرتے ہیں اور التحیات میں انہی الفاظ کو پڑھتے ہیں لیکن حنفیہ حضرات کے ہاں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ تشہد کے الفاظ پر جو اس سے پہلی روایت میں گزرے ہیں عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ تشہد کے بارے میں محدثین صراحت کرتے ہیں کہ یہ صحیح تر ہے چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "تشہد کے سلسلے میں جتنی احادیث مروی ہیں ان سب میں سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سب سے زیادہ صحیح تر ہے۔"

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہیں اور صحابہ و تابعین میں سے اکثر اہل علم کا معمول بھی انہیں کی حدیث کے مطابق تھا۔ پھر یہ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ تشہد کے لئے حکم فرمایا تھا کہ اسے لوگوں کو سکھایا جائے، چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود کو رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اسی تشہد کو لوگوں کو سکھائیں۔ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح مجھے قرآن کی تعلیم دیتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا۔"

پھر حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایتوں میں یہ بھی بڑا فرق ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو تو بخاری و مسلم دونوں نے نقل کیا ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو صرف مسلم نے نقل کیا ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے وہ تشہد اختیار فرمایا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یعنی "التحیات للذاکیات لللطیبات للسلام علیک لعلہا النبی الخ۔" بہر حال علماء لکھتے ہیں کہ یہ پوری بحث صرف اولیت و افضلیت سے متعلق ہے یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھنا افضل ہے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی تشہد پڑھنا افضل ہے۔

بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَمِعَ عَدِيَّ بْنَ عَرُوبَةَ وَهَشَامَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ اللَّيْثِيَّ عَنْ قَتَادَةَ وَهَذَا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ جَعْفَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَّطَنَا وَبَيَّنَّ لَنَا سُتَاتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ لَكَانَ عِنْدَ الْمَقَامَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلٍ أَحَدِكُمْ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَلَسَلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سَبْعُ كَلِمَاتٍ هُنَّ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ

● حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ہمارے سامنے سات طریقے بیان کیے آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھنے کا طریقہ تعلیم دیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز ادا کرو تو جب قعدہ میں بیٹھو تو سب سے پہلے تم یہ پڑھو:

التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَلَسَلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

”تمام جسمانی، زبانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ اے نبی کریم ﷺ آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور اس کی رحمتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

یہ سات کلمات ہیں جو نماز کی تحیت ہیں۔

902- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيَْادٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّمَنُ بْنُ نَابِلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَلَسَلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ

● حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمیں تشہد کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح آپ ﷺ ہمیں قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

(اس کے الفاظ یہ ہیں)

”اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں یہ کہتا ہوں کہ تمام زبانیں، جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ اے نبی ﷺ! آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔“

تشہد و درود پڑھنے کی فرضیت میں فقہ شافعی کا موقف و احناف کے دلائل کا بیان

علامہ ابن محمود الباری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک تشہد اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا فرض ہے۔ تشہد کی فرضیت کی دلیل ان کے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے کہ تشہد ہم پر فرض ہے ”عَنْهُ كُنَّا نَقُولُ قَبْلَ أَنْ يُفَرَّضَ عَلَيْنَا التَّشَهُّدُ السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، إِنِّي أَنْقَلْتُ فِي آخِرِهِ“ اور اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ”قل“ کے صیغہ سے خطاب ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ امر و وجوب کے لئے آتا ہے۔ اور اس کو اتمام نماز کے ساتھ معلق کیا گیا ہے لہذا تشہد پڑھنا فرض ہے۔

درود شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”صلوا علیہ“ یہ بھی امر کا صیغہ ہے جبکہ خارج نماز میں درود شریف پڑھنا فرض نہیں ہے۔ لہذا نماز میں اس کو پڑھنا فرض ہو گیا۔

ہمارے نزدیک حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ”إِذَا قُلْتَ هَذَا أَوْ فَعَلْتَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ“ بے شک اس کو اتمام نماز کے ساتھ معلق کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں دو چیزوں کو جمع کیا گیا ہے۔ یعنی یا تو اس کو پڑھ لو یا قعدہ کر لو تمہاری نماز مکمل ہو گئی۔ لہذا ہم نے ان دونوں کو ملا کر اس طرح جمع کر دیا کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑا تو جائز نہیں۔ کیونکہ اختیار کے ثبوت کی وجہ سے دوسرا غیر معلق ہوا لہذا جب دو چیزوں میں اختیار ثابت ہوا تو ان میں سے کسی ایک لانا واجب ہوا۔ اور ایسے ہی درود پاک کے عدم فرضیت کی دلیل بھی ہے۔

اس پر اشکال یہ ہے کہ آپ کی اس تقریر کے مطابق جو درود پاک کے بارے میں نص وارد ہے اس کی مخالفت لازم آئے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ نماز کے باہر درود پاک کے بارے میں یہ نص وارد نہیں بلکہ نص کا حکم جس میں آپ نے صیغہ امر سے استدلال کیا ہے وہ نماز اور خارج نماز دونوں کو شامل ہے۔ لہذا خارج نماز میں واجب ہے۔ اور امام کرخی علیہ الرحمہ نے کہا ہے زندگی میں ایک مرتبہ واجب ہے اور امام طحاوی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر آئے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ لہذا ہم نے امر کا لحاظ کیا کیونکہ امر و وجوب کا تقاضہ کرتا ہے۔ اور وہ حاصل ہو چکا ہے۔ لہذا اس آیت کی دلالت نماز میں درود شریف کے وجوب پر نہیں کرتی۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کا حدیث استدلال کرنا کہ امر تقاضہ وجوب کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں امر بطور تعلیم وارد ہوا

ہے اور جہاں امر تعلیم کے طریقے پر ہر وہ مفید فریضہ نہیں ہوتا۔ (مناہ شرح الہدایہ بتصرف، ج ۲، ص ۱۶، بیروت)

بَابُ: الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے بیان میں ہے

صلوة وسلام سے متعلق احادیث اور آثار کا بیان

۱۔ ابن جریر وابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت۔ صلون سے مراد ہے کہ وہ برکت حاصل کرتے ہیں۔

۲۔ عبد بن حمید و ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ سے مراد ہے فرشتوں کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے اور فرشتوں کی صلاۃ سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا ہے۔

۳۔ ابن ابی حاتم و ابو الشیخ فی العظیمۃ و ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تیرا رب درود بھیجتا ہے تو ان کے رب نے پکارا اے موسیٰ اگر وہ لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں کیا تیرا رب درود بھیجتا ہے؟ تو کہہ: ہاں میں بھی اور میرے فرشتے بھی میرے نبیوں پر اور میرے رسولوں پر درود بھیجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی آیت ان اللہ و ملککے صلون علی النبی (کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں)

۴۔ ابن المنذر نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے آیت ان اللہ و ملککے بارے میں روایت کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے اس آیت کی وجہ سے آپ کو مبارک بادیں دینی شروع کی اور ابی بن کعب (رض) نے فرمایا نہیں اتارا گیا آپ کے بارے میں خیر کو مگر ہم سب اس میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی آیت و بشر المؤمنین (کہ آپ بھی ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیں کہ تمہاری مبارک بادیں دینے پر تم کو بھی خوشخبری ہو جنت کی)۔

۵۔ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ ان کی مغفرت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ درود نہیں بھیجتے لیکن مغفرت فرماتے ہیں لیکن لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ سے مراد آپ کے لیے مغفرت کو طلب کرنا ہے۔

۶۔ ابن مردویہ نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ وہ اس کو اس طرح پڑھتے تو آیت صلوا علیہ کما صلی اللہ علیہ وسلم و تسلیما (یعنی تم ان پر درود بھیجو جیسے کہ درود ان پر بھیجا گیا اور خوب سلام بھیجو)۔

۷۔ سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے کعب بن عجرہ (رض) سے روایت کیا کہ جب یہ آیت ان اللہ و ملککے صلون علی النبی، یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما نازل ہوئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ

ہم نے آپ پر سلام کہنا تو سیکھ لیا اور آپ پر صلوٰۃ بھیجنے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۸- ابن جریر نے یونس بن خباب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو فارس کے ایک آدمی نے خطبہ دیا اور اس آیت ان اللہ وملكته کے بارے میں کہا کہ مجھے اس آدمی نے بتایا جس نے ابن عباس سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ پر سلام کہنے کو جان لیا مگر آپ درود کس طرح سے پہنچائیں؟ تو آپ نے فرمایا اس طرح کہو اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۹- ابن جریر نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے آیت ان اللہ وملكته کے بارے میں روایت کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سلام کو تو ہم نے پہچان لیا لیکن آپ پر صلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا یوں کہو: اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد عبدک ورسولک واهل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید وارضہم محمد وعلی آل محمد کما رحتہم آل ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۱۰- ابن جریر نے عبدالرحمن بن ابی کثیر بن ابی مسعود انصاری (رض) سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ان اللہ وملكته یصلون علی النبی نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام کو ہم نے پہچان لیا ہے مگر آپ پر درود کیسے ہوگا۔ حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض فرمایا کہو اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم اللہم وبارک علی محمد کما بارکت علی ابراہیم۔

۱۱- عبدالرزاق نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں وہ کہا کرتے تھے۔ اللہم صل علی محمد وعلی اہل بیتہ وعلی ازواجہ وذریئہ کما صلیت علی ابراہیم آل ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی اہل بیتہ وعلی ازواجہ وذریئہ کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۱۲- عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ و احمد و عبد بن حمید و البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے کعب بن عجرہ (رض) سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر سلام کو تو ہم نے جان لیا مگر آپ پر صلوٰۃ پیش کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا یوں کہو اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللہم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۱۳۔ ابو داؤد و ابن مردودہ رحمہما علیہ نے اپنی سنن میں ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو بیت خوش (اچھی) لگے کہ (اس کے ثواب کو) پورے پیمانے کے ساتھ ناپا جائے تو ایسا جب ہوگا جب وہ ہمارے اہل بیت پر درود بھیجے گا۔ اس کو چاہیے کہ آیت اللہم صل علی محمد النبی وازواجه وذریعہ و اہل بیۃ کما صلیت علی

ابراہیم انک حمید مجید۔
ابن عدی نے حضرت علی (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ خوش لگے کہ اس کے ثواب کو پورے پیمانے کے ساتھ ناپا جائے تو ایسا جب ہوگا جب وہ ہمارے اہل بیت پر درود بھیجے گا اس کو چاہیے کہ یوں کہے: اللہم بعمل صلواتک ورحمتک علی محمد وازواجه وذریعہ وامہات المؤمنین کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید۔

۱۵۔ الدارقطنی فی الافراد و ابن الجارنی تارخ ابو بکر صدیق (رض) سے روایت کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور سلام کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا اور خندہ پیشانی کا اظہار فرمایا اور اس کو اپنے پہلو میں بٹھایا جب اس آدمی نے اپنی حاجت پوری کر لی تو وہ اٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا اور خندہ پیشانی کا اظہار فرمایا اور اس کو اپنے پہلو میں بٹھایا جب اس آدمی نے اپنی حاجت پوری کر لی تو وہ اٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! یہ آدمی وہ ہے جس کے اتنے اعمال بلند کیے جاتے ہیں جتنے تمام زمین والوں کے اعمال بلند کیے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ایسا کیوں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی صبح ہوتی ہے کہ یہ مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے ساری مخلوق کی درود کی طرح میں نے عرض کیا وہ کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں آیت اللہم صل علی محمد النبی عدد من صل علیہ من خلقتک وصل علی محمد النبی کما ینبغی لنا ان نصلی علیہ وصل علی محمد النبی کما امرتنا ان نصلی علیہ (اے اللہ درود بھیج محمد پر جو نبی ہیں اس تعداد کے برابر جو آپ کی مخلوق میں ان پر درود بھیجتا ہے اور درود بھیج محمد پر جو نبی ہیں جیسے ہم کو چاہیے کہ ہم آپ پر درود بھیجیں اور درود بھیجتے ہیں محمد پر جو نبی ہیں جیسے ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم آپ پر درود بھیجیں۔

۱۶۔ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید قراءت و ابن ابی حاتم الشافین و ابن مردودہ نے طلحہ بن عبید اللہ (رض) سے روایت کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر درود کس طرح پیش کیا جائے؟ آپ نے فرمایا یوں کہہ: اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۱۷۔ ابن جریر نے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا آیت ان اللہ و ملکوتہ یصلون علی النبی آپ پر درود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا یوں کہہ: اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۱۸- ابن جریر نے کعب بن عجرہ (رض) سے روایت کیا کہ جب یہاں اللہ و ملتہ کتبہ بصلون علی السی قال ہوئی تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ پر سلام کو تو ہم نے پہچان لیا مگر یا رسول اللہ! آپ پر درود پیش کرنے کا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۱۹- ابن ابی شیبہ و احمد و عبد بن حمید و البخاری و الترمذی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے ابوب سعید خدری (رض) سے روایت کیا کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کہ آپ پر سلام کو تو ہم نے جان لیا ہے مگر آپ پر درود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا یوں کہو: اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم

۲۰- عبد بن حمید و الترمذی و ابن مردویہ نے ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کس طرح ہم آپ پر درود پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت وبارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العلمین انک حمید مجید اور سلام کا طریقہ تو وہی ہے تو جان چکے ہو۔

۲۱- مالک و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابو داؤد و الترمذی و الترمذی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے ابو مسعود انصاری (رض) سے روایت کیا کہ بشیر بن سعید نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود بھیجیں تو ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے ہنسی کی کہ ہم آپ سے سوال نہ کرتے پھر آپ نے فرمایا یوں کہو اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید اور سلام تو اس طرح جو تم جان چکے ہو۔

۲۲- مالک و احمد و عبد بن حمید و البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے ابو حمید ساعدی (رض) سے روایت کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو۔ اللہم صل علی محمد وازواجه وذریئہ کما صلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وازواجه وذریئہ کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید۔

۲۳- ابن مردویہ نے حضرت علی (رض) سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۲۴- ابن مردویہ نے ابو ہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے جان لیا کہ کس طرح آپ پر

سلام کریں مگر ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اللھم صلواتک و برکاتک علی آل محمد کما جعلتها علی ابراہیم انک حمید مجید۔

۲۵۔ ابن ابی شیبہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب کوئی آدمی نماز میں کہے آیت ان اللہ و ملئککھ یصلون علی النبی۔ تو اس کو چاہیے کہ آپ پر درود بھیجے۔

۲۶۔ ابن ابی شیبہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب کوئی آدمی نماز میں کہے آیت ان اللہ و ملئککھ یصلون علی النبی، تو اس کو چاہیے کہ آپ پر درود بھیجے۔

۲۷۔ ابن خزیمہ والحاکم و صحیحہ و المستدرک نے اپنی سنن میں ابوسعید عقبہ بن عمرو سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ آپ پر سلام کو تو ہم نے پہچان لیا ہے مگر ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پھر فرمایا جب تم مجھ پر درود بھیجو تو یوں کہو اللھم صل علی محمد النبی الامی و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم و بارک علی محمد النبی الامی و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۲۷۔ ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ ایک آدمی تشہد پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی ذات کے لیے دعا کرے۔

۲۸۔ البخاری فی الادب المفرد و ابوسعید خدری (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان آدمی کے پاس صدقہ کا مال نہ ہو اس کو چاہیے کہ اپنی دعا میں یوں کہے، اللھم صل علی محمد عبدک و رسولک و صل علی انہ و المؤمنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات۔ کیونکہ یہ عمل اس کے لیے زکوٰۃ بن جائے گا۔

۲۹۔ البخاری فی الادب المفرد و ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے یوں کہا اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم و ترحم علی محمد و علی آل محمد و رحمت علی ابراہیم و آل ابراہیم شہدت لہ یوم القیمۃ با شہادۃ و شفعت لہ۔ تو میں اس کے لیے قیامت کے دن گواہی دوں گا اور اسکے لیے سفارش کروں گا۔

۳۰۔ البخاری فی الادب انس و مالک بن انس بن حدثان (رض) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گے اور اسکے لیے دس درجات بلند کریں گے۔

درود شریف کی فضیلت

۳۱۔ ابن ابی شیبہ و احمد و البخاری فی الادب انس بن مالک (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص

نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر اس وقتیں بھیجے گا اور اس سے اس گناہ مٹا دے گا۔

۳۳۔ البخاری فی الادب و مسلم و ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے پیغمبر کے بارے میں تو فرمایا آمین پھر دوسرے درجے پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر تیسرے درجے پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ صحابہ سے فرمایا: تم نے اس سے سنا کہ آپ نے تین مرتبہ آمین کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں پہلے درجہ پر چڑھا تو میرے پاس جبریل آئے اور کہا: وہ بندہ بد بخت ہے۔ جس نے رمضان کا مہینہ پایا۔ وہ گزر گیا کہ اس کی مغفرت نہ ہوگی۔ میں نے کہا: آمین پھر جبریل نے فرمایا: وہ بندہ بد بخت ہے جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا: آمین۔ پھر جبریل نے فرمایا: وہ بندہ بد بخت ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا میں نے کہا: آمین۔

۳۴۔ البخاری فی الادب و ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا: آمین، آمین، آمین پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ تو ایسا نہیں کرتے تھے (یعنی پہلے آپ آمین نہیں کہتے تھے) اب آپ نے کیوں کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بددعا کی وہ آدمی ذلیل و رسوا ہو جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو پایا اور اس نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا: آمین پھر جبریل نے کہا: اس آدمی کی ناک مٹی میں ملے یعنی ذلیل و رسوا ہو جس پر رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا: آمین۔ پھر انہوں نے کہا: اس آدمی کی ناک مٹی میں ملے اس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا: آمین۔

درود و سلام کا طریقہ

۳۵۔ ابن سعد و احمد و الترمذی و ابن مردویہ نے زید بن ابی خارجه (رض) سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے جان لیا کہ آپ پر کس طرح سلام ہے مگر ہم آپ کو درود کیسے پیش کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجو اور اس میں کوشش کرو اور پھر یوں کہو: اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید مجید۔

۳۶۔ ابن مردویہ نے انس (رض) سے روایت کیا کہ انصار میں سے ایک نوجوان نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر درود کا کیا طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو: اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم تو انصار میں سے ایک نوجوان نے کہا یا رسول اللہ! محمد کون ہیں؟ فرمایا ہر مومن (میری آل میں سے ہے)۔

۳۷۔ احمد و عبد بن حمید و ابن مردویہ نے بریدہ (رض) سے روایت کیا کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے یہ بات جان لی ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے پڑھیں لیکن ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو: اللھم اجعل صلواتک و رحمتک و برکاتک علی محمد و علی آل محمد کما حملتہ علی ابراہیم انک حمید مجید۔

۳۸۔ عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن مردویہ نے بریدہ (رض) سے روایت کیا کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے یہ بات جان

لی کہ ہم آپ پر سلام کیسے پڑھیں لیکن ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو۔ اللہم اجعل صلواتک ورحمتک
 علیٰ علی محمد وعلیٰ آل محمد کما حملتہ علیٰ ابراہیم الذی حمید معبد۔

۳۸۔ عبد الرزاق نے عہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ پر ناموں اور ذاتوں کے
 ساتھ پیش کیے جاتے ہو مجھ پر انہی طرح درود پڑھو۔

۳۹۔ عبد الرزاق نے ابو طلحہ (رض) سے روایت کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کو خوشی کی حالت
 میں پایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آج سے زیادہ آپ کو خوش اور اچھی طبیعت والا پایا جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے۔
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی چیز مجھے خوش ہونے روک سکتی ہے۔ جبکہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سے ابھی گئے ہیں اور
 مجھ کو خوشخبری دی ہے کہ ہر اس بندے کے لیے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ اس
 سے مٹا دیے جائیں گے اور اسکے لیے دس درجے بلند کر دیے جائیں گے اور مجھ پر اس طرح درود پیش کیا جاتا ہے جیسے اس نے کہا
 اور اس طرح اس کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جیسے اس نے دعا کی۔

۴۰۔ عبد الرزاق نے ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مجھے یعقوب بن زید بھی (رض) سے بتایا کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے میرے پاس آیا اور کہا کہ تجھ پر کوئی بندہ درود نہیں پڑھے گا مگر اللہ
 تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجیں گے۔ اس آدمی نے کہا میں اپنی ساری دعاؤں کو آپ کے لیے مخصوص نہ کروں؟ آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا تب تو اللہ تعالیٰ تیرے دنیا اور آخرت کے غموں کو کافی ہو جائے گا۔

۴۱۔ الطبرانی وابن مردویہ وابن النجار نے حسن بن علی (رض) سے روایت کیا کہ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کے اس قول کے
 بارے میں بتائیے آیت ان اللہ و ملکک یصلون علی النبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوشیدہ راز ہے اگر تو مجھ سے اس
 بارے میں سوال نہ کرتے تو میں تم کو نہ بتاتا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ دو فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے۔ جس مسلمان بندہ کے پاس
 میرا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے
 فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں کہتے آمین اور جو مسلمان بندہ کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو دونوں
 فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہ کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں آمین کہتے
 ہیں۔

۴۲۔ مسلم و احمد ابوداؤد والنسائی وابن حبان نے ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
 مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجتے ہیں۔

۴۳۔ الترمذی وحسنہ نے ابن حبان نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں
 سے مجھ سے زیادہ قریب قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے ہوں گے۔

۴۴۔ احمد و الترمذی وحسنہ و ابن حبان نے ابن مسعود (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں

نے مجھ سے زیادہ قریب قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے ہوں گے۔

۴۵- احمد و الترمذی نے حسین بن علی (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل وہ ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

۴۶- ابن ماجہ نے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا تو وہ جنت کے راستے سے ہٹ گیا۔

۴۷- الترمذی و حسن ابو ہریرہ (رض) عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا اور اپنے نبی پر درود نہ بھیجا تو یہ بات ان پر حسرت اور افسوس کا باعث ہوگی اگر اللہ چاہیں گے ان کو عذاب دیں گے اور اگر چاہیں گے تو بخش دیں گے۔

۴۸- التہمتی فی شعب الایمان جابر (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اکٹھے ہوئے پھر اللہ کا ذکر کیے بغیر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر متفرق ہو گئے تو وہ بد بودار مردے سے کھڑے ہوئے ہیں۔

۴۹- التہمتی و ابن ابی عاصم و ابوبکر فی الغیاتیات و البغوی فی المحدثات و التہمتی فی شعب اور الضیاء نے ابوسعید خدری (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم کسی مجلس میں نہیں بیٹھتی اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھتے تو ان پر قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی اگر جنت میں داخل ہو جائیں تو ثواب نہ دیکھیں گے۔

۵۰- التہمتی فی الشعب انس (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اس آدمی کی ناک مٹی میں ملے (یعنی رسوا ہو) جس کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔

۵۱- القاضی اسماعیل نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل کے لیے یہ کافی ہے کہ کوئی قوم میرا ذکر کرے اور مجھ پر درود نہ بھیجیں۔

۵۲- الاصفہانی نے الترغیب میں اور الدیلمی نے انس (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے قیامت کے دن قیامت کی ہولنا کیوں سے زیادہ محفوظ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔ البتہ اللہ اور اس کے فرشتے اس عمل کے لیے کافی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس کے ساتھ خاص فرمادیا تاکہ ان کو اس عمل پر بدلہ دے۔

۵۳- الخطیب فی تاریخہ و الاصفہانی نے ابوبکر صدیق (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا افضل ہے غلام کے آزاد کرنے سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے محبت جان قربان کرنے سے افضل ہے یا فرمایا اللہ کے راستے میں تلوار کے چلانے سے افضل ہے۔

۵۴- ابن عدی نے ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود بھیجو اللہ تعالیٰ تم پر رحمتیں بھیجے گا۔

۵۵۔ ابن ابی شیبہ و احمد و عبد بن حمید و الترمذی و حسنہ و الحاکم و محمّد و البیہقی فی شعب الایمان ابی بن کعب (رض) سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ آپ بتائیے اگر میں ساری دعا آپ کے لیے خاص کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ حیرے دنیا اور آخرت کے غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔

درود شریف کے فضائل

۵۶۔ ابن ابی شیبہ و احمد و عبد بن حمید و الترمذی ابو طلحہ انصاری (رض) نے فرمایا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہشاش بپاش اور آپ کے چہرہ مبارک سے خوشی نظر آرہی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کہ آپ آج بہت ہشاش بپاش ہیں اور آپ کے چہرہ مبارک میں خوشی ظاہر ہو رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک آنے والا آیا میرے رب کی طرف سے اور اس نے کہا تیری امت میں سے جو تجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس سے دس برائیاں مٹا دے گا اور اس کے دس درجے بلند کر دے گا۔ اور اسی جیسا بدلہ عطا فرمائے گا اور دوسرے لفظ میں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا اے محمد! کیا آپ راضی نہیں ہوں گے اس بات سے کہ آپ کے رب فرماتے ہیں جو کوئی آپ کی امت میں سے ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر دس رحمتیں بھیجوں گا۔ اور آپ کی امت میں سے کوئی آپ کو سلام کرے گا تو میں اس پر دس سلام بھیجوں گا آپ نے فرمایا کیوں نہیں (میں ان سے راضی ہوں)۔

۵۷۔ البیہقی فی شعب الایمان و ابن عساکر و ابن المنذر نے اپنی تاریخ میں انس بن مالک (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تم میں سے مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر دنیا میں زیادہ درود پڑھتا تھا جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو سو مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو اس کے ساتھ مقرر فرما دیتے ہیں۔ جو اس درود کو میری قبر میں پیش کرے گا جیسے تم پر تحائف پیش کیے جاتے ہیں جو مجھ پر درود پڑھنے والے کا نام اور دس پشتوں تک اس کا نسب پیش کرے گا میں اس کا عمل سفید صحیفے میں لکھ دوں گا۔

۵۸۔ البیہقی فی شعب و الخطیب و ابن عساکر نے ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر آ کر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص مجھ پر درود دور سے پڑھتا ہے تو وہ اس دنیا و آخرت کے کاموں کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن میں انہیں کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں۔

۵۹۔ ابن ابی شیبہ و ابن مردویہ نے ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن ۱۰۰ کثرت سے بھیجو کیونکہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

۶۰۔ عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و الطبرانی و الحاکم فی الکنی عامر بن ربیعہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ اب تم زیادہ پڑھو یا کم پڑھو۔

۶۱۔ عبد الرزاق و عبد بن حمید نے و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے تو یہ دعا پڑھے اللھم تقبل شفاعت محمد اکبری و ارفع درجۃ و اخلیا و اعطہ سولہ فی الآخرۃ و الاولی کما اتیت ابراہیم و موسیٰ (اے اللہ! محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو بری شفاعت قبول فرمائیے اور آپ کا بلند درجہ کو مزید بلند فرمایا اور آپ کی التجا قبول فرما جس طرح آپ نے ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کو عطا فرمایا۔

درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے

۶۲۔ عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن ماجہ نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ جب تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہو تو ان پر اچھی طرح درود بھیجو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اسے پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے کہا کہ ہم نے جان لیا فرمایا یہ دعا کیا کرو:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَامَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ الْبَعَثْهُ مَقَامَ مُحَمَّدٍ دَا يَغْطِيْهُ بِهِ الْاَوَّلُونَ وَالْاٰخِرُونَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ .

ترجمہ: اے اللہ آپ کی رحمتیں اور آپ کی برکتیں ہوں تمام رسولوں کے سردار پر اور متقین کے امام اور خاتم النبیین پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں خیر کے امام اور خیر کے قائد ہیں اور رحمت والے رسول ہیں۔ اے اللہ ان کو مقام محمود عطا فرمائیے جس کا رشک پہلے اور پچھلے لوگوں نے کیا اے اللہ! رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر جیسے آپ نے رحمت بھیجی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بلاشبہ آپ تعریف والے اور بزرگی والے ہیں۔

۶۳۔ ابن مردودہ نے روایت کیا کہ ابن مسعود (رض) نے فرمایا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے جان لیا کہ آپ پر کیسے سلام پیش کرتا ہے۔ اب کسی طرح ہم آپ پر درود بھیجیں۔ تو آپ نے فرمایا اس طرح کہو:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ مِنَ الْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي الْمَصْطَفِيِّنَ مَحَبَّتَهُ وَفِي الْمُقَرَّبِينَ مَوَدَّتَهُ وَفِي عَلِيَيْنَ ذِكْرَهُ وَدَارَهُ وَالسَّلَامَ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ .

ترجمہ: اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کو وسیلہ کے درجہ پر پہنچائیے جنت میں سے اے اللہ ان کو کر دیجیے چنے ہوئے لوگوں میں ان کی محبت کو اور مقرب لوگوں میں ان کی دوستی کو اور علیین میں ان کے ذکر کو اور ان کے گھر کو اور سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر جسے آپ نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمت بھیجی بلاشبہ آپ تعریف والے اور بزرگی والے ہیں اور برکت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر۔

۶۴۔ الخطیب نے اپنی تاریخ میں عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ اپنی مجلسوں کو زینت دو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے

کے ساتھ۔

۶۵۔ شیرازی القاب میں زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ابن مسعود (رض) نے فرمایا اے زید بن وہب جب وہ کارن ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا نہ چھوڑ تو یوں کہہ کہ اللہم صل علی النبی الامی۔
۶۶۔ عہد الرزاق واسمعیل وابن مردویہ والکھیتی فی شعب الایمان ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے تمام نبیوں اور اس کے رسولوں پر سلام بھیجو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے ہی بھیجا جیسے مجھے بھیجا۔
۶۷۔ ابن ابی شیبہ القاضی اسمعیل وابن مردویہ والکھیتی فی شعب الایمان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ درود نبی سے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔ لیکن مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت ہوگی۔

۶۸۔ ابن ابی داؤد نے المصاحف میں حمیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ (رض) نے ہمارے لیے اپنے سامان کی وصیت کی اور آپ کے مصحف میں یوں تھا آیت ان اللہ دملانکتہ یصلون علی النبی والذین یصلون علی

الذین یصلون الصفوف الاول مہینا۔ (تفسیر درمنثور، سورہ احزاب، لاہور)

803۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ مِمَّا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَحَلِي آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

● حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں پتہ چل گیا ہے لیکن ہم درود کیسے بھیجیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم یہ پڑھا کرو:

"اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں پر درود نازل کر جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا اور حضرت محمد ﷺ پر برکت نازل کر اور محمد کی آل پر بھی جیسے تو نے حضرت ابراہیم پر برکت نازل کی۔"

نماز میں درود و سلام بھیجنے کا بیان

لغوی طور پر "صلوٰۃ" کے معنی دعا، رحمت اور استغفار کے ہیں اور درود کا مطلب ہے بندوں کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ جل شانہ کی ایسی رحمت کو طلب کرنا جو دنیا و آخرت کی بھلائی کو شامل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام یعنی درود بھیجنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔ آیت (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) (الاحزاب: 56) "اے ایمان والو! تم آپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر سلام اور رحمت بھیجو۔" علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم وجوب کے لئے ہے چنانچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جتنی مرتبہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا نام مبارک سنا جائے ہر بار درود بھیجا جائے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جس طرح پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینی فرض ہے اسی طرح پوری عمر میں صرف ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا فرض ہے۔ اس کے بعد زیادہ سے زیادہ درود بھیجنا مستحب و مسنون اور شعار اسلام میں ہے جس پر بیحد و حساب اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔

حضرت قاضی ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تو فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے مومنین پر فرض کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا جائے اور چونکہ اس سلسلے میں کوئی خاص وقت متعین نہیں کیا اس لئے واجب ہے کہ درود و سلام زیادہ سے زیادہ بھیجا جائے اور اس میں غفلت نہ برتی جائے" لیکن بعض حضرات نے حضرت قاضی ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کے مقابلے میں پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔

التحیات میں درود پڑھنا فرض ہے یا سنت: حضرت امام اشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے التحیات میں درود پڑھنے کو فرض کہا ہے لیکن علماء نے صراحت کی ہے کہ امام اشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول شاذ ہے اس مسئلے میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا موافق کوئی عالم نہیں ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا معتد و مفتی یہ قول یہ ہے کہ کوئی آدمی اگر ایک ہی مجلس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک کئی مرتبہ سنے تو اس پر صرف ایک مرتبہ درود بھیجنا واجب ہے اور ہر مرتبہ بھیجنا مستحب ہے اور التحیات میں درود پڑھنا سنت ہے۔ صلوٰۃ و سلام کے الفاظ کا استعمال غیر انبیاء کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

علماء کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں کے ناموں سے ساتھ صلوٰۃ و سلام کے الفاظ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے انبیاء کے اسماء کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں تو اس طرح انبیاء کے علاوہ کسی دوسری آدمی کے نام کے ساتھ ان الفاظ کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟ چنانچہ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ "ان الفاظ کا استعمال صرف انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کے لئے ان الفاظ کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے البتہ دوسرے لوگوں کے اسماء کے ساتھ غفر اللہ، رحمہ اللہ اور رضی اللہ وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

علامہ طبری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے کہ انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں پر درود بھیجنا خلاف اولیٰ ہے۔ بعض حضرات نے حرام اور مکروہ بھی کہا ہے اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ "غیر انبیاء اور ملائکہ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا ابتدا اور مستقلاً مکروہ تنزیہی ہے البتہ انبیاء کے ساتھ ان پر بھیجنا جائز ہے مثلاً اس طرح کہا جاسکتا ہے صلی اللہ علی محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اولاد پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

904- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

904: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 3370، رقم الحديث: 4797، رقم الحديث: 6357، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 907، رقم الحديث: 908، 909، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 483، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1286، رقم الحديث: 1287، رقم الحديث:

الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ لَا أَعْلَقْنَا شُعْبَةً عَنِ الْحَكِيمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَهْلَى قَالَ
لَقِيتُنِي كُفَّ بِنِ عُبْرَةَ لَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْنَا لَقَدْ عَرَفْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ لَوْلَا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُبِجِدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُبِجِدٌ

• ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں کوئی تحفہ دوں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہم کیسے بھیجیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

”اے اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔ اے اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر برکت نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل کی بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔“

شرح

صحابہ کے سوال کا حاصل یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجیں تو سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا۔ کہ التحیات میں ہم ”السلام علیک لکھا النبی“ کہا کریں۔ اب یہ بھی بتا دیجئے کہ درود کس طرح بھیجیں؟ صحابہ کے قول ”اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتا دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کس طرح بھیجیں“ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان اقدس کے ذریعے ہمیں سلام بھیجنے کی تعلیم دی۔ اے اللہ تعالیٰ کی جانب سے تعلیم اس لئے کہا گیا ہے کہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے جو بھی احکام بیان فرمائے ہیں وہ از خود اور اپنے ذہن و فکر سے نہیں بیان فرمائے ہیں بلکہ وہ احکام بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے گئے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لسان اقدس کے ذریعہ نافذ فرمایا۔

آل کی تعریف و تحقیق: اہل وعیال کو کہتے ہیں اس کے معنی ”تابعدار“ بھی مراد لئے جاتے ہیں چنانچہ ”وعلی آل محمد“ میں آل کے تعین کے سلسلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ”آل محمد“ سے مراد صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال ہیں۔ کچھ حضرات نے کہا ہے کہ آل سے مراد تابعدار مراد ہیں بعض علماء کی رائے ہے کہ ہر مومن آل محمد میں سے ہے کبھی نے کہا کہ ہر متقی مومن آل محمد میں شامل ہے یہ سب علماء کے اقوال ہیں لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں آل سے مراد تابعدار ہیں۔ گو بعض علماء نے ”آل“ کی تفسیر ”اہل بیت“ سے کی ہے یعنی ان حضرات کے نزدیک ”آل محمد“ سے اہل بیت یعنی وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور ”جنہیں بنی ہاشم“ کہا جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ ”اہل بیت“ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اولاد شامل

ہیں اور چونکہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ربط بھی ان سب سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وجہ سے بہت زیادہ ہے اس لئے وہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔ "کما صلبت علی ابراہیم" میں صرف حضرت ابراہیم کی تخصیص کی گئی ہے اور کسی نے ذکر نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں، نیز یہ کہ اصول دین میں شریعت محمدی ان کے تابع ہے۔ "اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل کر" کا مطلب یہ ہے کہ "رب قدوس! تو نے ہمارے سرکار و سرور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شرف و فضیلت عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بزرگی و بزرگائی دی ہے اس کو ہمیشہ اور باقی رکھ! روایت کے آخری الفاظ الا ان مسلما لم يذكر الخ کا مطلب یہ ہے کہ مسلم نے جو روایت نقل کی ہے اس کے پہلے اور دوسرے دونوں ہی درود میں "علی ابراہیم" کے الفاظ نہیں ہیں یعنی اس کے الفاظ اس طرح ہیں "کما صلبت علی آل ابراہیم" اور "کما بارکت علی آل ابراہیم"

885- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ طَالُوتَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُونُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقَانِيِّ عَنْ أَبِي حَمْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَرْنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْكَ عَلَيْكَ فَقَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

● حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو۔ "اے اللہ تو حضرت محمد ﷺ ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر درود نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا اور تو حضرت محمد ﷺ ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر برکت نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تمام جہانوں میں برکت نازل کی بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔"

نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی فضیلت کا بیان

886- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَتَانَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الْمُسْعُوْدِيُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي قَاسِمَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخِينُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ فَإِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ لَعْلَ ذَلِكَ يُعْرَضَ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالُوا لَهُ فَعَلِمْنَا قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَآمَامِ الْمُتَّقِينَ

905: أخرجه البخاری فی "المصحح" رقم الحديث: 3369، رقم الحديث: 6360، أخرجه مسلم فی "المصحح" رقم الحديث: 69، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم

الحديث: 979، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1293

906: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَعَلَيْهِمُ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ إِمَامُ الْخَيْرِ وَقَائِدُ الْخَيْرِ وَرَسُولُ الرَّحْمَةِ اللَّهُمَّ اهْبِطْهُ مَقَامًا
مُخْتَوًّا بِطَبَقِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

● حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب تم نبی کریم ﷺ پر درود بھیجو تو اچھے طریقے سے درود بھیجو
کیونکہ تم یہ بات نہیں جانتے ہو ہو سکتا ہے یہ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا جائے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی تھی آپ ﷺ ہمیں درود پڑھنے
کا طریقہ تعلیم دیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو۔

”اے اللہ! تو اپنے درود اپنی رحمت اور اپنی برکتوں کو تمام رسولوں کے سردار پر ہیزاروں کے امام انبیاء کے سلسلے کو ختم
کرنے والے حضرت محمد ﷺ کے لیے کر دے جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں جو بھلائی کے امام ہیں اور بھلائی
کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں وہ رحمت والے رسول ہیں اے اللہ! تو انہیں اس مقام محمود پر فائز کر دے جس کی
وجہ سے پہلے والے اور بعد والے سب لوگ ان پر رشک کریں گے اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ
کی آل پر درود نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا بے شک تو
لاق حد اور بزرگی کا مالک ہے اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر جس طرح تو
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔“

887- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ
سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ بْنَ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ
يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّيْتُ عَلَى قَلِيلٍ الْعَبْدُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِكَثِيرٍ

● عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو بھی مسلمان مجھ پر
درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس پر اتنا ہی درود بھیجتے ہیں جتنا اس نے مجھ پر درود بھیجا تھا اب یہ آدمی کی مرضی ہے وہ تھوڑا
درود بھیجے یا زیادہ بھیجے۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب کوئی آدمی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو
اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

(سنن ابوداؤد، بیہقی، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث: 890)

اہل سنت و جماعت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ آقائے نامدار و فخر و عالم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ الی و امی) عالم ہر رخ میں زندہ ہیں

مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں زندہ نہیں ہیں بلکہ جب کوئی آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک جسم میں لوٹ آتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ "روح لوٹانے" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ روح مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بدن میں ہمہ وقت موجود نہیں رہتی صرف سلام بھیجنے کے وقت اسے کچھ وقت کے لئے بدن میں واپس کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک چونکہ ہمہ وقت مشاہدہ رب العزت میں مستغرق رہتی ہے اس لئے اس کو حالت استغراق و مشاہدہ سے ہٹا کر اس عالم کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کے درود و سلام سنیں اور اس کا جواب دیں۔ چنانچہ روح مبارک کے اسی طرح متوجہ کرنے اور آگاہ کرنے کو ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے" ورنہ تو تمام انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اب سوال یہ رہ گیا کہ حدیث میں مذکور فضیلت خاص طور پر ان لوگوں سے متعلق ہے جو روضہ اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں یا عمومی طور پر سب لوگوں کے لئے ہے؟ تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فضیلت کا تعلق عمومی طور پر ہے۔ یعنی خواہ کوئی آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرے یا کسی دور دراز علاقے سے سلام بھیجے۔ سلام بھیجے۔ البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ جو آدمی روضہ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل نہیں کر سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا سلام فرشتوں کے واسطے سے سنتے ہیں۔

درود بھولنے والے جنت کے راستے کو بھول گئے ہیں

908- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَى طَرِيقِ الْجَنَّةِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے وہ جنت کے راستے سے ہٹک جاتا ہے۔“

بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّشْهِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب تشہد میں اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے کیا پڑھا جائے؟

تشہد سے فارغ ہونے کے بعد مانگی جانے والی دعا کا بیان

909- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ اللَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي

908: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

909: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 1324، رقم الحديث: 1326، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 983، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث:

حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَالِشَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَرَعَ أَحَدُكُمْ مِنَ الشَّهَادَةِ الْأَيْمِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ لَفْنَةِ الْمَمَاتِ وَالْمَمَاتِ وَمِنْ لَفْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جب کوئی شخص آخری تشہد سے فارغ ہو جائے تو وہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔ جہنم کا عذاب، زندگی اور موت کی آزمائش اور دجال کی آزمائش۔"

شرح

مطلب یہ کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے: اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ لَفْنَةِ الْمَمَاتِ وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ۔ "اے اللہ! میں دوزخ کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کے فتنوں اور دجال کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

910- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مَا تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَتَشْهَدُ ثُمَّ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِهِ مِنَ النَّارِ أَمَا وَاللَّهِ مَا أَحْسَنُ دَنْتَكَ وَلَا دَنْدَنَةً مُعَاذٍ لِّقَالَ حَوْلَهَا دَنْدِنٌ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے یہ دریافت کیا: تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ اس نے عرض کی: میں تشہد کے کلمات پڑھتا ہوں پھر میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کی طرح یا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرح اچھے طریقے سے دعا نہیں کر سکتا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم بھی اسی کے اس پاس دعا مانگتے ہیں۔

بَابُ: الْإِشَارَةِ فِي الشَّهَادَةِ

یہ باب تشہد میں اشارہ کرنے کے بیان میں ہے

911- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِصَامِ بْنِ قُدَامَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ نَعْمَانَ الْخَزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى فِي الصَّلَاةِ وَيُشِيرُ بِأُصْبَعِهِ

• مالک بن نضر خزاعی رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے

نماز کے دوران اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں زانوں پر رکھا ہوا تھا اور آپ ﷺ اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کر رہے تھے۔

شرح

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ التحیات میں کلمہ شہادت پڑھتے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اٹھاتے وقت یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ چھنگلیاں اور اس کے قریب والی انگلی کو بند کر لیا جائے اور انگوٹھے کے سرے کو بیچ کی انگلی کے سرے پر رکھ کے حلقہ بنا لیا جائے اور شہادت کی انگلی اٹھالی جائے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھتے وقت ہی اس طرح حلقہ بنا لینا چاہئے لیکن حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ حلقہ انگلی اٹھاتے وقت ہی بنانا چاہئے۔

912- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَلَقَ بِالْأَيْمَانِ وَالْوُسْطَى وَرَفَعَ الْيَمَنِي تِلْكَ مِمَّا يَدْعُو بِهَا فِي الشَّهَادَةِ

●● حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور درمیان والی انگلی کے ذریعے حلقہ بنایا اور اس کے ساتھ والی انگلی کو اٹھایا، شہد کے دوران آپ ﷺ نے اس کے ذریعے (اشارہ کرتے ہوئے) دعا مانگی۔

سبابہ کی تحقیق کا بیان

سبابہ شہادت کی انگلی کو کہتے ہیں۔ "سب" کے لغوی معنی گالی کے ہیں ایام جاہلیت میں اہل عرب جب کسی کو گالی دیتے تھے اس انگلی کو اٹھاتے تھے اسی مناسبت سے اس انگلی کا نام اسی وقت سے سبابہ رائج ہو گیا پھر بعد میں اس انگلی کا اسلامی نام مسبحہ اور سبابہ ہو گیا کیونکہ تسبیح و توحید کے وقت اس انگلی کو اٹھاتے ہیں۔ بہر حال۔ حدیث کے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات میں کلمہ شہادت پڑھتے وقت اس انگلی سے اس طرح اشارہ کیا کہ نفی یعنی اشہد ان لا الہ کہتے وقت انگلی اٹھائی اور اثبات یعنی الا اللہ کہتے وقت انگلی رکھی دی۔

سبابہ کے متعلق فقہاء احناف کی فقہی تصریحات کا بیان

علامہ علاؤ الدین کا سانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اس مسئلہ میں ہمارے تینوں ائمہ کرام سے روایتیں وارد ہیں۔ جس نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے اس میں عدم روایت یا روایت عدم کا زعم کیا محض نادانگی یا خطائے بشری پر مبنی تھا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب المشیخۃ میں اشارے کے بارے میں ایک حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے فرماتے ہیں:

فَنَفْعَلُ مَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَصْنَعُ مَا صَنَعَهُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَوْلُنَا ذَكَرَهُ

912: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مغفرو ہیں۔

یعنی پس ہم کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور عمل کرتے ہیں اس پر جو حضور کا فعل تھا اور وہ مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا اور ہمارا۔ اس کو علامہ حلبي نے علیہ میں بدائع سے نقل فرمایا ہے۔

(بدائع الصنائع، فصل فی سنن الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی)

وہروی عنہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ثم قال هذا قولی وقول ابی حنیفۃ ۔ الرہ العلامة عن الذخیرۃ

وشرح الزاہدی صاحب القنیۃ

اور انہی سے مروی ہے پھر امام محمد نے فرمایا اشارہ کرنا میرا قول ہے اور قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا۔ علامہ حلبي نے ذخیرہ اور شرح الزاہدی صاحب قنیۃ سے اسے نقل کیا (حلیۃ المحلی شرح منیہ المصلی)

وہ مذکورہ اور کبیری اور ردالمحتار میں اسے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کیا یہاں تک کہ شامی نے اس حاشیہ میں تصریح کی: هو منقول عن الثمنا الثلاثة۔ (یہ ہمارے تینوں ائمہ سے منقول ہے۔

(ردالمختار، باب صفة الصلوٰۃ، مطبوعہ مجتہائی دہلی)

اور اسی میں ہے:

هذا ما اعتمدہ المتأخرون لثبوته عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاحادیث الصحیحة

والصححة نقلہ عن الثمنا الثلاثة فلذا قال فی الفتح ان الاول (یعنی عدم الاشارة) خلاف

الدراية والرواية، وفيه عن القهستانی وعن اصحابنا جميعا انه سنة فيخلق ابهام اليمنی

ووسطاها ملصقا راسها براسها ويشير بالسبابة .

اسی پر متاخرین نے اعتماد کیا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے احادیث صحیحہ کے ساتھ ثابت ہے اور ہمارے تینوں ائمہ سے اس کا منقول ہونا صحیح ہے اسی لئے فتح میں کہا پہلا (یعنی اشارہ نہ کرنا) وروایت سے ہے کہ ہمارے تمام احناف کے نزدیک یہ سنت ہے لہذا دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور درمیان انگلی کے سروں کو ملا کے حلقہ بنا کر سب سے اشارہ کرے۔

(ردالمختار باب صفة الصلوٰۃ مطبوعہ مجتہائی دہلی)

کبیری میں ہے:

قبض الاصابع عند الاشارة المروی عن محمد فی کیفیۃ الاشارة وعن کثیر من المشائخ (انہ)

لا يشير اصلا وهو خلاف الدراية والرواية فعن محمد ان ما ذكره فی کیفیۃ الاشارة هو قوله

وقوله ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ ملخصاً ۔

اشارہ کے وقت انگلیاں بند کر لے، طریقہ اشارہ میں امام محمد سے یہی مروی ہے اور متعدد مشائخ کا قول ہے کہ اشارہ اصلاً نہ کیا جائے یہ روایت وروایت کے خلاف ہے۔ امام محمد سے منقول ہے کہ کیفیت اشارہ میں کچھ ذکر کیا ہے یہ ان کا اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ

تعالیٰ کا قول ہے۔ (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، صفة الصلوٰۃ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)
اور اسی طرح محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا۔ بالجملة اشارہ مذکورہ کی خوبی میں کچھ شک نہیں، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال ہمارے مجتہدین کرام کے اسی کو مفید، بعد اس کے اگر کتب متاخرین مثل تنویر الابصار و لسوالحبہ و تحفہ و خلاصہ و یزازیہ و واقعات و عمدۃ المفتی و منیۃ المفتی و تبیین کبریٰ و مضممرات و ہندہ و غیرہ عامہ فتاویٰ میں عدم اشارہ کی ترجیح صحیح منقول ہو تو قابل اعتماد نہیں ہو سکتی علماء نے ان اقوال پر التفات نہ فرمایا اور خلاف عقل و نقل ٹھہرایا۔

تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنے کے بارے میں احادیث

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : وضع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفہ الیمنی علی فخذہ الیمنی و قبض اصابعہ کلہا و اشار باصبعہ الی تلی الایہام .

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران اقدس پر رکھا اور سب انگلیاں بند کر کے انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ (صحیح لمسلم، الصلوٰۃ)

عن والہ بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عقد فی جلوس التشہد الخنصر و البنصر ثم حلق الوسطی بالایہام و اشار بالسبابة .

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جلسے تشہد میں اپنی چھوٹی انگلی اور اس کے برابر والی کو بند کیا پھر بیچ کی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ ملا کر حلقہ بنایا، اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

السنن لابن داؤد، الصلوٰۃ، الراسن الکبریٰ للشیخ.

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
الإشارة بالاصبع أشد على الشيطان من الحديد .

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھاردار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال : هی مذعرة للشيطان .

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ اس باب میں احادیث و آثار بکثرت وارد، ہمارے محققین کا بھی یہی

مذہب صحیح و معتد علیہ ہے۔ صفیری میں مکتفہ و شرح ہدایہ سے اسکی تصحیح نقل کی۔ اور اسی پر علامہ فہامہ محقق علی الاطلاق مولانا کمال الدین محمد بن الہمام، علامہ ابن امیر الحاج طبری، فاضل بھنسی، باقانی، ملا خسرہ، علامہ شرملائی، اور فاضل ابراہیم طرابلسی وغیرہم اکابر نے اعتماد فرمایا۔ اور انہیں کا صاحب در مختار فاضل مدقن علاء الدین حسکی، فاضل اجل سید احمد طحاوی اور فاضل ابن عابد بن شامی وغیرہم اجلہ نے اتباع کیا۔

علامہ بدرالدین عینی نے تحفہ سے اس کا انتخاب نقل فرمایا ہے۔ صاحب محیط اور ملا نسقانی نے مسلم کہا اس مسئلہ میں ہمارے بیوں ائمہ کرام سے روایتیں وارد جس نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس میں عدم روایت یا روایت عدم کا زعم کیا محض ناواہمی یا خطائے بشری پر مبنی۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب المشیخہ میں اشارے کے بارے میں ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کر کے فرماتے ہیں۔

پس ہم کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور عمل کرتے ہیں اس پر جو حضور کا فعل تھا، اور یہ مذہب ہے ہمارا اور امام اعظم ابو حنیفہ کا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوٰۃ)

913- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَاسْتَفْهُمُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُثَيْدٍ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ أَصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فَيَدْعُو بِهَا وَالْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بِأَسْطَاقِهَا عَلَيْهَا

● حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نماز میں جب بیٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو بلند کر کے اس کے ساتھ دعا مانگتے تھے جب کہ آپ ﷺ کا بایاں ہاتھ آپ ﷺ کے گھٹنے پر ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے سیدھا رکھا ہوتا تھا۔

تشہد میں انگلی کے اشارہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

مثلاً عدد تہین "کا مطلب یہ ہے کہ اہل حساب گنتی کے وقت انگلیوں کو جس طرح بند کرتے جاتے ہیں کہ انہوں نے ہر انگلی کو ایک عدد متعین کے لئے مقرر کیا ہوا ہے کہ انہیں اکائیوں کے لئے یہاں رکھا جائے اور دہائی، سینکڑہ اور ہزار کے لئے فلاں فلاں جگہ۔ لہذا راوی کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی کو اشارے کے لئے اٹھاتے وقت بقیہ انگلیوں کو اس طرح بند کیا جس طرح تہین کے عدد کے لئے انگلیوں کو بند کرتے ہیں اور صورت اس کی یہ ہوتی ہے کہ چھٹکیا، اس کے قریب والی انگلی اور بیچ کی انگلی کو بند کر لیا جائے۔ شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے اور انگوٹھے کے سرے کو شہادت کی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے۔ یہ عدد تہین (۵۳) کہلاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد نے اس حدیث

پر عمل کرتے ہوئے اسی طریقے کو اختیار کیا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک شہادت کی انگلی اٹھانے کا طریقہ: ابھی آپ نے عدد تین کی وضاحت پڑھی اسی طرح ایک عدد تین (۹۰) ہوتا ہے اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ چنگلیا اور اس کے قریب والی انگلی کو بند کر لیا جائے اور شہادت کی انگلی کو کھول دیا جائے اور انگوٹھے کا سراچ کی انگلی کے سرے پر رکھ کر حلقہ کی شکل دے دی جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ شہادت کی انگلی اٹھانے کے لئے یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

حضرت امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے نیز حضرت امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے اور یہی طریقہ آگے آنے والی صحیح مسلم کی روایت سے بھی ثابت ہے جو حضرت عبداللہ ابن زبیر سے مروی ہے، اسی طرح احمد، داؤد اور دینے بھی حضرت داؤد ابن جبر سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کر لی جائیں اور شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے۔ بعض احادیث میں انگلیوں کو بند کئے بغیر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ بعض حنفی علماء کا عقار مسلک یہی ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی مختلف رہا ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو اشارہ بغیر عقد کے کرتے ہوں گے اور کبھی عقد کے ساتھ کرتے ہوں گے۔ اسی بنا پر ان مختلف احادیث کی توجیہ کہ جن سے یہ دونوں طریقے ثابت ہوتے ہیں یہی کی جاتی ہے۔ ماوراء النہر (یعنی بخارا و سمرقند وغیرہ) کے حنفیہ نے اس عمل عقد و اشارت (یعنی داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو بند کر کے شہادت کی انگلی کو اٹھانے) کو ترک کیا ہے، گو حنفیہ میں کے ہاں یہ عمل جاری تھا مگر متاخرین نے اس میں اختلاف کیا ہے لیکن حرمین اور عرب کے دوسرے شہروں کے علماء کے نزدیک عقار مسلک عمل عقد و اشارت کرنا ہی ہے۔

علامہ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کا شمار محققین حنفیہ میں ہوتا ہے فرمایا ہے کہ "اول تشہد (التحیات) میں شہادتین تک تو ہاتھ کھلا رکھنا چاہئے اور جہلیل کے وقت انگلیوں کو بند کر لینا چاہئے نیز (شہادت کی انگلی سے) اشارہ کرنا چاہئے۔" موصوف لکھتے ہیں کہ "اشارہ کرنے کو منع کرنا روایت اور درایت کے خلاف ہے۔" محیط میں مذکور ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک سنت ہے اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔

علامہ نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے علماء کا متفقہ طور پر یہ قول ہے کہ عمل اشارت سنت ہے۔" لہذا جب صحابہ کرام تابعین، ائمہ دین، محدثین عظام، فقہائے امت اور علمائے کوفہ و مدینہ سب ہی کا مذہب و مسلک یہ ہے کہ التحیات میں شہادتین کے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا یعنی اشارہ وحدانیت کرنا چاہئے اور یہ کہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ احادیث اور اقوال صحابہ وارد ہیں تو پھر اس پر عمل کرنا ہی اولیٰ و ارجح ہوگا۔ اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو شافعیہ کے نزدیک الا اللہ کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھالی جائے اور حنفیہ کے نزدیک جس وقت لا الہ کہے تو انگلی اٹھائے اور جب الا اللہ کہے تو انگلی رکھ دے۔ اس سلسلہ میں اتنی بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ انگلی سے اوپر کی جانب اشارہ نہ کیا جائے تاکہ جہت کا وہم

پیدا نہ ہو جائے۔ حدیث کے الفاظ یہ مہمو بھا (اس کے ساتھ دعا مانگتے) کا مطلب یہی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ وحدانیت کرتے جس کی طرف ترجمہ میں یہ بھی اشارہ کر دیا گیا ہے یا پھر دعا سے مراد ذکر ہے کو دعا بھی کہتے ہیں کیونکہ ذکر کرنے والا بھی مستحق انعام و اکرام ہوتا ہے۔ حدیث کے آخری جملے "بایاں ہاتھ اپنے زانو پر رکھا ہوا رکھتے تھے" کا مطلب یہ ہے کہ بایں ہاتھ کو زانو کے قریب یعنی ران پر رکھا ہوا قبلہ رخ رکھتے تھے۔

بَابُ: التَّسْلِيمِ

یہ باب سلام پھیرنے کے بیان میں ہے

914- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ عَظْمِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

●● حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسار کی سفیدی نظر آ جاتی تھی آپ ﷺ "السلام علیکم ورحمة اللہ" پڑھتے تھے۔
شرح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے وقت اپنا چہرہ مبارک اٹھا پھرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منور رخسار نظر آنے لگتا تھا۔ قربان جایی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس سعادت پر کہ ان کو نماز میں رحمت عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلوئے مبارک نصیب ہوتا تھا۔ کاش کے اندر نماز م جا شود پہلوئے تو تا بہ قریب سلام افتد نظر بر زوئے تو۔

915- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِبْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ

●● عامر بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے۔

امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان

قبیصہ بن بلب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت کرتے اور پھر دونوں جانب گھوم کر بیٹھتے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف اس باب میں عبداللہ بن مسعود انس عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی

914: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 996 أخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث: 295 أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 1321 و رقم الحديث:

اللہ عزہ بھی روایات مروی ہیں امام ابو یوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باب کی حدیث حسن ہے اور اسی پر اہل علم و عمل سے اس مسئلہ پر جو طرف چاہے محکوم کر بیٹھے چاہے تو دائیں جانب سے یہ دونوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

حضرت علی بن ابوطالب سے مروی ہے کہ اگر آپ کو دائیں طرف سے کوئی حاجت ہوتی تو دائیں طرف اور اگر بائیں طرف سے کوئی حاجت ہوتی تو بائیں طرف سے محکوم کر بیٹھتے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: 289)

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد کبھی تو دائیں جانب سے پھرتے تھے، کبھی بائیں طرف بیٹھتے تھے اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر دعا مانگتے اور اپنے حجرہ شریف کی جانب (جو بائیں طرف تھا) تشریف لے جاتے تو کبھی اس کے برعکس کرتے تھے بائیں طرف سے پھر کر دائیں طرف بیٹھ جاتے تھے۔ یہ طریقے کو عزیمت یعنی اولیت پر محمول کیا گیا ہے کیونکہ اس میں دائیں طرف سے ابتداء ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اکثر اسی طرح ہوتا ہے، لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوسری صورت یعنی بائیں طرف سے پھرنا اگرچہ رخصت یعنی جائز ہے اور اس صورت کو کم ہی اختیار بھی کیا جاتا تھا لیکن سنت کو واجب کا درجہ دینا چونکہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے صرف پہلی صورت یعنی دائیں طرف سے پھرنے کو لازم و واجب قرار نہ دیا جائے اور شارع کی جانب سے دی گئی رخصت (یعنی اجازت) کو کہ وہ دوسری صورت سے ناقابل اختیار نہ جانا جائے اس لئے کہ حدیث شریف میں وارد ہے "حق تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی جانب سے عنایت کی گئی رخصتوں پر عمل کیا جائے جیسا کہ وہ عزیزوں پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے۔" یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ چیز پسندیدہ اور محبوب ہے کہ اس عمل کو اختیار کیا جائے جس میں عزیمت یعنی اولیت ہے، اسی طرح اس کے نزدیک یہ چیز بھی قابل قبول اور پسندیدہ ہے کہ ان اعمال کو بھی اختیار کیا جائے جن کو حق تعالیٰ نے اولیٰ و افضل نہ سہی بہر حال جائز مقرر کر رکھا ہے۔

حضرات شوافع نے ان احادیث سے مصلیٰ کے لئے یہ درمیانی طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ اپنی ضرورت و سہولت جس طرف دیکھے، اسی طرف پھرے یعنی اگر اس کا مکان وغیرہ اس کے دائیں جانب ہے تو اسے دائیں طرف پھرنا چاہیے اور اگر بائیں طرف ہو تو اسے بائیں طرف پھرنا ہے چاہیے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی منقول ہے کہ "رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر کے اور پشت قبلہ کی طرف کر کے بیٹھتے تھے۔"

916- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ صِدَّةِ

بْنِ زُفَرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ

حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا کرتے

تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسار نظر آ جاتے تھے (سلام پھیرتے ہوئے آپ یہ کہتے تھے) "السلام علیکم ورحمة اللہ"۔

سلام میں دائیں جانب اور بائیں جانب متوجہ ہونے کا بیان

۹۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمِيرٍ بْنُ ذُرَّادَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْثَمَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ صَلَّى بِنَا عَلَيَّ يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَوةً ذَكَرْنَا صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّمَا أَنْ نَكُونَ نَسِينَاهَا وَإِنَّمَا أَنْ نَكُونَ تَرَكْنَاهَا فَسَلَّمَ عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَالِهِ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن ہمیں نماز پڑھائی تو اس نماز نے ہمیں نبی کریم ﷺ کی نماز کی یاد دلادی جسے یا تو ہم بھول چکے تھے یا اسے ترک کر چکے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

شرح

پھر وہ اپنی دائیں طرف سلام پھیرے۔ پس وہ کہے "السلام علیکم ورحمة اللہ" اور اسی طرح اپنی بائیں جانب کرے۔ اسی روایت کی وجہ سے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ دائیں طرف سلام پھیرتے تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی اور بائیں جانب بائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔ اور وہ پہلے سلام میں اپنی دائیں طرف والے مردوں، عورتوں اور فرشتوں کی نیت کرے۔ اور ایسے ہی دوسرے سلام میں کرے۔ کیونکہ اعمال کے ثواب کا وارو مدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ اور ہمارے زمانے میں وہ عورتوں کی نیت نہ کرے اور نہ ہی اس شخص کی نیت جو نماز میں شریک نہیں ہے۔ یہی صحیح روایت ہے۔ کیونکہ خطاب حاضر ہونے والوں کا حصہ ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ)

بَابُ: مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً

یہ باب ایک سلام پھیرنے والے کے بیان میں ہے

918- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدِينِيُّ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسٍ بْنُ سَهْلٍ بْنُ سَعْدِ الْمَدِينِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے سامنے کی طرف ایک ہی مرتبہ سلام کیا تھا۔

دونوں جانب سلام پھیرنے سے متعلق فقہی مذاہب

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک سلام چہرے کے سامنے کی طرف پھیرتے پھر تھوڑا سا دائیں طرف مائل ہو جاتے اس باب میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے امام اسماعیل بخاری فرماتے ہیں کہ اہل شام زبیر بن محمد سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں اہل عراق کی روایت اس سے بہتر ہیں۔

امام بخاری اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ زبیر بن محمد جو شام گئے شاید وہ یہ نہیں ہیں جن سے اہل عراق روایت کرتے ہیں شاہد وہ کوئی اور ہیں جن کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے۔ بعض اہل علم نماز میں ایک سلام پھیرنے کے قائل ہیں جبکہ دوسرا سلام پھیرنے کی روایات اصح ہیں اور اسی پر اہل علم کی اکثریت کا عمل ہے جن میں صحابہ تابعین اور بعد کے علماء شامل ہیں صحابہ کرام اور تابعین وغیرہ کی ایک جماعت فرض نماز میں ایک سلام پھیرنے کی قائل ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں اگر چاہے تو ایک سلام پھیر لے اور دوسرا سلام پھیرنا چاہے تو دوسرا سلام پھیر لے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: 284)

919- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُعَمِّدٍ الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نماز میں ایک مرتبہ سامنے کی طرف سلام کرتے تھے۔

920- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَائِدٍ عَنْ مَوْلَى سَلَمَةَ عَنْ بَنِي الْأَكْوَاعِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فَسَلَّمَ مَرَّةً وَاحِدَةً

•• حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے ایک ہی مرتبہ سلام پھیرا تھا۔

شرح

یہ حدیثیں امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل ہیں، لیکن دوسرا سلام کی حدیثیں زیادہ صحیح اور رائج ہیں، اور ان حدیثوں کا یہ مطلب لیا ہے کہ شاید آپ ﷺ نے جبر سے ایک ہی سلام کیا ہو، اور دوسرا سلام دھیرے سے کیا ہو، پس ان لوگوں نے ایک ہی سلام سنا، اور سامنے سلام کرنے کا معنی یہ ہے کہ سلام شروع کرتے تھے اور قبلے کی طرف منہ ہوتا پھر منہ کو دائیں طرف موڑتے، سلام کی مختلف کیفیات کے لئے ملاحظہ ہوا اوپر کی احادیث جو ذکر ہوئی ہیں۔

بَابُ: رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ

یہ باب امام کو سلام کا جواب دینے کے بیان میں ہے

921- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو نَكْرٍ الْهَدَلِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ الْحُسَيْنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَرِّدُوا عَلَيْهِ

••• حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب امام سلام پڑھیں تو تم اسے جواب دو۔

مقتدی کا سلام میں امام کی نیت کرنے کا بیان

922- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْقَاسِمِ أَنبَأَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُسَلِّمَ عَلَى أَيْمَتِنَا وَأَنْ نُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ

••• حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم اپنے اماموں کو سلام کریں اور ہم میں سے ہر شخص دوسرے کو سلام کرے۔

شرح

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ سلام پھیرتے وقت امام کے سلام کے جواب کی نیت کریں، ہم آپس میں محبت رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کریں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول رقم الحدیث 923)

پہلے حکم کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی جب سلام پھیریں تو اس وقت وہ یہ نیت کریں کہ ہم امام کے سلام کا جواب دے رہے ہیں، اس کی شکل یہ ہوگی جو مقتدی امام کے دائیں جانب ہوں وہ تو دوسرے سلام میں، جو مقتدی بائیں جانب ہوں وہ پہلے سلام میں اور جو مقتدی امام کے مقابل ہوں وہ دونوں سلام میں امام کے سلام کے جواب کی نیت کریں اس سے یہ بات معلوم ہوگی کہ جب امام سلام پھیرے تو وہ بھی اس وقت یہ نیت کرے کہ میں مقتدیوں کو سلام کر رہا ہوں۔ دوسرے حکم کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان آپس میں یعنی نمازیوں اور اللہ کے تمام بندوں سے محبت کریں، ان کے ساتھ خوشی خلقی، مروت اور اچھے اخلاق سے پیش آئیں۔ تیسرے حکم کا مطلب یہ ہے کہ "جس طرح امام سلام پھیرتے وقت مقتدیوں پر سلام کی اور مقتدی سلام پھیرتے وقت امام کے سلام کے جواب کی نیت کرتے ہیں اسی طرح تمام مقتدی نماز میں سلام پھیرتے وقت آپس میں ایک دوسرے کو سلام کی نیت کریں۔ اس طرح کہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں جانب کے مقتدیوں کی نیت کریں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں جانب کے مقتدیوں کی نیت کرنی چاہیے۔ اور ہر نمازی کو چاہئے کہ وہ دونوں سلام میں ملائکہ کی بھی نیت کرے کیونکہ احادیث میں اس کا حکم بھی

دیا گیا ہے اور حنفیہ کے بعض علماء نے تو کہا ہے کہ یہ سنت ہے گو دوسرے حضرات نے اسے ترک کیا ہے۔

نماز میں سلام و جواب کے منسوخ ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ نماز میں ہوتے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے پھر کچھ دنوں کے بعد جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے (حسب معمول) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہیں دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو ہم نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز میں سلام کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے تھے آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کیوں نہیں دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز خود ایک بڑا شغل ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث 945)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملک حبشہ کا بادشاہ ایک عیسائی تھا جس کا لقب نجاشی تھا چونکہ یہ ایک عالم تھا اس لئے جب توریت و انجیل کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونا معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا کر اللہ کے اطاعت گزار بندوں میں شامل ہو گئے، جب ۹ھ میں ان کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت افسوس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ہمراہ کھڑے ہو کر ان کے جنازے کی غائبانہ نماز پڑھی۔ چونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ عقیدت تھی اس لئے جب مسلمان مکہ میں کفار کے ہاتھوں بڑی اذیت ناک تکالیف میں مبتلا ہو گئے اور ان کی جانوں کے لالے پڑ گئے تو اکثر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر ان کے ملک کو ہجرت کر گئے انہوں نے اپنے ملک میں صحابہ کی آمد کو اپنے لئے دین و دنیا کی بہت بڑی سعادت سمجھ کر صحابہ کی بہت زیادہ خدمت کی اور ان کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے بعد میں جب صحابہ کو علم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جا چکے ہیں تو وہ بھی مدینہ چلے آئے۔ چنانچہ اسی وقت کا واقعہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ حبشہ سے واپس آنے والے قافلے میں میں بھی شریک تھا جب ہم لوگ مدینہ پہنچ کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے ہم نے حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے استفسار پر فرمایا کہ نماز خود ایک بہت بڑا شغل ہے یعنی نماز میں قرآن و تسبیحات اور دعا مناجات پڑھنے کا شغل ہی اتنی اہمیت و عظمت کا حامل ہے کہ ایسی صورت میں کسی دوسرے آدمی سے سلام و کلام کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے یا یہ کہ نمازی کا فرض ہے کہ نماز میں پورے انہماک کے ساتھ مشغول رہے اور جو کچھ نماز میں پڑھے اس پر غور کرے اور نماز کے سوا کسی دوسری جانب خیال کو متوجہ نہ ہونے دے اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی کے سلام کا جواب دینا یا کسی سے گفتگو کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے نماز قاسد ہو جاتی ہے۔

سریا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مقصد نماز نہیں: شرح معیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی کسی کے سلام کا جواب

ہاتھ یا سر کے اشارے سے دے یا اسی طرح کوئی آدمی نمازی سے کسی چیز کو طلب کرے اور وہ سر یا ہاتھوں سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرے تو اس کی نماز فاسد تو نہیں البتہ مکروہ ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں ہوتے تھے اور اس وقت کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرتے تھے۔

(جامع ترمذی، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول: رقم الحدیث: ۹۵۵)

اور نسائی میں ایک روایت بجائے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صہیب رضی اللہ عنہ سے اچھی طرح منقول ہے (یعنی ترمذی کی روایت میں تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا اور نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال سے رضی اللہ عنہ یہ سوال کیا تھا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حالت نماز میں ہوتے اور اس وقت کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کا جواب اپنے ہاتھ کے اشارے سے دیا کرتے تھے اور اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ ہاتھ کا پنجہ کھول کر ہتھیلی کو زمین کی طرف لے جاتے تھے جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں اس کی صراحت بھی کی گئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف انگلی سے اشارہ کر لینے پر اکتفا کر لیا کرتے تھے۔ نماز میں سلام کا جواب ہاتھ یا سر کے اشارے سے دینا مکروہ ہے: فتاویٰ ظہیر میں مذکور ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت نماز میں کسی کے سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر کا اشارہ کرے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی سر یا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دے گا۔ تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

صحیح اور مفتی بہ قول جو شرح معنیہ اور شامی وغیرہ میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ نمازی کو کسی کے سلام کا جواب ہاتھ یا سر کے اشارہ سے دینا مکروہ تنزیہی ہے لہذا اب اس حدیث کی توجیہ یہ کی جائے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں سلام کا جواب ہاتھ کے اشارہ سے اس وقت دیا کرتے تھے جب نماز میں بات چیت ممنوع نہیں قرار دیا گیا تھا جب نماز میں کسی قسم کی کوئی بھی گفتگو ممنوع قرار دے دی گئی تو سلام کا جواب بھی زبان یا اشارہ سے دینا منسوخ ہو گیا کیونکہ اشارہ کرنا بھی ایک طرح کلام ہی کے معنی ہیں۔

باب: لَا يَخْصُ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالذُّعَاءِ

یہ باب امام کا اپنی ذات کے لئے دعا کو خاص نہ کرنے کے بیان میں ہے

نماز کے بعد دعائے مانگنے کا بیان

923- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمَصِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ أَبِي حَتَّى الْمُؤَذِّنِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَوْمُ عَبْدٌ

فَيُغْفِرُ نَفْسَهُ مَدْعُوهُ فَيُغْفِرُ لَهُمْ فَيُفْعَلُ لَفْظٌ حَاطَهُ

• • • حضرت نوہون میں حضور ایت کرتے ہیں اُمی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "کوئی بھی شخص جو امامت کرے اور دعا کے لیے اپنی ذات کو منسوب نہ کرے اور وہ ایسا کرے گا تو وہ لوگوں کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوگا۔"

دعا کے معنی و مفہوم کا بیان

دعا کے معنی ہیں کہ "اہل ذات سے اپنی چیزوں میں سے کچھ بطریق عاجزی طلب کرنا" امام نووی فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ہر پروردگار کے عباد اس بات پر متفق رہے ہیں کہ وہ دعا کرتے مستحب ہے ان کی دیکھیں قرآن و حدیث کے ظاہری اور واضح مفہوم کے ساتھ انبیاء و پیغمبر اسلام کا معنی بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء و مرسلین دعا کرتے تھے۔ لیکن بعض زہاد و اہل معارف یہ بھی کہتا ہے کہ ترک دعا (یعنی دعا نہ کرنا) افضل ہے کیونکہ اس طرح رہنا مومن اور اپنی قسمت پر اور تقدیر کے ساتھ راضی ہونے کا مکمل اظہار ہوتا ہے۔ مولانا محمد امجد الحق صاحب نے ان زہاد و اہل معارف کے اس قول کے بارہ میں کہا ہے کہ یہ قول اس خاص کیفیت پر محمول ہے جو بعض وقت بعض مردان حق پر جاری ہوتی ہے اور جس میں رضاء بقضاء ہی غالب ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پیش آیا کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ دعا کیجئے اور اپنے پروردگار سے اپنی نجات سنا سنی کے لئے درخواست کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل شانہ میرا حال جانتا ہے مجھے کوئی درخواست کرنے اور دعا مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔

درود و سلام کے بغیر دعا رد ہو جانے کا بیان

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں جڑھتی جب تک کہ تم اپنے نبی پر درود نہ بھیجو۔" (جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث 903) مطلب یہ ہے کہ دعا کی قبولیت درود پر موقوف ہے کیونکہ درود خود مقبول ہے اس لئے اس کے توسط اور وسیلے سے دعا بھی مقبول ہوتی ہے مگر مستثنیٰ ہوئے داشت کہ در کعبہ رسد دست در پائے کیو تر زدہ ناگاہ رسید۔

حسن حصین میں منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جب تم اللہ کے سامنے اپنی کسی حاجت کی تکمیل کے لئے دست دعا دراز کرو تو ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے کرو اس کے بعد تم جو کچھ چاہتے ہو اس کے لئے دعا مانگو اور دعا کو درود پر ختم کرو (یعنی دعا سے پہلے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور دعا کے بعد بھی) کیونکہ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے دونوں درودوں کو قبول کرتا ہے اور وہ اس چیز سے بزرگ و برتر ہے کہ اس دعا کو چھوڑ دے جو ان دونوں درودوں کے درمیان ہے۔ (یعنی اللہ کے رحم و کرم سے یہ بات بعید ہے کہ وہ دونوں کو قبول کر کے ان کے درمیان مانگی جانے والی دعا کو قبول نہ کرے)

علامہ طبری اس حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "یہ بھی ممکن ہے کہ یہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہو اس شکل میں یہ حدیث موقوف ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو اس صورت میں یہ حدیث مرفوع ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ

یہ حدیث موقوف ہے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی ارشاد ہے۔ لیکن محققین علمائے حدیث فرماتے ہیں کہ "اس قسم کی بات کوئی راوی اپنی طرف سے کہہ نہیں سکتا۔ اس لئے یہ حدیث روایت تو موقوف ہی ہے لیکن حکما مرفوع ہے۔"

بَابُ: مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

یہ باب سلام پھیرنے کے بعد کیا پڑھا جانے کے بیان میں ہے

924- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا بِقَدَارِ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ آتِ السَّلَامَ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

••• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر میں آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! تو سلامتی عطا کرنے والا ہے تجھ سے ہی سلامتی حاصل ہو سکتی ہے اے جلال اور اکرام والے! تو برکت والا ہے۔"

شرح

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں پڑھی جاتی ہیں ان کے سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسی قدر بیٹھتے تھے کہ یہ دعا پڑھ لیں۔ لیکن جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔ جیسے فجر، عصر، ان کے سلام پھیرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے زیادہ بیٹھنا بھی ثابت ہے، چنانچہ اسی بناء پر علماء کرام لکھتے ہیں کہ ان نمازوں کے بعد طلوع آفتاب وغروب آفتاب تک ذکر میں مشغول رہنا مستحب ہے۔

سلام کے بعد "نہ بیٹھنے" کی ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیئت نماز میں صرف اتنی ہی دیر تک بیٹھتے رہتے کہ یہ دعا پڑھ لیں یا یہ کہ آپ اکثر و بیشتر صرف اسی قدر بیٹھتے تھے۔ یہاں جو دعا ذکر کی گئی ہے اس میں یہ الفاظ بھی پڑھے جاتے ہیں والیک برجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام حالانکہ یہ الفاظ احادیث سے ثابت نہیں ہیں بلکہ بعد میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لہذا درست ہے۔

925- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ مَوْلَى لَامٍ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ يُسَلِّمُ اللَّهُمَّ

924: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحدیث 1334، ورم الحدیث 1335، 1336 أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحدیث 1512، أخرجه الترمذی في "المجامع"

رم الحدیث 298 أخرجه النسائی في "السنن" رقم الحدیث 1337

925: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عَلٰمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَیِّبًا وَعَمَلًا مُّقْتَبَلًا

• سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ صبح کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے۔
 ”اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم پاکیزہ رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔“

شرح

اس حدیث سے یہ معلوم ہو کہ ”اللھم انت السلام“ کے بعد جہاں نماز پڑھی ہے اسی جگہ بیٹھے ہوئے دوسری دعا بھی پڑھ سکتے ہیں، اور پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ ﷺ نے ایسا بھی کیا کہ ”اللھم انت السلام“ کے بعد اٹھ گئے، دوسری حدیث میں نماز کے بعد آیہ الکرسی اور تسبیحات کا پڑھنا وارد ہے، اور ممکن ہے کہ فرض کے بعد آپ ﷺ یہ چیزیں نہ پڑھتے ہوں بلکہ سنتوں کے بعد پڑھتے ہوں۔

926- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ وَأَبُو يَحْيَى التِّيمِيُّ وَابْنُ الْأَجَلِجِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا يُخْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلْ بِهِمَا قَلِيلٌ يُسَبِّحُ اللَّهَ فِي ذِكْرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَكْبِّرُ عَشْرًا وَيُحَمِّدُ عَشْرًا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ فَذَلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةً بِاللِّسَانِ وَآلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ وَإِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ سَبَّحَ وَحَمِدَ وَكَبَّرَ مِائَةً فَبَلَغَ مِائَةً بِاللِّسَانِ وَآلْفٌ فِي الْمِيزَانِ فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ الْفَتَنِ وَخَمْسَ مِائَةٍ سَنِيَّةٍ قَالُوا وَكَيْفَ لَا يُخْصِيهِمَا قَالَ يَأْتِي أَحَدُكُمْ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَقُولُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا حَتَّى يَنْفِكَ الْعَبْدَ لَا يَعْقِلُ وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجِعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتَّى يَنَامَ

• حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: دو عادات ایسی ہیں جنہیں جو بھی مسلمان اختیار کرے گا جنت میں داخل ہو جائے گا اور وہ دونوں آسان بھی ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے لوگ تھوڑے ہیں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ ”سبحان اللہ“ پڑھنا، دس مرتبہ ”اللہ اکبر“ پڑھنا، دس مرتبہ ”الحمد للہ“ پڑھنا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے انہیں شمار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (روزانہ کے حساب سے) زبان کے حساب سے یہ ڈیڑھ سو کلمات ہیں اور میزان میں یہ ڈیڑھ ہزار ہوں گے۔

اسی طرح جب آدمی اپنے بستر پر جائے تو وہ ایک سو مرتبہ ”سبحان اللہ“، ”الحمد للہ“ اور ”اللہ اکبر“ پڑھ لے تو یہ زبانی طور پر ایک سو ہوں گے اور میزان میں ایک ہزار ہوں گے تو کون شخص ایسا ہے جو روزانہ دو ہزار پانچ سو

میتا کرتا ہے؟

لوگوں نے عرض کی کوئی شخص ان دونوں پر عمل کیوں نہیں کر سکتا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اسے یہ کہتا ہے فلاں چیز یاد کرو، فلاں چیز یاد کرو یہاں تک کہ بندے کو یہ یاری نہیں رہتا (کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے)

اسی طرح جب آدمی اپنے بستر پر جاتا ہے تو شیطان اسے سنانے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ آدمی سو جاتا ہے۔

شیخ فاطمہ پڑھنے کی فضیلت کا بیان

27- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمُرَوِّزِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَبِّمَا قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ أَهْلُ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْوَارِ بِالْأَجْرِ يَقُولُونَ كَمَا نَقُولُ وَيُفْقُونَ وَلَا تَنْفِقُ قَالَ لِي أَلَا أُغَيِّرُكُمْ بِأَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ أَذْرَكْتُمْ مَنْ قَبْلَكُمْ وَلَقُتُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ تَحْمَدُونَ اللَّهُ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَارْبَعًا وَثَلَاثِينَ قَالَ سُفْيَانُ لَا أَذِرُ أَبْتَهَنَ أَرْبَعَ

•• حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی (سفیان نامی راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں) میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! صاحب اموال اور صاحب حیثیت لوگ زیادہ اجر لے جاتے ہیں وہ اسی طرح (اوراد و وظائف) پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں وہ (اموال) خرچ کرتے ہیں لیکن ہم خرچ نہیں کرتے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے معاملے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ کہ جب تم اسے سرانجام دو گے تو تم اس شخص تک پہنچ جاؤ گے جو تم سے آگے ہے اور اسے پیچھے چھوڑ دو گے جو تمہارے بعد ہے تم ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو اس کی پاکی بیان کرو اور اس کی کبریائی کا اعتراف کرو (یعنی سبحان اللہ پڑھو الحمد للہ پڑھو اور اللہ اکبر پڑھو) 33، 33 اور 34 مرتبہ۔

سفیان نامی راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ اس میں سے 34 مرتبہ کون سا ہے؟

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن فقراء و مہاجرین رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دولت مند لوگ بلند درجات (یعنی ثواب، قرب الہی اور رضائے حق) اور دائمی نعمت (یعنی بہشت کی نعمت کو حاصل کرنے میں ہم سے سبقت) لے گئے (یعنی وہ اپنے مال و دولت کی وجہ سے بڑا ثواب حاصل کرتے ہیں اور بہشت کی نعمتوں کے مستحق ہوتے ہیں اور ہم تو اپنی غربت و افلاس کی وجہ سے بلندی درجات میں ان سے پیچھے رہ جاتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا وہ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور وہ اسی طرح روزہ رکھتے

ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں (ان اعمال میں تو وہ اور ہم برابر ہیں لیکن مال و زر کی وجہ سے) وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور (غربت و اللاس کی وجہ سے) ہم صدقہ و خیرات کر نہیں سکتے، وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم غلام آزاد نہیں کر سکتے) (اس طرح وہ ان اعمال کے ثواب کے حق دار ہو جاتے ہیں اور ہم محروم رہتے ہیں) (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ میں تم لوگوں کو ایسی بات نہ بتا دوں کہ اس پر عمل کر کے تم ان لوگوں کے درجات کو پہنچ جاؤ جو تم سے پہلے اسلام لا چکے ہیں اور ان لوگوں کے مرتبہ سے بڑھ جاؤ جو تمہارے بعد کے ہیں (یعنی تمہارے بعد اسلام لائے ہیں یا تمہارے بعد پیدا ہوئے گئے) اور (مال دار لوگوں میں سے) کوئی آدمی تم سے بہتر نہ ہوگا بجز اس آدمی کے جو تم ہی جیسا عمل کرے (یعنی اگر مالدار لوگوں نے میری بتائی ہوئی بات پر تمہاری طرح علم کیا تو پھر مرتبہ کے اعتبار سے وہی تم سے بہتر ہوں گے) فقراء نے عرض کیا "یا رسول اللہ! بہتر ہے، فرمائیے (وہ کیا بات ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ اکبر اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ پڑھ لیا کرو۔" (حدیث کے ایک راوی) ابوصالح فرماتے ہیں کہ (کچھ دنوں کے بعد) فقراء مہاجرین (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے دولت مند بھائیوں نے ہمارے عمل کا حال سنا اور وہ بھی وہی کرنے لگے جو ہم کرتے ہیں (اس طرح پھر وہی لوگ ہم سے افضل ہوئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم، مشکوٰۃ الفلاح: جلد اول: رقم الحدیث: 931)

اور روایت کے آخری الفاظ جو ابوصالح کا قول ہے صرف صحیح مسلم ہی نے نقل کئے ہیں نیز صحیح البخاری کی ایک روایت میں تینتیس مرتبہ پڑھنے کے بجائے یہ ہے کہ "ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اکبر اور الحمد للہ اکبر پڑھ لیا کرو۔" پہلی روایت میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ "ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ اکبر اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ پڑھو" تو اس میں دو احتمال ہیں اول تو یہ کہ ان تینوں کلمات کو مجموعی طور پر تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھا جائے چنانچہ مشائخ کا عمل اسی پر ہے اور یہی افضل بھی اور یہ کہ اس کی صراحت بھی بعض روایات میں تو موجود ہے۔

دوم یہ کہ ان تینوں کلمات کو ملا کر تینتیس مرتبہ پڑھا جائے، اس طرح ان میں سے ہر ایک کو بھی تینتیس مرتبہ پڑھنا ہو جائے گا۔ شکر کرنے والا امیر صبر کرنے والے غریب سے افضل ہے حدیث کے آخری لفظ ذلك فضل اللہ الخ (اس دار الفناء میں جتنے ازم پیدا ہوئے وہ فانی ہیں صحیح اور باقی رہنے والی بات یہی ہے کہ انسانی جدوجہد اور تدابیر تقدیر الہی سے پابستہ زنجیر ہیں) کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ نے دولت مند لوگوں کو تم پر فضیلت دی ہے تو یہ محض اس کا فضل و کرم ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے نواز کر اس کے قدموں میں مال و دولت کے ڈھیر ڈال دیتا ہے لہذا تمہیں چاہیے کہ اس معاملے میں صبر کا دامن پکڑے رہو اور تقدیر الہی پر راضی رہو کہ اس نے بعض بندوں کو بعض بندوں پر فضیلت و بزرگی عطا فرمادی ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ شکر کرنے والا دولت مند صبر کرنے والے غریب سے افضل ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی اتنی بات بھی ہے کہ دولت مند اپنے مال و دولت کے معاملے میں مختلف قسم کے گناہ کے خوف سے خالی نہیں ہوتا جب کہ فقیر و غریب ان گناہوں کے خوف سے جو مال و دولت کی بناء پر صادر ہوتے ہیں امن میں رہتا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ علماء کرام نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اکابر اہل اللہ فضیلت فقر کے قائل ہیں اور ابن عطاء کا قول ہے کہ شاگرد دولت مند جو دولت کا حق ادا کرتا ہو صابر غریب سے افضل ہے۔

928- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ح وَحَدَّثَنَا هَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِى شَدَّادُ أَبُو هَمَّارٍ حَدَّثَنِى أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحْبِىُّ حَدَّثَنِى ثَوْبَانُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ لَكَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

••• حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے تھے اور یہ پڑھتے تھے۔

”اے اللہ! تو سلامتی عطا کرنے والا ہے سلامتی تجھ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اے جلال اور اکرام والے! تو برکت والا ہے۔“

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر لیتے تھے تو پہلے تین مرتبہ استغفار کرتے یعنی استغفر اللہ تین مرتبہ کہتے اس کے بعد مذکورہ بالا دعا پڑھتے۔ بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کے لئے تین مرتبہ اس طرح کہتے تھے استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الہی القیوم واتوب الیہ۔

فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا بیان

امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ میں جب ذکر سنتا تو پہچان جاتا کہ اب وہ نماز سے فارغ ہوئے ہیں۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں فرض نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان ہوا ہے ہم نے صحیح بخاری کی اس روایت کو اس لئے پیش کیا ہے کہ نام نہاد اسلام کی تبلیغ کرنے والے اور بخاری کا صرف نام استعمال کر کے لوگوں کو اپنی ذاتی خواہشات کی طرف ورغلانے والوں کو یہ پتہ چل جائے کہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اور بغیر علم کے فرض نمازوں کے بعد والے ذکر کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔

نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ افضل بھی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ علیہ نے اپنی صحیحین میں باب

928: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث 1333 أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1513 أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث 300 أخرجه النسائي

في "السنن" رقم الحديث 1336

الذکر بعد الصلوٰۃ (نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان) پر ابواب قائم کیے ہیں، اور یہ ثابت کیا ہے کہ نماز کے بعد اگر کرنا نہ صرف جائز، مستحب اور مستنون ہے۔ انہوں نے حضرت عہد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ نقل کی جا میں وہ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں فرض نماز کے بعد آواز بلند ذکر معروف تھا۔ حضرت عہد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (بچپن میں اپنے گھر میں) جب میں اس ذکر کی آواز سنتا تو جان لیتا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں۔

(1. بخاری، الصحیح، کتاب مدۃ الصلوٰۃ، باب الذکر بعد الصلوٰۃ، 288:1، رقم: 2805، مسلم، الصحیح، کتاب المساجد، باب الذکر بعد الصلوٰۃ، 410:1، رقم: 583)
اسی طرح حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز میں سلام پھیرنے کے بعد کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غالب آنے والا اور قوت رکھنے والا نہیں اور ہم سوائے اس کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اس کے لئے تمام نعمتیں ہیں اور اسی کے لئے فضل اور تمام اچھی تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا دین خالص ہے اگرچہ کافروں کو یہ ناگوار گزرے۔ (1. مسلم، الصحیح، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ و بیان صلوة، 415:1، رقم: 594، 2. ابوداؤد، السنن، کتاب الوتر، باب ما یقول الرجل اذا سلم، 82:2، رقم: 1506، 1507، 3. نسائی، السنن، کتاب السہو، باب عدد التعلیل والذکر بعد التسليم، 70:3، رقم: 1340)

امام شافعی المسند (44، 45) میں اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے پڑھتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غالب آنے والا اور قوت رکھنے والا نہیں اور ہم سوائے اس کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اس کے لئے تمام نعمتیں ہیں اور اسی کے لئے فضل اور تمام اچھی تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا دین خالص ہے اگرچہ کافروں کو یہ ناگوار گزرے۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت ذکر بالجہر کے جواز میں علامہ طحاوی فرماتے ہیں: فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر کرنا جائز ہے۔ (طحاوی، مراقی الفلاح، 174)

علاوہ ازیں اجتماعی طور پر ذکر بالجہر کرنا بھی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جیسا خیال رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر (ذکر خفی) کرے تو میں بھی تنہا اس کا ذکر (ذکر خفی) کرتا ہوں، اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر (ذکر جلی) کرنے تو میں اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر (ذکر جلی) کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک آئے تو میں ایک بازو کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک بازو کے برابر میرے نزدیک

آئے تو میں دو ہزاروں کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ کل شیء ما لک الا وجہ، 26946، رقم 6970)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ذکر بالجہر کرنا ثابت ہے۔ لیکن یہ امر ذہن نشین رہے کہ ذکر بالجہر کی دو اقسام ہیں:
ذکر متوسط ذکر مفروط

ذکر متوسط سے مراد ایسی درمیانی درجہ کی آواز سے کیا گیا ذکر ہے جو دوسروں کے لیے باصفاً خلل نہ ہو۔ جبکہ ذکر مفروط سے مراد بہت ہی بلند آواز سے ذکر کرنا جو کہ دوسروں کے لیے باصفاً تکلیف ہو۔

بہتر یہی ہے کہ نماز کے بعد ذکر بالجہر متوسط کرنا چاہیے اور اسی پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے۔ اس لیے ذکر بالجہر متوسط جائز اور مستحب ہے تاکہ حدیث شریف پر بھی عمل ہو اور دوسروں کے لیے باصفاً زحمت بھی نہ ہو۔

بَابُ: الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ

یہ باب نماز ختم ہونے کے بعد اٹھنے کے بیان میں ہے

نماز کے بعد کبھی دائیں اور کبھی بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان

929- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ سِمَاكِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ جَانِبَيْهِ جَمِيعًا

●● قبیسہ بن ہلب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہماری امامت کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ دونوں طرف سے اٹھ جایا کرتے تھے (یعنی کبھی دائیں طرف سے اور کبھی بائیں طرف سے اٹھا کرتے تھے)

930- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ لَا حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ جُزْأًا يَرَى أَنَّ حَقًّا لِلَّهِ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ الْاِنْصِرَافِ عَنْ يَسَارِهِ

●● حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کوئی بھی شخص اپنی نماز میں شیطان کے لئے کوئی حصہ نہ رکھے (یعنی) وہ یہ نہ سمجھے کہ نماز کے بعد صرف دائیں طرف سے اٹھا جاسکتا ہے کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اکثر مرتبہ بائیں طرف سے اٹھتے ہوئے دیکھا ہے۔

929: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1041، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 301

930: أخرجه البخاری فی "الصحیح" رقم الحديث: 852، أخرجه مسلم فی "الصحیح" رقم الحديث: 1636، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم

الحديث: 1042، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1359

931- حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَبَّلُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ فِي الصَّلَاةِ

••• عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے (یعنی دونوں طرف سے) اٹھتے ہوئے دیکھا ہے۔

932- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدِ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ بَلْعَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضَى تَسْلِيمُهُ ثُمَّ يَلْبَثُ فِي مَكَانِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ

••• سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی کریم ﷺ سلام پھیر دیتے تو آپ کے سلام پھیرنے کے ساتھ ہی خواتین اٹھ جاتی تھیں اور آپ ذرا سے وقفے کے بعد اٹھتے تھے۔

بَابُ: إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَوُضِعَ الْعِشَاءُ

یہ باب نماز کے وقت کھانا آجانے کے بیان میں ہے

933- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَضِعَ الْعِشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَبْذُلُوا بِالْعِشَاءِ

••• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کھانا رکھا جائے اور نماز کے لیے اقامت بھی کہی جائے تو تم پہلے کھانا کھا لو۔

شرح

جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم مستحب ہے، اور بعضوں نے اسے واجب کہا ہے، اور ظاہر یہ کہ یہی مذہب ہے، اور بعضوں نے کہا کہ اگر آدمی اتنا بھوکا ہو کہ نماز میں کھانے کا خیال رہے تو نماز سے پہلے کھانا کھا لینا واجب ہے، ورنہ مستحب، اور دلیل اس کی یہ ہے کہ دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ بکری کے بازو کا گوشت کھانے کے لئے کاٹ رہے تھے کہ اتنے میں نماز کے لئے اذان ہوئی، تو آپ ﷺ نے چھری رکھ دی، اور نماز کے لئے چلے گئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَإِذَا قَرَعْتَ فَانْصَبْ، یعنی جب دل فارغ ہو اس وقت عبادت کرو۔

931: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

932: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 837، رقم الحديث: 849، رقم الحديث: 866، رقم الحديث: 870، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث:

1040، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1332

933: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1241، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 353، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 852

کھانے کے وقت جماعت کے کھڑے ہو جانے کا بیان

۹۳۴- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سُرَوَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو ثَابِتٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ الْعِشَاءَ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَابَدَةٌ وَالْعِشَاءُ قَالَ فَتَعَسَّى ابْنُ عُمَرَ لَيْلَةً وَهُوَ يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ

• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کا وقت ہو چکا ہو تو پہلے کھانا کھالو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے (بعض اوقات) وہ رات کا کھانا کھا رہے ہوتے تھے حالانکہ انہیں اقامت کی آواز آرہی ہوتی تھی۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کے سامنے رات کا کھانا رکھا جائے اور (اسی وقت) نماز کی تکبیر کہی جائے تو وہ کھانا شروع کر دے اور کھانا کھانے میں جلدی نہ کرے بلکہ اس سے اطمینان کے ساتھ فارغ ہو۔" اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور نماز شروع ہو جاتی تو نماز کے لئے اس وقت تک نہ آتے جب تک کہ کھانے سے فارغ نہ ہو لیتے اور امام کی قرأت سنتے رہتے۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 1022)

ظاہر ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ نماز پڑھنے والا بھوکا ہو اور وہ جانتا ہو کہ اس بھوک کی حالت میں نماز پڑھوں گا تو دھیان کھانے ہی میں لگا رہے گا اور نماز دل جمعی اور سکون کے ساتھ ادا نہیں کر سکوں گا تو اس کے لئے یہی اولیٰ ہوگا کہ وہ پہلے کھانا کھا لے اس کے بعد نماز پڑھے بشرطیکہ وقت میں وسعت ہو یعنی اتنا وقت ہو کہ وہ کھانے سے فراغت کے بعد اطمینان سے نماز پڑھ سکتا ہو۔

۹۳۵- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ خُرَوَّاهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَابَدَةٌ وَالْعِشَاءُ

• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جب کھانے کا وقت ہو جائے اور نماز بھی کھڑی ہو چکی ہو تو تم پہلے کھانا کھالو۔

بَابُ: الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ

یہ باب بارش والی رات میں باجماعت نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

936- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي الْمَلِیحِ قَالَ خَرَجْتُ لِي لَيْلَةَ مَطِيرَةٍ فَلَمَّا رَجَعْتُ اسْتَفْتَحْتُ فَقَالَ أَبِي مَنْ هَذَا قَالَ أَبُو الْمَلِیحِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَأَصَابَتْنَا مَسَاءً لَمْ تَبَلَّ أَسَافِلُ بَعَالِنَا فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ

ابو یحییٰ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک بارانی رات میں (نماز ادا کرنے کے لیے) نکلا جب میں واپس آیا تو میں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو میرے والد نے دریافت کیا: کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابو یحییٰ تو ان کے والد نے بتایا: مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے ہم حدیبیہ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے بارش ہو گئی اور اتنی بارش ہوئی کہ اس سے ہمارے جوتوں کے نچلے حصے بھی تر نہیں ہوئے لیکن نبی کریم ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا: تم لوگ اپنے اپنے پڑاؤ کی جگہ نماز ادا کرو۔

937- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي مُنَادِيهِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ أَوْ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ ذَاتِ الرِّيحِ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بارش والی رات یا ہوا والی ٹھنڈی رات میں نبی کریم ﷺ کا منادی یہ اعلان کرتا تھا: اپنے اپنے پڑاؤ کی جگہ پر نماز ادا کرلو۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت سردی اور بارش بھی ترک جماعت کے لئے عذر ہے ایسے اوقات میں جماعت چھوڑ کر اپنے گھر میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ حضرت ابن ہمام حضرت ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ؟ میں نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ کچھ وغیرہ کی حالت میں جماعت کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا "جماعت کو چھوڑ دینا مجھے پسند نہیں۔"

عذر کے سبب ترک جماعت کی اباحت کا بیان

938- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ

936: أخرجا بوداؤنی "السنن" رقم الحديث 1057، ورقم الحديث 1057، أخرجا التمسائی فی "السنن" رقم الحديث 853

937: أخرجا بوداؤنی "السنن" رقم الحديث 1060، ورقم الحديث 1061

سَمِعْتُ غَطَاةً يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا لَمْ يَزَلْ يَوْمَ
نَطَرَ صَلُّوا لِي وَخَالِكُكُمْ

• • • حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”تم لوگ اپنی رہائش جگہ پر ہی نماز ادا کرو۔“

838- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْمُهَلَّبِيِّ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْإِخْوَالِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الْحَارِثِ بْنِ تَوَكَّلٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ أَنْ يُؤْذِنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَذَلِكَ يَوْمَ مَطِيرٍ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ
اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ قَادِي النَّاسِ فَلْيَصَلُّوا لِي
بُيُوتِهِمْ فَقَالَ لَهُ النَّاسُ مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتَ قَالَ لَقَدْ فَعَلَ هَذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي قَامَرِي أَنْ أُخْرِجَ
النَّاسَ مِنْ بُيُوتِهِمْ فَيَأْتُونِي بِذُؤُونِ الطِّينِ إِلَى رُكْبَتِهِمْ

• • • عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مؤذن کو یہ ہدایت کی: جمعے کے دن
اذان دے اس دن بارش ہو رہی تھی تو مؤذن نے اللہ اکبر اللہ اکبر أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کہا پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم یہ اعلان کرو کہ وہ اپنے گھروں میں ہی نماز ادا
کر لیں تو کچھ لوگوں نے ان سے کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ عمل اس ذات نے کیا
تھا جو مجھ سے بہتر ہے تم مجھے یہ ہدایت کر رہے ہو؟ کہ میں لوگوں کو ان کے گھروں سے اس حالت میں باہر نکالوں کہ
جب وہ میرے پاس آئیں تو ان کے گھٹنوں تک کچھڑ لگی ہوئی ہو۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو آدمی اذان کہنے والے (یعنی مؤذن)
کی اذان سنے اور مؤذن کی تابعداری سے اسے کوئی عذر نہ روکے لوگوں نے پوچھا کہ عذر کیا ہے؟ فرمایا کہ ڈرنا، بیماری تو اس کی نماز
جو بغیر جماعت اگرچہ مسجد ہی میں پڑھے قبول نہیں کی جاتی۔ (ابوداؤد، دارقطنی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث 1034)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ حدیث بیان فرما رہے تھے کہ لوگوں نے درمیان میں پوچھا کہ وہ کیا عذر ہے جو
جماعت سے روک سکتا ہے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ڈر، خواہ کسی دشمن سے جان کا ہو یا مال و آبرو کا، یا
کوئی سخت بیماری ہو ”حضرت ابن مالک نے ڈر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ڈر خواہ تو کسی کے ظلم کا شکار ہو جانے کا ہو یا ڈر کسی
قرضدار کا ہو ایسی صورت میں کہ وہ اپنی مفلسی کی وجہ سے قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ ان اعذار کے علاوہ اس سے پہلے بقیہ اعذار

938: اس روایت میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

939: أخرجه البخاری فی ”الصحيح“ رقم الحدیث: 616، رقم الحدیث: 668، رقم الحدیث: 901، أخرجه مسلم فی ”الصحيح“ رقم الحدیث: 1602، رقم الحدیث:

1603، 1607، أخرجه ابوداؤد فی ”السنن“ رقم الحدیث: 1066

ذکر کے جا چکے ہیں مثلاً سخت سردی و بارش یا کھانا سامنے آچکا ہو، یا استنجے کی حاجت ہو یہ سب چیزیں ترک جماعت کے حق میں معقول عذر ہیں اسی طرح بیماری بھی عذر ہے، مگر ایسی بیماری جس کی وجہ سے مسجد میں پہنچنا ممکن نہ ہو۔ بہر حال اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو آدمی مؤذن کی اذان سنے اور پھر مؤذن کی تابعداری نہ کرے یعنی جماعت میں بلا عذر شریک نہ ہو تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کوئی آدمی کسی عذر کی بنا پر جماعت میں شریک نہ ہو تو اس کی نماز قبول ہو جائے گی لیکن اتنی بات سمجھ لیجئے کہ یہاں "قبول نہ ہونے" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی نماز سرے سے ادا نہیں ہوگی بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ اس کے ذمہ سے نماز کی فرضیت تو ساقط ہو جائے گی مگر اسے نماز کا ثواب نہیں ملے گا۔ جیسا کہ اگر کوئی آدمی غصب کی گئی زمین پر نماز پڑھے تو اس کے ذمہ سے نماز کی فرضیت تو ساقط ہو جاتی ہے مگر اسے نماز کا ثواب نہیں ملتا یا اسی طرح اگر کوئی آدمی حرام مال سے حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض تو اتر جاتا ہے مگر اسے ثواب نہیں ملتا۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس حدیث اور اس سے پہلے گزرنے والی حدیث کے پیش نظر کسی آدمی کے لئے قصد اہل مدر جماعت ترک کرنے کی مطلقاً اجازت نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي

یہ باب نمازی کے لئے سترہ بنائی جانے والی چیز کے بیان میں ہے

لکڑی کے ذریعے سترہ بنانے کا بیان

940- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُمَيْزٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَوْثٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي وَالْثَوَابُ تَمُرٌ بَيْنَ أَيْدِينَا فَلَذِكْرُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ مِثْلُ مَوْجِرَةِ الرَّاحِلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَصُرُهُ مِنْ مَرٍّ بَيْنَ يَدَيْهِ

••• موسیٰ بن طلحہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نماز ادا کیا کرتے تھے حالانکہ جانور ہمارے آگے سے گزر رہے ہوتے تھے جب اس بات کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پالان کی پھلی لکڑی جتنی کوئی چیز تمہارے سامنے ہو تو اس کے پرے سے گزرنے والی کوئی چیز آدمی کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب نمازی سترے کے قابل کسی چیز کو اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور سترہ کے سامنے سے کوئی گزرے تو اس کا خیال نہ کرے کیونکہ سترے کی موجودگی میں سامنے سے کسی کا گزرنے نماز کے خشوع و خضوع پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ "یا پرواہ نہ کرے" کا تعلق گزرنے والے سے ہوگا۔ یعنی اگر نمازی کے آگے سترہ ہو تو اس کے سامنے گزرنے والا آدمی کچھ پرواہ نہ کرے

940: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 1111، ودرم الحديث: 1112، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 685، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم

بوتہ سترے کی موجودگی میں نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وجہ سے وہ گناہگار نہیں ہوگا۔
 کہوہ (ہالان) کی مکمل لکڑی کا اندازہ ہندو ایک ہاتھ کے کیا ہے اور سونا ہندو ایک اگلی کے کافی ہے اور سترے کے نزدیک
 گزرا ہوا مصلی کے لئے بہتر ہے، اسی طرح سترے کو دائیں بائیں ابرو کے مقابل کرنا چاہئے۔

نیزے سے سترہ بنانے کا بیان

841- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَلَّاقُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءِ الْمَكِّيُّ عَنْ هُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ ابْنِ
 عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخْرُجُ لَهُ حَرَبَةٌ فِي السَّفَرِ لِيَنْصِبَهَا فَيَصِلِي إِلَيْهَا
 • • • حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے لیے سفر کے دوران نماز ادا کرتے وقت ایک
 نیزہ نکالا جاتا تھا جسے نصب کر دیا جاتا تھا تو نبی کریم ﷺ اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔

شرح

حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ میں اٹح کے مقام پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ چڑے کے
 ایک خیمے میں دیکھا اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لیتے ہوئے دیکھا اور
 دوسرے لوگوں کو (بھی) میں نے دیکھا کہ وہ پانی حاصل کرنے میں بڑی عجلت کر رہے تھے۔ چنانچہ جس آدمی کو اس پانی میں سے
 کچھ مل گیا اس نے (برکت حاصل کرنے کے لئے) اسے (اپنے بدن اور منہ پر) مل لیا اور جس آدمی کو کچھ نہ ملا اس نے ساتھ والے
 کے ہاتھ کی تری (یعنی) لے کر مل لی پھر میں نے بلال کو دیکھا کہ انہوں نے نیزہ لے کر اسے گاڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ
 دھاری دار جوڑا پہنے اور دامن اٹھائے (خیمے سے) نکلے اور نیزے کی طرف کھڑے ہو کر صحابہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور میں
 دیکھ رہا تھا کہ آدمی اور چوپائے نیزہ کے سامنے آ جا رہے تھے۔ (صحیح مسلم، صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 736)

اٹح "ایک نالہ کا نام ہے جو منی کے راستہ میں مکہ کے قریب ہی واقع ہے اس نالے کو محصب اور بطحا بھی کہتے ہیں۔ اٹح کی وجہ
 تسمیہ یہ ہے کہ اس نالہ میں شکر پڑے ہیں۔" حلوہ "دو کپڑوں یعنی لنگی اور چادر کو کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حلوہ
 زیب تن فرما رکھا تھا وہ سرخ دھاری دار تھا پورا کپڑا سرخ نہیں تھا جو مردوں کو پہننا مکروہ تحریمی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ
 سترے کے سامنے سے آدمیوں اور چوپاؤں کا گزرنا درست ہے۔

چٹائی کے ذریعے سترہ بنانے کا بیان

842- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ
 أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

941: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

942: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 730، رقم الحديث: 5861، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1822، أخرجه أبو داود فی "السنن" رقم

الحديث: 1368، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 761

حَضَرْتُ يَنْسُطُ بِالنَّهَارِ وَيَتَخَجَّرُهُ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي إِلَهُ

• سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ کی ایک چٹائی تھی جسے آپ دن کے وقت بچا کر (اس پر) تشریف فرما ہوتے تھے اور رات کے وقت اسے آڑ بنا کر مسجد نبوی میں لوٹا لے کر آتے تھے۔

شرح

بہر حال سترے کی طرف نماز پڑھنا اس حدیث سے بھی لکھا ہے، اور اسی لئے مولف نے اس کو اس باب میں رکھا ہے، سترہ آڑ جو مصلی اپنے سامنے کسی چیز سے کر لیتا ہے، اس کے آگے سے لوگ گزر سکتے ہیں۔

943- حَدَّثَنَا يَكْرُبُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ح وَحَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَبْعُطْ خَطًّا لَمْ يَضُرَّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو اسے اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لینی چاہئے اگر اسے کوئی چیز نہیں ملتی تو لٹا بھی کو نصب کر لے اگر وہ بھی نہیں ملتی تو پھر لکیر لگائے اس کے پرے سے جو شخص گزرے گا تو اس کا نمازی کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔“

شرح

یہ حدیث اس بات کی اجازت دے رہی ہے کہ اگر کسی نمازی کو کوئی ایسی چیز دستیاب نہ ہو جو سترے کے طور پر کام دے سکے تو وہ اپنے عصا کو اپنے سامنے سترہ بنا کر کھڑا کر لے۔ اب اس سلسلہ میں اتنی اور سہولت دی گئی ہے کہ اگر زمین نرم ہو تو عصا کو زمین میں گاڑ دیا جائے اور اگر زمین سخت ہو کہ عصا کو گاڑنا مشکل ہو تو پھر اس شکل میں عصا کو گاڑنے کی بجائے اپنے سامنے طولاً رکھ لیا جوے تاکہ گاڑنے کی مشابہت حاصل ہو جائے۔ فقہ کی کتاب شرح منہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی اپنے عصا کو سترے کے طور پر بجائے زمین میں گاڑنے کے اپنے سامنے رکھ لے تو بعض علماء کے نزدیک تو اس کے لئے یہ سترے کے طور پر کافی ہو جائے گا۔ یعنی سترے کا حکم پورا ہو جائے گا مگر بعض علماء کے نزدیک یہ سترے کے طور پر کافی نہیں ہوگا۔ کفایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی سترے کے طور پر عصا کو بجائے گاڑنے کے سامنے رکھنا چاہئے تو اسے عصا کو طولاً رکھنا چاہئے نہ کہ عرضاً۔

سترے کے طور پر لکیر کھینچنے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

سترے کے لئے کوئی بھی چیز موجود نہ ہونے کی شکل میں سامنے صرف لکیر کھینچ لینے میں علماء کا اختلاف: اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ اگر کسی نمازی کو سترہ بنانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے یہاں تک کہ اس کے پاس عصا بھی نہ ہو تو وہ اپنے

سامنے صرف لکیر کھینچ کر نماز پڑھ لے اس کے لئے یہی لکیر سترہ بن جائے گی۔ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مذکور اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے بلکہ حنفیہ میں بھی بعد کے بعض علماء نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ حنفیہ کے اکثر علماء اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے قائل نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک لکیر کھینچ لینا معتبر نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی قول جدید میں اپنے پہلے مسلک کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سلسلہ میں جو حدیث وارد ہے وہ ضعیف اور مضطرب ہے۔ نیز یہ کہ نمازی اور سامنے سے گزرنے والے کے درمیان سترے کے طور پر صرف لکیر کا مائل ہونا نہ صرف یہ کہ کوئی اعتبار نہیں رکھتا بلکہ دور سے معلوم و تمیز بھی نہیں ہوتا۔

صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ حضرت شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کا مفہوم بھی یہی ہے کہ لکیر کھینچنے کے بجائے سترہ کھڑا کرنا ہی اتباع سنت کی بناء پر اولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ سامنے کھڑا ہوا سترہ پوری طرح ظاہر ہونے کی وجہ سے امتیاز بھی رکھتا ہے اور نمازی کے دل کو شک و شبہات سے نکال کر سکون خاطر اور اطمینان قلب کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے بعد علماء نے وصف خط میں بھی اختلاف کیا ہے کہ لکیر کس طرح کھینچی جائے چنانچہ بعض علماء کے نزدیک لکیر بشکل ہلال کھینچی جائے اور بعض حضرات نے جانب قبلہ طولا کھینچنے کو لکھا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ لکیر عرضاً دائیں طرف سے بائیں طرف کو کھینچی جائے اور مختار طولا ہی کھینچنا ہے۔

بَابُ: الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

یہ باب نمازی کے سامنے سے گزرنے کے بیان میں ہے

سترہ کا بیان یہاں سترہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے نمازی کے سامنے کھڑا کیا جائے جیسے دیوار، ستون، یا لکڑی لوہا وغیرہ۔ نماز کے آگے سترہ اس لئے کھڑا کیا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے سجود کی جگہ متمیز ہو جائے اور نمازی کے آگے سے گزرنے والا آدمی گنہگار نہ ہو۔ سترے کہ لمبائی کم سے کم ایک ہاتھ اور موٹائی کم از کم ایک انگشت ہونا ضروری ہے۔ مقتدیوں کے لئے امام کا سترہ کافی ہے یعنی اگر امام کے آگے سترہ کھڑا ہو تو مقتدیوں کے آگے سے گزرتا جائز ہے اگرچہ ان کے سامنے کوئی چیز حائل نہ ہو۔ امام اور سترہ کے درمیان سے گزر جانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ کوئی نمازی پیچھے سے پہلی صف میں خالی جگہ دیکھے تو اس کے لئے جائز ہے کہ پچھلی صفوں کے سامنے سے گزرتا ہوا پہلی صف میں خالی جگہ پہنچ کر کھڑا ہو جائے کیونکہ یہ پچھلی صف والوں کا قصور ہے کہ انہوں نے آگے بڑھ کر پہلی صف میں جگہ کو پر کیوں نہ کیا۔

چالیس سال تک نمازی کے انتظار کرنے کا بیان

944- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بَسْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَرْسَلُونِي إِلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيِّ فَأَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَتُومَ أَرْبَعِينَ خَيْرَ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُوتَ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ سَفِيَانٌ فَلَا أَذْرَى أَرْبَعِينَ سَنَةً أَوْ شَهْرًا أَوْ صَبَاحًا أَوْ مَسَاعَةً

• • • بسر بن سعید بیان کرتے ہیں: لوگوں نے مجھے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ میں ان سے نمازی کے سامنے سے گزرنے کے بارے میں دریافت کروں تو انہوں نے مجھے بتایا: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے چالیس تک کھڑے رہنا آدمی کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔

سفیان کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم اس سے مراد چالیس سال ہیں چالیس مہینے ہیں چالیس دن ہیں یا چالیس گھنٹیاں ہیں۔

شرح

حضرت امام طحاوی نے "مشکل الآثار" میں فرمایا ہے کہ، یہاں چالیس سال مراد ہے نہ کہ چالیس مہینے یا چالیس دن۔ اور انہوں نے یہ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ثابت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی جو اپنے بھائی کے آگے سے اس حال میں گزرتا ہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے (یعنی نماز پڑھتا ہے) اور وہ (اس کا گناہ) جان لے تو اس کے لئے اپنی جگہ پر ایک سو برس تک کھڑے رہنا زیادہ بہتر سمجھے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔ بہر حال ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرتا بہت بڑا گناہ ہے جس کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کسی آدمی کو یہ معلوم ہو جائے کہ نمازی کے آگے سے گزرتا کتنا بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا کتنی سخت ہے تو وہ چالیس برس یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک سو برس تک اپنی جگہ پر مستقلاً کھڑے رہنا زیادہ بہتر سمجھے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔

945- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ جَالِدٍ أَرْسَلَ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ الْأَنْصَارِيِّ يَسْأَلُهُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ بَيْنَ يَدَيْ الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ أَنْ يَمُوتَ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ وَهُوَ يُصَلِّي كَانَ لَأَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ قَالَ لَا أَذْرَى أَرْبَعِينَ عَامًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا خَيْرَ لَهُ مِنْ ذَلِكَ

• • • بسر بن سعید بیان کرتے ہیں حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابو جہیم انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ وہ ان سے یہ دریافت کریں کہ نبی کریم ﷺ کی زبانی انہوں نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا بات سنی ہے؟ حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر کسی شخص کو یہ پتا چل جائے کہ اسے اپنے بھائی کے آگے سے گزرنے پر کتنا گناہ ملے گا جبکہ (وہ بھائی) نماز ادا کر رہا ہو تو چالیس تک رکے رہتا اس کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنے سے زیادہ بہتر ہوگا۔

راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم اس سے مراد چالیس برس ہیں یا چالیس مہینے ہیں یا چالیس دن ہیں؟

846- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَرْثَبٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ
يَدَيْهِ مَغْتَرِبًا فِي الصَّلَاةِ كَانَ لَأَنْ يُقِيمَ مِائَةَ عَامٍ غَيْرَ لَهُ مِنَ الْمَغْطَاةِ الَّتِي تَحْتَكَاهَا
••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اگر کوئی شخص یہ بات جان لے کہ اپنے بھائی کے آگے سے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو گزرنے میں کتنا حرج ہے تو
اس کے لیے ایک سو سال تک کھڑے رہنا وہ ایک قدم اٹھانے سے بہتر ہوگا جو اس نے اٹھایا ہے۔“

بَابُ: مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ

یہ باب نماز کو توڑ دینے والی چیزوں کے بیان میں ہے

847- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ فَبُجْتُ آتَا وَالْفَضْلُ عَلَى آتَانَ فَمَرَرْنَا عَلَى بَعْضِ
الصَّفِّ فَنَزَلْنَا عَنْهَا وَتَرَكْنَاهَا ثُمَّ دَخَلْنَا فِي الصَّفِّ

••• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ میدان عرفات میں نماز ادا کر رہے تھے میں اور
حضرت فضل رضی اللہ عنہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے ہم ایک صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرے پھر ہم اس سے
اترے اور ہم نے اسے چھوڑ دیا اور صف میں شامل ہو گئے۔

شرح

اس واقعہ کو بیان کرنے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بتانا مقصود ہے کہ نمازیوں کے آگے سے گدھے کے
گزر جانے سے نماز باطل نہیں ہوئی۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما چونکہ بالغ نہیں تھے اس لئے جب وہ نمازیوں
آگے سے گزرے تو انہیں کسی نے روکا نہیں۔

848- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ هُوَ قَاصُ
عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حُجْرَةٍ

946: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

947: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 76، رقم الحديث: 493، رقم الحديث: 861، رقم الحديث: 1857، رقم الحديث: 4412، أخرجه مسلم فی

"الصحيح" رقم الحديث: 1124، 1127، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 715، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 337، أخرجه النسائی فی "السنن"

رقم الحديث: 751

948: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

أَمَّ سَلَمَةَ فَمَرَّ بِسَنِّ يَدَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ أَوْ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ لَقَالَ يَدَيْهِ لَرَجَعَ فَمَرَّ بِسَنِّ يَدَيْهِ أَمَّ سَلَمَةَ لَقَالَ يَدَيْهِ هَكَذَا فَمَضَتْ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُنَّ أَهْلَبُ

••• سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نماز ادا کر رہے تھے آپ ﷺ کے سامنے سے عبد اللہ یا عمر بن ابوسلمہ گزرے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کیا وہ واپس چلے گئے پھر سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا گزریں تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اس طرح اشارہ کیا تو وہ گزر گئیں جب نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ خواتین غالب ہوتی ہیں (یعنی یہ بات نہیں مانتی ہیں)

949- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ الْحَالِصُ

••• حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سیاہ کتا اور حیض والی عورت (نماز کے آگے سے گزر کر) نماز کو توڑ دیتے ہیں:-

950- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمٍ أَبُو طَالِبٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ

••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت، کتا اور گدھا (آگے سے گزر کر) نماز کو توڑ دیتے ہیں:-

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت، گدھا اور کتا (نماز کے آگے سے گزرنے کی صورت میں) نماز کو باطل کر دیتے ہیں اور کجاوہ کی پھولی لکڑی کی مانند کسی چیز کو (نماز کے آگے سترہ بنا کر) رکھ لینا (نماز کے) اس باطل کر دینے کو بچا لیتا ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 741)

نماز کے آگے سے گزرتا نماز کو باطل نہیں کرتا: جمہور علمائے صحابہ وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ کوئی چیز یا کوئی آدمی اگر نماز کے آگے سے گزر جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی خواہ مذکورہ بالا تینوں چیزیں ہوں یا ان کے علاوہ کچھ اور ہوں۔ جہاں تک اس حدیث یا اسی طرح کی دوسری احادیث کا تعلق ہے سب دراصل نماز کے سامنے سترہ کھڑا کرنے کی اہمیت اور تاکید بیان کرنے میں مبالغہ

سے مل رہے ہیں۔ یا اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اگر نمازی کے آگے سے گزریں تو نماز میں خشوع و خضوع اور حضوری قلب کو کمزور دیتی ہیں جو درحقیقت نماز کی اصل اور روح ہیں۔ یا پھر اس سے یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ نمازی کے آگے سے ان چیزوں کے گزرنے سے چونکہ نمازی کا دل ان کی طرف ہٹ جاتا ہے اور اس کا دل ان چیزوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اس لئے نماز بھی بطلان کے قریب پہنچ جاتی ہے۔

عورت، گدھے اور کتے کی تخصیص کی وجہ: حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے سے صرف ان تین چیزوں سے گزر جانے سے نماز پر اثر پڑ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر چیزوں کے گزرنے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ان پر کورہ تین چیزوں کی تخصیص اسی لئے کی گئی ہے کہ ان کی طرف دل بہت زیادہ متوجہ ہو جاتا ہے چنانچہ عورت کی حیثیت تو ظاہری ہے گدھے کا معاملہ بھی یہ ہے کہ گدھے کے ساتھ چونکہ اکثر و بیشتر شیاطین رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس کے پیچنے کے وقت احوذ پڑھنا مستحب ہے اس لئے جب گدھا نمازی کے آگے سے گزرے گا تو نمازی کا دل اس احساس کی بناء پر کہ اس کے ہمراہ شیاطین ہوں گے گدھے کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ یا ایسے ہی کتا نہ صرف یہ کہ نجس عین ہوتا ہے بلکہ اس سے تکلیف پہنچنے کا بھی خطرہ رہتا ہے اس لئے اس کے گزرنے کی صورت میں بھی ذہن پوری تیزی کے ساتھ اس کی طرف بھٹک جاتا ہے۔

951- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْإِخْمَارُ
 ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت، کتا اور گدھا (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز کو توڑ دیتے ہیں:-

952- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْ الرَّجُلِ مِثْلُ مُوَيْجَةِ الرَّحْلِ الْمَرْأَةِ وَالْإِخْمَارِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ قَالَ قُلْتُ مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْإِخْمَارِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ
 ﴿﴾ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت، گدھا اور سیاہ کتا آدمی کے آگے سے گزر کر آدمی کی نماز کو توڑ دیتے ہیں: جبکہ آدمی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی جتنی کوئی چیز (سترے کے طور پر موجود) نہ ہو۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: سیاہ کتے کا کیا معاملہ ہے؟ سرخ کیوں نہیں؟ تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے

951: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

952: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1137، أخرجه ابو داود في "السنن" رقم الحديث: 702، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 338، أخرجه النسائی في

"السنن" رقم الحديث: 749، أخرجه ابن ماجہ في "السنن" رقم الحديث: 3210

کے دل میں اس واسطے شبہات کے بچاؤ کے لئے جس سے حضوری قلب میں فرق آ جائے گا۔ اور نماز میں حضور قلب کی دولت میسر نہیں رہی تو گویا اس کی نماز ٹوٹ گئی اس لئے کہ نماز کا کمال اور ثواب بغیر حضوری قلب کے حاصل نہیں ہوتا لہذا سترے کے قریب کھڑا ہونے کی وجہ سے اس آفت سے حفاظت حاصل ہوگی۔

۵۵۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمَّالُ وَالْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُكْغِيرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لُقْنَلٍ عَنِ الصُّنْعَانِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ صَلَفَةَ عَنْ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدْعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنَّ ابْنِي فَلْيَقَالِلَهُ فَإِنَّ مَعَهُ الْقُرْآنَ وَ قَالَ الْمُكْغِيرِيُّ فَإِنَّ مَعَهُ الْقُرْآنَ

● حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو تو کسی بھی شخص کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دے اگر وہ شخص نہ مانے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

مسند ری نای راوی نے یہ بات نقل کی اس کے ساتھ عزئی ہوگا۔

سترہ سے متعلق بعض فقہی احکام کا بیان

۱. نماز پڑھنے والے کی سجدے کی جگہ میں سے کسی کا گزرنا مکروہ تحریمی اور سخت گناہ ہے لیکن اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی میدان یا بہت بڑی مسجد میں سجدے کی جگہ تک گزرنا منع ہے یعنی جہاں تک قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر نظر جمائے ہوئے نگاہ پھلتی ہو، عام چھوٹی بڑی مسجدوں میں قبلے کی دیوار تک آگے سے گزرنا مکروہ منع ہے۔

۲. چوترے یا چھت یا تخت وغیرہ اونچی جگہ پر نمازی ہوا اگر وہ گزرنے والے کے قدم سے زیادہ اونچی ہو تو مکروہ نہیں اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

۳. اگر نمازی کے آگے سترہ ہو تو گزرنا مکروہ نہیں سترے کی لمبائی کم از کم ایک ہاتھ شری اور موٹائی کم از کم ایک انگلی کے برابر ہو اس سے پتلی ہو تب بھی کافی ہے اور سترہ نمازی کے قدم سے تقریباً تین ہاتھ کے فاصلہ پر ہونا سنت ہے زیادہ دور نہ ہو، بالکل سیدھ میں بھی نہ ہو کچھ دائیں یا بائیں ہو، دائیں یا بائیں کی سیدھ میں ہونا افضل ہے۔

۴. اگر لکڑی کا گاڑنا ممکن نہ ہو تو لمبائی میں زمین پر ڈال دے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ایک خط ہی کھینچ دے۔

۵. اگر اگلی صف میں جگہ خالی ہو اور پیچھے صف میں ہوں تو نمازی کو خالی جگہ تک جانے کے لئے لوگوں کی گردن پھلانگ کر جانا اور آگے سے گزرنا جائز ہے مکروہ نہیں۔

۶. بڑی نہریا بڑا حوض جبکہ چھوٹی مسجد میں ہو سترہ نہیں بن سکتے اگر بہت بڑی مسجد یا میدان میں ہوں تو سترہ بن سکتے ہیں، کنواں چھوٹی مسجد میں سترہ بن سکتا ہے۔

۷. امام کا سترہ سب معتد یوں کے لئے کافی ہے پس جب امام کے آگے سترہ ہو تو صف کے ساتھ سے گزرتا مکروہ نہیں مسبوق کے لئے بھی امام کے سلام کے بعد یہی حکم ہے کہ اب بھی امام کا سترہ اس کے لئے کافی ہے کیونکہ نماز شروع کر سنے وقت اعتبار ہے۔

۸. خانہ کعبہ کے اندر یا مقام ابراہیم کے پیچھے یا مطاف (طواف کی جگہ) کے حاشیہ کے اندر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرتا منع و مکروہ نہیں ہے۔

۹. بلا ضرورت اپنے ہاتھ میں کوئی چیز تھام کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر ضرورت ہو مثلاً کوئی ایسی جگہ ہے کہ اس کے بغیر حفاظت ممکن نہیں تو مکروہ نہیں ہے۔

۱۰. ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نجاست سامنے ہو یا نجاست کے ہونے کا گمان کیا جاتا ہو مثلاً قبرستان یا حمام وغیرہ ہو۔
۱۱. نمازی کے نزدیک سامنے یعنی جہاں تک بغیر سترہ گزرتا منع ہے قبریں ہوں اگر اس سے زیادہ دور ہوں یا سترہ حائل ہو یا قبریں دائیں یا بائیں یا پیچھے ہوں تو مکروہ نہیں، اسی طرح اگر قبرستان میں کوئی جگہ نماز کے لئے بنائی گئی ہو تو اس میں بھی نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔

۱۲. خانہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا اس طرح مسجد کی چھت پر بلا ضرورت نماز پڑھنا۔

۱۳. مسجد میں کوئی جگہ اپنی نماز کے لئے مقرر کر لینا۔

۱۴. نماز میں بلا عذر چند قدم چلنا جبکہ پے در پے نہ ہو اگر عذر سے ہو تو مکروہ نہیں اور پے در پے تین قدم چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۵. بلا عذر جلدی میں سب سے پیچھے کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہنا اور پھر تھوڑا چل کر صف میں مل جانا اور عذر کے ساتھ ہو تو مکروہ نہیں۔

بَابُ: مَنْ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ

یہ باب جو شخص نماز ادا کرے اور اس کے اور قبلے کے درمیان کوئی چیز ہو

956- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَأَعْتِرَاضِ الْجِنَازَةِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ رات کے وقت نماز ادا کر رہے ہوتے تھے حالانکہ میں

آپ ﷺ کے اور قبلے کے درمیان چوڑائی کی سمت میں یوں لیٹی ہوئی ہوتی تھی جس طرح جنازہ پڑا ہوتا ہے۔

شرح

جنازے کی مثال دے کر اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہوتے تھے میں

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی گوشے وغیرہ میں نہیں پڑی رہتی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پوری طرح لیٹی رہتی تھی اور اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے تھے۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں نمازی کے آگے عورت کے آجانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

957- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَمْرِو بْنِ مَعْيَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّادُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَاشِهَا بِحِجَالٍ مَسْجِدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

• سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں ان کا بستر نبی کریم ﷺ کے سجدے کے مقام کے مقابل ہوتا تھا۔

958- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا بِحَدِّهِ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ

• سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نماز ادا کر رہے ہوتے تھے اور میں آپ ﷺ کے سامنے ہوتی تھی جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تھے تو بعض اوقات آپ ﷺ کا کپڑا مجھ پر آ جاتا تھا۔

959- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي أَبُو الْمُقَدَّامِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ خَلْفَ الْمُتَحَدِّثِ وَالنَّائِمِ

• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے بات چیت کرتے ہوئے شخص یا سونے والے شخص کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی جائے۔

بَابُ: النَّهْيُ أَنْ يُسْبِقَ الْإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

یہ باب امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جانے کی ممانعت کے بیان میں ہے

960- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُنَا أَنْ لَا نُبَادِرَ الْإِمَامَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَإِذَا

957: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 4139

958: أخرجه البخاري في "الصحیح" رقم الحديث 333: ورم الحديث 379: ورم الحديث 517: ورم الحديث 518: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث:

1502: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 656

959: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 694: أخرجه ابن ماجه في "السنن" رقم الحديث 1181

960: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

كَبُرَ فَكَبَرُوا وَإِذَا سَجَدَ فَلَا سَجْدُوا

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی تھی کہ ہم امام سے پہلے رکوع میں نہ جائیں جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کو جب وہ سجدے میں جائے تو تم سجدے میں جاؤ۔

961- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَمُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْنَادٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْشَى اللَّهَ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”کیا وہ شخص جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے وہ اس بات سے ڈرتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے۔“

شرح

جو آدمی نماز کے ارکان امام کے ساتھ ادا نہیں کرتا بلکہ امام سے پہلے ہی ادا کر لیتا ہے مثلاً رکوع و سجود سے امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں مذکورہ بالا حدیث سخت ترین وعید ہے۔ گو علماء لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے گدھے کی مانند کم فہم و عقل کر دے گا کیونکہ تمام جانوروں میں گدھا ہی سب سے زیادہ کم فہم ہوتا ہے لہذا یہ مسخ حقیقی نہیں ہوگا بلکہ مسخ معنوی ہوگا تاہم علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کو اپنے حقیقی معنی پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس امت میں بھی مسخ ممکن ہے جیسا کہ ”باب اشراط الساعة“ میں مذکور ہے اور اس کے مؤید ایک روایت ہے کہ یہ الفاظ ہیں کہ ان محول اللہ صورتہ حمار یعنی اللہ تعالیٰ اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کی صورت کو گدھے جیسی صورت کر دے۔ خطاب فرماتے ہیں کہ اس امت میں بھی مسخ جائز ہے لہذا اس حدیث کو اس کے حقیقی معنی پر محمول کرنا جائز ہے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مسخ خاص ہے اور امت کے لئے جو مسخ مستثنیٰ ہے وہ مسخ عام ہے چنانچہ احادیث صحیحہ سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

امام سے پہلے رکوع میں جانے اور مسخ صورت کے واقعہ کا بیان

سرخ صورت کی ایک عبرت ناک مثال علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ بالا قول کی تائید ایک عبرت ناک واقعہ سے بھی ہوتی ہے جو ایک جلیل القدر محدث سے منقول ہے کہ وہ طلب علم اور حصول حدیث کی خاطر دمشق کے ایک عالم کے پاس پہنچے جو اپنے علم و فضل کی بناء پر بہت مشہور تھا انہوں نے اس عالم سے درس لینا شروع کیا مگر حصول علم کے دروان یہ واقعہ طالب علم کے لئے بڑا حیرتناک بنا رہا کہ استاد پوری مدت کبھی بھی ان کے سامنے نہیں آیا درس کے وقت استاد اور شاگرد کے درمیان ایک پردہ حائل رہتا تھا ان کو اس کی بڑی خواہش تھی کہ کم سے کم ایک مرتبہ اپنے استاد کے چہرے کی زیارت تو کریں۔ چنانچہ جب انہیں اس عالم کی خدمت

میں رہتے ہوئے بہت کافی عرصہ گزر گیا تو اس نے یہ محسوس کر لیا کہ طالب علم حصول حدیث کے شوق اور تعلق شیخ کے بھرپور جذبات کا پوری طرح حامل ہے تو استاد نے ایک دن درمیان میں حائل پردہ کو اٹھایا ان کی حیرت اور تعجب کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ جو جلیل القدر عالم اور ان کا استاد جس کے علم و فضل کی شہرت چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اپنے انسانی چہرے سے محروم ہے بلکہ اس کا من گدھے جیسا ہے استاد نے شاگرد کی حیرت اور تعجب کو دیکھتے ہوئے جو بات کہی اسے سنئے اور اس سے عبرت حاصل کیجئے۔ اس نے کہا اے میرے بیٹے! نماز کے ارکان ادا کرنے کے سلسلہ میں امام پر پھل کرنے سے بچنا میں نے جب یہ حدیث سنی کہ ”کیا جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے جیسا کر دے“ تو مجھے بہت تعجب ہوا اور میں نے اسے بعید از امکان تصور کیا چنانچہ (یہ میری بد قسمتی کہ میں نے تجربہ کے طور پر) نماز کے ارکان ادا کرنے کے سلسلہ میں امام پر پھل کی جس کا نتیجہ میرے بیٹے اس وقت تمہارے سامنے ہے کہ میرا چہرہ واقعی گدھے کے چہرے جیسا ہو گیا۔ بہر حال ملا علی قاری اس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد راصل شدید تہدید اور انتہائی وعید کے طور پر ہے یا یہ کہ ایسے آدمی کو بردخ اور دوزخ میں اس عذاب کے اندر مبتلا کیا جائے گا۔“

962- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُحَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَيْفَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ دَارِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَقَدْ بَدَأْتُ فَإِذَا رَكَعْتُ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعْتُ فَارْفَعُوا وَإِذَا سَجَدْتُ فَاسْجُدُوا وَلَا إِلَيْنَ رَجُلًا يَسْقِيَنِي إِلَى الرُّكُوعِ وَلَا إِلَى السُّجُودِ

• حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”میں اب بھاری بھر کم ہو گیا ہوں جب میں رکوع میں جاؤں تو تم رکوع میں جاؤ جب میں اٹھ جاؤں تو تم اٹھ جاؤ جب میں سجدے میں جاؤں تو تم سجدے میں جاؤ اور میں کوئی ایسا شخص نہ پاؤں جو مجھ سے پہلے رکوع میں یا مجھ سے پہلے سجدے میں چلا جائے۔“

963- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ ابْنِ مُعَيَّرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبَادِرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ لَمَهْمَا أَسْبَقَكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ وَمَهْمَا أَسْبَقَكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ إِنِّي لَقَدْ بَدَأْتُ

• نہت • یہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”مجھ سے پہلے رکوع یا سجدے میں نہ چلے جاؤ رکوع میں جاتے ہوئے تم سے پہلے جو میں جاتا ہوں تم اسے اس وقت پا لیتے ہو جب میں اٹھتا ہوں اور سجدے میں جاتے ہوئے تم سے پہلے جو میں جاتا ہوں تو تم مجھے اس وقت پا لیتے ہو جب میں اٹھتا ہوں اب میرا وزن کچھ زیادہ ہو گیا ہے۔“

بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب نماز میں امور مکروہ کے بیان میں ہے

964- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ابْنِ رَهِيمٍ الدَّمَشَقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَدَيْنِكَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَدَيْرِ التَّيْمِيُّ عَنِ الْأَعْوَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ يُكْثِرَ الرَّجُلُ مَسْحَ جَبْهَتِهِ قَبْلَ الْفَرَاعِ مِنْ صَلَاتِهِ

• • حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”زیادتی میں یہ چیز بھی شامل ہے آدمی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنی پیشانی کو زیادہ مرتبہ صاف کرے۔“

965- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي اسْحَقَ وَاسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَفْقَعُ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ

• • حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”نماز کے دوران تم اپنی انگلیوں کو نہ چٹاؤ۔“

966- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ سَفِيَّانُ بْنُ زِيَادٍ الْمُؤَدَّبُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيَ الرَّجُلُ فَاهُ فِي الصَّلَاةِ

• • حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے آدمی نماز کے دوران اپنے چہرے کو ڈھانپ لے۔

967- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا قَدْ شَبَّكَ أَصَابِعَهُ فِي الصَّلَاةِ فَفَرَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ

964: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

965: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

966: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

967: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 386

• حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے نماز کے دوران اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کی ہوئی تھیں تو نبی کریم ﷺ نے اس کی انگلیوں کو کھلوا دیا۔

• حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَأَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَنَاسَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ وَلَا يَغْوَى لِإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْهُ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کسی شخص کو جماعی آئے تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے اور جماعی کی آواز پیدا نہ کرے کیونکہ شیطان اس حرکت پر ہنس دیتا ہے۔

• حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْقُضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ شَرِيكَ عَنْ أَبِي الشَّيْطَانِ عَنْ عِدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَزَاقُ وَالْمُتَعَاطُ وَالْحَبْضُ وَالنَّعَاسُ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ

• عدی بن ثابت اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: نماز کے دوران تھوک، بلغم، حبض اور اونگھ شیطان کی طرف سے آتے ہیں۔

نماز میں مکروہ افعال کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور نمازی کے لئے اپنے کپڑے یا بدن سے کھیلنا مکروہ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزوں کو ناپسند کیا ہے۔ اور ان میں آپ ﷺ نے نماز میں عبث کو بھی ذکر کیا ہے۔ کیونکہ عبث نماز سے باہر حرام ہے تو تیرا نماز میں کیا خیال ہے۔

اور وہ کنکریوں کو نہ پلٹے کیونکہ یہ بھی ایک عبث کام کی قسم ہے۔ لیکن جب اس کو سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو وہ ایک مرتبہ اسے برابر کر دے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر! ایک بار دو بار دو دور نہ اسے بھی چھوڑ دو۔ کیونکہ اسی میں نماز کی اصلاح ہے۔ اور وہ اپنی انگلیوں کو نہ جٹائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم انگلیوں کو نہ جٹاؤ جب تم حالت نماز میں ہو۔ اور تحصر بھی نہ کرے اور تحصر یہ ہے کہ ہاتھوں کو کوکھ پر رکھنا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تحصر کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ترک سنت ہوتا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

بَابُ: مَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

یہ باب جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اور وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں

970- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْأَفْرِيقِيِّ عَنْ عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلَاةُ الرَّجُلِ يَوْمَ الْقَوْمِ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَالرَّجُلُ لَا يَأْتِي الصَّلَاةَ إِلَّا دِبَارًا يَعْنِي بَعْدَ مَا يَقُوتُهُ الْوَقْتُ وَمَنْ اغْتَبَدَ مُحَرَّرًا

•• حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے ایک وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں ایک وہ شخص جو وقت گزرنے کے بعد نماز ادا کرنے کے لیے آئے (راوی کہتے ہیں یعنی اس وقت جب اس نماز کا وقت فوت ہو چکا ہو) اور وہ شخص جو کسی آزاد شخص کو غلام بنائے۔“

971- حَدَّثَنَا مُسْعِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هُرَاجٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَزْهَبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا تَرْفَعُ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُءُوسِهِمْ شَبْرًا رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَرَزَوُجُهَا عَلَيْهَا مَسَاحُطٌ وَأَخْوَانٌ مُتَصَارِمَانِ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”تین طرح کے لوگوں کی نماز ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی ایک وہ شخص جو کسی قوم کو نماز پڑھائے اور وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں ایک وہ عورت جو ایسی حالت میں رات بسر کرے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض رہا ہو اور دوا ایسے بھائی جو ایک دوسرے سے لافعلی اختیار کیے ہوئے ہوں۔“

بَابُ: الْأَثْنَانِ جَمَاعَةً

باب 83- دو آدمی بھی جماعت ہوتے ہیں

972- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَلَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَمْرٍو بْنِ جَرَادٍ عَنْ أَبِي مُوسَى

الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ

•• حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

970: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 593

971: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

972: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

”دو یا اس سے زیادہ لوگ جماعت ہوتے ہیں۔“

873- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَبْدٍ الْمَلِكِيُّ بْنُ أَبِي الشَّوَّازِ حَدَّثَنَا هَبْدُ الْوَاحِدِيُّ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّافِعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَشَّ عَنْ خَالَتِي مَمْنُونَةَ لَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ لَقُمْتُ عَنْ بَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ

● حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ مینونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی نبی کریم ﷺ رات کے وقت اٹھ کر نماز ادا کرنے لگے تو میں آپ ﷺ کے بائیں طرف آکر کھڑا ہوا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

874- حَدَّثَنَا يَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْبُ بْنُ خَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ فَيَجُثُّ لَقُمْتُ عَنْ بَسَارِهِ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ

● حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز ادا کرنے لگے میں آگے بڑھ کر آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

875- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ وَبِئِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَصَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَلْفَنَا

● حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنی اہلیہ اور مجھے نماز پڑھائی تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا اور اس خاتون نے ہمارے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔

بَابُ: مَنْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ

یہ باب ہے کہ کس شخص کے لیے امام کے نزدیک کھڑے ہونا مستحب ہے؟

876- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَاؤًا مُفِيَّانَ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي

973: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 728

974: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

975: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1500 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 609 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 802 ورقم الحديث:

804

976: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 971 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 674 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 806 ورقم الحديث:

811

مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِهَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ لَا تَعْتَلِفُوا لَعَنَتُ لِقَائِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَخْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ أَلْدَيْنَ يَلْوَنَهُمْ ثُمَّ أَلْدَيْنَ يَلْوَنَهُمْ

• حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نماز (شروع کرنے سے پہلے) ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیر کر یہ فرماتے تھے آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آجائے گا اور میرے قریب تجربہ کار اور سمجھدار لوگ کھڑے ہوں پھر اس کے بعد وہ لوگ ہوں جو ان کے قریب کے مرتبے کے ہوں پھر وہ لوگ ہوں جو ان کے قریب کے مرتبے کے ہوں۔

977- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّهَابِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يَلْبِسَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ لِيَأْخُذُوا عَنْهُ

• حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مہاجرین اور انصار آپ ﷺ کے قریب کھڑے ہوں تاکہ آپ ﷺ سے نماز کا طریقہ سیکھ سکیں۔

978- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْهَبِ عَنْ أَبِي نَصْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخَّرًا فَقَالَ تَقَدَّمُوا فَاتَّبَعُوا بِي وَلَيَأْتِمَنَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ

• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کو دیکھا کہ وہ پیچھے ہونے کی کوشش کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا تم آگے بڑھو اور میری پیروی کرو کیونکہ تمہارے بعد والے لوگ تمہاری پیروی کریں گے۔ کچھ لوگ پیچھے ہونے کی کوشش کرتے رہتے ہیں: یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں پیچھے کر دیتا ہے۔

بَابُ: مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

یہ باب ہے کہ کون شخص امامت کا زیادہ حقدار ہے؟

منصب امامت کا بیان

شریعت میں نماز کی امامت کا بڑا اہم اور عظیم الشان کام ہے تمام مقتدیوں کی نمازوں کا ذمہ دار ہونے کی وجہ سے امام مقرر کرنے کے سلسلے میں شریعت نے کچھ شرائط مقرر کی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ اس اہم اور عظیم الشان منصب کا حامل کون آدمی ہو سکتا ہے، اس باب کے تحت اس قسم کی احادیث نقل کی جائیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ امام مقرر کرنے کے وقت کن باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری

977: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

978: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 981 أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 680 أخرجه الترمذي في "السنن" رقم الحديث: 794

ہے اور یہ کہ امامت کا استحقاق کن لوگوں کو حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ مقتدیوں کو چاہیے کہ حاضر نمازیوں میں جس آدمی میں امامت کے لائق زیادہ اوصاف ہوں اس کو امام بنائیں اگر کئی آدمی ایسے ہوں جن میں امامت کی لیاقت ہو تو کثرت رائے کا مستحق اور لائق ہو کسی غیر مستحق اور نالائق آدمی کو امام بنالیا جائے گا تو سب نمازی ترک سنت کے فتنے میں مبتلا ہوں گے۔

(۱) امامت کا سب سے زیادہ استحقاق اس آدمی کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہری طور پر اس میں کوئی لیس و غیرہ نہ ہو اور کم سے کم بقدر قرات مسنون اسے قرآن یاد ہو۔ (۲) پھر وہ آدمی جو قرآن مجید اچھا یعنی عمدہ آواز سے قرات کے ساتھ ساتھ موافق پڑھتا ہو۔ (۳) پھر وہ آدمی جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو (۴) پھر وہ آدمی جو سب سے عمر زیادہ رکھتا ہو۔ (۵) پھر وہ آدمی جو سب سے زیادہ خلیق ہو (۶) پھر وہ آدمی جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو (۷) پھر وہ آدمی جو سب سے عمدہ لباس پہنے ہو (۸) پھر وہ آدمی جس کا سر سب سے زیادہ بڑا ہو (۹) پھر وہ آدمی جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے (۱۰) پھر وہ آدمی جو اصلی آزاد ہو (۱۱) پھر وہ آدمی جس نے حدیث اصغر سے تسبیح کیا ہو نسبت اس آدمی کے جس نے حدیث اکبر سے تسبیح کیا ہو۔ جس آدمی میں دو وصف پائے جائیں وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس آدمی کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہے۔ مثلاً وہ آدمی جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھی طرح پڑھتا ہو امامت کا زیادہ مستحق اور اہل ہے بہ نسبت اس آدمی کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو قرآن مجید اچھی طرح نہ پڑھتا ہو۔

878- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ هِشَامٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَصَاحِبَتِي فَلَمَّا ارْكَدْنَا إِلَّا نُصِرَاتُ قَالَ لَنَا إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا وَاقِيمَا وَلْيُؤَمِّكُمَا أَكْبَرُكُمْ

•• حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور میرا ایک ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ہم واپس جانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ فرمایا جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم دونوں اذان دینا اور اقامت کہنا۔ تم دونوں میں سے جو عمر میں بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔

مستحق امامت سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کی امامت وہ آدمی کرے جو "نماز کے احکام و مسائل جاننے کے ساتھ" قرآن مجید سب سے اچھا پڑھتا ہو (یعنی تجوید سے واقف ہو)۔ اور حاضرین میں سب سے اچھا قاری ہو (اگر قرآن مجید اچھا پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو) قرات مسنونہ اچھی طرح پڑھنے کے ساتھ (

979: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 628، رقم الحديث: 630، رقم الحديث: 631، رقم الحديث: 685، رقم الحديث: 819، رقم الحديث: 2848، رقم الحديث: 6008، رقم الحديث: 7246، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1533، رقم الحديث: 1534، أخرجه ابو داود فی "السنن" رقم الحديث: 589، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 205، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 633، رقم الحديث: 634، رقم الحديث: 780

سنت کا علم سب سے زیادہ رکھتا ہو۔ اگر (قرآن مجید اچھی طرح پڑھنے اور) سنت کا علم جاننے میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو (مدینہ میں) سب سے پہلے ہجرت کر کے آیا ہو اگر (علم قرات اور) ہجرت میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو عمر میں سب سے بڑا ہو اور کوئی دوسرے کے ملائے میں امامت نہ کرے (یعنی دوسرے مقررہ امام کی جگہ امامت نہ کرے) اور کسی کے گھر میں اس کی سند پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔ " (صحیح مسلم) اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ " (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ کوئی آدمی دوسرے کے گھر میں (اس کی اجازت کے بغیر) اگرچہ وہ صاحب خانہ سے افضل ہی کیوں نہ ہو) امامت نہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1085)

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ کا حکم بالسنۃ میں سنت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں محد صحابہ میں جو آدمی احادیث زیادہ جانتا تھا وہ بڑا فقیہ مانا جاتا تھا حضرت امام احمد اور امام ابو یوسف کا عمل اسی حدیث پر ہے، یعنی ان حضرات کے نزدیک امامت کے سلسلہ میں قاری عالم پر مقدم ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ حضرت امام محمد حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ زیادہ علم جاننے والا اور فقیہ امامت کے سلسلے میں بڑے قاری پر مقدم ہے کیونکہ علم قرات کی ضرورت تو نماز کے صرف ایک ہی رکن میں (یعنی قرات کے وقت ہوتی ہے، برخلاف اس کے کہ علم کی ضرورت نماز کے تمام ارکان میں پڑتی ہے) جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم پر سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا مقدم ہے اس کا جواب ان حضرات کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ قاری ہوتے تھے وہی سب سے زیادہ علم والے بھی ہوتے تھے کیونکہ وہ لوگ قرآن کریم مع احکام کے سیکھتے تھے اسی وجہ سے احادیث میں قاری کو عالم پر مقدم رکھا گیا ہے اور اب ہمارے زمانے میں چونکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اکثر قاری مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لئے ہم عالم کو قاری پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان حضرات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت ابو بکر صدیق سے لوگوں کو نماز پر حوائی باوجود اس کے کہ وہ قاری نہ تھے بلکہ سب سے زیادہ علم والے تھے حالانکہ اس وقت ان سے زیادہ بڑے بڑے موجود تھے۔

فائدہ ہم ہجرت کے بارے میں ابن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل ہجرت چونکہ متروک ہے اس لئے اب یہاں حقیقی ہجرت کے بجائے معنوی ہجرت (یعنی گناہوں اور برائیوں سے ترک) کا اعتبار ہوگا یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے علم اور قرات میں برابری کے بعد پرہیزگاری کو مقدم رکھا ہے یعنی اگر وہ آدمی ایسے جمع ہوں جو عالم بھی ہوں اور قاری بھی ہوں تو ان دونوں میں سے امامت کا مستحق وہ آدمی ہوگا جو دوسرے کی بہ نسبت زیادہ پرہیزگاری کے وصف کے حامل ہوگا۔

اس حدیث میں امامت کے صرف اتنے ہی مراتب ذکر کئے گئے ہیں لیکن علماء نے کچھ اور مراتب ذکر کئے ہیں چنانچہ اگر عمر میں بھی سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہو اگر اخلاق میں بھی سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو اچھے چہرے والا ہو یعنی خوبصورت ہو اگر خوبصورتی میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو سب سے عمدہ لباس پہنے ہوئے ہو یا سب سے زیادہ شریف النسب ہو اگر تمام اوصاف میں سب برابر ہوں تو اس صورت میں بہتر شکل یہ ہے کہ

قرعہ ڈالا جائے جس کا نام نکل آئے وہ امامت کرے یا پھر قوم جسے چاہیے اپنا امام مقرر کرے اور اس کے پیچھے نماز پڑھے۔
 حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی سلطنت و علاقے میں امامت نہ کرے اسی طرح
 ایسی جگہ بھی امامت نہ کرے جس کا مالک کوئی دوسرا آدمی ہو جیسا کہ دوسری روایت کے الفاظ فی محلہ سے ثابت ہوا۔ لہذا اس سے
 معلوم ہوا کہ اگر کسی مقام پر حاکم وقت امامت کرتا ہے یا حاکم وقت کی جانب سے مقرر شدہ اسی کا نائب جو امیر اور خلیفہ کے ہی حکم
 میں ہوتا ہے امامت کے فرائض انجام دیتا ہے تو کسی دوسرے آدمی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ سبقت کر کے امامت کرے
 خاص طور پر عیدین اور جمعہ کی نماز میں تو یہ بالکل ہی مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح جس مسجد میں امام مقرر ہو یا کسی مکان میں صاحب
 خانہ کی موجودگی میں مقررہ امام اور صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر امامت کی طرف سبقت کرنا کسی دوسرے آدمی کا حق نہیں ہے
 کیونکہ اس طرح امور سلطنت میں انحطاط آپس میں بعض و عناد ترک ملاقات، افتراق و اختلاف اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھلتا ہے اور
 جب کہ جماعت کی مشروعیت ہی انہیں غیر اخلاقی چیزوں کے سد باب کے لئے ہوئی ہے چنانچہ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن عمر
 رضی اللہ عنہ کا یہ رویہ قابل تقلید ہے کہ وہ اپنے فضل و شرف اور علم و تقویٰ کے باوجود حجاج بن یوسف جیسے ظالم و فاسق کے پیچھے نماز
 پڑھتے تھے۔

980- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ
 أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَوْمِ
 أَقْرَبُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانَتْ قِرَائَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَوْمَتُهُمْ أَقْلَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانَتْ الْهِجْرَةُ سَوَاءً
 فَلْيَوْمَتُهُمْ أَكْبَرُهُمْ مِنَّا وَلَا يَوْمَ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِيمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا
 بِإِذْنِ أَوْ بِإِذْنِهِ

● حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو
 اللہ کی کتاب کی سب سے زیادہ اچھی قرأت کر سکتا ہو اگر وہ لوگ قرأت میں برابر ہوں تو ان کی امامت وہ شخص کرے
 جس نے ہجرت پہلے کی ہو۔ اگر وہ ہجرت کے حوالے سے برابر ہوں تو امامت وہ شخص کرے جس کی عمر زیادہ ہو اور
 کوئی شخص کسی دوسرے کے گھر میں یا اس کے غلبے کے مقام میں اس کی امامت نہ کرے اور اس کے گھر میں اس کے
 بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر نہ بیٹھے البتہ اجازت کے ساتھ۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کی اجازت کے ساتھ
 ایسا کر سکتا ہے۔

شرح

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب (نماز پڑھنے کے لئے) تین

980: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1530، ورقم الحديث: 1531، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 582، ورقم الحديث:

583، ورقم الحديث: 584، أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث: 235، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 779، ورقم الحديث: 782

آدی (جمع) ہوں تو ان میں سے ایک امام بن جائے اور ان میں سے امامت کا زیادہ مستحق وہ ہے جو زیادہ تعلیم یافتہ ہو۔"

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1086)

تین آدمیوں کی قید اتفاقی ہے تین سے کم یا زیادہ ہونے کی شکل میں بھی یہی حکم ہے کہ ان میں سے ایک امام بن جائے اور ہائی مقتدی علامہ طبری فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ کرام کا ایک بڑا حصہ طے کر چکے تھے جب اسلام کی سعادت سے مشرف ہوئے اس وجہ سے وہ لوگ قرآن پڑھنے سے پہلے علم دین سیکھتے تھے لیکن بعد میں یہ صورت نہ رہی بلکہ اب تو لوگ عمر کے ابتدائی حصے میں علم دین حاصل کرنے سے پہلے قرآن کریم پڑھنا سیکھ لیتے ہیں۔ بہر حال۔ امامت کے سلسلے میں اچھے قاری پر اس فقیہ اور عالم کو اولیت حاصل ہوگی جو نماز کے احکام و مسائل کا علم جانتا ہو معاملات کا زیادہ علم رکھنے والا قاری پر مقدم نہیں ہو سکتا۔

باب: مَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ

یہ باب ہے کہ امام پر کیا چیز لازم ہوتی ہے؟

981- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخُو
فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبُو جَازِمٍ قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ يَقْدِمُ لِعِيَانِ قَوْمِهِ يُصَلُّونَ بِهِمْ فَيَقِيلُ لَهُ
تَفَعَّلْ وَلَكَ مِنَ الْقَدَمِ مَا لَكَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْإِمَامُ ضَامِنٌ
فَإِنْ أَحْسَنَ فَلَهُ وَلَهُمْ وَإِنْ أَسَاءَ يَعْنِي فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ

ابو حازم بیان کرتے ہیں: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے نوجوان لوگوں کو آگے کر دیتے تھے تاکہ وہ ان لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان سے کہا گیا آپ ایسا کرتے ہیں: حالانکہ آپ کو آگے ہونے کا زیادہ حق ہے آپ ایسا کیوں کرتے ہیں: تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے امام ضامن ہوتا ہے اگر وہ اچھائی کرتا ہے تو اسے اس کا ثواب ملے گا اور لوگوں کو بھی اس کا ثواب ملے گا اور اگر وہ غلطی کرتا ہے تو امام پر اس کا وبال ہوگا لوگوں پر نہیں ہوگا۔

امامت میں غلطی کا وبال امام پر ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں امام نماز پڑھائیں گے چنانچہ اگر وہ نماز اچھی پڑھائیں گے تو اس کا فائدہ تمہارے لئے ہے (اور ان کے لئے بھی ہے) اور اگر انہوں نے خطا کی (بے طرح نماز پڑھائی) تو تمہیں (پھر بھی) ثواب ملے گا اور اس کا گناہ ان پر ہوگا۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1102)

اگر امام اچھی طرح اور شرعی و مسنون طریقہ سے پڑھائے گا تو ظاہر ہے کہ اس کا ثواب امام اور مقتدی دونوں ہی کو ملے گا اور

اگر امام نماز ہے قاعدہ اور غیر شرعی وغیر مسنون طریقہ سے پڑھائے گا تو اس کی ذمہ داری مقتدیوں پر نہیں ہے مقتدیوں کو تو اس صورت میں بھی ثواب ملے گا کیونکہ انہوں نے تو نماز اچھی طرح ادا کی اور جماعت میں شریک ہونے کی نیت کی البتہ امام اپنی غلطی اور غلط کامیازہ خود سہکتے گا کیونکہ اس نے نماز پڑھانے میں تقصیر کی ہے۔ اس حدیث کے ذریعے راصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو وصیت فرمائی ہے کہ بعد میں جب برے اور غلط کار حاکم پیدا ہوں گے اور امامت کریں گے تو وہ امامت کی ادائیگی میں احکام و آداب کی رعایت نہیں کریں گے۔ لہذا اس وقت تم کو چاہیے کہ اپنی نماز درست اور صحیح طریقے پر ادا کرو۔ اگر امام اچھی طرح نماز پڑھائے گا تو اس کا فائدہ امام اور مقتدی دونوں کو ہوگا ورنہ غلط نماز پڑھانے کی شکل میں مقتدیوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا غلط نماز پڑھانے کی ذمہ داری تھا امام پر ہوگی اور نقصان اسی کو ہوگا۔

882- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُمِّ غُرَابٍ عَنْ أُمِّ رَافٍ يُقَالُ لَهَا عَفِيلَةُ عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ أُمِّ عُرْشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُومُونَ سَاعَةً لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ

• سیدہ سلامہ بنت حنفیہ بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ ایک ساعت تک (ایک گھڑی تک یعنی ایک گھنٹے تک یا ایک پہر تک) کھڑے رہیں گے اور انہیں کوئی امام نہیں ملے گا جو انہیں نماز پڑھا دے۔

883- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَزِيمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ أَبِي عَالِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ خَرَجَ لِي سَفِينَةً فِيهَا عُقْبَةُ بْنُ غَامِرٍ الْجُهَنِيُّ فَحَانَتْ صَلَوةٌ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَأَمَرْنَاهُ أَنْ يُؤَمِّنَا وَقُلْنَا لَهُ إِنَّكَ أَحَقُّنَا بِذَلِكَ أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى لَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ فَالصلوة له ولهم وَمَنْ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ

• ابوعلی ہمدانی بیان کرتے ہیں: وہ ایک کشتی میں روانہ ہوئے جس میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے نماز کا وقت ہو گیا تو ہم نے ان سے درخواست کی وہ ہمیں نماز پڑھا دیں ہم نے ان سے کہا: آپ اس بارے میں ہم سے زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ آپ نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور وہ بولے: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص لوگوں کی امامت کرتا ہے اگر وہ درست نماز پڑھا دیتا ہے تو اسے بھی ثواب ملتا ہے اور لوگوں کو بھی ثواب ملتا ہے لیکن اگر اس کی نماز میں کوئی کمی آجائے تو اس کا وبال اس امام پر ہوتا ہے لوگوں پر نہیں ہوتا۔

باب: مَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ

یہ باب ہے کہ جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اسے مختصر نماز پڑھانی چاہئے

984- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُثَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ
أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا تَأْخُرُ بِي صَلَوةُ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ
فُلَانٍ لِمَا يُطْبِلُ بَنَاهَا قَالَ لِمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا
مِنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُتَقَرِّبِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَجْزِزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ
وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ

• حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں فجر کی نماز میں اس لئے شریک نہیں ہوتا کیونکہ فلاں صاحب ہمیں بڑی لمبی نماز پڑھاتے ہیں نبی کریم ﷺ غصے میں آگئے میں نے وعظ و نصیحت کے معاملے میں اس سے زیادہ کسی بھی موقع پر آپ کو اتنا غصے میں نہیں دیکھا آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ دوسروں کو متفر کرتے ہیں جس نے لوگوں کو نماز پڑھانی ہو وہ مختصر نماز پڑھائے کیونکہ اس کے پیچھے کمزور بڑی عمر کے اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔

شرح

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو آخری وصیت کی تھی وہ یہ تھی کہ "جب تم لوگوں کی امامت کرو تو انہیں ہلکی نماز پڑھاؤ۔" (مسلم)

اور کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی قوم کی امامت کرو۔ "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے دل میں کچھ کھٹک محسوس ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔" (جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ گیا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے آگے بٹھایا اور میرے سینے پر دونوں چھاتیوں کے درمیان اپنا دست مبارک رکھا پھر فرمایا کہ پشت پھیرو (میں نے اپنی پشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کر دی) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا کہ "جاؤ اور اپنی قوم کی امامت کرو اور یہ (یہ یاد رکھو) کہ جب کوئی آدمی کسی قوم کا امام بنے تو اسے چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں بوڑھے بھی ہیں اور بیمار بھی ان میں کمزور لوگ بھی ہوتے ہیں اور حاجت مند بھی ہاں جب کوئی تنہا نماز پڑھے تو اسے اختیار ہے جس طرح چاہیے پڑھے۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1103)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ارشاد انی اجد فی نفسی شیا (یعنی مجھے اپنے دل میں کچھ کھٹک محسوس ہوتی ہے) کا مطلب

984: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 90، رقم الحديث: 704، رقم الحديث: 6110، رقم الحديث: 7159، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث:

پتھا کہ میں امامت کے حقوق کی ادائیگی سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں یا کچھ دوسرے اور شبہات ہیں جو دل میں آتے ہیں یا یہ کہ امامت کے وقت میرے دل کے اندر ایک قسم کی برتری اور غرور کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیفیات کے دفعیہ کے لئے ان کے سینے اور پشت پر اپنا دست مبارک پھیرا جس کی برکت سے ان کی دل کی وہ کھٹک جاتی رہی جس کی موجودگی انہیں امامت پر آمادہ نہیں ہونے دیتی تھی۔ فاذا صلی احدکم الخ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنہا نماز پڑھنے والا اپنی نماز کے معاملے میں مختار ہے چاہے تو وہ طویل نماز پڑھے چاہے مختصر لیکن علماء لکھتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ طویل نماز پڑھے۔ اس زمانہ کے ائمہ کا معاملہ بڑا عجیب ہے جب وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں تو بہت زیادہ طوالت سے کام لیتے ہیں مگر جب تنہا نماز پڑھتے ہیں تو صرف اتنے ہی اختصار پر اکتفا کرتے ہیں جس سے نماز ادا ہو جائے۔ ائمہ کو اس طریق کار کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

985- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّكَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجِزُ وَيُثَمِّمُ الصَّلَاةَ

• • • حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ مختصر لیکن مکمل نماز ادا کیا کرتے تھے۔

986- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنَّكَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ

الْأَنْصَارِيُّ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَأَنْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا فَصَلَّى فَأَخْبَرَ مُعَاذًا عَنْهُ فَقَالَ

إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ لَهُ

مُعَاذٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرِيدُ أَنْ نَكُونَ قَتَانًا يَا مُعَاذُ إِذَا صَلَّيْتَ بِالنَّاسِ فَأَقْرَأَ

بِالشَّمْسِ وَضَعَهَا وَمَسَّحَ بِكَ الْأَعْلَى وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَأَقْرَأَ بِاسْمِ رَبِّكَ

• • • حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز

پڑھانا شروع کی تو نماز لمبی کر دی ہم میں سے ایک شخص واپس چلا گیا جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں بتایا

گیا تو وہ بولے: منافق ہے اس شخص کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے (حضرت

معاذ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: اے معاذ! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم فتنہ پیدا کرنے والے بن جاؤ؟ اے معاذ!

جب تم نے لوگوں کو نماز پڑھانی ہو تو سورہ الشمس، سورہ الاعلیٰ، سورہ الليل اور سورہ علق کی تلاوت کیا کرو۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر

آتے اور پھر اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے چنانچہ (ایک دن) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عشاء کی نماز پڑھی

اور پھر آپ اپنی قوم کی امامت کی اور (نماز میں) سورت بقرہ شروع کر دی (جب قرات طویل ہوئی تو) ایک آدمی سام نہیہ کر جماعت سے نکل آیا اور عجا نماز پڑھ کر چلا گیا لوگوں نے (جب یہ دیکھا تو اس سے کہا کہ "للائے اکیا تو منافق ہو گیا ہے" کیونکہ جماعت سے جان بچا کر نکل بھاگنا تو منافقوں ہی کا کام ہے) اس نے کہا "نہیں اللہ کی قسم (میں منافق نہیں ہوا ہوں) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حقیقت حال بیان کروں گا" چنانچہ وہ آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! ہم اونٹوں والے ہیں، دن کو کام کرتے ہیں (یعنی) اونٹوں کے ذریعے پانی کھینچ کر درختوں کی آبپاشی کرتے ہیں اور دن بھر محنت و مشقت میں لگے رہتے ہیں) معاذ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر آئے اور ہمیں نماز پڑھائی اور سورت بقرہ شروع کر دی (جیسا قرات ہونے اور اپنے تھکے ہوئے ہونے کی وجہ سے میں بد دل ہو گیا) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "معاذ! کیا تم فتنے پیدا کرنے والے ہو؟" (یعنی کیا تم لوگوں سے جماعت ترک کرنا نہیں دین سے بیزار اور فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہو؟ بہتر یہ ہے کہ) تم سورت والشمس وضحیٰ سورت والضحیٰ سورت واللیل اذالمشیٰ اور سورت سج اسم ربک الاعلیٰ پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول: حدیث نمبر 797)

یہ آدمی نعوذ باللہ جماعت یا نماز سے متنفر نہیں ہوا تھا بلکہ چونکہ دن بھر کی محنت و مشقت کی وجہ سے تھکا ماندہ تھا اس لئے جب قرات لمبی ہوئی اور نماز نے طوالت اختیار کی تو یہ مجبور ہو کر جماعت سے نکل آیا اور اپنی نماز تہا پڑھ لی۔ اسی وجہ سے جماعت سے نکلے ہوئے باوجود اس کے کہ سلام پھیرنے کا کوئی موقع نہ تھا اس نے سلام پھیرا کیونکہ اس نے سوچا کہ نماز سے سلام پھیر کر نکلے تاکہ کم سے کم نماز پوری ہونے کی مشابہت تو ہو ہی جائے۔

ایک دوسری روایت میں سج اسم ربک الاعلیٰ کے بعد کچھ اور سورتیں بھی ذکر کئی گئی ہیں مثلاً اذالسما انفطرت اذالسما انشقت اور سورت بروج و سورت طارق۔ حضرات شوافع نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ فرض نماز پڑھنے والے کو نفل نماز پڑھنے والے کی اقتدا کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت معاذ ابن جبل جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے تو ان کی فرض نماز ادا ہو جاتی تھی اور اپنی جماعت کے ساتھ جو نماز پڑھتے تھے نفل رہتی تھی اور ان کے مقتدیوں کی نماز فرض ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو جائز رکھا انہیں اس عمل سے منع نہیں کیا۔ علماء حنفیہ کے نزدیک چونکہ فرض نماز پڑھنے والے کے لئے نفل نماز پڑھنے والے کی امامت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اس لئے حضرات شوافع کو جواب دیا جاتا ہے کہ "نیت ایک ایسی چیز ہے جس پر کوئی دوسرا آدمی مطلع نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ خود نیت کرنے والا یہ نہ بتائے کہ اس نے کیا نیت کی تھی۔ لہذا یہ غالب ہے کہ حضرت معاذ ابن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہ نیت فرض نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقہ نماز سیکھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی برکت و فضیلت حاصل کرنے خیر تہمت نفاق سے بچنے کی خاطر بہ نیت نفل نماز پڑھتے ہوں پھر اپنی قوم کے پاس آ کر انہیں فرض نماز پڑھاتے ہوں گے تاکہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں لہذا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو اس صورت پر محمول کرنا اولیٰ ہے کیونکہ یہ شکل تو بالاتفاق سب علماء کے نزدیک جائز ہے بخلاف پہلی شکل کے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

امام کو مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام کے لئے طعیف و کمزور مقتدیوں کی رعایت کے پیش نظر نماز میں تخفیف کرنا سنت ہے اگر اسے اس بات کا احساس ہو کہ مجھے مقتدی طعیف و کمزور ہیں یا دن بھر کی محنت و مشقت سے تھکے ماندے ہیں یا نہیں کوئی دوسری مجبوری و تکلیف لاحق ہے تو اسے نماز بھلی بھلکی پڑھانی چاہئے اتنی لمبی قرات نہ کرنی چاہئے جس سے ضعیف و کمزور لوگ تکلیف و پریشانی محسوس کریں اور اس بناء پر جماعت کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

987- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي حَلْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَنْدٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّيْخِرِ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ يَقُولُ كَانَ الْيَوْمَ مَا عَمِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَمَرَنِي عَلَى الطَّلَافِ قَالَ لِي يَا عُثْمَانُ تَجَاوَزْ فِي الصَّلَاةِ وَاقْدِرْ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ وَالسَّقِيمَ وَالْبَعِيدَ وَذَا الْحَاجَةِ

•• حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے جب مجھے طائف کا امیر مقرر کیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے آخری عہد یہ لیا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! نماز کو مختصر پڑھنا اور سب سے کمزور شخص کا خیال رکھنا کیونکہ لوگوں میں بڑی عمر کے لوگ، کم سن لوگ، بیمار لوگ، دور سے آنے والے لوگ اور کام کاج والے لوگ بھی ہوتے ہیں۔

988- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ الْيَوْمَ مَا قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا فَاخْفِ بِهِمْ

•• حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے سب سے آخر میں مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ جب تم لوگوں کی امامت کرو تو انہیں مختصر نماز پڑھانا۔

بَابُ: الْإِمَامُ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ إِذَا حَدَّثَ أَمْرٌ

یہ باب ہے کہ جب کوئی ضرورت پیش آجائے تو امام نماز مختصر کر دے

989- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا دُخُلَ فِي الصَّلَاةِ وَإِنِّي أُرِيدُ إِطْلَاقَهَا فَاسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاتَجَوَّزْ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ لَوْ جِدَّ أُمِّي بِبُكَائِهِ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب میں نماز شروع کرنے

987: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 531، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 671

988: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1051

989: أخرجه البخاری في "الصحيح" رقم الحديث: 709، رقم الحديث: 710، أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1056

لگتا ہوں تو میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ میں طویل ادا کروں گا۔ لیکن پھر جب مجھے کسی بچے کی رونے کے آواز سنائی دیتی ہے تو میں اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے اندازہ ہے کہ اس کی ماں کو اس کے رونے کی وجہ سے کتنی پریشانی محسوس ہوتی ہے۔

990- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ الْحَرَّائِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُلَاقَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاتَجَوَّزُ فِي الصَّلَاةِ

•• حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”میں بعض اوقات کسی بچے کے رونے کی آواز کو سن کر نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔“

991- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ابِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَيَشْرُ بْنُ بَكْرِ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَقُومُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَطْوَلَ فِيهَا فَاسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاتَجَوَّزُ كَرَاهِيَةً أَنْ يُشُقَّ عَلَى أَبِيهِ

•• حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں میں جب نماز شروع کرتا ہوں تو ارادہ یہ ہوتا ہے کہ لمبی نماز پڑھوں گا لیکن پھر مجھے (اپنی مقتدیوں میں سے کسی عورت کے) بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں اس بات کو نا پسند کرتے ہوئے کہ اس کی والدہ کو پریشانی میں مبتلا کروں۔

بَابُ: إِقَامَةِ الصُّفُوفِ

یہ باب صفیں درست کرنے کے بیان میں ہے

992- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السُّوَّائِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ قُلْنَا وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتَمَوْنَ الصُّفُوفَ الْأُولَى وَيَتَرَاوُونَ فِي الصَّفِّ

•• حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا تم اس طرح صف نہیں

990: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

991: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 707، رقم الحديث: 868، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 789، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث:

992: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 967، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 661، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 815

بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں صف قائم کرتے ہیں:-

راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں کیسے صف بناتے ہیں؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں: اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر صف میں کھڑے ہوتے ہیں:-

993- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبِي وَبَشَرُ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: صفیں درست رکھو کیونکہ صفیں درست کرنا نماز مکمل کرنے کا حصہ ہے۔

994- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا يَمَالُكُ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ الشَّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي الصَّفَّ حَتَّى يَجْعَلَهُ مِثْلَ الرُّمَحِ أَوْ الْقِدْحِ قَالَ فَرَأَى صَدْرُ رَجُلٍ نَائِبًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وَجْهِكُمْ

•• حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ صفوں کو سیدھا کیا کرتے تھے یہاں تک کہ صف کو نیزے یا تیر کی طرح (بالکل سیدھا کر دیتے تھے)

راوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے سینے کو آگے لکھا ہوا دیکھا تو ارشاد فرمایا تم لوگ اپنی صفوں کو درست رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا۔

شرح

چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرما دے گا، کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے درمیان بھوٹ ڈال دے گا، جس کی وجہ سے افتراق و انتشار عام ہو جائے گا، اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کے حقیقی معنی مراد ہیں، یعنی تمہارے چہروں کو کندی کی طرف پھیر کر انہیں بدل اور بگاڑ دیگا۔

"اختلاف نہ کرو" کا مطلب یہ ہے کہ صف میں برابر کھڑے ہو کسی کا کندھا آگے پیچھے نہ رہے، کیونکہ روحانی طور پر اس کا اثر دلوں پر پڑے گا، اور صفوں میں آگے پیچھے ہونے سے لوگوں کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا، جس سے مسلمانوں کی قوت و شوکت کمزور ہو جائے گی، اور دشمن کا تسلط و غلبہ بڑھے گا، اس سے معلوم ہوا کہ امام کو صفوں کی درستگی کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے، نیز

993: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 723 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 974 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 668

994: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 978 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 663 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث:

227 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 809

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کے ساتھ پہلی صف میں وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم و فضل اور عقل و دانش میں ممتاز ہوں، پھر وہ جوان سے کم ہوں، پھر وہ جوان سے کم ہوں۔

995- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ وَمَنْ سَلَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت نازل کرتے ہیں جو صفوں کو ملا کر رکھتے ہیں اور (جو شخص صف کے درمیان میں) کشادگی کو بند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس عمل کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے۔

شرح

عرب میں تیر کی ہمواری اور سیدھا پن اس قدر مشہور تھا کہ دوسری چیزوں کے سیدھے پن اور ہمواری کو بھی تیر سے تشبیہ دیا کرتے تھے اس طرح گویا تیر بھی ان صفوں سے سیدھا کیا جاتا تھا۔ "یہ جملہ کسی چیز کی ہمواری اور سیدھے پن کے لئے مثل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ تیروں کے ذریعہ دوسری چیزوں کو سیدھا اور برابر کرتے ہیں اور یہاں یہ مبالغے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے کہ صفیں اس قدر سیدھی اور ہموار ہوتی تھیں کہ تیر بھی ان کے ذریعہ سیدھے کئے جاسکتے تھے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ عبارت اپنے عکس پر محمول ہے لہذا اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا صفیں تیروں کے ذریعہ برابر کرتے تھے" حدیث کے آخری جملے کا مطلب مولانا مظہر نے یہ بیان کیا ہے کہ ظاہری ادب و فرمانبرداری نہیں کر دے تو تمہاری یہ ظاہری نافرمانی تمہارے باطن یعنی دلوں کے اختلاف کی طرف تمہیں پہنچائے گی۔ جو آگے چل کر آپس کے بغض و عناد اور کدورت و عداوت کا سبب بن جائے گی اور پھر قلوب کے یہ اختلاف اور یہ باطنی بری خصلتیں تمہاری ظاہری زندگی میں بھی اس طرح سرایت کر جائیں گی کہ تمہارے درمیان بغض و عداوت پیدا ہو جائے گی چنانچہ تم میں سے ہر آدمی ایک دوسرے سے اعراض کرے گا اور کسی کے دل میں کسی کے لئے ہمدردی کا کوئی جذبہ باقی نہ رہ جائے گا بہر حال حدیث کا حاصل یہ ہے کہ صفوں کو سیدھا اور ہموار رکھنے کی بڑی اہمیت ہے جب جماعت کھڑی ہو تو ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو صف کے برابر کر لے اور ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ کھڑا ہونا چاہیے، اگر صف سیدھا کرنے کے اس حکم کی پیروی نہیں کی جائے گی تو جان لو کہ رب قدوس اس کی سزا تمہیں یہ دے گا کہ تمہارے درمیان بغض و نفرت پیدا ہو جائے گی جس سے تمہارے معاشرتی و سماجی امن و سکون کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔

بَابُ: فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ

یہ باب اگلی صف والوں کی فضیلت میں ہے

صفوں کو برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے جماعت میں کھڑے ہوں تو صف بندی اس طرح کریں کہ

آپس میں بالکل مل کر کھڑے ہوں تاکہ ایک دوسرے کے درمیان خلا نہ رہے اور آگے پیچھے ہٹ کر کھڑے نہ ہوں بلکہ برابر کھڑے رہیں اگر سنی صلیبیں ہوں تو وہ اس طرح قائم کی جائیں کہ ایک دوسری صف کے درمیان شروع سے لے کر آخر تک یکساں فرق رہے ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ سے تو دونوں صفوں کا درمیانی فاصلہ کم ہو اور کسی جگہ سے زیادہ۔ اس باب کے تحت جو احادیث نقل کی جائیں گی ان سے صفوں کو برابر کرنے کی اہمیت و تاکید معلوم ہوگی اور صف بندی کے جو مسائل و احکام ہیں وہ واضح ہوں گے۔

پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ دعائے مغفرت ہونے کا بیان

996- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنبَانَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمَقْدَمِ ثَلَاثًا وَالثَّانِي مَرَّةً

•• حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے پہلی صف کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی ہے اور دوسری صف کے لیے ایک مرتبہ کی ہے۔

997- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ مُصَرِّفٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْسَجَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ

•• حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر (خاص) رحمت نازل کرتے ہیں۔“

پہلی صف والوں کی فضیلت کا بیان

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف (والوں) پر رحمت بھیجتے ہیں“ (یہ سن کر) صحابہ کرام نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! دوسری صف (والوں) پر بھی (یعنی اس طرح فرمائے کہ پہلی اور دوسری صف پر رحمت بھیجتے ہیں مگر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مرتبہ بھی دوسری صف کا ذکر نہیں کیا بلکہ) فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں“ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری صف پر بھی فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر یہی فرمایا) کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دوسری صف پر بھی فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دوسری صف پر بھی (اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ”اپنی صفوں کو برابر کو اپنے کندھوں کو ہموار رکھو (یعنی ایک سچ اور ہموار جگہ پر کھڑا ہو اور اونچا نیچا ہو کر مت کھڑے ہو) اور اپنے بھائیوں کے ہاتھ کے آگے نرم رہو۔ (یعنی اگر کوئی

آدی کندھے پر ہاتھ رکھ کر تمہیں صف میں برابر کرے تو اس سے انکار نہ کرو بلکہ برابر ہو جاؤ، نیز صفوں میں غائبانہ اور بے وقار
شیطان خذف یعنی بھیڑ کا چھوٹا بچہ بن کر تمہارے درمیان گھس جاتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، مکتوبہ النصارى، جلد اول، حدیث نمبر: 1068)
صحابہ کے قول و عمل الٹائی میں جو عطف ہے اسے عطف تلقین فرماتے ہیں یعنی صحابہ کا مطلب یہ تھا کہ پہلی صف کی فضیلت آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی دوسری صف کی فضیلت بھی بیان فرمادیجئے کہ دوسری صف پہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے
رحمت بھیجتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ دوسری صف کو بھی پہلی صف کی صف مذکورہ میں شامل فرمادیا جس
سے معلوم ہوا کہ فضیلت کے اعتبار سے دوسری صف کا درجہ پہلی صف سے کم تر ہے۔

998- حَدَّثَنَا أَبُو نُورٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَلَّابٍ عَنْ أَبِي
رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ
لَكَانَتْ قُرْعَةً

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اگر لوگوں کو پہلی صف کے اہم
ثواب کا پتہ چل جائے تو وہ اس کے لیے قرعہ اندازی کریں۔“

999- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْيَمَنِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ
عَلْقَمَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ

• ابراہیم بن عبد الرحمن اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”بے شک اللہ تعالیٰ
اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔“

شرح

علماء نے لکھا ہے کہ صف میں امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا خواہ امام سے دور ہی کیوں نہ ہو بائیں طرف کھڑے ہونے سے خواہ
امام سے کتنا ہی نزدیک کیوں نہ ہو افضل ہے ہاں اگر صف میں بائیں طرف جگہ خالی ہو تو پھر صف کے دونوں جانب کو برابر کرنے کی
پیش نظر بائیں طرف ہی کھڑا ہونا افضل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو برابر کرنے کے بعد نماز شروع کرتے تھے۔

بَابُ: صُفُوفِ النِّسَاءِ

یہ باب خواتین کی صفوں کے بیان میں ہے

1000- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ
عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ

998: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 983

999: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”خواتین کی سب سے بہترین صف ان کی صف سے آخری صف ہے اور سب سے کم بہتر صف ان کی سب سے پہلی صف ہے اور مردوں کی سب سے بہتر صف ان کی پہلی صف ہے اور سب سے کم بہتر صف ان کی آخری صف ہے۔“

شرح

پہلی حدیث میں عورتوں کی صف کا ذکر نہ پیش نظر تھا اس لئے وہاں ثم الذین یلوہم کے الفاظ دو مرتبہ ذکر فرمائے گئے اور یہاں چونکہ عورتوں کی صف کا ذکر بھی پیش نظر تھا اس لئے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے گئے اس طرح صف کے چار درجے ہو گئے، یعنی پہلی صف میں بالغ اور صاحب عقل و فہم لوگ کھڑے ہوں اس کے بعد کی صفوں میں مراہق اور لڑکے کھڑے ہوں۔ اس کے بعد صفوں میں عنث کھڑے ہوں اور پھر آخر میں عورتوں کی صف قائم کی جائے۔

1001- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ مُقَدَّمُهَا وَشَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ مُؤَخَّرُهَا وَشَرُّهَا مُقَدَّمُهَا

• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”مردوں کی سب سے بہتر صف سب سے آگے والی اور سب سے کم بہتر صف سب سے پیچھے والی ہے اور خواتین کی سب سے بہتر صف سب سے پیچھے والی اور سب سے کم بہتر صف آگے والی ہے۔“

شرح

بہترین سے مراد ثواب کی زیادتی ہے یعنی پہلی صف والے دوسری صف والوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ثواب کے حق دار ہوتے ہیں۔ مردوں کے لئے بہترین صف پہلی صف کو اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ اس صورت میں وہ امام سے قریب ہوتے ہیں اور عورتوں سے دور اور پچھلی صف بدترین اس لئے ہوتی ہے کہ اس شکل میں امام سے دوری ہو جاتی ہے اور عورتوں سے نزدیکی۔ اس طرح عورتوں کے لئے پہلی صف اس لئے بدترین ہے کہ وہ پہلی صف میں کھڑے ہونے سے مردوں سے نزدیک ہو جاتی ہیں پچھلی صف ان کے لئے اس وجہ سے بہترین ہے کہ اس صورت میں وہ مردوں سے دور رہتی ہے۔ بہر حال حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو تو پہلی صف میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے اور عورتوں کو آخری صف میں شامل ہونے کی سعی کرنی چاہیے۔

اگلی صف نے مراد امام کے پیچھے والی صف ہے، سب سے اچھی صف پہلی صف ہے کا مطلب یہ ہے کہ دوسری صفوں کی بہ نسبت اس میں خیر و بھلائی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ جو صف امام سے قریب ہوتی ہے تو جو لوگ اس میں ہوتے ہیں وہ امام سے براہ راست مستفید ہوتے ہیں، تلاوت قرآن اور تکبیرات غنتے ہیں، اور عورتوں سے دور رہنے کی وجہ سے نماز میں خلل انداز ہونے

والے دوسووں اور برے خیالات سے عام طور سے محفوظ رہتے ہیں، اور سب سے بری صف ان مردوں کی آخری صف ہے۔ یہ ہے کہ اس میں خیر و بھلائی دوسری صفوں کی بہ نسبت کم ہے، یہ مطلب نہیں کہ اس میں جو لوگ ہوں گے وہ برے ہوں گے۔ عورتوں کی آخری صف اس لئے بہتر ہے کہ وہ مردوں سے دور ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ فتنوں سے محفوظ رہتی ہیں، اور عورتوں کی اگلی صف سب سے خراب صف اس لئے ہے کہ وہ مردوں سے قریب ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ شیطان کے دوسووں اور فتنوں سے محفوظ نہیں رہ پاتی ہیں۔

بَابُ: الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي الصَّفِّ

یہ باب صف میں موجود ستونوں کے درمیان نماز ادا کرنے میں ہے

1002- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ أَبُو طَالِبٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَأَبُو قَتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نَنْهَى أَنْ نَصِفَ بَيْنَ السَّوَارِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُطْرِدُ عَنْهَا طَرْدًا

﴿﴾ معاویہ بن قرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہمیں اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ ہم ستونوں کے درمیان صف بنائیں، ہمیں اس بات پر ڈانٹ پلائی جاتی تھی۔

شرح

ستونوں یعنی پلوں کے بیچ میں صف باندھنے سے منع کئے جاتے تھے کیونکہ ان کے بیچ میں حائل ہونے کی وجہ سے صف ٹوٹ جاتی ہے، بعضوں نے کہا: اگر جگہ کی قلت ہو تو ستونوں کے بیچ میں بھی صف کر لیں، ترمذی نے کہا: امام احمد اور اسحاق نے ستونوں کے بیچ میں صف لگانے کو مکروہ کہا ہے، اور دوسرے علماء نے اس کی اجازت دی ہے، اور اگر ایک دو آدمی ہوں تو بالاتفاق ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

بَابُ: صَلَاةِ الرَّجُلِ خَلْفَ الصَّفِّ وَخَدَهُ

یہ باب آدمی کا صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے میں ہے

1003- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مَلَاذِمُ بْنُ عَمْرِو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ صَلَّيْنَا وَرَاءَهُ صَلَاةَ أُخْرَى فَقَضَى الصَّلَاةَ فَرَأَى رَجُلًا فَرَدًّا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ قَالَ فَوَقَّفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ

1002: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1003: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

انصرفت لآل استقبل صلوٰتک لا صلوٰۃ للذی خلف الصف

حضرت علی بن شیمان رضی اللہ عنہ جو وفہ میں شامل تھے وہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ روانہ ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا ہم نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی پھر ہم نے آپ ﷺ کی اقتداء میں ایک اور نماز ادا کی جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا جس نے صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہو کر نماز ادا کی تھی۔

راوی کہتے ہیں: جب اس شخص نے نماز ادا کی تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس رکے اور ارشاد فرمایا: تم نئے سرے سے نماز ادا کرو۔ یہ کہ جو شخص صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہو کر نماز ادا کرتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اسی لیے صف میں نمازی کی نماز کے بارے میں مذاہب اربعہ

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ تشریح چونکہ پہلی صف میں جگہ خالی تھی اس کے باوجود وہ آدمی صف کے پیچھے تنہا کھڑا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بطور استحباب دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سلسلہ میں مسئلہ یہ ہے کہ جو آدمی صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا یعنی پچھلی صف میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا نمازی نہیں ہوگا۔ تو امام احمد کے مسلک کے مطابق اس کی نماز نہیں ہوگی۔ مگر حضرت امام اعظم، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم ان تینوں ائمہ کے نزدیک صف کے پیچھے تنہا پڑھنے والے کی نماز ہو جاتی ہے۔ تاہم ان حضرات کا قول یہ ہے کہ صف کے پیچھے تنہا نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنے میں اہل علم کا اختلاف ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی نماز ظاہر حدیث کی رو سے فاسد ہے، یہی قول ابراہیم حنفی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا ہے، مالک، اوزاعی اور شافعی کا کہنا ہے اس کی نماز جائز ہے، اور یہی قول اصحاب الرائے کا بھی ہے، ان لوگوں نے اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ اعادہ کا یہ حکم مستحب ہے واجب نہیں۔

1004 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ أَخَذَ بِيَدِي زِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ فَأَوْقَفَنِي عَلَى شَيْخٍ بِالرَّقَّةِ يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبُدٍ فَقَالَ صَلَّى رَجُلٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَخَذَهُ فَاَمْرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيدَ

ہلال بن یساف بیان کرتے ہیں: زیاد بن ابوجعد نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک بزرگ کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا جس کا نام حضرت وابصہ بن معبد تھا یہ ”رقہ“ کی بات ہے تو ان صاحب نے بتایا: ایک شخص نے صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز ادا کی تو نبی کریم ﷺ نے اسے دوبارہ نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔

شرح

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے کئی مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔ (۱) نفل نماز جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔ (۲) اگر

جماعت صرف دو آدمیوں کی ہو یعنی ایک امام اور ایک مقتدی۔ تو مقتدی کو امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ (۳) نماز میں تھوڑا سا عمل جائز ہے۔ (۴) مقتدی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ امام سے آگے ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہدی اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو آگے کی جانب سے پھیرنے کی بجائے اپنے پیچھے سے پھیر کر دائیں طرف لا کھڑا کیا۔ (۵) ایسے آدمی کے پیچھے اقتداء جائز ہے جس نے شروع سے امام کی نیت نہ کر رکھی ہو۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ "صورت مذکورہ میں اگر تھا مقتدی امام کے پیچھے یا بائیں طرف نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن مناسب نہیں ہے۔"

بَابُ: فَضْلِ مِیْمَنَةِ الصَّفِّ

یہ باب صف کے دائیں طرف والے حصے کی فضیلت میں ہے

1005- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مِیْمَنِ الصَّفِّ

••• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف کے دائیں طرف والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔"

شرح

علماء نے لکھا ہے کہ صف میں امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا خواہ امام سے دور ہی کیوں نہ ہو بائیں طرف کھڑے ہونے سے خواہ امام سے کتنا ہی نزدیک کیوں نہ ہو افضل ہے ہاں اگر صف میں بائیں طرف جگہ خالی ہو تو پھر صف کے دونوں جانب کو برابر کرنے کی پیش نظر بائیں طرف ہی کھڑا ہونا افضل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو برابر کرنے کے بعد نماز شروع کرتے تھے

1006- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتٍ بْنِ عُثَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِسْعَرٌ مِمَّا نَحِبُّ أَوْ مِمَّا أَحِبُّ أَنْ نَقُومَ عَنْ يَمِينِهِ

••• حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم جب نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے تو ہم اس بات کو پسند کرتے تھے (ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) میں اس بات کو پسند کرتا تھا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے دائیں طرف کھڑے ہوں۔

1007- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ أَبُو جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْكَلَابِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ

1005: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 676

1006: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث 1640 أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 615 أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث 821

بْنُ عُمَرَ الرَّقْلِيُّ عَنْ كُثَيْبِ بْنِ أَبِي سَلِيمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَسْرَةَ الْمَسْجِدِ تَعَطَّلَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمَرَ مَسْرَةَ الْمَسْجِدِ كُتِبَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ

● حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کی گئی مسجد کا بائیں طرف والا حصہ معطل ہو گیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد کے بائیں طرف والے حصے کو آباد کرے گا اسے دو گنا اجر ملے گا۔

بَاب ۹ : الْقِبْلَةُ

یہ باب قبلہ کے بارے میں ہے

مقام ابراہیم علیہ السلام اور اہل ایمان کے لئے جائے نماز کا بیان

1008 - حَدَّثَنَا الْعَمَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ السِّمْشَقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا فَرَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَوَافِ الْبَيْتِ أَتَى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا مَقَامُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ الَّذِي قَالَ اللَّهُ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِمَالِكٍ أَهَكَذَا قَرَأَ وَاتَّخِذُوا قَالَ نَعَمْ

● امام مالک امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ کا طواف کر کے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔
”تم ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز بنا لو۔“

ولید نامی راوی کہتے ہیں: میں نے امام مالک سے دریافت کیا: انہوں نے اسی طرح تلاوت کیا ہے ”تم بنا لو“ تو امام مالک نے جواب دیا: جی ہاں۔

مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنانے کا بیان

1009 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ

1007: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1008: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3969 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 856, 862 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 2961 و رقم

الحديث: 2962, 2963 و رقم الحديث: 2974

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اتَّخَذْتُ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى لَنَزَلْتُ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى
 ﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے میں نے عرض کی:
 یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنالیں تو (یہ مناسب ہوگا) تو یہ آیت نازل ہوئی۔
 ”تم لوگ مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنالو۔“

شرح

مقام ابراہیم دراصل وہ پتھر ہے جسے حضرت اسماعیل کی بیوی صاحبہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نہانے کے لیے ان کے پاؤں کے نیچے رکھا تھا، لیکن حضرت سعید بن جیر کہتے ہیں یہ غلط ہے۔ دراصل وہ یہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرات ابراہیم کعبہ بناتے تھے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ کی لمبی حدیث میں ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کر لیا تو حضرت عمر نے مقام ابراہیم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کیا یہی ہمارے باپ ابراہیم کا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں کہا پھر ہم اسے قبلہ کیوں نہ بنالیں؟ اس پر آیت نازل ہوئی ایک اور روایت میں ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کے سوال پر تھوڑی ہی دیر گزری تھی جو حکم نازل ہوا ایک اور حدیث میں ہے کہ فتح مکہ والے دن مقام ابراہیم کے پتھر کی طرف اشارہ کر کے حضرت عمر نے پوچھا یہی ہے جسے قبلہ بنانے کا ہمیں حکم ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی صحیح بخاری شریف میں ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے اپنے رب سے تین باتوں میں موافقت کی جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہی میری زبان سے نکلا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاش کہ ہم مقام ابراہیم کو قبلہ بنا لیتے تو حکم آیت (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) (2۔ البقرة: 125) نازل ہوا میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش کہ آپ امہات المؤمنین کو پردے کا حکم دیں اس پر پردے کی آیت اتری جب مجھے معلوم ہوا کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے خفا ہیں تو میں نے جا کر ان سے کہا کہ اگر تم باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ تم سے اچھی بیویاں تمہارے بدلے اپنے نبی کو دے گا اس پر فرمان بازی نازل ہوا کہ آیت (عسی ربہ) الخ اس حدیث کی بہت سی اسناد ہیں اور بہت سی کتابوں میں مروی ہے ایک روایت میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں بھی حضرت عمر کی موافقت مروی ہے آپ نے فرمایا تھا کہ اس سے فدیہ نہ لیا جائے بلکہ انہیں قتل کر دیا جائے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بھی یہی منظور تھا۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق جب مر گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازے کی نماز ادا کرنے کے لیے تیار ہوئے تو میں نے کہا تھا کہ کیا آپ اس منافق کافر کا جنازہ پڑھیں گے؟ آپ نے مجھے ڈانٹ دیا اس پر آیت (وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ) (9۔ التوبة: 84) نازل ہوئی اور آپ کو ایسوں کے جنازے سے روکا گیا۔ ابن جریج میں روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے طواف میں تین مرتبہ رمل کیا یعنی دوڑ کی چال چلے اور چار پھیرے چل کر گئے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے آ کر دو رکعت نماز ادا کی اور یہ آیت تلاوت فرمائی آیت (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) (2۔ البقرة: 125) حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ مقام ابراہیم کو آپ نے اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر

1009: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 2,4، رقم الحديث: 4483، رقم الحديث: 4916، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 2959، رقم

یہ تھا۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ بنا رہے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر دیتے جاتے تھے اور آپ کعبہ کی بنا کرتے جاتے تھے اور اس پتھر کو سرکاتے جاتے تھے۔ بین دیوار اونچی کرنی ہوتی تھی وہاں لیجاتے تھے اسی طرح کعبہ کی دیواریں پوری کیں اس کا پورا بیان حضرت ابراہیم کے واقعہ میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس پتھر پر آپ کے دونوں قدموں کے نشان ظاہر تھے عرب کی جاہلیت کے زمانہ کے لوگوں نے بھی دیکھے تھے۔ ابوطالب نے اپنے مشہور قصیدہ میں کہا ہے: **و موطی ابراہیم فی الصخر رطبہ علی قدمیہ حایا غیر ناعل** یعنی اس پتھر میں ابراہیم علیہ السلام کے دونوں پیروں کے نشان تازہ بہ تازہ ہیں جن میں جوتی نہیں بلکہ مسلمانوں نے بھی اسے دیکھا تھا حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے مقام ابراہیم میں حضرت خلیل اللہ کے پیروں کی انگلیوں اور آپ کے تلوے کا نشان دیکھا تھا پھر لوگوں کے چھونے سے وہ نشان مٹ گئے حضرت قتادہ فرماتے ہیں حکم اس کی جانب نماز ادا کرنے کا ہے تبرک کے طور پر چھونے اور ہاتھ لگانے کا نہیں اس امت نے بھی اگلی امتوں کی طرح بلا حکم الہ العالمین بعض کام اپنے ذمہ لازم کر لئے جو نقصان رساں ہیں وہ نشان لوگوں کے ہاتھ لگانے سے مٹ گئے۔ یہ مقام ابراہیم پہلے دیوار کعبہ کے متصل تھا کعبہ کے دروازے کی طرف حجر اسود کی جانب دروازے سے جانے والے کے دائیں جانب مستقل جگہ پر تھا جو آج بھی لوگوں کو معلوم ہے خلیل اللہ نے یا تو اسے یہاں رکھوا دیا تھا یا بیت اللہ بناتے ہوئے آخری حصہ بھی بنایا ہوگا اور یہیں وہ پتھر رکھا ہے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اسے پیچھے ہٹا دیا اس کے ثبوت میں بہت سی روایتیں ہیں پھر ایک مرتبہ پانی کے سیلاب میں یہ پتھر یہاں سے بھی ہٹ گیا تھا خلیفہ ثانی نے اسے پھر اپنی جگہ رکھوا دیا حضرت سفیان فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہوا کہ یہ اصلی جگہ سے ہٹایا گیا اس سے پہلے دیوار کعبہ سے کتنی دور تھا ایک روایت میں ہے کہ خود آنحضرت نے اس کی اصلی جگہ سے ہٹا کر وہاں رکھا تھا جہاں اب ہے لیکن یہ روایت مرسل ہے ٹھیک بات یہی ہے کہ حضرت عمر نے اسے پیچھے رکھا، واللہ اعلم۔

تہدیلی قبلہ کا بیان

1010- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَصُرِفَتِ الْقِبْلَةُ إِلَى الْكَعْبَةِ بَعْدَ دُخُولِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ بِشَهْرَيْنِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَكْثَرَ تَقَلُّبَ وَجْهِهِ فِي السَّمَاءِ وَعَلِمَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَهْرُبُ الْكَعْبَةَ فَصَعِدَ جِبْرِيلُ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ وَهُوَ يَصْعَدُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ يَنْظُرُ مَا يَأْتِيهِ بِهِ فَاَنْزَلَ اللَّهُ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ الْآيَةُ فَاتَّانَا ابْنُ فَقَالَ إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ صُرِفَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ صَلَّيْنَا رَكَعَتَيْنِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَنَحْنُ رُكُوعٌ فَتَحَوَّلْنَا فَبَيْنَمَا عَلَى مَا مَضَى مِنْ صَلَاتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جِبْرِيلُ كَيْفَ حَالُنَا فِي

صَلُّوْا اِلٰی بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ اِيْمَانَكُمْ

حضرت برام بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں اٹھارہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے دو ماہ بعد قبلہ کو پھیر کر کعبہ کی طرف کر دیا گیا پہلے جب نبی کریم ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرتے تھے تو آپ ﷺ اکثر آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر دیکھا کرتے تھے نبی کریم ﷺ کے دل میں جو بات تھی اللہ تعالیٰ اس سے واقف تھا کہ نبی کریم ﷺ کو خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کی آرزو ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان کی طرف بلند ہوئے تو نبی کریم ﷺ بار بار آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ کیا حکم لے کر آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔
”ہم آسمان کی طرف تمہارے چہرے کا بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔“

راوی کہتے ہیں: ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ قبلہ کو خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے راوی کہتے ہیں: ہم لوگ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے دو رکعات ادا کر چکے تھے ہم اس وقت رکوع کی حالت میں تھے تو ہم وہاں سے پھر کر (خانہ کعبہ کی طرف ہو گئے) تو جو نماز گزر چکی تھی ہم نے اسے ہی جاری رکھا۔
نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: اے جبرائیل علیہ السلام! جو نماز ہم نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی تھی اس کا کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔
”اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے وہ تمہارے ایمان (یعنی اعمال) کو ضائع کر دے۔“

شرح

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ قرآن میں قبلہ کا حکم پہلا نسخ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی یہاں کے اکثر باشندے یہود تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھنے کا حکم دیا یہود اس سے بہت خوش ہوئے۔ آپ کئی ماہ تک اسی رخ نماز پڑھتے رہے لیکن خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت قبلہ ابراہیمی کی تھی آپ اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور لگا ہی آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے بالآخر آیت (قد نری) اُنچ نازل ہوئی اس پر یہود کہنے لگے کہ اس قبلہ سے یہ کیوں ہٹ گئے جس کے جواب میں کہا گیا کہ مشرق اور مغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور فرمایا جدھر تمہارا منہ ہو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے اور فرمایا کہ اگلا قبلہ امتحانا تھا۔ اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اس پر یہ آیت اتری اور حکم ہوا کہ مسجد حرام کی طرف کعبہ کی طرف میزاب کی طرف منہ کرو جبرائیل علیہ السلام نے امامت کرائی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد حرام میں میزاب کے سامنے بیٹھے ہوئے اس آیت پاک کی تلاوت کی اور فرمایا میزاب کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہے۔

امام شافعی کا بھی ایک قول یہ ہے کہ عین کعبہ کی طرف توجہ مقصود ہے اور دوسرا قول آپ کا یہ ہے کہ کعبہ کی جہت ہونا کافی ہے اور یہی مذہب اکثر ائمہ کرام کا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں مراد اس کی طرف ہے ابو العالیہ مجاہد عکرمہ سعید بن جبیر قتادہ ربیع بن انس

ابن جریج میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیت اللہ مسجد حرام والوں کا قبلہ اور مسجد اہل حرام کا قبلہ اور تمام زمین والوں کا حرام قبلہ ہے خواہ مشرق میں ہوں خواہ مغرب میں میری تمام امت کا قبلہ یہی ہے۔ ابو نعیم میں بروایت براء مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ سترہ مہینے تک تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن آپ کو پسند امر یہ تھا کہ بیت اللہ کی طرف پڑھیں چنانچہ اللہ کے حکم سے آپ نے بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر عصر کی نماز ادا کی پھر نمازیوں میں سے ایک شخص مسجد والوں کے پاس گیا وہ رکوع میں تھے اس نے کہا میں حلفیہ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ شریف کی طرف نماز ادا کی یہ سن کر وہ جس حالت میں تھے اسی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف پھر گئے عبدالرزاق میں بھی یہ روایت قدرے کمی بیشی سے ساتھ مروی ہے نسائی میں حضرت ابوسعید بن معلیٰ سے مروی ہے کہ ہم صبح کے وقت مسجد نبوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جایا کرتے تھے اور وہاں کچھ نوافل پڑھا کرتے تھے ایک دن ہم گئے تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے کہا آج کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے میں بھی بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت (قد نرى) تلاوت فرمائی میں نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوں منبر سے اترنے سے پہلے ہی ہم اس نئے حکم کی تعمیل کریں اور اول فرمانبردار بن جائیں چنانچہ ہم ایک طرف ہو گئے اور سب سے پہلے بیت اللہ شریف کی طرف نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی منبر سے اتر آئے اور اس قبلہ کی طرف پہلی نماز ظہر ادا کی گئی۔

ابن مردویہ میں بروایت ابن عمر مروی ہے کہ پہلی نماز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف ادا کی وہ ظہر کی نماز ہے اور یہی نماز صلوٰۃ وسطیٰ ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ پہلی نماز کعبہ کی طرف عصر کی ادا کی ہوئی اسی وجہ سے اہل قبا کو دوسرے دن صبح کے وقت اطلاع پہنچی۔ ابن مردویہ میں روایت نویلہ بنت مسلم موجود ہے کہ ہم مسجد بنو حارثہ میں ظہر یا عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے ادا کر رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کسی نے آ کر قبلہ کے بدل جانے کی خبر دی۔ چنانچہ ہم نماز میں بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور باقی نماز اسی طرف ادا کی، اس گھومنے میں مرد عورتوں کی جگہ اور عورتیں مردوں کی جگہ آ گئیں، آپ کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو خوش ہو کر فرمایا یہ ہیں ایمان بالغیب رکھنے والے۔

ابن مردویہ میں بروایت عمارہ بن اوس مروی ہے کہ رکوع کی حالت میں ہمیں اطلاع ہوئی اور ہم سب مرد عورتیں بچے اسی حالت میں قبلہ کی طرف گھوم گئے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے تم جہاں بھی ہو مشرق مغرب شمال یا جنوب میں ہر صورت نماز کے وقت منہ کعبہ کی طرف کر لیا کرو۔ ہاں البتہ سفر میں سواری پر نفل پڑھنے والا جدھر سواری جارہی ہو ادھر ہی نفل ادا کرنے اس کے دل کی توجہ کعبہ کی طرف ہونی کافی ہے اسی طرح میدان جنگ میں نماز پڑھنے والا جس طرح اور جس طرف بن پڑے نماز ادا کر لے اور اسی طرح وہ شخص جسے قبلہ کی جہت کا قطعی علم نہیں وہ اندازہ سے جس طرف زیادہ دل مانے نماز ادا کر لے۔ پھر گواہی کی نماز فی الواقع قبلہ کی طرف نہ بھی ہوئی ہو تو بھی وہ اللہ کے ہاں معاف ہے۔

مسئلہ مالکیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نمازی حالت نماز میں اپنے سامنے اپنی نظریں رکھے نہ کہ سجدے کی جگہ

جیسے کہ شافعی، احمد اور ابو حنیفہ کا مذہب ہے اس لیے کہ آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ منہ مسجد الحرام کی طرف کرو اور اگر مسجد سے کی جگہ نظر جمانا چاہے گا تو قدرے جھکنا پڑے گا اور یہ تکلیف کمال خشوع کے خلاف ہوگا بعض مالکیہ کا یہ قول بھی ہے کہ قیام کی حالت میں اپنے سینہ کی طرف نظر رکھے قاضی شریک کہتے ہیں کہ قیام کے وقت سجدہ کی جگہ نظر رکھے جیسے کہ جمہور جماعت کا قول ہے اس لئے کہ یہ پورا پورا خشوع خضوع ہے۔

اوز اور ایک حدیث بھی اس مضمون کی وارد ہوئی ہے اور رکوع کی حالت میں اپنے قدموں کی جگہ پر نظر رکھے اور سجدے کے وقت ٹاک کی جگہ اور التحیات کے وقت اپنی گود کی طرف پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ یہودی جو چاہیں باتیں بنائیں لیکن ان کے دل جانتے ہیں کہ قبلہ کی تبدیلی اللہ کی جانب سے ہے اور برحق ہے کیونکہ یہ خود ان کی کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن یہ لوگ کفر و عناد اور تکبر و حسد کی وجہ سے اسے چھپاتے ہیں اللہ بھی ان کی ان کرتوتوں سے بے خبر نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ، بیروت)

1011- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى

النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔“

بَابُ: مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَرْكَعَ

یہ باب ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہو وہ اس وقت نہ بیٹھے (جب تک وہ) دو رکعات ادا نہیں کر لیتا نماز تحیت الوضو یا تحیت المسجد کا بیان

1012- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

فَدْلِكَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَرْكَعَ رَكَعَتَيْنِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعات ادا نہ کر لے۔“

شرح

یہ حدیث حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ تحیۃ المسجد یعنی مسجد میں داخل

1011: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 342، و رقم الحدیث: 343

1012: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ اس حدیث میں امر واجب کے لئے ہے۔ حنفیہ کے نزدیک چونکہ تحیۃ المسجد واجب نہیں مستحب ہے اس لئے وہ حضرات کہتے ہیں کہ یہاں امر (علم) واجب کے لئے نہیں بلکہ استحباب کے لئے ہے۔

1013- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ

•• حضرت ابو قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو اسے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کر لینی چاہئے۔

شرح

تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھ لے، اور اگر دوسری کوئی سنت یا فرض جاتے ہی شروع کر دے تو تحیۃ المسجد ادا ہو جائے گی، اب اس کو علیحدہ پڑھنے کی ضرورت نہ ہوگی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسجد میں جائے تو دو رکعت پڑھے، اور یہ ہر حالت کو عام اور شامل ہے۔

بَابُ: مَنْ أَكَلَ الثُّومَ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ

یہ باب ہے کہ جو شخص لہسن کھا لے وہ مسجد کے قریب نہ آئے

1014- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ عَنْ مُعَدَّانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيبًا أَوْ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَاتَّيَّ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ هَذَا الثُّومُ وَهَذَا الْبَصَلُ وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْهُ فَيُؤْخَذُ بِبَيْدِهِ حَتَّى يُخْرَجَ إِلَى الْبَيْعِ فَمَنْ كَانَ أَكَلَهَا لَا بُدَّ فَلْيُمِثْهَا طَبَخًا

•• معدان بن ابوطحہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر بولے: اے لوگو! تم لوگ ان دو درختوں کا پھل کھاتے ہو میں تو ان دونوں کو خبیث سمجھتا ہوں لہسن اور

1013: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 444، ورقم الحديث: 1163، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1651، ورقم الحديث: 1652، أخرجه

ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 467، ورقم الحديث: 468، أخرجه الترمذی فی "الجامع" رقم الحديث: 316، أخرجه التيسال فی "السنن" رقم الحديث: 729،

1014: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1258، ورقم الحديث: 1259، ورقم الحديث: 4126، ورقم الحديث: 4127، أخرجه التيسال فی "السنن" رقم

الحديث: 707، أخرجه ابن ماجه فی "السنن" رقم الحديث: 2726، ورقم الحديث: 3363،

پیاز۔ مجھے یہ بات یاد ہے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اگر کسی شخص سے ان کی بو آتی تھی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا تھا تو جس شخص نے اسے ضرور کھانا ہو وہ اسے پکا کر اس کی بو ختم کر دے۔

شرح

یہ دونوں خبیث اس اعتبار سے ہیں کہ انہیں کچا کھا کر مسجد میں جانا منع ہے، البتہ پک جانے کے بعد ان کا حکم بدل جائے گا، اور ان کا کھانا جائز ہوگا۔

کیونکہ دوسرے مصلیان کو اس کی بدبو سے ایذا پہنچے گی، اور تکلیف ہوگی، یا فرشتوں کو تکلیف ہوگی، تمباکو، سگریٹ، بیڑی اور حقہ وغیرہ لہسن یا پیاز سے بھی زیادہ سخت بدبو والی چیزیں ہیں، اس لئے اس کے کھانے اور پینے سے پیدا ہونے والی بدبو کا حکم بھی پیاز اور لہسن ہی کا ہونا چاہئے، بلکہ اس سے بھی سخت۔

1015 - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّومَ فَلَا يُؤْذِنُنَا بِهَا فِي مَسْجِدِنَا هَذَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانَ أَبِي يَزِيدُ فِيهِ الْكُرَاتُ وَالْبَصَلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي أَنَّهُ يَزِيدُ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الثُّومِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص اس درخت یعنی لہسن کو کھالے وہ ہماری مسجد میں آکر ہمیں اس کے ذریعے اذیت نہ پہنچائے۔“

ابراہیم نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے ابو یزید نامی راوی نے اس روایت کے الفاظ میں گندنا اور پیاز کا بھی اضافہ کیا ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے یعنی انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول لہسن کے بارے میں روایت میں اضافہ نقل کیا ہے۔

1016 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ شَيْئًا فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسْجِدَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص اس درخت میں سے کچھ کھالے وہ مسجد میں ہرگز نہ آئے۔“

شرح

مطلب یہ ہے کہ جس طرح بدبو دار چیزوں سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح فرشتے بھی ان سے تکلیف محسوس

1015: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1016: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

کرتے ہیں لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ پیاز و لہسن وغیرہ کھا کر مسجدوں میں نہ آئیں کیونکہ مسجد میں فرشتوں کے حاضر ہونے کی تمہیں ہیں اس لئے انہیں تکلیف ہوگی اس حکم میں ہر وہ چیز داخل ہے جو بدبودار ہو اس کا تعلق خواہ کھانے پینے سے ہو یا رہن سہن سے مثلاً غلاظت و بدبو، بغل و غیر کی گندگی و تعفن وغیرہ۔ پھر مسجد ہی کی طرح ان دوسری جگہوں کا بھی یہی حکم ہے جہاں ہمیں عبادت و عطا منعقد ہوتی ہوں یا جہاں قرآن و حدیث کی تعلیم ہوتی ہو یا جہاں ذکر و تسبیح کے حلقے ہوتے ہوں کہ ان مقامات پر بھی بدبودار چیزوں کے ہمراہ نہ جانا چاہئے۔

بَابُ: الْمُصَلِّي يُسَلِّمُ عَلَيْهِ كَيْفَ يَرُدُّ

یہ باب ہے کہ جب کسی نمازی کو سلام کیا جائے تو وہ کیسے جواب دے؟

1017- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَ قُبَاءَ يُصَلِّي فِيهِ لَمَجَانِثَ رِجَالٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُ صُهَيْبًا وَكَانَ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ قَالَ كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ مسجد قبا تشریف لائے آپ ﷺ وہاں نماز ادا کر رہے تھے کچھ انصار وہاں آئے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا تو میں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: جو اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، نبی کریم ﷺ نے انہیں کیسے جواب دیا؟ تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے جواب دیا تھا۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوران نماز سلام کا جواب زبان سے نہ دے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی، البتہ انگلی یا ہاتھ کے اشارے سے جواب دے سکتا ہے، اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ جبکہ اس کا جواب دینا عمل کثیر نہ ہو۔

1018- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ ثُمَّ أَذْرَكْنَاهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي فَقَالَ إِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ إِنِّمَا وَأَنَا أَصَلِّي

•• حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا جب میں واپس آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تو نبی کریم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے اشارے کے

ذریعے مجھے جواب دیا: جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا تم نے مجھے سلام کیا تھا اور میں اس وقت نماز ادا کر رہا تھا۔

شرح

یہ آپ ﷺ نے اس لئے فرمایا کہ جابر رضی اللہ عنہ کو جواب نہ دینے کی وجہ معلوم ہو جائے اور ان کے دل کو رنج نہ ہو، یہاں اللہ آپ کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کا کس قدر خیال تھا۔

نماز میں سلام کا جواب دینے کی ممانعت کا بیان

1019- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَعْيَدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُعْبَلٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ فَقِيلَ لَنَا إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُدًّا

••• حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم پہلے نماز کے دوران سلام کر لیا کرتے تھے ہمیں یہ کہا گیا: نماز ایک مشغولیت ہے۔

شرح

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے پھر کچھ دنوں کے بعد جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے (حسب معمول) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہیں دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو ہم نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز میں سلام کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے تھے آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کیوں نہیں دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز خود ایک بڑا مشغل ہے۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول: حدیث نمبر 945)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملک حبشہ کا بادشاہ ایک عیسائی تھا جس کا لقب نجاشی تھا چونکہ یہ ایک عالم تھا اس لئے جب توریت و انجیل کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونا معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا کر اللہ کے اطاعت گزار بندوں میں شامل ہو گئے، جب ۹ھ میں ان کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت افسوس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ہمراہ کھڑے ہو کر ان کے جنازے کی عاتبانہ نماز پڑھی۔ چونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ عقیدت تھی اس لئے جب مسلمان مکہ میں کفار کے ہاتھوں بڑی اذیت ناک تکالیف میں مبتلا ہو گئے اور ان کی جانوں کے لالے پڑ گئے تو اکثر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر ان کے ملک کو ہجرت کر گئے انہوں نے اپنے

مک میں صحابہ کی آمد کو اپنے لئے دین و دنیا کی بہت بڑی سعادت سمجھ کر صحابہ کی بہت زیادہ خدمت کی اور ان کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے بعد میں جب صحابہ کو علم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جا چکے ہیں تو وہ بھی مدینہ چلے آئے۔

چنانچہ اسی وقت کا واقعہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ جب شہ سے واپس آنے والے قافلے میں میں بھی شریک تھا جب ہم لوگ مدینہ پہنچ کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے ہم نے حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے استفسار پر فرمایا کہ نماز خود ایک بہت بڑا مشغل ہے یعنی نماز میں قرآن و تسبیحات اور دعا و مناجات پڑھنے کا مشغل ہی اتنی اہمیت و عظمت کا حامل ہے کہ ایسی صورت میں کسی دوسرے آدمی سے سلام و کلام کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے یا یہ کہ نمازی کا فرض ہے کہ نماز میں پورے انہماک کے ساتھ مشغول رہے اور جو کچھ نماز میں پڑھے اس پر غور کرے اور نماز کے سوا کسی دوسری جانب خیال کو متوجہ نہ ہونے دے اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی کے سلام کا جواب دینا یا کسی سے گفتگو کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

سریا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مفید نماز نہیں: شرح مدنیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی کسی کے سلام کا جواب ہاتھ یا سر کے اشارے سے دے یا اسی طرح کوئی آدمی نمازی سے کسی چیز کو طلب کرے اور وہ سریا ہاتھوں سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرے تو اس کی نماز فاسد تو نہیں البتہ مکروہ ہو جائے گی۔

بَابُ: مَنْ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ

یہ باب کہ جو شخص لاعلمی کی وجہ سے قبلہ کی بجائے دوسری طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہا ہو

1020- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو الرَّبِيعِ السَّمَّانُ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ لَقَبَسَتِ السَّمَاءُ وَأَشْكَتْ عَلَيْنَا الْقِبْلَةَ فَصَلَّيْنَا وَأَعْلَمْنَا فَلَمَّا طَلَبَتِ الشَّمْسُ إِذَا نَحْنُ قَدْ صَلَّيْنَا لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ لَذَكَّرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (فَإِنَّمَا تَوَلَّوْا قَتْمَ وَجْهِ اللَّهِ)

عبداللہ بن عامر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے تو قبلہ ہمارے لیے مشتبہ ہو گیا ہم نے نماز ادا کر لی اور ایک نشان بھی لگا لیا جب سورج نکل آیا تو (پتہ چلا کہ) ہم نے قبلہ کی بجائے دوسری طرف رخ کر کے نماز ادا کی تھی ہم نے اس بات کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”تو تم جس طرف بھی رخ کرو گے اللہ کی رات اسی طرف ہوگی۔“

شرح

اگر کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ وہ غلط سمت میں تھا تو وہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر وہ دوران نماز پھر اہل ہے تو پھر وہ اعادہ کرے گا۔ کیونکہ اس کو غلطی کا یقین ہو گیا ہے۔ جبکہ فقہاء احناف کہتے ہیں کہ جہت قبلہ کی طرف متوجہ ہونے میں اس کی وسعت کے سوا اس پر کچھ لازم نہیں۔ اور تکلیف وسعت کے ساتھ مقید ہے۔

اور اگر اس شخص کو نماز کے اندر ہی معلوم ہوا کہ وہ غلطی پر ہے تو وہ نماز کے اندر ہی قبلہ کی طرف پھر جائے۔ اس لئے کہ اہل قباء نے جب تحویل قبلہ کا حکم سنا تو وہ نماز ہی میں پھر گئے تھے۔ اور ان کے اس فعل کو نبی کریم ﷺ نے اچھا کہا تھا۔ اور اسی طرح نماز میں اس کے رائے دوسرے طرف تبدیل ہو گئی تو وہ اسی جانب پھر جائے کیونکہ آئندہ نماز والے حصے کو اجتہاد کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔ جبکہ پہلے اجتہاد کو بھی نہیں توڑا جائے گا۔ کیونکہ وہ اجتہاد سے ادا کیا گیا تھا۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

تحری کی صورت میں تبدیلی جہت میں امام شافعی کے موقف اعادہ نماز کا جواب

امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک جب اسے پہلی جانب نماز پڑھنے کی صورت میں یقین ہو گیا کہ وہ غلطی پر ہے تو وہ دوسری جانب پھر جائے جبکہ پہلی پڑھی ہوئی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ وہ غلط جہت پر تھی۔ لہذا وہ اس کا اعادہ کرے گا۔ لیکن احناف کے نزدیک اس پر اعادہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے پہلی بھی اجتہاد کے مطابق پڑھی اور دوسری جہت بھی اجتہاد کے مطابق ہے۔ اور اگر اجتہاد میں خطا بھی ہو تو اس پر اجر مرتب ہوتا ہے۔ جس طرح حدیث مبارکہ میں ہے۔

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب حاکم سوچ کر کوشش سے فیصلہ کرے پھر صحیح کرے تو اس کے لئے دوا جر ہیں اور جو سوچ کر فیصلہ دے اور غلطی کر بیٹھے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔ (صحیح مسلم، رقم ۱۰۵۶)

قبلہ کے متعلق کیا وارد ہوا ہے اور جس نے اس شخص کے لیے جو بھول کر قبلہ کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھے نماز کا دہرانا ضروری نہیں سمجھا؟

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی میں نے (ایک مرتبہ) کہا کہ یا رسول اللہ! کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں پس یہ آیت نازل ہوئی اور مقام ابراہیم پر نماز ادا کرو۔ (البقرہ: ۱۲۵) اور حجاب کی آیت بھی میری خواہش کے مطابق نازل ہوئی۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کاش آپ ﷺ اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دے دیں، اس لیے کہ ان سے ہر نیک و بد گفتگو کرتا ہے۔ پس حجاب کی آیت نازل ہوئی اور (اور ایک مرتبہ) نبی ﷺ کی بیویوں آپ ﷺ پر جوش میں (آ کر) جمع ہوئیں تو میں نے ان سے کہا کہ اگر وہ (نبی ﷺ) تم کو طلاق دے دیں تو عنقریب ان کا رب انھیں تم سے اچھی بیویاں تمہارے بدلے میں دے دے گا۔ (الاحقریم) پس یہی آیت نازل ہوئی۔ (بخاری، رقم ۲۶۴۳)

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت عامر بن ربیع فرماتے ہیں کہ ایک غریب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آسمان پر ہادل چھا گیا اور ہم پر قبلہ مشتبه ہو گیا ہم نے نماز پڑھ لی اور (اس طرف نماز پڑھی تھی اس طرف انسانی رگادی جب سورج لگا تو معلوم ہوا کہ ہم نے قبلہ کے علاوہ اور طرف نماز پڑھ لی ہے تو ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت میں اس کا تذکرہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پس تم ہر بھی منہ کرو اور علی اللہ کی جہت ہے یعنی وہ جہت ہر طرف ہمیں نماز کا حکم ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے گدھے پر سوار ہو کر نماز پڑھی اور ان کا منہ قبلہ کے بائیں طرف تھا رب وہ نماز پڑھ چکے تو پوچھا گیا کہ آپ نے خلاف قبلہ نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں (کبھی) ایسا نہ کرتا۔ (بخاری ۵۸۳)

ایک اجتہاد کا دوسرے اجتہاد کو منسوخ نہ کرنے کا قاعدہ فقہیہ
الاجتہاد لا یبطل بالاجتہاد۔ (الاشباہ ص ۵۳)

ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد کے ذریعے منسوخ نہیں ہوتا کیونکہ دوسرا اجتہاد پہلے اجتہاد سے قوی نہیں ہوتا۔ اس قاعدہ کا ثبوت اجماع ہے۔ کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سارے ایسے مسائل کا فیصلہ فرمایا ہے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے کئی مسائل میں ان سے اجتہاد اختلاف کیا ہے مگر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم و فیصلہ کو منسوخ نہیں کیا۔ (الاشباہ)

اجتہاد کے معنی و مفہوم کا بیان

علامہ سید شریف لکھتے ہیں۔ کہ اجتہاد کا لغوی معنی ہے کوشش کرنا جبکہ اصطلاح شرع میں کسی مسئلہ شرعیہ میں کتاب و سنت سے استدلال میں ذہنی و فکری قوت کو تصرف میں لانا اجتہاد کہلاتا ہے۔ (کتاب المعانی ص ۴، مطبوعہ انتشارات ماہیان)

اجتہاد کے ثبوت کا بیان

قرآن مجید میں آتا ہے۔ ترجمہ: اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) کو یاد کیجئے جب وہ ایک کھیت کا فیصلہ کر رہے تھے جب کچھ لوگوں کی بکریوں نے رات میں اس کھیت کو چر لیا تھا اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے پس ہم نے اس کا صحیح فیصلہ سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکومت اور علم عطا فرمایا تھا۔ (الانبیاء ۷۸، ۷۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے ان میں سے ایک کھیت کا مالک تھا اور دوسرا بکریوں کا مالک تھا کھیت کے مالک نے کہا۔ اس آدمی نے اپنی بکریاں میرے کھیت میں ہانک دیں اور میرے کھیت میں سے کوئی چیز باقی نہیں بچی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: جاؤ یہ ساری بکریاں تیری ہیں۔ یہ حضرت داؤد علیہ

السلام کا فیصلہ تھا۔ پھر بکریوں والا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کو حضرت داؤد علیہ السلام کا کیا ادا کیا تھا بتایا۔
 حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی! آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے دائیک اور
 فیصلہ ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: کھیت والے کو تو معلوم ہے کہ ہر سال انکی
 کتنی فصل ہوتی ہے وہ اس فصل کی قیمت بکریوں والے سے وصول کرے اور بکریوں والا بکریوں کے مال، اون اور ان کے بچوں کو
 بیچ کر وہ قیمت ادا کرے۔ جبکہ بکریوں کی نسل تو ہر سال چلتی رہتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: تم نے صحیح فیصلہ کیا اور فیصلہ
 یہی ہے۔ (جامع البیان رقم الحدیث ۱۸۶۵۶)

بچے کا فیصلہ اور اجتہاد کا جیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دو عورتیں تھیں اور ان کے ساتھ دو بچے تھے بھیر یا آیا
 اور ان میں سے ایک کے بچے کو کھایا گیا۔ ایک نے دوسری سے کہا کہ بھیر یا نے تمہارے بچے کو کھایا اور دوسری نے کہا بھیر یا نے
 تمہارے بچے کو کھایا ہے پھر ان دونوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مقدمہ پیش کیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی
 عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔ حضرت سلیمان
 علیہ السلام نے فرمایا: مجھے چھری لا کر دو۔ میں اس بچے کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیتا ہوں پھر اس کو تم دونوں کے درمیان تقسیم کروں
 گا۔ تب چھوٹی عورت نے کہا کہ نہیں! اللہ آپ پر رحم کرے یہ اسی کا بچہ ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی عورت کے
 حق میں بچے کا فیصلہ کر دیا۔ (مسلم ج ۲، ص ۷۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قرآن سنت سے مذکورہ دونوں مسائل سابقہ شریعتوں سے ذکر کئے گئے ہیں اب ہم اجتہاد کا ثبوت موجودہ شریعت یعنی شریعت
 مصطفویہ ﷺ سے اجتہاد کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا اور پوچھا
 تم کس طرح فیصلہ کرو گے۔ انہوں نے کہا میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ میں تصریح نہ ہو؟
 انہوں نے کہا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تصریح نہ ہو؟
 انہوں نے کہا پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے نمائندہ کو
 توفیق دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حاکم اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرے اور وہ صحیح
 ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب وہ فیصلہ کرنے میں خطا کرے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔

چار رکعات چار سمتوں کی طرف پڑھنے کا بیان

اگر نمازی کو قبلہ کی سمت میں اجتہادی رائے سے تبدیلی آجائے تو وہ اپنے دوسرے اجتہاد کے مطابق عمل کر سکتا ہے لیکن اس صورت میں اس کا پہلا اجتہاد بھی درست رہے گا حتیٰ کہ اگر اس نے اپنی رائے اور اجتہاد کے مطابق چاروں رکعات مختلف چار سمتوں کی طرف رخ کر کے ادا کر لیں تو اسکی نماز ہو جائے گی اور اس پر ان کی قضا نہیں ہے۔ (الاشیاء ص ۵۱)

انتباہ :

اگر حاکم نے کوئی حکم دیا اور اسکے بعد اسکی اجتہادی رائے تبدیل ہو گئی، تو اس کا پہلا حکم برقرار رہے گا مگر آئندہ وہ اپنے دوسرے اجتہاد کے مطابق حکم دیا کرے گا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پہلے اجتہاد کو منسوخ نہیں کیا

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سلطنت کا کام بہت ہو گیا تو انہوں نے عدالت کا کام، حضرت ابوالارداء رضی اللہ عنہ سے سپرد کر دیا۔ اسی دوران ایک مرتبہ دو آدمیوں کا مقدمہ ان کے سامنے پیش کیا گیا تو حضرت ابوالارداء نے ایک کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ تو وہ شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ فیصلہ تو میرے خلاف ہوا ہے۔ تو اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں انکی جگہ پر ہوتا تو میں تمہارے حق میں فیصلہ کرتا تو اس شخص نے کہا کہ اب آپ کو فیصلہ کرنے میں کون سی چیز مانع ہے آپ نے فرمایا: کیونکہ اس معاملہ میں کوئی نص شرعی وارد نہیں۔ اس لئے اجتہاد اور رائے دونوں برابر ہیں۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے پہلے سال میراث کے ایک مسئلہ میں جو حجریہ یا مشترکہ کے نام سے مشہور ہے کہ بھائی کو کچھ نہ دیا جائے۔ جب دوسرا سال آیا تو انہوں نے پھر ایسا فیصلہ کرنا چاہا تو بھائی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ اخیانی بھائی اپنی والدہ کی طرف سے جو کہ میری بھی ماں ہے وارث بنے ہیں، فرض کریں کہ ہمارا باپ گدھا تھا یا ایک پتھر تھا جسے سمندر میں پھینک دیا گیا تو کیا ہم سب کی ماں ایک نہیں؟ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی بھائیوں کے ساتھ شریک کر دیا لوگوں نے کہا۔ آپ نے گزشتہ سال اس کے خلاف فیصلہ کیا تھا آپ نے فرمایا: وہ مسئلہ اس فیصلہ کے مطابق تھا جو ہم کر چکے ہیں اور یہ مسئلہ اس فیصلہ کے مطابق ہے جو ہم اب کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے باطل یا منسوخ نہیں ہوتا۔ (الطریق الحکمیہ ص ۷۳، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

تعیین جہت کعبہ کے لئے محراب کے استعمال میں فقہی تصریحات

جہت کعبہ دلیل کے ذریعہ پہچانی جاسکتی ہے اور دلیل شہروں اور دیہاتوں میں وہ محراب ہیں جو صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین نے قائم کئے، صحابہ نے جب عراق کا علاقہ فتح کیا تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کیلئے مشرق و مغرب کے درمیان جہت کعبہ مقرر کی اس لئے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عراقی مغرب کو اپنی دائیں طرف اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے۔

اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا، یہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی اتباع میں کہا ہے جس میں ہے کہ جب تم مغرب کو اپنی دائیں اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے تو ان کے درمیان اہل عراق کا قبلہ ہے۔ اور جب صحابہ نے خراسان فتح کیا تو وہاں کے رہنے والوں کے لئے موسم گرما کے مغرب اور موسم سرما کے مغرب کے درمیان کو قرار دیا۔ پس ہم پر ان کی اتباع لازم ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے اہل ربیع کے لئے قبلہ کا تعین کرتے ہوئے فرمایا: جدی (ستارہ) کا اپنے بائیں کان دھے پر کرو۔ ان کے علاوہ دیگر شہروں کے بارے میں مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جب بنات نعش صغریٰ کو اپنے دائیں کان پر کرتے ہوئے تھوڑا سا اپنی بائیں طرف پھر جاؤ یہی تمہارا قبلہ ہے۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ جدی (ستارہ) کو جب اپنے بائیں کان کے پیچھے کر لے تو یہ تیرا قبلہ ہے اور حضرت عبداللہ ابن مبارک، ابو مطیع، ابو معاذ، سلم بن سالم اور علی بن یونس رحمہم اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمارا قبلہ عقرب (ستارہ) ہے۔ اور بعض کا کہنا یہ ہے کہ سورج بروج جوزا میں ہو تو ظہر کے آخری وقت میں جب تو سورج کی طرف اپنے چہرے کو پھیر لے تو یہی تمہارا قبلہ ہے۔

اور فقیر ابو جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب تم چہرہ مغارب کے سامنے کی طرف کرو تو سر واقع تمہارے دائیں کان دھے کے برابر اور سر طائر چہرے میں تمہاری دائیں آنکھ کے مقابل ہو گا جو ان کے درمیان ہو وہ قبلہ ہے۔ فرمایا اور بخارا کا قبلہ ہمارے ہی قبلہ پر ہے اور امام قاضی صدر الاسلام کا قول ہے کہ قبلہ دونوں سروں کے درمیان ہے۔ شیخ الاسلام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم سال کے بڑے دنوں میں سورج کے مغرب کی طرف دیکھو اس طرح سال کے چھوٹے دنوں میں دیکھو پھر اپنی دائیں جانب سے دو تہائی اور بائیں جانب سے ایک تہائی چھوڑ دو تو یہ سمت قبلہ ہے۔ یہ تمام اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خان، کتاب الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۳۳، لکھنؤ)

بَابُ الْمُصَلِّيِ يَتَخَمُّ

یہ باب نمازی کا تھوک پھینکنے کے بیان میں ہے

1021- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعٍ بْنِ جَرَّاشٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ وَلَا عَنْ يَمِينِكَ وَلَكِنْ ابْزُقْ عَنْ يَسَارِكَ أَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ

حضرت طارق بن عبد اللہ محاربؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم نماز ادا کر رہے ہو تو اپنے سامنے کی طرف یا دائیں طرف ہرگز نہ تھوکو! بلکہ اپنے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوکو۔

شرح

اس حدیث میں نمازی کو اس آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہو کر اس سے سرگوشی کرتا ہے لہذا جس طرح اس موقع پر وہ آدمی اپنے مالک کی عزت و احترام کے تمام آداب کو ملحوظ رکھتا ہے اسی طرح نمازی کے لئے بھی واجب ہے کہ جب وہ اپنے پروردگار حقیقی کے سامنے نماز کے لئے کھڑا ہو تو حضوری کے تمام شرائط و آداب کو پورا پورا خیال رکھے۔ اور اس سلسلے میں ایک اہم ادب یہ ہے کہ اپنے سامنے نہ تھو کے، گورب قدوس کی ذات پاک جہت و سمت کی قیود سے پاک ہے تاہم سامنے نہ ٹھونسنے کی قید لگا کر آداب حضوری کے راستے سے روشناس کرایا جا رہا ہے کہ پروردگار عالم کے دربار میں حاضری کے وقت ایسا کوئی طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔ جو رب ذوالجلال کی شان و عظمت و کبریائی کی منافی ہو۔ "فرشتے" سے مراد یا کراما کاتبین کے علاوہ وہ فرشتے ہیں جو خاص طور پر نماز کے وقت نمازی کی تائید اور اس کی رہبری اور اس کی دعا پر آمین کہنے کے لئے حاضر ہوتا ہے لہذا نمازی پر واجب ہے کہ اس فرشتے کی مہمانی کا خیال کرتے ہوئے کراما کاتبین سے زیادہ اس کا اکرام و احترام کرے کیونکہ کراما کاتبین تو ہر وقت ہی ساتھ رہتے ہیں اور اس کے اکرام و احترام کی شکل یہی ہو سکتی ہے کہ دوران نماز اپنی دائیں طرف نہ تھو کے کہ یہ فرشتہ اسی سمت رہتا ہے۔ یا پھر "فرشتے" سے مراد کراما کاتبین ہے کہ اس صورت میں کہ کہا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دائیں طرف تھوکنے سے اس لئے منع فرمایا تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ دائیں طرف کا فرشتہ جو بندے کے نیک اعمال لکھنے پر مقرر ہے بائیں طرف کے فرشتے سے جو بندہ کے برے اعمال لکھنے پر متعین ہے رتبے کے اعتبار سے زیادہ افضل ہے جس طرح کہ دائیں سمت بائیں سمت سے افضل ہوتی ہے یا رحمت کا فرشتہ عذاب کے فرشتے سے زیادہ افضل ہوتا ہے۔

1022- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُحَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَهُ يَعْنِي رَبَّهُ فَيَسْمَعُ أَمَامَهُ أَيَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيَسْمَعُ فِي وَجْهِهِ إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقْ عَنْ شِمَالِهِ أَوْ لِيَقُلْ هَكَذَا فِي قُوبِهِ ثُمَّ أَرَانِي إِسْمَاعِيلُ يَبْزُقُ فِي قُوبِهِ ثُمَّ يَذُلُّكَ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسجد کی قبلہ کی سمت میں (دیوار پر) تھوک لگا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے کہ جب کوئی شخص کھڑا ہوتا ہے اور اس کے سامنے اس کا پروردگار ہوتا ہے تو وہ شخص اپنے سامنے کی طرف ہی تھوک دیتا ہے۔ کیا کوئی شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ کسی کا رخ اس کی طرف ہو اور پھر اس کے چہرے کی طرف تھوک دیا جائے۔ جب کسی شخص نے (نماز کے دوران) تھوکتا ہو تو وہ اپنے دائیں طرف تھو کے یا پھر اس طرح اپنے پیڑے میں تھو کے۔ پھر اسماعیل نامی راوی نے اپنے پیڑے میں تھوک کر اسے مل کر دکھایا۔

1023- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَمَّاسٍ عَنْ عَصَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حَذِيفَةَ أَنَّهُ رَأَى شَيْبَةَ بْنَ رُبَيْعٍ بَرَقَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ يَا شَيْبَةُ لَا تَبْرُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَى عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَمَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ حَتَّى يَنْقَلِبَ أَوْ يُحَدِّثَ حَدَّثَ سُوءٍ

«» ابوداؤد بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ بن ربیع کو دیکھا کہ اس نے سامنے کی طرف تھوک دیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے شیبہ! تم سامنے کی طرف تھوک نہ پھینکو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جب آدمی کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے کی سمت میں ہوتا ہے۔

(اور اس وقت تک سامنے رہتا ہے) جب تک آدمی نماز ختم نہیں کر لیتا یا وضو نہیں توڑ دیتا (یا کوئی غلط حرکت نہیں کرتا)

1024- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ وَعَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَقَ فِي ثَوْبِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ دَلَّكَهُ

«» حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنے کپڑے میں تھوک دیا آپ ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے پھر آپ ﷺ نے اس مل لیا۔

بَابُ: مَسْحِ الْحَصْيِ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کے دوران کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کے بیان میں ہے

1025- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَّ الْحَصْيَ فَقَدْ لَغَا

«» حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جو شخص کنکری پر ہاتھ پھیرے اس نے لغو حرکت کی۔"

1026- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا

1023: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1024: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1025: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1026: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1207 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1222 1219 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث:

946 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 380 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1191

قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصْبٍ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی پر نماز ادا کی ہے۔

1030- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ حَدَّثَنِي زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ صَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ بِالْبَصْرَةِ عَلَى بِسَاطِهِ ثُمَّ حَدَّثَ أَصْحَابَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى بِسَاطِهِ

﴿﴾ عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب بصرہ میں تھے تو انہوں نے اپنی چٹائی پر نماز ادا کی پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یہ بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی چٹائی پر نماز ادا کر لیتے تھے۔

بَابُ: السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ فِي الْحَرِّ وَالْبُرْدِ

یہ باب گرمی یا سردی میں کپڑوں پر سجدہ کرنے کے بیان میں ہے

1031- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ اللَّخْرَاوَرْدِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ جَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى تَوْبِهِ إِذَا سَجَدَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد اشہل کی مسجد میں نماز پڑھائی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کپڑے پر رکھے ہوئے تھے اس وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تھے۔

1032- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَشْهَلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَابِتٍ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَعَلَيْهِ كِسَاءٌ مُتَلَفَّفٌ بِهِ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيْهِ يَقِيهِ بَرْدُ الْحَصَى

﴿﴾ عبداللہ بن عبدالرحمن اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد اشہل کی مسجد میں نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی (سجدہ کرتے ہوئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے دونوں ہاتھ اس پر رکھے ہوئے تھے۔

1033- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ عَنْ بَكْرِ

1030: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1031: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1032: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بن عبد اللہ عن انس ابن مالک قال کنا نصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم في حدة الحر فاذا لم يقبل احدنا ان يمتحن جبهة بسط ثوبه فسجد عليه

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ شدید گرمی میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے تو ہم میں سے کسی شخص کے لیے اگر پیشانی کو زمین پر رکھنا ممکن نہ ہوتا تو وہ اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا تھا۔

باب: التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ

یہ باب ہے (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) نماز کے دوران "سبحان اللہ" کہنے کا حکم مردوں کے لیے

ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے

1034- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام نماز میں بھول جائے تو مرد "سبحان اللہ" کہہ کر اسے اس کی اطلاع دیں، اور عورت زبان سے کچھ کہنے کے بجائے دستک دے، اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کی دو نوں انگلیوں سے اپنی بائیں ہتھیلی پر مارے، اور یہ بھی ہے کہ سبحان اللہ کہنے کے بجائے "اللہ اکبر" کہہ کر امام کو متنبہ کریں۔

1035- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ

•• حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (امام کو متوجہ کرنے

1033: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 385، رقم الحديث: 542، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1406، أخرجه

ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 660، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 584، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1115

1034: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1203، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 953، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 939، أخرجه

الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1206

1035: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

کے لیے) سبحان اللہ کہنے کا علم مردوں کے لیے ہے اور تالی ایما لے کا علم خواتین کے لیے ہے۔

1036- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَوْيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِّهِ وَغَمْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ
كَانَ يَقُولُ لَمَّا أَتَى لَحْمَرَ وَغَمْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ فِي الْمَضْجِعِ
فِي الْمَسْجِدِ

• نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے خواتین کے لیے تالی جاتے ہوئے
مردوں کو ”سبحان اللہ“ کہنے کی اجازت دی تھی۔

بَابُ: الصَّلَاةُ فِي النِّعَالِ

یہ باب جوتے پہن کر نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1037- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ النَّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي أَبِي أَوْسٍ
كَانَ إِذَا جَلَسَ أَوْ سَاحَبًا يُصَلِّيَ فَيُشِيرُ إِلَى رِجْلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ لِأَعْيُنِهِ تَعْلِيهِ وَيَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ فِي نَعْلَيْهِ

• ابن ابی اوس بیان کرتے ہیں: میرے دادا حضرت اوس رضی اللہ عنہ بعض اوقات نماز ادا کر رہے ہوتے تھے پورے
نماز کے دوران ہی مجھے اشارہ کر دیتے تھے میں ان کے جوتے انہیں دے دیتا تھا وہ یہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی
کریم ﷺ کو جوتے پہن کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

جوتے پہن کر نماز پڑھنے سے متعلق غیر مقلدین کے موقف کا بیان

اس باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں، بلکہ علماء نے خاص اس مسئلہ میں مستقل رسالے لکھے ہیں، حاصل یہ ہے کہ جوتے
پہن کر نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے، اور جو کہتا ہے کہ جوتے اتار کر پڑھنا ادب ہے اس کا قول غلط ہے اس لئے کہ نبی اکرم
ﷺ کا کوئی فعل خلاف ادب نہیں ہو سکتا، دوسری حدیث میں ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑھو اور یہودی مخالفت کرو ہو وہ جوتے پہن کر
نماز نہیں پڑھتے، البتہ یہ ضروری ہے کہ جوتے پاک و صاف ہوں، مگر ہماری شریعت میں جوتوں کی پاکی یہ رکھی گئی ہے کہ ان کو زمین
سے رگڑ دے، اور جوتوں کا دھونا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

اور نہ سلف صالحین ہی سے منقول ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ تمدن اور شہریت کے اس زمانہ میں جب کہ مساجد میں فرش اور
قالین بچھانے کا رواج ہے تو ان میں جوتا پہن کر جانا نامناسب ہے خاص کر برصغیر کے شہروں اور دیہاتوں کی مساجد میں کہ یہاں
کی مٹی اور کچھڑ نیز راستہ کی گندگی اور کوڑا کرکٹ انسان کے جوتے اور کپڑوں میں لگ کر اس کو گندا کر دیتے ہیں، رہ گئی بات عرب دنیا

1036: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1037: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

کی تو وہاں پر عام زمین ریتیلی اور پہاڑی ہے اور بالعموم جوتے یا بدن میں لگنے کے بعد بھی خود سے یا رگڑنے سے صاف ہو جاتی ہے، بہر حال صفائی اور ستھرائی کا خیال کرنا بہت اہم مسئلہ ہے، اور صاف جوتے پہن کر مناسب مقام میں نماز پڑھنے کا جواز ایک الگ مسئلہ ہے، چنانچہ عرب ملکوں میں آج بھی لوگ جوتے پہن کر نماز ادا کرتے ہیں، لیکن مساجد میں جوتے پہن کر نماز نہیں ادا کرتے بلکہ اس کے لئے اندر اور باہر جگہیں ہر مسجد میں موجود ہوتی ہیں، جہاں انہیں رکھ کر آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے۔

(حاشیہ: منہاج ماہ، کتاب صلوٰۃ)

جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم حالت عذر پر محمول ہونے کا بیان

حالت جنگ یا اور کوئی سخت ایمر جنسی کی حالت میں جوتوں سمیت نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر جوتے پاک ہو تو پھر پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ مثلاً نئے جوتے ہوں مگر یہ بھی خلاف ادب ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں جوتوں سمیت کھڑا ہونا خلاف ادب ہے۔ ہمیں مقدس مقامات کا احترام کرنا چاہیے کیونکہ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ اپنے جوتے اتار دیں اس لیے کہ آپ ایک مقدس جگہ کھڑے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔ مفتی: صاحبزادہ بدر عالم جان (منہاج القرآن)

ایک حدیث سے کتنے نتیجے اخذ کئے جاتے ہیں جبکہ اس میں اس پر ریت جیسا کچھ بھی نہیں لکھا ہوتا، عقل بھی انسان کو اللہ سبحان تعالیٰ نے عطا کی ہے، ریت ایک سمندر کی مانند ہے اور ریت میں جوتی گندی نہیں ہوتی۔

جس طرح آپ جوتی صاف کرنے کا کہہ رہے ہیں تو پاکستان میں آپ اپنے گھر سے نکلیں اور مسجد پہنچنے تک راستے میں دنیا جہاں کی گندگی جوتی کوس کر رہے تو کیا آپ جوتی کو صاف کر کے نماز پڑھیں گے۔

یہ قانون پورے سعودی عرب میں بھی شائد لاگو نہیں ہوتا ہاں جو لوگ وہاں ریگستان میں رہتے ہیں وہی ایسا کر سکتے ہیں شہر میں بھی یہ الاؤ نہیں۔

میں نے جو بھی لکھا اپنی طرف سے نہیں لکھا ایک زمانہ ہوا اس پر یہ مسئلہ کسی عالم دین سے پوچھا تھا، ہو سکے تو غیر مقلدین بھی کسی عالم دین سے پوچھ لیں۔

1038- حَدَّثَنَا يَشْرُبُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ

شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُتَّعِلًا

عمر و بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو برہنہ پاؤں بھی اور جوتے پہن کر بھی (یعنی دونوں طرح سے) نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1039- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عُلَقَمَةَ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ وَالْخُفَّيْنِ

• • • حضرت عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کو جوتے پہن کر اور سوزے مکن کرنا دیکھا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

شرح

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضرور جوتے ہی پہن کر نماز پڑھنی چاہیے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، اس لیے دونوں طرح عمل کرو۔ ابوداؤد میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ مسند احمد اور ابوداؤد میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو جوتے کو پلٹ کر دیکھ لے۔ اگر کوئی گندگی لگی ہو تو زمین سے رگڑ کر صاف کر لے اور انہی جوتوں کو پہنے ہوئے نماز پڑھ لے۔ ابویہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ ہیں اگر تم میں سے کسی نے اپنے جوتے سے گندگی کو پامال کیا ہو تو مٹی اس کو پاک کر دینے کے لیے کافی ہے۔ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: بطہرہ ما بعدہ، یعنی ایک جگہ گندگی لگی ہوگی تو دوسری جگہ جاتے جاتے خود زمین ہی اس کو پاک کر دے گی۔

ان کثیر التعداد روایات کی بنا پر امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام اوزاعی اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ جوتا ہر حال میں زمین کی مٹی سے پاک ہو جاتا ہے۔

ایک قول امام احمد اور امام شافعی کا بھی اس کی تائید میں ہے۔ مگر امام شافعی کا مشہور قول اس کے خلاف ہے۔ غالباً وہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے کو ادب کے خلاف سمجھ کر منع کرتے ہیں، اگرچہ سمجھا ہی گیا ہے کہ ان کے نزدیک جوتا مٹی پر رگڑنے سے پاک نہیں ہوتا۔ (اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسجد نبوی میں چٹائی تک کو فرش نہ تھا، بلکہ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔ لہذا ان احادیث سے استدلال کر کے اگر کوئی شخص آج کی مسجدوں کے فرش پر جوتے لے جانا چاہے تو یہ صحیح نہ ہوگا۔

باب : كَفِّ الشَّعْرِ وَالتَّوْبِ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کے دوران کپڑوں یا بالوں کو سمیٹنے کے بیان میں ہے

1040- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعَاذٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِرْتُ أَنْ لَا أَكُفَّ شَعْرًا وَلَا تَوْبًا

• • • حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں (نماز کے دوران) بالوں یا کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔

1041- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَمِرْنَا أَنْ لَا نَكُفَّ شَعْرًا وَلَا تَوْبًا وَلَا نَتَوَضَّأَ مِنْ مَوَاطَا

• حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا کہ ہم (نماز کے دوران) بالوں یا کپڑے کو پیش نہیں اور نجاست پر پاؤں رکھنے کے بعد از سر نو وضو نہ کریں (بلکہ صرف پاؤں دھولیں)

1042- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي مُخَوَّلُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعْدٍ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ يَقُولُ رَأَيْتُ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي وَكَانَ عَقَصَ شَعْرَهُ فَأَطْلَقَهُ أَوْ نَهَى عَنْهُ وَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصٌ شَعْرَهُ

• مخول بیان کرتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب ابوسعید کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا جنہوں نے اپنے بال باندھے ہوئے تھے تو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے انہیں کھول دیا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور یہ بتایا: نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے آدمی اپنے بالوں کا جوڑا بنانا کر نماز ادا کرے۔

کف شعر کے بارے میں دلائل شرعیہ کا بیان

یعنی نماز اس طرح پڑھنا کہ بالوں کا جوڑا بنایا ہو اس سے بھی سرکار ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ یہ متعدد روایات میں ہے کہ کف شعر نہ کیا جائے۔ ابوداؤد میں سند جید سے مروی ہے کہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نماز اس حال میں پڑھ رہے ہیں کہ آپ نے اپنی زلفوں کا اپنی گردن پر جوڑا بنایا ہوا ہے، تو آپ نے جوڑا کھول دیا اور آپ (حضرت ابورافع) نے فرمایا: میں نے سید دو عالم ﷺ سے سنا ہے کہ وہ کفل الشیطان ہے۔ یعنی شیطان کا حصہ، یا فرمایا، مقعد الشیطان ہے یعنی شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا اس طرح پڑھنا نہایت ناپسندیدہ عمل اور مکروہ ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کے بال مقصوص ہیں، (جوڑا بنایا ہوا) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور ان کو کھولنا شروع فرمایا اور ساتھ ہی ایک روایت سرکار ابد قرار ﷺ سے نقل فرمائی۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے حال میں نماز پڑھنا آپ کو ناپسند ہے۔ اس کے علاوہ علامہ یعنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث نے دلالت کی اس بات پر کہ اگر کسی نے بالوں کا جوڑا بنانا کر نماز ادا کی، تو اس کی نماز مکروہ ہوگی۔ آگے فرماتے ہیں: جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس طرح نماز پڑھنا منع ہے۔ چاہے نماز کے لئے ہی قصد ایسا کیا ہو یا نماز سے پہلے کسی اور غرض کے لئے ایسا کیا گیا ہو۔ ہر حال میں اس طرح نماز ادا کرنا منع ہے۔ اور فرماتے ہیں: عقص کا معنی یہ ہے کہ سر کے وسط میں بالوں کو اکٹھا کر لیا

جائے اور دھا کہ سے ہاندھایا گوند سے چپکالیا جائے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کف شعر یعنی بالوں کو لپیٹ کر جوڑا ہونا واجب الا عاذہ ہے۔ تاہم علماء سے مکرر ترمیمی کا بھی قول مروی ہے۔ بہر حال مطلقاً کراہت پر اتفاق ہے۔ آگے اختلاف کراہت تحریمی یا کراہت تنزیہی میں ہے۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اس حال میں سجدہ کر رہا ہے کہ اس کے بالوں کا جوڑا ہونا ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: جوڑا کھول دے تاکہ بال بھی سجدہ کریں۔ (یہ تمام مضمون یعنی جلد نمبر 6 ص 91 پر درج ہے)۔

فتح الباری والے فرماتے ہیں کہ حضرت ابورافع اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ مفہوم ملتا ہے کہ عین نماز کی حالت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جائز ہے کہ انہوں نے عملاً نماز کا جوڑا کھول دیا اور جوڑا ہونے سے منع فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ انہوں نے بھی نماز کی حالت میں تبلیغ فرمائی۔ آجکل فیشن کا دور ہے طرح طرح سے لیشنی بال بنائے جاتے ہیں اور خلاف سنت انگریزی طرز پر بال رکھے جاتے ہیں۔ اس طرح کے بال بنانا سخت منع ہے اور تقلید نصاریٰ ہے اور ایسی حالت میں نماز کا مکروہ ہونا واضح ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ اکثر حضرات داڑھی منڈواتے یا کتراتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔ ایک مشنت یعنی چار انگل کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے۔ لیکن بعض حضرات کو ایسا کرتے بھی دیکھا ہے کہ داڑھی کٹواتے تو نہیں ہیں، لیکن داڑھی کے بال گرتے ہیں اور موڑ موڑ کر اس طرح بنا لیتے ہیں کہ داڑھی چھوٹی معلوم ہو، یہ بھی سخت منع ہے اور کٹانے کے حکم میں داخل ہے اور اس طرح نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

ہمارے بعض آئمہ بھی بہت کوتاہی کرتے ہیں، کچھ داڑھی کٹاتے ہیں اور کچھ داڑھی کو گرتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ بالخصوص آئمہ حضرات کو اس کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ کف ثوب: لغوی معنی ہے کپڑا کا موڑنا اور سجدہ میں جاتے وقت اپنے کپڑے کو اوپر کی طرف کھینچنا ہے۔ اس حدیث میں مذکور ہے۔ جس طرح کف شعر کی ممانعت ہے ایسے ہی کف ثوب کی بھی ممانعت ہے۔ کف ثوب میں تقیم ہے۔ خواہ نیفے کی جانب کپڑا گھر سا ہو یا پانچے کی جانب سے کپڑا الٹا ہو یا کلائیوں پر کپڑا سمیٹا ہوا ہو۔ مطلق کف ثوب ان سب صورتوں کو شامل ہے اور ان جیسی سب صورتیں منع اور مکروہ ہیں۔ بعض حضرات کا پاجامہ یا شلوار اتنی لمبی ہوتی ہے کہ ٹخنے کے نیچے تک جاتی ہے اور نماز پڑھتے وقت ٹخنوں کے اوپر کرنے کیلئے شلوار یا پاجامہ کو نیفے سے گھس لیتے ہیں یا پانچے کی جانب سے لپیٹ لیتے ہیں۔ یہ شدید مکروہ ہے۔ ٹھیک ہے ٹخنے کے نیچے تک کپڑا ہونا مکروہ ہے۔ لیکن یہ اس سے بھی زیادہ کراہت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اتنی لمبی شلوار وغیرہ سلوانی ہی نہ چاہیے کہ ٹخنے سے نیچے رہے کیونکہ یہ صرف نماز کی حالت میں ہی خرابی نہیں، بلکہ عام حالت میں بھی یہ ایسی ہی خرابی ہے۔ جتنی نماز کی حالت میں، کیونکہ جس حدیث میں آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ ہر حالت کو شامل ہے۔ خواہ نماز میں یا غیر نماز میں، پھر شلوار وغیرہ لمبی ہوتی ہے تو پھر یہ تکلفات کرنے پڑتے ہیں کبھی پانچے کی جانب

کپڑا لپیٹنا یا نیفے کی جانب سے کپڑا اکھڑنا اور کف ٹوب کرنا۔ جس سے سرکارِ دہ عالم نے منع فرمایا ہے۔ اس مذکورہ حدیث کے بعد ابھی امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: مجھے کف ٹوب اور کف ٹبر سے منع فرمایا گیا اور ترمذی شریف میں بھی اس حدیث کی تخریج امام ترمذی نے فرمائی ہے اور یہ فرمایا احمد ا حدیث حسن صحیح۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں کف ٹوب چاہے نیفے کی جانب، چاہے ٹخنے کی جانب، چاہے کہنوں پر کپڑا لپیٹنا سب صورتیں منع اور مکروہ ہیں اور فقہاء کرام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے یہ کراہت تحریمی اور گناہ ہے۔

کف شعر کے متعلق اقوال فقہاء کرام کا بیان

در مختار میں ہے: کف ٹوب مکروہ ہے، یعنی کپڑے کا اٹھانا، اگرچہ کپڑا مٹی سے بچانے کیلئے کیا ہو جیسے آستین اور دامن کو موڑنا۔ اگر ایسی حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستین یا اس کا دامن موڑا ہوا تھا اور اس قول سے اس کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ موڑنا حالت نماز کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، خواہ نماز شروع کرنے سے پہلے یا دوران نماز ہو، سب صورتوں میں مکروہ ہے۔ (جلد ۱ صفحہ 598) جو ہرہ نیزہ میں ہے: ولا یکف ٹوب الخ۔ اپنے کپڑے کو نہ موڑے اور کف ٹوب یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت اپنے سامنے سے یا پیچھے سے اپنا کپڑا اٹھانا اکثر نمازیوں کی عادت ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت اپنا کپڑا دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھاتے ہیں یہ بھی کف ٹوب ہے اور یہ بھی شدید مکروہ ہے۔ عالمگیری میں ہے: نمازی کیلئے کف ٹوب مکروہ ہے۔ (عموماً مطلقاً مکروہ بول کر فقہاء مکروہ تحریمی مراد لیتے ہیں)۔

علامہ شامی نے آستین پر کپڑا موڑنے کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے کہ نصف کلائی سے کم ہو تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور نصف کلائی یا اس سے اوپر تک آستین مڑی ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کف ٹوب تو دونوں صورتوں میں ہے، پھر حکم میں اختلاف کیوں؟ تو اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان فرمائی ہے کہ عام طور پر وضو کرنے کے بعد بے توجہی اور بے پرواہی کی وجہ سے آستین تھوڑی سی مڑی رہ جاتی ہے۔ لہذا ابتلا عام کی وجہ سے کراہت میں تخفیف ہے۔

علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب شرح مسلم جلد اول ص 683 پر فرماتے ہیں: احناف کی کتب میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے فقہائے حنفیہ کا کپڑا لپیٹنے میں (کلائیوں پر) اختلاف ہے بعض کے نزدیک اگر نمازی کہنوں تک آستین چڑھائے تو مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن فقہاء نے نمازی کے کپڑا لپیٹنے یا سمیٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے اور جن فقہاء نے کراہت کی نفی کی ہے، اس نفی سے مراد مکروہ تحریمی کی نفی ہے، مکروہ تنزیہی ان کے نزدیک بھی ثابت ہے۔ علامہ ابن عابدین نے ان باتوں کی تصریح فرمائی ہے۔ کپڑا لپیٹنے میں آستینوں کو چڑھانا، پانچوں کو لپیٹنا اور نیفے کے قریب شلواریا پاجامہ کو اڑس لینا یہ سب شامل ہیں اور یہ مکروہ تحریمی ہے۔ (شرح مسلم، جلد ۱ صفحہ 684 فرید بک شال لاہور)

باب: الخشوع في الصلوة

باب 107- نماز کے دوران خشوع و خضوع اختیار کرنا

1043- حَدَّثَنَا عُفْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَسْلَمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْفَعُوا أَبْصَارَكُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ تَلْتَمِعَ بِغَنَى فِي الصَّلَاةِ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تم اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف بلند نہ کرو! ایسا نہ ہو کہ وہ اچک لی جائیں (راوی کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے نماز کے دوران ایسا نہ کرو)“

نماز میں خشوع و خضوع سے متعلق احادیث و آثار کا بیان

۱- سعید بن منصور و ابن جریر و البیہقی فی سندہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے تو یہ آیت آیت الذین ہم فی صلاتہم خاشعون، نازل ہوئی۔
۲- عبد بن حمید و ابو داؤد فی مراسیلہ و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و البیہقی فی سندہ من وجہ آخر ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو دائیں بائیں دیکھتے تھے تو یہ آیت آیت الذین ہم فی صلاتہم خاشعون، نازل ہوئی تو آپ نے اپنا سر جھکا دیا۔

۳- عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نماز میں اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور دائیں بائیں متوجہ ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں آیت قد افلح المؤمنون، الذین ہم فی صلاتہم خاشعون، تو انہوں نے اپنے سروں کو جھکا دیا اور اسکے بعد انہوں نے اپنی آنکھوں کو اوپر نہیں اٹھایا اور نہ دائیں بائیں متوجہ ہوئے۔

نماز میں خشوع و خضوع

۴- عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی کسی چیز کو نماز میں دیکھ لیتے تھے اور اپنی آنکھ کو اوپر اٹھا لیتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی آیت قد افلح المؤمنون، الذین ہم فی صلاتہم خاشعون، تو انہوں نے اپنا سر جھکا لیا ابن سیرین فرماتے ہیں اگر یہ روایت نہ ہوتی تو میں اپنی عقل سے نہ جان سکتا کہ اس آیات کا معنی کیا ہے۔ فرمایا آیت الذین ہم فی صلاتہم خاشعون، اس آیت کے اترنے کے بعد، آپ نے اپنا سر جھکا دیا۔

۶- ابن مردودہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آیت الذین ہم فی صلاتہم خاشعون کے بارے میں روایت کیا کہ صحابہ

رضی اللہ عنہم جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو اپنی نماز پر پوری طرح متوجہ ہوتے تھے اور اپنی نظروں کو سجدوں کی جگہ رکھتے انہوں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ان پر متوجہ ہوتے ہیں تو دراصل ان میں اور ہائیں متوجہ نہ ہوتے۔

۷۔ ابن المبارک فی الزہد وعبد الرزاق والطبرانی وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم ومصحح ابی یحییٰ فی سندہ من ذمیر علی بن عقیل سے روایت کیا کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت اللہین ہم فی صلاحہم مخلصون کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور یہ کہ تو اپنے پہلو کو مؤمن بندے کے لیے نرم کر دے۔ اور یہ کہ تو اپنی نماز میں اصرار نہ کرے۔

۸۔ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت اللہین ہم فی صلاحہم مخلصون سے مراد ہے کہ ڈرنے والے اور نماز میں پرسکون ہوتے ہیں۔

۹۔ الحکیم الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ سے پناہ مانگو نفاق کے خشوع سے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفاق کے خشوع سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دل میں خشوع ہو اور دل میں نفاق ہو۔

۱۰۔ ابن المبارک وابن ابی شیبہ و احمد فی الزہد نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ مانگو ان سے کہا میانفاق کا خشوع کیا ہے؟ فرمایا کہ تو جسم کو خشوع والا پائے اور جبکہ دل میں خشوع نہ ہو۔

۱۱۔ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ خشوع دل میں ہے اور وہ خوف ہے اور نماز میں آنکھوں کو نیچا رکھنا ہے۔

۱۲۔ ابن ابی شیبہ عبد بن حمید وابن جریر نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت الذین ہم فی صلاحہم مخلصون، سے مراد دل کا خشوع ہے اور فرمایا کہ وہ نماز میں خاموش رہتے ہیں۔

۱۳۔ ابن جریر وابن ابی حاتم نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت الذین ہم فی صلاحہم مخلصون، سے مراد ہے کہ ان کا خشوع ان کے دل میں ہوتا ہے اس وجہ سے وہ اپنی نظروں کو پست رکھتے ہیں اور اس وجہ سے اپنے بازوؤں کو نیچے رکھتے ہیں۔ یعنی تواضع کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۴۔ عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آیت الذین ہم فی صلاحہم مخلصون، یعنی نماز میں خشوع سے مراد آدمی کا اپنی نماز میں پرسکون رہنا ہے۔

۱۵۔ ابن المبارک وعبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ نماز میں خشوع سے مراد کہ اس میں خاموش رہنا ہے۔

۱۶۔ ابن سعد وابن ابی شیبہ و احمد فی الزہد نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز میں ایسے کھڑے ہوتے تھے گویا کہ وہ لکڑی ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور مجاہد نے فرمایا کہ خشوع نماز میں مراد ہے۔

۱۷۔ الحکیم الترمذی من طریق القاسم بن محمد عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ام رومان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کی والدہ سے روایت کیا کہ مجھ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ میں اپنی نماز میں ایک طرف جھکتی ہوں تو انہوں نے مجھ کو ایسا شدید ڈانٹا کہ جب تم نماز میں اپنی نماز کو توڑ دیتی پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کوئی تم میں سے نماز میں کھڑا ہو تو اپنی جانبوں کو سکون میں رکھے یہودیوں کے جھکنے کی طرح نہ جھکے کیونکہ اعضاء کا پرسکون ہونا نماز میں یہ نماز کے کمال میں سے ہے۔

۱۸۔ الحکیم الترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی سے نماز میں کھیل رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جوارح میں بھی خشوع ہوتا۔

۱۹۔ ابن سعد نے ابو قلاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے نماز میں خشوع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو اپنی نظروں کو اس جگہ رکھ جہاں تو سجدہ کرتا ہے۔

نماز میں دائیں بائیں دیکھنا شیطانی اثر ہے

۲۰۔ ابن ابی شیبہ والبخاری و ابو داؤد و الترمذی نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ ایک اچک لینا ہے، شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے۔

۲۱۔ ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے مرض کی حالت میں فرمایا مجھ کو بٹھا دو، مجھ کو بٹھا دو۔ میرے پاس ایک امانت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے امانت دی تھی پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہو اگر وہ مجبور ہو تو ان نمازوں میں کرے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض نہیں کیں۔

۲۲۔ عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تو نماز پڑھے تو ادھر ادھر متوجہ نہ کر کیونکہ تیرا رب تیرے سامنے ہوتا ہے اور تو اس سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے ابن آدم! کہ تو کس طرح کو ادھر ادھر متوجہ کرتا ہے میں تیرے لیے بہتر ہوں ان سب چیزوں سے کہ جن کی طرف تو توجہ کرتا ہے۔

۲۳۔ ابن ابی شیبہ نے ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ کرنے سے بچو کیونکہ ادھر ادھر متوجہ کرنے والے کی نماز نہیں ہے اور جب تم مغلوب ہو جاؤ کسی نفل نماز میں تو فرض نماز میں کسی صورت میں مغلوب نہ ہو۔

۲۴۔ ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ برابر متوجہ فرماتے ہیں اپنے بندے پر جب تک وہ نماز میں قیام کرتا ہے مگر جب اسے حدت لاحق ہو جائے یا وہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہو جائے۔

۲۵۔ ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جب وہ بندہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اعراض کر لیتے ہیں۔

۲۶۔ ابن ابی شیبہ نے کعب بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتے

جس تک کہ وہ کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے۔

۲۷۔ ابن ابی شیبہ نے حکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نماز کی تکمیل یہ ہے کہ تو نہ پہچانے اس کو جو تیری داہنی طرف کھڑا ہوا ہے اور جو تیری بائیں طرف کھڑا ہوا ہے۔

۲۸۔ الحاکم و صحیحہ نے جبیر بن نفیر بن عوف بن مالک رضی اللہ عنہم کے طریق سے روایت کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ اوقات ہیں جن میں علم کو اٹھالیا جائے گا، انصار میں سے ایک آدمی نے کہا جس کو ابن لبید کہتا تھا یا رسول اللہ! کس طرح علم کو اٹھالیا جائے گا جبکہ یہ کتابوں میں ثبت ہوگا اور دلوں میں اس کو یاد کرایا ہوگا۔ آپ نے فرمایا میں تجھ کو مدینہ والوں کے سمجھ دار لوگوں میں سے سمجھتا تھا، پھر آپ نے یہود اور نصاریٰ کی گمراہی کا ذکر فرمایا جب کہان کے پاس کتابیں تھیں۔ میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے اس کو بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عوف نے سچ کہا کیا میں تجھ کو اس سے اول کے ہارے میں نہ بتاؤں میں نے عرض کیا کیوں نہیں (ضرور بتائیے) فرمایا کہ خشوع کو اٹھالیا جائے گا یہاں تک کہ خشوع کرنے والے کو نہ دیکھے گا۔

قرب قیامت علم کو اٹھالیا جائے گا

۲۹۔ الحاکم و صحیحہ من طریق جبیر بن نفیر نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے اپنی نظر کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ پھر فرمایا یہ وہ اوقات ہیں کہ علم کو لوگوں سے اچک لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے۔ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیسے ہم سے اچک لیا جائے گا کہ ہم قرآن کو پڑھتے ہیں۔ اللہ کی قسم! البتہ ہم اس کو آپس میں پڑھتے ہیں اور البتہ ہم اس کو اپنی عورتوں کو اور اپنے بیٹوں کو بھی پڑھائیں گے۔ آپ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے اے زیاد! میں تجھے اہل مدینہ کے سمجھ دار لوگوں میں شمار کرتا تھا یہی تو رات اور انجیل یہود و نصاریٰ کے پاس ہیں انہوں نے تو کوئی ان کو نفع نہ دیا میں عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے اس سے کہا تو نے نہیں سنا جو تیرا بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے اسے سب واقعہ بتایا۔ اس نے کہا وہ سچ کہتا ہے اگر تو چاہے تو میں تجھ کو بتاؤں کہ سب سے پہلے لوگوں سے کون سی چیز اٹھائی جائے گی اور وہ خشوع ہے قریب ہے کہ تو مسجد میں داخل ہوگا اور تو اس میں کسی آدمی کو خشوع کرنے والا نہ دیکھے گا۔

۳۰۔ ابن ابی شیبہ احد زہد میں اور حاکم و صحیحہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سب سے پہلی چیز جو تم اپنے دین میں سے گم پاؤ گے وہ خشوع ہے اور آخری چیز جو تم اپنے دین میں سے گم کر دو گے وہ نماز ہے اور تم ضرور ضرور توڑ دو گے اسلام کے حلقوں کو ایک ایک کر کے اور عورتیں نماز پڑھیں گی اور وہ حیض میں ہوں گی اور تم اگلے لوگوں کے راستے پر برابر برابر چلو گے تم ان کے راستے پر نہ چلو اور نہ ہی وہ تم کو غلط راستے پر ڈال سکیں۔ یہاں تک کہ بہت فرقوں میں سے دو فرقے باقی رہ جائیں گے ان میں سے ایک کہے گا یہ پانچ نمازیں کیا ہیں اور البتہ تحقیق گمراہ ہوئے وہ لوگ جو ہم سے پہلے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت و اقم الصلوٰۃ طرفی النہار و لیل من اللیل، (ہود: ۱۱۳) صرف تین نمازیں پڑھو اور دوسرا کہتے گا کہ بلاشبہ مومنین کا ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے ساتھ فرشتوں کے ایمان کی طرح ہے ہمارے درمیان نہ کوئی کافر ہے اور نہ منافق اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ان دونوں فرقوں کو دجال کے ساتھ اٹھائے

گ۔

۳۱- احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالیسیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کچھ مکمل نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نصف، کچھ تیسرا حصہ اور کچھ چوتھا حصہ نماز پڑھتے ہیں یہاں تک کہ آپ نے دس حصے تک کا ذکر کیا۔ یعنی ثواب کے لحاظ سے کسی کو آدھا کسی کو تہائی کسی کو چوتھائی کسی کو دسواں حصہ ثواب کا ملتا ہے۔

۳۲- ابن ابی شیبہ، مسلم، ابن ماجہ، بخاری، ابوداؤد، نسائی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے ان قوموں کا جو اپنی نظروں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں نماز میں آپ نے اس بات میں سختی کی یہاں تک کہ فرمایا وہ اس کام سے ضرور باز آ جائیں یا ضرور انکی آنکھوں کو اچک لیا جائے گا۔

۳۳- ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ضرور ضرور باز آ جائیں تو میں جو نماز میں اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتی ہیں یا پھر یہ نظریں ان کی طرف نہیں لوٹیں گی۔

۳۵- ابن ابی شیبہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ کوئی تم میں سے نہیں ڈرتا اس بات سے کہ جب وہ اٹھاتا ہے اپنی نظروں کو آسمان کی طرف نماز میں شاید کہ اس کی نظریں اس کی طرف نہ لوٹیں۔ (تفسیر درمنثور، سورہ مؤمنون، لاہور)

نماز کے آداب کا بیان

1044- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْظِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِأَصْحَابِهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى اشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ لَيْسَتْهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَيْسَتْهُنَّ اللَّهُ أَبْصَارَهُمْ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ نماز کے دوران آسمان کی طرف کیوں دیکھتے ہیں؟ (راوی کہتے ہیں) نبی کریم ﷺ نے سختی سے (اس حرکت سے منع) کیا اور فرمایا: یا تو لوگ اس حرکت سے باز آ جائیں گے یا ان کی پیناکی رخصت کر دے گا۔

1045- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَتْهُنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَا تَرْجِعُ أَبْصَارَهُمْ

•• حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”لوگ (نماز کے دوران) یا تو اپنی نگاہیں

آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آجائیں گے یا پھر ان کی لگا ہوں واپس نہیں آئیں گی (یعنی ان کی بیٹائی رخصت ہو جائے گی)۔“

1046- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَمَلٍ لَنَا حَدَّثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْعَوَّزِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ امْرَأَةٌ تُصَلِّيُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَنَاءُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ لَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْتَقْدِمُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِنَلَا يَرَاهَا وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَإِذَا رَكَعَ قَالَ هَكَذَا يَنْظُرُ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ) فِي شَأْنِهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک عورت جو نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کیا کرتی تھی وہ بہت خوبصورت تھی۔ بعض لوگ اسی وجہ سے آگے ہو جاتے تھے کہ پہلی صف میں شامل ہو جائیں تاکہ اس عورت کو نہ دیکھ سکیں جب کہ بعض لوگ پیچھے رہتے تھے تاکہ وہ آخری صف میں رہیں تاکہ جب وہ رکوع میں جائیں تو اپنی بغل میں سے دیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ نے (اس بارے میں) یہ آیت نازل کی:

”اور ہم تم میں سے آگے ہونے والوں کو جانتے ہیں اور پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں۔“
یہ اسی کے بارے میں ہے۔

شرح

۱:- امام طحاوی، سعید بن منصور، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں ابوالجوزاء کے طریق سے (حاکم نے صحیح بھی کہا) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک عورت جو لوگوں میں زیادہ خوبصورت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتی تھی بعض لوگ پہلی صف میں آگے چلے جاتے تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور بعض لوگ اس کو دیکھنے کے لئے کچھلی صفوں میں چلے جاتے جب رکوع کرتے تو اپنی بغلوں کے نیچے سے اسے دیکھتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ (آیت) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ نازل فرمائی۔

۲:- عبدالرزاق اور ابن منذر نے ابوالجوزاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ سے مراد ہے نماز کی صفوں میں (آگے بڑھنے والے) امام ترمذی فرماتے ہیں یہ واضح ہے۔

۳:- ابن مردویہ اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) الْمُسْتَقْدِمِينَ یعنی اگلی صفوں اور الْمُسْتَأْخِرِينَ یعنی کچھلی صفوں۔

۴:- ابن جریر نے مردان بن حکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کچھ لوگ صفوں میں پیچھے ہٹ جاتے تھے عورتوں کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ ۔

۵:- ابن مردودیه نے سہل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تم جانتے ہو کن لوگوں کے بارے میں یہ (آیت) نازل ہوئی (یعنی) (آیت) ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستأخرین میں نے کہا اللہ کے راستہ میں فرمایا نہیں لیکن نماز کی صفوں کے بارے میں (نازل ہوئی)

نماز کی جماعت میں بدترین صف آخری صف ہے۔

۶:- ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی صفوں میں سے بہترین صف اس کی پہلی صف ہے اور مردوں کی صفوں میں سے بدترین صف اس کی آخری صف ہے اور عورتوں کی بہترین صفوں میں سے اس کی آخری صف ہے اور عورتوں کی بدترین صفوں میں سے اس کی پہلی صف ہے۔

۷:- ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ اور ابویعلیٰ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی بہترین صفوں میں سے اس کی اگلی صف ہے اور اس کی بری صف اس کی آخری صف ہے اور عورتوں کی بہترین صفوں میں سے اس کی آخری صف ہے اور اس کی بری صفوں میں اس کی اگلی صف ہے۔

۸:- ابن ابی شیبہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی بہترین صفوں میں سے اگلی صف ہے اور اس کی بری صف آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں سے بہترین آخری صف ہے اور اس کی بری صف پہلی صف ہے۔

۹:- ابن ابی شیبہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہے اور اگر تم اس کے ثواب کو جانتے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔

۱۰:- ابن ابی شیبہ، احمد، دارمی ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور حاکم نے ہمام بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں پہلی صف (دالوں) پر اور دوسرے لفظ میں یوں ہے کہ پہلی صفوں پر رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

۱۱:- ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف میں کمی دیکھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں پہلی صفوں پر تو اس پر لوگ رش کرنے لگے۔

۱۲:- ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں ان لوگوں پر جو اگلی صفوں میں نماز پڑھتے ہیں۔

۱۳:- ابن ابی شیبہ نے عامر بن مسعود قرشی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جان لیتے کہ پہلی صف میں کیا (ثواب) ہے تو اس میں قرعہ کے ذریعے صف باندھتے۔

۱۴:- ابن ابی شیبہ، نسائی اور ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی دعا کرتے تھے پہلی صف کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف کے لئے ایک مرتبہ۔

- ۱۵۔ ابن ابی حاتم نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ نَزَارًا وَرَبِّكَ كِي
مفوں کے بارے میں ہے۔
- ۱۶۔ ابن ابی حاتم نے معمر بن سلیمان کے طریق سے شعیب بن مہد الملک سے اور انہوں نے عاتق بن سلیمان رحمۃ اللہ
علیہ سے (آیت) وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ کے بارے میں فرمایا ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت جنگ کی صفوں کے
بارے میں نازل ہوئی معمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یہی بات اپنے باپ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت قتال
کے فرض ہونے سے پہلے نازل ہوئی تھی۔
- ۱۷۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حسن بن علیؓ سے روایت کیا کہ (آیت) وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ
عَلَّمْنَا الْمُسْتَخْرِينَ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں آگے بڑھنے والے اور اللہ کی نافرمانی میں پیچھے ہٹنے والے۔
- ۱۸۔ ابن جریر اور ابن منذر نے حسن بن علیؓ سے روایت کیا کہ یہ پہلی امتوں میں نیکی میں آگے بڑھنے والے اور نیکی میں سستی
رہنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔
- ۱۹۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ (آیت) وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ
عَلَّمْنَا الْمُسْتَخْرِينَ سے مراد ہیں جو مرچکے ہیں اور جو زندہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں مرے۔
- ۲۰۔ ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ
(آیت) الْمُسْتَقْدِمِينَ سے مراد ہیں کہ آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد میں جو گزر گئی (آیت) الْمُسْتَخْرِينَ سے مراد وہ اولاد
جو ابھی پیدا نہیں ہوئی اور جو (ابھی) مردوں کی پشتوں میں ہیں۔
- ۲۱۔ عبدالرزاق اور ابن منذر نے قتادہؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ (آیت) الْمُسْتَقْدِمِينَ سے
مراد ہے آدم علیہ السلام اور جو اس کے ساتھ (والی مخلوق) ہے جب یہ آیت نازل ہوئی (آیت) وَالْمُسْتَخْرِينَ یعنی جو مخلوق کی
اولاد ہے اور آپ بھی مخلوق ہیں کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔
- ۲۲۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے محمد بن کعبؓ سے اس
آیت کے بارے میں پوچھا کیا یہ (آیت) نماز کی صفوں کے بارے میں ہے؟ فرمایا نہیں (آیت) الْمُسْتَقْدِمِينَ سے مراد ہے
میت اور مقتول (آیت) الْمُسْتَخْرِينَ سے مراد ہے جو ان کے ساتھ ملیں گے بعد میں۔
- ۲۳۔ سعید بن منصور اور ابن منذر نے عکرمہ و مجاہد رحمہما اللہ علیہما سے روایت کیا کہ (آیت) وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ
مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَخْرِينَ سے مراد ہے کہ جو شخص مر گیا اور جو شخص باقی ہے۔
- ۲۴۔ امام ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ ایک دن مخلوق آگے کر دی گئی (یعنی
پہلے پیدا کی) ایک مخلوق پیچھے کر دی گئی (یعنی بعد میں پیدا کی) اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے جو اس نے پہلے پیدا کی اور اس کو بھی جانتا
ہے جو بعد میں پیدا کی۔

بَابُ: الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

یہ باب ایک ہی کپڑے میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1047- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ

بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذْنَا يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول

اللہ (ﷺ)! کیا ہم میں سے کوئی ایک شخص ایک کپڑے میں نماز ادا کر سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہوتے ہیں؟

شرح

حضرت محمد ابن منکدر فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے صرف تہبند باندھ کر جسے انہوں نے اپنی گدی کی طرف باندھ رکھا تھا نماز پڑھی حالانکہ ان کے کپڑے کھوٹی پر لٹکے ہوئے تھے ان سے کسی کہنے والے نے کہا کہ آپ نے صرف تہبند میں نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ اس واسطے کیا تاکہ تم جیسا حق مجھے دیکھے بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم میں سے وہ کون تھا جس کے پاس دو کپڑے تھے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث، 732)

مشجب "کا عام فہم معنی کھوٹی ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ مشجب اس چیز کو کہتے ہیں جس پر کپڑے لٹکائے یا رکھے جاتے ہیں یا اس چیز کو کہتے ہیں جس پر کبھی کبھی پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے مشک لٹکادی جاتی تھی۔ بہر حال حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے اس پر رکھ دیئے تھے اور نماز صرف ایک کپڑے میں اس طرح پڑھ رہے تھے کہ اس کپڑے کا تہبند کر رکھا تھا اور اس کے کونے اوپر کے گلے میں باندھ رکھے تھے چنانچہ ایک آدمی نے اس طریقے کو خلاف سنت سمجھتے ہوئے برا خیال کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ اتنے سارے کپڑوں کی موجودگی میں بھی صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ میں صرف ایک کپڑے میں نماز اس لئے پڑھ رہا ہوں تاکہ تم جیسا کم علم مجھے دیکھے اور جان لے کہ نماز صرف ایک کپڑے میں بھی پڑھی جاسکتی ہے یہ خلاف سنت نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی مقصد کے تحت اسے ڈانٹا اور کہا کہ احمق تو اسے برا کیوں سمجھ رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ میں ہم میں سے وہ کون تھا جس کے پاس دو کپڑے تھے، ہمارے پاس تو صرف ایک ایک کپڑا ہوتا تھا اسی میں ہم نماز پڑھتے تھے اور اسی کو دوسری ضرورتوں کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اس بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے واجب نہیں ہے کیونکہ اس میں تنگی ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ایک کپڑے میں نماز کبھی تو اس لئے پڑھی کہ ان کے پاس کپڑا ہی صرف ایک تھا اور کبھی بیان جواز کی خاطر ایک ہی کپڑے میں نماز

پڑھ لی۔

الحاصل اگر کوئی آدمی ایک ہی کپڑے میں نماز اس لئے پڑھتا ہے کہ اس کے پاس دوسرا کپڑا موجود نہیں ہے یا بیان جواز کی خاطر پڑھتا ہے تو جائز ہے۔ اور اگر کوئی آدمی سستی و کاہلی اور بہ نیت حقارت پڑھے گا تو یہ مناسب نہیں ہوگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ کسی کو صحابہ کے ترک سنت پر لعن و طعن کرنا نہیں چاہئے اور ان کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے۔ یعنی اگر کسی صحابی سے کوئی ایسا فعل صادر نظر آئے جو بظاہر خلاف سنت معلوم ہوتا ہے تو اس بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے کہ یہ بیان جواز کے لئے ہے یا پھر اس میں کوئی عذر ہوگا۔

1048- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی کریم ﷺ اس وقت ایک کپڑا پہن کر نماز ادا کر رہے تھے جسے آپ ﷺ نے توشیح کے طور پر لپیٹا ہوا تھا۔

1049- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ

•• حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک ہی کپڑے میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ نے اسے توشیح کے طور پر لپیٹا ہوا تھا اور اس کے دونوں کنارے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

1050- حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَقَ الشَّافِعِيُّ ابْنُ أَبِي رَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَنْظَلَةَ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ مُشْكَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالْبُرِّ الْعُلْيَا فِي ثَوْبٍ

•• عبدالرحمن بن کیسان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو بالائی کونوں کے پاس ایک کپڑا پہن کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1051- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ كَيْسَانَ

1049: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 354، رقم الحديث: 355، 356، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1152، رقم الحديث: 1154،

أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 339، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 763،

1050: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَلَبِّيًا بِهِ
 ﴿﴾ ابن کیسان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو ظہر اور عصر کی نماز ایک ہی کپڑا پہن
 کر ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے جس کی گرہ آپ ﷺ نے سینے پر لگائی ہوئی تھی۔

بَابُ: سُجُودِ الْقُرْآنِ

یہ باب سجود قرآن کے بیان میں ہے

سجدہ کرنے کے وقت شیطان کے رونے کا بیان

1052- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السُّجْدَةَ فَسَجَدَ اغْتَرَلَ الشَّيْطَانُ يَتَكَبَّرُ
 يَقُولُ يَا وَيْلَهُ أَمَرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأَمَرْتُ بِالسُّجُودِ فَلَا يَتُوبُ لِي النَّارُ
 ﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب ابن آدم سجدے سے متعلق آیت تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا اس سے الگ ہو جاتا ہے اور کہتا
 ہے ہائے بربادی ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا اور اسے جنت مل جائے گی مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا
 گیا تو میں نے انکار کیا تو مجھے جہنم ملے گی۔“

قرآن میں آیات سجدہ کی تفصیل کا بیان

(۱) آیت (إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ) (7)

الاعراف: (206) (اس آیت میں ولہ سجدون پر سجدہ ہے۔

(۲) سورہ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

آیت (وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُم بِالْغُلُوِّ وَالْأَصَالِ) (13- الرعد: 15) (اس

آیت میں بالغدو والاصال سجدہ ہے۔

(۳) سورہ نحل کے پانچویں رکوع کے آخر کی یہ آیت

آیت (وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلِكَةِ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ) (49)

النحل: (49) (اس آیت میں و يفعلون ما یومرون پر سجدہ ہے۔

(۴) سورہ بنی اسرائیل کے بارہویں رکوع میں یہ آیت (وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَسْكُونُونَ وَيَرْيَدُهُمُ خُشُوعًا) (17)

الاسراء: (109) اس آیت میں وہیزیدہم عشو عا پر مجہد ہے۔

(۵) سورہ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت

آیت (اِذَا تَنَسَّلَىٰ عَلَيْهِمْ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ غَرَّوْا سُجَّدًا وَّابْكِتَا 19۔ مریم: 58) اس آیت میں سجدا و ہکیا پر مجہد

(۶) سورہ حج کے دوسرے رکوع میں آیت

آیت (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقًّا عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ) الحج: (18) اس آیت میں بسجد لہ پر مجہد ہے مگر پوری آیت پڑھنے کے بعد مجہد ہے۔

(۷) سورہ حج کے آخری رکوع کی یہ آیت

آیت (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ارْكَعُوْا وَّاسْجُدُوْا وَّاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَفَعَلُوْا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) الحج: (77) اس آیت میں لعلکم تفلحون پر مجہد ہے۔

(۸) سورہ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت

آیت (وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا) الفرقان: (60) اس آیت میں وزادہم نفورا پر سجده ہے۔

(۹) سورہ نمل کے دوسرے رکوع میں آیت

آیت (اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ) النمل: (25) اللہ لا الہ الا هو رب العرش العظیم

(۱۰) سورہ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

آیت (اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا غَرَّوْا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ) السجدہ: (35)

(۱۱) سورہ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

آیت (وَخَرَرَّاۤ اِبْکَعًا وَّاَنَابَ 24 فَقَرَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَازْلٰفٰی وَحُسْنَ مَّآبٍ 25) ص: (24) اس آیت میں وحسن مآب پر مجہد ہے۔

(۱۲) سورہ حم مجہد کے پانچویں رکوع میں یہ آیت

آیت (فَاِنْ اسْتَکْبَرُوْا فَاَلَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْمُوْنَ) فصلت: (38)

اس آیت میں لا یسجدون پر سجدہ ہے یا تعبدون پر ہے
(۱۳) سورہ نجم کے آخر میں یہ آیت

آیت (فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا) (62) 53۔ النجم: (62) سجدہ کرو اللہ کا اور عبادت کرو۔ (اس آیت میں واعبدوا پر سجدہ ہے۔

(۱۴) سورہ الانشاق میں یہ آیت

آیت (فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ 20 وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ 21) 84۔ الانشاق: (24) بعض کے نزدیک لعلکم تغلبون پر سجدہ ہے۔ اس آیت میں لا یسجدون پر سجدہ ہے۔

(۱۵) سورہ علق میں یہ آیت

(وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ) (19) (96۔ اعلق: 19) آیت میں واقترِب پر سجدہ ہے۔

سجدہ تلاوت کے وجوب میں فقہ حنفی و شافعی کا اختلاف کا بیان

علامہ ابن مازہ بخاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تلاوت کا سجدہ واجب ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک سجدہ تلاوت سنت ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے آیت سجدہ پڑھی۔ اور انہوں نے سجدہ نہیں کیا اور نبی کریم ﷺ نے بھی سجدہ نہیں کیا۔ اور انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے امام ہیں۔ اگر آپ نے سجدہ کیا تو ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کریں گے۔ لہذا اگر سجدہ تلاوت واجب ہوتا تو حضرت زید سجدہ ترک نہ کرتے اور نہ ہی نبی کریم ﷺ سجدے کو ترک فرماتے۔

جبکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ سجدے آیات کی دلالت وجوب پر ہے کیونکہ بعض آیات میں سجدہ کرنے کا امر ہے۔ اور بعض آیات میں ترک سجدہ پر وعید کا ذکر ہوا ہے۔ لہذا ان آیات سجدہ میں حکم امر اور ترک سجدہ پر وعید والی آیات سے استدلال یہ ہے کہ سجدہ کرنا واجب ہے۔ (مجلد برہانی فی فقہ مالکی ج ۲، ص ۳۳، بیروت)

1053- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ

مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ يَا حَسَنُ أَخْبِرْنِي جَدُّكَ عُبَيْدُ اللَّهِ

بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي

رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنِّي أَصْلِي إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ فَقَرَأْتُ السَّجْدَةَ فَسَجَدْتُ

فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ اللَّهُمَّ احْطُطْ عَنِّي بِهَا وَزَرًّا وَآكُتُبْ لِي بِهَا

أَجْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ

السَّجْدَةُ فَسَجَدَ فَسَمِعَهُ يَقُولُ لِي سُبُّوْهُ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّعْبَةِ
 حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا ایک شخص نبی
 کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں نے گزشتہ رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک
 درخت کی جڑ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہا ہوں میں نے سجدے سے متعلق آیت تلاوت کی تو میں نے
 سجدہ کیا تو اس درخت نے بھی میرے سجدے کے ساتھ سجدہ کیا میں نے اسے یہ پڑھتے ہوئے سنا۔

”اے اللہ! اس سجدے کی وجہ سے تو مجھ سے میرے بوجھ کو دور کر دے اور اس کی وجہ سے تو میرے لیے اجر کو
 نوٹ کر لے اور اسے اپنی بارگاہ میں میرے لیے ذخیرے کے طور پر بنادے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے آیت
 سجدہ تلاوت کی تو آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور آپ ﷺ نے اپنے سجدے میں وہی الفاظ پڑھے جو اس شخص
 نے درخت کے الفاظ کے طور پر بیان کیے تھے۔

1054- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَمْرِو الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَمَوِيُّ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ
 مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ سَجْدَتُكَ وَبِكَ أَمْنْتُ وَلَكَ
 أَسْلَمْتُ أَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ
 حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب سجدے میں جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

”اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا میں تجھ پر ایمان لایا تیرے لیے اسلام قبول کیا تو میرا پروردگار ہے
 میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سربسجود ہے جس نے اسے سماعت اور بصارت عطا کی ہے تو اللہ تعالیٰ برکت
 والا ہے جو سب سے بہترین خالق ہے۔“

بَابُ: عَدَدِ سُجُودِ الْقُرْآنِ

یہ باب سجود قرآن کی تعداد میں ہے

1055- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ
 ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْوَلَدِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ سَجَدَ مَعَ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً مِنْهُنَّ النَّجْمُ

سیدہ امّ درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتی ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدہ

تلاوت کیے ہیں جن میں سے ایک سورہ نجم میں بھی ہے۔

1056- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ كَلْبٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ ابْنِ خُوَّةٍ عَنِ الْمُهَدَّبِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثَيْدَةَ بْنِ خَاطِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْسُ أُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً لَيْسَ فِيهَا مِنَ الْمُفْصَلِ شَيْءٌ الْأَعْرَافُ وَالرَّعْدُ وَالنُّحْلُ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَرْيَمُ وَالْحَجُّ وَسَجْدَةُ الْفُرْقَانِ وَسُلَيْمَانُ سُورَةُ النَّمْلِ وَالسَّجْدَةُ وَفِي ص وَسَجْدَةُ الْحَوَائِمِ

• سیدہ ام ورداء رضی اللہ عنہا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ گیارہ سجدے کیے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی مفصل سورت میں نہیں ہے (وہ سجود ان سورتوں میں ہیں)

سورہ اعراف سورہ رعد سورہ نمل سورہ بنی اسرائیل سورہ مریم سورہ حج سورہ فرقان سورہ سجدہ سورہ ص سورہ حوایم۔

1057- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ يَزِيدَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سَعِيدٍ الْعُتْقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مُنَيْنٍ مِّنْ بَنِي عَبْدِ كِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفْصَلِ وَفِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ

• حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے انہیں قرآن میں پندرہ سجدوں کی تلاوت کروائی ہے جن میں سے تین مفصل سورتوں میں ہیں اور سورہ حج میں دو سجدے ہیں۔

1058- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَأَقْرَأَ بِاسْمِ رَبِّكَ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سورہ انشقاق اور سورہ علق میں سجدہ تلاوت کیا ہے۔

1059- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ

1056: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1057: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1401

1058: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 1301، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1407، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 573، أخرجه

الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 966

1059: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 962، رقم الحديث: 963

ابن شیبۃ ہذا الحدیث من حدیث یحییٰ بن سعید ما سمعت اَحدًا یذکرہ ھیرۃ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے سورہ النمل میں سجدہ تلاوت کیا ہے۔

ابو بکر بن ابوشیبہ کہتے ہیں: یہ روایت یحییٰ بن سعید کے حوالے سے منقول ہے ان کے علاوہ میں نے کسی کو یہ روایت ذکر کرتے

ہے نہیں سنا۔

سجود تلاوت کی آیات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

ائمہ کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ قرآن کریم میں کل کتنی آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے ایک سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت امام احمد نے اس حدیث کے مطابق کہا ہے کہ ایسی آیتیں پندرہ ہیں جن کی تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے پانچ انہوں نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں آیت سجدہ کی تعداد چودہ ہے۔ اس طرح کہ سورہ حج میں تو دو سجدے ہیں اور سورہ ص میں کوئی سجدہ نہیں ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں آیت سجدہ کی تعداد گیارہ ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ سورہ ص، سورہ نجم، سورہ انشافت اور سورہ اقرآن میں سجدہ نہیں ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول قدیم بھی یہی ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کل سجدوں کی تعداد چودہ ہے اس طرح کہ سورہ حج میں دو سجدے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی سجدہ ہے جو دوسرے رکوع میں ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کی یہ حدیث جس سے سجدوں کی تعداد پندرہ ثابت ہوتی ہے ضعیف ہے اور اس کو دلیل بنانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس کے بعض راوی مجہول ہیں۔

بَابُ: اِتِّمَامِ الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کو مکمل کرنے کے بیان میں ہے

نماز میں اعتدال ارکان کا بیان

1060- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

نَاحِيَةِ مَرِّ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ

1060: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 6251، ورم الحديث: 6667، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 12، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم

الحديث: 856، أخرجه الترمذی فی "جامع" رقم الحديث: 2692، أخرجه ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحديث: 3695،

لَسَلَّمَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ وَغَلَبَكَ لَارِجَعُ لَعَلَّ لِيَاثَكَ لَمْ تُعَلَّ بَعْدَ لَالٍ لِي
الْمُتَالِفَةِ لَعَلَّيْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا لُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاتَّبِعِ الرَّحْمَةَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْبَيْتَ لَعَلَّ لَكَ
الْمُرَا مَبَا تَجَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ اذْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَأْيَكَ ثُمَّ اذْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ لَأَلَمَّا لَمْ اسْجُدْ
حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ اذْكَعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَسْتَوِيَ فَأَعِدَّا ثُمَّ اَلْعَلَّ ذَلِكَ لِي صَلَاتُكَ تُكَلِّهَا

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اس شخص نے نماز ادا کی۔ نبی کریم ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ پھر وہ آیا اس نے آپ کو سلام کیا نبی کریم ﷺ نے اسے جواب دیا: تمہیں بھی (سلام) ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو تم نے نماز ادا نہیں کی۔ وہ واپس گیا اور نماز ادا کی پھر آیا اس نے سلام کیا۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: تمہیں بھی (سلام) ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو تم نے نماز ادا نہیں کی۔ اس شخص نے تیسری مرتبہ میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بتائیے (میں کیسے نماز پڑھوں؟) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اچھی طرح وضو کرو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بکیر کھو اور پھر جو قرآن تمہیں یاد ہو اسے پڑھ لو، پھر رکوع میں جاؤ اور اطمینان سے رکوع کرو پھر سر کو اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو پھر اٹھو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو پھر اٹھو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر تمام نماز کو اسی طرح ادا کرو۔

نماز میں اطمینان کے واجب ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

طمأنیت کا مطلب یہ ہے کہ رکوع یا سجود وغیرہ میں اس طرح پوری دلجمعی اور سکون خاطر کے ساتھ ٹھہرا جائے کہ بدن کے تمام جوڑ اپنی جگہ اختیار کر لیں اور ان ارکان میں جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں وہ پورے اطمینان کے ساتھ پڑھی جائیں۔ رکوع و سجود وغیرہ میں طمانیت فرض ہے یا واجب؟ حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اس حدیث کے پیش نظر رکوع، سجود، قنوت اور جلسہ میں طمانیت کی فرضیت کے قائل ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان کے فقدان کی بناء پر نماز کی نفی فرمائی ہے اور یہ چیز فرضیت کی علامت ہے کہ ایک فعل اس کے نہ ہونے سے منہکی اور باطل ہو جائے لہذا یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے ارکان میں آرام و سکون کو اختیار نہ کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی جس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک رکوع و سجود میں طمانیت واجب ہے اور قنوت و جلسہ میں سنت ہے یہ حضرات اس حدیث کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ یہاں نماز کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ نماز کے کمال کی نفی مراد ہے کیونکہ اس حدیث کے آخری الفاظ جو ابو داؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی میں منقول ہیں یہ ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا کہ اگر تم نے اسے (یعنی طمانیت کو) پورا کیا تو تمہاری نماز مکمل ہوئی اور اس میں سے تم نے جو کچھ کم کیا تو تم نے اپنی نماز ناقص کی۔ لہذا اس طرح کا حکم وجوب اور سنت کی علامت ہے کہ اس کے بغیر فعل ناقص و ناقص ہوتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم اس لئے نہیں دیا تھا کہ اس کی نماز سرے سے ہوئی ہی نہیں تھی بلکہ اس اعادہ

کے حکم کا مطلب یہ تھا کہ نماز پورے کمال اور بغیر کسی کراہیت و نقصان کے ادا ہونی چاہئے۔ اور اگر طمانیت فرض ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو شروع ہی میں منع کر کے نماز پڑھنے سے روک دیتے اور اس کو بغیر نقصان کے نماز نہ پڑھنے دیتے۔ اس حدیث سے چند باتوں کی طرف اشارہ ملتا ہے پہلی چیز تو یہ کہ عالم اور تامع کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ کسی ہال اور غلط کام کرنے والے کو نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ سمجھائے اور اس کے ساتھ نصیحت کا ایسا نرم معاملہ کرے کہ وہ آدمی اس کی بات کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر خود مجبور ہو جائے کیونکہ بسا اوقات نصیحت کے معاملے میں بد اخلاقی و ترش روئی اصلاح و سدھار پیدا کرنے کی بجائے اور زیادہ ضد و مٹ دھری اور گمراہی کا سبب بن جاتی ہے۔ دوسری چیز یہ ثابت ہوتی ہے کہ ملاقات اگرچہ مکرر اور تھوڑی دیر کے بعد ہی ہو سلام کرنا مستحب ہے۔ تیسری چیز یہ ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی نماز کے واجبات میں کچھ خلل و نقصان پیدا کرے تو اس کی نماز صحیح ادا نہیں ہوتی اور وہ حقیقی معنی میں نمازی نہیں کہلاتا بلکہ اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ اس آدمی نے نماز نہیں پڑھی۔ پہلی روایت میں جلسہ استراحت یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے سے اٹھ کر بیٹھنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جلسہ استراحت سنت ہے مگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سنت نہیں ہے۔

1061- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةِ ثَمَنٍ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِمَ قَوْلُ اللَّهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعَةً وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً قَالَ بَلَى قَالُوا فَاغْرِضْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَيَقْرَأُ كُلَّ غُضُوْقَيْنِ فِي مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَكْبُرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ مُعْتَمِدًا لَا يَصُبُّ رَأْسَهُ وَلَا يَقْنَعُ مُقْتَدِلًا ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ حَتَّى يَقْرَأَ كُلَّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ وَيُجَافِي بَيْنَ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبِهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُشِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَكْبُرُ وَيَجْلِسُ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى حَتَّى يَرْجِعَ كُلَّ عَظْمٍ مَنَّهُ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَقُومُ فَيَضَعُ فِي الرُّكْعَةِ الْآخِرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثُمَّ يُصَلِّي بِقِيَّةِ صَلَاتِهِ هَكَذَا حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي يَنْقُضِي فِيهَا التَّسْلِيمَ آخَرَ أَحْدَى رِجْلَيْهِ وَجَلَسَ عَلَى شِقِّهِ الْيُسْرَى مُتَوَرِّكًا قَالُوا صَدَقْتَ هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

• محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں جن

میں سے ایک حضرت ابو ثادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ کہتے ہوئے منا حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں آپ سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں لوگوں نے دریافت کیا: وہ کس وجہ سے؟ اللہ کی قسم! آپ نبی کریم ﷺ کے ہم سے زیادہ پروکار نہیں ہیں اور نہ ہی ہم سے زیادہ پرانے صحابی ہیں تو حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا ہی ہے انہوں نے کہا اچھا پھر آپ پیش کیجئے۔

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو آپ ﷺ تکبیر کہتے تھے پھر آپ ﷺ رفع یدین کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا لیتے تھے اور آپ ﷺ کا ہر عضو اپنی جگہ پر ٹھہر جاتا تھا اور پھر آپ ﷺ تلاوت کرتے تھے پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے تھے اور رفع یدین کرتے تھے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے جاتے تھے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے اپنے سر کو زیادہ اٹھاتے بھی نہیں تھے اور زیادہ جھکاتے بھی نہیں تھے بلکہ درمیان میں رکھتے تھے پھر آپ ﷺ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے (اٹھتے تھے) اور دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے انہیں آپ ﷺ کندھوں تک اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ہر ایک ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی تھی۔ پھر آپ ﷺ زمین کی طرف جھکتے تھے اور (سجدے کے دوران) اپنے دونوں بازو اپنے پہلوؤں سے الگ رکھتے تھے۔

پھر آپ ﷺ اپنا سر اٹھاتے تھے اور اپنی بائیں ٹانگ کو بچھا لیتے تھے اور اس پر تشریف فرما ہوتے تھے۔

جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تھے آپ ﷺ اپنی پاؤں کی انگلیوں کو کھلا رکھتے تھے پھر آپ ﷺ سجدہ کرتے تھے پھر تکبیر کہتے تھے اور بائیں ٹانگ کے بل بیٹھ جاتے تھے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی مخصوص جگہ پر آ جاتی تھی پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے تھے۔

اسی طرح آپ ﷺ دوسری رکعت بھی ادا کرتے تھے پھر جب آپ ﷺ دو رکعات ادا کرنے کے بعد کھڑے ہوتے تھے تو آپ ﷺ دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے یہاں تک کہ انہیں کندھوں تک اٹھاتے تھے جس طرح آپ ﷺ نے نماز کے آغاز میں انہیں اٹھایا تھا پھر آپ ﷺ بقیہ نماز بھی اسی طرح ادا کرتے تھے یہاں تک کہ جس سجدے میں آپ ﷺ نے سلام پھیر کر نماز مکمل کرنی ہوتی اس میں آپ ﷺ اپنی ایک ٹانگ کو نیچے کر لیتے تھے اور بائیں پہلو کے بل تورک کے طور پر بیٹھتے تھے۔

تو دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا آپ نے سچ کہا ہے نبی کریم ﷺ اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے۔

نماز کے طریقے کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نماز تو تکبیر سے اور قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے اور آپ جب رکوع کرتے تھے تو اپنا سر مبارک نہ تو (بہت زیادہ) بلند کرتے تھے اور نہ (بہت زیادہ) پست بلکہ درمیان درمیان رکھتے تھے (یعنی پیٹھ اور گردن برابر رکھتے تھے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بغیر سیدھا کھڑے ہوئے سجدے

میں نہ جاتے تھے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو بغیر سیدھا بیٹھنے ہوئے (دوسرے) سجدہ میں نہ جاتے تھے اور ہر دو رکعتوں کے بعد انقباض پڑھتے تھے اور (اور بیٹھنے کے لئے) اپنا بائیں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے اور آپ عقبہ شیطان (یعنی شیطان کی بیٹھک) سے منع فرماتے تھے اور مرد کو دونوں ہاتھ سجدے میں اس طرح بچھانے سے بھی منع کرتے تھے جس طرح وہ سجدے بچھا لیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو سلام پر ختم فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث: 755)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تو تکبیر سے شروع فرماتے تھے اور قرأت کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ آہستہ سے پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

قعدے میں بیٹھنے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ اور اس میں آئینہ کا اختلاف: دوکان یفرش رجل ایسر و مصب رجلہ الیمنی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے کے لئے اپنا بائیں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے) اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھتے تھے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھنا چاہئے۔ آئندہ آنے والی حدیث جو حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قعدے میں افتراش (یعنی پاؤں بچھانا ہی اختیار کرتے تھے مگر دوسرے قعدے میں تورک یعنی (کولہوں پر بیٹھنا) اختیار فرماتے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے کہ پہلے قعدے میں تو افتراش ہونا چاہئے اور دوسرے قعدے میں تورک۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دونوں قعدوں میں تورک ہی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس نماز میں دو تشہد ہوں اس کے آخری تشہد میں تورک ہونا چاہئے اور جس نماز میں ایک ہی تشہد ہے اس میں افتراش ہونا چاہئے۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل: بنیادی طور پر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل یہی حدیث ہے نہ صرف یہی حدیث بلکہ اور بہت سی احادیث وارد ہیں جن میں مطلقاً پاؤں کے بچھانے کا ذکر ہے۔ نیز یہ بھی وارد ہے کہ تشہد میں سنت یہی ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پہلے اور دوسرے قعدے کی قید کے تشہد میں اسی طرح بیٹھا کرتے تھے۔ پھر دوسری چیز یہ بھی ہے کہ تشہد میں بیٹھنے کا جو طریقہ امام اعظم نے اختیار کیا ہے وہ دوسرے طریقوں کے مقابلے میں زیادہ بامشقت اور مشکل ہے اور احادیث میں صراحت کے ساتھ یہ بات کہی گئی ہے کہ اعمال میں زیادہ افضل و اعلیٰ عمل وہی ہے جس کے کرنے میں مشقت اور مشکل ہے۔ جن احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے قعدے میں کولہوں پر بیٹھتے تھے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے وہ اس بات پر محمول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت ضعف اور کبر سن میں اس طرح بیٹھتے تھے کیونکہ دوسرے قعدے میں زیادہ دیر تک بیٹھنا ہوتا ہے اور کولہوں پر بیٹھنا زیادہ آسان ہے۔ عقبہ شیطان کا مطلب: عقبہ شیطان دراصل ایک خاص طریقے سے بیٹھنے کا نام ہے جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ دونوں کولہے زمین پر ٹیک کر دونوں پنڈلیاں کھڑی کر لی جائیں پھر دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھا

جائے جس طرح کے کتے بیٹھا کرتے ہیں۔ قعدے میں بیٹھنے کا یہ طریقہ اختیار کرنا مستفاد طور پر تمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔
 امام طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عقبہ شیطان کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کو لمبے دونوں ایڑیوں پر رکھے جائیں۔ یہ معنی لفظ عقبہ کی رعایت سے زیادہ مناسب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ سجدہ کی حالت میں زمین پر اپنے دونوں ہاتھ اس طرح بچھائے جس طرح درندے یعنی کتے وغیرہ بچھاتے ہیں اس سلسلے میں مرد کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ کے وقت عورتوں کو اس طرح ہی دونوں ہاتھ بچھانے چاہیں کیونکہ اس طرح عورت کے جسم کی نمائش نہیں ہوتی۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب بالکل صاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا اہتمام سلام پر فرماتے تھے۔ مگر اتنی بات سن لیجئے کہ نماز میں سلام پھیرنا حنفیہ کے نزدیک تو واجب ہے مگر حضرت شوافع کے نزدیک فرض ہے۔

طریقہ نماز کا بیان

1062- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرَّجَالِ عَنْ عُمَرَ
 قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ فِي الْإِلَاءِ سَمَّى اللَّهَ وَبَسَّغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ
 فَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَيُجَاهِي بَعْضُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ
 يَقِيمُ صَلَاتَهُ وَيَقُومُ قِيَامًا هُوَ أَطْوَلُ مِنْ قِيَامِكُمْ قَلِيلًا ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَيُجَاهِي
 بَعْضُ يَدَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ فِيمَا رَأَيْتُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَجْلِسُ عَلَى قَدَمَيْهِ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ الْيُمْنَى وَيُكْرَهُ
 أَنْ يَسْقُطَ عَلَى شِقِيهِ الْيُسْرَى

• عمرہ بنت عبدالرحمن بیان کرتی ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ کس طرح نماز ادا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا نبی کریم ﷺ جب وضو کرتے تھے تو پہلے اپنے ہاتھ برتن میں داخل کرتے ہوئے اللہ کا نام لیتے تھے پھر ابھی طرح وضو کرتے تھے پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جاتے تھے پھر تسبیح کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے پھر رکوع میں جاتے تو دونوں ہاتھ ٹخنوں پر رکھ لیتے تھے اور اپنے بازو پہلو سے الگ رکھتے تھے پھر آپ ﷺ اپنا سر اٹھاتے تھے اور اپنی کمر کو بالکل سیدھا کر لیتے تھے پھر آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے جو تم لوگوں کے کھڑے ہونے سے ذرا سا زیادہ طویل ہوتا تھا پھر آپ ﷺ سجدے میں جاتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ قبلہ کی طرف رخ کر کے رکھتے تھے اور آپ ﷺ اپنی کہنیوں کو جہاں تک ہو سکے پہلو سے الگ رکھتے تھے میں نے تو یہی دیکھا ہے پھر آپ ﷺ اپنا سر مبارک اٹھاتے تھے اور بائیں پاؤں پر بیٹھ جاتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے آپ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ بائیں طرف پر گر جائیں۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تھے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تکبیر تحریرہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں کی لو کے مقابل تک اٹھانا چاہئے کیونکہ دیگر احادیث میں اسی طرح مروی ہے اور چونکہ بعض روایات میں ان دونوں سے الگ ایک تیسرا طریقہ یعنی ہاتھوں کو کانوں کی اوپر کی جانب تک اٹھانا بھی آیا ہے۔ اس لئے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ تو کانوں کے پیچھے یعنی کندھوں تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا اور نہ کانوں کے اوپر کی جانب تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان روایات کی تطبیق کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ تکبیر تحریرہ کے وقت ہاتھ اس طرح اٹھانا چاہئے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں تو کندھوں کے مقابل رہیں انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل اور انگلیوں کے سرے کان کے اوپر کے حصے پر رکھے جائیں تاکہ اس طریقے سے تمام احادیث میں عمل ممکن ہو جائے اور روایتوں میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہ رہ جائے اور ان احادیث میں ایک دوسری تطبیق یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ احادیث مختلف اوقات سے متعلق ہیں یعنی تکبیر تحریرہ کے وقت کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہوں گے اور کبھی اس طرح۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں سے دونوں زانو مضبوطی سے پکڑ لیتے تھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھتے تھے اور پھر گردن مبارک کو جھکا کر بالکل پیٹھ پر برابر کر دیتے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ رکوع میں تو انگلیاں کشادہ رکھنی چاہئیں اور سجدے میں ٹلی ہوں نیز تکبیر تحریرہ اور تشہد میں ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا چاہئے۔ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدے کی حالت میں انگلیاں اور ہتھیلیاں زمین پر پھیلا دینی چاہئیں اور پیچھے اٹھے ہوئے اور پہلو اس طرح الگ رکھنے چاہئیں کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو نیچے سے گزر جائے۔ اس حدیث میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ قومہ سے سجدہ میں جانے کے وقت زمین پر پہلے زانو رکھے جائیں یا ہاتھ تو اس سلسلہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ درست تو دونوں طریقے ہیں لیکن اکثر آئمہ کے نزدیک افضل اور مختار یہی ہے کہ زمین پر پہلے زانو رکھے۔

بَابُ: تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران قصر نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

قصر کے وجوب یا رخصت ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

علمائے سلف و خلف میں سے بہت سے وجوب قصر کے قائل ہیں، خطابی رحمہ اللہ معاملہ میں فرماتے ہیں اکثر علماء سلف اور فقہاء عصر کا خیال ہے کہ یہ واجب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ عمر بن عبدالعزیز قتادہ رحمہ اللہ و حسن رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے۔ حماد بن سلیمان رحمہ اللہ تو اس قدر فرماتے ہیں اگر سفر میں کوئی چار رکعت پڑھ لے تو وہ دوبارہ نماز پڑھے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر وقت باقی ہے تو دھرا لے۔ نووی نے بھی بہت سے اہل

علم کی طرف اسے منسوب کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی رخصت کے قائل ہیں، ان میں سے کسی ایک کو بھی اہل علم کے ایک گروہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

قائلین وجوب کے دلائل میں سے صحیحین کی یہ حدیث ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں محبت النبی ﷺ وکان لا یزید فی السفر علی رکعتین و ابابکر و عمر و عثمان یعنی میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہا آپ ﷺ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل تھا۔ لیکن اس حدیث سے استدلال درست نہیں صرف مداومت سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔

جیسا کہ پہلے صرف دو رکعت نماز فرض ہوئی، پھر حضر میں چار رکعتیں کر دی گئیں لیکن سفر میں وہی دو رکعت ہی فرض رہی، یہ استدلال یوں ہے کہ حضر میں چار رکعت سے زیادہ پڑھنا جس طرح ناجائز ہے اسی طرح سفر میں دو رکعت سے زیادہ پڑھنا ناجائز ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے اور وہ فرضیت نماز کے وقت حاضر نہ تھیں۔ یہ جواب اتنا عمدہ نہیں ہے اس لیے کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں اجتہاد کو دخل نہیں، لہذا یہ مرفوع حکمی میں داخل ہے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوقت فرضیت نماز حاضر نہ ہونا قاذح نہیں اس لیے کہ انہوں نے کسی صحابی عی سے سنا ہوگا۔ اور مراسل صحابہ باجماع اہل اصول حجت ہیں۔ اسی دلیل پر یہ اعتراض بھی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے متعارض ہے۔ روایت یوں ہے: حضر میں چار اور سفر میں دو رکعتیں فرض ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث میں تطبیق ممکن ہے کہ شب معراج تو دو رکعت ہی فرض ہوئی لیکن بعد میں زیادہ کر دی گئی۔ چنانچہ ابن حبان ابن خزیمہ اور بیہقی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: یعنی سفر و حضر میں دو رکعتیں فرض تھیں جب آپ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور امین ہو گیا تو حضر میں نماز کی رکعتیں بڑھا دی گئیں، نماز فجر اسی طرح رہی کیوں کہ اس کی قراۃ لمبی ہوتی ہے اور نماز مغرب دن کے وتر ہیں۔

رخصت کے قائلین اس حدیث کا معنی یہ کرتے ہیں: فرضیت بمعنی قدرت یہ لیکن یہ تاویل تکلف محض ہے، نیز حدیث کا دوسرا حصہ لما قرأت فی السفر سورۃ بکرت فی الحضر اس کی نفی کرتا ہے۔ نووی کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو قصر کرنا چاہے اس پر یہی فرض ہے لیکن یہ پہلے سے بھی زیادہ تکلف ہے۔

قائلین وجوب کی تیسری دلیل مسلم کی یہ روایت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے سے مسافر پر دو رکعتیں فرض کی ہیں اور مقیم پر چار اور بحالت خوف صرف ایک رکعت۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ بحالت سفر فرض ہی دو رکعت ہے اللہ کی فرض کی ہوئی رکعات پر زیادتی درست نہیں۔ چوتھی دلیل ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو نسائی میں ہے: اس حدیث کے رجال صحیح بخاری کے ہیں اس میں تصریح ہے کہ مسافر کی نماز دو رکعت ہی ہے اور یہ قصر نہیں بلکہ مکمل ہے۔

پانچویں دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے: اَوْ لَا اِنْ لَمْ يَلْسَ رُكْعَتَيْنِ لِي الصَّلَاةِ (النسائی) یعنی ہمیں سفر میں دو رکعت پڑھنے کا ہی حکم ہے۔ اور قصر کو جو واجب نہیں سمجھتے ان کی پہلی دلیل یہ آیت ہے: (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ) تم پر گناہ نہیں اگر تم نماز قصر کر لو۔ یہ الفاظ رخصت پر دلالت کرتے ہیں وجوب پر نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت صلوٰۃ الخوف سے متعلق ہے، قصر دو چیزوں میں ہے۔ تعداد رکعات میں اور ارکان میں اسی طرح اس کا نقص بھی چیزوں سے ہے نہ رب فی الارض (سفر) اور خوف ہوئے تو ارکان میں بھی قصر ہوگا اور تعداد رکعات میں بھی۔ اگر خوف بحالت اقامت ہو تو تعداد مکمل رہے گی۔ لیکن ارکان میں قصر ہوگا۔ اسی طرح جب سفر ہو لیکن خوف نہ ہو اس وقت قصر تعداد ہوگا، لیکن ارکان مکمل ادا کئے جائیں گے،

1063- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عُمَرَ قَالَ صَلَاةُ السَّفَرِ رُكْعَتَانِ وَالْجُمُعَةُ رُكْعَتَانِ وَالْعِيدُ رُكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرِ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

• حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سفر کی نماز دو رکعات ہے جمعے کی نماز دو رکعات ہے عید کی نماز دو رکعات ہے یہ نمازیں مکمل ہیں ان میں کوئی کمی نہیں ہے یہ بات نبی کریم ﷺ کی زبانی ثابت ہے۔

1064- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ أَنَا يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي الْجَعْفَرِ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كُتَيْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ عُمَرَ قَالَ صَلَاةُ السَّفَرِ رُكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رُكْعَتَانِ وَالْفِطْرُ وَالْأَضْحَى رُكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرِ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

• حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سفر کی نماز میں دو رکعات ہوتی ہیں جمعے کی نماز میں دو رکعات ہوتی ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں دو رکعات ہوتی ہیں یہ تمام نمازیں مکمل ہیں جن میں کوئی کمی نہیں ہے یہ بات نبی کریم ﷺ کی زبانی ثابت ہے۔

1065- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عَمَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابِيهِ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَفْتِكُمُ الدِّينُ كَفَرُوا وَقَدْ آمَنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتُ مِنْهُ لَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ صَلَافَةٌ تَصَدِّقُ اللَّهَ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا

1063: أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث 1419، رقم الحديث 1439، رقم الحديث 1565

1064: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1065: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث 1571، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1199، رقم الحديث 1200، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم

الحديث 3034، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث 1432

صَدَقَتْ

• • • یحییٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا میں نے کہا (ارشاد باری

تعالیٰ ہے)

”تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم نماز کو قصر کرو اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ کافر لوگ تمہیں آزمائش میں مبتلا کر دیں گے۔“

لیکن اب تو یہ صورتحال ہے کہ لوگ امن میں آچکے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں بھی اس بات پر حیران ہوا تھا جس پر تم

حیران ہوئے ہو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے تو تم اس کے صدقے کو قبول کرو۔

1066- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِّ

وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ

• • • امیہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ہم حضر کی نماز کا حکم اور نماز خوف کا

حکم قرآن میں پاتے ہیں: لیکن سفر کی نماز کا حکم ہمیں نہیں ملتا تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا بے شک اللہ تعالیٰ

نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث کیا ہمیں کسی بھی چیز کا علم نہیں تھا تو ہم دیباہی کرتے ہیں: جس طرح ہم

نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1067- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ بَشْرِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنْ هَذِهِ الْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهَا

• • • حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ سے نکلتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو

رکعات سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ آ جاتے تھے۔

1068- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَّازِ وَجُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ

عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ افْتَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ

• • • حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حضر کے دوران چار

1066: أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 456، رقم الحديث: 1433

1067: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1068: أخرجه مسلم فی "المصحيح" رقم الحديث: 1573، رقم الحديث: 1574، أخرجه ابوداؤد فی "المسنن" رقم الحديث: 1247، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم

الحديث: 455، رقم الحديث: 1440، رقم الحديث: 1441، رقم الحديث: 1531

رکعات اور سفر کے دوران دو رکعات فرض کی ہیں۔

مسافت سفر کے بارے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت کے مطابق ایک روز کی مسافت اور دوسری روایت کے مطابق دو روز کی مسافت کو مقرر کیا ہے لیکن ان کے مسلک کی کتاب حاوی میں سولہ فرسخ کا تعین کیا گیا ہے اور یہی مسلک حضرت امام مالک و حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ نے مسافت قصر کے سلسلے میں تین منزلیں کی حد مقرر کی ہیں اور ایک منزل اتنی مسافت پر ہو کہ چھوٹے دلوں میں قافلہ جگ کو چل کر دو پہر کے بعد منزل پر پہنچ جائے۔ حضرت امام ابو یوسف دو روز اور تیسرے روز کے اکثر حصہ کی مسافت کو مسافت قصر قرار دیا ہے۔

اصحاب ظواہر (وہ جماعت جو صرف حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل پیرا ہوتی ہے) نے مطلقاً سفر کا اعتبار کیا ہے یعنی ان کے نزدیک مسافت قصر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے خواہ سفر لمبا ہو یا چھوٹا ہو ہر صورت میں نماز قصر ادا کی جائے گی۔

اس سلسلے میں اگر چاروں ائمہ کے مسلک کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حقیقت اور نتیجے کے اعتبار سے سب کا یکساں ہی مسلک ہے کیونکہ حنفیہ کے نزدیک مشہور مسلک کے مطابق مسافت قصر (۴۸) میل مقرر ہے، حاوی قول کے مطابق شوافع کے ہاں سولہ فرسخ مقرر ہے اور سولہ فرسخ حساب کے اعتبار سے (۴۷) میل کے برابر ہے اسی طرح حضرت امام مالک و حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے لہذا چاروں مسلک میں مسافت قصر (۴۸) میل ہوئی۔

میل کی مسافت کا بیان

میل تین فرسخ کا ہوتا ہے اور ہر فرسخ بارہ ہزار قدموں کا ہوتا ہے۔ ابن شجاع نے کہا ہے کہ میل تین ہزار پانچ سو گز سے لیکر چار ہزار گزوں کا ہوتا ہے۔ اور میل کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے اس کی وجہ سے حرج لازم آتا ہے۔ جو کہ اٹھایا گیا ہے۔
(مناہج شرح الہدایہ، ج ۱، ص ۱۸۵، بیروت)

حالت سفر میں پوری نماز پڑھنے سے متعلق فقہ شافعی اور اس کی دلیل و جواب

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ ۖ إِنَّ خِفَتُمْ أَنْ يُفْتِنَكُمْ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا (النساء، ۱۰۱)

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں کہے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کی وضاحت میں فقہاء شوافع نے یہ دلیل اخذ کی ہے۔ کہ تم پر کوئی حرج نہیں، معنی یہ ہے کہ قصر تمہارے لئے رخصت ہے۔ اگر تم عزیمت پر عمل کرتے ہوئے پوری نماز پڑھو تو اس میں بھی تمہارے لئے کوئی حرج نہیں۔ جبکہ فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ

قصر کی رخصت یہ شارع کی طرف سے صدقہ جسے قبول کرنا چاہیے اور اس کو قبول نہ کرنا جائز نہیں۔

یعلیٰ بن امیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں پھر ہم کیوں قصر کرتے ہیں فرمایا اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں "فاسئلوا" امر کا صیغہ ہے جو وجوب کا فائدہ دیتا ہے۔ لہذا قصر کرنے کا وجوب ثابت ہو جائے گا جیسا کہ فقہاء احناف کا موقف ہے۔

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں چار رکعت والی نماز کو پورا پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو چیزیں قابل تسلیم نہیں ہیں ان کا صدقہ استقاط محض ہے رد کا احتمال نہیں رکھتا۔ آیت کے نزول کے وقت سفر اندیشہ سے خالی نہ ہوتے تھے اس لئے آیت میں اس کا ذکر بیان حال ہے شرط قصر نہیں حضرت عبداللہ بن عمر کی قراءت بھی دلیل ہے جس میں "أَنْ يَفْتِنَكُمْ" بغیر "إِنْ يَحْفُظُمْ" کے ہے صحابہ کا بھی یہی عمل تھا کہ امن کے سفر میں بھی قصر فرماتے جیسا کہ اوپر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور احادیث سے بھی یہ ثابت ہے اور پوری چار پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کے صدقہ کا رد کرنا لازم آتا ہے لہذا قصر ضروری ہے۔

جس سفر میں قصر کیا جاتا ہے اس کی ادنیٰ مدت تین رات دن کی مسافت ہے جو اونٹ یا پیدل کی متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہو اور اس کی مقداریں خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہو جاتی ہیں جو مسافت متوسط رفتار سے چلنے والے تین روز میں طے کرتے ہوں اور اس کے سفر میں قصر ہوگا۔

مسافر کی جلدی اور دیر کا اعتبار نہیں خواہ وہ تین روز کی مسافت تین گھنٹہ میں طے کرے جب بھی قصر ہوگا اور اگر ایک روز کی مسافت تین روز سے زیادہ میں طے کرے تو قصر نہ ہوگا غرض اعتبار مسافت کا ہے۔ (خزان العرقان)

فقہاء شوافع کی دوسری دلیل اور اس کا جواب

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر کی حالت میں) کم رکعتیں بھی پڑھی ہیں اور پوری بھی پڑھی ہیں۔ (شرح السنہ)

چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عمل اسی حدیث پر ہے وہ فرماتے ہیں کہ سفر میں قصر کرنا بھی جائز ہے اور پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے جب کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک سفر میں پوری نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی قصر نہیں کرے گا بلکہ پوری نماز پڑھے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

یہ حدیث اگرچہ امام شافعی کی دلیل ہے لیکن اہل نظر کا کہنا ہے کہ اس حدیث کے سلسلہ روایت میں ابراہیم بن یحییٰ کا نام بھی آتا ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف قرار دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب سفر السعاده فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرتبہ صحت کو پہنچی ہوئی نہیں ہے اور سفر کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے اور وارث قطنی اور بیہقی وغیرہ نے جو

روایت نقل کی ہے جس سے حالت سفر میں اتمام اور قصر دونوں کا جواز ثابت ہوتا ہے بلکہ دارقطنی نے اس کی صراحت بھی کی ہے کہ اس کی سند صحیح ہے تو اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا تعلق حکم اول سے ہوگا یعنی ابتداء میں تو اتمام اور قصر دونوں جائز تھے۔ مگر بعد میں قصر ہی کو ضروری قرار دیدیا گیا۔

یہاں حضرت عائشہ کی جو روایت نقل کی گئی ہے اس کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حدیث کے پہلے جزء کا تعلق تو ان نمازوں سے ہے جن میں قصر کیا جاتا ہے مثلاً چار رکعتوں والی نماز اور دوسرے جزء کا تعلق ان نمازوں سے ہے جن میں قصر ہوتا ہی نہیں جیسے تین یا دو رکعتوں والی نماز یعنی چار رکعتوں والی نماز میں تو قصر کرتے تھے اور تین و دو رکعتوں والی نماز کو پورا کر کے پڑھتے تھے اسی مفہوم کو مراد لینے سے ظاہری معنی و مفہوم سے زیادہ دور جانا نہیں پڑتا کیونکہ قصر و اتمام دونوں ہی اپنی اپنی جگہ مفہوم ہو جاتے ہیں اور یہ توجیہ بہت مناسب اور قریب از حقیقت ہے۔

قصر صرف چار رکعتوں والی نمازوں ہی میں جائز ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفر کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر کی دو رکعتیں اور اس کے بعد (یعنی سنت کی) دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں بھی نماز پڑھی ہے اور شہر (یعنی حضر) میں بھی، چنانچہ میں نے شہر میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر کی چار رکعتیں اور اس کے بعد (سنت کی) دو رکعتیں پڑھی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں سفر و شہر میں کوئی (زیادتی) نہیں کرتے تھے اور مغرب ہی کی نماز دن کے وتر (کہلاتے) ہیں اور اس کے بعد (سنت کی) دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث سے یہ بات بصراحت معلوم ہوئی کہ سفر کی حالت میں قصر ان ہی نمازوں میں جائز ہے جو چار رکعتوں والی ہیں جیسے ظہر، عصر اور عشاء جو نماز چار رکعت والی نہیں ہیں جیسے مغرب اور فجر ان میں قصر جائز نہیں ہے۔ یہ نمازیں جس طرح حضر میں پڑھی جاتی ہیں اسی طرح انہیں سفر میں پڑھنا چاہیے۔

وہی وتر النهار کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نماز و تر رات کے وتر ہیں اسی طرح مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں گویا اس قول سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ وتر کی نماز ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں۔

ابن ملک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سنت مؤکدہ حضر کی طرح سفر میں پڑھنی چاہیے۔ مگر حنفیہ کے ہاں معتمد اور صحیح قول یہ ہے کہ جب مسافر کسی جگہ منزل کرے تو وہاں سنتیں پڑھ لے مگر راستے میں چھوڑ دے نہ پڑھے۔

بَابُ: الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے میں ہے

1069- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْقَلْبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إسماعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُسْجَاهِدٍ وَمَعْبُودِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَطَاوُسٍ أَخْبَرُوهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُعْجِلَهُ شَيْءٌ وَلَا يَطْلُبَهُ عَدُوٌّ وَلَا يَخَافُ شَيْئًا

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سفر کے دوران مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرتے تھے حالانکہ آپ ﷺ کو سفر کی جلدی بھی نہیں ہوتی تھی اور دشمن بھی آپ ﷺ کے پیچھے نہیں ہوتا تھا اور آپ ﷺ کو کسی چیز کا خوف نہیں ہوتا تھا۔

شرح

جمع بین الصلاتین کی دو قسمیں ہیں: ایک صوری، دوسری حقیقی، پہلی نماز کو آخر وقت میں اور دوسری نماز کو اوّل وقت میں پڑھنے کو جمع صوری کہتے ہیں، اور ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں جمع کر کے پڑھنے کو جمع حقیقی کہتے ہیں، اس کی دو صورتیں ہیں ایک جمع تقدیم، دوسری جمع تاخیر، جمع تقدیم یہ ہے کہ ظہر کے وقت میں عصر اور مغرب کے وقت میں عشاء پڑھی جائے، اور جمع تاخیر یہ ہے کہ عصر کے وقت میں ظہر اور عشاء کے وقت میں مغرب پڑھی جائے، یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ فقہاء نے کہا ہے کہ جمع سے مراد جمع صوری ہے۔

1070- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فِي السَّفَرِ

•• حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے دوران سفر کے دوران ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

شرح

حضرات شوافع نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم کو اپنا مستدل بناتے ہوئے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ سفر کی حالت میں جمع بین الصلوٰتین یعنی ظہر و عصر کی نماز ایک ہی وقت میں ایک ساتھ پڑھ لینا جائز ہے خواہ عصر کی نماز ظہر کے وقت پڑھ لی جائے خواہ ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھ لی جائے۔

1069: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔
1070: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1629، رقم الحديث: 1630، أخرجه البزار في "المسنن" رقم الحديث: 1202، رقم الحديث: 1208، أخرجه النسائي في "المسنن" رقم الحديث: 586

عمر کے وقت اسی طرح مغرب و عشاء کی نمازوں کو بھی ایک ساتھ پڑھ لینا جائز ہے چاہے مغرب کے وقت عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور چاہے عشاء کی نماز مغرب کے وقت۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک چونکہ جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہے اس لئے ان کی طرف سے اس حدیث کی جو شوافع کی سب سے بڑی مستدل ہے یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث جمع صوری پر محمول ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ اس طرح پڑھتے تھے کہ ظہر کو تو اس کے بالکل آخری وقت پڑھتے اور عصر کی نماز اس کے بالکل ابتدائی وقت میں ادا فرماتے۔ لہذا ظاہری صورت کے اعتبار سے تو یہ جمع بین الصلوٰتین ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں لیکن حقیقت میں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی جاتی تھیں اسی طرح مغرب کی نماز تاخیر سے بالکل آخری وقت میں پڑھتے اور عشاء کی نماز ابتدائی وقت میں ادا فرماتے۔

نمازوں میں جمع صوری کا بیان

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں (اسی طرح عمل فرماتے تھے) کہ جب کوچ کرنے سے پہلے دوپہر ڈھل جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ لیتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر ڈھلنے سے پہلے ہی کوچ فرماتے تو ظہر کی نماز میں تاخیر فرماتے اور عصر کے لئے اترتے (یعنی ظہر و عصر دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھتے) مغرب کی نمازیں ایک ساتھ پڑھتے اور اگر آفتاب غروب ہونے سے پہلے ہی کوچ فرماتے تو نماز مغرب میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ عشاء کی نماز کے لئے اترتے اور (اس وقت) دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے۔

(ابوداؤد، جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحديث، 1317)

اس حدیث سے شوافع نے جمع بین الصلوٰتین کے سلسلے میں جمع تقدیم و جمع تاخیر ثابت کی ہے اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے کہ ان کے نزدیک سفر میں دو نمازوں کو ایک ایک ساتھ پڑھ لینا جائز ہے اور ان دونوں نمازوں کو ان میں سے کسی ایک وقت بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ حنفیہ کے ہاں چونکہ جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہے اس لئے وہ اس سلسلے میں ابوداؤد کا قول نقل کرتے ہیں کہ "وقت سے پہلے ہی نماز پڑھ لینے کے سلسلے میں کوئی بھی حدیث قوی ثابت نہیں ہے۔" گویا ابوداؤد کا یہ قول اس حدیث کے ضعیف ہونے پر دلیل ہے پھر یہ کہ حنفیہ کی دلیل صحیح البخاری و صحیح مسلم کی وہ روایت ہے جو حضرات عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھی نماز غیر مقرر وقت میں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔"

لہذا ان دونوں حدیثوں کے تعارض کی شکل میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہی راجح ہوگی۔ کیونکہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے حقہ اور علم کی زیادتی اور روایت حدیث کے سلسلے میں احتیاط پسندی میں سب سے ممتاز ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی روایت کردہ حدیث سب سے زیادہ صحیح اور معتد ہوگی۔

بَابُ: التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران نوافل ادا کرنے میں ہے

1071- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى بِنَا ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَهُ وَانْصَرَفَ قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَأَى أَنَاثًا يُصَلُّونَ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ قُلْتُ يُسَبِّحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتَمَمْتُ صَلَاتِي يَا ابْنَ أَخِي إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ ثُمَّ صَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ يَقُولُ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ لِي رَسُولٌ

اللَّهُ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ)

عیسیٰ بن حفص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی ہم نے ان کے ساتھ نماز مکمل کی انہوں نے بھی نماز مکمل کی راوی کہتے ہیں: جب انہوں نے توجہ کی تو کچھ لوگ اٹھ کر نوافل ادا کر رہے تھے تو انہوں نے دریافت کیا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا: یہ لوگ نوافل پڑھ رہے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر میں نے نوافل پڑھنے ہوتے تو میں اپنی نماز ہی مکمل پڑھ لیتا۔

اے میرے بھتیجے! میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہا ہوں نبی کریم ﷺ نے سفر کے دوران دو رکعات سے زیادہ رکعات ادا نہیں کی ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ (کی روح مبارک کو) قبض کر لیا۔

پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو رکعات سے زیادہ ادا نہیں کیں۔

پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو رکعات سے زیادہ ادا نہیں کیں۔

پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو رکعات سے زیادہ رکعات ادا نہیں کیں۔ یہاں تک کہ اللہ

تعالیٰ نے ان سب کی ارواح کو قبض کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

”تمہارے لیے اللہ کے رسول (کے طریقے) میں بہترین نمونہ ہے۔“

سفر میں نوافل پڑھنے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سفر کئے میں نے آپ صلی اللہ

1071: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث 1101، رقم الحديث 1102، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث 1577، رقم الحديث 1578، أخرجه

ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث 1223، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث 1457،

علیہ وسلم کو زوال آفتاب کے وقت ظہر سے پہلے دو رکعتیں چھوڑتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا اس باب میں حضرت ابن عمر سے بھی روایت ہے کہ امام ابو یوسفی ترمذی فرماتے ہیں کہ حدیث براہ فریب ہے میں نے امام بخاری سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے لیف بن سعد کی روایت کے علاوہ اسے نہیں پہچانا انہیں ابوسرہ غفاری کا نام معلوم نہیں لیکن انہیں اچھا سمجھتے ہیں حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران نماز سے پہلے یا بعد نوافل نہیں پڑھتے تھے انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نفل نماز پڑھتے تھے۔

اہل علم کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعض صحابہ سفر میں نوافل پڑھنے کے قائل ہیں امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے جبکہ اہل علم کی ایک جماعت کا قول ہے کہ نماز سے پہلے یا بعد کوئی نوافل نہ پڑھے جائیں چنانچہ جو لوگ ممانعت کرتے ہیں وہ حضرات رخصت پر عمل پیرا ہیں اور جو پڑھ لے اس کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے کہ سفر میں نوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 538)۔

نماز جیسی عبادت میں بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنت سے زیادہ پڑھنا مناسب نہ جانا، یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کمال اتباع ہے، اور وہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں بہت سخت تھے، یہاں تک کہ دھوڑ دھوڑ کر ان مقامات پر ٹھہرتے جہاں نبی اکرم ﷺ ٹھہرتے تھے، اور وہیں نماز ادا کرتے جہاں آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے۔

سفر میں نماز کی سنتوں کے پڑھنے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، اکثر کا یہ قول ہے کہ اگر پڑھے گا تو ثواب ہوگا، اور خود ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ترمذی کی روایت میں ظہر کی سنتیں پڑھنا منقول ہے، اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ سفر میں صرف فرض ادا کرے، سنتیں نہ پڑھے، ہاں عام نوافل پڑھنا جائز ہے، نبی کریم ﷺ اپنے اسفار مبارکہ میں فرض نماز سے پہلے یا بعد کی سنتوں کو نہیں پڑھتے تھے، سوائے فجر کی سنت اور وتر کے کہ ان دونوں کو سفر یا حضر کہیں نہیں چھوڑتے تھے، نیز عام نوافل کا پڑھنا آپ سے سفر میں ثابت ہے۔

سفر میں نوافل و سنن پڑھنے کا بیان

1072- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ طَاوُسًا عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَسَنُ ابْنُ مُسْلِمٍ بَنِي بَنِي جَالِسٍ عِنْدَهُ فَقَالَ حَدَّثَنِي طَاوُسٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ السَّفَرِ فَكُنَّا نُصَلِّي فِي الْحَضَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا وَكُنَّا نُصَلِّي فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا

اسامہ بن زید نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے طاؤس سے سفر کے دوران نوافل ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا: اس وقت حسن بن مسلم بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے بتایا طاؤس نے مجھے یہ بات بتائی ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی کریم ﷺ نے حضر کی نماز اور

سفر کی نماز کو مقرر کیا ہے تو ہم سفر کی نماز میں فرائض سے پہلے اور ان کے بعد (نوافل یا سنتیں) ادا کیا کرتے تھے اور ہم سفر میں بھی فرائض سے پہلے یا اس کے بعد (نوافل یا سنتیں) ادا کیا کرتے تھے۔

بَابُ: كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةُ الْمُسَافِرُ إِذَا أَقَامَ بِبَلَدَةٍ

یہ باب ہے کہ جب کوئی مسافر کسی شہر میں مقیم ہو جائے تو وہ کتنا عرصہ قصر نماز ادا کرے گا؟

1073- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ السَّائِبَ ابْنَ يَزِيدَ مَاذَا سَمِعْتَ فِي سُكْنَى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضَرَمِيِّ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَلُمُهَا جِرَ بَعْدَ الصَّدْرِ

•• حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سائب بن یزید سے سوال کیا آپ نے مکہ میں رہائش کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے حضرت العلاء بن حضرمی رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مہاجر شخص طوافِ صدر کے بعد تین دن تک یہاں رہ سکتا ہے۔

مسافر اور قصر سے متعلق فقہی احکام کا بیان

مسافر جب اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اس پر قصر واجب ہے، پوری چار رکعت والی فرض نماز کی دو رکعتیں ہی پڑھنا واجب ہے اگر کوئی آدمی سفر کی حالت میں جب کہ اس پر قصر واجب ہے، پوری چار رکعتیں پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور دو واجب کو چھوڑنے والا ہوگا یعنی ایک واجب تو قصر کا ترک ہوگا اور دوسرے قعدہ اخیرہ کے بعد فوراً سلام پھیرنا، کیونکہ مسافر کے حق میں پہلا قعدہ ہی قعدہ اخیرہ ہوتا ہے اس کے بعد اسے فوراً سلام پھیر دینا چاہیے اگر اس نے نہیں پھیرا بلکہ کھڑا ہو گیا اس طرح اس نے دوسرے واجب کو ترک کیا۔ اس موقع پر اتنی بات بھی جانتے چلے کہ مسافر کے لئے قصر کے جواز میں کسی بھی عالم اور کسی بھی امام کا اختلاف نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو قصر واجب ہے لیکن امام شافعی کے ہاں قصر اولیٰ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر قصر نہیں کرے گا تو وہ امام صاحب کے مسلک کی رو سے گنہگار ہوگا، مگر حضرت شافعی کا مسلک اسے گنہگار نہیں قرار دے گا۔ بلکہ اولیٰ و افضل چیز کو ترک کرنے والا کہلائے گا۔ مسافت قصر: قصر اتنی مسافت کے لئے واجب ہوتا ہے جو متوسط چال سے تین دن سے کم میں طے نہیں ہو سکتی۔ متوسط چال سے مراد آدمی یا اونٹ کی متوسط رفتار ہے تین دن کی مسافت ہے یہ مراد ہے کہ صبح سے دوپہر تک چلے نہ یہ کہ صبح سے شام تک، اسی لئے فقہاء نے موجودہ زمانے میں اس مسافت کا اندازہ اڑتالیس میل کیا ہے گویا اگر کوئی آدمی اڑتالیس میل (تقریباً ۹۸ کلومیٹر) کی مسافت کے لئے اپنے گھر سے سفر پر نکلے تو جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر نکلتے ہی اس پر قصر واجب ہو جاتا ہے۔

1073: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 3933 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 3284، 3287 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث:

2022 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 949 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1453، رقم الحديث: 1454

اگر کوئی آدمی مسافت قصر (یعنی ۴۸ میل یا ۹۸ کلومیٹر) کو کسی تیز سواری مثلاً گھوڑے یا ریل وغیرہ کے ذریعے تین دن سے کم میں طے کرے تب بھی وہ مسافر سمجھا جائے گا اسے بھی قصر نماز پڑھنی چاہیے۔ مدت قصر: مسافر کو اس وقت تک قصر کرنا چاہیے۔ جب تک کہ اپنے وطن اصلی نہ پہنچ جائے یا کسی مقام پر کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد نہ کرے بشرطیکہ وہ مقام ٹھہرنے کے لائق ہو اگر کوئی آدمی دریا میں ٹھہرنے کی نیت کرے یا دارالحرب میں یا اسی طرح جنگل میں تو اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ ہاں خانہ بدوش لوگ اگر جنگل میں بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کریں تو یہ نیت صحیح ہو جائے گی اس لئے کہ وہ جنگلوں میں ہی رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی اس مقدار مسافت کو قطع کرنے سے قبل کہ جس کا سفر میں اعتبار کیا گیا ہے کسی مقام پر ٹھہرنے کی یا اپنے وطن لوٹ جانے کی نیت کرے تو وہ مقیم ہو جائے گا۔ اگرچہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو اب یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے سفر کے ارادے کو ختم کر دیا ہے۔

(۱) مندرجہ ذیل صورتوں میں اگر کوئی مسافر مسافت سفر پوری کرنے کے بعد پندرہ دن سے بھی زیادہ ٹھہر جائے تو وہ مقیم نہ ہوگا اور اس پر قصر کرنا واجب رہے گا۔ (الف)۔ پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مگر کسی وجہ سے بلا قصد ارادہ زیادہ ٹھہرنے کا اتفاق ہو جائے۔ (ب)۔ کچھ نیت ہی نہ کی ہو، بلکہ امروز، فردا میں اس کا ارادہ وہاں سے چلے جانے کا ہو مگر وہ اسی پس و پیش میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہر جائے۔ (ج)۔ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہ ہو۔ (د) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام پر، بشرطیکہ ان دونوں مقامات میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کی اذان کی آواز دوسرے مقام میں نہ جاسکتی ہوں، مثلاً دس روز مکہ معظمہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منی میں مکہ سے منی تین میل کے فاصلے پر ہے اور اگر رات کو تو ایک مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام پر تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی اب دوسرا مقام جہاں وہ دن کو رہتا ہے اگر اس پہلے مقام سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا۔

اور اگر ایک مقام دوسرے مقام سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جاسکتی ہے۔ تو وہ دونوں مقام ایک ہی سمجھے جائیں گے اور دونوں جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم ہو جائے گا۔

(۲) مقیم کی افتاء مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ اداء نماز ہو یا قضاء، مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کے سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ اٹھ کر اپنی نماز پوری کر لے اور اس میں قرأت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اولیٰ اس مقتدی پر بھی فرض ہوگا مسافر امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے فوراً بعد مقتدیوں کو اپنے مسافر ہونے کی اطلاع یہ کہہ کر دے کہ میں مسافر ہوں، مقتدی اپنی نماز پوری کر لیں۔ مسافر بھی مقیم کی افتاء کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر، وقت کے بعد نہیں۔

اس لئے کہ مسافر جب مقیم کی افتاء کرے گا تو امام کی اتباع میں چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدہ اولیٰ نفل ہوگا اور اس کا فرض، امام کی تحریمہ قعدہ اولیٰ کے نفل ہونے کے ساتھ ہوگی اور مسافر مقتدی کی اس کی فرضیت کے ساتھ پس فرض نماز پڑھنے

والے کی اقتداء للعل نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔ مسافر فجر کی سنتوں کو ترک نہ کرے اور مغرب کی سنت کو بھی ترک کرنا بہتر نہیں ہے اور باقی اور سنتوں کے ترک کا اختیار ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اگر چل رہا ہو اور اطمینان نہ ہو تو نہ پڑھے ورنہ پڑھے۔ (عامہ کتب فقہ)

1074- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَقَرَأَهُ عَلَيْهِ الْبَلَاءُ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ

عَلَيْسِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي النَّاسِ مَعِيَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ مُبْتَدِعَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ

عطاء بیان کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ کچھ لوگوں کے سامنے یہ حدیث سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح مکہ تشریف لائے تھے۔

مدت اقامت کا بیان

1075- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ

الْأَخْوَلُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ لَمَّا نَحْنُ إِذَا أَقَمْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا نُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ میں) انیس دن قیام کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کرتے رہے تھے تو ہم جب انیس دن قیام کریں تو ہم دو دو رکعات ادا کرتے ہیں: اور اگر اس سے زیادہ قیام کریں تو چار چار رکعات ادا کرتے ہیں۔

شرح

فاقام تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انیس دن بغیر اقامت کے اس طرح ٹھہرے کہ امر و زفر واد میں وہاں سے روانہ ہو جانے کا ارادہ فرماتے رہے مگر بلا قصد و ارادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام وہاں انیس دن ہو گیا۔ مگر اس سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ عتجہ اخذ کیا کہ اگر کوئی آدمی حالت سفر میں کہیں انیس دن ٹھہر جائے تو وہ قصر نماز پڑھ سکتا ہے۔ ہاں انیس دن بعد اس کے لئے قصر جائز نہیں ہوگا اس مسئلے میں حضرت عبد اللہ بن عباس منفرد ہیں اور کسی کا بھی یہ مسلک نہیں ہے۔

اس موقع پر پھر جان لیجئے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت سفر میں کسی جگہ

1074: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث 2505 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث 2935 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث 2872

1075: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث 1080 رقم الحديث 4298 رقم الحديث 4299 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث 1230 أخرجه

الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث 549

پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو اس کے لئے قصر جائز نہیں ہے بلکہ وہ پوری نماز پڑھے اور اگر کوئی آدمی پندرہ دن یا پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو قصر نماز پڑھے بلکہ اگر وہ اقامت کی نیت نہ کرے اور آج کل میں وہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ کرتا رہے اور اس طرح بلا قصد ارادہ اس کے قیام کا سلسلہ برسوں تک بھی دراز ہو جائے تب بھی وہ قصر نماز پڑھتا رہے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی مسئلہ جلیل القدر صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ ابن عمرو وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام محمد نے کتاب الآثار میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ آذربائیجان میں چھ مہینے اس طرح ٹھہرے رہے کہ آج کل میں وہاں سے چلنے کا ارادہ کرتے رہے مگر بلا قصد ارادہ ان کا قیام اس قدر طویل ہو گیا چنانچہ وہ اس مدت میں برابر قصر نماز پڑھتے رہے اس موقع پر دیگر صحابہ بھی ان کے ہمراہ تھے اسی طرح حضرت انسؓ بھی مروان کے بیٹے عبدالملک کے ہمراہ شام میں دو مہینے تک بلا قصد ارادہ ٹھہرے رہے اور وہاں دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے۔

اس مسئلے میں حضرت امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی جگہ علاوہ دو دن آئے اور جانے کے چار روز سے زیادہ قیام کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مقیم ہو جاتا ہے اس کے لئے قصر جائز نہیں ہے وہ پوری نماز پڑھے اسی طرح اقامت کی نیت کے بغیر امروز و فردا میں چلنے کا ارادہ کرتے کرتے بلا قصد ارادہ اٹھارہ دن سے زیادہ ٹھہر جائے تو تب بھی اس کے لئے قصر جائز نہیں ہو گا وہ پوری نماز پڑھے امام شافعی کی فقہ میں یہی معتد اور صحیح قول ہے۔

1076- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ الصَّبَّاحُ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ

بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يَقْصُرُ الصَّلَاةَ

•• حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام کیا تھا اور آپ ﷺ قصر نماز ادا کرتے رہے تھے۔

1077- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَعَبْدُ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي

إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا قُلْتُ كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا

•• حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ آئے۔ نبی کریم ﷺ دو رکعت نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ واپس مدینہ آ گئے۔ (راوی بیان کرتے ہیں) میں نے دریافت کیا: آپ حضرات نے مکہ میں کتنا عرصہ قیام کیا؟ تو حضرت انسؓ نے جواب دیا: 10 دن قیام کیا۔

1076: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1231

1077: أخرجه البخاري في "المصحيح" رقم الحديث: 1081، ورم الحديث: 4297، أخرجه مسلم في "المصحيح" رقم الحديث: 1584، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم

الحديث: 1233، أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث: 548، أخرجه الترمذي في "السنن" رقم الحديث: 1437

سفر کی مدت اقامت میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں راوی نے انس سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے دن مکہ میں قیام کیا انہوں نے فرمایا دس دن اس باب میں ابن عباس اور جابر سے بھی روایت ہے امام ابو یوسفی ترمذی فرماتے ہیں حدیث انس حسن صحیح ہے ابن عباس سے مروی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اسفار میں انیس دن تک قیام کیا اور دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے چنانچہ اگر ہمارا قیام انیس دن یا اس سے کم مدت کا ہوتا تو ہم بھی قصر ہی پڑھتے اور اگر اس سے زیادہ رہتے تو پوری نماز پڑھتے حضرت علی سے مروی ہے کہ جو دس دن قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے ابن عمر پندرہ دن اور دوسری روایت میں بارہ دن قیام کرنے والے کے متعلق پوری نماز کا حکم دیتے تھے قتادہ اور عطاء خراسانی سعید بن مسیب سے روایت ہیں کہ جو شخص چار دن تک قیام کرے وہ چار رکعتیں ادا کرے داؤد بن ابی ہند ان سے اس کے خلاف روایت کرتے ہیں اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے سفیان ثوری اور اہل کوفہ پندرہ دن قیام کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے۔

امام اوڑاعی بارہ دن قیام کی نیت پر پوری نماز پڑھنے کے قائل ہیں امام شافعی، امام مالک اور احمد کا یہ قول ہے کہ اگر چار دن رہنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے اسحاق کہتے ہیں کہ اس باب میں قوی ترین مذہب ابن عباس کی حدیث کا ہے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اسی پر عمل پیرا ہیں کہ اگر انیس دن قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے۔ پھر اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اگر رہنے کی مدت متعین نہ ہو تو قصر ہی پڑھنی چاہئے اگر سال گزر جائیں۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث 536)

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ

یہ باب نماز کو ترک کرنے والے کے بیان میں ہے

1078- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ

•• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کو ترک کرنا ہے۔“

شرح

جس کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ مومن اور کفر کے درمیان نماز بمنزلہ دیوار کے ہے کہ بندہ اس کی وجہ سے کفر تک نہیں پہنچ سکتا مگر جب نماز ترک کر دی گئی تو گویا درمیان کی دیوار اٹھ گئی لہذا نماز چھوڑنا اس بات کا سبب ہوگا کہ نماز چھوڑنے والا مسلمان کفر تک پہنچ

جائے گا۔ ہر حال۔ اس حدیث میں نماز چھوڑنے والوں کے لئے سخت شہید ہے اور اس میں اس طرز اب ایسا ہے کہ نماز کا چھوڑنے والا ممکن ہے کہ کافر ہو جائے کیونکہ جب اس نے اسلام و کفر کے درمیان کی دیوار کو قطع کر دیا گویا وہ کفر کی حد تک پہنچ گیا ہے اور جب وہ کفر کی حد تک پہنچ گیا تو ہو سکتا ہے کہ یہی ترک نماز اس کو فسق و فجور اور اللہ سے بغاوت و سرکشی میں اس حد تک دلیہ کر دے کہ وہ دائرہ کفر میں داخل ہو جائے۔ یہ شروع میں بتایا جا چکا ہے کہ تارک نماز کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں چنانچہ اصحابِ عواہر تو یہ کہتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ کافر ہو جاتا ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز چھوڑنے والا اگرچہ کافر نہیں ہوتا مگر اس سرکشی و طغیانی کے پیش نظر اس قابل ہے کہ اس کی گردن اڑادی جائے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جو آدمی نماز چھوڑ دے اس کو اس وقت تک جب تک کہ نماز نہ پڑھے مارنا اور قید خانہ میں ڈال دینا واجب ہے۔

ترک نماز پر وعید کا بیان

1079- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّبَالِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ لَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

عبداللہ بن ابوبریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو عہد ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جو شخص اس کو ترک کر دے گا اس نے کفر کیا۔

شرح

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان اس و امان کا جو معاہدہ ہو چکا ہے کہ ہم انہیں قتل نہیں کرتے اور اسلام کے احکام ان پر نافذ نہیں کرتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے، جماعت میں حاضر ہونے اور اسلام کے دوسرے ظاہری احکام کی تابعداری کرنے کے سبب سے مسلمانوں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں لہذا جس نے نماز کو جو تمام عبادتوں میں سے افضل ترین ہے ترک کر دیا گویا کہ وہ کافر کے برابر ہو گیا۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ نماز ترک کر کے کفر کو ظاہر نہ کریں۔ اس طرح اس جملے نقد کفر کے معنی یہ ہوئے کہ (جس نے نماز چھوڑ دی) اس نے کفر کو ظاہر کر دیا۔

1080- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ اللَّيْمَشِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بندے اور شرک کے درمیان فرق صرف

نماز کو ترک کرنا ہے جب آدمی اسے ترک کر دیتا ہے تو شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔

بَابُ: فِي فَرَضِ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے فرض ہونے کے بیان میں ہے

لفظ جمعہ کی وجہ تسمیہ اور معنی و مفہوم کا بیان

علامہ علاؤ الدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لفظ جمعہ میم کے ساکن کے ساتھ اور جمعہ میم کے فتح کے ساتھ ہر دو طرح سے بولا گیا ہے۔

قال فی الفتح قد اختلف فی تسمیة الیوم بالجمعة مع الاتفاق علی انه کان لیسمی فی الجاهلیة والعروبة بفتح العین وضم الراء وبالوحدة الخ یعنی جمعہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عہد جاہلیت میں اس کو یوم عربہ کہا کرتے تھے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس دن مخلوق کی خلقت تکمیل کو پہنچی اس لیے اسے جمعہ کہا گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تخلیق آدم کی تکمیل اسی دن ہوئی اس وجہ سے اسے جمعہ کہا گیا۔ ابن حمید میں سند صحیح سے مروی ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ساتھ انصار نے جمع ہو کر نماز ادا کی اور حضرت اسعد بن زرارہ نے ان کو وعظ فرمایا پس اس کا نام انہوں نے جمعہ رکھ دیا کیوں کہ وہ سب اس میں جمع ہوئے یہ بھی ہے کہ کعب بن لوی اس دن اپنی قوم کو حرم شریف میں جمع کر کے ان کو وعظ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اس حرم سے ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ یوم عربہ کا نام سب سے پہلے یوم جمعہ کعب بن لوی ہی نے رکھا۔ یہ دن بڑی فضیلت رکھتا ہے اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں جو نیک دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی روش کے مطابق نماز جمعہ کی فرضیت کے لیے آیت قرآنی سے استدلال فرمایا جیسا کہ باب ذیل سے ظاہر ہے۔

جمعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کو آنے کی اجازت ہوتا کہ نام کے معنی کا ثبوت ہو۔ (بدائع الصنائع فصل شرائط الجمعة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

علامہ یحییٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اس دن کا نام جمعہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ مذکورہ بالا ایسی عظیم الشان چیزیں اس دن میں جمع کر دی گئی ہیں۔

لیکن یہ بات بھی مخفی نہ رہے کہ قطع نظر اس بات کے کہ یہ تمام باتیں بہ ہیئت مجموعی "جمعہ" کی وجہ تسمیہ کو ظاہر کرتی ہیں ان میں سے ہر ایک خود بھی اپنی اپنی جگہ جمعیت اور اجتماعیت کے مفہوم پر حاوی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کس سبب سے رکھا گیا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وجہ سے کہ اس دن تمہارے ہاں آدم کی مٹی جمع کی گئی اور اس کا خمیر بنایا گیا۔ اس دن (پہلا) سور پھونکا جائے گا (کہ اس کی آواز سے تمام دنیا والے مرجائیں گے) اور (دوسرا) سور پھونکا جائے گا (کہ اس کی آواز سے تمام مردے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے) اور اس دن (قیامت) کی سخت دارو گیر ہوگی نیز اس دن کے آخر کی تین ساعتوں میں ایک ایسی ساعت ہے (یعنی جمعہ کی آخری ساعت) کہ اس وقت جو کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی۔"

(احمد بن حنبل، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1337)

خطبہ جمعہ میں وعظ کرنے کا بیان

1081- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ بُكَيْرٍ أَبُو جَنَابٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَدَوِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا وَتَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْفَلُوا وَصَلُّوا إِلَيْهِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوا وَتُنْصَرُوا وَتُجَبَّرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ قَدْ اقْتَرَضَ عَلَيْكُمْ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هَذَا فِي يَوْمِي هَذَا فِي شَهْرِي هَذَا مِنْ عَامِي هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فَإِنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي وَلَهُ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ اسْتَخَفَّافًا بِهَا أَوْ جُعُودًا لَهَا فَلَا جَمَعَ لِلَّهِ لَهُ شَمْلَةٌ وَلَا بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ وَلَا صَلَوةَ لَهُ وَلَا زَكَاةَ لَهُ وَلَا حَجَّ لَهُ وَلَا صَوْمَ لَهُ وَلَا بَرَّ لَهُ حَتَّى يَتُوبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِلَّا لَا تَوَكَّنْ امْرَأَةٌ رَجُلًا وَلَا يَوْمٌ أَغْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا وَلَا يَوْمٌ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا إِلَّا أَنْ يَفْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ

••• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور نیک اعمال کی طرف جلدی کرو اس سے پہلے کہ تمہیں مشغول کر دیا جائے اور اپنے پروردگار کا بکثرت ذکر کر کے ظاہری اور خفیہ طور پر بکثرت صدقہ کر کے اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان تعلق کو قائم کرو۔

(اس کے نتیجے میں) تمہیں رزق دیا جائے گا تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری خامیوں کو دور کر دیا جائے گا یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال کے اس مہینے کے اس دن میں میرے اس جگہ کھڑے ہونے سے لے کر قیامت کے دن تک کے لیے جمعہ تم پر فرض کر دیا ہے تو جو شخص میری زندگی میں یا میرے بعد اسے ترک کرے گا حالانکہ جمعہ قائم کرنے کے لیے امام موجود ہو خواہ وہ عادل ہو یا ظالم ہو اور وہ شخص اسے (یعنی جمعہ کو) کمتر سمجھتے ہوئے ایسا کرے یا اس کا انکار کرتے ہوئے اسے ترک کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پریشان کر دے گا اور اس کے کاموں میں برکت نصیب نہیں

کرے گا ایسے شخص کی نماز نہیں ہوگی نہ کوئی شے ہوگی نہ حج نہیں ہوگا نہ روزہ نہیں ہوگا اس کی کوئی شے قبول نہیں ہوگی جب تک وہ توبہ نہیں کرتا تو جو شخص توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا یا درکھنا کوئی بھی عورت کسی مرد کی امامت پر گز نہ کر دے اور کوئی دیہاتی کسی مہاجر کی امامت نہ کر دے کوئی فاجر کسی مومن کی امامت نہ کر دے البتہ اگر وہ (فاجر شخص) حکومتی اختیار کی وجہ سے اس پر غالب آجائے تو اس کا حکم مٹلے ہے جب آدمی کو اس کی کمزوری یا اس کے کوزے کا خوف ہو۔

1082- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَلْفٍ أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ أَبِيهِ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ قَائِلًا أَبِي حِينَ ذَهَبَ بَصْرَةَ فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَسَمِعَ الْأَذَانَ اسْتَغْفِرُ لِأَبِي أُمَامَةَ اسْعِدَ بْنَ زُرَّارَةَ وَدَعَا لَهُ فَمَكَّنْتُ حِينَئِذٍ أَسْمَعُ ذَلِكَ مِنْهُ ثُمَّ قُلْتُ فِي نَفْسِي وَاللَّهِ إِنْ ذَا لَعَجَزَ إِنِّي أَسْمَعُهُ كُلَّمَا سَمِعَ الْأَذَانَ الْجُمُعَةَ يَسْتَغْفِرُ لِأَبِي أُمَامَةَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ وَلَا أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ لِمَ هُوَ فَخَرَجْتُ بِهِ كَمَا كُنْتُ أَخْرُجُ بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمَّا سَمِعَ الْأَذَانَ اسْتَغْفَرَ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَتَاهُ أَرَأَيْتَكَ صَلَّوْتَكَ عَلَى اسْعِدَ بْنِ زُرَّارَةَ كُلَّمَا سَمِعْتَ الْإِذَاءَ بِالْجُمُعَةِ لِمَ هُوَ قَالَ أَيْ بَنِي كَانَ أَوَّلَ مَنْ صَلَّيْنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ فِي نَقِيعِ الْخَضَمَاتِ فِي هَؤُلَاءِ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بِيَّاضَةَ قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ أَرْبَعِينَ رَجُلًا

عبدالرحمن بن کعب بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کو ساتھ لے کر جایا کرتا تھا جب ان کی بیٹائی رخصت ہو گئی تھی جب میں انہیں ساتھ لے کر جمعہ کی نماز کے لیے جاتا تھا تو وہ حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ان کے لیے دعا کرتے تو ایک طویل عرصے تک میں ان سے یہ بات سن کر خاموش رہا پھر میں نے یہ سوچا: اللہ کی قسم! یہ تو بے وقوفی کی بات ہوئی کہ میں ان کو سنتا ہوں کہ جب بھی یہ جمعے کی اذان سنتے ہیں تو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ان کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور میں نے ان سے اس بارے میں یہ بھی دریافت نہیں کیا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟

ایک مرتبہ میں پہلے کی طرح انہیں جمعے کے لیے لے کر جا رہا تھا جب انہوں نے اذان سنی تو پہلے کی طرح دعائے مغفرت کی میں نے ان سے کہا: ابا جان! آپ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے جو دعائے مغفرت کرتے ہیں جب بھی جمعے کی اذان سنتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے (مدینہ منورہ) تشریف آوری سے پہلے ہمیں جمعے کی نماز پڑھائی تھی جو ”نقیع خضمت“ میں پتھر پٹی زمین پر ادا کی گئی تھی جس کا تعلق بنو بیاضہ سے تھا۔

میں سے ان سے دریافت کیا آپ اس دن کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے جواب دیا چالیس افراد۔

امت مسلمہ کا شرف اور جمعہ کا بیان

1083 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ جِرَاحٍ عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضَلَّ اللَّهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا كَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمَ النَّبْتِ وَالْأَحَدُ لِلنَّصَارَى فَهُمْ لَنَا تَبِعٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ نَحْنُ الْأَيُّرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ الْعَاقِبِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو لوگ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے جمعہ (کے دن) کے حوالے سے انہیں گمراہ رہنے دیا یہودیوں کا (مخصوص مذہبی) دن ہفتہ ہے اور اتوار عیسائیوں کا مخصوص (مذہبی) دن ہے تو قیامت کے دن تک وہ لوگ ہمارے پیروکار ہوں گے ہم دنیا میں بعد میں آنے والے ہیں اور (قیامت کے دن) پہلے ہوں گے جن کا حساب ساری مخلوق سے پہلے ہو جائے گا۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم دنیا میں بعد میں آئے ہیں اور قیامت کے دن شرف و مرتبے میں سب سے آگے ہوں گے علاوہ ازیں اہل کتاب (یعنی یہود و نصاری) کو اللہ کی طرف سے ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ہمیں بعد میں کتاب ملی ہے پھر یہ دن یعنی جمعہ کا دن ان (اہل کتاب) پر فرض کیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دن (یعنی جمعہ) کے بارے میں ہماری ہدایت فرمائی بایں طور کہ ہم نے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس دن کو اللہ کی عبادت کے لئے اختیار کیا۔ اور لوگ یعنی یہود و نصاری نہ صرف شرف و فضیلت بلکہ دن کے اعتبار سے بھی ہمارے تابع ہیں، یہود نے کل (یعنی جمعہ کے بعد کے دن سنچر) کو اختیار کیا اور نصاری نے پرسوں (یعنی سنچر کے بعد کا دن اتوار) اختیار کیا۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

اور صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے کہ دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے آخر میں فرمایا۔ (دنیا میں آنے کے اعتبار سے) ہم سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے کہ ساری مخلوق سے پہلے ہمارے لئے (حساب کا اور جنت میں داخل ہونے کا) حکم کیا جائے گا۔ (مختلۃ المصاح: جلد اول، رقم الحدیث: 1328)

حدیث کے الفاظ "ہمیں بعد میں کتاب ملی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ گذشتہ امتوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب پہلے نازل ہوئی ہے اور پھر سب سے بعد میں ہماری امت کو قرآن کریم سے نوازا گیا ہے مگر درحقیقت یہی چیز ہماری امت کے لئے تمام امتوں کے مقابلے میں شرف و فضیلت کی دلیل ہے کیونکہ اصولی بات ہے کہ جو کتاب بعد میں آتی ہے وہ پہلی کتاب کو منسوخ قرار

ہونے کے واسطے جمعہ ہی کے دن کو اللہ کی عبادت و بندگی کے لئے اختیار کر لیا۔ "لوگ ہمارے بتائی ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کا روز چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا دن ہونے کی وجہ سے لسل انسانی کے لئے مہداء اور انسانی زندگی کا سب سے پہلا دن ہے اس لئے اس دن عبادت کرنے والے عبادت کے اعتبار سے مقبوع اور اس کے بعد کے دو دن یعنی سنچر و اتوار کو عبادت کرنے والے تابع ہوئے۔ اسی بناء پر یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ شرعاً اور اصولاً جمعہ کا دن ہی ہفتہ کا پہلا دن ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ عرف عام اس کے برخلاف ہے۔

یہ امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوئی کہ دنیا میں ان کو سب کے بعد رکھا، اور آخرت میں سب سے پہلے رکھے گا، دنیا میں بعد میں رکھنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ امت سابقہ امتوں پر گواہ ہے جیسے کہ قرآن میں وارد ہے، بہر حال جمعہ کی فضیلت یہود اور نصاریٰ کو نہیں ملی، انہوں نے اس دن کے پہچاننے میں غلطی کی، اور امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے صاف کھول کر یہ دن بیان کر دیا، اور جمعہ کی تفصیل کی وجہ یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش اسی دن کی، یعنی آدم وضاحت کو اسی دن پیدا کیا، پس ہر ایک انسان پر اس دن اپنے مالک کا شکر ادا کرنا فرض ہوا، اور قیامت بھی اسی دن آئے گی، گویا شروع اور خاتمہ دونوں اسی دن ہیں۔

بَابُ فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کی فضیلت کے بیان میں ہے

1084- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْدِرِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِثْلُ الْآيَامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ وَأَهْبَطَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ وَفِيهِ تَوَلَّى اللَّهُ آدَمَ وَفِيهِ مَسَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ اللَّهُ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيَّاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا وَهْنٌ يُشْفِقُنْ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

حضرت ابولبابہ بن عبدالمندرجی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جمعہ تمام دنوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز ہے یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن سے بھی زیادہ معزز ہے اس میں پانچ خصوصیات ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف نازل کیا اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وفات دی اور اس میں ایک گھڑی ہے جس میں بندہ جو بھی چیز مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ اسے عطا کر دیتا ہے جبکہ وہ کوئی حرام چیز نہ مانگے اور اسی دن

قیامت قائم ہوگی ہر مقرب فرشتہ آسمان زمین ہوائیں ہادل سمندر جمعے کے دن سے خوفزدہ ہوتے ہیں (کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے)

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی سے متعلق اقوال کا بیان

حضرت ابی بردہ ابن ابی موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد مکرم (حضرت ابو موسیٰ) سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سراج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعے (کے دن) کی ساعت قبولیت کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ ساعت (خطبے کے لئے) امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز پڑھی جانے تک کا درمیانی عرصہ ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول: رقم الحدیث 1331)

جمعے کے روز قبولیت دعا کی ساعت منقول ہے اور اس کی حقیقت میں کسی کو کوئی شبہ نہیں ہے لیکن علماء کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ وہ ساعت کونسی ہے؟ یعنی وہ کونسا وقت ہے جس میں ساعت قبولیت آتی ہے؟ چنانچہ بعض علماء کی تحقیق تو یہ ہے کہ شب قدر کی ساعت قبولیت اور اسم اعظم کی طرح جمعہ کے روز کی ساعت قبولیت بھی مبہم یعنی غیر معلوم ہے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ ساعت ہر جمعے کو بدلتی رہتی ہے کسی جمعے کو تو دن کے ابتدائی حصے میں آتی ہے کسی جمعے کو درمیانی حصے میں اور اسی طرح کسی جمعے کو دن کے آخری حصے میں آتی ہے لیکن اکثر علماء کا کہنا یہ ہے کہ وہ ساعت متعین اور معلوم ہے لیکن اس میں بھی اختلاف ہے کہ اگر وہ ساعت متعین اور معلوم ہے تو کونسی ساعت ہے۔ اور وہ کونسا وقت ہے جس میں یہ عظیم و مقدس سات پوشیدہ ہے۔ اس بارے میں پینتیس اقوال منقول ہیں: (۱) جمعے کے روز فجر کی نماز کے لئے مؤذن کے اذان دینے کا وقت۔ (۲) فجر کے طلوع ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے تک کا وقت۔ (۳) عصر سے آفتاب غروب ہونے تک کا وقت۔ (۴) خطبے کے بعد امام کے منبر سے اترنے سے تکبیر تحریر کہنے جانے تک کا وقت۔ (۵) آفتاب ٹپکنے کے بعد فوراً بعد کی ساعت۔ (۶) طلوع آفتاب کا وقت۔ (۷) ایک پہر باقی دن کی آخری ساعت۔ (۸) زوال شروع ہونے سے آدھا سایہ ہو جانے تک کا وقت۔ (۹) زوال شروع ہونے سے ایک ہاتھ سایہ آ جانے تک کا وقت۔ (۱۰) ایک بالشت آفتاب ڈھلنے کے بعد سے ایک ہاتھ آفتاب ڈھل جانے تک کا وقت۔ (۱۱) عین زوال کا وقت۔ (۱۲) جمعے کی نماز کے لئے مؤذن جب اذان کہے وہ وقت۔ (۱۳) زوال شروع ہونے سے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۴) زوال شروع ہونے سے امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۵) زوال آفتاب تک کا وقت۔ (۱۶) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے سے نماز جمعہ شروع ہونے تک کا وقت۔ (۱۷) امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۸) خطبے کے لئے امام کا منبر پر چڑھنے اور ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۱۹) اذان سے ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۲۰) امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پوری ہو جانے تک کا وقت۔

(۲۱) خرید و فروخت کے حرام ہونے اور ان کے حلال ہونے کے درمیان کا وقت یعنی اذان کے وقت سے نماز جمعہ ختم ہو جانے تک۔ (۲۲) اذان کے قریب کا وقت۔ (۲۳) امام کے خطبہ شروع کرنے اور خطبہ ختم کرنے تک کا وقت۔ (۲۴) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے اور خطبہ شروع کرنے کا درمیانی وقت۔ (۲۵) دونوں خطبوں کے درمیان امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۶) نماز کے لئے تکبیر شروع ہونے سے امام کے مصلے پر کھڑے ہونے تک کا وقت۔ (۲۷) خطبہ سے فراغت کے بعد

امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۸) تکبیر شروع ہونے سے انعام نماز تک کا وقت۔ (۲۹) جمعہ کی نماز سے فراغت کے فوراً بعد کا وقت۔ (۳۰) عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت۔

(۳۱) نماز عصر کے درمیان کا وقت۔ (۳۲) عصر کی نماز سے (غروب آفتاب سے پہلے) نماز کا آخری وقت مستحب رہنے تک کا وقت۔ (۳۳) مطلقاً نماز عصر کے بعد کا وقت۔ (۳۴) نماز عصر کے بعد کی آخری ساعت۔ (۳۵) اور وہ وقت جب کہ آفتاب ڈوبنے لگے۔

منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ الزہرا اور تمام اہل بیت نبوت رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے خادموں کو متعین کرتے تھے کہ وہ ہر جمعے کے روز آخری گھڑی کا خیال رکھیں اور اس وقت سب کو یاد دلائیں تاکہ وہ سب اس گھڑی میں پروردگار کی عبادت، اس کے فکر اور اس سے دعا مانگنے میں مشغول ہو جائیں۔ یہاں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس کے متعلق ہلقینی سے پوچھا گیا کہ خطبے کے وقت دعا کیونکر مانگی جائے کیونکہ یہ حکم ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت خاموشی اختیار کی جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ "دعا کے لئے تلفظ شرط نہیں ہے بلکہ اپنے مقصود و مطلوب کا دل میں دھیان رکھنا کافی ہے یعنی دعا کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ دعا کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں بلکہ یہ بھی کافی ہے کہ دل ہی دل میں دعا مانگ لی جائے اس طرح مقصود بھی حاصل ہو جائے گا اور خطبے کے وقت خاموش رہنے کے شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہوگا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ "یہ بات مجھے معلوم ہوئی ہے کہ جمعے کی شب میں بھی مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔"

جمعہ کے دن صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا بیان

1085- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْبِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ لِيَهِيَ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَعْرِضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ يَغْنَى بَلَيْتَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

••• حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت جمعے کے دن کو حاصل ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن نوحہ ہوگا اسی دن صعدہ ہوگا (یعنی قیامت قائم ہوگی) تو اس دن میں مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے ایک صاحب نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! ہمارا درود آپ ﷺ کی خدمت میں کسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ ﷺ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے یہ چیز حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔"

شرح

ارشاد ان من الفضل ایامکم یوم الجمعة طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یا تو عرفہ کا دن سب دنوں میں سے افضل ہے یا پھر عرفہ اور جمعہ دونوں دن فضیلت کے اعتبار سے مساوی ہیں۔ جمعے کے دن بہت زیادہ درود بھیجنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے حکم دیا ہے کہ درود افضل عبادات میں سے ہے اور چونکہ جمعہ کے دن ہر نیکی کا ثواب ستر درجہ زیادہ ملتا ہے اس لئے جمعے کے دن درود پڑھنا اولیٰ ہوگا۔ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جمعے کے دن اور جمعہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے وقت بہت زیادہ فضائل دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں اس لئے مسلمانوں کے لئے یہ حق تعالیٰ کی جانب سے ایک عظیم الشان نعمت ہے لہذا جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ درود بھیجا جائے اور اس سے غافل نہ رہا جائے۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح زمین دوسرے مردوں کے ساتھ معاملہ کرتی ہے کہ چند ہی دنوں کے بعد ان کے اجسام زمین کے نذر ہو جاتے ہیں اور گل سڑ جاتے ہیں ایسا معاملہ انبیاء کے مبارک اجسام کے ساتھ نہیں ہوتا نہ تو ان کے اجسام فنا ہوتے ہیں نہ گلتے سڑتے ہیں۔ بلکہ وہ جوں کے توں قبروں میں دنیا کی طرح زندہ رہتے ہیں اور حق تعالیٰ کی جانب سے انہیں وہاں حیات جسمانی حقیقی عنایت فرمائی جاتی ہے۔

چنانچہ یہ مسئلہ بالکل صاف اور واضح ہے اور اس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں کہ انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انہیں بالکل دنیا کی طرح حقیقی جسمانی حیات حاصل ہے نہ کہ انہیں حیات معنوی روحانی حاصل ہے جیسا کہ شہداء کو حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ شہداء کے علاوہ دوسرے مردے بھی اپنی قبروں میں سلام کلام سنتے ہیں اور بعض ایام میں ان کے اقرباء کے اعمال بھی ان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

نماز جمعہ کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان

1086- حَدَّثَنَا مُخَرِّزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ مَا بَيْنَهُمَا مَا لَمْ تُغْشِ الْكَبَايِرُ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”ایک جمعہ دوسرے جمعے تک درمیان میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جب کہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے دن غسل کرنے کے بیان میں ہے

جمعہ کے آداب و فضیلت کا بیان

1087- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هَذَا اللَّهُ بْنُ الْمُبَارَكِ هُوَ الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَمَلَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ حَدَّثَنَا أَوْسُ بْنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاسْتَسَلَّ وَتَغَرَّ وَابْتَغَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ وَقَدَّ مِنَ الْإِمَامِ لِمَا سَمِعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ عَطْوَةٍ عَمَلٌ مِثْلُ آجُرٍ صِيَامِهَا وَلِقَامِهَا

• حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے (مسجد) جلدی چلا جائے وہ پیدل چل کر جائے سوار ہو کر نہ جائے امام کے قریب ہو اور غور سے خطبہ سنے اور کوئی لغو حرکت نہ کرے تو اس کے ہر ایک قدم کے عوض میں اسے ایک سال کے (نفل) روزوں اور نفل نمازوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔“

شرح

غسل (نہلانے) کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی کو نہلائے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی بیوی سے صحبت کرے تاکہ اس کے نہانے کا باعث ہو یا یہ مراد ہے کہ اپنے کپڑے صاف کرائے اور دھلوائے یا اپنا سر خطمی وغیرہ سے دھوئے جمعے کے روز اپنی بیوی سے ہم بستری بہتر اس لئے ہے کہ اس سے زنا کا خطرہ دل میں پیدا نہیں ہوتا اور نماز میں حضور قلب حاصل ہوتا ہے۔ اس حدیث میں لفظ ”مشی“ کے بعد ”لم یرکب“ کی قید کا مقصد اس بات کا ظاہر کرتا ہے کہ تمام راستہ یا پیادہ چلے بالکل سوار نہ ہو۔ چونکہ لفظ ”مشی“ اپنے عمومی مفہوم میں تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ خواہ تمام راستہ پیدل چلے یا تھوڑی تھوڑی دور پیدل چل کر پھر سوار ہو جائے۔ اس لئے ”لم یرکب“ ذکر کر کے اس بات کے تاکید فرمادی گئی کہ جامع مسجد جانے کے لئے سواری بالکل استعمال نہ کی جائے بلکہ تمام راستہ پیدل چل کر جامع مسجد پہنچے۔

خطبہ جمعہ کے آداب کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اگر تم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے یہ بھی کہا ”چپ رہو“ تو تم نے بھی لغو کام کیا۔“

(صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1357)

خطبہ کے وقت چونکہ کسی بھی قسم کے کلام اور گفتگو کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اس وقت ایسے آدمی کو جو گفتگو کر رہا ہو خاموش ہو جانے کے لئے کہنا بھی اس حدیث کے مطابق ”لغو“ ہے اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے وقت مطلقاً کلام اور گفتگو ممنوع ہے اگرچہ وہ کلام گنگو امر یا معروف (اچھی بات کے کرنے) اور نہی عن المنکر (بری بات سے روکنے) سے متعلق کیوں نہ ہو۔ ہاں اس

1087: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 346، ورمقه الحديث: 347، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 496، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث:

1380، ورمقه الحديث: 1397

وقت یہ فریضہ اشارہ کے ذریعے ادا کیا جاسکتا ہے لیکن زبان سے کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ خطبے کے وقت خاموشی اختیار کرنے کا مسئلہ: جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت خاموش رہنا اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے امام ابو حنیفہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے چنانچہ امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے لیکن مذاہب لدنیہ "میں لکھا ہے اس مسئلہ میں امام شافعی کے دو قول ہیں ایک قول وجوب کا ہے اور دوسرا استحباب کا، امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ جس وقت امام خطبے کے لئے چلے اس وقت بھی نماز شروع کرنا یا کلام کرنا دونوں ممنوع ہیں اگر کوئی آدمی نماز (مٹلاست وغیرہ) پڑھ رہا ہو اور امام خطبہ شروع کر دے تو اس آدمی کو دو رکعت پوری کر کے نماز توڑ دینی چاہیے، مگر حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک امام کے خطبے کے لئے چلنے اور خطبہ شروع کرنے کے درمیان اسی طرح اس کے خطبہ ختم کرنے کے بعد سے تکبیر تحریمہ شروع ہو جانے تک کلام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ کراہیت کلام اس وجہ سے ہے کہ کلام میں مشغول رہنے والا آدمی خطبہ نہیں سن سکتا اور ظاہر ہے کہ یہ مواقع خطبہ سننے کے نہیں ہیں اس لئے ایسے اوقات میں کلام کرنا جائز ہے۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہ ان دونوں کی ممانعت کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حدیث ہے اذا خرج الامام فلا صلوة ولا کلام (جب امام خطبے کے لئے چلے تو اس وقت نہ نماز جائز ہے اور نہ کلام) نیز صحابہ کے اقوال بھی اسی طرح ہیں۔

اور صحابی کے قول کو حجت اور دلیل قرار دینے میں نہ صرف یہ کہ کوئی شک و شبہ نہیں ہے بلکہ قول صحابی کی تقلید و پیروی واجب ہے علماء نے لکھا ہے کہ خطبے کے وقت صاحب ترتیب کے لئے قضا نماز پڑھنی مکروہ نہیں ہے۔ اس آدمی کے بارے میں جو امام سے دور ہو اور خطبے کی آواز اس تک نہ پہنچ رہی ہو علماء کے مختلف اقوال ہیں لیکن صحیح اور مختار قول یہ ہے کہ وہ آدمی بھی گفتگو و کلام نہ کرے بلکہ اس کے لئے بھی خاموش رہنا واجب ہے۔ خطبہ کے وقت کے آداب: علماء نے صراحت کی ہے کہ جس وقت امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت کھانا پینا یا کتابت وغیرہ دنیوی امور میں مشغول ہونا حرام ہے سلام اور چھینک کا جواب دینا بھی مکروہ ہے اس سلسلہ میں در مختار میں ایک کلمہ لکھا گیا ہے۔ كُلُّ شَيْءٍ حُرْمٌ فِي الصَّلَاةِ حُرْمٌ فِي الْخُطْبَةِ یعنی جو چیزیں نماز میں حرام ہیں وہ خطبے کے وقت بھی حرام ہیں۔ خطبے کے وقت درود بھی زبان سے نہیں بلکہ دل میں کہہ لیا جائے۔ خطبے کے وقت کسی آدمی کو اس کی خلاف شرع حرکت سے روکنا زبان سے تو مکروہ ہے لیکن ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے اسے منع کر دینا مکروہ نہیں ہے۔ بہر حال اس حدیث کی باب سے وجہ مناسبت یہ ہے کہ اس باب کا مقتضی یہ ہے کہ جمعے کو صبح سویرے جانا ثواب کی زیادتی کا باعث ہے اور کوئی آدمی صبح سویرے سے مسجد پہنچ گیا مگر اس نے وہاں امام کے خطبہ پڑھتے وقت کسی کو زبان سے نصیحت کی تو گویا اس سے ایک لغو کام صادر ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سویرے سے مسجد میں پہنچ جانے کا ثواب جاتا رہا۔ لہذا اسے چاہیے کہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں صبح سویرے پہنچ جائے اور وہاں ایسی کوئی حرکت نہ کی جائے جس سے ثواب جاتا رہے۔

1088- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

» حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "ہر شخص جمعہ کے لیے آئے اسے غسل کر لینا چاہئے۔"

شرح
ہاکی حاصل کرنے سے مراد ہے غسل کے ذریعے بدن پاک کرنا اور لبوں (مونچھوں) کا کتر دانا، ناخن کٹوانا، زیر ناف بال صاف کرنا بغل کے بال دور کرنا، کپڑوں کا پاک کرنا اور خوشبو استعمال کرنا، جمعے کے دن یہ تمام چیزیں سنت ہیں اس کی تفصیل کتاب الطہارت میں مسواک کے بیان میں گزر چکی ہے۔ "جمعہ کے لئے سویرے جانے" سے مراد ہے مسجد یا جہاں نماز ادا کی جاتی ہو وہاں جمعہ کے لئے نماز کے اول وقت پہنچ جانا۔ اگر کوئی آدی نماز جمعہ کے لئے مسجد میں دن کے اول وقت میں ہی پہنچ جائے تو یہ افضل ہے۔

امام غزالی نے بعض علماء سلف سے یہ معمول نقل کیا ہے کہ وہ عبادت کی طرف پیش روی اختیار کرنے کے جذبہ سے نماز جمعہ کے لئے جمعہ کے دن صبح ہی سے مسجد پہنچ جایا کرتے تھے۔ مگر اتنی بات ذہن نشین رہنی چاہیے۔ کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھتے والوں نے جو یہ معمول بنایا ہے کہ وہ جمعہ کے روز صبح سویرے ہی مسجد مقدس میں جگہ روکنے کے لئے اپنے اپنے مصلی بچھا دیتے ہیں مگر وہاں بیٹھتے نہیں بلکہ چلے جاتے ہیں اور پھر نماز کے وقت آ جاتے ہیں۔ تو اس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ اگر ایسے لوگ وہاں بیٹھ کر ذکر و فکر میں مشغول رہیں تو بہتر ہے ورنہ محض جگہ روکنے کی خاطر مصلی بچھا کر چلے جانا مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو تنگی ہوتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ جامع مسجد میں جگہ روکنے کے لئے اول وقت پہنچ کر اپنے اپنے کپڑے بچھا دینا اور پھر وہاں سے کھانا وغیرہ کھانے کے لئے گھر چلے جانا مناسب نہیں ہے۔

1089- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُخْتَلِمٍ

» حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر بالغ شخص پر جمعہ کے دن غسل کرنا لازم ہے۔

غسل جمعہ کے واجب ہونے میں فقہاء مالکیہ و احناف کا موقف و دلیل

امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک جمعہ کا غسل واجب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری و مسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی شخص جمعہ کے لئے آئے تو پس اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غسل جمعہ کے وجوب کا قاعدہ دیتی ہے لہذا جمعہ کا غسل واجب ہے۔

1089: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 857، رقم الحديث: 895، رقم الحديث: 2665، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1954، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 341، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1376

جبکہ احناف کے نزدیک غسل جمعہ سنت ہے۔ سب سے پہلے ہم فقہاء مالکیہ کی دلیل کا جواب ذکر کر رہے ہیں اور اس کے بعد اپنے موقف پر الگ حدیث بھی بطور دلیل پیش کریں گے۔

کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جمعہ کا غسل ہر احکام والے پر واجب ہے۔ اس حدیث میں غسل جمعہ کے ساتھ یہ قید موجود ہے ہر احکام والے پر واجب ہے۔ اس حدیث کا تقاضہ یہ ہے کہ جمعہ کا غسل غیر احکام والے پر واجب نہ ہو۔ کیونکہ علت وجوب احکام ہے۔ اور اس کے علت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ہر احکام والے خواہ وہ جمعہ کا دن ہو یا غیر جمعہ ہو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا احکام عام ہے خواہ وہ بروز جمعہ ہو یا غیر جمعہ ہو ہر حال میں علت وجوب غسل ہے۔

غسل جمعہ کے سنت ہونے میں احناف کی دلیل

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں۔ فقہاء مالکیہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ ان کی بیان کردہ روایت کو فتح پر محمول کیا جائے گا۔ (علامہ ابن ہمام نے سنن ابوداؤد کی روایت بیان کی ہے جبکہ ہم نے اسی کی ہم معنی روایت صحیح بخاری سے حدیث ذکر کی ہے) وہ یہ روایت ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زوجہ محترمہ کہتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں سے اور مدینہ کی نواحی بستیوں سے نماز جمعہ میں باری باری آیا کرتے تھے۔ گردوغبار کی وجہ سے ان (کے جسم) پر غبار اور پسینہ بہت آتا تھا پھر ان کے بدن سے بھی پسینہ نکلتا تھا تو بدبو پیدا ہو جاتی تھی پس ایک آدمی ان میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ (اس وقت) میرے ہاں تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: کاش تم لوگ اس دن (گردوغبار اور بدبو سے) صاف رہا کرتے۔

(بخاری، ج ۱، ص ۱۲۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ لوگ اپنے کام کاج خود کیا کرتے تھے اور جب جمعہ کے لیے جاتے تو اپنی اسی حالت میں چلے جاتے تھے ان سے کہا گیا: کاش تم غسل کر لیا کرو۔

ان احادیث اور دوسری احادیث میں منسوب کا بیان ہوا ہے جس سے استحباب ہی ثابت کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ مذہب سے صرف استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی دلیل پر یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کا غسل افضل ہے۔

(فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۱۳، بیروت)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں پر جمعے کے دن نہانا واجب ہے نیز مسلمانوں کو چاہیے کہ ان میں سے ہر آدمی اپنے گھر میں سے خوشبو لے کر استعمال کرے اور اگر کسی کو خوشبو میسر نہ ہو تو اس کے لئے پانی ہی خوشبو ہے۔ یہ روایت احمد و ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ (مکتوٰۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث ۱۳۷۰)

من طیب اہل اس لئے فرمایا گیا ہے کہ عورتیں اکثر خوشبو لگاتی ہیں اس سے گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اگر کسی کے پاس خوشبو نہ ہو وہ اپنی بیوی سے مانگ لے لیکن خوشبو زناتی یعنی ایسی نہ ہو کہ اس میں رنگ کی آمیزش ہو۔ قال الماء لہ طیب کا مطلب یہ ہے

فہرست مضامین

کہ اگر کسی کے پاس خوشبو نہ ہو اور اس کے گھر میں بھی دیوی وغیرہ کے پاس سے نہ ملے تو وہ پانی سے نہالے کہ پانی بھولہ خوشبو کے ہے کیونکہ پانی پاکیزگی اور ستھرائی کا سبب ہے اور بدن کی بدبو اس سے جاتی رہتی ہے۔ یہ حدیث اور اوپر کی حدیث حضرت امام مالک کے مسلک کی موید ہے کیونکہ ان کے نزدیک جمعے کے دن غسل کرنا واجب ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک چونکہ جمعہ کے دن غسل واجب نہیں لہذا ان حضرات نے احادیث کو سنت پر محمول کیا ہے کیونکہ ان کے علاوہ دوسری اور بہت سے احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جمعہ کے دن غسل واجب نہیں ہے تاہم علماء لکھتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل نہ کرنا مکروہ ہے۔

وجوب غسل جمعہ انتقائے علت کی وجہ ساقط ہو گیا

امام ابو داؤد و علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عراق کے چند آدمی آئے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کی رائے میں جمعہ کہ دن نہانا واجب ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! مگر (جمعہ کے دن نہانا) بہت زیادہ صفائی اور ستھرائی ہے اور جو آدمی غسل کر لے اس کے لیے بہتر ہے اور جو آدمی نہ نہائے اس پر واجب بھی نہیں ہے اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ جمعہ کے دن غسل کی ابتداء کیوں کر ہوئی؟ (یعنی جمعہ کے روز غسل کس وجہ سے شروع ہوا تو اصل بات یہ تھی کہ اسلام کے شروع زمانہ میں) بعض نادار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اونی لباس پہنے تھے اور پیٹھ پر (بوجھ اٹھانے کا) کام کرتے تھے، ان کی مسجد تنگ تھی جس کی چھت نیچی اور کھجور کی ٹہنیوں کی تھی۔

ایک مرتبہ جمعہ کے دن جب سخت گرمی کی وجہ سے (اونی لباس کے اندر لوگ پسینہ سے تر ہو گئے، یہاں تک کہ (پسینہ کی) بدبو پھیلی جس سے لوگ آپس میں تکلیف محسوس کرنے لگے۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو کا احساس ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! جب جمعہ کا دن ہو تو غسل کر لیا کرو بلکہ تم میں سے جسے تیل یا خوشبو مثلاً عطر وغیرہ میسر ہو وہ استعمال کرنے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی کی تو لوگوں نے اونی لباس چھوڑ کر (عمدہ) کپڑے استعمال کرنے شروع کر دیئے محنت و مشقت کے کام بھی چھوٹ گئے، مسجد بھی وسیع ہو گئی اور پسینے کی وجہ سے جو لوگوں کو آپس میں تکلیف ہوتی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ (سنن ابوداؤد)

علامہ ابن عبدالبر مالکی کا موقف

علامہ ابن منذر نے امام مالک علیہ الرحمہ سے وجوب غسل نقل کیا ہے۔ کہ جمعہ کا غسل واجب ہے۔ جبکہ علامہ ابن عبدالبر مالکی استدراک میں لکھتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے امام مالک سے جمعہ کے غسل کا وجوب نقل کیا ہو۔ (علامہ ابن عبدالبر مالکی کا موقف بھی یہی ہے کہ ہمارے نزدیک بھی جمعہ کا غسل سنت ہے)۔ (ابن عثیمین)

حکم منسوخ کی بقاء کا قاعدہ فقہیہ

فَإِذَا نُسِخَ الْوُجُوبُ لَا يَبْقَى حُكْمُ آخَرٍ بِخُصُوصِهِ إِلَّا بِدَلِيلٍ (فتح القدیر)

جب کسی حکم کا وجوب منسوخ ہو جائے تو وہ صرف اپنی تخصیص کی دلیل کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے

کہ جب کسی حکم کو منسوخ کر دیا جائے تو وہ اصل کے اعتبار یعنی عملی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی حکم منسوخ ہونے کے بعد بھی باقی رہے تو وہ صرف دلیل تخصیص ہی کی بناء پر باقی رہ سکتا ہے۔ اس کی مثال یہ غسل جمعہ ہے کیونکہ غسل جمعہ حدیث کے مطابق جمعہ کے دن والے حکم پر واجب تھا۔ جبکہ بعد میں ہر احتلام والے پر واجب ہوا۔ اور کئی روایات میں غسل جمعہ کو افضل کہا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ غسل جمعہ کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ تو ایک اصول کے مطابق جب کوئی حکم منسوخ ہو جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے حالانکہ غسل حکم منسوخ ہونے کے باوجود باقی ہے۔ تو اس کا جواب اسی قاعدہ کے مطابق دی گیا ہے کہ اگرچہ وہ غسل جمعہ کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ لیکن اس کا سنت ہونا یا مستحب ہونا اس کی دلیل تخصیص کی وجہ سے باقی ہے اور وہ جمعہ اور اس کی فضیلت ہے۔

حکم کی انتہاء علت کی انتہاء پر ہوتی ہے (قاعدہ فقہیہ)

أَنَّ مِنْ قَبِيلِ انْتِهَاءِ الْحُكْمِ بِانْتِهَاءِ عَلَيْهِ (فتح القدیر)

ہر حکم کی انتہاء علت کی انتہاء کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ غیر نص سے ثابت ہونے والا کوئی بھی حکم شرعی جو کسی علت کی پر بناء پر ثابت ہو اور حکم اس وقت تک رہتا ہے جب تک اس کی علت رہے اور جب علت منتہی یا ختم ہو جائے تو وہ حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال بھی غسل جمعہ ہے کہ جب تک بدن سے بدبود غیرہ یا علت احتلام تھی تو یہ غسل واجب رہا اور جب یہ علت ختم ہو گئی تو غسل جمعہ کے وجوب کا حکم بھی ختم ہو گیا۔ اور سنت بوجہ تخصیص باقی رہا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

یہ باب اس بارے میں رخصت کے بیان میں ہے

نماز جمعہ پڑھنے کے سبب گناہوں کی بخشش ہو جانے کا بیان

1090- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَذَنَّا وَالصَّغْتَ

وَأَسْتَمَعَ خُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا

••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص وضو کرتے ہوئے اچھی

طرح وضو کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور (امام) کے قریب ہو اور خاموش رہے اور غور سے (خطبہ) سنے تو اس شخص کے

اس جمعے اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں: اور حریذ تین دن کے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں: اور

جو شخص کنکریوں کو چھو لیتا ہے وہ لغو حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔“

شرح

کنکریوں کو چھوا یعنی نماز میں کنکریوں سے شغل کیا یا اس طور کے سجدے کی جگہ برابر کرنے کے لئے انہیں ایک مرتبہ سے

زیادہ برابر کیا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "اس سے مراد یہ ہے کہ خطبے کے وقت کنکریوں سے کھیتا رہا۔" "لغو" کے معنی باطل اور بے فائدہ بات "لہذا نمازی کے کنکریوں سے کھینے یا کنکریوں کو چھونے کو لغو" کے ساتھ مشابہت اس لئے دی گئی ہے کہ یہ فعل خطبہ سننے سے مانع ہوتا ہے۔

جمعہ کے غسل کی فضیلت کے زیادہ ہونے کا بیان

1091- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَيْبَانَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِبَاسًا وَبَعَثَتْ تُجْزِي عَنْهُ الْفَرِيضَةَ وَمَنْ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ الْفَضْلُ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص جمعہ کے دن وضو کر لے تو یہ کافی ہے اور ٹھیک ہے اس کے ذمے سے فرض ادا ہو جائے گا، لیکن جو شخص غسل کر لیتا ہے تو غسل کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي التَّهَجُّرِ إِلَى الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے لیے جلدی جانے کے بیان میں ہے

1092- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ الْأَوَّلَ فَإِذَا خَرَجَ الْأَمَامُ طَرَوْا الصُّحُفَ وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ فَالْمُهْجَرُ إِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدَى بِدَنَّةٍ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدَى بِقَرَّةٍ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدَى كَبْشٍ حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ زَادَ سَهْلٌ فِي حَدِيثِهِ لَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِنَّمَا يَجِيءُ بِحَقِّهِ إِلَى الصَّلَاةِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے موجود ہوتے ہیں: جو لوگوں کی آمد کے حساب سے ان کے نام نوٹ کرتے ہیں: پھر جب امام آ جاتا ہے تو وہ فرشتے اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں: اور غور سے خطبہ سنتے ہیں: تو نماز (جمعہ) کے لیے جلدی جانے والا اسی طرح ہے جس طرح اونٹ کی قربانی والا شخص ہے پھر اس کے بعد والا اس طرح ہے جیسے گائے کی قربانی کرنے والا شخص ہے پھر اس کے بعد والا اس طرح ہے جیسے دنبے کی قربانی کرنے والا ہو"

1091: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1092: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث 1982 أخرجه الترمذي في "المسنن" رقم الحديث 1385

یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے مرغی کا بھی ذکر کیا۔

سبل نامی راوی نے روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

”اس کے بعد جو شخص آتا ہے تو وہ نماز کے حق کی وجہ سے آتا ہے (یعنی اسے کوئی اضافی ثواب نہیں ملے گا)۔“

1093- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بِشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ مَثَلَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ التَّبَكُّيرِ كَنَاحِرِ الْبَدَنِ كَنَاحِرِ الْبَقَرَةِ كَنَاحِرِ الشَّاةِ حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ

•• حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی اور جمعے کے لیے جلدی جانے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: یہ اونٹ کی قربانی کرنے کا، بکری کی قربانی کرنے کی مانند ہے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے مرغی کا بھی تذکرہ کیا۔

1094- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبيدٍ الْجَمْعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَوَجَدَ ثَلَاثَةً وَقَدْ سَبَقُوهُ فَقَالَ رَابِعُ أَرْبَعَةٍ وَمَا رَابِعُ أَرْبَعَةٍ بَعِيدٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ يَجْلِسُونَ مِنْ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى قَدْرِ رَوَاجِهِمْ إِلَى الْجُمُعَاتِ الْأَوَّلِ وَالثَّانِيِ وَالثَّالِثِ ثُمَّ قَالَ رَابِعُ أَرْبَعَةٍ وَمَا رَابِعُ أَرْبَعَةٍ بَعِيدٍ

•• علقمہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کے لیے گیا تو انہوں نے وہاں تین ایسے افراد کو پایا جو ان سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بولے: چار میں سے چوتھا ویسے چار میں سے چوتھا بھی دور نہیں ہے میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی حساب سے بیٹھیں گے جس حساب سے وہ جمعے کے دن جایا کرتے تھے۔ پہلا دوسرا اور تیسرا۔

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چار میں سے چوتھا ویسے چار میں سے چوتھا بھی زیادہ دور نہیں ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الزَّيْنَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے دن زینت اختیار کرنے کے بیان میں ہے

1095- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

1093: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1094: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1095: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث 1078

أَبْنَى حَبِيبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ لَوْ اشْتَرَى ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ يَسُوِي ثَوْبِي مَهْنَتِهِ

• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو جمعے کے دن منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، تم میں سے کسی شخص پر کوئی حرج نہیں ہوگا اگر وہ جمعے کے دن کے لیے دو کپڑے خرید لے جو اس کے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ ہوں۔

شرح

کام کپڑے اکثر میلے کھیلے یا کم قیمت کے ہوتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جمعہ کا احترام اور اس کی عزت و توقیر کرے، اور اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنے، جیسے کوئی حاکم اور امیر کے دربار میں جاتے وقت اچھا لباس پہننے اور زیب و زینت کا خیال رکھتا ہے۔

زینت اختیار کرنے کا بیان

(۱) امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ننگے طواف کرتے تھے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اتارا لفظ آیت قل من حرم زینۃ اللہ تو ان کو حکم فرمایا کہ کپڑے پہنو لفظ آیت قل ہی للذین امنوا فی الحجۃ الذی خالصۃ یوم القیمۃ فرمایا اہل ایمان میں دنیا میں اس کے ساتھ نفع اٹھاتے ہیں اور ان پر ان کے سبب قیامت کے دن کوئی گناہ نہ ہوگا۔

(۲) امام وکیع نے غرر میں عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ پوچھا گیا کہ وہ مقانع القز کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد زینت کی وہ تمام چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں۔

(۳) امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے ضحاک رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت قل ہی للذین امنوا فی الحجۃ الذی خالصۃ یوم القیمۃ کے بارے میں فرمایا کہ مشرک لوگ ایمان والوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں دنیاوی زندگی کی رونق میں اور یہ صرف قیامت کے دن ایمان والوں کے لئے ہوں گی۔ سوائے کافروں کے۔ کہ مشرکین کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

(۴) امام ابوالشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت والطیبۃ من الرزق کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے چربی گوشت اور گھی۔

(۵) امام ابوالشیخ نے ابن زید رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ قوم حرام کو دیتی تھی بکری میں سے اس کے دودھ کو اس کے گوشت کو اور اس کے گھی کو تو اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ لفظ آیت قل من حرم زینۃ اللہ الیٰ اخرج لعبادہ والطیبۃ من الرزق فرمایا زینت سے مراد ہے کپڑے۔

پاکیزہ روزی کھانے کا حکم

(۶) امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قنادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت والطہر من الرزق سے مراد ہے وہ اموال جو جاہلیت والوں نے اپنے اوپر حرام کر رکھے تھے یعنی بحیرہ، سائبہ و صیلہ اور حامی۔

(۷) امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جاہلیت والے کئی چیزوں کو حرام کر دیتے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا۔ کپڑے اور اس کے علاوہ میں سے اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ لفظ آیت قل ارمہم ما نزل اللہ لکم من رزق ليجلستم منہ حراما و حلال (یونس آیت ۵۹) اور وہ یہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ لفظ آیت قل من حرم زینہ اللہ الہی اخرج لہما و الطہر من الرزق طقل ہی للذین امنوا فی الحیۃ الدنیا یعنی مسلمان شریک ہیں کافروں کے ساتھ پاکیزہ چیزوں میں دنیا کی زندگی میں پس انہوں نے پاکیزہ اور لذیذ کھانے اور عمدہ کپڑے پہنے اور نیک عورتوں سے نکاح کئے۔ پھر اللہ تعالیٰ خالص کر دیں گے پاکیزہ چیزوں کو آخرت میں ایمان والوں کے لئے اور اس میں سے کوئی چیز بھی مشرکین کے لئے نہ ہوگی۔

(۸) امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ زینت خالص ہوگی قیامت کے دن اس شخص کے لئے جو ایمان لائے گا دنیا میں۔

1095 م- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَيْخُنَا لَنَا عَنْ عَبْدِ الْعَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبد اللہ بن سلام سے منقول ہے۔

1096 م- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى عَلَيْهِمْ ثِيَابَ الْبَغَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهِ سِوَى ثَوْبَيْنِ مِهْنَتِهِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ان میں سے بعض لوگوں کے جسموں پر کام کاج والے بے دار کپڑے دیکھے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص پر کوئی حرج نہیں ہوگا اگر اس کے پاس گنجائش ہو تو وہ جمعے کی نماز کے لیے دو کپڑے حاصل کرے جو اس کے عام کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ ہوں۔

1097 م- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ وَحَوَّارَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَدِيعَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

1096: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1097: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمْتَلَ طَهُورَهُ وَلَبَسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ
وَمَسَّ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِنْ طَيِّبٍ أَهْلَهُ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ وَلَمْ يَلْغُ وَلَمْ يَفْرِقْ بَيْنَ النَّبِيِّ غَيْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ
وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى

•• حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھی طرح غسل کرے اور پھر وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور پھر بہترین
کپڑے پہنے اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کے نصیب میں لکھا ہو وہ خوشبو استعمال کرے اور پھر جمعہ کے لیے آئے اور کوئی لغو
حرکت نہ کرے دو آدمیوں کے درمیان فرق نہ کرے تو اس شخص کے اس جمعے اور دوسرے جمعے کے درمیانی گناہوں کی
بخشش کر دی جاتی ہے۔“

1098- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْطَرِ عَنِ
الْزُّهْرِيِّ عَنْ عُثَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ
عِيدٌ جَعَلَهُ اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ وَإِنْ كَانَ طَيِّبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ
بِالتَّوَّالِكِ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”یہ عید کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے مقرر کیا ہے تو جو شخص جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے آئے اسے
غسل کر لینا چاہئے اور اگر خوشبو موجود ہو تو وہ بھی استعمال کر لے اور تم لوگ مسواک بھی کرو۔“

شرح

مطلب یہ ہے کہ جمعہ کا دن عید یعنی فقراء و مساکین اور اولیاء اللہ و صالحین کے لئے خوشی و مسرت اور زیب و زینت کرنے کا
دن ہے اس دن نہاؤ یعنی خوب اچھی طرح طہارت اور سحرائی حاصل کرو۔ اور خوشبو استعمال کرو خوشبو ایسی ہونی چاہیے جس میں
خوشبو تو ہو مگر رنگ نہ ہو جیسے عطر وغیرہ۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خوشبودوں میں سب سے اعلیٰ خوشبو ایسا مشک ہے جس میں گلاب کی آمیزش ہو
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر مشک ہی کا استعمال فرماتے تھے۔ حدیث کے الفاظ و من کا ان عندہ طیب فلا یضرہ ان
یس کے بارے میں اگر یہ اشکال پیدا ہو کہ یہ پیرایہ بیان وہاں استعمال کیا جاتا ہے جہاں کسی گناہ کا گمان ہوتا ہے لیکن خوشبو استعمال
کرنا اور خاص طور پر جمعے کے دن سنت موکدہ ہے لہذا اس موقع پر یہ پیرایہ بیان کیوں اختیار کیا گیا؟ تو جواب یہ ہوگا کہ بعض مسلمان
یہ گمان کرتے تھے کہ خوشبو چونکہ عورتوں کے استعمال میں زیادہ آتی ہے اور عورتیں زیادہ تر اس کے استعمال کی عادی ہوتی ہیں اس
لئے مردوں کے لئے اس کا استعمال مناسب نہ ہوگا چنانچہ اس گمان اور گناہ کی نفی اس پیرایہ بیان سے کی گئی ہے جیسا کہ طواف یعنی

معاذ مردہ کی سنی ارکان حج میں سے ہے اور واجب ہے لیکن اس کے باوجود اس بارے میں حق تعالیٰ نے یہ ہدایہ بیان اختیار فرمایا اور جناح علیہ انہ طوف بسما (یعنی اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ معاذ مردہ کی سنی کی جائے) حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جمعے کے دن اور خاص طور پر غسل و وضو کے وقت مسواک ضرور استعمال کرنی چاہیے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے وقت کے بیان میں ہے

1099- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ

•• حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہم جمعہ پڑھنے کے بعد ہی قیل و گدایا کرتے کھانا کھاتے تھے۔

1100- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ التَّحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَلَا تَرَى لِلْحَيْطَانِ قِيًّا يَسْتَظِلُّ بِهِ

•• حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں جمعہ کی نماز ادا کیا کرتے تھے جب ہم واپس آتے تھے تو دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ ہم ان کے سائے میں آجائیں۔

1101- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ كَانَ يُؤَدِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشَّرَاكِ

•• عبدالرحمن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اس وقت جمعے کے دن اذان دیتے تھے جب سایہ ایک تسمے کی مانند ہو جاتا تھا (یعنی سورج مغرب کی طرف ڈھلنے کے فوراً بعد اذان دیتے تھے)۔

1102- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا نَجْمَعُ ثُمَّ

1099: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 939، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1988، أخرجه الترمذی فی "المعجم" رقم الحديث: 525،

1100: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 4168، رقم الحديث: 1989، رقم الحديث: 1990، أخرجه النسائی فی "المسنن" رقم الحديث: 1085، أخرجه

النسائی فی "المسنن" رقم الحديث: 1390

1101: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1102: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم جمعہ کی نماز ادا کر کے واپس آ کر قیلولہ کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے دن خطبہ دینے کے بیان میں ہے

لفظ خطبہ کے معنی و مفہوم کا بیان

لفظ میں خطبہ مطلقاً تقریر، گفتگو اور اس کلام کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعے لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہو، لیکن شریعت کی اصطلاح میں "خطبہ" اس کلام اور مجموعہ الفاظ کو کہتے ہیں جو پند و نصائح، ذکر و ارشاد، درود و سلام اور شہادتیں پر مشتمل ہو۔ نماز جمعہ میں خطبہ فرض اور شرط ہے، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک خطبے کی کم سے کم مقدار سبحان اللہ یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طویل خطبہ منقول ہے لیکن طویل خطبہ واجب یا سنت ہے شرائط اور فرائض میں سے نہیں ہے کہ بغیر طویل خطبے کے جمعہ کی نماز درست نہ ہوتی ہو۔ مگر حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ طویل ذکر اور پند و نصیحت کہ جسے عرف عام میں خطبہ کہا جاتا ہے ضروری ہے محض سبحان اللہ یا الحمد للہ کہہ لینے کو خطبہ نہیں کہا جاسکتا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب تک دو خطبے نہ پڑھے جائیں خطبہ جائز ہی نہیں ہوتا۔ ان تمام ائمہ کے دلائل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

دونوں خطبات کے درمیان کچھ دیر بیٹھنے کا بیان

1103- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَبْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا جَلْسَةً زَاوِيَةً بَشَرٌ وَهُوَ قَائِمٌ

••• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے آپ ﷺ ان دونوں کے درمیان کچھ دیر کے لیے بیٹھتے تھے۔

بشر نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

شرح

آپ ﷺ دونوں خطبوں کے درمیان اس قدر بیٹھا کرتے تھے کہ جسم مبارک کا ہر ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر آ جاتا تھا۔ چنانچہ فقہاء نے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کا صرف اتنا عرصہ مقرر کیا ہے کہ جس میں تین مرتبہ "سبحان اللہ" کہا جاسکے دونوں خطبوں کے

درمیان پیشینہ واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔ یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ صحیح طور پر یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں خطبوں کے درمیان پیشہ کر کوئی دعا پڑھتے تھے۔

سیاہ عمامہ باندھ کر خطبہ دینے کا بیان

1104- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُسَاوِرِ بْنِ الْوَدَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

● جعفر بن عمرو اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

شرح

ایک حدیث میں منقول ہے کہ عمامہ باندھ کر پڑھی گئی نماز ان ستر نمازوں سے بہتر ہے جو بغیر عمامہ پڑھی گئی ہوں۔ اگرچہ اس روایت کی سند میں ضعف ہے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث بالا سے یہ مفہوم ثابت ہوتا ہے کہ جمعے کے روز زیبائش اختیار کرتا، اچھے اور عمدہ لباس زیب تن کرنا، سیاہ عمامہ باندھنا اور عمامہ کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکانا سنت ہے "میرک شاہ کا قول اس حدیث کے بارے میں یہ ہے کہ جس خطبے کے بارے میں یہاں بتایا جا رہا ہے۔ یہ خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ارشاد فرمایا تھا۔

علامہ زیلعی کا کہنا ہے کہ سیاہ کپڑے کا استعمال کرنا سنت ہے۔ صاحب مدخل نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سات ہاتھ کا تھا۔

امام سیوطی نے ایسے صحابہ اور تابعین کا ذکر کیا ہے جو سیاہ عمامہ باندھتے تھے ان میں انس ابن مالک، عمار ابن یاسر، معاویہ، ابودرداء، براء، عبدالرحمن ابن عوف، وائلہ، سعید ابن مسیب، حسن بصری اور سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ عمامہ دونوں طریقوں سے باندھنا جائز ہے خواہ شملہ چھوڑا جائے یا نہ چھوڑا جائے۔ ان میں کسی طریقہ سے بھی مکروہ نہیں ہے۔

1105- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْعُدُ قَعْدَةً ثُمَّ يَقُومُ

1104: أخرجه مسلم في "المصحيح" رقم الحديث: 3298، و"سنن" رقم الحديث: 4077، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم

الحديث: 5358، و"سنن" رقم الحديث: 5361، أخرجه ابن ماجه في "السنن" رقم الحديث: 2821، و"سنن" رقم الحديث: 3584، و"سنن" رقم الحديث: 3587

1105: أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 1573

• حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے تاہم آپ ﷺ درمیان میں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو جاتے تھے۔

کھڑے ہو کر خطبہ دینے کا بیان

1106- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَمَائِكَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللَّهَ وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلَوَتُهُ قَصْدًا • • حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے پھر بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہو جاتے تھے آپ ﷺ قرآنی آیات کی تلاوت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے آپ ﷺ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا اور آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی (یعنی بالکل مختصر یا زیادہ طویل نہیں ہوتے تھے بلکہ درمیانے درجے کے ہوتے تھے)۔

عصا پکڑ کر خطبہ دینے کا بیان

1107- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ خَطَبَ عَلَى قَوْسٍ وَإِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ خَطَبَ عَلَى عَصَا

• • عبدالرحمن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب جنگ کے دوران خطبہ دیتے تھے آپ ﷺ کمان کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے اور جب آپ ﷺ جمعہ کا خطبہ دیتے تھے تو آپ ﷺ عصا ہاتھ میں پکڑ کر خطبہ دیتے تھے۔

شرح

حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر (پہلا) خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھتے، پھر (دوسرا) خطبہ (بھی) کھڑے ہو کر ارشاد فرماتے لہذا تم سے اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو بلاشبہ وہ آدمی جھوٹا ہے اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث: 1386)

دو ہزار سے زائد نمازوں "سے صرف جمعے کی نمازیں مراد نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جمعے اور جمعے کے علاوہ دوسری دو ہزار سے زائد نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پڑھی ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ مدینہ میں آ کر

پڑھا ہے اور مدینہ میں آپ کی کل مدت اقامت دس سال تھی لہذا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تمام جمعوں کی تعداد پانچ سو سے زائد نہیں ہوتی بہر حال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معیت و رفاقت کی کثرت بیان کرنا ہے۔

شرح منیہ میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ جو شہر جنگ و جدل سے اور بذریعہ تلواریں ہوا ہو جیسا کہ مکہ فتح ہوا تھا تو وہاں خطیب تلواریں کے ساتھ خطبہ پڑھے اور جس شہر کے باشندے بخوشی حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں جیسے مدینہ تو وہاں بغیر تلواریں کے خطبہ پڑھنا چاہیے۔

خطبہ کے وقت مسجد میں حاضر رہنے کے حکم کا بیان

1108 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سُئِلَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا قَالَ أَوْ مَا تَقْرَأُ (وَنَزَّكَوْكَ قَائِمًا) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ غَرِيبٌ لَا يُحَدِّثُ بِهِ إِلَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَدَّثَهُ

• • • حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ان سے دریافت کیا گیا: کیا نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے یا بیٹھ کر دیتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے یہ آیت تلاوت نہیں کی ہے۔
”اور ان لوگوں نے تمہیں کھڑے ہوئے چھوڑ دیا۔“

امام ابن ماجہ کہتے ہیں: یہ روایت غریب ہے اور اس روایت کو صرف ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے۔
شرح

مدینہ میں جمعہ والے دن تجارتی مال کے آجانے کی وجہ سے جو حضرات خطبہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے، انہیں اللہ تعالیٰ عتاب کر رہا ہے کہ یہ لوگ جب کوئی تجارت یا کھیل تماشہ دیکھ لیتے ہیں تو اس کی طرف چل کھڑے ہوتے ہیں اور تجھے خطبہ میں ہی کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت مقاتل بن حیان فرماتے ہیں یہ مال تجارت وحیہ بن خلیفہ کا تھا جمعہ والے دن آیا اور شہر میں خبر کے لئے طب بنجے گا حضرت وحیہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے، طبل کی آواز سن کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے صرف چند آدمی رہ گئے۔

مسند احمد میں ہے صرف بارہ آدمی رہ گئے باقی لوگ اس تجارتی قافلہ کی طرف چل دیئے جس پر یہ آیت اتری۔ مسند ابویعلیٰ میں اتنا اور بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ بھی باقی نہ رہتے اور سب کی طرف چل دیئے جس پر یہ آیت اتری۔ مسند ابویعلیٰ میں اتنا اور بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ بھی باقی نہ رہتے اور سب اٹھ کر چلے جاتے تو تم سب پر یہ وادی آگ بن کر بھڑک اٹھتی، جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نہیں گئے تھے، ان میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ عنہما بھی تھے، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے۔

صحیح مسلم میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن دو خطبے پڑھتے تھے درمیان میں بیٹھ جاتے تھے قرآن شریف پڑھتے تھے اور لوگوں کو تذکیر و نصیحت فرماتے تھے، یہاں یہ بات بھی معلوم رہی ہے کہ یہ واقعہ یہ قول بعض کے اس وقت کا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ مگر اسل ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھا کرتے تھے جیسے عیدین میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ خطبہ سنا رہے تھے کہ ایک شخص نے آن کر کہا وحید بن خلیفہ مال تمہارت لے کر آ گیا ہے، یہ سن کر سوائے چند لوگوں کے اور سب اٹھ کھڑے ہو گئے۔ پھر فرماتا ہے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خبر سنا دو کہ دار آخرت کا ثواب عند اللہ ہے وہ کھیل تماشوں سے خرید و فروخت سے بہت ہی بہتر ہے، اللہ پر توکل رکھ کر، طلب رزق اوقات اجازت میں جو کرے اللہ اسے بہترین طریق پر روزیاں دے گا۔

حضرت ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ (ایک مرتبہ جمعے کے روز) مسجد میں (اس وقت) داخل ہوئے جب کہ عبدالرحمن ابن ام الحکم (جو بنی امیہ میں سے تھا بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا، کعب ابن عجرہ نے کہا کہ (ذرا) اس غبیث کی طرف دیکھو بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آیت (وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُوا إِلَيْهَا وَتَوَكَّلُوا عَلَيْهِمَ، البقرہ: ۱۱) یعنی جب لوگ سوداگری یا کھیل دیکھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: ۱۳۸۷)

خطبہ اور اس کے وقت سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانے میں ایک مرتبہ مدینے میں سخت قحط پڑا، اہل مدینہ سخت پریشانی اور تکلیف میں مبتلا ہوئے، انہیں دنوں ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے روز منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ناگہاں ایک قافلہ تجارت کی غرض سے شام سے مدینہ میں داخل ہوا۔ صحابہ کرام جو فاقہ کشی اور بھوک سے بے حد بے حال و لاغر ہو رہے تھے خطبہ نبی کے دوران ہی اس قافلے کو دیکھنے کے لئے اضطرابِ مسجد سے باہر چلے گئے کچھ صحابہ جن کی تعداد بارہ تھی بدستور مسجد میں بیٹھے خطبہ سنتے رہے جب ہی آیت بالا نازل ہوئی حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اللہ جل شانہ کے اس قول سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے اور صحیح احادیث سے بھی یہی ثابت ہے۔ اس کے باوجود جو یہ آدمی بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے تو اس کی حبش باطن میں کیا شک ہے۔ بہر حال آیت بالا کے الفاظ "آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں" سے یہ بات واضح ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا خطبے کی شرط ہے جب کہ حنفیہ کے نزدیک سنت ہے۔ جمعے اور خطبے کے اوقات: جمعے کی صحیح ادائیگی کے شرائط میں سے ایک شرط وقت ہے چنانچہ جمعہ کی نماز وقت کے بعد بخلاف دوسری نمازوں کے صحیح نہیں ہوتی۔ جمعہ کا وقت وقت ظہر ہے چنانچہ جمعہ کی نماز وقت سے پہلے جائز نہیں ہے۔

لیکن حضرت امام احمد ابن حنبل کے نزدیک درست ہے اسی طرح عصر کا وقت شروع ہو جانے کے بعد بھی نماز جمعہ جائز نہیں ہے مگر حضرت امام مالک کے نزدیک جائز ہے۔ حدیث بالا اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ حرام یا مکروہ چیزوں کے ارتکاب کرنے

والے پر سختی کرنا یا اس کے ساتھ غصہ کا معاملہ کرنا جائز ہے اس لئے کہ اس چیز کے خلاف عمل کرنا جس کی مداومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکی ہے بحث باطن کی نشانی ہے۔

1109- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب منبر پر چڑھتے تھے تو سلام کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيِ السَّمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا

یہ باب جمعہ کا خطبہ غور سے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے

1110- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّازٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ الْبَيْتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر جمعہ کے دن تم نے اپنے ساتھی سے یہ کہا ”تم خاموش ہو جاؤ“ جبکہ امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو حرکت کا ارتکاب کیا۔

شرح

یعنی تم سے فضول اور بیکار حرکت صادر ہوئی، کیونکہ خطبہ کے درمیان خاموش رہنا، اور خطبہ سننا ضروری ہے، اگر کوئی بات کرے تو اشارہ سے اس کو منع کر دے، جب زبان سے کہا کہ ”خاموش رہو“ تو خود اس نے بات کی، اور دوسرے کو بات سے منع کیا، یہ ایک لغو حرکت ہے۔

1111- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي تَمْرِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَبَارَكَ وَهُوَ قَائِمٌ فَذَكَرْنَا بِأَيَّامِ اللَّهِ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ أَوْ أَبُو ذَرٍّ يَغْمِزُنِي فَقَالَ مَتَى أَنْزَلْتَ هَذِهِ الْأَسُورَةَ إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا الْآنَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ أَسْكُتَ فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ مَسَأَلْتُكَ مَتَى أَنْزَلْتَ هَذِهِ الْأَسُورَةَ فَلَمْ تُخْبِرْنِي فَقَالَ أَبِي لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَوَتِكَ الْيَوْمَ إِلَّا مَا لَغَوْتَ فَذَهَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَخَبَرَهُ بِالَّذِي قَالَ أَبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1109: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1110: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1111: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

وَسَلَّمَ صَدَقَ ابْنُ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن "سورہ تبارک" کی تلاوت کی آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کی تو آپ ﷺ نے ہمیں گزشتہ واقعات کے بارے میں وعظ و نصیحت کی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے یا شاید) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے ٹپو کا دیا اور دریافت کیا: یہ سورت کب نازل ہوئی ہے؟ میں نے تو اسے ابھی سنا ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انہیں اشارہ کیا کہ خاموش رہیں جب ان لوگوں نے نماز ادا کر لی تو ان صاحب نے کہا میں نے آپ سے یہ پوچھا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی؟ تو آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ بولے: آج کے دن آپ کے حصے میں آپ کی نماز میں سے صرف وہ چیز آئی ہے جو آپ نے لغو حرکت کی ہے پھر وہ صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا اور آپ ﷺ کو وہ چیز بھی بتائی جو انہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہی تھی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابی نے سچ کہا ہے۔

شرح

مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص امام کے نزدیک بیٹھا لیکن اس نے لغو حرکت کی اور خطبہ نہیں سنا، اور خاموش نہیں رہا، تو اس پر وبال کا ایک حصہ ہوگا، اور جس نے کہا: خاموش رہو تو اس نے لغو کیا اور جس نے لغو کیا، اس کا جمعہ نہ ہوا، علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایسا ہی میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، اس باب کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ پڑھنے کے لئے آنے والے پر ہر طرح کی دینی اور دنیاوی بات چیت خطبہ کے دوران ممنوع ہے۔ جس میں ذکر و اذکار بھی داخل ہے، اسی طریقے سے ایک دوسرے کو نصیحت و تلقین بھی، ہاں! ضرورت و حاجت اور شرعی مصلحت کے پیش نظر امام سامعین سے مخاطب ہو سکتا ہے، جیسا کہ کئی احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے۔ خود آگے کی حدیث میں سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا، نیز سامعین خطبہ کے دوران امام کی متابعت میں نماز و سلام اور اس کی دعاؤں پر آمین بھی کہہ سکتے ہیں، لیکن یہ واضح رہے کہ اس سے خطبہ کے سننے میں یا مسجد کے احترام میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو

1112- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرًا وَأَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلَ سُلَيْكُ الْغَطَفَانِيُّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَيْتَ قَالَ لَا قَالَ فَصَلِّ رَكَعَتَيْنِ وَأَمَّا عَمْرُو فَلَمْ يَذْكُرْ سُلَيْكًا

•• حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جمعہ کے دن سلیک غطفانی (مسجد میں) آئے نبی کریم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے آپ نے دریافت کیا: کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! آپ نے فرمایا: اُنہ کے دو رکعات پڑھ لو۔

1113- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَا سُلَيْمَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ فَصَلِّ رَكَعَتَيْنِ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص (مسجد میں) آیا نبی کریم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے نماز ادا کر لی ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم دو رکعات ادا کر لو۔

1114- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُسَيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَا جَاءَ سُلَيْكُ الْغُطَفَانِيُّ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَّيْتَ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ قَالَ لَا قَالَ فَصَلِّ رَكَعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ لِيهِمَا

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ (مسجد میں) آئے نبی کریم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تم نے آنے سے پہلے دو رکعات ادا کر لی ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی نہیں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم دو رکعات ادا کر لو اور انہیں مختصر ادا کرنا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَخْطِي النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی ممانعت میں ہے

1115- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَتَخَطَّى النَّاسَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ فَقَدْ أَذَيْتَ وَأَنْتَ

•• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا نبی کریم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے اس نے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا شروع کیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بیٹھ جاؤ تم اذیت پہنچا رہے ہو اور تم دیر سے آئے ہو۔

1113: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 511 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1407

1114: أخرجه مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2021 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1116

1115: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

شرح

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ اس شخص کو ملعون قرار دیا گیا ہے جو حلقہ کے درمیان بیٹھے۔ (مقتل الصالح جلد چہارم رقم الحدیث: 661)

اس حدیث کے محمول کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور مختلف اقوال ہیں ایک تو یہ کہ مثلاً کسی جگہ لوگ حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور بجائے اس کے جہاں دیکھتا وہیں بیٹھ جاتا لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا درمیان میں جا کر بیٹھ جائے چنانچہ اسے شخص کو ملعون کہا گیا ہے دوسرے یہ کہ کوئی شخص کچھ لوگوں کے حلقہ کے درمیان اس طرح بیٹھ گیا کہ ان میں سے بعضوں کے چہرے ایک دوسرے سے چھپ گئے اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے چہرے نہ دیکھ سکے تھے اور اپنے درمیان خلل پڑنے کی وجہ سے اس شخص کو تکلف و ضرر کا باعث محسوس کیا لہذا ایسا شخص مذکورہ حدیث کا محمول ہے اور تیسرے یہ کہ اس حدیث کا نفس اس شخص سے ہے جو سخر اپن کرنے کے لئے حلقہ کے بیچ میں جا کر بیٹھ جائے تاکہ لوگوں کو ہنسائے۔

1116- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رَشِيدُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَبَّانَ بْنِ قَائِدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ

سہل بن معاذ اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے اس کے لیے جہنم کی طرف پل بنایا جائے گا۔

شرح

حدیث کے الفاظ "جہنم کی طرف پل بنایا جائے گا" کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ایسے آدمی کو اپنے فعل کی مثل بدلہ ملے گا یعنی جس طرح اس نے گردنوں کو پھلانگ کر لوگوں کو اپنی گزرگاہ بنایا اس طرح اس کو جہنم کی طرف پل بنا کر لوگوں کے لئے گزر گاہ بنایا جائے گا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نَزُولِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ

یہ باب امام کا منبر سے نیچے آ جانے کے بعد کلام کرنے کے بیان میں ہے

1117- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَلِّمُ فِي الْحَاجَةِ إِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن جب منبر سے نیچے تشریف لے آتے

1116: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 513

1117: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1120 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 517 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحدیث: 1418

تو آپ ﷺ کے ساتھ کسی ضروری کام کے بارے میں بات چیت کر لی جاتی تھی۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے دن نماز جمعہ میں قرأت کرنے میں ہے

1118- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ ابَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ فَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى بِهَا أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى وَفِي الْأُخْرَى إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَادْرَكْتُ ابَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلَى يَدَيْهِمَا بِالْكُوفَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا

عبد اللہ بن ابورافع بیان کرتے ہیں: مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنایا اور خود مکہ چلا گیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ کے دن نماز پڑھائی تو انہوں نے اس میں پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کی تلاوت کی۔

عبد اللہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز مکمل کر چکے تو میں ان کے پاس آیا میں نے ان سے کہا: آپ نے دو ایسی سورتوں کی تلاوت کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ (اپنے عہد خلافت میں) کوفہ میں تلاوت کیا کرتے تھے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو (جمعہ کی نماز میں) ان دو سورتوں کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

1119- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَبَانَا سُفْيَانُ أَبَا زَمْرَةَ بْنُ مَعِيذٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَخْبَرَنَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهَا هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

عبد اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا کہ آپ ہمیں یہ بات بتائیے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن سورۃ جمعہ کے ساتھ کون سی دوسری سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے تو انہوں نے بتایا: نبی کریم ﷺ سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

1120- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ أَبِي

1118: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 2023، ورم الحديث: 2024، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 1123، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 519.

1119: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 2027، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1123، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 1422.

1120: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

عَنْهُ التَّوَلَّيْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ
آتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ أَذْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً

یہ باب ہے کہ جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے

1121- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ النَّبَّاحُ عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَلْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
وَمُسْعِدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَذْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ
رَكْعَةً فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرَى

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری کو ملا لے۔

شرح

یعنی جمعہ اس کا صحیح ہو گیا، اب ایک رکعت اور پڑھ لے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک رکعت بھی نہ پائے، مثلاً: دوسری رکعت کے سجدے میں شریک ہو، یا قعدہ (تشہد) میں تو جمعہ نہیں ملا، اب وہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھے، اور یہ بعض اہل علم کا مذہب ہے، اور بعض اہل علم کے نزدیک جمعہ میں شامل ہونے والا اگر ایک رکعت سے کم پائے یعنی جیسے رکوع کے بعد سے سلام پھیرنے کے وقت کی مدت تو وہ جمعہ دو رکعت ادا کرے اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے "ما أدرکتہ فصلوا وما فاتکم فاتموا" (کہ امام کے ساتھ جو ملے وہ پڑھو اور جو نہ ملے اس کو پوری کر لو) تو جمعہ میں شریک ہونے والا صلاۃ جمعہ ہی پڑھے گا، اور یہ دو رکعت ہی ہے، اور یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔

1122- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَذْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً
فَقَدْ أَذْرَكَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص نماز کی ایک رکعت پالے اس نے (نماز) کو پالیا۔"

1121: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1122: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث 1372 أخرجه الترمذی في "الجامع" رقم الحديث 524 أخرجه النسائی في "السنن" رقم الحديث 1424

1123- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْيَمَنِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيعُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا
يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ أَذْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ أَوْ غَيْرَهَا فَقَدْ أَذْرَكَ الصَّلَاةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
”جو شخص جمعہ کی نماز کی یا کسی دوسری نماز کی ایک رکعت کو پالے اس نے اس نماز کو پالیا۔“

شرح

اور جس نے امام کو جمعہ میں پایا تو وہ وہی پڑھا جو اس نے پایا ہے۔ اور جمعہ پر ہی بناء کرے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جس قدر پاؤ اسے پڑھو اور جو فوت ہو جائے اس کی قضاء کرو۔ اور اگر اس نے امام کو تشہد میں پایا یا سجدہ سہو میں پایا تو شیخین کے نزدیک وہ جمعہ پر بناء کرے۔

اور امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر اس نے دوسری رکعت کا اکثر حصہ پایا ہے تو وہ جمعہ پر بناء کرے اور اگر اس نے کم حصہ پایا ہے تو وہ ظہر پر بناء کرے۔ کیونکہ اس کی یہ نماز من وجہ جمعہ ہے اور من وجہ ظہر ہے۔ اس لئے کہ اسکے حق میں بعض شرائط فوت ہو گئی ہیں۔ لہذا وہ شخص ظہر کا اعتبار کرتے ہوئے چار رکعات پڑھے گا۔ اور جمعہ کا اعتبار کرتے ہوئے دو رکعات پر یقین رکھتے ہوئے قعدہ کرے۔ اور احتمال نقل کی وجہ سے آخری دو رکعات میں قرأت کرے۔ جبکہ شیخین کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں جمعہ کو پانے والا ہے۔ حتیٰ کہ اس پر لازم ہے کہ وہ جمعہ کی نیت کرے۔ اور جمعہ کی دو رکعات ہیں۔ اور جو امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں نمازیں مختلف ہیں کسی ایک کی بھی دوسرے کی تحریم سے بناء نہیں کی جاسکتی۔

مدرک رکعت کا مدرک جمعہ ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے نماز کی ایک رکعت امام کے ساتھ پائی اس نے نماز پالی۔ (صحیح البخاری صحیح مسلم)

یہ حکم عام طور پر تمام نمازوں کے لیے ہے جمعہ ہی کے لیے مخصوص نہیں۔ کتاب الصلوٰۃ کے باب ما علی المأموم من تقریباً اسی مضمون کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ من ادرك ركعة فقد ادرك الصلوة اس کی وضاحت وہاں بھی کی جا چکی ہے۔ لیکن اس حدیث کو جو یہاں نقل کی جا رہی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمعہ کی نماز کے ساتھ مخصوص و مقید کیا ہے اور اس کی بنیاد انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت پر رکھی ہے جو اسی باب کے آخر میں آ رہی ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے کہ جس آدمی کی نماز میں امام کے ساتھ نماز کا جو حصہ بھی ملے اسے امام کے ساتھ ادا کرے اور اس حصہ پر جمعہ کی بناء کر کے بقیہ نماز پوری کر لے اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ما ادركتم فصلوا و ما فاتکم فاقضوا

یعنی نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ پڑھا جائے اور جو کچھ رو جائے اسے پورا کر دے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی آدمی جمعہ کی نماز میں بالکل آخر میں اس حال میں شریک ہوا کہ امام التحیات میں تھا یا بعد وہ میں تھا تو اسے چاہیے کہ وہ اسی حالت میں جماعت میں شریک ہو جائے اور امام کے ساتھ اسے نماز جمعہ کا جو بھی حصہ ہاتھ لگا ہے اسی پر جمعہ کی بناء کر کے بقیہ نماز پوری کر لے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی امام کے ساتھ جمعہ کی دوسری رکعت کا اکثر حصہ پائے تو اسے اس حصے پر جمعہ کی بناء کرنی چاہیے۔ لیکن جس آدمی کو دوسری رکعت کا اکثر حصہ نہ ملے تو اس پر جمعہ کی بناء نہ کرے بلکہ ظہر کی بناء کرے۔

دوسری رکعت کا اکثر حصہ پانے سے مراد دوسری رکعت کا رکوع پانا ہے۔ یعنی اگر کوئی آدمی دوسری رکعت کے رکوع میں بھی شریک ہو گیا تو اسے اکثر حصہ مل گیا اور اگر امام کے رکوع سے مراد اٹھانے کے بعد وہ جماعت میں شریک ہوا تو اسے اکثر حصہ پانا نہیں کہیں گے۔

شیخ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف نے اپنے مذکورہ بالا مسلک کی بنیاد جس حدیث پر رکھی ہے وہ حدیث بھی مطلق ہے جمعہ کے ساتھ اس کی تخصیص نہیں ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيهِ مِنْ أَيْنَ تَوَاتَى الْجُمُعَةُ

یہ باب ہے کہ کہاں سے جمعہ کی ادائیگی کے لیے آیا جائے گا؟

1124- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مَعِيذُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنْ أَهْلَ قُبَاءَ كَانُوا يُجْتَمِعُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اہل قباء جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيهِ مِنْ تَرْكِ الْجُمُعَةِ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ

یہ باب ہے کہ جو شخص کسی عذر کے بغیر جمعہ کو چھوڑ دے

ترک جمعہ پر سخت وعید کا بیان

1125- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَفْرِيسَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمَرِيِّ وَكَانَ

1124: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1125: اخرج ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1052 اخرج الترمذی في "المعجم" رقم الحديث 500 اخرج الحسائی فی "السنن" رقم الحديث 1368

لَهُ صَلَاحَةٌ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوَنَّا بِهَا طَبَعَ عَلَى قَلْبِهِ

• • • حضرت ابو جعفر ضمری رحمہ اللہ جو صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جمعہ کو کم تر سمجھتے ہوئے تین مرتبہ اسے ترک کر دے اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔

شرح

یعنی اس کا دل خیر اور ہدایت کو قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا جائے گا۔ اس کے دل پر غفلت چھا جائے گی، اور عبادت کا ذوق و شوق جاتا رہے گا، اور بعضوں نے کہا: اس میں نفاق آجائے گا، اور ایمان کا نور جاتا رہے گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی جمعہ کی نماز پابندی سے پڑھائی، اہل علم نے اس کے فرض عین ہونے پر اجماع کیا ہے، اس لیے فریضہ جمعہ کا ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

1126 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ

• • • حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص کسی ضرورت کے بغیر تین مرتبہ جمعہ ترک کر دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“

1127 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا هَلْ عَسَى أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلَى رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ فَيَتَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْكَلَّا فَيَرْفَعَ ثُمَّ تَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَجِيءُ وَلَا يَشْهَدُهَا وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا حَتَّى يُطَبَعَ عَلَى قَلْبِهِ

• • • حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”یاد رکھنا“ عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ ایک شخص بھیڑ بکریوں کا ریوڑ پالے گا اور وہ آبادی سے ایک یا دو میل کے فاصلے پر موجود ہوگا وہاں اسے گھاس نہیں ملے گی پھر وہ بالائی علاقوں کی طرف چلا جائے گا پھر جب جمعہ کا دن آئے گا تو وہ جمعے کی نماز ادا کرنے کے لیے نہیں آئے گا اور اس میں شریک نہیں ہوگا پھر ایک اور جمعہ آجائے گا وہ اس میں بھی حاضر نہیں ہوگا پھر ایک اور جمعہ آجائے گا وہ اس میں بھی حاضر نہیں ہوگا تو اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔“

1128- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ لُقَاةَ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ
سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعِدًّا فَلْيَتَعَدَّ بِدِينَارٍ
فَإِنْ لَهُ بَعْدُ فَيَنْصُفْ دِينَارٍ

• • • حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"جو شخص جان بوجھ کر جمعہ ترک کر دے اسے ایک دینار صدقہ کرنا چاہیے۔ اگر وہ نہیں ملتا تو نصف دینار صدقہ کر
دے۔"

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ سے پہلے نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1128- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُثَيْدٍ عَنْ حَبَّاجِ
بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَطِيَّةِ الْعُولِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ
أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ

• • • حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعات ادا کرتے تھے
آپ ﷺ ان کے درمیان کسی چیز کے ذریعے فصل نہیں کرتے تھے (یعنی دو رکعات کے بعد سلام نہیں پھیر دیتے
تھے)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے بعد نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1130- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى
الْجُمُعَةَ أَنْصَرَفَ فَصَلَّى مَجْلِسَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ
ذَلِكَ

• • • حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے جب وہ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آتے تھے تو
اپنے گھر میں دو رکعات ادا کیا کرتے تھے انہوں نے یہ بات بتائی کہ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

1131- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ

1128: أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحدیث: 1371

1129: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1130: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحدیث: 2036 أخرجه الترمذی فی "المنازع" رقم الحدیث: 522

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَتُكْعِنِ

••• سالم اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے۔

1132- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَآبُو السَّائِبِ سَلَمٌ بْنُ جُحَادَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا

••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جب تم جمعہ کی نماز کے بعد نماز ادا کرنے لگو تو چار رکعات ادا کرو۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْحَلَقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ
یہ باب ہے کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے قائم کرنا

احتباء کے طور پر بیٹھنا جب امام خطبہ دے رہا ہو

1133- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنَا ابْنُ لَهْبَعَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُحَلَّقَ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ

••• عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ بنا کر مسجد میں بیٹھا جائے۔

شرح

کیونکہ جمعہ کے دن خطبہ سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے، اور جب لوگ حلقہ بنا کر بیٹھیں گے تو خواہ مخواہ باتیں کریں گے، اس لئے حلقہ بنا کر بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جمعہ سے پہلے کسی وقت بھی حلقہ بنا کر نہیں بیٹھ سکتے۔

1134- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمَصِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْنَى وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

1131: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث 2038 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث 521

1132: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث 2034

1134: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

مراد بن حبیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے والد کا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن
معاذ کے طور پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اس امام المہدی سے مراد وہ (اس وقت ایسے نہیں) جو امام ہیں۔

معنا: یعنی کوٹ مار کر بیٹھنے کی صورت یہ ہے کہ دونوں ٹانگوں کو دونوں ہاتھوں سے ہانڈھ کر رکھ کر اٹھا جائے، اور اس کی (چوڑائی)
پر بیٹھا جائے، اس سے منافعت کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنے سے نیند آتی ہے، اور ہوا خارج ہونے کا اندیشہ نہ رہتا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب اذان جمعہ کے بیان میں ہے

1135- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ
الْأَحْمَرُ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ مَا كَانَ يَرْسُولُ اللَّهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ إِذَا خَرَجَ أَذَنٌ وَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ كَذَلِكَ فَلَمَّا
كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ الْيَدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى دَارِ فِي السُّوقِ يُقَالُ لَهَا الزُّورَاءُ فَإِذَا خَرَجَ أَذَنٌ
وَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ

• حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا صرف ایک ہی مؤذن تھا جب نبی کریم ﷺ
تشریف لے آتے تو وہ اذان دیتا جب نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے اترتے تو وہ اقامت کہتا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول رہا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو انہوں نے
تیسری اذان کا اضافہ کیا۔ جو بازار میں ایک مکان پر دی جاتی تھی جس کا نام ”زوراء“ تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
تشریف لاتے تو مؤذن اذان دیتا جب وہ (منبر سے) نیچے اترتے تو مؤذن اقامت کہتا۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جمعے کی اذان کے سلسلے میں معمول یہ تھا کہ جب آپ نماز جمعہ کے لئے
تشریف لاتے اور منبر پر بیٹھتے تو اذان کہی جاتی تھی۔ جمعہ کی پہلی اذان جو نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد کہی جاتی ہے اس وقت
مقرر نہیں تھی۔ زمانہ رسالت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں بھی یہی معمول رہا۔ مگر جب حضرت
عثمان غنی خلیفہ ہوئے تو انہوں نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں مسلمان تعداد میں کم تھے اور یہ کہ مسجد

1135: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 912، رقم الحديث: 913، رقم الحديث: 915، رقم الحديث: 916، أخرجه ابو داود فی "السنن" رقم الحديث:

1087، رقم الحديث: 1088، رقم الحديث: 1089، رقم الحديث: 1090، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 516، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم

الحديث: 1391، رقم الحديث: 1392، رقم الحديث: 1393

کے قریب ہی سکونت پذیر تھے بلکہ اکثر مسلمان تو ہمہ وقت ہمارے گھر کے سامنے ہی میں حاضر رہتے تھے اور اب نہ صرف چنانچہ علماء و سادات
تعداد بھی بہت بڑھ گئی ہے بلکہ اکثر مسلمان مسجد سے دور دراز علاقوں میں سکونت پذیر ہیں اور اپنے اپنے کاروبار میں مشغول رہتے
ہیں تو انہوں نے یہ مناسب جانا کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کی جائے تاکہ جو لوگ دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں وہ بھی
خطبے میں حاضر ہو جائیں۔ اسی طرح اسی وقت سے اذان اول کی جانے لگی۔ لہذا "تیسری اذان" سے مراد یہی پہلی اذان ہے کہ
حدیث میں اس کو "تیسری اذان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگرچہ یہ اذان وقوع کے اعتبار سے اول ہے کہ سب سے پہلے کی جاتی
ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چونکہ مقرر شدہ دو اذانوں (یعنی ایک تو وہ اذان جو خطبے کے وقت کی جاتی ہے اور
دوسری تکبیر) کے بعد یہ اذان مقرر ہوئی ہے اس لئے اسے "تیسری اذان" کہا جاتا ہے۔ بہر حال وہ اذان جو نماز جمعہ کے لئے
سب سے پہلی کی جاتی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مقرر کی ہے اور وہ بھی سنت ہے اسے بدعت نہیں کہا جائے گا۔

کیونکہ حضرات خلفاء راشدین کا فعل اور ان کا مقرر کردہ طریقہ بھی سنت ہی میں شمار ہوتا ہے۔ اب تو غالباً کسی بھی جگہ طریقہ یہ
راج نہیں ہے مگر پہلے بعض مقامات پر یہ معمول تھا کہ سنتیں پڑھنے کے وقت مزید ایک اذان کی جاتی تھی جو نہ تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانے میں مقرر تھی اور نہ صحابہ اور تابعین کے دور میں مقرر ہوئی اور نہ اکثر مسلم ممالک و بلاد میں اس وقت یہ اذان کی
جاتی تھی نہ معلوم کس آدمی نے یہ بدعت جاری کی تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے لئے پہلی اذان ہو جانے کے بعد خرید و
فروخت (یا کوئی بھی دنیاوی مشغولیت) حرام ہو جاتی ہے اور نماز جمعہ میں جلدی پہنچنے کے لئے اس کی تیاریوں اور اہتمام میں مشغول
ہو جانا واجب ہو جاتا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ وَهُوَ يَخْطُبُ

یہ باب ہے کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی طرف رخ کرنا

1136- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ ابْنِ تَغْلِبٍ عَنْ
عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلَهُ أَصْحَابُهُ
بُؤْجُوهُمْ

عَدِي بن ثابت اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جب منبر پر کھڑے ہوتے تھے تو آپ ﷺ
کے اصحاب اپنے چہرے نبی کریم ﷺ کی طرف کر لیتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي الْجُمُعَةِ

یہ باب ہے کہ جمعہ کے دن میں موجود اس ساعت کا بیان

جس میں (دعا کی قبولیت کی) امید کی جاسکتی ہے

1137- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَلَّاحُ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُؤَالَفُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ لَّا يَمُتُ بِصَلَاةٍ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا عَمْرًا إِلَّا أُعْطَاهُ وَلَكَلَّهَا بِيَدِهِ

• • • حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جمعے کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں بندہ مسلم کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس گھڑی میں جو بھی بھلائی مانگا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ وقت بہت تھوڑا سا ہوتا ہے۔

1138- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَرُوفٍ الْمُرَزِئِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِنَ النَّهَارِ لَا يَسْأَلُ اللَّهُ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ سُوْرَةً قَبْلَ أَيِّ سَاعَةٍ قَالَ جِئْنَا نَقَامُ الصَّلَاةَ إِلَى الْإِنْصِرَافِ مِنْهَا

• • • کثیر بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جمعہ میں دن کے وقت ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے بندہ جو چیز بھی مانگ لے وہ اسے دیدی جاتی ہے عرض کی گئی: وہ گھڑی کون سی ہوتی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز گھڑی ہونے سے لے کر نماز کھل ہونے تک۔

جمعہ کے دن ساعت قبولیت دعا کا بیان

1139- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُلَيْكٍ عَنِ الصَّحَّاحِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَلَامٍ قَالَ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ أَنَا لَتَجِدَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُؤَالَفُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا قَضَى لَهُ حَاجَتَهُ

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَأَشَارَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ فَقُلْتُ صَدَقْتَ أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ قُلْتُ أَيْ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ هِيَ آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ قُلْتُ إِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةً صَلَاةٍ قَالَ بَلَى إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلَّى ثُمَّ جَلَسَ لَا يَحْبِسُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ

1137: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1138: أخرجه الترمذی فی ”المجامع“ رقم الحدیث: 490

1139: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

• حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا: اس وقت نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ بات پاتے ہیں: جمعے کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے جس میں بندہ مومن نماز ادا کرے تو وہ اس دوران اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کر دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے میری طرف اشارہ کیا کہ وہ وقت بہت تھوڑا سا ہوتا ہے تو میں نے عرض کی: آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے وہ تھوڑا سا وقت ہوتا ہے پھر میں نے دریافت کیا: وہ کون سا وقت ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ دن کی آخری گھڑیاں ہوتی ہیں میں نے عرض کی: وہ تو نماز کا وقت نہیں ہوتا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! (لیکن) جب بندہ مومن نماز ادا کرنے کے بعد بیٹھا رہے اور وہ صرف نماز کی وجہ سے وہاں رکا رہے تو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے۔

شرح

جمعے کے روز قبولیت دعا کی ساعت منقول ہے اور اس کی حقیقت میں کسی کو کوئی شبہ نہیں ہے لیکن علماء کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ وہ ساعت کونسی ہے؟ یعنی وہ کونسا وقت ہے جس میں ساعت قبولیت آتی ہے؟ چنانچہ بعض علماء کی تحقیق تو یہ ہے کہ شب قدر کی ساعت قبولیت اور اسم اعظم کی طرح جمعہ کے روز کی ساعت قبولیت بھی مبہم یعنی غیر معلوم ہے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ ساعت ہر جمعے کو بدلتی رہتی ہے کسی جمعے کو تو دن کے ابتدائی حصے میں آتی ہے کسی جمعے کو درمیانی حصے میں اور اسی طرح کسی جمعے کو دن کے آخری حصے میں آتی ہے لیکن اکثر علماء کا کہنا یہ ہے کہ وہ ساعت متعین اور معلوم ہے لیکن اس میں بھی اختلاف ہے کہ اگر وہ ساعت متعین اور معلوم ہے تو کونسی ساعت ہے۔ اور وہ کونسا وقت ہے جس میں یہ عظیم و مقدس سات پوشیدہ ہے۔ اس بارے میں پینتیس اقوال منقول ہیں: (۱) جمعے کے روز فجر کی نماز کے لئے مؤذن کے اذان دینے کا وقت۔ (۲) فجر کے طلوع ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے تک کا وقت۔ (۳) عصر سے آفتاب غروب ہونے تک کا وقت۔ (۴) خطبے کے بعد امام کے منبر سے اترنے سے تکبیر تحریمہ کہنے جانے تک کا وقت۔ (۵) آفتاب نکلنے کے بعد فوراً بعد کی ساعت۔ (۶) طلوع آفتاب کا وقت۔ (۷) ایک پہر باقی دن کی آخری ساعت۔ (۸) زوال شروع ہونے سے آدھا سایہ ہو جانے تک کا وقت۔ (۹) زوال شروع ہونے سے ایک ہاتھ سایہ آ جانے تک کا وقت۔ (۱۰) ایک بالشت آفتاب ڈھلنے کے بعد سے ایک ہاتھ آفتاب ڈھل جانے تک کا وقت۔ (۱۱) صبح زوال کا وقت۔ (۱۲) جمعے کی نماز کے لئے مؤذن جب اذان کہے وہ وقت۔ (۱۳) زوال شروع ہونے سے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۴) زوال شروع ہونے سے امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۵) زوال آفتاب تک کا وقت۔ (۱۶) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے سے نماز جمعہ شروع ہونے تک کا وقت۔ (۱۷) امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۸) خطبے کے لئے امام کا منبر پر چڑھنے اور ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۱۹) اذان سے ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۲۰) امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پوری ہو جانے تک کا وقت۔ (۲۱) خرید و فروخت کے حرام ہونے اور ان کے حلال ہونے کے درمیان کا وقت یعنی اذان کے وقت سے نماز جمعہ ختم ہو جانے تک۔ (۲۲) اذان کے قریب کا وقت۔ (۲۳) امام

کے خطبہ شروع کرنے اور خطبہ ختم کرنے تک کا وقت۔ (۲۳) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے اور خطبہ شروع کرنے کا درمیانی وقت۔ (۲۵) دونوں خطبوں کے درمیان امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۶) نماز کے لئے تکبیر شروع ہونے سے امام کے مصلے پر کھڑے ہونے تک کا وقت۔ (۲۷) خطبہ سے فراغت کے بعد امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۸) تکبیر شروع ہونے سے تمام نماز تک کا وقت۔ (۲۹) جمعہ کی نماز سے فراغت کے فوراً بعد کا وقت۔ (۳۰) عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت۔ (۳۱) نماز عصر کے درمیان کا وقت۔ (۳۲) عصر کی نماز سے (غروب آفتاب سے پہلے) نماز کا آخری وقت مستحب رہنے تک کا وقت۔ (۳۳) مطلقاً نماز عصر کے بعد کا وقت۔ (۳۴) نماز عصر کے بعد کی آخری ساعت۔ (۳۵) اور وہ وقت جب کہ آفتاب ڈوبنے لگے۔ منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ الزہرا اور تمام اہل بیت نبوت رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے یوموں کو متعین کرتے تھے کہ وہ ہر جمعے کے روز آخری گھڑی کا خیال رکھیں اور اس وقت سب کو یاد دلائیں تاکہ وہ سب اس گھڑی میں پروردگار کی عبادت، اس کے فکر اور اس سے دعا مانگنے میں مشغول ہو جائیں۔ یہاں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس کے متعلق ہلکے سے پوچھا گیا کہ خطبے کے وقت دعا کیونکر مانگی جائے کیونکہ یہ حکم ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت خاموشی اختیار کی جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ "دعا کے لئے تلفظ شرط نہیں ہے بلکہ اپنے مقصود و مطلوب کا دل میں دھیان رکھنا کافی ہے یعنی دعا کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ دعا کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں بلکہ یہ بھی کافی ہے کہ دل ہی دل میں دعا مانگ لی جائے اس طرح مقصود بھی حاصل ہو جائے گا اور خطبے کے وقت خاموش رہنے کے شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہوگا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ "یہ بات مجھے معلوم ہوئی ہے کہ جمعے کی شب میں بھی مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔"

بَابُ: مَا جَاءَ فِي ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ

یہ باب بارہ سنتوں کے بارے میں روایات کے بیان میں ہے

1140- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَبُو يَحْيَى الرَّازِيُّ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ عَلَى ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص باقاعدگی کے ساتھ 12 رکعات سنت ادا کرتا رہے گا اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا۔ 4 رکعات ظہر سے پہلے ہیں دو رکعات ظہر کے بعد ہیں دو رکعات مغرب کے بعد ہیں۔ دو رکعات عشاء کے بعد ہیں اور دو رکعات فجر سے پہلے ہیں۔

فقہ حنفی کے مطابق سنتوں کی تفصیلی تعداد کا بیان

فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان کی تاکید تمام مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ بعض روایات میں امام ابوحنیفہ سے ان کا وجوب منقول ہے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ ان کے انکار سے کفر کا خوف رہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑنا چاہیے تمہیں گھر کچل ڈالیں یعنی جان جانے کا خوف ہو تب بھی نہ چھوڑو، اس سے مقصود صرف تاکید اور ترغیب ہے ورنہ جان کے خوف سے تو فرض کو چھوڑنا بھی جائز ہے۔

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ جمعہ کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہیں اور فرض کے بعد بھی ایک سلام سے چار رکعتیں سنت ہیں۔

عصر کے وقت کوئی سنت مؤکدہ نہیں، ہاں فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں۔ مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ عشاء کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور فرض سے پہلے کی چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں۔ وتر کے بعد بھی دو رکعتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں لہذا وتر کے بعد کی دو رکعت مستحب ہیں۔

رات کی نماز یعنی تہجد وغیرہ کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایات ان کے پڑھنے کے طریقے وغیرہ کے بارے میں منقول ہیں اس باب کے تحت نقل کی جائیں گی۔

رات کی نماز پڑھنے کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف روایتیں منقول ہیں ان میں سے جس روایت کے مطابق بھی نماز پڑھی جائے گی اتباع نبوی کی فضیلت اور سنت کی ادائیگی کی سعادت حاصل ہوگی ہاں اگر تمام روایات کی اتباع کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ کبھی تو کسی روایت کے مطابق پڑھی جائے اور کبھی کسی روایت کے مطابق، تو یہ طریقہ نہ صرف یہ کہ انتہائی مناسب اور بہتر بلکہ سنت کے عین مطابق ہوگا۔

رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں منقول ہیں، چنانچہ تیرہ گیارہ نو اور سات رکعتیں منقول ہیں، بعض علماء نے پانچ رکعتیں بھی روایت کی ہیں، تاہم تیرہ سے زیادہ ثابت نہیں ہے، پھر یہ کہ بعض علماء نے یہ تعداد فجر کی سنت کے ساتھ ذکر کی ہے اور بعض نے فجر کی سنتوں کے علاوہ اور صحیح قول یہی ہے، اسی طرح وتر کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں، بعض روایتوں میں تو وتر ایک رکعت کے ساتھ منقول ہے اور بعض میں تین رکعتوں کے ساتھ، نیز بعض روایات میں وتر کی رکعت کو بھی نماز تہجد کی رکعتوں میں شامل کر کے انہیں شمار کیا گیا ہے اور بعض روایات میں وتر کی رکعتوں کو ان سے الگ شمار کیا گیا ہے اسی طرح بعض روایات میں وتر کا اطلاق ایک رکعت پر کیا گیا ہے۔ اور بعض میں تین پانچ اور ساتھ تک پر کیا گیا ہے بلکہ بعض روایات میں تو رات ہی تمام نماز کو وتر کہا گیا ہے۔

دن رات کے نوافل میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دن اور رات کی نماز دو، دو (رکعتیں) ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اصحاب شعبہ نے حدیث ابن عمر کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے یہ مرفوع ہے اور بعض

نے اسے موقوف کہا ہے۔ جبکہ عبد اللہ عمری نے نافع سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔

جبکہ صحیح روایت ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رات کی نماز کو دو، دو (رکعتیں) کہا ہے اور جو کتاب نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس میں صلوٰۃ لہا رکاز کر نہیں ہے۔ اور جو روایت عبید اللہ نے نافع سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ آپ رات کو دو، دو اور دن کو چار رکعات پڑھتے تھے۔

تحقیق اہل علم نے اس میں اختلاف کیا ہے ان میں بعض نے کہا کہ دن رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں۔ یہی قول امام شافعی اور امام احمد کا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں۔ (جیسا کہ صاحبین کا موقف ہے) اور ان کے سوانے کہا ہے کہ دن کے نوافل ظہر کی چار سنتوں کی طرح چار رکعات ہیں۔ (جیسا کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف ہے)۔ اور اس کے علاوہ سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق نے کہا ہے نفل نماز جائز ہے۔ (جامع ترمذی)

دن رات میں بارہ رکعات نوافل کی فضیلت کا بیان

1141- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنَّهُ سَمِعَ بَنِي أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ أَبِي مُسْفِيَانَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُبَيِّتُ لَهَا بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں جو شخص روزانہ بارہ رکعات ادا کرے گا اس کے لیے جنت میں گھر بنادیا جائے گا۔

1142- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ مُهَبِّلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُبَيِّتُ لَهَا بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ آخِزَةً قَبْلَ الْعَصْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ آخِزَةً قَبْلَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص ایک دن میں (یعنی روزانہ) بارہ رکعات ادا کرتا ہے اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے دو رکعات فجر سے پہلے ہیں دو رکعات ظہر سے پہلے ہیں دو رکعات ظہر کے بعد ہیں (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے روایت میں یہ

1141: أخرجه الترمذی فی ”المجامع“ رقم الحدیث: 415، أخرجه الترمذی فی ”المسنن“ رقم الحدیث: 1801، رقم الحدیث: 1802، رقم الحدیث: 1803، رقم

الحدیث: 1804

1142: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

الفاظ ہیں) دو رکعات عصر سے پہلے ہیں دو رکعات مغرب کے بعد ہیں (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے دو رکعات عشاء کے بعد ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

یہ باب فجر سے پہلے کی دو رکعات سنتوں کے بیان میں ہے

1143- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ صبح صادق ہو جانے کے بعد دو رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے۔

1144- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ كَانَ الْإِذَا نَ بِأَذْنِهِ

•• حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ صبح کی نماز سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔ گویا کہ اذان ابھی آپ کے کانوں میں ہی ہوتی تھی۔

1145- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ثَالِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ

•• سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: جب صبح کی نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو نبی کریم ﷺ نماز کے لیے جانے سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1146- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ

1143: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1144: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 995 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1758 و رقم الحديث: 1759 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 461 أخرجه ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحديث: 1174

1145: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 618 و رقم الحديث: 1173 و رقم الحديث: 1181 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1673 و رقم الحديث: 1674 و رقم الحديث: 1677 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 433 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 582 و رقم الحديث: 1759 و رقم الحديث: 1775

1146: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

«سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ جب وضو کرتے پھر آپ ﷺ دو رکعات ادا کرتے پھر آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

1147- حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَمْرٍو حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الرُّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ

«حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ اقامت کے قریب دو رکعات ادا کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

یہ باب ہے کہ فجر سے پہلے کی دو رکعات میں کیا تلاوت کیا جائے؟

1148- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بَنِي كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

«حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ فجر سے پہلے کی دو رکعات میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1149- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيَانِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

«حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ایک مہینے تک نبی کریم ﷺ کی نماز کا جائزہ لیتا رہا آپ ﷺ فجر سے پہلے کی دو رکعات میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1150- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَكَانَ يَقُولُ نِعَمَ الشُّرَّتَانِ هُمَا يَقْرَأُ بِهِمَا فِي رُكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

«سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ فجر سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے یہ دونوں سورتیں کتنی اچھی ہیں جو فجر کی دو رکعات میں ادا کی جاتی ہیں سورۃ اخلاص اور سورۃ کافرون۔

1147: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1148: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 1687، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1256، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 944

1149: أخرجه الترمذی في "الجامع" رقم الحديث: 417، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 991

1150: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لِي يُوْشِكُ أَخَذَكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ أَرْبَعًا
 ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مالک بن عسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے اس
 وقت صبح کی نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی تھی اور وہ شخص نماز ادا کر رہا تھا نبی کریم ﷺ نے اس سے کوئی بات کی لیکن
 مجھے پتہ نہیں چل سکا کہ وہ بات کیا تھی؟ جب نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کر لی تو ہم نے اس شخص کو گھیر لیا اور اس شخص سے
 دریافت کیا: نبی کریم ﷺ نے تم سے کیا فرمایا تھا؟ تو اس نے بتایا: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا: شاید تم میں سے
 کوئی ایک شخص فجر کی 4 رکعات ادا کرتا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَتَى يَقْضِيهِمَا

یہ باب ہے کہ جس شخص کی فجر سے پہلے کی دو سنتیں فوت ہو جائیں وہ ان کی قضاء کب کرے گا؟

1154- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَعْمَانَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
 بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ
 الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَاةَ الصُّبْحِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ إِيَّيْ لَمْ أَكُنْ
 صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ﴿﴾ حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو فجر کی نماز کے بعد دو
 رکعات ادا کر رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا صبح کی نماز دو مرتبہ پڑھی جائے گی تو اس شخص نے عرض کی:
 میں نے اس سے پہلے کی دو رکعات اس سے پہلے نہیں پڑھی تھیں تو وہ میں نے اب پڑھ لی ہیں۔ راوی کہتے ہیں: تو
 نبی کریم ﷺ خاموش رہے۔

1155- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بَنِي كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ
 عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ عَنْ رَكْعَتَيْ
 الْفَجْرِ لِقَضَاهُمَا بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ فجر کی دو رکعات کے وقت سوئے رہ گئے تو آپ ﷺ
 نے سورج نکلنے کے بعد ان کی قضاء پڑھی۔

1154: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث 1267، ورم الحديث 1268، أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث 422

1155: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ الرُّكَّعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ

یہ باب ظہر سے پہلے کی چار رکعات پڑھنے کے بیان میں ہے

ظہر کے وقت سنن و نوافل کی فضیلت کا بیان

1156 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ عَائِشَةُ أُمِّي صَلَوَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يُوَاطَّبَ عَلَيْهَا فَأَلَتْ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ وَيُحْسِنُ فِيهِنَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ

» » بوقاری شریف اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میرے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیغام بھجوایا کہ نبی کریم ﷺ کو کون سی نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرنا زیادہ پسند تھا تو انہوں نے جواب دیا: ظہر سے پہلے کی چار رکعات نبی کریم ﷺ ادا کرتے تھے اور آپ ﷺ ان میں طویل قیام کرتے تھے اور ان میں رکوع اور سجود بہت عمدہ کرتے تھے۔

شرح

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ظہر سے پہلے اور سورج ڈھلنے کے بعد (ظہر کی سنت یا فی الزوال) کی چار رکعت نماز (ثواب اور فضیلت میں) تہجد کے وقت چار رکعت نماز پڑھنے کے برابر ہوتی ہے اور وقت (یعنی ظہر سے پہلے اور سورج ڈھلنے کے بعد) تمام چیزیں اللہ رب العزت کی پاکی کی تسبیح کرتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: آیت (تَتَفَكَّرُوا فِيهِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ) (النحل: 48) تمام چیزوں کے سائے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے اللہ جل شانہ کے لئے سجدہ کرتے ہوئے جھکتے ہیں اور وہ سب حقیر ہیں۔ (جامع ترمذی، بیہقی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث، 1150)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت نماز پڑھنے کی ترغیب دلانے کے لئے اپنے ارشاد کی دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی آیت میں سجدے سے مراد تابعداری ہے خواہ طبعاً ہو یا اختیاراً۔ اور اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں جس چیز کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اس مقصد کی تکمیل ہی درحقیقت پروردگار کی تابعداری ہے۔

سورج ڈھلنے پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے کا بیان

1157 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عُيَيْدَةَ بْنِ مُعْتَبٍ الصُّبِّيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَهْمِ بْنِ مَسْجَابٍ عَنْ قَزْعَةَ عَنْ قُرَيْعٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ

1156: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1157: أخرجه ابوداؤد في "المسنن" رقم الحدیث 1270

اَرْبَعًا اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلِيمٍ وَلَئِنْ اَنَّ ابْوَابَ السَّمَاءِ تَفْتَحُ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ
 ﴿﴾ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سورج اُٹل جانے کے بعد ظہر سے پہلے چار
 رکعات ادا کرتے تھے آپ ﷺ ان کے درمیان سلام پھیر کر فصل کر لیتے تھے آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔
 ”بِسُورَةِ سُورَجٍ وَحْدٍ جَاتَا هَبْ تَوَّاسَمَانَ كَـدُرُوَازِ كَهْلٍ دِيَّے جَاتے ہیں۔“

بَابُ: مَنْ فَاتَتْهُ الْاَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ

یہ باب ہے کہ جس شخص کی ظہر سے پہلے کی چار رکعات فوت ہو جائیں

1158- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَزَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ
 الْكُوْلَبِيُّ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتْهُ الْاَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ
 قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ اِلَّا قَيْسٌ عَنْ شُعْبَةَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ کی اگر ظہر سے پہلے کی 4 رکعات رہ جاتی تھیں تو
 آپ ﷺ ظہر کے بعد کی دو رکعات کے ساتھ انہیں ادا کر لیتے تھے۔
 امام ابن ماجہ کہتے ہیں: اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے صرف قیس نے نقل کیا ہے۔

بَابُ: فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ

یہ باب ہے کہ جس شخص کی ظہر کے بعد کی دو رکعات فوت ہو جائیں

1159- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اِذْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ الْحَارِثِ قَالَ ارْسَلَ مُعَاوِيَةُ اِلَى اُمِّ سَلَمَةَ فَاَنْطَلَقَتْ مَعَ الرَّسُولِ فَسَالَ اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اِنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَتَوَضَّأُ فِي بَيْتِي لِلظُّهْرِ وَكَانَ قَدْ بَعَثَ سَاعِيًا وَكَثُرَ
 عِنْدَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَقَدْ اَهَمَّهُ شَأْنُهُمْ اِذْ ضَرَبَ الْبَابُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ جَلَسَ يَقْسِمُ مَا
 جَاءَ بِهِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ دَخَلَ مَنَزِلِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ شَغَلَنِي امْرُؤُ
 السَّاعِي اَنْ اُصَلِّيَهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ

﴿﴾ عبد اللہ بن حارث بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھجوایا تو میں پیغام
 رساں کے ساتھ گیا اس نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ میرے گھر

میں ظہر کی نماز کے لیے وضو کر رہے تھے نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے ایک شخص کو بلا دیا تھا (وہ آگیا) اس کے آس پاس بہت سے مہاجرین اکٹھے ہو چکے تھے اور وہ ان کی وجہ سے بڑا پریشان تھا اسی دوران دروازے پر دستک دی گئی تو نبی کریم ﷺ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی اس کے بعد وہ شخص جو بھی چیزیں لے کر آیا تھا انہیں تقسیم کرنے کے لیے آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ انہیں تقسیم کرتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کیں پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زکوٰۃ وصول کرنے والے کے معاملے نے مجھے مصروف رکھا میں ظہر کے بعد کی یہ دو رکعات ادا نہیں کر سکا تو میں نے عصر کے بعد ان کو ادا کیا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا

یہ باب ہے کہ بعض روایات میں یہ منقول ہے آدمی ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کرے اور اس کے بعد بھی چار رکعات ادا کرے

1160- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الشَّعْبِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ

» سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات اور اس کے بعد 4 رکعات ادا کرے اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ

یہ باب ہے کہ دن کے وقت کون سے نوافل کی ادائیگی کو مستحب قرار دیا گیا ہے

1161- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَآبِيُّ وَاسِرٌ آئِيلٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّيْلَوِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ تَطَوُّعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَطِيقُونَهُ فَقُلْنَا أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذُ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمَقْدَارِهَا مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ مِنْ هَاهُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا كَانَتْ

1160: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 427 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1816

1161: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 598 و رقم الحدیث: 599

الشمس من هاهنا يعني من قبل المشرق مقدارها من صلوة الظهر من هاهنا قام فصلي اربعاً
واربعاً قبل الظهر اذا زالت الشمس ورَكَعتين بعدها واربعاً قبل العصر يفصل بين كل ركعتين
بالتسليم على الملائكة المقربين والنبين ومن تبعهم من المسلمين والمؤمنين قال علي فذلك
مئة عشرة ركعة تطوع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالنهار وقل من يداوم عليها قال ويكفي
زاد فيه ابي فقال حبيب بن ابي ثابت يا ابا اسحق ما احب ان لي بخديتك هذا مائة مسجدك
هذا ذهباً

» عاصم بن ضمره سلوی بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا: جو آپ ﷺ دن کے وقت ادا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا تم لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہم نے عرض کی: آپ ہمیں اس بارے میں بتائیں ہم سے جہاں تک ہو سکے گا ہم اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز ادا کر لیتے تھے تو آپ ﷺ انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ جب سورج اس طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مراد مشرق کی طرف تھی اس مقدار میں ہو جاتا جتنا عصر کی نماز کے وقت اس طرف یعنی مغرب کی طرف ہوتا ہے اس وقت آپ ﷺ اٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے پھر آپ ﷺ ٹھہرے رہتے تھے یہاں تک کہ سورج اس طرف سے یعنی مشرق کی طرف سے اس مقدار میں ہو جاتا جو ظہر کی نماز کے وقت اس طرف ہوتی ہے پھر آپ ﷺ اٹھ کر 4 رکعات ادا کرتے تھے، آپ ﷺ ظہر سے پہلے (اور) سورج ڈھل جانے کے بعد 4 رکعات ادا کرتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے۔

عصر سے پہلے آپ ﷺ 4 رکعات ادا کرتے تھے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں انبیاء کرام اور ان کے پیروکار مسلمانوں پر سلام بھیج کر فصل کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ 16 رکعات ہو جاتی ہیں جو نبی کریم ﷺ دن کے وقت نفل کے طور پر ادا کرتے تھے اور اس پر باقاعدگی سے عمل کرنے والے لوگ تھوڑے ہی ہوں گے۔

دکھج نامی راوی بیان کرتے ہیں: میرے والد نے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے حبيب بن ثابت نے کہا ہے: اے ابواسحاق! مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تمہاری اس حدیث کے عوض میں مجھے اس مسجد جتنا سونا مل جائے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرَبِ

یہ باب مغرب سے پہلے دو رکعات ادا کرنے کے بیان میں ہے

1162- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَوَكَيْعٌ عَنْ كَثْمَسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرِيْدَةَ

1162: أخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 624، ورم الحديث: 627، أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1937، ورم الحديث: 1938، أخرجه

ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1283، أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث: 185، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 680،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَوةٌ فَلَا تَأْخُذُكَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ

» حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہر دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ادا کی جاتی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ تیسری مرتبہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص چاہے تو (پڑھ سکتا ہے)

شرح

دو اذانوں سے مراد اذان و تکبیر ہیں یعنی اذان اور تکبیر کے درمیان نماز پڑھنی فلاح و سعادت کی بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و تکبیر کے درمیان نوافل پڑھنے کی رغبت دلانے کے لئے یہ جملہ مکرر فرمایا کیونکہ اذان و تکبیر کے درمیان کا وقت بہت زیادہ بابرکت اور فضیلت کا حامل ہوتا ہے اس لئے اس وقت نماز پڑھ کر جو دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ بارگاہ احدیت سے روٹھیں کی جاتی ہیں بلکہ قبولیت کا درجہ پاتی ہے اور پھر یہ کہ بابرکت اور با فضیلت وقت میں عبادت کا ثواب بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ اذان و تکبیر کے درمیان میں نماز پڑھنی سنت ہے مگر آپ نے لمن شاء فرما کر اس طرف اشارہ بھی فرمادیا ہے کہ اس وقت نماز پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مغرب میں اذان و تکبیر کے درمیان نفل پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ حضرت بریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کے علاوہ (بقیہ اوقات میں) دونوں اذانوں (یعنی اذان و تکبیر) کے درمیان دو دور کعتیں (نماز) ہیں۔

1163- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ كَانَ الْمُؤَذِّنُ لِيُؤَذِّنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَى أَنَّهَا إِقَامَةٌ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يَقُومُ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

» حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں مؤذن (مغرب کی) اذان دیتا تو ہمیں محسوس یہ ہوتا کہ شاید اس نے اقامت کہی ہے کیونکہ بکثرت لوگ اٹھ کر مغرب سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔

فرائض مغرب سے پہلے نفل پڑھنے کی ممانعت کا بیان

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی ایک کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کو عبد بن حیدر کشتی نے اپنی

مسند میں روایت کیا اور ابوداؤد نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت حماد بن ابوسلیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے مغرب کی نماز سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس نماز کو نہیں پڑھتے تھے۔ اس کو محمد بن حسن نے الاثار میں روایت کیا اور اس کی سند منقطع ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کے بعد دور کعات ادا کرنے کے بیان میں ہے

1164- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِبرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي لِيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز ادا کر لیتے تھے پھر آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لاتے تھے اور دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1165- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الصَّحَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ
عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ آتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَنبَى عَبْدُ الْأَشْهَلِ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ فِي مَسْجِدِنَا ثُمَّ قَالَ ارْكَعُوا هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ
فِي بُيُوتِكُمْ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ بنو عبد شہل کے محلے میں ہمارے ہاں تشریف لائے آپ ﷺ نے ہماری مسجد میں ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دو رکعات تم اپنے گھروں میں ادا کر لینا۔

بَابُ: مَا يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ باب ہے کہ مغرب کے بعد کی دو رکعات میں کونسی سورت کی تلاوت کی جائے؟

1166- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمِّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَجَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يَهْدَلَةَ عَنْ زُرَّ

1164: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1165: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1166: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مشرور ہیں۔

وَأَبَى وَابِلٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ لِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَوةِ الْمَغْرِبِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

•• حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ مغرب کے بعد کی دو رکعات میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي السِّتِّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کے بعد چھ رکعات ادا کرنے کے بیان میں ہے

1167- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي غَثَمٍ الْيَمَامِيُّ أَنَّ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ بَنَ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُذِلَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات ادا کرے کہ اس کے درمیان اس نے کوئی بری بات نہ کی ہو تو یہ اس کے لیے 12 سال کی عبادت کے برابر ہو جائیں گی۔

نماز الاوابین کی فضیلت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی مغرب کی نماز پڑھ کر چھ رکعت (نفل اس طرح) پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی خش گفتگو نہ کرے تو ان رکعتوں کا ثواب اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے ثواب کے برابر ہو جائے گا۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 1146)

مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نماز نفل تین سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اسے صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں یہ نماز سنت ہے اور اس نماز کا نماز "صلوٰۃ الاوابین" حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ حدیث سے بظاہر تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مغرب کے بعد جو دو رکعت معمولی سنت پڑھی جاتی ہے وہ نفل ان چھ رکعتوں میں شامل ہے، نیز اگلی حدیث میں صلوٰۃ الاوابین کی چوبیس رکعتیں ذکر کی جا رہی ہیں ان میں بھی یہ دونوں رکعتیں داخل ہیں۔

علامہ یحییٰ نے فرمایا ہے کہ "پہلے دو رکعتیں سنت کی الگ سے پڑھ لی جائیں اس کے بعد میں اختیار ہے کہ چاہے کوئی چاروں رکعت پڑھ لے، چاہے دو ہی پڑھے۔ اس حدیث کو اگرچہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے مگر فضائل اعمال کے سلسلے میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

پھر اس کے علاوہ اس حدیث کو ابن خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں اور ابن ماجہ نے بھی نقل کیا ہے، نیز میرک شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول یہ ہے کہ "حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے نیز انہوں نے فرمایا ہے کہ "میں نے اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ گناہ (دریا کی جھاگ کے مانند ہوں)۔ (طبرانی)

شاہ اسماعیل محدث دہلوی کا قول ہے کہ "ہماری تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث میں صلوٰۃ الاوابین کی جو چھ رکعت ذکر کی گئی ہیں یا اسی طرح اگلی حدیث میں جو بیس رکعتیں ذکر کی جائیں گے۔ یہ دونوں تعداد مغرب کے بعد کی سنت موكده کی دو رکعت کے علاوہ ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی مغرب کے بعد بیس رکعتیں (صلوٰۃ الاوابین کی) پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت میں گھر بناتا ہے۔

(جامع ترمذی، مکتوٰۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث، 1147)

اگرچہ محدثین نے اس حدیث کو بھی ضعیف قرار دیا ہے لیکن علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں ایک حدیث اور منقول ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کی بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یہ صلوٰۃ الاوابین ہے لہذا جس آدمی نے یہ نماز پڑھی تو (سمجھو کہ) اس کی مغفرت کر دی گئی۔" چنانچہ اکثر علماء سلف اور صلحائے امت اسے پڑھنا اپنی سعادت اور خوش بختی تصور کرتے تھے اور اسے پڑھتے تھے۔ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ صلوٰۃ الاوابین کی رکعت کی تعداد کے سلسلے میں مختلف احادیث منقول ہیں چنانچہ ایک حدیث تو اس سے پہلے ہی گذر چکی ہے جس میں چھ رکعتیں ذکر کی گئی ہیں ایک حدیث یہ ہے جس میں بیس رکعت منقول ہے اسی طرح بعض روایتوں میں دو رکعت اور بعض روایتوں میں چار رکعت بھی منقول ہے۔ لہذا ان تمام احادیث کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ صلوٰۃ الاوابین کی کم سے کم تعداد دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت جو آدمی دو سے لے کر بیس تک جتنی زیادہ رکعتیں پڑھے گا اس کے حق میں اسی قدر بہتری و بھلائی ہوگی۔

باب: مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ

باب: وتر کے بارے میں روایات

لفظ کے معنی و مفہوم کا بیان

وتر (لفظ وتر میں واؤ کو زیر اور زبر دونوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں مگر زیر کے ساتھ پڑھنا زیادہ مشہور ہے۔) ہر اس نماز کو کہہ سکتے ہیں جس میں عاتق رکعتیں ہوں مگر فقہاء کے ہاں وتر اسی خاص نماز کو کہتے ہیں جس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے جو عام طور پر عشاء کے فوراً بعد ہی پڑھی جاتی ہے اور اس باب میں اسی نماز وتر کا بیان ہوگا۔

بْنِ رَاشِدٍ الزُّوْفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُرَّةٍ الزُّوْفِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ خَدَّائَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَمَّاكُمْ بِصَلَاةٍ لَيْسَ بِكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوُتْرُ جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يُطْلَعَ الْفَجْرُ

» حضرت خارجہ بن خذافہ عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک مزید نماز عطا کی ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں (کے ملنے) سے زیادہ بہتر ہے وہ وتر کی نماز ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عشاء کی نماز سے لے کر صبح صادق کے درمیانی وقت میں مقرر کیا ہے۔

1169- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِنَّ الْوُتْرَ لَيْسَ بِحُتْمٍ وَلَا كَقَصَلِمْكُمْ الْمَكْتُوبَةِ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْتَرَ ثُمَّ قَالَ يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ أَوْتَرُوا فَإِنَّ اللَّهَ وَتَرَّ يُحِبُّ الْوُتْرَ

» عاصم بن ضمیرہ سلولی بیان کرتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: وتر لازمی نہیں ہیں اور نہ ہی یہ تمہاری فرض نمازوں کی مانند ہیں تاہم نبی کریم ﷺ نے وتر کی نماز ادا کی ہے پھر آپ نے فرمایا: اے اہل قرآن! تم بھی وتر کی نماز ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

1170- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَارُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ عَنْ أَبِي عُبَيْسَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ وَتَرَّ يُحِبُّ الْوُتْرَ أَوْتَرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ مَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ

» حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ طاق ہے اور وہ طاق چیز کو پسند کرتا ہے تو اے اہل قرآن! تم وتر ادا کرو۔

ایک دیہاتی نے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے تو (راوی نے) کہا یہ تمہارے یا تمہارے ساتھیوں کے لیے نہیں ہے۔

1168: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1418 أخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث 452

1169: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1416 أخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث 453 و رقم الحديث 454 أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث

1674 و رقم الحديث 1675

1170: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1417

بَاب: مَا جَاءَ فِيْمَا يُقْرَأُ فِي الْوُتْرِ

یہ باب ہے کہ وتر کی نماز میں کیا تلاوت کیا جائے؟

1171- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَثَارِيُّ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ طَلْحَةَ وَرَبِيعٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَنْ أَبِي عَنْ كَعْبِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
 ﴿﴾ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1172- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْظِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
 ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1172م- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ
 ﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1173- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُو يُونُسَ الرَّقِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُؤْتِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ
 ﴿﴾ عبدالعزیز بن جریج بیان کرتے ہیں: ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ وتر کی نماز میں کیا تلاوت کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا: نبی کریم ﷺ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص اور معوذتین کی تلاوت کرتے تھے۔

1171: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1423، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 1698، رقم الحديث: 1699، رقم الحديث: 1700، رقم

الحديث: 1728، رقم الحديث: 1729، أخرجه ابن ماجه في "السنن" رقم الحديث: 1182

1172: أخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث: 462

1173: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1424، أخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث: 463

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ بِرَكْعَةٍ

یہ باب ایک رکعت وتر کے بارے میں ہے

1174- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ آلِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ ابْنِ عُثْمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ رات کی نماز دو رکعت کے ادا کرتے تھے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔

1175- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ عَنْ ابْنِ عُثْمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي وَالْوُتْرُ رَكْعَةٌ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ غَلَبَتْنِي عَيْنِي أَرَأَيْتَ إِنْ نِمْتُ قَالَ اجْعَلْ أَرَأَيْتَ عِنْدَ ذَلِكَ النِّجْمِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا السَّمَاءُ تُنْمِ أَحَادَ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي وَالْوُتْرُ رَكْعَةٌ قَبْلَ الصُّبْحِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”رات کی نماز دو رکعت کے ادا کی جائے گی اور وتر کی ایک رکعت ہے۔“

(راوی کہتے ہیں:) میں نے دریافت کیا: آپ کا کیا خیال ہے اگر میری آنکھ لگ جاتی ہے؟ اگر میں سو جاتا ہوں تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم اس ستارے کے پاس ”آپ کے خیال“ کو رکھ دو۔
راوی کہتے ہیں: میں نے سرائٹھا کر دیکھا تو وہ سماک نامی ستارہ تھا۔

پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس روایت کو دہرایا اور یہ بتایا: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

”رات کی نماز دو رکعت کے ادا کی جائے گی اور وتر کی ایک رکعت صبح صادق سے پہلے ادا کر لی جائے گی۔“

1176- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ابْنِ أَبِي رَاهِمٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلَ ابْنَ عُثْمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ كَيْفَ أُوتِرُ قَالَ أُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ قَالَ إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَقُولَ النَّاسُ الْبُتَيْرَاءُ فَقَالَ سُنَّةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ يُرِيدُ هَذِهِ سُنَّةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ مطلب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اس نے کہا: میں

کیسے وتر ادا کروں؟ تو انہوں نے جواب دیا: تم ایک رکعت وتر ادا کرو وہ بولا: مجھے یہ اندیشہ ہے لوگ یہ کہیں گے یہ دم کئی

نماز ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مقرر کردہ سنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ تھی: اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر کیا ہے۔

1177- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَلْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُؤَيِّرُ بِوَاحِدَةٍ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔

نماز وتر کی رکعات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور جب کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے تو ایک رکعت پڑھ لے، یہ (ایک رکعت) پہلی پڑھی ہوئی نماز کو طاق کر دے گی۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث، 1230)

حدیث کے پہلے جزو کا مطلب یہ ہے کہ رات کو پڑھی جانے والی نفل نمازیں دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں چنانچہ حضرت امام شافعی، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد نے اس حدیث کے پیش نظر کہا ہے کہ افضل یہی ہے کہ رات میں نفل نمازیں اس طرح پڑھی جائیں کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے یعنی دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں۔ حدیث کے دوسرے جزو کا مطلب یہ ہے کہ رات کو نماز میں مشغول رہنے والا آدمی جب یہ دیکھے کہ رات ختم ہو رہی ہے اور صبح نمودار ہونے والی ہے تو وہ ان نمازوں کے بعد ایک رکعت پڑھ لے تاکہ یہ ایک رکعت پہلی پڑھی ہوئی نمازوں کو طاق کر دے، اس طرح یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے کیونکہ ان کے نزدیک وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔

اور تین اور ایک بھی، اس لیے حضرت سفیان ثوری اور دیگر ائمہ نے تو پانچ کے عدد کو اختیار کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے تین کے عدد کو قبول کیا ہے اور حضرت امام شافعی نے ایک کے عدد کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔

امام طحاوی حنفی نے صلی رکعت واحدۃ الخ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "ایک رکعت اس طرح پڑھے کہ اس سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے تاکہ یہ رکعت شفع یعنی اس ایک رکعت سے پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں کو طاق کر دے۔ گویا ایک رکعت علیحدہ نہ پڑھی جائے بلکہ دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تو یہ کہیں ثابت ہی نہیں ہوتا کہ وتر کی ایک رکعت علیحدہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ پڑھی جائے لہذا اس کے ذریعے وتر کی ایک رکعت ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

پھر وتر کی تین ہی رکعتیں ہونے کے سلسلہ میں حنفیہ کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ

بیر یعنی تنہا ایک رکعت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

جہاں تک صحابہ اور سلف کے عمل کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اکثر فقہا صحابہ اور سلف کا معمول وتر کی تین رکعتیں ہی پڑھنا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے ان کو تو اس سلسلے میں بہت زیادہ اہتمام تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت سعید بن مسیب کو وتر ایک رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ "کیسی باتیں نماز پڑھتے ہو؟ دو رکعت اور پڑھو ورنہ تمہیں سزا دی جائے گی۔" (نہایہ)

جامع ترمذی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے وتر کی تین رکعتیں نقل کی ہیں اور اسی کو عمران بن حصین، حضرت عائشہ، عبداللہ ابن عباس اور ابویوب کی طرف منسوب کیا ہے اور آخر میں انہوں نے صراحت کر دی ہے کہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت اسی طرف ہے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کے بارے میں موطا امام محمد میں مذکور ہے کہ ان کے نزدیک بھی وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں۔ حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر معمول تھا۔ (جواب)

تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تھی، ایک رکعت کی وتر تو عام طور پر لوگ جانتے بھی نہ تھے چنانچہ حضرت معاویہ کو عبداللہ ابن عباس کے مولیٰ نے ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کو بہت تعجب ہوا انہوں نے حضرت عباس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کو بڑے اہتمام کے ساتھ بیان کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے ان کی وحشت و حیرت یہ کہہ کر ختم کر دی کہ معاویہ فقیہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے شرف ہو چکے ہیں ان پر اعتراض نہ کرو۔ (صحیح البخاری)

بہر حال ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں جن احادیث سے وتر کی ایک رکعت ثابت ہوتی ہے وہ سب قابل تاویل ہیں۔ یا یہ کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حالتوں کا ذکر ہے آخر فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تین ہی رکعت پر تھا جو صحابہ میں مشہور ہوا اور ظاہر ہے کہ امت کے لیے آپ کا وہی فعل حجت اور دلیل بن سکتا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں عمل اختیار فرمایا ہو۔

حضرت انس بن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کیا میں فجر کی دو رکعتوں میں قرأت لمبی کروں تو انہوں نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتے اور پھر آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور فجر کی دو رکعتیں اس وقت پڑھتے جب فجر کی اذان سنتے۔

اس باب میں حضرت عائشہ جابر فضل بن عباس ابویوب اور ابن عباس سے بھی روایت ہے کہ امام ابو یوسفی ترمذی فرماتے ہیں ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے اور بعض صحابہ اور تابعین کا اسی پر عمل ہے کہ دو رکعتوں اور تیسری رکعت کے درمیان فصل کرے اور تیسری رکعت وتر کی پڑھے امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث: 440)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ

یہ باب وتر کی نماز میں قنوت پڑھنے کے بیان میں ہے

1178- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي مَرْثَمَ عَنْ أَبِي الْحَوَارِءِ عَنْ السَّعْسَعِ بْنِ عِلْسٍ قَالَ عَلَّمَنِي جَدِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكْلِمَاتٍ أَلْزَمَنَ لِي قُنُوتَ الْوُتْرِ اللَّهُمَّ عَلَيَّ لِيَمَنُ عَافَيْتَ وَتَوَلَّيْتُ لِيَمَنُ تَوَلَّيْتَ وَاهْدِنِي لِيَمَنُ هَدَيْتَ وَلِيَمَنُ شَرَّ مَا لَصِقَتْ وَبَارِكْ لِي لِيَمَّا أَعْطَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يَقْضِي عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَدُلُّ مَنْ وَالَيْتَ مَبْعَاثَكَ رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ

» حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے نانا نبی کریم ﷺ نے مجھے کچھ کلمات سکھائے ہیں کہ انہیں میں وتر میں دعائے قنوت کے طور پر پڑھا کروں۔

”اے اللہ! جن کو تو نے عافیت نصیب کی ہے ان میں مجھے بھی عافیت نصیب کر جن کا تو والی بنا ہے ان میں مجھے شامل کر کے میرا بھی والی بن جا جنہیں تو نے ہدایت دی ہے ان کے ساتھ مجھے بھی ہدایت دیدے اور تو نے جو فیصلہ دیا ہے اس کے شر سے مجھے بچانا اور جو کچھ تو عطا کرے گا میرے لیے اس میں برکت رکھنا بے شک تو ہی فیصلہ دے سکتا ہے شر سے خلاف فیصلہ نہیں دیا جاسکتا جس کا تو نگہبان ہو اسے کوئی رسوا نہیں کر سکتا تو پاک ہے اے میرے پروردگار! تو برکت والا ہے اور بلند و برتر ہے۔“

خیر اور شر کو موافق تقدیر بنانے کا بیان

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے بارے میں جو کچھ مقدر کر رکھا ہے چاہے اس کا تعلق رب کے فعل سے ہو یا غیر رب کے فعل سے ہو سب پر ایمان لایا جائے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے پاس آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مقدر فرمایا اور اس کو لکھ دیا، اور یہ معلوم ہے کہ کتابت و تحریر کا عمل فعل و عمل کے وجود میں آنے کے بعد ہی ہوتا ہے، تو علم تحریر سے پہلے وجود میں آیا، پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے ہونے والے علم کو تحریر فرما دیا ہے، قیامت کے بعد کی بیشمار چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، جن کے بارے میں کتاب و سنت میں ہے کہ وہ مکتوب و محرر ہیں۔

یہ تقدیر انسان کے اپنے اعتبار سے خیر و شر کا مجموعہ ہے، خیر کے معنی بندہ کے مناسب حال تقدیر، اور شر سے مراد بندہ کے لئے غیر مناسب تقدیر، تقدیر الہی میں خیر و شر دونوں ہیں، طاعت و فرمان برداری خیر ہے، اور معصیت و گناہ شر ہیں، مالدار خیر ہے، فقر شر ہے، صحت و تندرستی خیر ہے اور بیماری و مرض شر ہے، وغیرہ وغیرہ، اور یہ ساری باتیں اللہ کے فیصلہ اور تقدیر کے نتیجہ میں ہیں، تو

1178: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1425، ورم الحديث: 1426، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 464، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم

بھلی اور بری تقدیر پر ایمان کیسے ہوگا اور کیا شرکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی؟

کسی بھی فعل، قضاء و قدر اور حکم میں شرکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے: "والشر ليس اِليك"، "شرکی نسبت تیری طرف نہیں ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ کے سارے افعال و اعمال سب خیر و حکمت ہیں، ہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں شر ہے، بچہ اگر بیمار ہو، اور اس کے علاج میں اعضاء جسم کے داغنے کی ضرورت ہو تو اس کو آگ سے داغا جائے گا، تو اصل کام خیر ہے اور "آگ سے داغنا" شر ہے، اس لئے کہ اس کام سے بچنے کی مصلحت مقصود ہے، پھر اللہ کے قضاء و قدر میں شر محض نہیں ہوتا، بلکہ اس کے موقع و عمل اور زمانہ میں ایسا ہوتا ہے، تو جب اللہ تعالیٰ کسی ظالم کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو اس ظالم کے نقطہ نظر سے یہ شر ہے، لیکن دوسرے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس کام میں خیر ہے کہ وہ اس سے عبرت و نصیحت پکڑیں۔

سنیچر کے دن ظلم و تعدی کرنے والے گلوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (فَجَعَلْنَاهَا لَكُلًّا لَعْنًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ۔ اسے ہم نے اگلوں پچھلوں کے لئے عبرت کا سبب بنادیا اور متقیوں اور پرہیزگاروں کے لئے وعظ و نصیحت کا۔ (سورۃ البقرہ)

ایسے ہی انسان اگر ناز و نعم میں برابر رہے تو یہ اس کو ظلم و زیادتی پر ابھارتا ہے، وہ توبہ و استغفار سے غافل، اور غرور و تکبر کا شکار ہو جاتا ہے، اپنے کاموں پر اس میں عجب پسندی پیدا ہو جاتی ہے، اس کے مقابلہ میں گناہ کرنے والا انسان توبہ و ندامت کے بعد اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے، اور توبہ کے بعد پہلے سے اچھا ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس نے جب بھی اپنے گناہوں کو یاد کیا تو اس کو اپنی حقیقت کا پتہ چل گیا، آدم علیہ السلام نے جنت میں شجر ممنوعہ کے کھانے کے بعد جب نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا تو توبہ و ہدایت اور تقرب الہی کی جن نعمتوں سے وہ مالا مال ہوئے وہ گناہوں کے ارتکاب اور اس پر ندامت اور توبہ کی برکت سے ایسا ہوا، ارشاد باری ہے: رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا، تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(الاعراف)

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (فُتِحَ اجْتِبَاكَ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى) (پھر اس کے رب نے نوازا، اس کی توبہ قبول کی اور اس کی رہنمائی کی) (سورۃ طہ)

ایسے ہی غزوہ تبوک میں غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کو بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا اور ان کی توبہ آزمائش کے مرحلہ کے گزرنے کے بعد قبول ہوئی، ان کی آزمائش کا حال یہ تھا کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی تھی، اعزہ و اقارب سب نے منہ موڑ لیا تھا، لیکن توبہ کے بعد ان کو بے مثال خوشی و مسرت حاصل ہوئی، اور ان کے بارے میں خصوصی طور پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: (وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ)

(اور تین مخصوص کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراشی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، سوائے اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے، پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی، تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں، بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔)

(سورۃ التوبہ)

توبہ کے بعد ان تین مقدس ہستیوں کے اعزاز و اکرام کا حال یہ ہوا کہ تا قیامت ان کے بارے میں یہ آیت تلاوت ہوتی رہے

گی۔

شرکاء یہ مسئلہ شرعی مسائل میں بھی ہے اور کائناتی نظام میں بھی، لیکن یہ واضح رہے کہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے قضاء و قدر کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ حکم اور کام خیر ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جو شر مقدر کیا ہے وہ حقیقت میں خیر ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور فعل کے نتیجہ میں جو چیز صادر ہوئی ہے، جیسے مرض، فقر وغیرہ، وہ شر اس اعتبار سے ہے کہ انسان اس کے بارے میں ایسا سوچتا ہے، جبکہ اللہ کی قضاء و قدر میں خیر ہی خیر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے "العیبر بیدیک والشر لیس الیک" فرمایا، "الشر بیدیک" نہیں کہا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف کبھی شر کی نسبت نہیں کی جائے گی، چہ جائے کہ یہ کام اللہ کی قدرت سے عمل میں آیا ہو، تو نہ ارادہ کا، اور نہ قضاء و قدر کا شر اللہ کی طرف منسوب ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ شر کے قضاء و قدر سے شر کا ارادہ نہیں کرتا، لیکن جس کے بارے میں فیصلہ شر کا فیصلہ ہے، اس کے حساب سے یہ شر ہوا، کبھی یہ چیز آدمی کے لئے مناسب ہوتی ہے اور کبھی نامناسب، اور کبھی یہ کام طاعت کا ہوتا ہے اور کبھی معصیت کا، تو یہ چیز لوگوں کے اعتبار سے ہوتی ہے، اگر کسی کے حق میں یہ فیصلہ بظاہر شر ہو، تو دوسری جگہ پر وہی فیصلہ خیر ہوگا، اس کا شر محض ہونا ناممکن ہے، حتیٰ کہ اس بندہ کے اعتبار سے شر ہونے کا فیصلہ بھی شر محض نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک اعتبار سے شر ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے خیر، اور ایک مقام پر شر ہوتا ہے اور دوسرے مقام پر خیر۔

مثلاً: قحط اور فقر شر ہے، لیکن اپنے نتیجہ کے اعتبار سے یہ خیر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضُ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ) (خشکی اور تری میں لوگوں کی بد اعمالیوں کے باعث نسا پھیل گیا۔ اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھادے) (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آ جائیں) (سورۃ الروم)

یہاں بعض کام کہا، ہر کام نہیں کہا، معصیت سے اللہ کی اطاعت کی طرف واپسی یقینی طور پر خیر ہی خیر ہے، بلکہ اس کا نتیجہ بڑا خیر ہے، تو فقر و فاقہ اور قحط اور بیماری اور جانوں کے ضیاع کا غم اگر اس کے بعد خیر ہو تو لذت میں بدل جاتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ، تاکہ وہ واپس حق کی طرف لوٹ جائیں۔

دنیا میں کتنے انسان اپنی مال داری کے نشے میں ظلم و تعدی میں بہت آگے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کو بالکل بھلا دیا، لیکن جب ان پر افلاس و فقر کا سایہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے، اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ گمراہ ہو گئے تھے، تو یہ شر دوسرے اعتبار سے ان کے حق میں خیر ہو گیا۔

ایسے ہی چور کے ہاتھ کاٹنے کا عمل چور کے لئے شر ہے، لیکن اس کے حق میں یہ اس اعتبار سے خیر ہے کہ آخرت کی سزا عدل کے نفاذ کے بعد اس سے ساقط ہوگئی، دنیا کی سزا آخرت کی سزا سے ہلکی ہے، اور عام لوگوں کے لئے بھی یہ خیر ہے کہ اس میں ہدایت کا ارادہ کرنے والوں کے تمبیہ و سرزنش ہے، اس میں لوگوں کے مال کی حفاظت کا بھی پہلو ہے، اس لئے کہ چور کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ چوری کے نتیجہ میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا تو وہ چوری سے باز آ جائے گا، تو اس سے لوگوں کے اموال محفوظ ہوں گے۔

1179- حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ

بْنُ عَمْرٍو الْقَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي ابْتِغَاءِ الْوَيْلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے: ۵

”اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا مندی کی پناہ مانگتا ہوں تیرے سزا دینے سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تیری ثناء کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی ثناء بیان کی ہے۔“

وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ ہونے پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک (رکوع کے بعد) دعاء قنوت پڑھی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مطلقاً فرض نمازوں میں یا یہ کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کو ترک کر دیا)۔

(ابوداؤد، سنن نسائی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث: 1264)

اکثر اہل علم یہی فرماتے ہیں کہ دعاء قنوت نہ تو فجر کی نماز میں مشروع ہے اور نہ وتر کے علاوہ کسی دوسری نماز میں، چنانچہ یہ حضرات اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ مذہب احناف کا ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث بھی ہیں جو فرض نمازوں میں ترک قنوت پر دلالت کرتی ہیں، اہل علم اور محققین اس کی تفصیل مرقاۃ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز میں تو دعاء قنوت ہمیشہ پڑھنی چاہیے اور نمازوں میں کسی حادثے اور وبا کے وقت پڑھی جائے۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے اس باب میں حضرت علی انس ابو ہریرہ ابن عباس اور حفاف بن ایماء بن رحمہ غفاری سے بھی روایت ہے۔

امام ابویسی ترمذی فرماتے ہیں حضرت براء کی حدیث حسن صحیح ہے اہل علم کا فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے میں اختلاف ہے بعض صحابہ و تابعین فجر میں دعائے قنوت پڑھنے کے قائل ہیں امام شافعی بھی اسی کے قائل ہیں امام احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی جائے البتہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے لشکر کے لئے دعا کرے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: 388)

بَابُ: مَنْ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوتِ

یہ باب ہے کہ جو شخص قنوت کے لیے دونوں ہاتھ بلند نہ کرے

1180- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا عِنْدَ الْإِسْتِغْثَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطِهِ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی دعا کے وقت ہاتھ بلند نہیں کیے البتہ بارش کی دعا کرتے ہوئے ہاتھ بلند کیے تھے اور اتنے بلند کیے تھے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی تھی۔

بَابُ: مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ

یہ باب ہے کہ جو شخص دعا مانگتے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے

1181- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا عَائِدُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرْظِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتَ اللَّهَ فَادْعُ بِبَاطِنِ كَفِّكَ وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا فَإِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو ہتھیلیوں کے اندرونی حصے کے ذریعے دعا مانگو اس کے بیرونی حصے کے ذریعے دعا نہ مانگو اور جب تم دعا مانگ کر فارغ ہو جاؤ تو ان ہتھیلیوں کو اپنے چہرے پر پھیر لو۔“

شرح

دعا کے معنی ہیں کہ ”اعلیٰ ذات سے ادنیٰ چیزوں میں سے کچھ بطریق عاجزی طلب کرنا“ امام نووی فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ

میں اور ہر جگہ کے علماء اس بات پر متفق رہے ہیں کہ دعا مانگنا مستحب ہے ان کی دلیل قرآن و حدیث کے ظاہری اور واضح مضموم کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کا فعل بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام دعا مانگا کرتے تھے۔ لیکن بعض زہاد و اہل معارف یہ بھی کہنا ہے کہ ترک دعا (یعنی دعا نہ مانگنا) افضل ہے کیونکہ اس طرح رضاء موئی اور اپنی قسمت پر اور تکیہ کے ساتھ راضی ہونے کا مکمل اظہار ہوتا ہے۔ مولانا شاہ محمد اسحق صاحب نے ان زہاد و اہل معارف کے اس قول کے بارے میں کہا ہے کہ یہ قول اس خاص کیفیت پر محمول ہے جو بعض وقت بعض مردان حق پر طاری ہوتی ہے اور جس میں رضاء بقضاء ہی غالب ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پیش آیا کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ دعا کیجئے اور اپنے پروردگار سے اپنی نجات سلامتی کے لئے درخواست کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل شانہ میرا حال جانتا ہے مجھے کوئی درخواست کرنے اور دعا مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ

یہ باب رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد قنوت پڑھنے میں ہے

1182- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُهَيْدِ الْيَاسَمِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَهْزَبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ لِقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ وتر کی نماز ادا کرتے ہوئے رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

1183- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْصَمِيُّ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعَ عَنِ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ كُنَّا نَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز میں دعائے قنوت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا: ہم لوگ رکوع سے پہلے بھی اور رکوع کے بعد بھی اسے پڑھ لیتے تھے۔

1184- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ قُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ

محمد (بن سیرین) نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: نبی کریم ﷺ نے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی تھی۔

1183: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1184: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1001 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1544 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1444

أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1070

قنوت کو وتر میں رکوع سے پہلے پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام حسن بن علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تاکہ میں انہیں وتر میں پڑھا کروں اللہم اہدی لی اس باب میں حضرت علی سے بھی روایت ہے امام ابو یوسفی ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے ہم اسے صرف اسی سند یعنی ابو حور اسعدی کی روایت کے علاوہ نہیں جانتے۔ ابو حور کا نام ربیعہ بن شیبان ہے قنوت کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات میں سے اس سے بہتر روایت کا ہمیں علم نہیں اہل علم کا قنوت کے بارے میں اختلاف ہے عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ پورا سال قنوت پڑھے اور ان کے نزدیک قنوت کی دعا رکوع سے پہلے پڑھنا مختار ہے یہ بعض علماء کو بھی قول ہے سفیان ثوری، ابن مبارک، اسحاق اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے حضرت علی سے مروی ہے کہ وہ صرف رمضان کے دوسرے پندرہ دنوں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے بعض اہل علم نے یہی مسلک اختیار کیا ہے امام شافعی اور احمد کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: 451)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رکوع کے بعد دعائے قنوت کا پڑھنا منسوخ ہو گیا ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے۔

بَاب: مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ الْآخِرِ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرنے میں ہے

1185- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرْتِمْ مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ حِينَ مَاتَ فِي السَّحَرِ

مسروق بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے وتر کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: نبی کریم ﷺ رات کے ہر حصے میں نماز ادا کر لیتے تھے آپ ﷺ نے رات کے ابتدائی حصے میں بھی وتر ادا کیے ہیں درمیانی حصے میں بھی ادا کیے ہیں اور وصال سے پہلے تک آپ ﷺ نے صبح صادق کے قریب بھی وتر ادا کیے ہیں۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے وتر کو رات میں مختلف اوقات میں پڑھا ہے، لیکن اخیر عمر میں وتر کو صبح صادق کے قریب پڑھا ہے، تو ایسا ہی کرنا افضل ہے، بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو اخیر رات میں تہجد کے لئے اٹھا کرتے ہیں، اور جو آپ ﷺ نے رات کے ابتدائی حصہ یا درمیانی حصہ میں پڑھا ہے تو اس سے جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس میں امت کے لئے

آسانی ہے۔

1186- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ لَذَّ أَوْ تَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ إِلَى السَّحَرِ

•• حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر ادا کیے ہیں اس کے ابتدائی حصے میں درمیانی حصے میں نبی کریم ﷺ کے وتر کا آخری وقت صبح صادق (سے کچھ پہلے) ہوتا تھا۔

1187- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَبِيَّةٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَافَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَسْتَقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُؤْتِرْ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ لِيَرْقُذْ وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُؤْتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَإِنَّ قِرَالََةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ

•• حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم میں سے جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار نہیں ہو سکے گا وہ رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لے پھر وہ سو جائے اور جس شخص کو یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جائے گا تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرے کیونکہ رات کے آخری حصے میں جو تلاوت کی جاتی ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں: اور وہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي مَنْ نَامَ عَنِ الْوُتْرِ أَوْ نَسِيَهُ

یہ باب ہے کہ جو شخص وتر ادا کیے بغیر سو جائے یا اسے بھول جائے

1188- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمَدِينِيُّ وَمُؤَيَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنِ الْوُتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهُ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص وتر ادا کیے بغیر سو جائے یا انہیں بھول جائے تو صبح کے وقت انہیں ادا کر لے یا جب اسے یاد آئیں اس وقت ادا کر لے۔“

1189- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَآخِمْدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ

1186: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفق ہیں۔

1187: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث 1763 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث 455

1188: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1431 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث 465 أخرجه في "المعجم" رقم الحديث 466

ابن کثیر عن ابی نضرة عن ابی سعید قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اوتروا قبل ان تضربوا قال محمد بن یحییٰ فی هذا الحديث دليل على ان حديث عبد الرحمن واو
 حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کر لو۔“

محمد بن یحییٰ نامی راوی کہتے ہیں: اس روایت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ عبدالرحمان نامی راوی سے منقول روایت میں غلطی پائی جاتی ہے۔

شرح

تو فجر کے بعد وتر نہیں ہے، عطاء اور احمد کا یہی قول ہے اور اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ صبح کے بعد بھی وتر کی قضا پڑھ لے، اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک وتر کی قضا پڑھنا ضروری ہے، اور اگر کسی کو یاد ہو کہ اس نے نماز وتر نہیں پڑھی، اور صاحب ترتیب ہو اور فجر پڑھ لے، تو وہ صبح نہ ہوگی۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ

یہ باب تین پانچ سات یا نو وتر کے بارے میں ہے

1190- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ابِرَاهِيمَ اللَّعَشَقِيُّ حَدَّثَنَا الْفَرِّبَاقِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوُتْرُ حَقٌّ لِمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ
 حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: وتر حق ہیں جو شخص چاہے وہ پانچ وتر ادا کرے جو چاہے وہ تین وتر ادا کرے جو چاہے وہ ایک وتر ادا کر لے۔

1191- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَقْبَلَنِي عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنَّا نَعْبُدُ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهْرَةَ فَيَعْبُدُهُ اللَّهُ فِيمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْرُكُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّيُ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ فَيَدْعُو رَبَّهُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ

1189: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1761، ودرم الحديث: 1762، أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث: 468، أخرجه النسائي في "السنن" رقم

الحديث: 1682، ودرم الحديث: 1683

1190: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1422، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 1709، ودرم الحديث: 1710، ودرم الحديث: 1711، ودرم

الحديث: 1712

1191: أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 1314، ودرم الحديث: 1719، ودرم الحديث: 1720

وَيَحْمَدُهُ وَيَذْكُرُهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ لِيُصَلِّيَ الْغَائِبَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ لِيَذْكُرَ اللَّهَ رَاحِلَةً
وَيَذْكُرُ رَبَّهُ وَيُصَلِّيُ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ كَايِدٌ
لِفَيْلِكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكَعَةً فَلَمَّا أَسَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَزْتَرِ بَسْبَعٍ
وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

• سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا میں نے عرض کی: اے اُمّ المؤمنین آپ نبی کریم ﷺ کی وتر کی نماز کے بارے میں بتائیے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نبی کریم ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا سامان تیار کر دیتے تھے پھر جس وقت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا اس وقت نبی کریم ﷺ بیدار ہوتے تھے آپ ﷺ مسواک کرتے تھے وضو کرتے تھے پھر نو رکعات ادا کرتے تھے آپ ﷺ ان میں اس وقت بیٹھتے تھے جب آپ ﷺ 8 رکعات ادا کر لیتے تھے پھر آپ ﷺ اپنے پروردگار سے دعا مانگتے تھے پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اس کی حمد بیان کرتے تھے اس سے دعا مانگتے تھے پھر آپ ﷺ اٹھ جاتے تھے آپ ﷺ سلام نہیں پھیرتے تھے پھر آپ ﷺ کھڑے ہو کر نویں رکعت ادا کرتے تھے پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے تھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اس کی حمد بیان کرتے تھے اپنے پروردگار سے دعا مانگتے تھے پھر اس کے نبی پر درود بھیجتے تھے پھر آپ ﷺ سلام پھیرتے تھے جو بلند آواز میں ہوتا تھا سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کیا کرتے تھے تو یہ گیارہ رکعات ہو جاتی ہیں نبی کریم ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور آپ ﷺ کا جسم وزنی ہو گیا تو آپ ﷺ سات رکعت وتر ادا کرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1192- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ وَلَا تَكْلَامٍ

• سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ سات یا پانچ وتر ادا کرتے تھے آپ ﷺ ان کے درمیان سلام کر کے یا بات کر کے فصل نہیں کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ فِي السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران وتر ادا کرنے کے بیان میں ہے

1193- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَنَانَ وَاسْمُحُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَابِرٍ

1192: أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث 1713

1193: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ لَا يَزِيدُ عَلَيْهِمَا وَكَانَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ قُلْتُ وَكَانَ يُؤْتِرُ قَالَ نَعَمْ

•• سالم اپنے والد حضرت (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سفر کے دوران دو رکعات ادا کرتے تھے آپ ﷺ مزید کوئی رکعت نہیں پڑھتے تھے رات کے وقت آپ ﷺ نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا: کیا نبی کریم ﷺ وتر ادا کیا کرتے تھے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

1194- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ غَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا تَعَامٌ غَيْرُ قَصْرِ وَالْوُتْرُ فِي السَّفَرِ نُسْئَةٌ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے: نبی کریم ﷺ نے سفر کے دوران دو رکعات مقرر کی ہیں اور یہ مکمل ہیں ان میں کوئی کمی نہیں ہے اور سفر کے دوران وتر پڑھنا سنت ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُتْرِ جَالِسًا

یہ باب وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعات ادا کرنے میں ہے

1195- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ مُوسَى الْمَرْزِيُّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوُتْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

•• سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ وتر کے بعد بیٹھ کر دو مختصر رکعات ادا کرتے تھے۔

1196- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَائِشَةُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعُ قَامَ فَرَكَعَ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے پھر آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات (نفل) ادا کرتے تھے جن میں آپ ﷺ قرأت بھی کرتے تھے۔

جب آپ ﷺ نے رکوع میں جانا ہوتا تو کھڑے ہو کر رکوع میں جاتے تھے۔

1194: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1195: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 470

1196: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

شرح

امام احمد کہتے ہیں کہ میں وتر کے بعد اس دور رکعت سے منع کرتا ہوں، نہ میں اس کو پڑھتا ہوں، اور امام مالک نے اس سے منع کیا ہے، نووی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں رکعتوں کو بیٹھ کر پڑھا، اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے کہ وتر کے بعد اس سے منع کیا ہے، آپ ﷺ نے ہمیشہ ان کو نہیں پڑھا، اور قاضی عیاض نے ان حدیثوں کو قبول نہیں کیا۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ شاید یہ مسافر کے لئے ہے کہ جب تہجد کے لئے جاگنے کی امید نہ ہو تو وتر کے بعد یہ دور رکعت پڑھ کر سوئے، جیسے ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: سفر ایک تکلیف ہے، پھر جب کوئی تم میں سے وتر پڑھے تو دو رکعت پڑھ لے، اگر جاگے تو خیر ورنہ یہ دور رکعت اس کے لئے تہجد کے قائم مقام ہو جائے گی۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الضُّجْعَةِ بَعْدَ الْوُتْرِ وَبَعْدَ رَكْعَتَي الْفَجْرِ

یہ باب ہے کہ وتر کے بعد یا فجر کی دو رکعات کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جانا

1197- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كُنْتُ أَلْفِي أَوْ أَلْقَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَّا وَهُوَ نَائِمٌ عِنْدِي قَالَ وَكِيعٌ تَعْنِي بَعْدَ الْوُتْرِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ جب بھی میرے ہاں ہوتے تو رات کے آخری حصے میں آپ ﷺ سوئے ہوتے تھے۔

وکیع کہتے ہیں: سیدہ عائشہ کی مراد یہ تھی: آپ وتر کے بعد سو جاتے تھے۔

1198- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عُلَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَي الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ جب فجر کی دو رکعات ادا کر لیتے تھے تو آپ ﷺ پہلو کے بل لیٹ جاتے تھے۔

1199- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ أَنبَأَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَي الْفَجْرِ اضْطَجَعَ

1197: أخرجه البخاري في "المصحح" رقم الحديث 1133، أخرجه مسلم في "المصحح" رقم الحديث 1728، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1318

1198: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1199: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب فجر کی دو رکعات ادا کر لیتے تھے تو لیٹ جاتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي لَوْتُرٍ عَلَى الرَّاحِلَةِ

یہ باب سواری پر وتر ادا کرنے کے بیان میں ہے

1200- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَسَّانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَلَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي عُمَرَ فَلَمَّا خَلَفْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ مَا خَلَفَكَ قُلْتُ أَوْتَرْتُ فَقَالَ أَمَا لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ حَسَنٌ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ عَلَى بَعِيرٍ

سعد بن یسار بیان کرتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں سفر کر رہا تھا۔ میں پیچھے رہ گیا اور میں نے وتر ادا کر لئے۔ (پھر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آکر ملا) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وتر ادا کرنا تھے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہارے لئے نبی کریم ﷺ کے طریقہ مبارک میں بہترین نمونہ نہیں ہے۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں تو انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ اونٹ پر وتر ادا کر لیتے تھے۔

1201- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَسْفَاطِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر ہی وتر ادا کر لیتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْوَتْرِ أَوَّلَ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کرنے کے بیان میں ہے

1202- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْتَمِدٍ عَنْ عَقِيلِ بْنِ جَاهِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيْ بَكْرٍ آتَى جِبْنَ ثَوْبٍ قَالَ أَوَّلَ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ قَالَ فَأَنْتَ يَا عُمَرُ فَقَالَ آخِرَ اللَّيْلِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَأَخَذْتُ بِالْوُثْقَى وَأَمَا أَنْتَ يَا عُمَرُ فَأَخَذْتُ بِالْقُوَّةِ

1201: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1200: آخر یہ بخاری میں "الصحيح" رقم الحديث: 999، أخرجه مسلم في "المصحيح" رقم الحديث: 1613، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 472، أخرجه التسانی فی "السنن" رقم الحديث: 1687

1202: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تم کس وقت وتر ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: رات کے ابتدائی حصے میں عشاء کی نماز کے بعد نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: اے عمر! تم کس وقت وتر ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: رات کے آخری حصے میں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! جہاں تک تمہارا معاملہ ہے تو تم نے مضبوط چیز کو تھاما ہے اور اے عمر! جہاں تک تمہارا معاملہ ہے تم نے قوی چیز کو حاصل کیا ہے۔

1202 م- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ أَنبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بِيْ بَكْرٍ فَلَا تَكْرَ نَحْوَهُ ﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

بَابُ: السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب نماز میں سہو ہو جانے کے بیان میں ہے

سجدہ سہو کرنے کا حکم کا بیان

نماز کے سنن و مستحبات اگر ترک ہو جائیں تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور نماز کے فرائض میں سے کوئی چیز اگر سہو یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جس کا کوئی تدارک نہیں جس کی وجہ سے نماز کا اعادہ ضروری ہوتا ہے۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی چیز عمداً چھوڑی جائے تو اس کا بھی تدارک نہیں ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز عمداً نہیں بلکہ سہواً چھوڑ دی جائے تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے اور وہ تدارک یہ ہے کہ قعدہ اخیر میں التحیات درود شریف اور دعا حسب معمول پڑھ کر سلام پھیرا جائے انہی سجدوں کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے۔

1203 م- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَالْوَهْمُ مِثْلُ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَزِيدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسِي كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ تَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کی آپ ﷺ نے اس میں کچھ اضافہ کر دیا یا اس میں کوئی کمی کی۔

1202 م: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1203: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحدیث 1285 "ورقم الحدیث 1286" أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحدیث 1021

ابراہیم نامی راوی کہتے ہیں: اس میں یہ وہم میری طرف سے ہے۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کوئی اضافہ ہو گیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بھی ایک انسان ہوں میں بھی اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح تم لوگ بھول جاتے ہو تو جب کوئی شخص (نماز کے دوران) بھول جائے تو وہ بیٹھ کر دو مرتبہ سجدہ سہو کر لے پھر نبی کریم ﷺ سیدھے ہوئے اور آپ ﷺ نے دو مرتبہ سجدہ کیا۔

1204- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ هِشَامِ حَدَّثَنِي بِعَيْنِي حَدَّثَنِي عِيَّاضُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ أَخَذَنَا يُصَلِّي فَلَا يَذِرُ كَمْ صَلَّى فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَذِرْ كَمْ صَلَّى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

• عیاض نامی راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور بولے: ہم میں سے کوئی ایک شخص نماز ادا کرتا ہے اسے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ اس نے کتنی نماز ادا کر لی ہے تو اسے بیٹھ کر دو مرتبہ سجدہ کر لینا چاہئے۔

شرح

زیادتی و نقصان کی صورت میں وہ سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرے پھر وہ تشہد پڑھے پھر وہ سلام پھیرے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک وہ سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے۔ اس کی روایت کی وجہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر سہو کے لئے سلام کے بعد دو سجدے ہیں۔ اور روایت بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سہو کے دو سجدے سلام کے بعد کیے۔ لہذا دونوں روایات کا فعل میں تعارض واقع ہوا۔ تو قولی حدیث کو تھام لینا باقی رہ گیا۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ سجدہ سہو ان امور میں سے ہے جن میں تکرار نہیں ہوتا لہذا اسے سلام سے مؤخر کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر اس سے سلام میں سہو ہو تو وہ بھی پورا ہو جائے۔ اور یہ اختلاف اولیت میں ہے اور وہ دو سلاموں کے ساتھ لائے یہی صحیح ہے۔ جبکہ احادیث میں ذکر کردہ سلام معود کی طرف لوٹنے والا ہے۔ (بدایہ الدین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

سجدہ سہو کی شرعی حیثیت کا بیان

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) لوگوں کو نماز پڑھائی (درمیان نماز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام پھیر کر) دو سجدے کئے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات

پڑھی اور سلام پھیرا۔ (سنن ابوداؤد)

امام شافعی کے نزدیک سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ ابن محسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتیں پڑھ کر (پہلے قعدے میں بیٹھے بغیر تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہو گئے، دوسرے لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے اور (آخری قعدے میں) لوگ سلام پھیرنے کے منتظر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے اور اس کے بعد سلام پھیرا۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک میں اس حدیث کے مطابق سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے ہی کیا جاتا ہے لیکن دوسری روایتوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد ہی سجدہ سہو کیا ہے نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ سلام پھیرنے کے بعد ہی سجدہ سہو کیا کرتے تھے لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک سجدہ سہو کے بعد تشہد، درود و دعا پڑھنے کا حکم

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) لوگوں کو نماز پڑھائی (درمیان نماز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام پھیر کر) دو سجدے کئے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات پڑھی اور سلام پھیرا۔ (سنن ابوداؤد) ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت عمران کا قول فَسَحَدَ سَحَدَتَيْنِ کا مطلب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر سہو کے دونوں سجدے کئے جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث سے (جو انہیں سے مروی ہے) بصراحت معلوم ہو جائے گی۔

اس حدیث میں نماز کا وہ رکن ذکر نہیں کیا گیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ادائیگی کو بھول گئے تھے نیز اس حدیث میں سجدے کے بعد تشہد پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایتوں میں تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عمران کی اس روایت کی روشنی میں جو تیسری فصل میں آ رہی ہے یہ حدیث حنفیہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ پہلے سلام پھیر کر پھر سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ اسی طرح امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے بلکہ شوافع و مالکیہ کے بعض حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس مسئلے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ درود و دعا جو التحیات میں پڑھی جاتی ہیں اسے تشہد میں پڑھنا چاہیے جو سجدہ سہو سے پہلے ہے یا سجدے کے بعد کے تشہد میں پڑھنا چاہیے؟ چنانچہ امام کرنی نے تو یہ اختیار کیا ہے کہ درود و دعا سجدہ سہو کے بعد کے تشہد میں پڑھے جائیں اور ہدایہ میں بھی اسی کو صحیح کہا گیا ہے۔ البتہ ہدایہ کی بعض شروح میں یہ کہا گیا ہے کہ سجدہ سہو سے پہلے تشہد میں پڑھنا بہتر

ہے۔ امام طحاوی کا قول یہ ہے کہ دونوں تشہد میں پڑھنا چاہیے۔ شیخ ابن ہمام نے بھی امام طحاوی کے قول کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ (فتح القدیر)

سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر موقع پر سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے۔ اس طرح وہ ان احادیث کو کہ جن سے سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ان احادیث پر کہ جن سے سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام سے پہلے ہی سجدہ کرنا چاہیے اور جس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام پھیر کر ہی سجدہ کیا جائے علماء لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول سب سے قوی اور بہتر ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تمام مواقع پر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا چاہیے کیونکہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ صحیح احادیث وارد ہیں۔ نیز کہ ابو داؤد، ابن ماجہ اور عبد الرزاق نے ثوبان کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سہو کے لیے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متضاد مروی ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا ہے اور کبھی سلام پھیرنے کے بعد تو ایسی صورت میں امام اعظم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو بطور دلیل اختیار کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک قول فعل سے قوی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔

بَابُ: مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَهُوَ سَاهٍ

یہ باب ہے کہ جو شخص ظہر کی نماز میں پانچ رکعات ادا کر لے اور وہ بھول کر ایسا کرے

1205- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِی الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَرَيْتَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ فَقِيلَ لَهُ فَتَنِي رَجُلًا فَسَجَدَ مَسْجِدَتَيْنِ

•• حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھا دیں۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کیوں کیا ہوا؟ عرض کی گئی: آپ نے پانچ رکعات ادا کی ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ٹانگ سیدھی کی اور دو سجدے کیے۔

شرح

اگر اس نے پانچویں رکعت کو سجدے کے ساتھ مقید کر دیا تو ہمارے نزدیک اس کا فرض باطل ہو جائے گا۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ان کے نزدیک اس نے فرض کے ارکان مکمل کرنے سے پہلے اس نے نفل کو مستحکم کر دیا ہے۔ حالانکہ فرض سے نکلنا اس کی ضرورت ہے۔ اور ایک سجدے کے ساتھ یہ اس کی حقیقی نماز ہے حتیٰ کہ وہ قسم "لَا یُصَلِّی" میں اس سے حائث ہو جائے گا۔

اور شیخین کے نزدیک اس کی نماز بدل کی نفل ہوگئی اور اس میں امام محمد علیہ الرحمہ کا اختلاف گزر چکا ہے۔ پس وہ چھٹی رکعت ملائے اور اگر اس نے نہ ملائی تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مظنون ہے۔ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کا فرض پیشانی زمین پر رکھنے کے ساتھ ہی باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ بھی سجدہ کامل ہے۔ جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک سر کو اٹھانے کے ساتھ کیونکہ شئی اپنے آخر سے مکمل ہوتی ہے۔ اور اٹھانا ہے۔ اور یہ سر اٹھانا حدث کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ اور اس اختلاف کا نتیجہ اس صورت میں ظاہر ہوگا جب اس کو سجدے میں حدث لاحق ہو۔ اس صورت میں وہ امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک بناء کرے جبکہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

چھٹی رکعت ملا کر دو نفل بنانے کا بیان

احناف کے ہاں پانچ رکعت ادا کر لینے کی صورت میں مسئلے کی کچھ تفصیل ہے۔ چنانچہ ان کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی قعدہ اخیرہ بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے اسے یاد آ جائے تو اسے چاہیے کہ فوراً بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا اور اس کی یہ نماز اگر فرض کی نیت سے پڑھا تھا تو فرض ادا نہیں ہوگا بلکہ نفل ہو جائے گی۔ اور اس کو اختیار ہوگا کہ ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعتیں یہ بھی نفل ہو جائیں۔ اگر عصر اور فجر میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے کہ عصر و فجر کے فرض کے بعد نفل مکروہ ہے اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہی بلکہ نفل ہوگئی ہیں پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی ہیں اور اس میں کچھ کراہت نہیں۔ مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائی جائے، ورنہ پانچ رکعتیں ہو جائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ شکل تو قعدہ اخیرہ میں بیٹھے بغیر رکعت کے لیے اٹھ جانے کی تھی۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ سَاهِيًا

یہ باب ہے کہ جو شخص دو رکعات ادا کرنے کے بعد بھول کر کھڑا ہو جائے

1206- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرِ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَوةً أَظُنُّ أَنَّهَا الظُّهْرُ

فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّانِيَةِ قَامَ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

•• حضرت ابن عسینہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز ادا کی (راوی کہتے ہیں:) میرا خیال ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت میں تھے تو بیٹھنے سے پہلے ہی کھڑے ہو گئے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے دو مرتبہ سجدہ سہو کر لیا۔

شرح

بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے یہ اس لئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس کا مسئلہ معلوم ہو، اور اللہ تعالیٰ نے سہو کے تدارک میں دو سجدے مقرر کئے، کیونکہ بھول چوک شیطان کے دوسرے ہوتی ہے، اور سجدہ کرنے سے شیطان بہت ناراض ہوتا ہے، تو اس میں یہ حکمت ہے کہ شیطان بھلانے سے باز آ جائے گا، جب دیکھے گا کہ میرے بھلانے کی وجہ سے بندے کو زیادہ ثواب ملا۔

1207- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَابْنُ فَضِيلٍ وَيزيدُ بْنُ هَارُونَ ح وَ حَدَّثَنَا

عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ وَيزيدُ بْنُ هَارُونَ وَابْنُ مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ لَهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ ابْنَ بُحَيْنَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي يَتْنَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ نَسِيَ الْجُلُوسَ حَتَّى إِذَا قَرَعَ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ

•• حضرت ابن عسینہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں دو رکعات پڑھنے کے بعد کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنا بھول گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور صرف سلام پھیرنا باقی رہ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ سجدہ سہو کیا پھر سلام پھیرا۔

1208- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ

شُبَيْلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ فَلَمْ يَسْتَسِمْ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ فَإِذَا اسْتَسَمَ قَائِمًا فَلَا يَجْلِسُ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

•• حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی شخص دو رکعات ادا کرنے کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) کھڑا ہو جائے تو اگر وہ مکمل کھڑا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اگر وہ مکمل کھڑا ہو گیا ہو تو نہ بیٹھے اور (نماز کے آخر میں) سجدہ سہو کر لے۔“

1206: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 829، رقم الحديث: 830، رقم الحديث: 1224، رقم الحديث: 1225، رقم الحديث: 1230، رقم

الحديث: 6670، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1269، رقم الحديث: 1270، رقم الحديث: 1271، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1034، رقم

الحديث: 1035، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 391، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1176، رقم الحديث: 1177، رقم الحديث:

1221، رقم الحديث: 1222، رقم الحديث: 1260

1208: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1036، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 364

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِيْنِ

یہ باب ہے کہ جس شخص کو نماز کے دوران شک ہو وہ یقین کی طرف رجوع کرے

1209- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ الرَّقِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ

بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الْيَقِيْنِ وَالْوَاحِدَةِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً وَإِذَا شَكَّ فِي الْيَقِيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثِينَ وَإِذَا شَكَّ فِي الْثَلَاثِ وَالْأَرْبَعِ فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ لِيُتِمَّ مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهِ حَتَّى يَكُونَ الْوُجُوهُ فِي الزِّيَادَةِ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب کسی شخص کو دو یا ایک رکعت کے بارے میں شک ہو تو وہ اسے ایک شمار کرے اور جب اسے دو یا تین کے بارے میں شک ہو تو انہیں دو شمار کرے اور جب اسے تین یا چار کے بارے میں شک ہو تو انہیں تین شمار کرے پھر باقی رہ جانے والی نماز کو مکمل کرے تاکہ اس کا وہم نماز میں اضافہ ہی کرے پھر وہ جب بیٹھا ہو تو اس وقت دو مرتبہ سلام کرنے سے پہلے سجدہ سہو کر لے۔

شرح

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب اس کی رائے کسی طرف قرار نہ پکڑے، اور دونوں جانب برابر ہوں یعنی غلبہ ظن کسی طرف نہ ہو تو کم عدد اختیار کرے کیونکہ اس میں احتیاط ہے، اگر غلطی ہوگی تو یہی ہوگی کہ نماز زیادہ ہو جائے گی، اور وہ بہتر ہے کم ہو جانے سے، اور اس حالت میں یہ حدیث اگلی حدیثوں کے خلاف نہ ہوگی، جن میں سوچنے کا ذکر ہے، اور بعضوں نے کہا سوچنا چاہئے، بلکہ ہر حال میں یقین کی طرف رجوع کرنا چاہئے، اور کم عدد اختیار کرنا چاہئے، اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر پہلی مرتبہ ایسا اتفاق ہو تو نماز سرے سے دوبارہ پڑھے، اگر دوسری یا تیسری بار ہو تو سوچے اور جس رائے پر اطمینان ہو اس پر عمل کرے، اگر کسی پر رائے اطمینان نہ ہو تو کم کو اختیار کرے۔

1210- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ

يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيُتِمَّ عَلَى الْيَقِيْنِ فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ لِتَمَامِ صَلَاتِهِ وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ رَغْمَ أَنْفٍ

1209: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 398

1210: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحدیث: 1272، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1026، ورم الحدیث: 1027، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم

الحدیث: 1237، ورم الحدیث: 1238

الشَّيْطَانِ

• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو وہ شک کو ایک طرف کرے اور یقین پر بنیاد قائم کرے اگر اسے نماز پوری ہونے کا یقین ہو تو دوسرے سجدہ کرے اگر اس کی نماز مکمل ہوگی تو ایک رکعت نفل ہو جائے گی اور اگر اس کی نماز پہلے ناقص تھی تو یہ رکعت اس کی نماز کو مکمل کر دے گی اور دو سجدے شیطان کو ذلیل اور رسوا کر دیں گے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ

یہ باب ہے کہ جس شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے

وہ صحیح صورت کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کرے

1211- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ كَتَبَ إِلَيَّ وَلَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِ قَالَ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً لَا تَذِيرُنِي إِذَا دَاؤُ نَقَصَ فَسَأَلَ فَحَدَّثَنَا فَشَرِّ رَجُلَةٍ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ لَوْ حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَأَنبَأْتُكُمْ بِهِ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنَسَى كَمَا تَنَسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَلَذِكْرُونِي وَأَيْبُكُمْ مَا شَكَّ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذَلِكَ مِنَ الصَّوَابِ لَوْ تَمَّ عَلَيْهِ وَيُسَلِّمَ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ

• حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔ (ابراہیم نامی راوی بیان کرتے ہیں) مجھے یہ یاد نہیں ہے کہ اس میں نماز میں اضافہ ہونے کا تذکرہ ہے یا کم ہونے کا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: (کیوں کیا ہوا؟) ہم نے آپ کو بتایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں موڑ کر قبلہ کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کرنے کے بعد سلام پھیر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر نماز کے درمیان کوئی نیا حکم آتا تو میں ضرور اس کے بارے میں بتا دیتا لیکن میں ایک انسان ہوں میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو جب میں کوئی چیز بھول جاؤں تو تم مجھے یاد کرا دیا کرو اور جب کسی شخص کو اپنی نماز کے دوران کسی چیز پر شک ہو تو وہ درست نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کرے اور اسی پر نماز مکمل کر لے پھر اسے چاہیے کہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کر لے۔

1211: أخرجه البخاری فی "المصحح" رقم الحدیث: 401، رقم الحدیث: 6671، أخرجه مسلم فی "المصحح" رقم الحدیث: 1274، رقم الحدیث: 1275، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحدیث: 1020، أخرجه النسائی فی "المسنن" رقم الحدیث: 1239، رقم الحدیث: 1240، رقم الحدیث: 1241، رقم الحدیث: 1242، رقم الحدیث: 1243

شرح

یعنی جب اس کو شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو سوچ کر جس عدد پر رائے ٹھہرے اس پر عمل کرے، اگر کسی طرف غلبہ ظن نہ ہو تو احتیاطاً کم عدد اختیار کرے، اور ہر حال میں سجدہ سہو کرے، نیز اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ نماز کے اندر بھولے سے بات کرے تو نماز نہیں جاتی، دوسرے یہ کہ ایک شخص کی گواہی میں شبہ رہتا ہے تو اس خبر کی تحقیق کرنی چاہئے۔

شک کی صورت میں کم پر بناء کرنے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نماز میں ہوا اور تجھے اس بارے میں شک ہو جائے کہ رکعتیں تین ہوئیں یا چار مگر ظن غالب یہ ہو کہ چار ہوئیں تو تشہد پڑھ اور دو سجدے کر بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے اور (سلام کے بعد) پھر تشہد پڑھ اور سلام پھیر۔ ابوداؤد نے کہا عبدالواحد نے یہ حدیث بواسطہ خسیف موقوفہ روایت کی ہے اور سفیان، شریک اور اسرا ئیل نے عبدالواحد کی موافقت کی ہے اور متن حدیث میں اختلاف کیا ہے اور اس کو مسند نہیں کیا۔

(سنن ابوداؤد)

حضرت عطاء ابن یسار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی درمیان نماز شک میں مبتلا ہو جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا شک دور کرے اور جس عدد پر اسے یقین ہو اس پر بناء کرے (یعنی کسی ایک عدد کا تعین کر کے نماز پوری کر لے) اور پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔ اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ پانچ رکعتیں ان دو سجدوں کے ذریعے اس کی نماز کو جفت کر دیں گی اور اگر اس نے پوری چار رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت کا سبب بنیں گے مسلم اور مالک نے اس روایت کو عطاء سے بطریق ارسال نقل کیا ہے نیز امام مالک کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نمازی ان دونوں سجدوں کے ذریعے پانچ رکعتوں کو جفت کر دے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے درمیان نماز وہ شک و شبہ میں مبتلا ہو گیا یعنی اسے یاد نہیں رہا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے چاہئے کہ وہ کتر عدد کا تعین کرے اور اسی کا گمان غالب کر کے نماز پڑھ لے مثلاً اسے یہ شبہ ہو کہ نہ معلوم میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اس صورت میں اس تین رکعتوں کا تعین کر کے نماز پوری کرنی چاہیے اور پھر آخری قعدے میں التحیات پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے دائیں طرف سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کرنا چاہئے۔ صحیح البخاری کی روایت میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کرنے کی قید نہیں ہے چنانچہ اسی وجہ سے ائمہ کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ سجدے سلام پھیرنے سے پہلے کرنے چاہئے یا سلام پھیرنے کے بعد۔ اس مسئلے کی تفصیل ہم آئندہ کسی حدیث کے فائدہ کے ضمن میں بیان کریں گے۔

حدیث میں سہو کے دونوں سجدوں کا فائدہ بھی بتایا گیا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی آدمی نے مذکورہ صورت میں تین رکعت کا

تین کر کے ایک رکعت اور پڑھ لی حالانکہ حقیقت میں وہ چار رکعتیں پہلے پڑھ چکا تھا اس طرح اس کی پانچ رکعتیں ہو گئی تو پانچ رکعتیں ان دونوں سجدوں کی وجہ سے اس کی نماز کو شفع (جفت کر دیں گی کیونکہ وہ دونوں سجدے ایک رکعت کے حکم میں ہیں یعنی یہ پانچ رکعتیں ان دونوں سجدوں سے مل کر چھ رکعت کے حکم میں ہو جائیں گی اور اگر اس نے حقیقت میں تین ہی رکعتیں پڑھی ہیں اور سہو کی صورت میں اس نے تین ہی کا تعین کر کے ایک رکعت اور پڑھی اور اس کی چار رکعتیں پوری ہو گئیں تو اس کے وہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت کا سبب بن جائیں گے۔ یعنی اس صورت میں جب کہ اس آدمی نے چار ہی رکعتیں پڑھی ہیں تو دونوں سجدوں کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ نماز کو جفت کر دیں جیسا کہ پہلی صورت (پانچ رکعتیں پڑھنے کی صورت) میں ان دونوں سجدوں کی ضرورت تھی لیکن ان دونوں سجدوں کو جو بظاہر زائد معلوم ہوتے ہیں یہ فائدہ ہوا کہ ان سے شیطان کی ذلت و ناکامی ہوئی۔ کیونکہ شیطان کا مقصد تو یہ تھا کہ وہ نماز کو شک و شبہ میں مبتلا کر کے اسے عبادت سے باز رکھے حالانکہ نمازی نے اس کے برعکس دو سجدے اور کر کے عبادت چھوڑنے کی بجائے اس میں زیادتی کی جو یقینی بات ہے کہ شیطان کی ناکامی و ناکامی کا باعث ہے۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شک کی صورت میں اقل (کتر) کو اختیار کرنا چاہیے تحری (غالب گمان) پر عمل نہ کیا جائے چنانچہ جمہور ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام ترمذی کا قول یہ ہے کہ اہل علم میں سے بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ شک کی صورت میں نماز کا اعادہ کرنا چاہیے یعنی اگر کسی کو درمیان نماز میں رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ نماز کو از سر نو پڑھے۔

اس مسئلے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو نماز میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اگر اس آدمی کی عادت شک کرنے کی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اس کو شک ہونے کی عادت ہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جتنی رکعتیں اس کو غالب گمان سے یاد پڑیں تو اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمتر عدد کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اسے چاہیے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کر لے پھر سجدہ سہو کر لے۔

اتنی بات سمجھ لینی چاہیے کہ غالب گمان پر عمل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں غالب گمان کو اختیار کرنے کی اصل موجود ہے جیسا کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہے جہاں سے قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکے تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ جس سمت کے بارے میں غالب گمان رکھے کہ ادھر قبلہ ہے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے اس کی نماز ہو جائے گی۔ غالب گمان کو اختیار کرنے کے سلسلے میں احادیث بھی مروی ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک واقع ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صحیح رائے قائم کر کے (یعنی کسی ایک پہلو پر غالب گمان کر کے) نماز پوری کر لے اس حدیث کو ثمنی نے بھی شرح فقہیہ میں نقل کیا ہے نیز جامع الاصول میں بھی نسائی سے ایک حدیث تحری (غالب گمان) پر عمل کرنے کے صحیح ہونے کے بارے میں منقول ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب موطا میں تحری کی افادیت کے سلسلے میں یہ کہتے ہوئے کہ تحری کے سلسلے میں بہت آثار وارد ہیں بڑی اچھی بات یہ کہی ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے یعنی تحری کو قابل قبول نہ قرار دیا جائے تو شک اور سہو سے نجات ملنی بڑے مشکل ہوگی اور پھر شک و شبہ کی صورت میں اعادہ بڑی پریشانی کا باعث بن جائے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موقع پر مسئلہ مذکورہ کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس موقع پر حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ کے سلسلہ میں تین احادیث منقول ہیں۔ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں جب بھی کسی کو شک واقع ہو جائے تو وہ نماز کو از سر نو پڑھے دوسری حدیث کا ماحصل یہ ہے کہ جب کسی کو نماز میں شک واقع ہو جائے تو اسے چاہئے کہ صحیح بات کو حاصل کرنے کے لئے تحری کرے۔ یعنی غالب گمان پر عمل کرے۔ تیسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب نماز میں شک واقع ہو تو یقین پر عمل کرنا چاہیے یعنی جس پہلو پر یقین ہو اسی پر عمل کیا جائے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تینوں حدیثوں کو اپنے مسلک میں جمع کر دیا ہے اس طرح کہ انہوں نے پہلی حدیث کو تو مرتبہ شک واقع ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے، دوسری حدیث کو کسی ایک پہلو پر غالب گمان ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے اور تیسری حدیث کو کسی بھی پہلو پر غالب گمان نہ ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے۔

1212- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَالَ الطَّنَافِيسِيُّ هَذَا الْأَصْلُ وَلَا يَقْدِرُ أَحَدٌ بِرُؤْدَةِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے تو وہ درست اندازہ لگانے کی کوشش کرے پھر دو مرتبہ سجدہ کرے۔“

طنافسی نامی راوی کہتے ہیں: یہ بنیادی اصول ہے جسے کوئی شخص مسترد نہیں کر سکتا۔

بَابُ: فِيمَنْ سَلَّمَ مِنْ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثِ سَاهِيًا

یہ باب ہے کہ جو شخص دو یا تین رکعات کے بعد بھول کر سلام پھیر دے

1213- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهَا فَسَلَّمَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْصَرْتَ أَمْ نَسِيتَ قَالَ مَا قَصُرْتُ وَمَا نَسِيتُ قَالَ إِذَا فَصَلَّيْتَ رُكْعَتَيْنِ قَالَ أَكْمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالُوا نَعَمْ فَقَالَ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ

سَجَدَتِي السُّهُو

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے دو رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا۔ ایک صاحب جن کا نام ذوالیدین تھا انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا نماز مختصر ہوگئی یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ یہ مختصر ہوئی ہے نہ میں بھولا ہوں! حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کی ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین بیان کر رہا ہے؟

لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی کریم ﷺ آگے بڑھے آپ نے دو رکعات ادا کیں پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا پھر دوسرے سجدہ ہو گیا۔

1214- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَوَتِي الْعِشِيِّ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشْبَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ يَسْتَيْدُ إِلَيْهَا فَخَرَجَ سَرْعَانَ النَّاسِ يَقُولُونَ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يَقُولَا لَهُ شَيْئًا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ طَوِيلُ الْيَدَيْنِ يُسَمَّى ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ لَمْ تَقْصُرْ وَلَمْ أَنْسَ قَالَ فَإِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجَدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے شام کی کسی ایک نماز میں ہمیں دو رکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر آپ ﷺ اس لکڑی کے پاس کھڑے ہوئے جو مسجد میں موجود تھی جس کے ساتھ آپ ﷺ ٹیک لگایا کرتے تھے۔ جلد باز لوگ مسجد سے نکل گئے اور وہ کہنے لگے نماز مختصر ہوگئی ہے حاضرین میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے لیکن انہوں نے ہیبت کی وجہ سے نبی کریم ﷺ سے کوئی بات نہیں کی حاضرین میں ایک صاحب بھی موجود تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے جن کی وجہ سے انہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مختصر نہیں ہوئی اور میں بھولا بھی نہیں ہوں! انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کی ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ویسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کیں پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا پھر آپ ﷺ نے دوسرے سجدہ ہو گیا پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔

1215- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاحْمَدُ بْنُ قَابِطٍ الْجَعْفَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

1214: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 482 أخرجه ابوداؤد فی "المسنن" رقم الحديث: 1011 أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 1223 ورم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ فَقَامَ الْخِرْبَاقُ رَجُلٌ بَسِيطُ الْيَدَيْنِ
فَسَادَى بِأَمْرٍ مِنَ اللَّهِ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ إِزَارَهُ فَسَالَ فَأَخْبَرَ لَصَلَّى تِلْكَ الرُّكْعَةَ
الَّتِي كَانَ تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ

• • • حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا پھر آپ ﷺ اٹھے اور اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے تو حضرت خرباق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یہ ایک ایسے صاحب تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے۔ انہوں نے بلند آواز میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا نماز مختصر ہو گئی ہے تو نبی کریم ﷺ غصے کے عالم میں اپنے تہبند کو تھپتھپاتے ہوئے باہر تشریف لائے آپ ﷺ نے دریافت کیا تو آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا نبی کریم ﷺ نے وہ ایک رکعت ادا کی جو آپ ﷺ نے چھوڑ دی تھی پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا پھر دوسرے مرتبہ سجدہ سہو کیا پھر سلام پھیرا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي سَجْدَتِي السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ

یہ باب ہے کہ سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جائے گا

1216- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بَكِيرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَيَدْخُلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ حَتَّى لَا يَذَرِي زَادًا أَوْ نَقْصًا فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ يُسَلِّمَ

• • • حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے شیطان آدمی کی نماز کے دوران اس کے اور اس کے ذہن کے درمیان میں آ جاتا ہے (یعنی اس کے ذہن کو مشغول کر دیتا ہے) یہاں تک کہ آدمی کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس نے اضافہ کیا ہے یا کمی کی ہے۔ جب ایسی صورت حال ہو تو آدمی سلام پھیرنے سے پہلے دو مرتبہ سجدہ سہو کرے اور پھر سلام پھیرے۔

شرح

سجدہ سہو کے بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے کہ آدمی اسے سلام سے پہلے کرے، یا سلام کے بعد، بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اسے سلام کے بعد کرے، یہ قول سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا ہے، اور بعض لوگوں نے کہا کہ اسے سلام سے پہلے کرے، یہی قول اکثر فقہائے مدینہ مثلاً یحییٰ بن سعید، ربیعہ اور امام شافعی وغیرہ کا ہے، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب نماز میں زیادتی ہوئی ہو تو سجدہ

1215. أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحدیث: 1293، رقم الحدیث: 1294، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحدیث: 1018، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحدیث: 1236، رقم الحدیث: 1330

1216. أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحدیث: 1032، 1217، اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سہو سلام کے بعد کرے، اور جب کی رہ گئی ہو تو سلام سے پہلے کرے، یہ قول مالک بن انس کا ہے۔

امام احمد کہتے ہیں کہ جس صورت میں جس طرح پر سجدہ سہو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے اس صورت میں اسی طرح سجدہ سہو کرے، وہ کہتے ہیں کہ جب دو رکعت کے بعد کھڑا ہو جائے تو ابن عسینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق سلام سے پہلے سجدہ کرے اور جب ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھ لے تو وہ سجدہ سلام کے بعد کرے، اور اگر ظہر و عصر کی نماز میں دو ہی رکعت میں سلام پھیر دے تو ایسی صورت میں سلام کے بعد سجدہ سہو کرے، اسی طرح جس صورت میں جیسے اللہ کے رسول ﷺ کا فعل موجود ہے، اس پر اسی طرح عمل کرے، اور جس صورت میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی فعل مروی نہ ہو تو اس میں سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے۔

1217- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بَكِيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ بَيْنَ ابْنِ آدَمَ وَبَيْنَ نَفْسِهِ فَلَا يَذَرِيكُمْ صَلَاتِي لَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ

●● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے شیطان آدمی کے اور اس کے ذہن کے درمیان میں آ جاتا ہے (یعنی اس کے ذہن کو مشغول کر دیتا ہے) پھر آدمی کو یہ یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات ادا کی تھیں جب کسی آدمی کو ایسی صورتحال کا سامنا ہو تو وہ سلام پھیرنے سے پہلے دو مرتبہ سجدہ سہو کر لے۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد و درود شریف پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) لوگوں کو نماز پڑھائی (درمیان نماز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام پھیر کر) دو سجدے کئے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات پڑھی اور سلام پھیرا۔ (سنن ابوداؤد) ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت عمران کا قول فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ کا مطلب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر سہو کے دونوں سجدے کئے جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث سے (جو انہیں سے مروی ہے) بصراحت معلوم ہو جائے گی۔

اس حدیث میں نماز کا وہ رکن ذکر نہیں کیا گیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ادائیگی کو بھول گئے تھے نیز اس حدیث میں سجدے کے بعد تشہد پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایتوں میں تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عمران کی اس روایت کی روشنی میں حنفیہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ پہلے سلام پھیر کر پھر سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ اسی طرح امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے بلکہ شوافع و مالکیہ کے بعض حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس مسئلے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ درود و دعا جو التحیات میں پڑھی جاتی ہیں اسے تشہد میں پڑھنا چاہیے جو سجدہ سہو سے پہلے ہے یا سجدے کے بعد کے تشہد میں پڑھنا چاہیے؟

چنانچہ امام کرنی نے تو یہ اختیار کیا ہے کہ درود و عا سجدہ سہو کے بعد کے تشہد میں پڑھے جائیں اور ہدایہ میں بھی اسی کو ترجیح کہا گیا ہے۔ البتہ ہدایہ کی بعض شروح میں یہ کہا گیا ہے کہ سجدہ سہو سے پہلے تشہد میں پڑھنا بہتر ہے۔ امام طحاوی کا قول یہ ہے کہ دونوں تشہد میں پڑھنا چاہیے۔ شیخ ابن ہمام نے بھی امام طحاوی کے قول کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ (فتح القدیر)

سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر موقع پر سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے۔ اس طرح وہ ان احادیث کو کہ جن سے سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ان احادیث پر کہ جن سے سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام سے پہلے ہی سجدہ کرنا چاہیے اور جس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام پھیر کر ہی سجدہ کیا جائے علماء لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول سب سے قوی اور بہتر ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تمام مواقع پر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا چاہیے کیونکہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ صحیح احادیث وارد ہیں۔ نیز کہ ابوداؤد، ابن ماجہ اور عبدالرزاق نے ثوبان کی یہ روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سہو کے لیے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متضاد مروی ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا ہے اور کبھی سلام پھیرنے کے بعد۔ تو ایسی صورت میں امام اعظم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو بطور دلیل اختیار کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک قول فعل سے قوی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ

یہ باب سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرنے کے بیان میں ہے

1218- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ

مَنْصُورٍ سَجَدَ مَسْجِدَتِي السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذَلِكَ

○ ○ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا کرتے تھے اور انہوں نے یہ بات ذکر کی ہے

نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

1219- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ

عُبَيْدٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ سَالِمٍ الْعَنْسِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ نَفِيرٍ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي كُلِّ سَهْوٍ مَسْجِدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ

•• حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر سو پر دو سجے کیے جائیں گے جو سلام پھیرنے کے بعد ہوں گے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ

یہ باب نماز پر بناء قائم کرنے کے بیان میں ہے

1220- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ وَكَبَّرَ ثُمَّ أَمَرَ إِلَيْهِمْ فَمَكَّنُوا ثُمَّ انْطَلَقَ فَأَغْتَسَلَ وَكَانَ رَأْسُهُ بِفَطْرٍ مَاءٍ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّي خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ جُنُبًا وَإِنِّي نَيْسَبُ حَتَّى قُمْتُ فِي الصَّلَاةِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لائے آپ ﷺ نے تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے آپ ﷺ نے غسل کیا (جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے) تو آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں جنابت کی حالت میں تمہاری طرف آ گیا تھا میں یہ بھول گیا تھا یہاں تک کہ میں نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔"

1221- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنِ ابْنِ جُوَيْنَجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ غَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَاتٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيْسْ عَلَى صَلَاتِهِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو نماز کے دوران قے آ جائے یا اس کی تکبیر پھوٹ پڑے یا معمولی سی قے آ جائے یا اس کی مذی خارج ہو تو وہ واپس جائے اور از سر نو وضو کرے اور وہیں سے نماز قائم کرے جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا اسے اس دوران کوئی کلام نہیں کرنا چاہئے۔

سواری پر نفل اور بناء کرنے کا بیان

اگر اس نے نفل نماز سواری پر شروع کی پھر وہ اتر آیا تو اسی پر بناء کرے گا۔ اور اگر اس نے زمین پر ایک رکعت پڑھی اور پھر سوار ہو

1220: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1221: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

گیا تو نئے سرے سے پڑھے۔ کیونکہ سوار کی تحریر رکوع و سجود کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ اس لئے کہ وہ اترنے پر قادر ہے۔ لہذا اگر وہ دونوں (رکوع و سجود) کرے گا تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔ اور زمین پر اترنا رکوع و سجود کے وجوب کو منعقد کرنے والا ہے کیونکہ وہ اس کے لزوم کے پیش نظر اس کو بغیر عذر کے ترک نہیں کر سکتا۔

اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک جب وہ اترے تو نئے سرے سے پڑھے۔ اور اسی طرح امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جب وہ ایک رکعت پڑھ کر اترے۔ اور زیادہ صحیح پہلا قول ہے اور وہی ظاہر ہے۔

شرح:

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ظاہر الروایت سے لیا گیا ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص ساری سے اترے گا اور بناء کرتے ہوئے رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے گا تو اس صورت میں اس نماز کے بعض ارکان رکوع و سجود کے ساتھ ادا ہوئے اور بعض اشارے کے ساتھ ادا ہوئے۔ لہذا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ اور اسی طرح اگر نازل سوار ہوا تو وہ نئے سے نماز پڑھے اور اگر اس نے بناء کی تو اس نے بعض نماز کو رکوع و سجود کے ساتھ پڑھا اور بعض کو اشارے سے پڑھا جبکہ وہی اولیٰ ہے۔

جبکہ امام زفر علیہ الرحمہ اس مسئلہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں اس شخص کا بناء کرنا صحیح ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ رکوع و سجود کرنے والے کا اشارے سے پڑھی ہوئی نماز پر بناء کرنا جائز ہے۔

اسی مسئلہ کے بارے میں امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں نئے سرے سے نماز پڑھے گا اور اس کی دلیل میں وہ ظاہر الروایت والا اسلوب اپناتے ہیں۔ (فتح القدیر، ج ۲، ص ۲۲۳، بیروت)

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ أَحْدَثَ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ يَتَصَرَّفُ

یہ باب ہے کہ جس شخص کو نماز کے دوران حدث لاحق ہو جائے وہ واپس کیسے جائے؟

1222 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شُبَّةَ بْنِ عَيْدَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَلَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا خَدَثَ فَلْيُمْسِكْ عَلَى آثِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اسے حدث لاحق ہو جائے تو اسے اپنی ناک پکڑ کر واپس جانا چاہئے۔

1222 م - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ

یہ باب بیمار شخص کی نماز کے بیان میں ہے

1223- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنِ ابْنِ بُرَيْكَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ بِي النَّاصُورُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ

حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں: مجھے ناصور کی شکایت ہوئی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم کھڑے ہو کر نماز ادا کرو۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر ادا کرو۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل ادا کرو۔

1224- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَّانٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي خَرِيزَةَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى جَالِسًا عَلَى يَمِينِهِ وَهُوَ وَجَعَ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا (آپ ﷺ اپنے دائیں حصے پر وزن ڈال کر بیٹھے ہوئے تھے) آپ ﷺ کو اس وقت تکلیف تھی۔

شرح

جب کسی مریض پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مشکل ہو تو بیٹھ کر رکوع و سجود کرتے ہوئے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اب اگر وہ بیٹھ کر بھی رکوع و سجود کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ رکوع و سجود اشارے کے ساتھ ادا کر سکتا ہے اور سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے زیادہ نیچے کرے گا اور کسی چیز کو اپنے چہرے کی طرف اس لئے بلند نہیں کر سکتا تا کہ وہ اس پر سجدہ کرے۔ اب اگر وہ بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں پاتا تو سیدھا لیٹ جائے اور اپنے پاؤں قبلہ کی جانب کرتے ہوئے رکوع و سجود اشارے کے ساتھ بجالائے اور اگر وہ پہلو کے بل لیٹ گیا اور اپنا چہرہ قبلہ کی جانب کر لیا اور اشارے کے ساتھ نماز پڑھی تو تب بھی جائز ہے اب اگر وہ اپنے سر کے ساتھ بھی اشارہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی وہ اپنی آنکھ اپنے ابروؤں بھوؤں اور اپنے دل کے ساتھ بھی اشارہ نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں وہ نماز کو مؤخر کر سکتا ہے۔ (قدوری، کتاب الصلوة، لاہور)

مرض کے سبب عذر اباحت کا بیان

حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز کھڑے ہو کر پڑھو، اور اگر (کسی

1223: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 952 أخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث: 372

1224: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر (قادر نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے پر بھی) قادر نہ ہو سکو تو (بہر) کروٹ پر پڑھو۔ (صحیح بخاری، مکتوٰۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث: 1223)

اگر کوئی آدمی کسی عذر شدید مثلاً سخت بیماری وغیرہ کا وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر اپنی نماز ادا کرے اور اگر عذر اتنا شدید ہو کہ بیٹھ کر بھی قدرت سے باہر ہو تو پھر آخری مرحلہ یہ ہے کہ (لیٹے لیٹے) کروٹ سے بقیہ ہو کر پڑھ لے پھر اس میں بھی اتنی آسانی کہ اگر کوئی آدمی قبلے کی طرف منہ نہ کر سکے یا یہ کہ کوئی آدمی ایسا پاس موجود نہ ہو جو معذور کا منہ قبلے کی طرف کر سکے تو جس طرف بھی منہ ہو ادھر ہی کی طرف پڑھ لے، ایسے موقع پر کسی بھی سمت منہ کر کے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔

حنفیہ فرماتے ہیں کہ لیٹ کر نماز پڑھنے کے سلسلے میں افضل یہ ہے کہ رو بقیہ ہو کر چت لیٹے کندھے کے نیچے تکیہ رکھ کر سر کو اونچا کرے اور اشاروں سے نماز پڑھے۔ چنانچہ دارقطنی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ اس سے چت لیٹ کر ہی نماز پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے یہاں جو حدیث ذکر کی گئی ہے اس کے بارہ میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بطور خاص حضرت عمران کے لیے فرمایا تھا کیونکہ وہ بواسیر کے مرض میں مبتلا تھے اور چت نہیں لیٹ سکتے تھے لہذا یہ حدیث دوسروں کے لیے حجت نہیں ہو سکتی۔

آخر میں اتنی بات اور جان لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرض نماز کے لیے ارشاد فرمایا ہے اس لیے نفل نمازوں میں یہ بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

بَابُ: فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ قَاعِدًا

یہ باب بیٹھ کر نفل نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1225- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ وَالَّذِي ذَهَبَ بِنَفْسِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَاتَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَواتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ وَكَانَ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَيْهِ الْعَمَلُ الصَّالِحَ الَّذِي يَلْذُمُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس ذات کی قسم! جس نے نبی کریم ﷺ کی روح مبارکہ کو قبض کیا، نبی کریم ﷺ کے انتقال سے پہلے آپ ﷺ اکثر نمازیں بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل وہ نیک عمل تھا جسے آدمی باقاعدگی سے سرانجام دے اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

شرح

عمل اگرچہ تھوڑا ہو جب وہ ہمیشہ کیا جائے تو اس کی برکت اور ہی ہوتی ہے، اور بیٹھنے کی وجہ سے وہ اس کثیر عمل سے بڑھ جاتا ہے جو چند روز کے لئے کیا جائے، ہر کام کا یہی حال ہے مواعیت اور دوام عجب برکت کی چیز ہے، اگر کوئی شخص ایک سطر قرآن

شریف کی ہر روز حفظ کیا کرے تو سال میں دو پارے ہو جائیں گے، اور پندرہ سال میں سارا قرآن حفظ ہو جائے گا، اس حدیث پر ساری حکمتیں قربان ہیں، دین و دنیا کے فائدے اس میں بھرے ہوئے ہیں، نفس پر زور ڈالو اور ہمیشہ کام کرنا سیکھو، اور ہر کام کے لئے وقت مقرر کرو اور کسی کام کا تاغ نہ کرو، اور تھوڑا کام ہر روز اختیار کرو کہ دل پر بار نہ ہو، پھر دیکھو کیا برکت ہوتی ہے کہ تم خود تعجب کرو گے۔

1228- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ
بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا أَرَادَ
أَنْ يَرْتَكِعَ قَامَ فَلَمْ يَقْرَأْ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ بیٹھ کر تلاوت کرتے رہتے تھے جب آپ ﷺ نے رکوع میں جانا ہوتا تو آپ ﷺ اتنی دیر تک کے لیے قیام کرتے تھے جتنی دیر میں کوئی انسان چالیس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

1227- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُشْمَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ إِلَّا قَائِمًا
حَتَّى دَخَلَ فِي السَّجْدِ فَجَعَلَ يُصَلِّيُ جَالِسًا حَتَّى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ قِرَائَتِهِ أَرْبَعُونَ آيَةً أَوْ ثَلَاثُونَ آيَةً
لَمْ يَقْرَأْهَا وَسَجَدَ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو رات کے نوافل ہمیشہ کھڑے ہو کر ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی تو آپ ﷺ بیٹھ کر نوافل ادا کرنے لگے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی قرأت میں سے چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر ان کی تلاوت کرتے پھر سجدے میں جاتے تھے۔

1228- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ
لَقَدْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيُ لَيْلًا
طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا فَإِذَا قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

•• عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر طویل نماز ادا کرتے تھے پھر آپ ﷺ بیٹھ کر بھی طویل نماز ادا کرتے تھے جب آپ ﷺ کھڑے ہو کر تلاوت کر رہے ہوتے تھے تو آپ ﷺ قیام کی حالت میں رکوع میں

1226: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحدیث 1703 "أخرج النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1649

1227: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

چلے جاتے تھے اور جب آپ ﷺ بیٹھ کر قرأت کرتے تھے تو بیٹھے ہوئے ہی رکوع میں چلے جاتے تھے۔

بَابُ: صَلَوةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَوةِ الْقَائِمِ

باب بیٹھ کر نماز ادا کرنا کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کے مقابلے میں

نصف ثواب کا حامل ہوتا ہے

1229- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّيُ جَالِسًا فَقَالَ صَلَوةُ الْجَالِسِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَوةِ الْقَائِمِ

••• حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے وہ اس وقت بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں نصف ہوتی ہے۔

شرح

اس سے سمجھ درست اور صحت مند آدمی ہی نہیں بلکہ مریض بھی مراد ہے کیونکہ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس آئے جو بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا "بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ہے۔"

1230- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مَعْقِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَأَى أَنَسًا يُصَلِّيُونَ قُعُودًا فَقَالَ صَلَوةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَوةِ الْقَائِمِ

••• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہونے والے کے مقابلے میں نصف ہوتی ہے۔

1231- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

1228: أخرجه مسلم في "المصحيح" رقم الحديث: 1699

1229: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1230: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1231: أخرجه البخاری فی "المصحيح" رقم الحديث: 1115، رقم الحديث: 1116، رقم الحديث: 1117، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 951، أخرجه

الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 371، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1659

بُرَيْدَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّيُ قَاعِدًا قَالَتْ مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ

•• حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آدمی کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھڑے ہو کر نماز ادا کرتا ہے تو یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے اسے کھڑے ہوئے شخص سے نصف اجر ملتا ہے اور جو شخص لیٹ کر نماز ادا کرتا ہے اسے بیٹھے ہوئے شخص کے اجر سے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ

یہ باب بیماری کے دوران نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں ہے

1232 حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ لَمَّا ثَقُلَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ تَغْنِي رَفِيقٌ وَمَتَى مَا يَفُومُ مَقَامَكَ يَبْكِي فَلَا يَسْتَطِيعُ فَلَوْ أَمَرْتُ عُمَرَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ لَأَنْتُمْ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ قَالَتْ فَأَرْسَلْنَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ يُهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرَجُلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوَمَّى إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَكَانَكَ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى اجْلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتُمُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَأْتُمُونَ بِأَبِي بَكْرٍ

•• اسود بیان کرتے ہیں: تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: جب نبی کریم ﷺ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپ نے وصال فرمایا تھا ابو معاویہ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جب آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کے لیے بلانے کے لیے آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو ہدایت کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے! ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ تم لوگ یوسف علیہ السلام کے زمانے کی خواتین کی طرح ہو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ

وہ لوگوں کو نماز پڑھانے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کی نبی کریم ﷺ نے اپنے مزاج میں بہتری محسوس کی تو آپ دو لوگوں کے درمیان سہارا لے کر نکلے۔ آپ اپنے پاؤں تھیت رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آہٹ محسوس کی تو پیچھے ہٹنا چاہا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر رہیں پھر آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

تو حضرت ابوبکر نبی کریم ﷺ کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کر رہے تھے۔

شرح

لَبِائِكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ "میں صواحبات صاحبہ کی جمع ہے اور صواحبات سے مراد زلیخا ہے اور "لَبِائِكُنَّ" میں بھی اگرچہ ضمیر جمع ہے لیکن اس سے مراد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، یعنی جس طرح زلیخا نے عورتوں کے اعتراض کے سلسلے کو بند کرنے کے لئے انھیں بظاہر دعوت دی، اور ان کا اعزاز و اکرام کیا، لیکن مقصد صرف انھیں یوسف علیہ السلام کو دکھانا تھا کہ تم مجھے کیا ملامت کرتی ہو، بات ہی کچھ ایسی ہے کہ میں مجبور ہو گئی جس طرح زلیخا نے اس موقع پر اپنے دل کی بات چھپائے رکھی تھی، اور بہانا دعوت کا کیا، اسی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی دلی تمنا یہی تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی نماز پڑھائیں لیکن وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رقت قلبی کا عذر پیش کر کے بار بار آپ سے جو پوچھ رہی تھیں، وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کی آپ سے مزید تائید و توثیق چاہ رہی تھیں، اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: تم یوسف کی زلیخا جیسی ہو کہ دل میں کچھ اور چھپائے ہوئے ہو، اور زبان سے اس کے خلاف کہہ رہی ہو۔

1233- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَوْضِعِهِ لَكَانَ يُصَلِّيُ بِهِمْ فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِفَّةً فَخَرَجَ وَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَوْمَ النَّاسِ فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَاخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ لَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّيُ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ

» سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا کہ وہ آپ کی بیماری کے دوران لوگوں کو نماز پڑھائیں وہ انہیں نمازیں پڑھاتے رہے۔

ایک دن نبی کریم ﷺ کو طبیعت بہتر محسوس ہوئی تو آپ (مسجد میں) تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کر رہے تھے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارے کے

ذریعے کہا جہاں ہو وہیں رہو پھر نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اور لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیروی میں نماز ادا کی۔

1234- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ أَنبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ مِنْ كِتَابِهِ فِي بَيْتِهِ قَالَ سَلَمَةُ بْنُ نَبِيطٍ أَنبَأَنَا عَنْ نَعِيمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ نَبِيطِ بْنِ شَرِيطٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ أَعْمَى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَحْضَرَتِ الصَّلَاةُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ مَرُّوا بِلَالًا فَلْيُؤْذِنْ وَمَرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَعْمَى عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ أَحْضَرَتِ الصَّلَاةُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ مَرُّوا بِلَالًا فَلْيُؤْذِنْ وَمَرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَعْمَى عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ أَحْضَرَتِ الصَّلَاةُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ مَرُّوا بِلَالًا فَلْيُؤْذِنْ وَمَرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَيْسَفٌ إِذَا قَامَ ذَلِكَ الْمَقَامَ يَتَكَبَّرُ لَا يَسْتَطِيعُ فَلَوْ أَمَرْتُ غَيْرَهُ ثُمَّ أَعْمَى عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ مَرُّوا بِلَالًا فَلْيُؤْذِنْ وَمَرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنْ كُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ أَوْ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ قَالَ فَأَمَرَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ وَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَدَ خَفَّةً فَقَالَ انْظُرُوا إِلَيَّ مَنْ أَتَى عَلَيْهِ فَجَاءَتْ بَرِيرَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيُنْكِصَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ أَتَيْتُ مَكَانَكَ ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى قَضَى أَبُو بَكْرٍ صَلَاتَهُ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ غَيْرُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ

●●● سالم بن عبید بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی بیماری کے دوران آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی جب آپ ﷺ کی طبیعت بہتر ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے پھر آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر آپ ﷺ کی طبیعت بہتر ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دے اور ابو بکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے پھر نبی کریم ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دے اور ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میرے والد نرم دل آدمی ہیں وہ اس جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔

اگر آپ ﷺ ان کی بجائے کسی اور کو حکم دیں (تو یہ مناسب ہوگا) پھر نبی کریم ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوئی جب

آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے تم لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو۔ (یہاں الفاظ میں راوی کو شک ہے)

راوی کہتے ہیں: پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا، انہوں نے اذان دی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا، انہوں نے نماز پڑھانی شروع کی، نبی کریم ﷺ کو طبیعت میں بہتری محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس کوئی ایسی چیز لاؤ جس کے ساتھ میں ٹیک لگاؤں تو بریرہ آئی اور ایک دوسرے صاحب آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کے ساتھ ٹیک لگائی جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے، نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر برقرار رہیں پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کی پھر نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔

امام ابن ماجہ کہتے ہیں: یہ روایت غریب ہے اور اسے صرف نصر بن علی نامی راوی نے نقل کیا ہے۔

1235- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَافِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْأَرَقَمِ بْنِ شَرْحِبِيلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ كَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ فَقَالَ ادْعُوا لِي عَلِيًّا قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ قَالَ ادْعُوهُ قَالَتْ حَفْصَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَدْعُو لَكَ عُمَرَ قَالَ ادْعُوهُ قَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَدْعُو لَكَ الْعَبَّاسَ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ فَسَكَتَ فَقَالَ عُمَرُ قُومُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَفِيقٌ حَصِرٌ وَمَتَى لَا يَرَاكَ يَبْكِي وَالنَّاسُ يَبْكُونَ فَلَوْ أَمَرْتُ عُمَرَ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً فَخَرَجَ يُهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ فَلَمَّا رَأَاهُ النَّاسُ سَبَّحُوا بِأَبِي بَكْرٍ فَذَهَبَ لِيَسْتَخِرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّ مَكَانِكَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِهِ وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتِمُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَأْتِمُونَ بِأَبِي بَكْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ وَكِيعٌ وَكَذَلِكَ السُّنَّةُ قَالَ فَمَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ ذَلِكَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا آپ ﷺ اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے آپ ﷺ نے فرمایا: علی کو میرے

پاس بلا کر لاؤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے لیے بلوائیں: آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بلاؤ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے لیے نہ بلوائیں: تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بلاؤ سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے لیے نہ بلوائیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔

جب یہ حضرات اکٹھے ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر انہیں دیکھا اور خاموش رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: تم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس سے اٹھ جاؤ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو نماز کے لیے بلانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم طبیعت کے مالک ہیں جب وہ آپ ﷺ کو نہیں دیکھیں گے تو رونے لگ جائیں گے اور لوگ بھی رونے لگ جائیں گے اگر آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (تو یہ مناسب ہوگا) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گئے اور انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی: نبی کریم ﷺ نے اپنی طبیعت میں بہتری محسوس کی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر تشریف لے گئے: آپ ﷺ کے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے جب لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہنا شروع کیا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو آپ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا: جس کا مطلب یہ تھا کہ تم اپنی جگہ پر رہو پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے رہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتے رہے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے وہیں سے قرأت شروع کی جہاں تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

وکیع نامی راوی کہتے ہیں: سنت بھی یہی ہے۔

راوی کہتے ہیں پھر اسی بیماری کے دوران نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنی مرضی سے بلایا تھا، لیکن بیویوں کے اصرار سے اور لوگوں کو بھی بلایا تا کہ ان کا دل ناراض نہ ہو، اور چونکہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اس لئے آپ ﷺ کی بات نہ کہنے پائے، اور سکوت فرمایا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور صحابہ پر ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ نے نماز کی امامت کے لئے ان کو منتخب فرمایا، اور امامت صغریٰ قرینہ ہے امامت کبریٰ کا، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت میں شریک ہونا کیسا ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ بیماری اور کمزوری کے باوجود حجرہ سے باہر مسجد تشریف لائے۔

بَاب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِهِ

یہ باب نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے ایک فرد کے پیچھے نماز ادا کرنے میں ہے

1236- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَمْرَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ صَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحْسَسَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يُتِمَّ الصَّلَاةَ قَالَ وَقَدْ أَحْسَنْتَ كَذَلِكَ فَأَفْعَلُ

﴿﴾ حمزہ بن مغیرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: (ایک سفر کے دوران) نبی کریم ﷺ پیچھے رہ گئے ہم لوگ (باقی لوگوں تک) اس وقت پہنچے جب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ انہیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے جب انہیں نبی کریم ﷺ کی آہٹ محسوس ہوئی تو وہ پیچھے ہٹنے لگے نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ اپنی نماز مکمل کریں (نماز کے بعد) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم نے اچھا کیا ہے اسی طرح کر لیا کرو۔“

بَاب: مَا جَاءَ فِي إِمَامًا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ

یہ باب ہے کہ حدیث نبوی ﷺ ہے ”امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے“

1237- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اخْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ يَعُوذُونَهُ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَصَلُّوا بِصَلَاتِهِ فِيمَا فَاشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِمَامًا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا

﴿﴾ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں عیادت کے لیے حاضر ہوئے نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا کی تو ان لوگوں نے قیام کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنا شروع کی نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ تم لوگ بھی بیٹھ جاؤ نبی کریم ﷺ نے جب نماز مکمل کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ رکوع میں جائے تو تم رکوع میں جاؤ جب وہ (رکوع سے) اٹھے تو تم اٹھو جب وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو

تم بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

1238- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرَعَ عَنْ قُرَيْشٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَلَدَخَلْنَا نَعُوذُهُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا وَصَلَّيْنَا وَرَأَاهُ قُعُودًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعِينَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ گھوڑے سے گر گئے تو آپ ﷺ کا دایاں پہلو زخمی ہو گیا۔ ہم آپ ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کی عیادت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ نماز کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ہم نے بھی بیٹھ کر نماز ادا کی۔ جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو ارشاد فرمایا: امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو جب وہ سجدے میں جائے تو تم بھی سجدہ کرو۔ جب وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

1239- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بِشِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو جب وہ رکوع میں جائے تو تم رکوع میں جاؤ جب وہ ”سمع اللہ لمن حمدہ“ پڑھے تو تم ”ربنا ولك الحمد“ پڑھو اگر وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو تم لوگ کھڑے ہو کر نماز ادا کرو اگر وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم لوگ بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔“

1240- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْنَا وَرَأَاهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ يَكْبُرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ

1238: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 805، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 920، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 1060

1239: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1240: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 927، أخرجه ابوداؤد فی "المسنن" رقم الحديث: 602، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 1199

لَا تَقْبَلُ إِلَيْنَا فَرَانًا وَلَا شَارَ إِلَيْنَا لَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَوَتِهِ قُعُودًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ إِنْ كَذَبْتُمْ أَنْ تَفْعَلُوا
فَفِئْلَ فَارِسَ وَالرُّومَ يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا اتَّخَمُوا بِالْإِمْتِكَمِ إِنْ صَلَّى قَابِلًا
فَصَلُّوا قَابِلًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ بیمار ہو گئے ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں تک تکبیر کی آواز پہنچاتے رہے جب نبی کریم ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمیں کھڑے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بیٹھ گئے پھر ہم نے بیٹھ کر نبی کریم ﷺ کی پیروی میں نماز ادا کی جب آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اہل فارس اور اہل روم کا سا طرز عمل اختیار کرنے والوں میں سے تھے کہ وہ لوگ اپنے بادشاہوں کے پاس کھڑے رہتے ہیں اور وہ بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں: ایسا نہ کرو تم اپنے اماموں کی پیروی کرو اگر وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو تم لوگ کھڑے ہو کر نماز ادا کرو اگر وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ

یہ باب فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے میں ہے

1241- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَهَرِيزُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي يَا أَبَتِ إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ هَاهُنَا بِالْكُوفَةِ نَحْنُ مِنْ خَمْسِ سِنِينَ فَكُنَّا نَقْتُنُونَ فِي الْفَجْرِ فَقَالَ أَيْ بَنِي مُحَدَّث

• حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا: اے میرے ابا جان! آپ نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی ہے آپ نے یہاں کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے 5 سال تک نمازیں پڑھی ہیں تو کیا یہ لوگ فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے یہ نیا عمل ہے۔

1242- حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ بَكْرِ الصَّبِيَّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى زُبَيْرُ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِصٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ

1241: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 402، ورم الحدیث: 403، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1079

1242: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

• سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ کو فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے سے منع کر دیا گیا تھا۔
 1243- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلَى حَتَّى مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَ

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔
 1244- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعِفِينَ بِمَكَّةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسَيْنِي يُوسُفَ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز میں اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو آپ نے دعا کی:

”اے اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابوربیعہ اور مکہ میں رہنے والے کمزوروں کو نجات عطا کر۔ اے اللہ! مضر (قبیلے کے کفار) پر سختی نازل کر۔ اے اللہ! ان پر حضرت یوسف کے زمانے کی سی قحط سالی مسلط کر دے۔“

شرح

جس طرح سالہا سال یوسف علیہ السلام کے عہد میں مصر میں گزری تھی کہ پانی بالکل نہیں برسا اور قحط ہو گیا، ویسا ہی کفار مضر پر قحط بھیج تاکہ یہ بھوک سے تباہ و برباد ہو جائیں۔ دوسری روایت میں دعاء قنوت یوں وارد ہے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَ أَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَ أَصْلَحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَ انصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اللَّهُمَّ الْعَنِ الْكُفْرَةَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، وَيَكْذِبُونَ رِسْلَكَ، وَيَقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالَفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَ زَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ، وَ أَنْزِلْ بِهِمْ بِأَسْكَ الَّذِي لَا تُرَدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ۔ جب کافر مسلمانوں کو ستائیں یا مسلمانوں پر کوئی آفت کافروں کی طرف سے آئے تو اس دعاء قنوت کو پڑھے، اور اس کے بعد یوں کہے: اللَّهُمَّ أَنْجِ فُلَانًا وَ فُلَانًا وَ فُلَانًا کی جگہ ان مسلمانوں کا نام لے جن کا چھڑانا کافروں سے مطلوب ہو۔ وَالْمُسْتَضْعِفِينَ بِمَكَّةَ کی جگہ پر اس کا نام لے جہاں یہ مسلمان کافروں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھا رہے ہوں۔ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ کی جگہ بھی ان کافروں کا نام لے جو مسلمانوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ حدیث میں ولید، سلمہ اور عیاش رضی اللہ عنہم کے لئے آپ ﷺ نے دعا کی، یہ سب مسلمان ہو گئے۔ تہہ لیکن مکہ میں ابو جہل اور دوسرے کافروں نے ان کو سخت قید اور تکلیف میں رکھا تھا۔

1243: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث 4089، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث 1552، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم

الحديث 1078

1244: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث 6200، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث 1539، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث 1072

بَابُ: مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کے دوران سانپ یا بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے

حالت نماز میں سانپ اور بچھو کو مار دینے کا بیان

1245 حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
يُسْحَظِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ ضَمْطَمِ بْنِ جَوْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ
الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْعُقْرَبِ وَالْحَيَّةِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نماز کے دوران دو سیاہ چیزوں بچھو اور سانپ کو مار
دینے کا حکم دیا ہے۔

شرح

ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے سانپ یا بچھو سامنے آ جائے تو ان کو ایک چوٹ یا
دو چوٹ کے ساتھ مارنا چاہیے اس سے زیادہ چوٹ نہ مارنی چاہیے کیونکہ یہ عمل کثیر ہو جائے گا جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ شرح
مبیہ میں بعض مشائخ کا قول مذکور ہے کہ یہ (یعنی نماز میں سانپ بچھو مارنے کا حکم) اس صورت میں ہے جب کہ نمازی کو بہت زیادہ
یعنی تین قدم پے در پے چلنا نہ پڑے اور نہ زیادہ مشغولیت ہو یعنی تین چوٹ پے در پے مارنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور اگر کوئی
نمازی سانپ یا بچھو مارنے کی غرض سے پے در پے تین قدم چلے گا یا پے در پے چوٹیں مارے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔
کیونکہ اتنا زیادہ چلنا یا اتنی مقدار مشغولیت اختیار کرنا عمل کثیر ہے۔

امام سرخسی نے اسے مبسوط میں ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس سلسلے میں یہ فرق نہ کیا جائے کہ تین قدم چلنے سے یا
تین چوٹیں مارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ جس طرح حدیث پیش آ جانے (یعنی وضو ٹوٹ جانے کی شکل میں زیادہ چلنے کی
سہولت دی گئی ہے اسی طرح اس مسئلے میں بھی سہولت دی گئی ہے۔ لیکن تحقیقی طور پر صحیح بات یہی ہے کہ تین قدم چلنے یا تین چوٹ
مارنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ البتہ اتنی سہولت ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ سانپ یا بچھو نماز میں سامنے آ جائے اور اس کا مارنا
ضروری ہو تو ایسی صورت میں ان کو مارنے کے لئے نماز توڑ دینا مباح ہے جیسا کہ کسی مظلوم کی فریادرسی یا کسی کو ڈوبنے اور ہلاکت
سے بچانے کی خاطر نماز توڑ دینا مباح ہے یعنی اگر کسی کے چھت سے گر جانے یا آگ میں جل جانے یا کنویں وغیرہ میں ڈوب
جانے کا قوی خطرہ ہو اور قریب ہی ایک آدمی نماز میں ہو تو اس نمازی کو چاہئے کہ نماز کو توڑ دے اور انہیں بچانے کی کوشش کرے یا
اسی طرح کسی نمازی کو حالت نماز میں اپنی یا غیر کی کسی چیز کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک ہو تو اسے

1245: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 921 أخرجه الترمذي في "المعجم" رقم الحديث: 390 أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 1201 و رقم الحديث:

ترجمہ: پوسنے کے لئے نماز توڑ دینا جائز ہے۔

اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف کالے سانپ ہی کو مارا جاسکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ حدیث میں کالے سانپ کی تخصیص محض تھلیرا کی گئی ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ ہر قسم کے سانپوں کو مارنا جائز ہے کالے سانپوں ہی کی تخصیص نہیں۔

1243 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَرْدِيُّ وَالْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ السَّعْلِيُّ حَدَّثَنَا أَنَحْكُمُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَدَغَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَبٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدْعُ الْمُصَلِّيَّ وَغَيْرَ الْمُصَلِّيِّ فَتَقْلُوهُمَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

••• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے بچھونے آپ ﷺ کو دیکھ مارا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے یہ نمازی اور غیر نمازی کسی کو نہیں چھوڑتا تم اسے حرام (ہر جگہ) قتل کرو۔

1244 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ أَبِي أَيْبٍ رَافِعٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ عَقْرَبًا وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ

••• حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھنے کے دوران ایک بچھو کو مار دیا تھا۔

بَابُ: النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

یہ باب فجر یا عصر کے بعد کوئی نماز ادا کرنے کی ممانعت میں ہے

1245 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صَلَاتَيْنِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فجر کے بعد سورج نکل آنے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہو جانے تک (دو اوقات میں) نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔

1246 - حدیث متفقہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

1247 - حدیث متفقہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

1248 - أخرجه البخاری في صحيحه رقم الحديث 584، رقم الحديث 588، رقم الحديث 5819، أخرجه مسلم في صحيحه رقم الحديث 3782، أخرجه الترمذی في معجمه رقم الحديث 4529، أخرجه ابن ماجہ في سننہ رقم الحديث 2169

1249- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّمِيمِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی۔

1250- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُونَ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: وہ حضرات جو میرے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ان میں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے اس بات کی گواہی دی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: فجر کی نماز کے بعد سورج نکل آنے تک کوئی بھی نماز ادا نہیں کی جائے گی اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک (کوئی بھی نماز ادا نہیں کی جائے گی)۔

عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں عصر کے بعد اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آگیا تھا جس میں مشغولیت کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعتیں ادا نہ کر سکے پس ان (دو رکعتوں کو) عصر کے بعد پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں کیا اس باب میں حضرت عائشہ ام سلمہ میمونہ اور ابو موسیٰ سے بھی روایات مروی ہیں ابو یسعی کہتے ہیں حدیث ابن عباس حسن ہے کئی حضرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے یہ اس روایت کے خلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے اور حدیث ابن عباس اصح ہے اس لئے کہ انہوں نے فرمایا کہ پھر دوبارہ نہیں پڑھیں اور زید بن ثابت سے بھی ابن عباس کی روایت کی مثل منقول ہے اور اس باب میں حضرت عائشہ سے کئی روایات مروی ہیں ان سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد ان کے پاس اس طرح کبھی داخل نہیں ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور ان سے ام سلمہ کے واسطے سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد

1249: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1920، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 566

1250: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 581، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1918، و رقم الحديث: 1919، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم

الحديث: 1276، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 183، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 561

غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع کیا۔

اور فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور اکثر اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نماز ادا کرنا مکروہ ہے لیکن ان دونوں اوقات میں مکہ میں طواف کے بعد نماز پڑھنا نماز نہ پڑھنے کے حکم سے مستثنیٰ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں رخصت نقل کی گئی ہے اور اہل علم کی ایک جماعت جن میں صحابہ اور ان کے بعد کے علماء شامل ہیں کا بھی یہی قول ہے اور امام شافعی احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے جب کہ صحابہ اور ان کے بعد کے اہل علم کی ایک جماعت نے طواف کے نوافل کو بھی ان اوقات میں مکروہ سمجھا ہے اور سفیان ثوری، مالک بن انس اور بعض اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، ۱۱۷)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا کہ تم لوگ نماز پڑھتے ہو اور ہم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے لیکن ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دور کعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان سے (یعنی عصر کے بعد دور کعتیں پڑھنے سے) منع فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث، ۱۰۱۵)

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسئلے میں کہ آیا عصر کے بعد دور کعتیں پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث ثابت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی فرض نماز پڑھ لینے کے بعد کوئی دوسری نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے نیز صحابہ کا عمل بھی اسی پر رہا ہے اس واسطے یہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اس کے کچھ خلاف کرے یعنی عصر کے بعد نماز پڑھنے کو جائز قرار دے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ

یہ باب ان اوقات کے بیان میں ہے جن میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے

1251- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَّسَةَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْغُرَى قَالَ نَعَمْ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتَّى يَطْلُعَ الشُّبُوعُ ثُمَّ انْتِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَمَا دَامَتْ كَأَنَّهَا حَاجِفَةٌ حَتَّى تَبْشِشَ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتَّى يَفُوزَ الْعَمُودُ عَلَى ظِلِّهِ ثُمَّ انْتِهِ حَتَّى تَزِيغَ الشَّمْسُ فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ نِصْفَ النَّهَارِ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ انْتِهِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی ایک گھڑی دوسری گھڑی سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! نصف رات کا وقت ایسا ہے اس وقت تم جتنی مناسب سمجھو نماز ادا کرتے رہو یہاں تک کہ صبح ہو جائے اور پھر اس کے بعد تم اس سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور تم نے اس وقت تک نماز ادا نہیں کرنی جب تک سورج ڈھال کی مانند رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس کی روشنی اچھی طرح پھیل جائے پھر جتنا تم سے ہو سکے نماز ادا کرتے رہو یہاں تک کہ ستون اپنے سائے پر کھڑا ہو جائے تو تم پھر نماز ادا نہ کرو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ نصف النہار کے وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے پھر جتنا تمہیں مناسب لگے تم نماز ادا کرتے رہو یہاں تک کہ تم جب عصر کی نماز ادا کر لو تو نماز ادا کرنے سے پھر رک جاؤ جب تک کہ سورج غروب نہیں ہو جاتا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

1252 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُكْغِيرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَدِينٍ عَنِ الصَّعَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ صَفْوَانَ بْنُ الْمُعْطَلِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ أَمْرِ آتٍ بِهِ عَالِمٌ وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ هَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ قَالَ

نَعَمْ إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَدَعْ الصَّلَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنِي الشَّيْطَانِ ثُمَّ صَلِّ فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تَسُوِيَ الشَّمْسُ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمُحِ فَإِذَا كَانَتْ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمُحِ فَدَعْ الصَّلَاةَ فَإِنَّ يَلُوكَ السَّاعَةَ تُسَجَّرُ فِيهَا جَهَنَّمُ وَتُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُهَا حَتَّى تَزِيغَ الشَّمْسُ عَنْ حَاجِبِكَ الْإِيمَنِ فَإِذَا زَالَتْ فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ دَعْ الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ سے ایسی چیز کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ ﷺ واقف ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے یہ عرض کی: کیا دن کی گھڑیوں میں کوئی ایسی گھڑی بھی ہے جس میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! جب تم صبح کی نماز ادا کر لو تو پھر نماز ادا نہ کرو یہاں تک کہ سورج نکل آئے کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے ہمراہ طلوع ہوتا ہے پھر تم نماز ادا کرتے رہو کیونکہ نماز میں فرشتوں کی حاضری بھی ہوتی ہے اور یہ قبول بھی ہوتی ہے یہاں تک کہ سورج تمہارے سر پر نیزے کی طرح سیدھا ہو جائے جب وہ تمہارے سر پر نیزے کی طرح ہو جائے تو تم نماز پڑھنا ترک کر دو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے اور اس میں جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے

ہیں یہاں تک کہ تمہارے دائیں ابرو کی طرف سورج ڈھل جائے جب وہ ڈھل جائے تو پھر نماز کا وقت ہوتا ہے جس میں حاضری بھی ہوتی ہے اور وہ قبول بھی ہوتی ہے یہاں تک کہ جب تم عصر کی نماز ادا کر لو تو پھر نماز ادا کرنا ترک کر دو یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

1253- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ النَّبَا عَنْ الرَّزَاقِ النَّبَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ السُّنَابُحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ تَطْلُعُ مَعَهَا قَرْنَا الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارْقَهَا فَإِذَا كَانَتْ فِي رَسَطِ السَّمَاءِ فَارْقَهَا فَإِذَا ذَلَّكَ لَوْ قَالَ زَالَتْ فَارْقَهَا فَإِذَا ذَلَّتْ لِلْغُرُوبِ فَارْقَهَا فَإِذَا غَرَبَتْ فَارْقَهَا فَلَا تُصَلُّوا هَلِيه السَّاعَاتِ الثَّلَاثِ

• حضرت ابو عبد اللہ مناہجی رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جب یہ طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کے دو سینگ ہوتے ہیں: جب یہ بلند ہو جاتا ہے تو وہ اس سے الگ ہو جاتے ہیں: جب یہ آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو وہ پھر اس سے مل جاتے ہیں: جب وہ ڈھل جاتا ہے (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) تو وہ پھر اس سے الگ ہو جاتے ہیں: جب وہ غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو وہ سینگ پھر اس سے مل جاتے ہیں: جب وہ غروب ہو جاتا ہے تو وہ سینگ پھر اس سے الگ ہو جاتے ہیں تو تم ان تین اوقات میں نماز ادا نہ کرو۔

اوقات ممنوعہ میں نماز کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

حضرت عبد اللہ مناہجی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کا سینگ ہوتا ہے پھر جب وہ بلند ہو جاتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے پھر جب دوپہر ہوتی ہے تو شیطان آفتاب کے قریب آ جاتا ہے اور جب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس کے قریب آ جاتا ہے اور جب آفتاب غائب (یعنی غروب) ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں (یعنی آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت اور ٹھیک دوپہر کے وقت) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔"

(مالک، مسند احمد بن حنبل، سنن نسائی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 1013)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے نماز خواہ ہیچہ ہو یا حکماً جیسے نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے باوجود اس کے کہ یہ روایت خود نقل کی ہے مگر وہ ٹھیک دوپہر کے وقت نماز کے حرام ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ "ہم نے اہل فضل کو دیکھا ہے کہ وہ کوشش کرتے تھے اور دوپہر میں نماز ادا کرتے تھے۔"

حنفیہ کے مسلک میں یہ بھی فرض اور نفل دونوں کو شامل ہے چنانچہ پہلے تینوں اوقات یعنی طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور استواء کے وقت نماز جائز نہیں ہے خواہ ادا ہو یا قضا البتہ اسی دن کی عصر کی نماز جائز ہے اسی طرح نہ جنازہ کی نماز جائز ہے اور نہ تلاوت کا سجدہ جائز ہے ہاں اس جنازے کی نماز جائز ہوگی جو انہیں اوقات میں پڑھا گیا ہو اسی طرح وہ سجدہ تلاوت جائز ہوگا جب آیت بجز انہیں اوقات میں پڑھی گئی ہو۔ تاہم ان اوقات سے مؤخر کرنا اولیٰ ہوگا۔

نماز جنازہ سجدہ تلاوت اور قضا نماز فجر کے پورے وقت میں اور عصر کی نماز کے بعد بھی جائز ہے نفل نماز ان اوقات میں بھی مکروہ ہے اگر کوئی آدمی ان اوقات میں نفل نماز شروع کر دے گا وہ لازم ہو جائے گی یعنی اس وقت سے اسے نماز توڑ دینی چاہیے اور پھر وقت مکروہ کے نکل جانے کے بعد اس کی قضا پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی آدمی نماز توڑے نہیں بلکہ اسی وقت پوری کرے تو وہ اس سے عہدہ برآ ہو جاتا ہے مگر نماز توڑ دینا ہی افضل ہے۔

حضرت امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک ان اوقات میں قضا نماز اور اس جنازے کی نماز جو اسی وقت لایا گیا ہو جائز ہے نیز تحیۃ المسجد کی نماز پڑھنی بھی جائز ہے اگر اتفاق سے مسجد میں داخل ہو جائے اور اگر کوئی آدمی قصد التحیۃ المسجد کی نماز پڑھنے کی خاطر مسجد میں ان اوقات میں آئے یا قضا نماز میں تاخیر اس مقصد سے کرے کہ انہیں اوقات میں پڑھے تو اس صورت میں جائز نہیں کیونکہ ان اوقات میں قصد ایہ نمازیں پڑھنا حدیث کے بموجب ممنوع ہے اسی طرح ان کے نزدیک ان اوقات میں کسوف کی نماز وضو کے بعد کی دو رکعت نماز اور احرام و طواف کی دو رکعت نماز نیز سجدہ تلاوت جس کی آیت انہیں اوقات میں پڑھی جائے جائز ہے۔

ان اوقات میں نماز پڑھنے کی کراہت حنفیہ کے نزدیک ہر وقت اور ہر جگہ ہے لیکن حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان علماء کے نزدیک جو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہیں جمعہ کے روز استواء یعنی نصف النہار کے وقت نماز جائز ہے نیز ان اوقات میں مکہ معظمہ میں بھی جائز ہے۔

اتنی بات سمجھ لیجئے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک اس سلسلے میں احوط (یعنی احتیاط پسندی پر مبنی) ہے کیونکہ جب کسی چیز کے بارے میں مباح اور حرام دونوں کے دلائل متعارض ہوں تو حرمت کے پہلو کو ترجیح دی جاتی ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ فِي كُلِّ وَقْتٍ

یہ باب مکہ میں تمام اوقات میں نماز ادا کرنے کی اجازت میں ہے

1254 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابِيهِ عَنْ

جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ

1254: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث 1894 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث 868 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث 584 و رقم الحديث:

بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى آيَةً مَسَاعِيَةً شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

•• حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے بنو عبد مناف! تم کسی بھی شخص کو رات یا دن کے کسی بھی حصے میں اس گھر کا طواف کرنے یا نماز ادا کرنے سے نہ روکنا۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي إِذَا أَخْرُوا الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا

باب 189: جو لوگ نماز کو اس کے وقت سے تاخیر سے ادا کریں ان کے بارے میں روایت

1255- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ بَنَ عَيَّاشٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكُمْ مَسْتَدْرِكُونَ أَقْوَامًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لَغَيْرِ وَقْتِهَا لِأَنَّهُمْ أَذَرُوا كُتُمَهُمْ فَصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِي تَعْرِفُونَ ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوهَا سُبْحَةً

•• حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ہو سکتا ہے کہ عنقریب تم کچھ ایسے لوگوں کو پاؤ جو نماز کو اس کے مخصوص وقت سے ہٹ کر ادا کریں اگر تم ان لوگوں کا زمانہ پالو تو تم لوگ نماز کو اس کے اسی وقت میں اپنے گھر میں نماز ادا کر لینا جس سے تم واقف ہو پھر ان لوگوں کے ساتھ بھی نماز ادا کر لینا اور اسے نفل نماز قرار دینا۔“

1256- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عُمَرَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَّى الصَّلَاةَ لَوَقْتِهَا فَإِنْ أَذَرَ كَتَّ الْإِمَامُ يُصَلِّي بِهَمْ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَقَدْ أَخْرَزْتَ صَلَوَتَكَ وَلَا لَهَا فِي نَافِلَةٍ لَكَ

•• حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا اگر تم امام کو پاؤ کہ وہ لوگوں کو وہ نماز پڑھا رہا ہو تو تم ان لوگوں کے ساتھ بھی نماز ادا کر لینا تو تم اپنی نماز کو محفوظ کر لو گے ورنہ دوسری صورت میں یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔

1257- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي أَبِي ابْنِ أُمِّهِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَعْنِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَكُونُ أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا فَاجْعَلُوا

1255: أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 778

1256: أخرجه مسلم فی "الصحیح" رقم الحديث: 1463، رقم الحديث: 1464، رقم الحديث: 1465، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 431، أخرجه

الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 176، أخرجه ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحديث: 2862

1257: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 433

صَلُّوْتُكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا

•• حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عنقریب ایسے امراء آئیں گے جنہیں کچھ چیزیں معروف کر دیں گی وہ نماز کو اس کے وقت سے تاخیر سے ادا کریں گے تم اپنی نمازوں کو ان کے ساتھ نقل نہ لانا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ الْخَوْفِ

یہ باب نماز خوف کے بیان میں ہے

نماز خوف میں فقہی مذاہب کا بیان

کفار کے خوف اور دشمن کے مقابل ہونے کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نماز خوف کہتے ہیں۔ خوف کی نماز کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ نیز اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ نماز باقی اور ثابت ہے اگرچہ بعض حضرات کا قول ہے کہ نماز خوف صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک ہی کے ساتھ مخصوص تھی۔ نیز بعض حضرات مثلاً حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ نماز حالت سفر کے ساتھ مخصوص ہے۔ جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک یہ نماز سفر و حضر دونوں صورتوں میں جائز ہے۔

بحسب اختلاف زمانہ و مقام یہ نماز متعدد طریقوں سے روایت کی گئی ہے چنانچہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ سولہ طریقوں سے منقول ہے۔ بعض حضرات نے اس سے زائد اور بعض نے اس سے کم کہا ہے لیکن علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث میں جتنے بھی طریقے منقول ہیں تمام کے تمام معتبر ہیں علماء کے ہاں اختلاف صرف ترجیح اور فوقیت کے بارے میں ہے کہ کسی نے کسی طریقے کو ترجیح دی ہے اور اس پر عمل کیا ہے جو صحاح ستہ میں مذکور ہے۔

علامہ شمش نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف چار جگہ پڑھی ہے۔ ذات الرقاع بطن نخل، عسفان اور ذی قرد۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ نماز خوف تھی تو حالت سفر میں مگر فقہاء نے اس پر قیاس کرتے ہوئے اس نماز کو حضر میں بھی جائز رکھا ہے۔

1258- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَاَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَوةِ الْخَوْفِ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ يُصَلِّي بِطَائِفَةٍ مَعَهُ فَيَسْجُدُونَ سَجْدَةً وَاحِدَةً وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعُلُوِّ ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِينَ سَجَدُوا السَّجْدَةَ مَعَ أَمِيرِهِمْ ثُمَّ يَكُونُونَ مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّوا مَعَ أَمِيرِهِمْ سَجْدَةً وَاحِدَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ أَمِيرُهُمْ وَقَدْ صَلَّى صَلَوتَهُ وَيُصَلِّي كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ بِصَلَوَتِهِ سَجْدَةً

لِنَفْسِهِ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ فَرَجَّأَ أَوْ رُكْبَانًا قَالَ يَتَعَيَّنُ بِالسَّجْدَةِ الرَّكْعَةُ

• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نماز خوف کے بارے میں یہ فرمایا ہے امام اپنے ساتھ ایک گروہ کو نماز پڑھائے گا وہ لوگ اس کے ساتھ ایک رکعت ادا کریں گے دوسرا گروہ ان لوگوں اور دشمن کے درمیان میں ہوگا پھر جن لوگوں نے اپنے امیر کے ساتھ ایک رکعت نماز ادا کی تھی وہ واپس چلے جائیں گے اور ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں گے جن لوگوں نے نماز ادا نہیں کی تھی اور وہ لوگ آگے آجائیں گے جنہوں نے نماز ادا نہیں کی تھی وہ اپنے امیر کے ساتھ ایک رکعت ادا کریں گے پھر امیر اپنی نماز مکمل کر لے گا کیونکہ اس نے اپنی نماز ادا کرنی ہے اور دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ اپنی نماز ادا کرے گا اور وہ تہا ایک رکعت ادا کرے گا اگر خوف اس سے زیادہ شدید ہو تو زیادہ حالت میں اور سواری کی حالت میں نماز ادا کی جائے گی۔

راوی کہتے ہیں: یہاں روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ ”سجدے“ سے مراد رکعت ہے۔

نماز خوف کے طریقے کا بیان

حضرت سالم ابن عبداللہ ابن عمر اپنے والد (حضرت عبداللہ ابن عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کے لئے گئے (جب) ہم دشمنوں کے سامنے ہوئے تو ہم نے ان (سے) مقابلہ ہونے کے لئے صفیں باندھ لیں، رسول اللہ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک جماعت آپ کے ساتھ (نماز کے لئے) کھڑی ہوئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ کھڑی رہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (نماز کی جماعت میں) شریک تھے ایک رکوع کیا اور دو سجدے کئے پھر وہ لوگ (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز میں تھے) ان لوگوں کی جگہ چلے گئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی (اور دشمن کے مقابلہ کھڑے تھے) جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ آئے (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز میں شریک ہو گئے) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ہمراہ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر سلام۔ اور یہ لوگ کھڑے ہو گئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا ایک رکوع اور دو سجدے کر لئے۔ نافع نے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے۔ مگر انہوں نے اتنا اور زیادہ بیان کیا ہے کہ "اگر (عین جنگ کی حالت ہو اور) خوف اس سے بھی زیادہ ہو (کہ مذکورہ بالا طریقہ سے نماز پڑھنا ممکن نہ ہو) تو لوگ پیادہ کھڑے کھڑے یا (پیادہ نہ ہو سکیں تو) سواری پر اگر (ممکن ہو تو) قبلے کی طرف یا (اور اگر ممکن نہ ہو تو) کسی بھی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لیں" حضرت نافع فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی نقل کئے ہوں گے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1392)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تعدد جماعت یعنی کئی کئی مرتبہ جماعت کرنا مکروہ ہے خصوصاً جب کہ تمام نمازی حاضر ہوں۔ ایسے ہی یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ فرض نماز نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے جائز نہیں ہوتی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جماعتوں کو الگ الگ دو دو مرتبہ نماز پڑھاتے نیز جماعت کے واجب ہونے کی بھی یہ حدیث دلیل ہے کہ ایسی

حالت میں بھی جب کہ دشمن کا لشکر بمقابل ہو جماعت نہ چھوڑی جائے۔ حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا طریقے سے نماز خوف کی ادائیگی اس وقت ضروری ہوتی ہے جب کہ سب لوگ ایک ہی آدمی کو امام بنانے پر مصر ہوں۔ اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ ایک امام ایک جماعت کو پوری نماز پڑھائے اور دوسرا امام دوسری جماعت کو پوری نماز پڑھائے۔ حدیث کے الفاظ مقام کل واحد منھم (اور یہ لوگ کھڑے ہو گئے الخ) کی تفصیل و فائدہ علماء حنفیہ میں سے بعض شارحین نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ جماعت جو بعد میں آ کر نماز میں شریک ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کے بعد دشمن کے مقابلے میں چلی گئی اور پہلی جماعت جو پہلی رکعت میں شریک ہوئی تھی وہاں سے اپنی جگہ یعنی نماز پڑھنے آ گئی اور تنہا تنہا اپنی بقیہ نماز پوری کی اور سلام پھیر کے دشمن کے مقابلے پر چلی گئی اس کے بعد پھر دوسری جماعت یہاں آ گئی اور اس نے بھی تنہا اپنی بقیہ نماز پوری کی اور سلام پھیر کے دشمن کے مقابلے پر چلی گئی۔ ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء سے یہی تفصیل اور طریقہ منقول ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اگر یہ تفصیل حدیث میں وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کی گئی ہے اور نہ صراحت کے ساتھ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے حضرت امام ابو حنیفہ کے مسلک کا ایک جز ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ کہ پہلی جماعت ایک رکعت پڑھ کر چلی جائے اور دوسری جماعت دوسری رکعت میں آ کر امام کے ساتھ شریک ہو اور اس دوسری جماعت کی موجودگی میں امام اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر دے۔ البتہ حضرت امام اعظم کا پورا مسلک اور ان کا نقل کردہ پورا طریقہ ایک دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس پر موقوف ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا یہ مسلک اور ان کی روایت حضرت امام محمد نے اپنی کتاب الآثار میں نقل کی ہے۔ اس سلسلے میں اتنی بات سمجھ لینا چاہیے کہ نماز خوف کے بارہ میں حضرت امام اعظم کا جو مسلک ہے اور انہوں نے جو تفصیل بیان کی ہے وہ حدیث موقوف سے ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ اس باب میں عقل کو کوئی دخل نہیں لہذا حدیث موقوف بھی حدیث مرفوع کے درجے میں ہوگی۔ اور پھر یہ کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ بھی ہے کہ صورت مذکورہ میں پہلی جماعت اپنی نماز بغیر قرأت کے لاحق کی طرح پوری کرے اور دوسری جماعت قرأت کے ساتھ پوری کرے جیسا کہ مسبق اپنی نماز قرأت کے ساتھ پوری کرتے ہیں لیکن یہ صورت اس وقت کی ہے جب کہ نماز حالت سفر میں پڑھی جا رہی ہو اور امام مسافر ہو یا نماز دو رکعت والی نماز ہو اور اگر امام مقیم ہو اور نماز چار رکعتوں والی ہو تو دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک جماعت امام کے ساتھ دو رکعتوں پڑھے گی۔ لیکن نماز اگر تین رکعتیں والی ہو جیسے مغرب کی تو خواہ سفر ہو یا حضرت دونوں صورتوں میں پہلی جماعت امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے گی اور دوسری جماعت ایک رکعت اور ہر جماعت اپنی اپنی نماز مذکورہ بالا طریقے سے پوری کرے گی۔ حدیث کے آخری الفاظ قیام علی اقدام منھم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نمازی رکوع اور سجدہ ترک کر دیں۔ یعنی مذکورہ بالا صورت میں جب کہ لوگ پیادہ کھڑے کھڑے یا سواری پر نماز پڑھیں تو رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کر لیں نماز خوف کے سلسلے میں مذکورہ بالا طریقہ اگرچہ خلاف قیاس ہے کیونکہ خود حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک چلنا، سوار ہونا اور لڑنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ پھر یہ کہ اس صورت میں نہ صرف یہ کہ عمل کثیر بہت ہوتا ہے بلکہ قبلے سے بھی انحراف ہوتا ہے لیکن چونکہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ میں نماز خوف اور اس کا طریقہ وارد ہو گیا

ہے۔ اس لئے اسے شروع رکھا گیا ہے۔

1259- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ أَنَّهُ قَالَ لِي صَلَاةُ الْخَوْفِ قَالَ يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وَوُجُوهُهُمْ إِلَى الصَّفِّ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رُكْعَةً وَيَرْكَعُونَ لَا تَفْسِيهِمْ وَيَسْجُدُونَ لَا تَفْسِيهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُونَ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ وَيَجِيءُ أُولَئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رُكْعَةً وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهُ لَيْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُونَ رُكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ لَسَّالْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدَّثِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ لِي يَحْيَى أَكْتُبُهُ إِلَيَّ جَنِّبِهِ وَلَسْتُ أَخْفِظُ الْحَدِيثَ وَلَكِنْ مِثْلُ حَدِيثِ يَحْيَى

﴿﴾ حضرت سہل بن ابو حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ نماز خوف کے بارے میں انہوں نے یہ فرمایا ہے: امام قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوگا لوگوں کا ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں رہے گا اور ان کا چہرہ صف کی طرف ہوگا امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے گا وہ لوگ بذات خود رکوع کریں گے اور بذات خود دو سجدے کریں گے اور اپنی اپنی جگہ پر ایسا کریں گے پھر یہ لوگ ان دوسرے لوگوں کی جگہ چلے جائیں گے اور وہ لوگ آجائیں گے امام انہیں ایک رکعت پڑھائے گا وہ انہیں دو سجدے کروائے گا تو یہ امام کی دو رکعات ہو جائیں گی اور ان لوگوں کی ایک رکعت ہوگی پھر وہ لوگ ایک رکعت ادا کریں گے اور دو سجدے کریں گے۔ محمد بن بشار نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے شعبہ کے حوالے سے ان کی سند کے ساتھ حضرت سہل بن ابو حمزہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند روایت نقل کی جو یحییٰ بن سعید سے منقول ہے۔

محمد بن بشار کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے مجھ سے کہا یہ بات بھی نوٹ کر لو کہ مجھے یہ حدیث اسی طرح یاد ہے جس طرح یہ حدیث یحییٰ سے منقول ہے۔

نماز خوف کے طریقے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سہل بن ابو حمزہ نماز خوف کے متعلق فرماتے ہیں کہ امام قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور اس کے ساتھ ایک گروہ

1259: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 4129، رقم الحديث: 4131، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1944، رقم الحديث: 1945، أخرجه
ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1237، رقم الحديث: 1238، رقم الحديث: 1239، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 565، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم
الحديث: 1535، رقم الحديث: 1536

کھڑا ہو جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہے اور انہی کی طرف رخ کئے رہے پھر امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور وہ لوگ دوسری رکعت خود پڑھیں اور دو سجدے کرنے کے بعد دوسری جماعت کی جگہ دشمن کے مقابل آ جائیں اور وہ جماعت آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سجدے کرے امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور جماعت کی پہلی رکعت ہوگی پھر یہ لوگ کھڑے ہو جائیں اور دوسری رکعت پڑھیں اور سجدہ کریں محمد بن بشار کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے شعبہ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ شعبہ عبدالرحمن بن قاسم سے وہ اپنے والد سے وہ صالح بن خوات سے وہ ہل بن ابی حمہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یحییٰ بن سعید انصاری کی روایت کی مثل بیان کرتے ہیں پھر یحییٰ بن سعید نے مجھ سے کہا کہ اس حدیث کو اس کے ساتھ لکھ دو مجھے یہ حدیث اچھی طرح یاد نہیں لیکن یہ یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث ہی کی مثل ہے۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اسے یحییٰ بن سعید انصاری نے امام بن محمد کی روایت سے مرفوع نہیں کیا یحییٰ بن سعید انصاری کے ساتھی بھی اسے موقوف ہی روایت کرتے ہیں جبکہ شعبہ عبدالرحمن بن قاسم محمد کے حوالے سے اسے مرفوع روایت روایت کرتے ہیں جو نماز خوف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ چکا تھا امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے امام مالک شافعی احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور یہ کئی راویوں سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں کے ساتھ ایک ایک رکعت نماز پڑھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو ان دونوں کے لئے ایک ایک رکعت تھی۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: 552) یہی حدیث احناف ائمہ کی دلیل ہے۔

حضرت سالم سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف میں ایک رکعت ایک گروہ کے ساتھ پڑھی جب کہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں اڑتا رہا پھر یہ لوگ اپنی جگہ چلے گئے اور انہوں نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دوسری رکعت پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور اس گروہ نے کھڑے ہو کر اپنی چھوڑی ہوئی رکعت پوری کی اس کے بعد دوسرا گروہ کھڑا ہوا اور اس نے بھی اپنی دوسری رکعت پڑھی اس باب میں جابر حذیفہ زید بن ثابت ابن عباس ابو ہریرہ ابن مسعود ابو بکرہ ہل بن ابو حمہ اور ابو عیاش ذوقی سے بھی روایت ہے ابو عیاش کا نام زید بن ثابت ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں۔

امام مالک نماز خوف میں ہل بن ابو حمہ ہی کی روایت پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام شافعی کا قول ہے۔ حضرت امام احمد کہتے ہیں کہ نماز خوف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طرح مروی ہے اور میں اس باب میں ہل بن ابو حمہ کی حدیث سے صحیح روایت نہیں جانتا چنانچہ وہ بھی اسی طریقے کو اختیار کرتے ہیں اسحاق بن ابراہیم بھی اسی طرح کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ خوف میں کئی روایات ثابت ہیں ان سب پر عمل کرنا جائز ہے یعنی یہ بقدر خوف ہے اسحاق کہتے ہیں کہ ہم ہل بن ابی حمہ کی حدیث کو دوسری روایات پر ترجیح نہیں دیتے ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے اسے موسیٰ بن عقبہ بھی نافع سے وہ ابن عمر سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: 551)

1260- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزَّمَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوَافِ فَرَكَّعَ بِهِمْ جَمِيعًا ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الْاَلِدِينَ يَلُونَهُ وَالْآخَرُونَ قِيَامًا حَتَّى إِذَا نَهَضَ سَجَدَ أُولَئِكَ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدِّمُ حَتَّى قَامُوا مَقَامَ أُولَئِكَ وَتَخَلَّلَ أُولَئِكَ حَتَّى قَامُوا مَقَامَ الصَّفِّ الْمُقَدِّمِ فَرَكَّعَ بِهِمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعًا ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الْاَلِدِي يَلُونَهُ فَلَمَّا رَفَعُوا رُؤُسَهُمْ سَجَدَ أُولَئِكَ سَجْدَتَيْنِ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَكَّعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ طَائِفَةٌ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ وَكَانَ الْعَدُوُّ مَعًا يَلِي الْقِبْلَةَ

• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی آپ ﷺ نے ان سب کو رکوع کروایا پھر نبی کریم ﷺ سجدے میں چلے گئے اور جو صف آپ ﷺ کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی وہ بھی سجدے میں چلی گئی دوسرے لوگ قیام کی حالت میں رہے جب نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے تو ان لوگوں نے بذات خود دونوں سجدے کیے پھر آگے والی صف پیچھے ہو گئی یہاں تک کہ یہ لوگ ان لوگوں کی جگہ کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ آگے والی صف کی جگہ پر آ کر کھڑے ہو گئے پھر نبی کریم ﷺ نے ان سب کو رکوع کروایا پھر نبی کریم ﷺ سجدے میں چلے گئے اور وہ صف بھی سجدے میں گئی جو آپ ﷺ کے قریب کھڑی ہوئی تھی جب ان لوگوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دوسرے لوگوں نے دو سجدے کیے تو ان میں سے ہر ایک نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رکوع کیا اور ان دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ نے الگ الگ سجدے کیے اس وقت دشمن قبلہ کی سمت میں موجود تھا۔

نماز خوف اور طریقہ نماز کا بیان

حضرت یزید ابن رومان حضرت صالح ابن خوات اور وہ اس آدمی سے جس نے سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذات الرقاع کے دن نماز خوف پڑھی تھی (نماز خوف کا یہ طریقہ) نقل کرتے ہیں کہ (اس دن) ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (نماز کے لئے) صف بندی کی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل صف آرا ہو گئی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کے ہمراہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی ایک رکعت نماز پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے اور اس جماعت نے خود اپنی نماز پوری کی (یعنی دوسری رکعت جماعت نے خود تنہا پڑھی) پھر اس کے بعد یہ جماعت (نماز سے فارغ ہو کر) واپس ہوئی اور دشمن کے مقابل صف آرا ہو گئی اور وہ جماعت جو دشمن کے مقابل صف آرا تھی (نماز کے لئے) آئی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دوسری رکعت جو باقی رہ گئی تھی۔

اس جماعت کے ساتھ پڑھی اور (التحیات میں) بیٹھے رہے اور پھر اس جماعت نے اپنی پہلی رکعت جو باقی تھی تنہا اور التحیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہو گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔ (صحیح

ابن بخاری نے اس روایت کو ایک اور سند کے ساتھ نقل کیا ہے یعنی اس طرح کہ "قاسم وہ صالح ابن خوات سے اور وہ حضرت ہل ابن ابی حمزہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1393)

ذات الرقاع کے دن جس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی تھی ان کا نام ہل ابن ابی حمزہ ہے کیونکہ محمد ابن قاسم نے صلوٰۃ الخوف کی حدیث صالح ابن خوات سے اور انہوں نے حضرت ہل ابن ابی حمزہ سے نقل کی ہے جیسا کہ صحیح ابن بخاری کی روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ "ذات الرقاع" ایک غزوے کا نام ہے جو ۵ھ میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے مقابلے کے لئے مکہ مگر بغیر جنگ کئے ہوئے واپسی ہوئی۔ اسی موقع پر یہ نماز پڑھی تھی۔ اس غزوے کو "ذات الرقاع" اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس وقت جو مسلمان غزوہ میں شریک ہونے کے لئے میدان جہاد کی طرف گئے تھے وہ ننگے پاؤں تھے جس کی وجہ سے ان کے پاؤں میں سوراخ ہو گئے تھے اور ناخن ٹوٹ گئے تھے چنانچہ ان مجاہدین نے اپنے پاؤں پر رقاع یعنی چمچڑے لپیٹ لئے تھے اسی مناسبت سے یہ غزوہ "ذات الرقاع" (یعنی چمچڑوں) والا کے نام سے مشہور ہوا۔ اس حدیث میں نماز خوف کا جو طریقہ نقل کیا گیا ہے یہ ایک اور طریقہ ہے اس میں بھی ہر جماعت نے ایک ایک رکعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پڑھی۔

اور ایک ایک رکعت تنہا پوری کی۔ لیکن یہاں فرق یہ ہے کہ ہر ایک جماعت نے جو ایک ایک رکعت تنہا پڑھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز میں رہنے کے دوران ہی پڑھی جب کہ پہلے طریقے میں ہر ایک جماعت نے اپنی اپنی ایک رکعت نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی تھی۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما نے اسی طریقہ پر عمل کیا ہے جو اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

نماز خوف اور اس کے خاص طریقے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام "بطن نخل" میں خوف کے وقت ظہر کی نماز پڑھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس طرح (نماز پڑھائی کہ ایک جماعت کو دور کھینچیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر جب دوسری جماعت آئی تو اسے بھی دور کھینچیں نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1396)

"بطن نخل" مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے مطابق یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر کی نماز پڑھی۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتوں کے بجائے دو رکعت نماز ادا فرمائی اس کے بعد دو رکعت نماز نقل پڑھی۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں نقل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنے والا اقتدا کر سکتا ہے۔ حنفی مسلک کے مطابق اس حدیث کی تشریح بظاہر ایک سخت مسئلہ ہے کیونکہ اگر اسے سفر پر محمول کیا جائے تو نقل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا لازم آتی ہے۔

اور حنفیہ کے ہاں یہ درست نہیں ہے لہذا یہ سفر کی نماز تو قرار نہیں دی جاسکتی۔ اب اگر اس حدیث کا محمول حضرت کی نماز قرار دی

جائے تو پھر ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا لازم آتا ہے جو نماز کے منافی ہے لہذا اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ یہ کہا جائے کہ نماز تو حالت حضری میں پڑھی گئی تھی البتہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے تھا جو دوسروں کے لئے جائز نہیں ہے چنانچہ لوگوں نے اپنی بقیہ دو رکعتیں آپ کے سلام پھیرنے کے بعد بطور خود پوری کیں اس طرح ان کی بھی چار رکعتیں ہو گئیں۔

اس سلسلے میں حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تحقیق پیش کی ہے وہ بہت مناسب معلوم ہوتی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ ایک فرض نماز دو مرتبہ پڑھی جاسکتی تھی۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ الْكُسُوفِ

یہ باب نماز کسوف کے بارے میں ہے

خسوف اور کسوف کے معنی و مفہوم کا بیان

مشہور اہل لغت اہل علم کا قول یہ ہے کہ "خسوف" چاند گرہن کو فرماتے ہیں کہ "کسوف" سورج گرہن کو۔ اس باب میں جتنی احادیث نقل کی جائیں گی سب کی سب سورج گرہن سے متعلق ہیں۔ ہاں صرف ایک حدیث جو پہلی فصل کی دوسری حدیث ہے اس کے بارہ میں احتمال ہے کہ وہ "چاند گرہن" سے متعلق ہے لہذا مؤلف مشکوٰۃ کے لئے بہتر یہ تھا کہ وہ اس باب کا نام "الصلوٰۃ الخسوف" کی بجائے "باب صلوٰۃ الکسوف" رکھتے۔ بعض علماء نے لفظ کسوف دونوں جگہ استعمال کیا ہے سورج گرہن میں بھی چاند گرہن میں بھی، اسی طرح بعض حضرات نے لفظ خسوف کو بھی دونوں جگہ استعمال کیا ہے۔ سورج گرہن کی نماز بالاتفاق جمہور علماء کے نزدیک مسنون ہے۔ حنفیہ کے نزدیک سورج گرہن کی نماز دو رکعت باجماعت بغیر خطبہ کے ہے۔ چاند گرہن کی نماز میں دو رکعت ہے مگر اس میں جماعت نہیں ہے بلکہ ہر آدمی الگ الگ یہ نماز پڑھے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دونوں میں جماعت اور خطبہ ہے۔

الصلوٰۃ الجامعہ کہنے کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں (ہجرت کے بعد ایک مرتبہ) سورج گرہن ہوا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی والے کو (لوگوں کے درمیان) بھیجا کہ وہ منادی کر دے کہ "الصلوٰۃ جامعہ" یعنی نماز جمع کرنے والی ہے چنانچہ (جب لوگ جمع ہو گئے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور دو رکعت نماز پڑھائی جن میں چار رکوع کئے اور چار سجدے کئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "(جتنے طویل رکوع اور سجدے میں نے اس دن نماز خسوف میں کئے) اس سے زیادہ طویل میں نے نہ کبھی رکوع کیا اور نہ کبھی سجدہ کیا۔"

(صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول، حدیث نمبر 1454)

نماز خسوف میں لوگوں کو جمع کرنے کے لئے "الصلوٰۃ جامعہ" پکار کر کہنا سنت ہے خاص طور پر جب کہ لوگ اس نماز کے

لئے جمع نہ ہوئے ہوں۔ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ نماز جماعت کے ساتھ جامع مسجد میں یا عید گاہ میں پڑھی جائے نیز یہ نماز اوقات مکروہہ میں نہ پڑھی جائے۔ فصلی اربع رکعات الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدے کئے یعنی ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کئے لیکن امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک میں دوسری نمازوں کی طرح اس نماز میں بھی ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہے ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن سے ایک ہی رکوع کرنا ثابت ہے بلکہ اس باب میں ایک حدیث قوی بھی منقول ہے اور یہ کلمہ ہے کہ جہاں قول اور فعل ثابت ہوتے ہیں تو فعل پر قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔

گرہن کی نماز کے حکم کا بیان

1261- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي خَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَقُومُوا فَصَلُّوا

•• حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بیشک سورج اور چاند کو کسی انسان کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب تم انہیں (گرہن کی حالت میں) دیکھو تو اٹھ کر نماز ادا کرنا شروع کر دو۔

1262- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَآخَمَدُ بْنُ قَابِطٍ وَجَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فِرْعَاوْنُ يَجُرُّ ثَوْبَهُ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتَّى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ آتَسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا تَجَلَّى اللَّهُ لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ

•• حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہوا تو نبی کریم ﷺ خوف کے عالم میں تشریف لائے آپ ﷺ اپنے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے مسجد آئے اور آپ ﷺ اس وقت تک نماز ادا کرتے رہے جب تک سورج روشن نہیں ہو گیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں: سورج اور چاند کسی بڑے آدمی کے انتقال کی وجہ سے گرہن ہوتا ہے ایسا نہیں ہے بے شک سورج اور چاند کسی کی پیدائش کی وجہ سے یا کسی کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ چیز اس کے سامنے جھک جاتی ہے۔

1261: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1041، ورقم الحديث: 1057، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2111، ورقم

الحديث: 2112، ورقم الحديث: 2113، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 1461

1262: أخرجه ابوداؤد فی "المسنن" رقم الحديث: 1193، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 1484

سورج گرہن کے اسباب کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ (اس طرح) نماز پڑھی کہ سورت بقرہ کی قرأت کی بقدر طویل قیام فرمایا (یعنی اتنی دیر تک قیام میں کھڑے رہے جتنی دیر تک سورت بقرہ پڑھی جاسکتی ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا، رکوع بھی اتنا طویل تھا، رکوع سے مراٹھایا اور بڑی دیر تک کھڑے رہے لیکن یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا، پھر (دوبارہ) رکوع کیا، یہ رکوع بھی طویل تھا مگر پہلے رکوع سے کم، پھر کھڑے ہوئے اور سجدہ کیا، پھر (دوسری رکعت کے لئے) کھڑے ہوئے اور بہت طویل قیام کیا مگر یہ قیام پہلی رکعت کے قیام سے کم تھا، پھر رکوع میں گئے یہ رکوع بھی طویل تھا مگر پہلے رکوع سے کم، پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے مگر یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع میں گئے یہ رکوع بھی طویل تھا مگر پہلے رکوع سے کم پھر کھڑے ہوئے اور سجدہ کیا اس کے بعد (یعنی التحیات اور سلام کے بعد) نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند اللہ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ایہ نہ کسی مرنے کی وجہ سے گرہن ہوتے ہیں اور نہ کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے جب تم یہ دیکھو کہ (یہ گرہن میں آگئے ہیں) تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔ "صحابہ کرام نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (نماز کے دوران) ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے کسی چیز کو لینے کا ارادہ کیا پھر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " (جب تم نے مجھے کسی چیز کے لینے کے لئے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تھا تو اس وقت) میں نے جنت کو دیکھا تھا اور اس میں سے خوشہ انگور لینے کا ارادہ کیا تھا، اگر میں خوشہ انگور لے لیتا تو بلاشبہ تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے اور جب تم نے مجھے پیچھے ہٹے ہوئے دیکھا تھا (اس وقت) میں نے دوزخ دیکھی تھی (اس کی گرمی کے پہنچنے کے ڈر سے پیچھے ہٹ گیا تھا) چنانچہ آج کے دن کی طرح کسی دن میں نے ایسی ہولناک جگہ بھی نہیں دیکھی اور دوزخ میں میں نے زیادہ عورتیں ہی دیکھی ہیں۔ "صحابہ کرام نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! کس وجہ سے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کے کفر کی وجہ سے "صحابہ کرام نے عرض کیا کہ "کیا عورتیں اللہ کے کفر میں مبتلا ہیں۔"؟ فرمایا "نہیں" بلکہ وہ شوہروں کی نعمتوں اور احسان کا کفران کرتی ہیں (یعنی شوہروں کی ناشکر و نافرمانی کرتی ہیں اور کسی کا احسان نہیں مانتیں) چنانچہ تم ان میں سے کسی کے ساتھ بد توں تک بھلائی کرتے رہو مگر جب کبھی وہ کسی چیز کو اپنی مرضی کے خلاف پائے گی تو یہی کہے گئے کہ میں نے کبھی تمہارے یہاں بھلائی نہیں دیکھی۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1456)

آیتان من ایت اللہ کا مطلب یہ ہے کہ "سورج و چاند" اللہ کی الوہیت اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے اس بات کی دو نشانیاں ہیں کہ یہ دونوں رب قدوس کے تابعدار اور فرمانبردار پیدا کئے گئے ہیں انہیں اپنی طرف سے کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت تو کہا جوتی ہے ان میں اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ اپنے اندر کسی قسم کے پیدا ہوئے نقصان اور عیب کو ختم کر سکیں۔ لہذا کیسے بد عقل و کند فہم اور کور بخت ہیں وہ لوگ جو اس چیز کا مشاہدہ کرتے ہوئے چاند و سورج کو معبود قرار دیتے ہیں ان کے سامنے اپنی پیشانی جھکاتے ہیں؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جاہلیت کے اس عقیدہ کو ختم فرمایا کہ کس عظیم حادثہ مثلاً کسی بڑی آدمیت

کے مرنے اور وباء عام یعنی قحط وغیرہ کی وجہ سے سورج و چاند گرہن میں آتے ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا کہ یہ خیالات باطل اور اعتقادات فاسد ہیں حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ ان دونوں کو گرہن میں مبتلا کر کے صرف اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ فاذا کروا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ چاند و سورج گرہن کے وقت اگر نماز کے وقت مکروہ نہ ہوں تو کسوف و خسوف کی نماز پڑھو اور اگر اوقات مکروہ ہوں تو پھر نماز نہ پڑھو بلکہ پروردگار کی تسبیح و تہلیل اور تکبیر نیز استغفار میں مشغول ہو جاؤ۔

لیکن یہ بات جان لو کہ یہ حکم "امراستجابی" کے طور پر ہے وجوب کے طور پر نہیں ہے کیونکہ نماز کسوف و خسوف واجب نہیں ہے۔ بلکہ بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک سنت ہے۔ "رہتی دنیا تک کھاتے" یعنی جیسا کہ بہشت کے میوؤں کی خاصیت ہے، انگور کے اس خوشہ میں سے جو دانہ کھاتے اس کی جگہ دوسرا دانہ پیدا ہو جاتا اسی طرح وہ خوشہ رہتی دنیا تک چلتا رہتا۔ جنت کے اس خوشہ انگور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ لینے کا سبب یہ تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لئے لیتے اور لوگ اسے کچھ لیتے تو ایمان بالغیب کی کوئی حقیقت و اہمیت باقی نہ رہ جاتی۔

نماز کسوف کی ادائیگی و قرأت کا بیان

1263- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَأَاهُ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكِعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكِعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرُّكُوعِ الْآخِرِ مِثْلَ ذَلِكَ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَأَنْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَنشَأَ عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَتَكَيَّفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ

••• حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں سورج گرہن ہو گیا نبی کریم ﷺ مسجد شریف لے گئے آپ ﷺ کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے تکبیر کی لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف قائم کر لی نبی کریم ﷺ نے طویل قرأت کی پھر آپ ﷺ نے تکبیر کی اور آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے پھر آپ ﷺ نے طویل

1263: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1046، رقم الحديث: 1212، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2088، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم

الحديث: 1180، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1471

آپ رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور پھر آپ نے طویل سجدہ کیا۔ پھر آپ نے قیام کیا تو طویل قیام کیا۔ پھر آپ رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور طویل قیام کیا۔ پھر آپ رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا۔ پھر آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: جنت میرے قریب ہوئی، یہاں تک کہ اگر میں چاہتا تو اس کا ایک خوشہ توڑ کر تمہارے پاس آ جاتا اور جہنم میرے قریب ہوئی۔ یہاں تک کہ میں نے یہ سوچا: اے میرے پروردگار! میں ان (اہل جہنم) کے ساتھ ہی ہوں؟ (راوی بیان کرتے ہیں) میرا خیال ہے انہوں نے یہ بات بھی بتائی وہاں ایک خاتون تھی جسے ایک بلی نوج رہی تھی۔ میں نے دریافت کیا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ اس نے اس بلی کو باندھ دیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی۔ اس نے اس بلی کو کھانے کے لئے کچھ نہیں دیا اور چھوڑا بھی نہیں کہ خود ہی زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔

کسوف میں رکوع و سجود کی تعداد کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تھا سورج گرہن ہوا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو چھ رکوع اور چار سجدے کے ساتھ نماز پڑھائی۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1459)

حضرت ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے جو ماریہ قہطیہ کے بطن سے ۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۷ھ میں حالت شیرخواری میں وفات پا گئے تھے، ان کی عمر صرف اٹھارہ مہینے یا اس سے کچھ زیادہ ہوئی تھی۔ جس دن ان کا انتقال ہوا اس دن سورج کو گرہن لگا۔ چنانچہ لوگوں نے کہا کہ سورج گرہن ان کی وفات ہی کی وجہ سے ہوا ہے۔ جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تردید فرمائی جیسا کہ گذشتہ روایتوں میں معلوم ہو چکا ہے۔ "چھ رکوع اور چار سجدے کے ساتھ" کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں تین تین رکوع اور دو دو سجدے کئے۔ جیسا کہ اس باب کی احادیث میں اس نماز کے رکوع کی تعداد مختلف بیان ہوئی ہے۔

لہذا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے ان احادیث کو ترجیح دی ہے جن میں ہر رکعت میں صرف ایک رکوع کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ اصل یہی ہے کہ ہر رکعت میں ایک رکوع ہو بلکہ اس بارہ میں قوی اور فعلی دونوں طرح کی احادیث منقول ہیں۔ پھر یہ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مستدل روایت کے علاوہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے اکثر اہل علم حضرات کے یہاں یہ بھی مسئلہ ہے کہ اگر گرہن دیر تک رہے تو یہ جائز ہے کہ ہر رکعت میں تین یا چار یا پانچ رکوع بھی کئے جاسکتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن ابن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اپنے تیروں سے

تیر اندازی کیا کرتا تھا چنانچہ ایک دن میں تیر اندازی میں مشغول تھا کہ سورج گرہن ہوا، میں نے تیروں کو پھینک دیا اور (دل میں) کہا کہ اللہ کی قسم میں یہ ضرور دیکھوں گا کہ سورج گرہن ہونے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت ہوتی ہے (یعنی یہ دیکھوں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کیا کرتے ہیں؟) حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ "(یہ سوچ کر) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (میں نے سنا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھنے اور دعا مانگنے لگے، یہاں تک سورج گرہن سے نکل آیا۔ جب سورج سے ظلمت دور ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا فرمائی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی دو رکعتیں پڑھیں جن میں دو سورتوں کی قرات کی۔

(مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1461)

وہو قائم فی الصلوة کا مطلب یہ ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے نماز کے سے انداز قبلہ کی طرف رخ کئے ہوئے کھڑے تھے اور لوگ صف باندھے کھڑے تھے۔ یا پھر یہ کہا جائے گا کہ یہاں "صلوة" یعنی نماز سے مراد "دعا" ہے۔ یہ تاویل اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ کسی بھی مسلک سے معلوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گرہن کے وقت حالت نماز میں اذکار کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ "جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، نماز کسوف کے رکوع کی تعداد کے بارہ میں مختلف احادیث مروی ہیں چنانچہ جن روایتوں سے ہر رکعت میں کئی کئی رکوع کا اثبات ہوتا ہے۔ وہ سب مضطرب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارہ میں خود راوی بھی مضطرب ہیں کہ بعض نے تین تین رکوع بیان کئے ہیں، بعض نے چار چار رکوع اور بعض نے پانچ رکوع تک کی تعداد اور روایت کی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ اضطراب موجب ضعف ہوتا ہے لہذا روایتوں کا ترک کرنا واجب ہوا جو تعداد اور رکوع کو ثابت کرتی ہیں اسی لئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں روایات کو اپنا مستدل قرار دیا ہے۔ جن سے ہر رکعت میں ایک ایک رکوع کرنا ثابت ہے۔

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو رکعت نماز پڑھنی شروع کی (یعنی دو رکعت نماز پڑھ کر دیکھتے اگر گرہن ختم نہ ہوتا تو پھر دو دو رکعت نماز پڑھتے اسی طرح گرہن تک نماز پڑھتے رہے) اور (اللہ تعالیٰ سے یہ دعا) مانگتے (کہ یا اللہ آفتاب روشن کر دے یا یہ کہ ہر دو دو رکعت کے بعد لوگوں سے گرہن کے بارہ میں پوچھتے کہ گرہن ختم ہوا یا نہیں؟ اگر لوگ کہتے کہ ابھی گرہن باقی ہے تو پھر نماز میں مشغول ہو جاتے) جہاں تک کہ آفتاب روشن ہو گیا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1466)

اور سنن نسائی کی روایت ہے کہ "جب سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی جس میں رکوع و سجدہ کرتے تھے" سنن نسائی کی ایک دوسری روایت کے لفاظ یہ ہیں کہ "ایک روز جب کہ سورج کو گرہن ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلٹ کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی یہاں تک کہ آفتاب روشن ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "زمانہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے کہ زمین پر رہنے والے بڑے آدمیوں میں سے کسی بڑے آدمی کے مرجانے کی وجہ سے سورج اور چاند کو گرہن لگتا ہے، حالانکہ (حقیقت یہ ہے کہ) سورج و چاند نہ تو کسی کے مرجانے کی وجہ سے گرہن میں آتے ہیں اور نہ

کسی کی پیدائش کی وجہ سے۔ یہ دونوں محض اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں، اللہ جو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں تغیر (مثلاً گرہن، روشنی اور اندھیرا) پیدا کرتا ہے۔ لہذا جب ان میں سے کوئی گرہن میں آئے تو تم نماز پڑھنی شروع کر دو یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ظاہر ہو جائے (یعنی عذاب آجائے یا قیامت شروع ہو جائے)۔ (سنن نسائی)

حدیث کے الفاظ "ہماری نماز کی طرح کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کی ہر رکعت میں کئی کئی رکوع نہیں کئے بلکہ جس طرح کہ ہم روزمرہ نماز پڑھتے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس وقت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے کئے۔" یہ حدیث حنیفہ کے مسلک کی دلیل ہیں اس کے علاوہ اور احادیث بھی منقول ہیں جو اس مسئلہ میں حنیفہ کے مسلک کی تائید کرتی ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ

یہ باب نماز استسقاء کے بیان میں ہے

استسقاء کے معنی و مفہوم کا بیان

استسقاء کے لغوی معنی ہیں "پانی طلب کرنا" اور اصطلاح شریعت میں اس کا مطلب ہے "قطر اور خشک سالی میں طلب بارش کے لئے بتائے گئے طریقوں کے مطابق نماز پڑھنا اور دعا کرنا۔"

نماز استسقاء کی دعا اور عاجزی کا بیان

1266 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَرَسَلَنِي أَمِيرٌ مِنَ الْأُمَرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا مَنَعَهُ أَنْ يُسْأَلَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِعًا مُتَبَدِّلًا مُتَخَفِّعًا مُتَوَسِّلًا مُتَضَرِّعًا فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَلِهُ

• ہشام بن اسحاق اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک حکمران نے مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا تا کہ میں ان سے نماز استسقاء کے بارے میں دریافت کروں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس نے خود براہ راست مجھ سے یہ سوال کیوں نہیں کیا؟ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا: نبی کریم ﷺ تواضع کے عالم میں خضوع و خشوع کا اظہار کرتے ہوئے عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے گریہ وزاری کرتے ہوئے تشریف لے گئے آپ ﷺ نے دو رکعات نماز پڑھائی جس طرح آپ ﷺ عید کی

نماز پڑھایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اس طرح خطبہ نہیں دیا تھا جس طرح تم لوگ دیتے ہو۔

شرح

بارش کے لئے دعا کرنے اور پروردگار سے رحمت مانگنے کے لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر و باطن اور زبان و دل گویا پورا وجود مبارک انتہائی بے چارگی اور محزون اختیار کرتے ہوئے ہوتا تھا، چنانچہ نہ صرف یہ کہ وہ اس موقع پر بندہ کی انتہائی محتاجی و بیچارگی اور عاجزی کے اظہار کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری طور پر زبیر و زینت (یعنی لباس وغیرہ میں خوش سلیقگی ترک کر کے سراپا محزون و اکسار ہوتے تھے بلکہ باطنی طور پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک خوف اللہ سے لرزاں اور زبان مبارک تضرع و زاری میں مشغول ہوتی تھی۔

نماز استسقاء اور چادر پھیرنے کا بیان

1267- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبَادَ بْنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ أَبِي عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى لِيَسْتَسْقِيَ فَاِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَّبَ رِدَائَهُ وَصَلَّى وَكُتِبَ

••• عباد بن تمیم اپنے والد کے حوالے سے ان کے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا جب آپ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے عید کا تشریف لے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا اپنی چادر کو الٹا دیا اور دو رکعات نماز ادا کی۔

شرح

چادر پھیرنا "در اصل تغیر حالت کے لئے اچھا شگون لینے کے درجہ میں ہے جس طرح چادر الٹ پلٹ دی گئی ہے اسی طرح موجودہ حالت میں بھی تبدیلی اور تغیر ہو جائے یا اس طور کہ قحط کے بدلہ ارزانی ہو جائے اور خشک سالی کی بجائے باران رحمت سے دنیا سیراب ہو جائے۔ چادر پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑا جائے اور بائیں ہاتھ سے چادر کی دائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑ لیا جائے پھر دونوں ہاتھوں کو پیٹھ کے پیچھے اس طرح پھیرا اور پلٹا جائے کہ دائیں ہاتھ چادر کا پکڑا ہوا کونا دائیں موٹہ ہے پر آ جائے اور بائیں ہاتھ میں چادر کا پکڑا ہوا کونا بائیں موٹہ ہے پر آ جائے اس طریقہ سے چادر کو دائیں کونا تو بائیں ہو جائے گا اور بائیں کونا دائیں ہو جائے گا۔ نیز اور اوپر نیچے پہنچ جائے گا اور نیچے کا حصہ اوپر پر جائے گا۔

1267: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1005، رقم الحديث: 1011، رقم الحديث: 1012، رقم الحديث: 1023، رقم الحديث: 1024، رقم الحديث: 1025، رقم الحديث: 1026، رقم الحديث: 1027، 1028، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2067، رقم الحديث: 2068، 2069، رقم الحديث: 2070، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1161، رقم الحديث: 1162، 1163، رقم الحديث: 1164، رقم الحديث: 1166، 1167، أخرجه الترمذی فی "المعجم" رقم الحديث: 556، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1504، رقم الحديث: 1506، رقم الحديث: 1508، رقم الحديث: 1509، 1510، رقم الحديث: 1511، 1518، رقم الحديث: 1519، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1504، رقم الحديث: 1521

1267 م- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَا سَفِيَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ قَالَ سَفِيَّانُ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ عَمْرِو جَعَلَ أَغْلَاهُ أَسْفَلَهُ أَوِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ قَالَ لَا بَلِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ

••• یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1268- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِنَا وَكُتِّبَ بِلَا آذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللَّهَ وَحَوْلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَالِغَايَةِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَائَهُ فَجَعَلَ الْيَمِينَ عَلَى الْآيْسَرِ وَالْآيْسَرِ عَلَى الْيَمِينِ

••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی کریم ﷺ نماز استسقاء ادا کرنے کے لیے تشریف لے گئے آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کے بغیر دو رکعات نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ کیا، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اپنا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر لیا، آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر لیے پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کو الٹا دیا، دائیں حصے کو بائیں طرف کر دیا اور بائیں حصے کو دائیں طرف کر دیا۔

شرح

شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے لئے استسقاء کئی بار مختلف طریقوں سے کیا لیکن جو طریقہ سنت کا اپنی امت کے لئے اختیار کیا وہ یہ ہے کہ لوگوں سمیت نہایت عاجزی کے ساتھ عید گاہ تشریف لے گئے، اور دو رکعتیں پڑھیں، ان میں زور سے قراءت کی، پھر خطبہ پڑھا، اور قبلہ کی طرف منہ کیا، خطبہ میں دعا مانگی، اور دونوں ہاتھ اٹھائے، اور اپنی چادر پلٹی، استسقاء کی نماز دو رکعت مسنون ہے، ان کے بعد خطبہ ہے، اس کے وجوب کی کوئی دلیل نہیں ہے، اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک استسقاء میں صرف دعا اور استغفار کافی ہے، جب کہ متعدد احادیث میں نماز وارد ہے، اور جن حدیثوں میں نماز کا ذکر نہیں ان سے نماز کی نفی لازم نہیں آتی، اور ابن ابی شیبہ نے جو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ استسقاء کو نکلے پھر نہ زیادہ کیا استغفار پر، یہ ایک صحابی کا موقف اثر ہے، قطع نظر اس کے سنت کے ترک سے اس کی سبب باطل نہیں ہوتی، اور اسی پردہ مرفوع حدیث بھی محمول ہوگی۔ جس میں نماز کا ذکر نہیں ہے، اور صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ کا وسیلہ لیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ لیا۔

اس معنی میں کہ نبی اکرم ﷺ نے خود استسقاء کی نماز ادا فرمائی، اور بارش کی دعا کی، آپ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے یہاں اور کون تھا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چچا عباس کو نماز استسقاء کے لیے آگے بڑھایا کیونکہ آپ کی بزرگی، صالحیت اور اللہ کے

رسول سے تعلق کی وجہ سے اس بات کی توقع کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کی دعا قبول ہوگی، اور بعض روایتوں میں نماز سے پہلے خطبہ وارد ہے، اور دونوں طرح صحیح ہے، (الروضۃ الندیہ)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ

یہ باب بارش کے حصول کے لیے دعائے مانگنے کے بیان میں ہے

استسقاء کے مفہوم کا بیان

استسقاء کے لغوی معنی ہیں "پانی طلب کرنا" اور اصطلاح شریعت میں اس کا مطلب ہے "تخت اور خشک سالی میں طلب بارش کے لئے بتائے گئے طریقوں کے مطابق نماز پڑھنا اور دعا کرنا۔"

نبی کریم ﷺ سے دعا کروانے کا بیان

1268- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السَّمِطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ كَعْبٍ بَنِ مُرَّةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْلَرُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ اللَّهَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا مَرِيئًا مَرِيئًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِبٍ نَالِقًا غَيْرَ ضَارٍ قَالَ فَمَا جَمَعُوا حَتَّى أَجِيبُوا قَالَ فَآتَوْهُ فَشَكُّوا إِلَيْهِ الْمَطَرُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهَلَّمَتِ الْبُيُوتُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوِّالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَجَعَلَ السَّحَابُ يَنْقُطُ يَمِينًا وَشِمَالًا

••• شُرَحْبِيل بن سمط بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ! آپ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ہمیں کوئی حدیث سنائیں اور ذرا احتیاط کیجئے گا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر لیے آپ ﷺ نے دعا مانگی:

"اے اللہ! تو ہمیں ایسے بادل کے ذریعے میرا بکر جو خوشگوار ہو زیادہ ہو ہر جگہ پر ہو اور جلدی ہو اس میں دیر نہ ہو اس میں فائدہ ہو نقصان نہ ہو۔"

راوی کہتے ہیں: ابھی لوگوں نے جمعہ ادا نہیں کیا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔

(راوی کہتے ہیں پھر اس کے بعد) لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے بارش کی شکایت کی لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! گھر گرنے لگ پڑے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔

"اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر ہو ہمارے اوپر نہ ہو۔"

راوی کہتے ہیں: تو بادل دائیں اور بائیں طرف چھٹ گئے۔

نماز استسقاء میں خطبہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عید گاہ میں منبر رکھا جائے چنانچہ جب عید گاہ میں منبر رکھ دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ایک دن کے بارہ میں طے کیا کہ اس دن سب لوگ عید گاہ چلیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (متعین دن) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کا کنارہ ظاہر ہوتے ہی (عید گاہ) تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر تکبیر کہی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا کہ "تم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شہروں کی قحط سالی اور بارش کے اپنے وقت پر نہ برسنے کی شکایت تھی اب اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اس سے بارش کے لئے دعا مانگو اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے مہربان اور بخشش کرنے والا ہے یوم جزاء کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تو معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو غنی (بے پرواہ) ہے اور ہم فقیر و محتاج ہیں۔ ہم پر بارش برسا اور جو چیز کہ تو نازل کرے (یعنی بارش) اس کو ایک مدت دراز تک ہماری مدت اور (اس کے ذریعہ اپنے مقاصد و منافع تک) پہنچنے کا سبب بنا۔" اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اتنے بلند اٹھائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بظلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، پھر اپنی پشت مبارک لوگوں کی طرف پھیر کر اپنی چادر اٹھی یا یہ کہ پھیری اور اپنے ہاتھ یوں ہی اٹھائے رہے پھر لوگوں کی طرف منہ کرے (منبر سے) نیچے تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ "جب ہی اللہ تعالیٰ نے بادل ظاہر فرمائے جو گر جئے لگے اور بجلی چمکنے لگی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش شروع ہو گئی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد تک نہ آئے پائے تھے کہ نالے بہنے لگے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سایہ (یعنی بارش سے بچنے کے لئے محفوظ مقام) ڈھونڈنے میں جلدی کرتے دیکھا تو ہنس پڑھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں پھر فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول اللہ ہوں۔" (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1483)

حضرت امام مالک حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ نماز استسقاء کے بعد دو خطبے پڑھنا سنت ہے اور خطبہ کی ابتداء استغفار کے ساتھ کرنی چاہیے جیسے کہ عیدین کے خطبہ کی ابتداء تکبیر کے ساتھ ہوتی ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت امام احمد کے نزدیک خطبہ مشروع نہیں ہے صرف دعا و استغفار پر اکتفا کرنا چاہیے۔

حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب سنن اربعہ نے حضرت اسحاق ابن عبد اللہ کنانہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (استسقاء کے لئے) عید گاہ جا کر تمہاری طرح خطبہ نہیں پڑھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابر دعا کرتے گریہ و زاری کرتے اور اللہ کی عظمت و بڑائی بیان کرتے رہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت

نماز پڑھی جیسا کہ عید میں پڑھتے تھے۔

نماز استسقاء اور خطبہ دینے کا بیان

1270- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ أَبُو الْأَخْوَصِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ قَوْمٍ مَا يَتَزَوَّدُ لَهُمْ رَاعٌ وَلَا يَخْطُرُ لَهُمْ فَحُلٌّ لَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا طَبَقًا مَرِيئًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِبٍ ثُمَّ نَزَلَ فَمَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ مِنْ وَجْهِهِ مِنَ الْوُجُوهِ إِلَّا قَالُوا قَدْ أَحْيَيْنَا

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں ایک ایسی قوم کی طرف سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں جن لوگوں کے پاس جانوروں کے چرواہے کا زادراہ بھی نہیں ہے جن کا ز جانور دم بھی نہیں ہلا سکتا (یعنی جو لوگ قحط سالی کا شکار ہیں) تو نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی آپ ﷺ نے دعا مانگی۔

”اے اللہ! تو ہمیں ایسے بادل کے ذریعے سیراب کر جو مددگار ہو خوشگوار ہو ہر جگہ پر ہو عام ہو اس کے قطرے موٹے ہوں جو جلدی ہو اس میں تاخیر نہ ہو۔“

پھر نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو اس پاس کے علاقوں سے جو بھی شخص آیا اس نے یہی بتایا کہ ہم پر بارش نازل ہوئی ہے۔

1271- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَرَكَةَ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى حَتَّى رَأَيْتُ أَوْ رَأَيْتُ بَيَاضَ ابْطْنِهِ قَالَ مُعْتَمِرٌ أَرَاهُ فِيهِ إِلَّا اسْتِسْقَاءَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے بارش کی دعا مانگی یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

(راوی کو شک ہے یہ الفاظ ہیں) آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔

معمر نامی راوی کہتے ہیں:۔ خیال ہے یہ بارش کی دعا مانگنے کے بارے میں واقعہ ہے۔

1272- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ

1270: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1271: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1272: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحدیث 1008

عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَبُّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَمَا نَزَلَ حَتَّى جَيْشَ كُلِّ مِيزَابٍ بِالْمَدِينَةِ فَأَذْكَرُ قَوْلَ الشَّاعِرِ
وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْعَمَامُ بِوَجْهِهِ
وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ

••• سالم نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے

جب کبھی مجھے شاعر کا یہ قول یاد آتا ہے تو گویا نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک میرے سامنے آ جاتا ہے۔ جب آپ نے بارش کے لئے دعا کی تھی تو ابھی آپ منبر سے نیچے نہیں اترے تھے کہ ہر پرنا لہا چھی طرح بہنے لگا تھا۔ (وہ شعر یہ ہے) ”وہ روشن سفید چہرے کے مالک جن کے چہرے کے دیلے سے بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ وہ قیہوں کے فریاد رس اور بیواؤں کو پناہ دینے والے ہیں۔“

(راوی کہتے ہیں) یہ جناب ابوطالب کا شعر ہے۔

شرح

سبحان اللہ آپ کا حسن ظاہری اس درجہ تھا کہ جو کوئی آپ کے جمال و کمال کو دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا، اور باطنی حسن اس درجہ تھا کہ تمام قیہوں، بیواؤں اور بیسوں کے آپ غم گسارتے، ایسی جامع کمالہستی دنیا میں سوا آپ کے کس کی ہے، قصیدے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا رنگ سفید تھا، دوسری حدیث میں: ”هَذَا الْأَبْيَضُ الْمَتَكِيُّ“ اور ایک حدیث میں ہے کہ گو نہ سرخی بھی اس سفیدی میں ملی تھی، بلکہ غالب تھی، ہمیشہ سے سرداروں اور بادشاہوں کا رنگ یہی ہے۔

نماز استسقاء کا بیان

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بارش مانگنے کے لئے باجماعت نماز مسنون نہیں ہے (یعنی سنت قرار نہیں دی گئی) پس اگر لوگوں نے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لی تو جائز ہے اور بارش مانگنا صرف دعا اور بخشش طلب کرنا ہے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام دو رکعت نماز پڑھائے ان دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کرے پھر خطبہ دے اور قبلہ کی جانب منہ کر کے دعا مانگے اور امام تو اپنی چادر کو پلٹ دے گا جبکہ لوگ اپنی چادروں کو نہیں پلٹیں گے اور نماز استسقاء میں ذمی لوگ حاضر نہ ہوں۔ (قدوری، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

نماز استسقاء کے دعا ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہمراہ طلب بارش کے لیے عید گاہ تشریف لئے گئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی جس میں بلند آواز سے قرأت فرمائی اور قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور قبلہ رخ ہوتے وقت اپنی

چادر پھیر دی تھی۔ (صحیح البخاری صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: ۱۸۷۲)

حضرت امام شافعی اور صاحبین (حضرت امام یوسف اور حضرت امام محمد) کے نزدیک استسقاء کی نماز عید کی نماز کی طرح ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ استسقاء کی دو رکعت نماز اسی طرح پڑھی جائے جیسا کہ دوسری نماز پڑھی جاتی ہے۔

حضرت عباد بن حمیم اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے لوگوں کے ساتھ بارش کی طلب کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھائیں جن میں بلند آواز قرات کی پھر اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا دوں ہاتھوں کو اٹھایا اور بارش کے لئے دعا مانگی دوران حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ تھے اس باب میں ابن عباس ابو ہریرہ انس اور ابو حمزہ سے بھی روایت ہے۔

امام ابویسٰی ترمذی کہتے ہیں عبد اللہ بن زید کی حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے جن میں شافعی اور احمد اسحاق بھی شامل ہیں عباد بن حمیم کے چچا کا نام عبد اللہ بن زید بن عامر مازنی ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: ۵۸۳)

نماز استسقاء کے سلسلہ میں خود حنفیہ کے یہاں دو قول ہیں، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ استسقاء نماز نہیں ہے بلکہ دعا و استغفار ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن اکثر احادیث میں استسقاء کا ذکر آیا ہے ان میں نماز مذکور نہیں ہے بلکہ صرف دعا کرنا مذکور ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں صحیح روایت منقول ہے۔ کہ انھوں نے استسقاء کے لیے صرف دعا و استغفار پر اکتفا فرمایا نماز نہیں پڑھی، اگر اس سلسلہ میں نماز مسنون ہوتی تو وہ ترک نہ کرتے۔ اور ایسے ضروری مشہور واقعات کا انہیں معلوم نہ ہونا جب کہ زمانہ نبوت کو بھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے بعید ہے اور معلوم ہونے کی صورت میں اسے ترک کرنا حضرت عمر کیرضی اللہ عنہ شان سے بعید تر ہے۔

صاحبین کا مسلک اس کے خلاف ہے۔ ان حضرات کے نزدیک نہ صرف یہ کہ استسقاء کے لیے نماز منقول اور مسنون ہے بلکہ اس نماز میں جماعت اور خطبہ بھی مشروع ہے۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول لاصلوۃ فی الاستسقاء (یعنی استسقاء کے لیے نماز نہیں ہے) کی مراد یہ ہے کہ اس نماز کے لیے جماعت خطبہ اور خصوصیت سنت و شرط نہیں، اگر ہر آدمی الگ الگ نفل نماز پڑھے اور دعا و استغفار کرے تو بہتر ہے۔ اس وقت حنفیہ کے یہاں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ نماز استسقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور منقول ہے جس کا ایک واضح ثبوت مذکور بالا حدیث ہے۔

نماز استسقاء کے سلسلہ میں یہ افضل ہے کہ اس کی دونوں رکعتوں میں سے پہلی رکعت "سورت ق" یا "سورت ربک الاعلیٰ" اور دوسری رکعت میں "اقتربت الساعة" یا "سورت غاشیہ" کی قرات کی جائے۔

"چادر پھیرنا" دراصل تغیر حالت کے لیے اچھا شگون لینے کے درجہ میں ہے جس طرح چادر الٹ پلٹ دی گئی ہے اسی

طرح موجودہ حالت میں بھی تبدیلی اور تغیر ہو جائے یاں طور کہ قحط کے بدلہ ارزانی ہو جائے اور خشک سالی کی بجائے بارانِ رحمت سے دنیا سیراب ہو جائے۔

چادر پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑا جائے اور بائیں ہاتھ سے چادر کی دائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑ لیا جائے پھر دونوں ہاتھوں کو پیٹھ کے پیچھے اس طرح پھیرا اور پلٹا جائے کہ دائیں ہاتھ چادر کا پکڑا ہوا کونا دائیں موٹہ پر آ جائے اور بائیں ہاتھ میں چادر کا پکڑا ہوا کونا بائیں موٹہ پر آ جائے اس طریقہ سے چادر کو دایاں کونا تو بائیں ہو جائے گا اور پایاں کونا دائیں ہو جائے گا۔ نیز اور اوپر نیچے پہنچ جائے گا اور نیچے کا حصہ اوپر جائے گا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ الْعِيدَيْنِ

یہ باب نماز عیدین کے بیان میں ہے

لفظ عید کے معنی و مفہوم کا بیان

عید، لفظ عود سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں "بار بار آنا" چنانچہ اس دن کو عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دن بار بار یعنی ہر برس آتا ہے چنانچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس دن کا نام "عید" اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ عود کرتا ہے یعنی بندوں پر اپنی رحمت اور بخشش کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے۔ اسی مناسبت سے عید کے بارے میں یہ عارفانہ جملے بیان کئے جاتے ہیں کہ عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو نئے کپڑے پہنے بلکہ اس کے لئے ہے جو عید سے امن میں (یعنی برے کاموں سے بچتا رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا مستحق ہو اور اس کے عتاب سے امن میں رہے) عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو عود کی خوشبو سے معطر ہو بلکہ اس کے لئے ہے جو توبہ کرنے والا ہو کہ پھر گناہ نہ کرے عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو آرائش دنیا کی زینت اختیار کرے بلکہ اس کے لئے ہے جو تقویٰ (پرہیزگاری) کو آخرت کے لئے زادِ راہ بنائے۔ عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو سوار یوں پر سوار ہو بلکہ اس کے لئے ہے جو گناہوں کو ترک کرے۔ اور عید اس آدمی کے لئے نہیں جو (آرائش و زیبائش کے) فرش بچائے بلکہ اس کے لئے ہے جو پل صراط سے گذر جائے گا۔

عید کے دن صدقہ و خیرات کرنے کا بیان

1273 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَا سَفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ

عَبَّاسٍ يَقُولُ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَرَأَى

أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَاتَّاهُنَّ فَذَكَرَهُنَّ وَوَعظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٍ قَاتِلٍ بِيَدَيْهِ هَكَذَا

1273: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 98، ورقم الحديث: 1449، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2042، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم

الحديث: 1142، ورقم الحديث: 1143، ورقم الحديث: 1144، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1568

فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخُرُصَ وَالْخَنَاصِمَ وَالشَّيْءَ

• حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کے بارے میں میں یہ بات گواہی کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے خطبہ دینے سے پہلے (عید کی نماز) ادا کی تھی پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا آپ نے یہ گمان کیا کہ خواتین تک آپ کی آواز نہیں پہنچی ہے۔ آپ خواتین کے پاس تشریف لائے۔ نبی کریم ﷺ نے ان خواتین کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کی ہدایت کی۔ آپ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے اپنی چادر کو پھیلا یا ہوا تھا۔ تو خواتین نے اپنے کانوں کی بالیاں اور گلے کے ہار (حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں) ڈالنا شروع کر دیے۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عورتیں بھی نماز عید و بقر عید میں عید گاہ جاتی تھیں۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو وعظ و نصیحت فرما چکے تو علیحدہ سے عورتوں کے پاس بھی انہیں پند و نصیحت کرنے کے لئے تشریف لے گئے کیونکہ عورتیں مردوں سے الگ ایک طرف بیٹھی ہوتی تھیں اس لئے جب آپ مردوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آواز ان تک اچھی طرح نہیں پہنچتی تھی۔

عید کی نماز میں اذان و اقامت نہ ہونے کا بیان

1274- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ بِغَيْرِ آذَانٍ وَلَا اِقامَةٍ

• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے عید کی اذان اور اقامت کے بغیر (نماز عید) ادا کی تھی۔

شرح

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا یہی مسلک تھا کہ عید و بقر عید کی نماز میں نہ تو اذان شروع ہے اور نہ تکبیر، اسی طرح دوسرے نوافل میں بھی اذان و تکبیر نہیں ہے بلکہ کتاب اذہار میں تو یہ لکھا ہے کہ مکروہ ہے۔

عید کی نماز اور برائی سے روکنے کا بیان

1275- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

1274: أخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 962، ورم الحديث: 979، ورم الحديث: 4895، أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 2041، أخرجه
ابن ماجه في "السنن" رقم الحديث: 1147.

سَعِيدٌ وَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْعِيدِ لِبَدَاً بِالنُّخْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ لِقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ وَبَدَأَتْ بِالنُّخْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ يَبْدَأُ بِهَا فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مروان نے عید کے دن منبر نکلوایا اور اسی نے سب سے پہلے نماز سے پہلے خطبہ دینے کا آغاز کیا ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا: اے مروان! تم نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے تم نے عید کے دن منبر نکلوایا ہے حالانکہ اس دن منبر نہیں نکلوایا جاتا اور تم نے اس کا آغاز خطبے سے کیا ہے نماز پہلے نہیں پڑھی حالانکہ خطبے سے اس کا آغاز نہیں کیا جاتا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بولے اس شخص نے اپنے ذمے لازم فرض کو ادا کر دیا ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص کوئی منکر دیکھے اور وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو کہ اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کر دے تو اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کر دینا چاہئے اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو اپنی زبان کے ذریعے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرنا چاہئے اگر وہ زبان کے ذریعے بھی اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو اپنے دل میں (اسے برا سمجھنا چاہئے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

عیدین میں نماز کے خطبہ پڑھنے کا بیان

1276 حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ يُصَلُّونَ الْعِيدَ قَبْلَ النُّخْبَةِ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبے سے پہلے عید کی نماز ادا کرتے تھے۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کے لئے تشریف لاتے تو وہاں سب سے پہلا یہ کام فرماتے کہ خطبے سے پہلے نماز ادا فرماتے، پھر نماز سے فارغ ہوتے اور لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں پر بیٹھتے رہتے چنانچہ آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے، وصیت کرتے اور احکام صادر فرماتے، اگر (جہاد کے لئے) کہیں کوئی لشکر بھیجا ہوتا تو اس کی روانگی کا حکم فرماتے اس طرح اگر (لوگوں کے معاملات و مقدمات

1275: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 175، ورم الحديث: 176، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 4340، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم

الحديث: 2173، أخرجه النسائی في "السنن" رقم الحديث: 5023، ورم الحديث: 5024

1276: أخرجه البخاری في "الصحيح" رقم الحديث: 963، أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 2049، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 531

کے بارے میں کوئی حکم دینا ہوتا تو حکم صادر فرماتے پھر (گھر) واپس تشریف لے آتے۔

(صحیح بخاری صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1399)

مدینہ منورہ کی عید گاہ شہر سے باہر ہے، جس کا فاصلہ کہتے ہیں کہ حجرہ شریف سے ایک ہزار قدم ہے وہ جگہ انتہائی متبرک اور مقدس ہے اب اس کے ارد گرد چارویواری بنادی گئی ہے۔

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ امام وقت کے لئے ضروری ہے کہ وہ عیدین کی نماز کے لئے عید گاہ جائے۔ ہاں اگر کوئی عذر مانع ہو تو پھر شہر کی مسجد ہی میں نماز پڑھائے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ امام وقت کے لئے مسنون ہے کہ وہ خود تو عید کی نماز کے لئے عید گاہ جائے اور کسی ایسے آدمی کو اپنا قائم بنادے جو شہر میں ضعیفوں کو نماز پڑھائے۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عید گاہ جانے کا مسئلہ مسجد حرام اور بیت المقدس کے علاوہ دوسری جگہوں کے لئے ہے کیونکہ نہ صرف ان دونوں مقدس مسجدوں کی عظمت و تقدس کے پیش نظر بلکہ صحابہ اور تابعین کی اتباع میں بھی مسجدوں میں تمام نمازیں پڑھنی افضل ہیں۔ فیقوم کا مطلب یہ ہے کہ آپ نماز سے فراغت کے بعد خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے لوگوں کے سامنے زمین پر کھڑے ہوتے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عید گاہ میں منبر نہیں تھا۔ اس کے بعد جب مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تو عید گاہ میں منبر کا انتظام کیا گیا اس لئے کہ منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے گئے خطبے کی آواز دور دور تک پہنچتی ہے۔ "نصیحت کرتے" یعنی مسلمانوں کو آپ اس موقع پر دنیا سے زہد اختیار کرنے اور آخرت کے طرف دھیان رکھنے کی نصیحت فرماتے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے ثواب کی عظمت و فضائل بیان کرتے اور گناہوں سے ڈراتے تاکہ لوگ اس دن کی خوشیوں اور مسرتوں میں مشغول ہو کر اطاعت سے غافل اور گناہوں میں مبتلا نہ ہو جائیں جیسا کہ آجکل لوگوں کا حال ہے۔ اور "وصیت کرتے" یعنی لوگوں کو تقویٰ یعنی پرہیزگاری اختیار کرنے کی وصیت فرماتے۔ تقویٰ کے تین درجے ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ شرک سے بچا جائے۔

وسط درجہ یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے اور ممنوع چیزوں سے بچا جائے۔ اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ وقت حضور قلوب کے ساتھ متوجہ اور ماسوا اللہ سے بے غرض رہا جائے۔ "احکام صادر فرماتے" یعنی لوگوں کے معاملات کے بارے میں جو احکام دینے ہوتے تھے وہ صادر فرماتے نیز عید الفطر میں فطرہ کے احکام اور عید الاضحیٰ میں قربانی کے احکام بیان فرماتے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي كَمِّ يُكَبِّرُ الْإِمَامَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

یہ باب نماز عیدین میں امام کی تکبیرات کے بیان میں ہے

1277- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ بْنُ سَعْدٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ

1277: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى مَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

••• عبد الرحمن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو نبی کریم ﷺ کے مؤذن تھے) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں قرأت کرنے سے پہلے سات تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

1278- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ مَبْعًا وَخَمْسًا

••• عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے عیدین کی نماز میں سات اور پانچ تکبیریں کہی تھیں۔

1279- حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ مَبْعًا فِي الْأُولَى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ

••• کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی تھیں۔

1280- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ وَعُقَيْلُ بْنُ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى مَبْعًا وَخَمْسًا يَوْمَ تَكْبِيرَتِي الرُّكُوعِ

••• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں سات اور پانچ تکبیریں کہی تھیں جو رکوع کی دو تکبیروں کے علاوہ تھیں۔

عیدین کی تکبیرات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سعید ابن عاص فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ و حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید و بقر عید کی نماز میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "جس طرح آپ صلی اللہ

1278: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 1151

1279: أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 546

1280: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 1149

عیدِ مسلم جازہ میں چار تکبیریں کہتے تھے اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی چار تکبیریں کہا کرتے تھے "حضرت حذیفہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ابو موسیٰ نے سچ کہا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ، ترمذی، جامع، جدول، رقم الحديث 1416)

حضرت ابو موسیٰ کے جواب کی تحصیل یہ ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جازہ میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں بھی ہر رکعت میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اس طرح کہ پہلی رکعت میں دو قرات سے پہلے تکبیر تحریرہ سمیت چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہتے تھے۔

اس سلسلہ میں یہ بات جان لی جانی چاہیے کہ تکبیرات عید کے سلسلہ میں متضاد احادیث متواتر ہیں اسی وجہ سے ائمہ کے مسلک میں بھی اختلاف ظاہر ہوا ہے چنانچہ تینوں اماموں کے نزدیک عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کے پاس تو پہلی رکعت میں سات تکبیریں مع تکبیر تحریرہ کے ہیں اور اسی طرح دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں تکبیر قیام سمیت ہیں جب کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک پہلی رکعت میں سات تکبیریں تکبیر تحریرہ کے علاوہ اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں تکبیر قیام کے علاوہ ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تکبیر تحریرہ کے علاوہ تین تکبیریں پہلی رکعت میں اور تکبیر رکوع کے علاوہ تین تکبیریں دوسری رکعت میں ہیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز اسی کو حضرت عبداللہ ابن مسعود نے بھی اختیار کیا ہے جبکہ حضرت امام شافعی کے مسلک کے مطابق حضرت عبداللہ ابن عباس کا مسلک ہے یہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن سے حضرت امام شافعی استدلال کرتے ہیں تو ان کی صحت و ضعف اور ان کی استاد و طرق کے بارہ میں بہت زیادہ اعتراضات ہیں۔ جس کو یہاں نقل کرنے کا موقع نہیں ہے۔ علاوہ حنیفہ اپنے مسلک کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ تکبیرات عیدین کے سلسلہ میں جب متضاد اور مختلف احادیث سامنے آئیں تو ہم نے ان میں سے ان احادیث کو اپنا معمول بہ قرار دیا جن میں تکبیرات کی تعداد کم منقول تھی کیونکہ عیدین کی زائد تکبیریں اور رفع یدین بہر حال خلاف معمول ہیں اس لیے کم تعداد کا اختیار کرنا ہی اولیٰ ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

یہ باب عیدین کی نماز میں قرات کے بیان میں ہے

1281- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنَا مَسْفِيَانُ بْنُ عَيْثَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَنَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

•• حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی

1281: أخرجه مسلم في الصحيح رقم الحديث: 2025 أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1122 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 533 أخرجه

ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحديث: 1423 رقم الحديث: 1567 رقم الحديث: 1089

علاوت کرتے تھے۔

1282- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَاهِلِيُّ عَنْ حُمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجَ عُمَرُ يَوْمَ عِيدٍ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي وَالِدِ اللَّيْثِيِّ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي يَوْمِ هَذَا الْيَوْمِ قَالَ بِقَاتٍ وَالتَّوَاتُبِ

• • • عید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن لکے انہوں نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا (اور یہ دریافت کیا) نبی کریم ﷺ اس دن کون سی سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے تو حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نبی کریم ﷺ سورۃ ق اور سورۃ اقتربت الساعۃ کی تلاوت کرتے تھے۔

1283- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ مُسْعِمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

• • • حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ

یہ باب عیدین میں خطبہ دینے کے بارے میں ہے

1284- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا كَاهِلٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ فَحَدَّثَنِي أَخِي عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ وَحَبَشِيٍّ إِخِذَ بِخَطَائِمِهَا .

• • • اسماعیل بن ابو خالد کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو کمال رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے میرے بھائی نے ان کے حوالے سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی اونٹنی پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ایک حبشی نے اس اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔

1285- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ

1282: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحدیث: 2056، ورم الحدیث: 2057، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحدیث: 1154، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحدیث: 534، ورم الحدیث: 535، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحدیث: 1566

1283: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1284: أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحدیث: 1572

قیس ابن عالد هو ابو كاهل قال رايث النبي صلى الله عليه وسلم يخطب على ناقه حناء وخيشي اخذ بخطامها .

• اسماعیل بن خالد نے حضرت قیس بن عائد رضی اللہ عنہ یہ حضرت ابوکاہل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خوبصورت اونٹنی پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ایک حبشی نے اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔

1286- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَجَّ فَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى بَعِيرِهِ .

• سلمہ بن عبید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حج کیا وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اونٹ پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

1287- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ سَعْدِ الْمُؤَذِّنِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ بَيْنَ أَصْعَافِ الْخُطْبَةِ يُكَبِّرُ التَّكْبِيرَ فِي خُطْبَةِ الْعِيدَيْنِ .

• عبدالرحمن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دینے کے دوران تکبیرات کہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کے خطبے میں بکثرت تکبیرات کہی تھیں۔

1288- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيدِ فَيَصِلُ بِالنَّاسِ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقِفُ عَلَى رِجْلَيْهِ فَيَسْتَقْبِلُ النَّاسَ وَهُمْ جُلُوسٌ فَيَقُولُ تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا فَاكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ بِالْقَرِطِ وَالنَّخَامِ وَالشَّيْءِ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ بَعَثًا يَذْكُرُهُ لَهُمْ وَلَا أَنْصَرَفَ .

• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو رکعات نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف چہرہ مبارک کیا لوگ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو، تم

1286: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1916، أخرجه الترمذي في "السنن" رقم الحديث 3007.

1287: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1288: أخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث 304، رقم الحديث 956، 1462، رقم الحديث 1951، 2658، أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث 239، رقم الحديث 2050، أخرجه الترمذي في "السنن" رقم الحديث 1575، رقم الحديث 1578.

لوگ صدقہ کرو (راوی کہتے ہیں:) صدقہ کرنے والوں میں اکثریت خواتین کی تھی جو اپنی بالیاں، انگوٹھیاں اور دیگر چیزیں صدقہ کر رہی تھیں (راوی کہتے ہیں:) نبی کریم ﷺ کو اگر کوئی معاملہ درپیش ہوتا یا کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو آپ ﷺ لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کر دیتے تھے ورنہ واپس تشریف لے جاتے تھے۔

1288- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ النَّخَوَلَائِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ لُطْرٍ أَوْ أَضْحَى فَنَظَرَتْ قَائِمَاتُكُمْ لَعَدَةً لَكُمْ قَامَ

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید الفطر یا شاید عید الاضحیٰ کے دن تشریف لے گئے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لیے بیٹھے پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي أَنْتِظَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کے بعد خطبے کا انتظار کرنے کے بیان میں ہے

1289- حَدَّثَنَا هَدِثَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ التَّحَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ خَضِرْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِنَا الْعِيدَ ثُمَّ قَالَ قَدْ قَضَيْنَا الصَّلَاةَ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَلْقَبَ فَلْيَلْقَبْ

• حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز میں شریک ہوا نبی کریم ﷺ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے نماز ادا کر لی ہے جو شخص خطبے کے لیے بیٹھنا چاہے وہ بیٹھا رہے جو شخص جانا چاہے وہ چلا جائے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا

یہ باب عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد نماز ادا کرنے میں ہے

1291- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عِدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَصَلَّى بِهِمُ الْعِيدَ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا

1289: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1290: أخرجاہوداؤنی "اسنن" رقم الحدیث: 1155 أخرجاہمالینی "اسنن" رقم الحدیث: 1570

1291: أخرجاہالبخاری فی "الصحيح" رقم الحدیث: 964 رقم الحدیث: 1431 رقم الحدیث: 5881 رقم الحدیث: 5883 أخرجاہمسلم فی "الصحيح" رقم

الحدیث: 2054 أخرجاہوداؤنی "اسنن" رقم الحدیث: 1159 أخرجاہترمذی فی "المصباح" رقم الحدیث: 537 أخرجاہمالینی "اسنن" رقم الحدیث: 1586

وَلَا تَغْلَحَا

• حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے آپ نے لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی۔ آپ نے اس سے پہلے یا بعد میں (کوئی نفل نماز) ادا نہیں کی۔

1292- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا تَغْلَحَا فِي عِيدٍ

• عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز ادا نہیں کی۔

شرح

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نفی عید گاہ سے متعلق ہے کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے پہلے (نفل) نماز نہیں پڑھتے تھے ہاں جب (عید گاہ) سے اپنے گھر تشریف لے جاتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

چنانچہ در مختار میں لکھا ہے کہ نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھنی مطلقاً مکروہ ہے یعنی عید گاہ میں بھی مکروہ ہے اور گھر میں بھی۔ البتہ نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے مگر گھر میں جائز ہے۔ جس طرح آنے والی حدیث میں ہے۔

1293- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو الرَّقِّي حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَقِيلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا فَإِذَا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید سے پہلے کوئی (نفل نماز) ادا نہیں کرتے تھے جب آپ ﷺ واپس اپنے گھر تشریف لے آتے تھے تو پھر دو رکعات ادا کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ مَا شَاءَ

یہ باب عید کی نماز کے لیے پیدل چل کر جانے میں ہے

1294- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَا شَاءَ وَيَرْجِعُ مَا شَاءَ

• عبدالرحمن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید کی نماز کے

1292: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1293: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1294: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

لیے پیدل تشریف لے جایا کرتے تھے اور پیدل ہی واپس تشریف لاتے تھے۔

1295- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَمَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ وَعَبِيدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا وَيَرْجِعُ مَاشِيًا ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جایا کرتے تھے اور پیدل ہی واپس تشریف لاتے تھے۔

1296- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُعْمَشِيَ إِلَى الْعِيدِ ﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت یہ ہے کہ پیدل چل کر عید کی نماز کے لیے جایا جائے۔

1297- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي الْعِيدَ مَاشِيًا ﴿﴾ محمد بن عبید اللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ يَوْمَ الْعِيدِ مِنْ طَرِيقٍ وَالرُّجُوعِ مِنْ غَيْرِهِ

یہ باب عید کے دن ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنے کے بیان میں ہے

1298- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ سَعْدِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدِ سَلَكَ عَلَى دَارِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ثُمَّ عَلَى أَصْحَابِ الْفَسَاطِيطِ ثُمَّ انْصَرَفَ فِي الطَّرِيقِ الْأُخْرَى طَرِيقَ بَنِي زُرَيْقٍ ثُمَّ يَخْرُجُ عَلَى دَارِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَدَارِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْبَلَاطِ ﴿﴾

﴿﴾ عبدالرحمن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب عیدین کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو سعید بن عاص کے گھر کی طرف سے تشریف لے جاتے تھے پھر آپ ﷺ خیمے والے لوگوں کے پاس آتے تھے پھر آپ ﷺ واپس دوسرے راستے سے تشریف لاتے تھے جو بنو زریق کا راستہ تھا پھر آپ ﷺ عمار بن یاسر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف سے ہوتے ہوئے بلاط تک آتے تھے۔

1295: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1296: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 530

1297: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1298: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

شرح

علماء نے راستہ بدلنے کی بہت سی حکمتیں بیان فرمائی ہیں، امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی حکمت مقامات عبادت کا زیادہ ہونا بتلایا ہے، بعض کہتے ہیں کہ ایسا اس لئے کہ دونوں راستے قیامت والے دن گواہی دیں گے کہ یا اللہ تیری تکبیر و تہلیل کرتا ہوا یہ بندہ ہمارے اوپر سے گزرا تھا کیونکہ نماز عید کے لئے یہ حکم ہے کہ آتے جاتے راستوں میں بہ آواز بلند تکبیریں پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے رہیں، یا مقصد ہے کہ ایک کے بجائے دو راستوں کے فقراء، لوگوں کے صدقہ و خیرات سے بہر مند ہوں، یا اس لئے کہ مسلمانوں کی قوت و اجتماعیت کا زیادہ سے زیادہ مظاہرہ ہو۔

1299- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَيَرْجِعُ فِي أُخْرَى وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے تشریف لے جاتے تھے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے تھے وہ بیان کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

1300- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ عَنْ مُعَمَّدِ بْنِ عُثَيْدٍ النَّبِيِّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي الْعِيدَ مَا شَاءَ وَيَرْجِعُ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّتِي ابْتَدَأَ فِيهِ

•• محمد بن عبید اللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور واپس دوسرے راستے سے آتے تھے اس راستے سے نہیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے۔

1301- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُمَيْلَةَ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الزُّرْقَانِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدِ رَجَعَ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّتِي أَخَذَ فِيهِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس دوسرے راستے سے آیا کرتے تھے۔

شرح

یعنی عید گاہ ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے اور اس کی حکمت یہ تھی تاکہ دونوں راستے

اور دونوں راستوں پر رہنے والے جن و انس عبادت کی گواہی دیں۔ اس کے علاوہ اور کئی وجوہ بھی علماء نے لکھی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب احتمال کے درجے میں ہیں۔ علماء نے اپنے اپنے فہم کے مطابق اس کی وجہیں بیان کی ہیں۔ اصل حقیقت اور وجہ کیا تھی؟ یہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي التَّقْلِيْسِ يَوْمَ الْعِيدِ

یہ باب عید کے دن خوشی منانے کے بیان میں ہے

1302- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ شَهِدَ عِيَاضُ الْأَشْعَرِيُّ عِيدًا

بِالْأَنْبَارِ فَقَالَ مَا لِي لَا أَرَاكُمْ تُقْلِسُونَ كَمَا كَانَ يَقْلِسُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

•• عامر بیان کرتے ہیں: حضرت عیاض اشعری رضی اللہ عنہ "انبار" میں عید کے موقع پر شریک ہوئے تو انہوں نے فرمایا: کیا وجہ ہے میں تم لوگوں کو اس طرح خوشی مناتے ہوئے نہیں دیکھ رہا جس طرح نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں خوشی منائی جاتی تھی۔

1303- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَحْصٍ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ

سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ قَسِيءَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ إِلَّا شَيْءًا وَاحِدًا

لَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْلِسُ لَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا ابْنُ دِينَزِيلٍ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ

ح وَحَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ أَبِي

إِسْحَاقَ عَنْ عَامِرٍ نَحْوَهُ

•• حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں جو چیز تھی اس میں ہر چیز میں

اب بھی دیکھ لیتا ہوں سوائے ایک چیز کے وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کے لیے عید الفطر کے دن دف بجائی جاتی تھی۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "ایام منیٰ میں (یعنی جن دنوں میں حجاج منیٰ میں قیام کرتے ہیں اور جو

ایام تشریق کہلاتے ہیں انہیں میں سے بقر عید کے دن یا اس کے بعد کے دنوں میں) حضرت ابو بکر صدیق میرے پاس تشریف

لائے جب کہ اس وقت میرے پاس (انصار کی لڑکیوں میں سے) دو چھوکریاں بیٹھی ہوئی دف بجارہی تھیں " ایک دوسری روایت

میں ان الفاظ کی بجائے یا یہ کہ مزید) یہ الفاظ ہیں کہ "چھوکریاں (وہ اشعار) گارہی تھیں جو انصار نے بعاث کی جنگ کے متعلق

کہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے لیٹے ہوئے تھے حضرت ابوبکر صدیق ان چھو کر یوں کو دھمکانے لگے یعنی انہیں گانے بجانے سے منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ کھولا اور فرمایا کہ "ابوبکر انہیں چھوڑ دو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ عید یعنی خوشی کے دن ہیں" ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ ہماری عید ہے۔" (صحیح البخاری صحیح مسلم مشکوٰۃ الصالح: جلد اول: رقم الحدیث 1405)

لفظ تضر بان گویا تضرعان کی تاکید کے لئے استعمال کیا گیا ہے لیکن بعض حضرات نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ "وہ مڑکیاں اچھلتی کودتی تھیں اور دف بجاتی تھیں" دف بجانے کا مسئلہ: دف باج کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ دف بجانا مطلقاً مباح ہے یعنی کسی بھی وقت اور کسی بھی موقع پر بجایا جاسکتا ہے اس کے برخلاف دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقاً حرام ہے۔

اس سلسلے میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بعض مواقع پر مثلاً نکاح، ولیمہ یا اس قسم کی دوسری تقریبات میں کہ جو انہیں دونوں کے حکم میں ہوں، نیز عیدین میں دف بجانا مباح ہے۔ پھر علماء نے دف میں فرق کیا ہے یعنی اگر دف جھانجدار ہے تو اس کا بجانا مکروہ ہے اور اگر جھانجدار نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ اگرچہ جھاندار دف کے بارے میں بھی علماء نے اختلاف کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ تعقیدان (گارہی تھی) کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں شجاعت و بہادری کے مضمون مذکور تھے اور جو انصار نے "بعث" پر چڑھائی اور وہاں کی جنگ کے متعلق کہے تھے جیسا کہ بہادروں کی عادت ہے کہ جنگ کے وقت اپنی شجاعت و بہادری پر مشتمل اشعار بڑے فخر کے ساتھ کہتے ہیں۔ "بعث" ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں انصار کے دو قبیلوں "اوس اور خزرج" کے درمیان سخت جنگ ہوئی تھی جس میں قبیلہ اوس کامیاب رہا تھا اسی جنگ کو "جنگ بعث" کہا جاتا ہے۔

بہر حال لڑکیاں جو اشعار گارہی تھیں وہ فواحش اور حسن و عشق کے ان مضامین کے حامل نہیں تھے جن کا پڑھنا معیوب اور ممنوع ہے بلکہ وہ اشعار جنگ و جدل کے کارناموں، معرکہ آرائیوں کی پر شجاعت داستانوں اور میدان جنگ کی گرم کہانیوں پر مشتمل تھے جن کے پڑھنے سے اشاعت دین میں مدد ملتی تھی بایں طور کہ وہ کفار سے جہاد کرنے کے لئے مومنین کو ترغیب دلاتے تھے ورنہ ان لڑکیوں کی کیا مجال کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ برے اور معیوب اشعار کی جرات بھی کرتیں۔ چنانچہ صحیح البخاری کی ایک روایت میں لفظ "تقدیان" کے بعد یہ الفاظ بھی مذکور ہیں کہ ولیتا بمغنیہین یعنی لڑکیاں اشعار گارہی تھیں اور گانا ان لڑکیوں کا کسب و پیشہ نہیں تھا کہ کوئی زیادہ اچھا گاتی ہوں اور گانے بجانے کے فن میں مشہور ہوں یا یہ کہ وہ اپنے اشعار کے ذریعہ خیالات فاحشہ و خواہشات نفسانی کے جہان و اشتیاق کا سبب بنتی ہوں جو فتنہ و فساد کا باعث ہوتا بلکہ وہ بالکل اسی انداز میں اشعار پڑھ رہی ہیں جیسا کہ اکثر شریف زادیاں اپنے گھروں میں پاکیزہ خیالات کے حامل اشعار گنگتیا کرتی ہیں۔ فاقہرہما ابوبکر (حضرت ابوبکر ان چھو کر یوں کو دھمکانے لگے) یعنی جیسا کہ صحیح البخاری میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لڑکیوں سے کہا کہ "سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب مزارِ شیطان (یعنی شیطانی باجا) بجاتی ہو؟ گویا حضرت

ابو بکر نے انہیں تنبیہ کی اور اس فعل سے منع فرمایا "اصطلاحاً مزار ہر اس باجے کو کہتے ہیں جو گویے بجاتے ہیں مثلاً بانسری، دف رباب (سارنگی) حضرت ابو بکر نے لڑکیوں کے باجے کو شیطانی باجا اس لئے کہا کہ جس طرح شیطان اپنی ذات سے انسانوں کی عملی زندگی کو نیک کاموں سے ہٹا کر برے کاموں میں مشغول کر دیتا ہے اسی طرح باجا بھی انسانی قلوب کو یاد الہی کے مقدس راستے سے ہٹا کر لہو و لعب و نا جائز خواہشات کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح گزشتہ امتوں اور غیر مسلموں کے ہاں خوشی و مسرت اور عید کا ایک خاص دن ہوتا ہے جیسے قوم مجوس کے ہاں "نوروز" ایک خاص دن ہے جس میں وہ اپنی عید مناتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کے لئے بھی خوشی و مسرت اور شادمانی کے دو دن ہیں اور وہ عید و بقرعید کے دن ہیں یہ مشابہت صرف تمثیل کی حد تک ہے ان کے معتقدات و افعال کے ساتھ مشابہت مقصود نہیں ہے یعنی اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ جس طرح غیر مسلم اپنے خوشی و تہواروں کے دن غلط کام کرتے ہیں اسی طرح غلط کام مسلمان بھی ان دنوں میں کر سکتے ہیں۔ چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ عید و بقرعید کے دن غیر مسلموں کے تہوار کی مشابہت اختیار کرنا کفر ہے مثلاً غیر شرعی اور غیر مناسب زیارت و آرائش کرنا، اٹھ لڑانا، مردوں کا مہندی لگانا، ناچ گانوں میں مشغول ہونا وغیرہ وغیرہ۔

حدیث سے اہل سماع کا غلط استدلال

اس حدیث سے اہل سماع کو بڑی زبردست غلط فہمی ہو گئی ہے۔ ان لوگوں نے اس حدیث کی بنیاد پر ڈھولک و ہار موہیم جیسے ساز کے ساتھ قوالی کے مباح ہونے اور اس کے سننے کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ اس حدیث کا قطعی طور پر وہ مفہوم و مطلب نہیں ہے جو اہل سماع نے مراد لیا ہے بلکہ بنظر انصاف اور بغیر کسی تعصب و ہٹ دھرمی کے اگر معقولیت پسند قلب و دماغ کے ساتھ اس حدیث کے حقیقی مفہوم کو دیکھا جائے تو وہ پوری وضاحت کے ساتھ یہ ہے کہ "حضرت ابو بکر نے ان لڑکیوں کو گانے اور دف بجانے سے اس لئے منع کیا اور انہیں دھمکایا کہ ان کے نزدیک گانا بجانا مطلقاً معیوب و ممنوع تھا۔ نیز انہوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو ان کے گانے بجانے سے اس لئے منع نہیں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟

حالانکہ حضرت ابو بکر کو یہ معلوم نہیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن بہت معمولی طریقے پر اشعار پڑھنے کی اجازت دی تھی جس کا شمار حقیقی گانے بجانے اور لہو و لعب میں نہیں تھا۔ حاصل یہ کہ حضرت ابو بکر کو اس فرق اور تفصیل کا علم نہیں تھا اس لئے انہوں نے لڑکیوں کو اشعار پڑھنے سے روکا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ وہ لڑکیوں کو کچھ نہ کہیں۔ لہذا اس حدیث سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ عید کے روز یا ایسے کسی موقع پر جہاں خوشی منانی مباح ہے شریعت کی حدود کی اندر رہتے ہوئے کچھ اشعار پڑھ لینا مباح ہے پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اس واقعہ کا تعلق ایک مخصوص جگہ اور مخصوص وقت سے ہے جس سے گانے بجانے کا مطلقاً مباح ہونا لازم نہیں آتا۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ "اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی خاص موقع پر ایک آدمی مرتبہ دف بجانا اور سماع ممنوع

نہیں ہے لیکن اس پر ہلاومت کرنا مکروہ ہے کیونکہ مستقل طور پر گانا بجانا وصف تقویٰ اور اخلاق قاصد کو ختم کر دیتا ہے جس کی وجہ سے ایسا آدمی شریعت کی نظر میں اپنا اعتماد کھو دیتا ہے۔ ابن مالک فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ دف جائز ہے جب کہ اس میں چھانچ نہ ہو اور کبھی کبھی ایک آدھ دفعہ بجایا جائے۔

نیز ایسے اشعار پڑھنے جائز ہیں جس میں کسی کی برائی و مذمت نہ بیان کی گئی ہو اور جو شخص مضامین پر مشتمل نہ ہوں۔ فتاویٰ قاضیوں میں لکھا ہے کہ "سننا گناہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "باجوں کا سننا گناہ، اس کی مجلس میں شرکت فسق اور اس سے لطف اندوز ہونا شعار کفر سے ہے۔"

نیز مسئلہ یہ ہے کہ اگر غیر اختیاری طور پر باجے کی آواز کان میں پڑ جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ باجوں کی آواز سے حتی الامکان بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ ایسے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے۔ علماء لکھتے ہیں کہ "زمانہ جاہلیت کے ایسے عربی اشعار پڑھنا کہ جن میں فحش مضامین مثلاً شراب و کہاب اور حسن و عشق کے تذکرے ہوں مکروہ ہے۔ ایک جلیل القدر محدث نے اس حدیث کے فائدے میں سماع و غنا کا مسئلہ پوری وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اس موقع پر اس کا خلاصہ نقل کر دینا مناسب ہے۔"

موصوف فرماتے ہیں کہ: اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دف بجانا اور گانا ممنوع ہے ہاں کچھ مواقع پر مثلاً عید یا اسی قسم کی کسی دوسری خوشی کی تقریب میں یعنی نکاح وغیرہ میں اس کی ایک حد تک اجازت ہے، کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق کی صحابہ میں سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ انہیں احکام دین خوب اچھی طرح معلوم تھے انہوں نے گانے کو "مزمار شیطان" کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر جواباً انہیں منع فرمایا تو اس بات سے منع نہیں فرمایا تھا کہ گانے کو "مزمار شیطان" کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عید کے دن کے لئے منع فرمایا کہ آج کے دن اس میں اتنی شدت اختیار نہ کرو۔ گو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مقصد گانے بجانے کی ممانعت کے سلسلے میں حضرت ابو بکر کے قول کی تردید نہیں تھا بلکہ مراد یہ تھی کہ گانے بجانے کا صرف اتنا معمولی درجہ کہ جس میں یہ لڑکیاں مشغول ہیں آج کے دن ممانعت کے حکم سے مستثنیٰ ہے اگر لڑکیاں شرعی و اخلاقی حدود میں رہ کر شجاعت و بہادری کی تعریف و توصیف پر مشتمل اشعار ترنم کے ساتھ پڑھ رہی ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ کہ خود لڑکیوں کے اس فعل سے کوئی دلچسپی نہیں لی (جیسا کہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سو رہے تھے) بلکہ حضرت ابو بکر کو بھی اس کی ترغیب نہیں دلائی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرح اس سے لاپرواہی بھی برتی، گو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فعل کے ذریعے بھی اس دن اس کے ناجائز ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ لہذا یہ حدیث مطلق طور پر سماع و غنا اور گانے بجانے کی اباحت کی دلیل قرار نہیں دی جاسکتی۔ جیسا کہ بعض حضرات اس حدیث کے دوران حقیقت مفہوم کا سہارا لے کر سماع و غنا کے مطلقاً جواز کو ثابت کرتے ہیں۔

سماع کی حرمت و کراہت

یہ تو حدیث کی وضاحت اور اس کی تشریح تھی۔ اب اصل مسئلے کی طرف آئیے اور دیکھئے کہ اس بارے میں سلف کی رائے کیا

ہے۔ سماع وغنا کا مسئلہ ہمیشہ سے علماء و فقہاء کے درمیان مختلف رہا ہے۔ صحابہ و تابعین کی بھی اس سلسلے میں مختلف رائیں تھیں۔ لیکن جلیل القدر صحابہ اس کی حرمت و کراہت کے قائل تھے۔ چنانچہ انہوں نے آیت کریمہ (وَمَنْ النَّاسِ مَنِ يَتَشَرَّى لَهْوَ الْحَدِيثِ، لقمان: 6) کی مراد غنا (نغمہ و سرور) بیان کی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس و حضرت عبداللہ ابن مسعود تو اس مراد کے تعین کے سلسلہ میں قسم تک کھاتے اور کہا کرتے تھے کہ یہاں "غنا" مراد ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عباس اور مجاہد کے نزدیک آیت کریمہ (وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَقَفْتْ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ، الاسراء: 64) میں شیطان کی آواز سے مراد "غنا" ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بارہ میں منقول ہے کہ وہ گانے سے اور گانا سننے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد منقول ہے کہ "اگر کوئی ایسا آدمی مر جائے جس کے پاس گائے (گانے والی عورت) ہوں تو اس کی نماز جنازہ مت پڑھو۔ حضرت ابو امامہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "گائے (گانے والی عورت) کی نہ تو خرید و فروخت کرو اور نہ انہیں تعلیم دو (یعنی ان سے مکمل مقاطعہ رکھو) اس ارشاد کے مثل یہ آیت کریمہ من یحترى لھو الحدیث نازل ہوئی تھی۔

چنانچہ اسی وجہ سے بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو احادیث نغمہ سرور کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں ان کا تعلق اس ممانعت سے قبل کے زمانے سے ہے۔

جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی اور غنا کی ممانعت واضح ہوئی تو احادیث منسوخ قرار دے دی گئیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ ارشاد منقول ہے کہ "غنا نفاق کو اسی طرح اگاتا ہے جیسے پانی سبزہ کو اگاتا ہے۔" حضرت جابر سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ "جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے یوں ہی غنا نفاق کو اگاتا ہے" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ "غنا اور لہو و لعب دل میں نفاق کو اس طرح اگاتے ہیں جیسے پانی گھاس کو اگاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ الفاظ منقول ہیں کہ "غنا کی محبت دل میں نفاق کو اس طرح اگاتی ہے جیسے پانی گھاس کو اگاتا ہے" ان ارشادات میں نفاق سے مراد وہ عملی نفاق ہے جو ظاہری احوال کے برخلاف گناہ کی خواہش کو پوشیدہ رکھتا ہو۔ حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ "غنا زنا کا منتر ہے" بہر حال۔ اس سلسلے میں صحابہ اور تابعین کے اس قسم کے اور بہت سے ارشادات منقول ہیں۔ جہاں تک فقہاء کا تعلق ہے انہوں نے بھی اس کی حرمت اور کراہت کو بہت زیادہ شدت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ چاروں اماموں کا متفقہ طور پر جو مشہور اور صحیح قول ہے وہ یہ ہے کہ "غنا مکروہ ہے" اگرچہ اس کی حرمت کا اطلاق بھی منقول ہے۔ چنانچہ قاضی ابوالطیف نے شعسی، سفیان ثوری، حماد نخعی اور قاسمی سے اس کا حرام ہونا نقل کیا ہے۔

علامہ بغوی نے بھی تفسیر معالم النزیل میں یہی لکھا ہے کہ "چاروں ائمہ کے ہاں غنا حرام ہے۔" علامہ قرطبی نے فرمایا ہے کہ غنا کی حرمت کے بارے میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ وہ لہو و لعب کے قبیل سے ہے جو متفقہ طور پر سب کے یہاں مذموم ہے۔ ہاں جو غنا محرمات سے محفوظ ہو وہ تھوڑا بہت شادی بیاہ، عید اور اسی قسم کی دوسری تقریبات میں جائز ہے۔ علماء کی ایک جماعت کا رجحان

غنا کی اباحت کی طرف ہے۔ اس سلسلے میں اتنی بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ہاں جس غنا اور نغمہ اور سرور کے بارے میں بحث کی جارہی ہے اور جو حرمت و اباحت کا کل اختلاف ہے اور وہ اس قسم کا غنا ہے جسے گویے اور گلوکار بطور فن اور پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں چنانچہ وہ صرف لوگوں کی طبیعتوں میں انتشار و ہيجان اور کیف و نشاط پیدا کرنے کے لئے ایسے اشعار گاتے ہیں جو محض محرمات کے ذکر پر مشتمل ہوتے ہیں! ہاں وہ غنا مباح ہیں جو ایسے پاکیزہ اشعار پر مشتمل ہوں جن سے قلوب روحانی استنباط محسوس کریں اور جو محرمات و مکروہات کے ذکر پر مشتمل نہ ہوں مثلاً خدا تعالیٰ کی حمد، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت، حرمین شریفین یا دوسری مقدس چیزوں کی منقبت، جہاد اور میدان جہاد کے اوصاف جیسے حد انصب، رکبانی بچوں کو خوش کرنے یا انہیں سلانے کے لئے ماؤں بہنوں کی لوریاں، بزرگان دین کی جائز توصیف و تعریف، قطع مسافت کے لئے مسافروں کی دلبستگی، خوشی و مسرت کے اظہار اور اسی قسم کے دوسرے مضامین کے حامل اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنا یہ جائز نہیں ہے بلکہ ایک حد تک یہ مستحب ہے کیونکہ یہ نیک و بامقصد اعمال کے لئے موجب نشاط ہے۔ "جو لوگ غنا کی اباحت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ غنا اور سماع اکثر صحابہ، تابعین، محدثین اور علماء دین سے جو اصحاب زہد و تقویٰ ہیں، سے منقول ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ غنا کی حرمت و کراہت کے سلسلے میں ائمہ یا بعض اکابر سے جو سخت الفاظ منقول ہیں وہ دراصل اس غنا پر محمول ہیں جس میں فحش مضامین یا ان سے غیر شرعی چیزوں مثلاً حرامیہ وغیرہ کا ارتباط ہوتا ہو۔ یہ بات ان حضرات کی جانب سے اسی لئے کہی جاتی ہے تاکہ ائمہ اور علماء کے قول و فعل میں تطبیق ہو جائے کیونکہ ان سے بھی غنا کا سنا منقول ہے۔ پہلے زمانے کے بزرگوں اور مشائخ اور بعد کے بزرگوں اور مشائخ کے اقوال و افعال کے درمیان بھی اختلاف ہے چنانچہ پہلے زمانے کے مشائخ جو راہ طریقت کے پیش رو اور راہنما ہیں اس سے اجتناب کرتے تھے مگر بعد کے بعض مشائخ سے سماع کی ابتدا ہوئی ہے اس سلسلے میں پہلے زمانے کے مشائخ کے قول و فعل کے بارے میں اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ حماد دیاس جو اپنے وقت کے امام طریقت اور سلسلہ قادریہ کے ایک جلیل القدر شیخ تھے۔

ایک مرتبہ جمعے کی نماز کے لئے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں اچانک ان کے کان میں گانے کی آواز پہنچی فوراً رک گئے اور فرمایا کہ آج مجھ سے کون سا ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی سزا میں مجھے اس میں مبتلا کیا گیا ہے؟ بہت دیر تک غور کرتے رہے مگر ایسی کوئی بات محسوس نہیں ہوئی جس سے یہ سمجھتے کہ فلاں گناہ ہوا ہے۔ جب گھر واپس آئے تو پھر تحقیق شروع کی۔ بہت دیر کے بعد معلوم ہوا کہ ایک تصویر دار پیالہ خرید لیا تھا۔ فرمایا یہی سبب ہے جس کی وجہ سے میں اس سزا میں گرفتار ہوا (کہ گانے کی آواز میرے کان میں پہنچی) حضرت غوث الاعظم کے قول و ارشادات دیکھنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موصوف بھی اس کو مکروہ جانتے تھے حضرت شبلی کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ "غنا جائز ہے؟" انہوں نے پوچھا کہ کیا غنا حق ہے؟ (یعنی اس میں غیر شرعی، غیبی، انسانی مضامین مذکور نہیں ہیں) لوگوں نے کہا کہ "نہیں!" فرمایا کہ "اگر وہ حق نہیں ہے تو پھر گمراہی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے اور پھر فرمایا کہ اس کے مکروہ ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ اس کے ذریعے نہ صرف یہ کہ طبیعت میں انتشار، خواہشات نفسانی میں ہيجان اور عورتوں کی طرف میلان ہوتا ہے بلکہ اس میں نفس امارہ کی رعوت و خوشی عقل کی سبکی اور دنائت کا

اظہار بھی ہے۔ البتہ اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں مشغول ہو جانا ہر اس آدمی کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے سب سے بہتر ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی جو سلسلہ شاذلیہ کے امام اور پیشوا ہیں فرماتے ہیں کہ "جو لوگ سماع میں مشغول ہوتے ہیں اور عالموں کے ہاں کھانا کھاتے ہیں ان میں یہودیت کا ایک حصہ شامل ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سَمَاءُ غُورٍ لِلْكَذِبِ أَكْأَلُونَ لِنَسْخِ .

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ سماع کے کئی درجے ہیں (۱) نو جوانوں کے لئے حرام محض ہے کیونکہ نو جوانوں کے مزاج و طبیعت پر خواہشات نفسانی کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے سماع ان کے لئے بجائے کوئی اچھا اثر مرتب کرنے کے ان کی خواہشات نفسانی میں اور زیادہ انتشار و ہيجان پیدا کرتا ہے۔ (۲) اس آدمی کے لئے مکروہ ہے جو اکثر اوقات بطریق لہو و لعب کے سماع میں مشغول رہے۔ (۳) اس آدمی کے لئے مباح ہے جو محض ترنم اور خوش گلوئی سے دلچسپی رکھتا ہے۔ (۴) اس آدمی کے لئے مندوب ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہو اور سماع اس کے لئے صرف اچھے اثرات مرتب کرے مثلاً خوشیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ سماع سے دلچسپی رکھتے تھے مگر ان کی دلچسپی آداب و شرائط کے حدود کے اندر ہوتی تھی چنانچہ وہ حضرات اکثر و بیشتر خلوت میں سماع سنتے تھے جہاں نہ تو غیر ہوتے تھے اور نہ غیر محرم۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی سماع سنتے تھے لیکن ان کی مجلس سماع مزامیر و قوالی جیسی لغویات سے پاک ہوتی تھی۔ "بہر حال مطلب یہ ہے کہ جو صوفیہ سماع کے قائل ہیں ان کے ہاں یہ کلیہ مقرر ہے کہ سماع صرف "اہل دل" کے مباح ہے۔ چنانچہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ سماع کے آداب و شرائط مقرر کئے ہیں بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ سماع سننے کا اہل کسے کہا جاسکتا ہے۔ اور ایسے ہی سماع کی ممانعت کے سلسلے میں فقہاء اور اکابر اولیاء اللہ کے جو الفاظ منقول ہیں ان کا تعلق اس نغمہ سرور سے ہے جس کے ساتھ غیر مشروع چیزیں مثلاً مزامیر وغیرہ کی آمیزش ہو اور جس کی بنیاد محض خواہشات نفسانی اور لہو و لعب ہو ورنہ تو فی نفسہ خوش گلوئی ممنوع نہیں ہے کیونکہ وہ مباح الاصل ہے۔ پھر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جس طرح خوش گلوئی کے اندر مفاسد ہیں اسی طرح مصالح خیر بھی ہیں مثلاً نغمہ و ترنم سخت دل کو نرم کرتا ہے اور عبادت میں ذوق و شوق اور علاوت و خشوع پیدا کرتا ہے تاہم اس کے باوجود نغمے پر مداومت اکابر سلف کے طریقہ اتباع سے بعید ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جو آدمی اس پر مداومت کرے گا اس کی دلچسپی کو عبادت و ریاضت پر ترجیح دینے لگے اور شیطان کا مکر و فریب اسے اس راستے سے اپنے جال میں پھنسا کر اطاعت و شریعت کی اہمیت کو اس کی نظر سے کم کر دے جس کی وجہ سے وہ غلط راستے پر بھٹکنے لگے۔ لہذا سماع بذاتہ تو مباح ہے لیکن غلط عوارض جیسے عورت و شراب کے ذکر، نامحرم عورتوں اور مرد کے گانے، مزامیر یعنی ڈھول و ہار موہنم وغیرہ کی آمیزش، نفسانی خواہشات، سماع کی نااہلیت اور اس پر مداومت کی وجہ سے ممنوع ہے۔

چنانچہ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جو لوگ معرفت و حقیقت اور محبت و حال کے مدی ہو کر اپنے ایک خاص جذبے کی تسکین کی خاطر سماع میں مشغول ہو کر حقیقی ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریم وغیرہ سے محروم رہتے ہیں وہ اپنے نفس کے دھوکے اور

شیطان کے فریب میں مبتلا ہیں کہ وہ درحقیقت راہ راست سے ہٹ کر غلط راستہ اختیار کئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ روز بروز دین و شریعت سے دور تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ دیگر عبادات میں کیا مشغول رہتے کہ ان کی نمازیں بھی بے روح ہو کر محض نشست و برخاست کا ایک مجموعہ بن کر رہ گئی ہیں۔ اور نمازیں بھی جبراً ریاء کی وجہ سے یا اللہ کی مخلوق کی نظروں میں بظاہر اپنی دینی و مذہبی زندگی کو نمایاں کرنے کے لئے پڑھتے ہیں۔

کاش انہیں سماع سے اس قدر دلچسپی نہ ہوتی صرف وہ نماز روزے اور دیگر فرائض خلوص نیت کے ساتھ ادا کرتے تو ان کا دین تو کم سے کم ہمارا ہوتا۔ اس سلسلے میں یہ صورت بھی ہے کہ آجکل جو لوگ سماع کے قائل ہیں ان کا ^{مطلق} نظریہ ہے کہ فلاں بزرگ سماع سنتے تھے یا ہمارے فلاں پیشوا اس کے قائل تھے لہذا جب انہوں نے اسے اختیار کیا تو ہم بھی ان کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی اتباع میں سماع کو جائز قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ بھی محض فریب نفس ہے کیونکہ اگر بزرگوں نے سماع کو اختیار کیا اور اس سے دلچسپی رکھی تو وہ ان کی حالت بے خودی اور غلبہ حال تھا، انہوں نے اگر سماع سنا ہے تو اس پر مداومت نہیں کی بلکہ کبھی کبھی مصلحت کے پیش نظر سنا ہے۔ پھر یہ کہ ان کے ہاں مجالس سماع کی یہ جلوہ نگاری نہیں تھی بلکہ انہوں نے خلوت میں اور خلوص نیت کے ساتھ سنا ہے نیز انہوں نے ضرورت قرار دے کر کوئی طریقہ مقرر نہیں کیا کہ بہر صورت اس پر عمل کیا جائے۔ پھر یہ کہ کہاں ان بزرگوں کا جذبہ حال و بے خودی اور اخلاص نیت اور کہاں ہمارے دور کی دنیاوی و نفسانی خواہشات اور فریب نفس؟ اب تو ان بزرگوں کی صرف اس بات کی تقلید ہے نہ ان کے صالح افکار کی اطاعت ہے اور ان کے نیک اعمال و مقدس زندگیوں کی پیروی۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ "بدنام کشندہ کونائے چند۔"

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْحَرْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ

یہ باب عید کے دن چھوٹا نیزہ لیکر جانے کے بیان میں ہے

1304- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ اَبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْدُو اِلَى الْمُصَلَّى فِي يَوْمِ الْعِيدِ وَالْعَزَّةُ تُحْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِذَا بَلَغَ الْمُصَلَّى نَصَبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِصْلَتِي اِلَيْهَا وَذَلِكَ اَنَّ الْمُصَلَّى كَانَ قَضَاءً لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ يُنْتَرَبُ بِهِ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عید گاہ تشریف لے جایا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیزہ اٹھا کر لے جایا جاتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ پہنچ جاتے تھے تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نصب کر دیا جاتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ عید گاہ مکلی جگہ تھی اس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے سترے کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔

1305- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ مَعِيذٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ أَوْ غَيْرِهِ لُصِبَتِ الْحَرَبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيُ إِلَيْهَا
وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهِ قَالَ نَالِعٌ لَمِنْ قَدْ أَخْلَعَهَا الْأَمْرَاءُ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب عید کی یا کوئی دوسری نماز ادا کرتے تھے تو آپ ﷺ کے سامنے ایک چھوٹا نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا آپ ﷺ اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے ہوتے تھے۔

نافع کہتے ہیں: اسی وجہ سے تمہارے آج کل کے حکمرانوں نے اسے اختیار کیا ہے۔

1306- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ
يَسْحَبِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِيدَ بِالْمُصَلِّي
مُسْتَقِرًّا بِحَرَبَةٍ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے عید گاہ میں نماز عید ادا کی آپ ﷺ نے ایک چھوٹے نیزے کو سترے کے طور پر استعمال کیا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ

یہ باب عیدین میں خواتین کے شریک ہونے کے بیان میں ہے

1307- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ
عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَخْرُجَ جُهْنٌ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ قَالَ
قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةٍ لَقُلْنَا أَرَأَيْتَ إِحْدَاهُنَّ لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَلْتَلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا

•• سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن خواتین کو لے کر جائیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے ہم نے عرض کی: (یا رسول اللہ ﷺ) ایسی خاتون کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ جس کے پاس چادر نہ ہو تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی بہن اپنی چادر کا کچھ حصہ سے بھی پہنا دے۔

1308- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَا سَفِيَّانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُلُودِ لِيَشْهَدَنَّ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ

1305 اخراجہ ابوداؤدنی "السنن" رقم الحدیث:

1306: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفق ہیں۔

1307: اخراجہ مسلم فی "المصنوع" رقم الحدیث 2053 اخراجہ الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث 540

الْمُسْلِمِينَ وَلِيَجْتَنِبَنَّ الْخَيْضُ مُصَلَّى النَّاسِ

• سیدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوان اور پردہ دار خواتین کو بھی لے کر جاؤ تاکہ وہ بھی عید اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں تاہم حیض والی عورتیں لوگوں کی نماز کی جگہ سے الگ رہیں گی۔

1309- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتِهِ وَيَسَاتُهُ فِي الْعِيدَيْنِ

• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عیدین کے موقع پر اپنی صاحبزادیوں اور اپنی ازواج کو بھی لے جایا کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ

یہ باب ہے کہ جب ایک ہی دن میں دو عیدیں اکٹھی ہو جائیں (یعنی اگر جمعہ کے دن عید آجائے)

1310- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ هَلْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدَيْنِ فِي يَوْمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ يُصْنَعُ قَالَ صَلَّى الْعِيدُ ثُمَّ رَخَّصَ فِي

الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ

• ایسا بن ابورملہ شامی بیان کرتے ہیں: میں نے ایک شخص کو سنا اس نے حضرت زید بن ارقم سے دریافت کیا:

کیا آپ کسی ایسے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ موجود تھے جب ایک ہی دن میں دو عیدیں آگئی ہوں؟ حضرت

زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں۔ اس نے دریافت کیا: پھر نبی کریم ﷺ نے کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا: نبی کریم

ﷺ نے عید کی نماز ادا کی پھر آپ نے جمعہ کے بارے میں اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص (ہمارے

ساتھ) جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھے۔

1311- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحَمَصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي مُغِيرَةُ الصَّبِيُّ عَنْ عَبْدِ

الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ اجْتَمَعَ

عِيدَانِ فِي يَوْمٍ مِثْلِكُمْ هَذَا فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَإِنَّا مُجْتَمِعُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آج کے دن تمہاری دو عیدیں اکٹھی

1308: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 974 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2051 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1136 ورقم

الحديث: 1137 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1558

1310: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1070 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1590

1311: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

ہو گئی ہیں جو شخص چاہے (یہ نماز عید) اس کے لیے جمعہ کی قائم مقام ہو جائے گی ویسے انشاء اللہ ہم جمعہ کی نماز ادا کریں گے۔

شرح

عید کے بعد نماز جو اسی طرح لازم ہے جس طرح کی فرضیت ہے لہذا یاد رہے عید کی نماز پڑھنے کے سبب نماز جمعہ کی فرضیت ساقط نہ ہوگی۔

1311- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعِيزَةُ الصَّبِيءُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ دُقَيْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

••• یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

1312- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُسْلِسِ حَدَّثَنَا مَيْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اجْتَمَعَ عِدْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا وَمَنْ خَافَ أَنْ يَتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ

••• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دو عیدیں اکٹھی آگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص جمعے کے لیے آنا چاہے وہ اس میں شریک ہو اور جو شخص نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ مَطَرٌ

یہ باب ہے کہ مسجد میں نماز عید ادا کرنا اس وقت جب بارش ہو

1313- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أَبِي قُرَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا يَحْيَى عُبَيْدَ اللَّهِ التَّمِيمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ

••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہو گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھائی۔

1311 م: اخرج ابو داود في "السنن" رقم الحديث 1073

1312: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1313: اخرج ابو داود في "السنن" رقم الحديث 1160

شرح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز شہر سے باہر جنگل میں ادا فرماتے تھے مگر جب بارش ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی ہی میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ عیدین کی نماز جنگل میں (یعنی عید گاہ میں) ادا کرنا افضل ہے۔ ہاں کوئی عذر پیش آجائے تو پھر شہر کی مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں اہل مکہ کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ وہ عیدین کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کریں جیسا کہ آجکل عمل ہے اسی طرح اہل مدینہ بھی عیدین کی نماز مسجد نبوی ہی میں پڑھتے ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السِّلَاحِ فِي يَوْمِ الْعِيدِ

یہ باب عید کے دن ہتھیار پہننے کے بیان میں ہے

1314- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسُ بْنُ مُعَمَّدٍ حَدَّثَنَا نَائِلُ بْنُ نَجِيحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَيَْادٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُلْبَسَ السِّلَاحُ فِي بِلَادِ الْإِسْلَامِ فِي الْيَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونُوا بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے عیدین کے موقع پر اسلامی شہروں میں ہتھیار پہنا جائے البتہ اگر دشمن کا سامنا ہو تو حکم مختلف ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِغْتِسَالِ فِي الْيَوْمَيْنِ

یہ باب عیدین کے دن غسل کرنے کے بیان میں ہے

1315- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

1316- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطَمِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَقْبَةَ ابْنِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَكَانَ الْفَاكِهُ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ

1314: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1315: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1316: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

﴿﴾ حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہما جو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید الفطر کے دن قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔
حضرت فاکہ رضی اللہ عنہما بھی ان دنوں میں اپنے گھروالوں کو غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

بَابُ: فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

یہ باب عیدین کی نماز کے وقت کے بیان میں ہے

1317- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ الصَّخَّاءِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ يَوْمَ فِطْرِ أَوْ أَضْحَى فَانْكَرَ ابْطَاءَ الْإِمَامِ وَقَالَ إِن كُنَّا لَقَدْ فَرَعْنَا مَاعَتَنَا هَلِيبَهُ وَذَلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ عید الفطر کے دن یا شاید عید الاضحیٰ کے دن وہ لوگوں کے ساتھ نکلے اس دن امام تاخیر سے آیا تو انہوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے فرمایا ہم لوگ (نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں) اس وقت میں (نماز عید ادا کر کے) فارغ بھی ہو جایا کرتے تھے (راوی کہتے ہیں یہ چاشت کی نماز کا وقت تھا)۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ رَكَعَتَيْنِ

یہ باب رات کی نماز میں دو رکعات ادا کرنے میں ہے

1318- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ رات کے وقت دو دو (کر کے) نوافل ادا کیا کرتے تھے۔

1319- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جاتی ہے۔

1320- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

1317: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث 1135

1319: أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث 437، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث 1670.

1320: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث 1746، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث 1666.

دِینَارِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَیْدٍ عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَ عَنْ عُمَرُو بْنِ دِینَارٍ عَنْ طَاوُسٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ يُصَلِّي مِثْلِي مِثْلِي فَإِذَا
نَحَا الصُّبْحَ أَوْ تَرَبَّعَ بِوَاحِدَةٍ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اسے دو دو کر کے ادا کرے گا اور جب صبح صادق قریب ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے
ایک رکعت کے ذریعے وتر کرے گا۔

1321- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَثَامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْأَعْمَشِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ
•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ رات کی نماز دو دو رکعات کر کے ادا کیا کرتے
تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِثْلِي مِثْلِي

یہ باب رات کی اور دن کی نماز کو دو دو رکعات کی شکل میں ادا کرنے میں ہے

1322- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ
ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ صَلَوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِثْلِي مِثْلِي
•• یعلی بن عطاء بیان کرتے ہیں: انہوں نے علی ازدی کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ انہوں نے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے نبی کریم ﷺ نے
فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعت کر کے ادا کی جائے گی۔

1323- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ رُمَيْحٍ أَنبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَعْرَمَةَ بْنِ
سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ هَانِئِ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ صَلَّى مُبَحَّةَ الصُّحَى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ ثُمَّ سَلَّمَ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ
•• سیدہ ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے چاشت کی نماز میں آٹھ
رکعات ادا کیں، آپ ﷺ ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیر دیتے تھے۔

1321: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1322: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1295، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث 597، أخرجه النسائی في "السنن" رقم الحديث 1665

1323: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1290

1324- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَسْلِيمَةً

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔

1325- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ ابْنِ الْعَمِيَاءِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَتَشَهُدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَبَاسُ وَتَقْنَعُ وَتَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهُوَ خِدَاجٌ

•• حضرت مطلب بن ابودادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے ہر دو رکعات پڑھنے کے بعد تشهد پڑھو عجزی اور انکساری کا اظہار کرو دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور یہ دعا مانگو۔

”اے اللہ تو میری مغفرت کر دے۔“

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا) جو شخص ایسا نہیں کرے گا تو یہ ناکمل ہوگی۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب رمضان کے مہینے میں قیام کرنے کے بیان میں ہے

تراویح کے لغوی مفہوم کا بیان

تراویح، ترویج کی جمع ہے اور آرام و استراحت کے واسطے ایک مرتبہ بیٹھنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ علامہ ابن منظور علم لغت کی عظیم کتاب لسان العرب میں تحریر فرماتے ہیں۔ (التراویح، جمع ترویج و ہی المرة الواحدة من الراحة تفعيلة منها مثل تسليمة من السلام، والترويجة في شهر رمضان منيت بذلك لاستراحة القوم بعد كل اربع ركعات) تراویح، ترویج کی جمع ہے۔

اور ایک مرتبہ آرام کرنے کا نام ہے ماذہ راحت سے بروزن تفعیلہ جیسے مادہ سلام سے وزن تسلیمہ، اور ماہ رمضان کی نماز تراویح کو بھی ایسے تراویح کہتے ہیں کہ لوگ ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتے ہیں۔ (لسان العرب، ج 5 مادہ روج، ص 388)

صاحب مجمع البحرین لفظ تراویح کے ذیل میں رقمطراز ہیں۔ (التراویح تفاعيل من الراحة لان كلاما من

1324: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متغرو ہیں۔

1325: اخرجا ابوداؤدی "السنن" رقم الحديث 1296

المشر او حین یربح صاحبه و صلاة التراويح المخترة من هذا الباب لان المصلی یستريح بعد كل اربع تراویح مادمه راحت سے باب تغافل کا مصدر ہے یعنی دو آدمیوں کا یکے بعد دیگرے صبح سے شام تک کنوئیں سے پانی کھینچنا، اسلئے کہ ہمیں بھی ایک شخص دوسرے کے لئے استراحت و آرام کا باعث ہوتا ہے اور نماز تراویح بھی اسی باب سے ہے چونکہ نماز گزار ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتا ہے۔ (مجمع البحرین، ج ۲، ۱-۲، ص ۲۴۴)

نماز تراویح کے بعض احکام کا بیان

اس موقع پر نماز تراویح کے چند احکام بیان کئے جاتے ہیں۔ (۱) رمضان میں نماز تراویح مرد و عورت دونوں کے لئے سنت ماکدہ ہے۔ (۲) جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے تو چھوڑ دی جائے۔ (۳) نماز تراویح روزے کی تابع نہیں ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کے لئے بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔ (۴) نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اگر کوئی عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور اس کے بعد معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کچھ سو ہو گیا جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اسے عشاء کی نماز کے بعد تراویح کا اعادہ بھی کرنا چاہیے۔ (۵) اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس آدمی کے لئے بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائے گا۔ جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔ (۶) اگر کوئی مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے پھر تراویح میں شریک ہو اور اس درمیان میں تراویح کی جو رکعتیں ہو جائیں ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھ لے۔ (۷) مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت ماکدہ ہے لوگوں کی کاہلی یا سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہیں آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں گذرے اسی قدر پڑھا جائے۔ باقی الم تر کیف سے آخر کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں۔ ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ (۸) ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھا جائے تا وقتیکہ کہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔ (۹) ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ کہ لوگ شوقین ہوں کہ انہیں گراں نہ گذرے اگر گراں گذرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔ (۱۰) تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ اگرچہ کسی سورت کا جز نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔ (۱۱) تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید مہینہ پورا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے مثلاً پندرہ روز میں یا بیس روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو بقیہ پندرہ یا دس روز میں تراویح کا پڑھنا سنت ماکدہ ہے۔

قیام رمضان کی فضیلت کا بیان

1326- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص رمضان کے مہینے میں ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے روزے رکھے اور نوافل ادا کرے اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔“

نماز تراویح کی بیس رکعات ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت یزید بن رومان نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ (بشمول وتر) 23 رکعت پڑھتے تھے۔ (والبیہقی فی السنن الکبریٰ، 2 / 498، الرقم: 4384)

حضرت مالک نے داود بن حصین سے روایت کیا، انہوں نے حضرت اعرج کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا (نماز تراویح میں) قاری سورہ بقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا اور جب باقی بارہ رکعتیں پڑھی جاتیں تو لوگ دیکھتے کہ امام انہیں ہلکی (مختصر) کر دیتا۔

(مالک فی الموطا، کتاب: الصلوٰۃ فی رمضان، باب: ما جاء فی قیام رمضان، 1 / 115، الرقم: 753)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے (اس حدیث کی شرح میں) بیان کیا کہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر شوافع اور احناف کا مذہب ہے۔ اسی طرح محلی نے امام بیہقی سے بیان کیا۔ (ولنی اللہ علیہ فی المسوی من احادیث الموطا، 1 / 175)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ماہ رمضان میں تراویح کے لئے اکٹھا کیا۔ مردوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور عورتوں کو حضرت سلیمان بن حمہ رضی اللہ عنہ تراویح پڑھاتے۔

(البیہقی فی السنن الکبریٰ، 2 / 493، الرقم: 4380، الاعتلا فی فیح الباری، 4 / 252-253، الرقم: 1905)

امام ابو عیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ نے اپنی سنن میں فرمایا: اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے جو کہ حضرت علی، حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اصحاب سے مروی ہے اور یہی (کبار تابعین) سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہم کا قول ہے اور امام شافعی نے فرمایا: میں نے اپنے شہر مکہ میں (اہل علم کو) بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔

(الترمذی فی السنن، کتاب: الصوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی قیام شہر رمضان، 3 / 169، الرقم: 806)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ

بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

(ابن ابی حمیہ فی المصنف، 2/164، الرقم: 7692، والمحرر ابی ابی الحکم لا وسط، 1/243، الرقم: 324/5، 798)

حضرت سائب بن یزید نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم (بشمول وتر) تیس رکعات پڑھتے تھے۔ (عبد الرزاق فی المصنف، 4/251، الرقم: 7733، وابن حزم فی الاحکام، 2/230)

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْعَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً، قَالَ : وَكَانُوا يَقْرَأُونَ بِالْمَعْقِنِ وَكَانُوا يَتَوَكَّؤْنَ عَلَى عَصِيهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْفَرَّائِيُّ وَابْنُ الْحُقُودِ بِإِسْنَادِهِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ كَمَا قَالَ الْفَرَّائِيُّ.

(المعجم فی السنن الکبریٰ، 2/496، الرقم: 4393، وابن الحسن خریابی فی کتاب اصیام، 1/131، الرقم: 176، وقال: لا سنادہ در حالہ ثقات، وابن

جدلی المسند، 1/413، الرقم: 2825، والمبارک کوری فی تحفۃ لا حوزی، 3/447)

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ان میں سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں شدت قیام کی وجہ سے وہ اپنی لائٹھیوں سے ٹپک لگاتے تھے۔

ابونہصیب نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت سدید بن خفلفہ ماہ رمضان میں نماز تراویح پانچ ترویحوں (یعنی بیس رکعت میں) پڑھاتے تھے۔ (المعجم فی السنن الکبریٰ، 2/448، الرقم: 4395، وابن بخاری فی المکی، 1/22، الرقم: 234)

حضرت ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دیگر سند سے بھی مروی ہے۔ (المعجم فی السنن الکبریٰ، 2/496، الرقم: 4396، والمبارک کوری فی تحفۃ لا حوزی، 3/444)

حضرت ابوالحسناء بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں پانچ ترویحوں میں بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ (وابن تہامۃ فی المعجم، 1/458، وقال: ہذا کلام جامع)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت حسن (بصری) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں قیام رمضان کے لئے اکٹھا کیا تو وہ انہیں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

(ابن حمیہ فی مجموع فتاویٰ، 2/401)

حضرت زعفرانی امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے لوگوں کو مدینہ منورہ میں انتالیس

(29) اور مکہ مکرمہ میں تیس (23) رکعت (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھتے دیکھا۔

(المسئلانی فی فتح الباری، 4/253، والشوکانی فی نیل الاوطار، 3/64)

ابن رشد قرطبی نے فرمایا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے دو اقوال میں سے ایک میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام داود ظاہری رضی اللہ عنہم نے بیس تراویح کا قیام پسند کیا ہے اور تین وتر اس کے علاوہ ہیں۔۔۔ اسی طرح امام مالک رضی اللہ عنہ نے یزید بن رومان سے روایت بیان کی فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تیس (23) رکعت (تراویح بشمول تین وتر) کا قیام کیا کرتے تھے۔ (ابن رشد فی المجد، 1/152)

1327- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَلِيِّ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا مُسْلِمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي

هِنْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْهُ حَتَّى يَبْقَى سَبْعُ لَيَالٍ لِقَامِ بِنَا لَيْلَةَ

السَّابِعَةِ حَتَّى مَضَى نَحْوُ مِنْ ثَلَاثِ اللَّيْلِ ثُمَّ كَانَتْ اللَّيْلَةُ السَّادِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا فَلَمْ يَقُمْ بِهَا حَتَّى كَانَتْ

الْعَامِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا ثُمَّ قَامَ بِنَا حَتَّى مَضَى نَحْوُ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ نَقَلْنَا بِقِيَّةَ

لَيْلَتِنَا هَذِهِ فَقَالَ إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَإِنَّهُ يَعْدِلُ قِيَامَ لَيْلَةٍ ثُمَّ كَانَتْ الرَّابِعَةُ الَّتِي تَلِيهَا

فَلَمْ يَقُمْ بِهَا حَتَّى كَانَتْ الثَّالِثَةُ الَّتِي تَلِيهَا قَالَ فَجَمَعَ بَيْنَهُ وَآهْلَهُ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ قَالَ لِقَامِ بِنَا حَتَّى

خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ قِيلَ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ الشُّحُورُ قَالَ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْ بَقِيَّةِ الشَّهْرِ

••• حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رمضان کے روزے رکھے نبی کریم

ﷺ نے اس دوران ہمیں تراویح کی نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے ساتویں

رات میں ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا پھر جب چھٹی رات آئی جو اس کے بعد والی تھی

اس میں آپ ﷺ نے نماز نہیں پڑھائی اس کے بعد والی پانچویں رات آئی تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں

تک کہ نصف رات گزر گئی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ اس باقی رات میں بھی ہمیں نوافل

پڑھاتے رہیں تو (زیادہ مناسب ہوگا) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص امام کے ہمراہ نوافل ادا کرتا ہے یہاں تک

کہ امام اس نماز کو ختم کر دے تو یہ رات بھر قیام کرنے کے برابر ہے پھر جب اس کے بعد والی چوتھی رات آئی تو نبی کریم

ﷺ نے اس میں بھی نماز ادا نہیں کی یہاں تک کہ اس کے بعد والی تیسری رات آگئی۔ راوی کہتے ہیں: تو نبی کریم ﷺ

نے اپنی خواتین اپنی ازواج کو جمع کیا لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی

یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ ہم "فلاح" سے رہ جائیں گے ان سے دریافت کیا گیا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ انہوں

نے جواب دیا: بحری۔

وہ بیان کرتے ہیں: پھر اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پورے مہینے میں ہمیں تراویح کی نماز نہیں پڑھائی۔

1328- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ نَضْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ كِلَاهُمَا عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ حَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ يَذْكُرُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ نَعَمْ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ شَهْرٌ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاجْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

••• نضر بن شیبان بیان کرتے ہیں: میری ملاقات ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے ہوئی تو میں نے انہیں کہا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنا دیں جو آپ نے اپنے والد کی زبانی سنی ہو جس میں انہوں نے رمضان کے بارے میں کوئی بات ذکر کی ہو تو انہوں نے جواب دیا: ٹھیک ہے میرے والد نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے نبی کریم ﷺ نے رمضان کے مہینے کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی: یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کے روزے رکھنا اللہ تعالیٰ نے تم پر لازم قرار دیا ہے اور اس میں تراویح ادا کرنا میں نے تمہارے لیے سنت قرار دیا ہے تو جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اس کے روزے رکھے گا اس میں نوافل ادا کرے گا وہ گناہوں سے اس طرح باہر آجائے گا جیسے اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے بیان میں ہے

1329- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِاللَّيْلِ بِحَبْلٍ فِيهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ انْحَلَّتْ عُقْدَةُ كُلِّهَا فَيُصْبِحُ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ قَدْ أَصَابَ خَيْرًا وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ أَصْبَحَ كَسِيلًا خَبِيثَ النَّفْسِ لَمْ يُصِبْ خَيْرًا

••• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”شیطان رات کے وقت تم میں سے کسی ایک شخص کی گردن پر سی باندھ دیتا ہے جس میں تین گرہیں لگی ہوتی ہیں اگر

آدمی بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ اٹھ کر وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ نماز کے لیے کھڑا ہو جائے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ شخص تازہ دم اور پاکیزہ نفس کے ہمراہ صبح کرتا ہے جو بھلائی کو پالیتا ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ کامل اور مزاج کی خرابی کے ہمراہ صبح کرتا ہے اور وہ بھلائی تک نہیں پہنچتا ہے۔

1330- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ الشَّيْطَانُ بَالَ لِي أُذُنِي

•• حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح تک سوتا رہتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

شرح

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ کان میں پیشاب کرنا حقیقت ہے مگر چہ ہمیں اس کا ادراک نہیں ہوتا، اور بعضوں کے نزدیک کناہی ہے اس بات سے کہ جو شخص سویا رہتا ہے اور رات کو اٹھ کر نماز نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے لئے اللہ کی یاد میں رکاوٹ بن جاتا ہے، اسی کو شیطان کے آدمی کے کان میں پیشاب کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

1331- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ

•• حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! ان فلاں جیسے نہ ہو جانا جو رات کے وقت نفل پڑھتا اور پھر اس نے رات کے وقت نوافل پڑھنا ترک کر دیا۔

1332- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مَحْمُودٍ وَالحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالصَّبَّاحُ وَالعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو الْحَدَّادِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا سَيِّدُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمَانَ بِنْتُ دَاوُدَ لِسُلَيْمَانَ يَا بُنَيَّ لَا تُكْثِرِ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَإِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ تَتْرُكُ الرَّجُلَ فَقِيرًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ

•• حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا: اے میرے بیٹے! تم رات کے وقت زیادہ نہ سویا کرنا“

1330: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث 1144، رقم الحديث 3270، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث 1814، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث 1607، رقم الحديث 1608

1331: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث 1152، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث 2725، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث 1763

1332: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متخرد ہیں۔

کیونکہ رات کے وقت زیادہ سونے کے نتیجے میں آدمی قیامت کے دن غریب ہوگا۔

1333- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلَبِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُوسَى أَبُو يَزِيدَ عَنْ شَرِيكَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ

•• حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص رات کے وقت کثرت نماز ادا کرے اس کا چہرہ دن کے وقت خوبصورت ہوگا۔“

1334- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَقِيلَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبُحِثَ فِي النَّاسِ لَا نَظَرَ إِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبْنَتْ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمْتُ بِهِ أَنْ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَكْثَرُوا السَّلَامَ وَأَطِيعُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ يَتَمَتَّحُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

•• حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ گروہ در گروہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات بیان کی گئی کہ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو میں بھی آپ ﷺ کو دیکھنے کے لیے لوگوں کے ساتھ گیا جب میں نے نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت کی تو مجھے یہ پتہ چل گیا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہے نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلی بات یہ ارشاد فرمائی: اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور رات کے وقت نوافل ادا کرو جبکہ لوگ سو رہے ہوں تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ أَيْقَظَ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے وقت اپنی بیوی کو عبادت کے لئے بیدار کرنے کے بیان میں ہے

1335- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَقَظَّ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكَعَتَيْنِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا

1333: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1334: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 4485 أخرجه ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 3251

1335: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1309

وَالذَّائِرَاتِ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب کوئی شخص رات کے وقت بیدار ہو اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے اور وہ دونوں دو رکعات نماز ادا کریں تو ان دونوں کا نام ان افراد میں لکھا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد و خواتین ہیں۔“

نماز تہجد کے لئے بیوی کو بیدار کرنے کی فضیلت کا بیان

1336- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَعْفَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَاتَّقَطَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ فَإِنْ ابْتِ رَشَّ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاتَّقَطَتْ رَوْجَهَا فَصَلَّى فَإِنْ ابْتِ رَشَّ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو رات کے وقت بیدار ہو کر نماز ادا کرتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرتا ہے تو وہ عورت بھی نماز ادا کرتی ہے اگر وہ عورت اس کی بات نہیں مانتی تو وہ اس کے چہرے پر پانی چھڑکتا ہے اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کو بیدار ہو کر نماز ادا کرتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی بیدار کرتی ہے اور وہ بھی نماز ادا کرتا ہے وہ اس کی بات نہیں مانتا تو وہ عورت اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیتی ہے۔“

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحمت نازل فرمائے جو رات کو اٹھ کر (خود بھی تہجد کی) نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے تاکہ وہ بھی نماز پڑھے اور اگر بیوی (نیند کے غلبے اور کثرت غفلت و سستی کی وجہ سے) نہ جاگے تو (اس کی نیند ختم کرنے کے لئے) اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو رات کو اٹھ کر (خود بھی تہجد) کی نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے تاکہ وہ بھی نماز پڑھے اور اگر شوہر (غلبہ و نیند و سستی کی وجہ سے) نہ جاگے تو وہ اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالے۔“

(ابوداؤد، سنن نسائی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 1205)

رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے سے مراد تہجد کی ہی نماز ہے لیکن اگر مرد و عورت کسی کی بھی کوئی نماز قضا ہو گئی ہو اور اس وقت اس کے ذمہ قضا ہو تو قضا نماز کا پڑھنا ہی اس وقت اولیٰ ہوگا۔ ”منہ پر پانی کے چھینٹے دینے“ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو نماز پڑھنے اور پروردگار کی عبادت کے لئے بیدار کرنے کے واسطے جس طرح بھی ممکن ہو، سعی و کوشش کرے۔ بہر حال حدیث کا حاصل یہ ہے کہ خاوند و بیوی جس طرح سماجی زندگی اور دنیاوی امور میں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہوتے ہیں اسی طرح انہیں دینی امور،

طاقت الہی اور عبادت الہی کے بارے میں ایک دوسرے کا مددگار و معاون بننا چاہیے اور اگر کسی وقت بیوی نماز نہ پڑھے تو شوہر کا حق ہے کہ وہ اسے جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھنے پر مجبور کرے۔ اسی طرح اگر خاوند نماز پڑھنے میں تساہل و سستی کرے یا کسی ایسی وجہ سے نماز پڑھنے سے رک جائے جو نماز کی ادائیگی میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے تو بیوی کا حق ہے کہ وہ اسے پوری قوت سے نماز پڑھنے کے لئے کہے اور جو چیز اس کے نماز پڑھنے میں رکاوٹ بن رہی ہے اسے ختم کرے۔ مثلاً اگر میاں بیوی دونوں میں سے کوئی ایک اس طرح غفلت میں پڑا ہوا ہے کہ اس کی نماز خواہ فرض نماز ہو یا تہجد وغیرہ کی نماز رہی جاتی ہو تو دونوں میں سے جو بھی بیدار ہو دوسرے کو بھی نیند سے اٹھائے اگر وہ نہ اٹھے۔

تو ایسی ترکیب کرے جس سے اس کی نیند ختم ہو جائے اور وہ اٹھ کر نماز پڑھ سکے۔ اسی طرح کسی ایک جگہ اجتماعی طور پر رہنے والے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں اور رفیقوں میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن کر رہیں اور ایک دوسرے کو نماز پڑھنے اور عبادت الہی میں مشغول و مصروف رکھنے کی کوشش کریں۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کسی آدمی پر بھلائی کے معاملے میں جبر کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

بَابُ: فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ

یہ باب اچھی آواز میں قرآن پڑھنے کے بیان میں ہے

1337- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ دَكْوَانَ التَّمَشَقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَقَدْ كُفَّ بَصَرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَرْحَبًا يَا ابْنَ أَبِي بَلْعَيْنِ أَنْتَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ نَزَلَ بِحُزْنٍ فَإِذَا قَرَأْتُمُوهُ فَانْكُورُوا فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَبَاكُوا وَتَغَنُّوا بِهِ فَمَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِهِ فَلَيْسَ مِنَّا

••• عبد الرحمن بن سائب بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے ان کی بینائی رخصت ہو چکی تھی میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا: میرے بھتیجے کو خوش آمدید! مجھے پتہ چلا ہے تم بڑی اچھی آواز میں قرآن پڑھتے ہو میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”یہ قرآن حزن کے ہمراہ نازل کیا گیا ہے تو جب تم اس کی تلاوت کرو تو رولیا کرو اگر رو نہیں سکتے تو رونے جیسی شکل بنا لو اور اسے اچھی آواز میں پڑھو جو شخص اسے اچھی آواز میں نہیں پڑھتا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔“

شرح

حدیث میں ”تغنی“ کا لفظ ہے، اور ”تغنی“ کا معنی گانا ہے، قرآن میں ”تغنی“ نہیں ہو سکتی، لہذا ”تغنی“ سے یہ مراد ہوگا

کہ باریک آواز سے ورد کے ساتھ اس کو پڑھنا بایں طور کہ پڑھنے والے پر اور سننے والے سب پر اثر ہو، اور دلوں میں اللہ کا خوف اور خشوع پیدا ہو، اور تجوید کے قواعد کی رعایت باقی رہے، کلمات اور حروف میں کمی اور بیشی نہ ہو، سفیان بن عیینہ نے کہا: تقنی بالقرآن کا یہ معنی ہے کہ قرآن کو دولت لازم وال سمجھے، اور دنیا داروں سے غنی یعنی بے پرواہ رہے۔

آداب تلاوت کا بیان

قرآن کریم اللہ رب العزت کا براہ راست کلام اور بارگاہ الوہیت سے اترے ہوئے الفاظ کا مجموعہ ہے اس کلام کی نسبت جس ذات کی طرف ہے وہ حاکموں کا حاکم، بادشاہوں کا بادشاہ اور پوری کائنات کا بلا شرکت غیرے مالک ہے۔ لہذا اس کی تلاوت کے وقت وہی آداب ملحوظ ہونے چاہئیں جو کلام اور صاحب کلام کی عظمت شان کے مطابق ہوں اس لئے مناسب ہے کہ اس موقع پر آداب تلاوت کا ذکر وضاحت سے بیان کر دیا جائے۔ سب سے پہلے مسواک کے ساتھ وضو کیجئے اس کے بعد کسی اچھی جگہ متواضع اور رو بہ قبلہ بیٹھے اپنے آپ کو کمتر و ذلیل اور عاجز جان کر اور قلب و دماغ کے حضور کے ساتھ بیٹھئے کہ گویا اللہ رب العزت کے سامنے بیٹھ کر عرض و نیاز اور التجا کر رہے ہیں پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر تلاوت کیجئے دل میں یہ تصور جمائیے کہ میں اللہ کا کلام بغیر کسی واسطہ کے سن رہا ہوں قرآن کی آیتوں کو آہستہ آہستہ تدبر، تفکر اور ترتیل کے ساتھ پڑھئے۔ جہاں بندوں کے حق میں وعدہ و رحمت کی آیت آئے تو تسبیح کیجئے، جہاد و وعید و عذاب کے متعلق آیت آئے اللہ سے پناہ مانگئے۔

جب اللہ رب العزت کی تنزیہ اور تقدیس پر مشتمل آیت آئے تو تسبیح کیجئے، یعنی جس آیت میں اللہ کی پاکی اور اس کی بڑائی و بزرگی کا بیان ہو اسے پڑھ کر سبحان اللہ کہئے، تلاوت کے درمیان الحاج و زاری اختیار کیجئے اگر روانہ آئے تو رونے کی صورت بنا لیجئے۔ حاصل یہ کہ تلاوت قرآن گویا بارگاہ الوہیت میں حاضری کا وقت ہے اس لئے اس موقع پر اللہ رب العزت کی عظمت و رفعت کے احساس سے اپنے اوپر مکمل عاجزی، ذلت اور فروتنی طاری کیجئے، اس بات کی کوشش نہ کیجئے کہ قرآن جلد ختم ہو اور اس کی وجہ سے تیز تیز پڑھنا شروع کر دیا جائے کیونکہ غور و فکر کے ساتھ کم پڑھنا آداب تلاوت کا لحاظ کئے بغیر زیادہ پڑھنے سے بہتر ہے۔ پھر یہ کہ زیادہ سے زیادہ پڑھنے سے ختم شماری کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، بلکہ یہ امر ممنوع ہے لہذا آج کل جو یہ رسم چل گئی ہے کہ لوگ پورا قرآن ایک دن میں ختم کرنے یا زیادہ تیز پڑھنے کو فخر یا کمال کی بات سمجھتے ہیں۔

یہ نہایت بری اور غفلت و نادانی کی بات ہے۔ خواجہ پندارد کہ طاعت می کند بے خبر کز معصیت جان می کند بعض بزرگوں سے جو زیادہ سے زیادہ پڑھنا ثابت ہے تو وہ ان کی کرامت ہے اس بارہ میں ان کی پیروی نہ کیجئے حاصل یہ کہ تدبر، ذوق، حضور قلب اور آداب تلاوت کی رعایت کے ساتھ جس قدر بھی تلاوت کر پائیں اسی کو غنیمت سمجھئے۔ جس مجلس میں لوگ کسی دوسرے کام میں مشغول ہوں یا شور و غوغا ہو وہاں تلاوت نہ کیجئے ہاں اگر تلاوت ضروری ہی ہو اور کوئی دوسری جگہ میسر نہ ہو تو تلاوت کیجئے مگر آہستہ آواز کے ساتھ، البتہ اگر لوگ تلاوت سننے کے مشتاق ہوں اور خاموش و پرسکون ہوں تو آواز بلند تلاوت افضل ہوگی کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ تلاوت سننے والا اور تلاوت کرنے والا دونوں اجر و ثواب میں یکساں شریک ہیں۔ اسی طرح مصحف (قرآن) میں دیکھ کر پڑھنا بغیر دیکھے پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ اس طرح آنکھیں اور دوسرے اعصاب بھی عبادت میں شریک ہوتے ہیں

اور حضور قلب بھی زیادہ میسر ہوتا ہے۔ قرآن کریم کو رمل یا کسی دوسری بلند چیز (مثلاً تکیہ) پر رکھتے تاکہ قرآن کی تعظیم و تکریم آشکارا ہو، تلاوت کے دوران دنیوی کلام و گفتگو، کھانے پینے اور دوسرے سب کاموں سے باز رہے اگر کوئی ضرورت پیش آ جائے تو قرآن کو بند کر کے کلام و گفتگو کیجئے اس کے بعد پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر تلاوت شروع کیجئے، غلط پڑھنے سے احتراز کیجئے۔ ترتیل و تجوید کے ساتھ بے تکلف اور بے ساخت پڑھئے۔ غلط طریقہ سے آواز دلجھانے کی ضرورت نہیں، تلاوت کے وقت کسی کی تعظیم نہ کیجئے۔ ہاں اگر عالم یا عامل، استاد یا والدین کے لئے کھڑے ہو جانا اور ان کی تعظیم جائز ہے جب قرآن ختم ہونے کو ہو تو اپنے عزیز واقارب اور غمین و متعلقین کو جمع کیجئے ان کی مجلس میں قرآن ختم کیجئے اور ان سب کو دعا میں شامل کیجئے کیونکہ وہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔

قرآن ختم کرنے کے بعد پھر سورت فاتحہ اور سورت بقرہ مفلحون تک پڑھ کر قرآن بند کیجئے کیونکہ یہ افضل ہے۔ تکیہ لگا کر یا بٹ کر قرآن پڑھنا اگرچہ جائز ہے لیکن افضل یہی ہے کہ بویہ کر پڑھا جائے اسی طرح راستہ چلتے قرآن پڑھنا جائز ہے اگر جنگل ہو تو بآواز بلند پڑھا جائے ورنہ بصورت دیگر بآواز آہستہ۔ نجس اور مکروہ جگہوں مثلاً حمام اور کیلے وغیرہ میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ قرآن کی تقطیع بہت چھوٹی نہ رکھی جائے اور نہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے متفرق کیا جائے تاکہ اس کے احترام و عظمت میں کچھ کمی واقع نہ ہو ہاں ضرورت کے تحت مثلاً بچوں کے پڑھنے کے لئے یا کسی مناسب آسانی و سہولت کے پیش نظر پارہ پارہ یا ہفت سورت وغیرہ کی شکل میں کرنا جائز ہے۔

قرآن کو ایسے لشکر میں لے جانا جہاں امن پر اعتماد نہ ہو مناسب نہیں ہے اسی طرح دارالحرب میں بھی قرآن نہ لے جانا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ کافروں کے ہاتھ میں پڑ جائے اور وہ اس کی بے حرمتی کریں۔ قرآن کی اتنی آیتوں کا یاد کرنا کہ جن سے نماز ہو جائے ہر مسلمان پر عین فرض ہے اور پورا قرآن شریف یاد کرنا فرض کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص حفظ کرے تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ فقہا لکھتے ہیں کہ سورت فاتحہ اور کوئی ایک سورت یاد کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور باقی قرآن کا یاد کرنا اور اس کے احکام کو جاننا اور سیکھنا نفل نماز سے اولیٰ ہے۔ مصحف کی طرف پاؤں پھیلانے مکروہ نہیں بشرطیکہ وہ پاؤں کے برابر نہ ہو، اسی طرح مصحف اگر کھوٹی پر لٹکا ہوا ہو یا طاق میں رکھا ہوا ہو تو ادھر پاؤں پھیلانا مکروہ نہیں ہے۔

1338- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ سَابِطٍ الْجُمَحِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَبْطَأْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ بَعْدَ الْعِشَاءِ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ قُلْتُ كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ

رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِكَ لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَائَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتَّى اسْتَمَعَ لَهُ ثُمَّ انْفَتَحَ إِلَيَّ فَقَالَ هَذَا مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ لِي أَمْتِي مِثْلَ هَذَا

• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک مرتبہ میں عشاء کی نماز کے بعد تاخیر سے گھر آئی جب میں گھر آئی تو نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: تم کہاں تھیں؟ میں نے عرض کی: میں آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب کی قرأت غور سے سن رہی تھی میں نے اس شخص جیسی قرأت اور اس جیسی آواز کسی اور کی نہیں سنی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں تو نبی کریم ﷺ اٹھے آپ ﷺ کے ساتھ میں بھی اٹھ گئی نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی قرأت غور سے سنی پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: یہ ابو حذیفہ کا غلام سالم ہے۔ (پھر آپ نے فرمایا:)

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے میری امت میں اس جیسے لوگ پیدا کیے ہیں۔“

1339- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعَاذٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِي إِذَا سَمِعْتُمُوهُ بَقَرًا حَسِبْتُمُوهُ يَنْحَشِي اللَّهُ

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”قرآن پڑھنے میں لوگوں میں سے سب سے اچھی آواز کا مالک وہ شخص ہے کہ جب تم اسے قرأت کرتے ہوئے سنو تو تمہیں اس کے بارے میں یہ گمان ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔“

1340- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ مَعْيَدٍ بْنُ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَيْسَرَةَ مَوْلَى فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلَّهِ أَشَدُّ أَذْنَا إِلَى الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ إِلَى قَيْنَتِهِ

• حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”گانے والی کا گانا سننے والا جتنی توجہ سے سنتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ توجہ کے ساتھ اس شخص کو سنتا ہے جو اچھی آواز میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور بلند آواز میں قرأت کرتا ہے۔“

1341- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ الْبَلَاءُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقِيلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

1339: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1340: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1341: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے آپ ﷺ نے ایک شخص کو قرأت کرتے ہوئے سنا تو دریافت کیا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: عبداللہ بن قیس (یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کو آل داؤد علیہ السلام کی سی خوش الحانی دی گئی ہے۔

شرح

مزامیر: جمع ہے مزار کی، مزار کہتے ہیں ستار کو، یا بجانے کے آلہ کو، یہاں مزار سے مراد خوش الحانی ہے، اور داؤد علیہ السلام بہت خوش الحان تھے، اور آپ کی اچھی آواز سے آدمی تو آدمی جانور بھی مست ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

1342- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ الْيَامِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْسَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

• حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قرآن کو اپنی آوازوں کے ذریعے آراستہ کرو۔"

شرح

علامہ خطابی وغیرہ نے اس کا ایک مفہوم یہ بتایا ہے کہ قرآن کے ذریعہ اپنی آواز کو زینت دو، یعنی اپنی آوازوں کو قرآن کی تلاوت میں مشغول رکھو، اس مفہوم کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں "زَيِّنُوا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ" کے الفاظ ہیں، اور یہ مطلب نہیں ہے کہ موسیقی کی طرح آواز نکالو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے رات کے مخصوص نوافل ادا کیے بغیر سو جائے

1343- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السُّرْحِ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَنَبَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ لَقَدْ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ

• حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اپنے وظیفے کو ادا کیے بغیر سو جائے یا اس میں سے کسی حصے کو چھوڑ کر سو جائے اور پھر اسے فجر اور ظہر کی نماز کے

1342: أخرجه أبو داود في "المسنن" رقم الحديث 1468، أخرجه الترمذي في "المسنن" رقم الحديث 1014، ورم الحديث 1015

1343: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث 1742، أخرجه أبو داود في "المسنن" رقم الحديث 1313، أخرجه الترمذي في "المسنن" رقم الحديث 581، أخرجه الترمذي في "المسنن" رقم الحديث 1789، ورم الحديث 1790، ورم الحديث 1791، ورم الحديث 1792

درمیان وقتے میں پڑھ لے تو یہ اس کے نامہ اعمال میں اسی طرح نوٹ کیا جاتا ہے جس طرح اس نے اسے رات کے وقت پڑھا تھا۔

1344- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمَالُ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَى لِرَاحَتِهِ وَهُوَ يَتَوَى أَنْ يَقُومَ فَيُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَعَلَّتْهُ عَيْنُهُ حَتَّى يُصْبِحَ كُتِبَ لَهُ مَا تَوَى وَكَانَ تَوَمُّهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ

•• حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان کا پتہ چلا ہے: جو شخص اپنے بستر پر آتے ہوئے یہ نیت کرتا ہے کہ وہ رات کے وقت بیدار ہو کر نوافل ادا کرے گا اور اس کی آنکھ لگی رہتی ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے تو اسے اس کی نیت کے مطابق ثواب ملتا ہے اور اس کی نیند اس کے لیے پروردگار کی طرف سے صدقہ بن جاتی ہے۔

بَابُ: فِي كَمْ يُسْتَحَبُّ يُخْتَمُ الْقُرْآنُ

یہ باب ہے کہ کتنے عرصے میں قرآن ختم کرنا مستحب ہے؟

1345- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى الطَّلَافِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ جَدِّهِ أَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَفْدٍ ثَقِيفٍ فَزَلُّوا الْأَخْلَافَ عَلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَأَنْزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي مَالِكٍ فِي قُبَّةٍ لَهُ فَكَانَ بَيْنَنَا كُلُّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيَحْدِثُنَا قَائِمًا عَلَى رِجْلَيْهِ حَتَّى يُوَارِحَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَكَثُرَ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَقُولُ وَلَا سَوَاءَ كُنَّا مُسْتَظْفَرِينَ مُسْتَدَلِّينَ فَلَمَّا خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ لُدَالٌ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا فَلَمَّا كَانَ ذَاكَ لَيْلَةٍ أَبْطَأَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ أَبْطَأَتْ عَلَيْنَا اللَّيْلَةُ قَالَ إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ جِزْبِي مِنَ الْقُرْآنِ فَكِرِهْتُ أَنْ أَخْرُجَ حَتَّى أُتِمَّهَ قَالَ أَوْسٌ فَسَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تُحَرِّبُونَ الْقُرْآنَ قَالُوا ثَلَاثَ وَخَمْسَ وَسَبْعَ وَتِسْعَ وَإِحْدَى عَشْرَةَ وَثَلَاثَ عَشْرَةَ وَحِزْبُ الْمُفْضَلِ

•• حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ ثقیف قبیلے کے وفد کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے حلیفوں کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرایا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مالک سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنے قبے میں ٹھہرایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد روزانہ رات کو ہمارے پاس تشریف لاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے کھڑے ہمارے ساتھ گفتگو کرتے تھے تاکہ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں کو سکون مل جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر ہمیں یہ بتایا کرتے تھے قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو زیادتیاں کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ہمارے اور ان کے درمیان) کوئی برابری نہیں تھی ہم کمزور اور (دنیاوی اعتبار سے) کمتر حیثیت کے مالک تھے جب ہم لوگ مدینہ منورہ آ گئے تو ہمارے اور ان کے درمیان جنگیں بھی ہوئیں کسی میں ہمارا پلڑا بھاری رہا اور کسی میں ان کا بھاری رہا۔

(راوی کہتے ہیں) ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے ذرا تاخیر سے ہمارے پاس آئے جس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف آنے میں تاخیر ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کے ایک مخصوص حصے کی تلاوت میں نہیں کر سکا تھا تو مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں اسے مکمل کرنے سے پہلے آ جاؤں۔

حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے دریافت کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ قرآن کی باقاعدہ تلاوت کس طرح کرتے ہیں تو انہوں نے بتایا: تین پانچ سات نو گیارہ تیرہ یا حزب منصل پڑھ لیتے ہیں۔

1346- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَكِيمٍ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَمَعْتُ الْقُرْآنَ فَقَرَأْتُهُ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَطُولَ عَلَيْكَ الزَّمَانُ وَأَنْ تَمَلَّ فَاقْرَأْهُ فِي شَهْرٍ فَقُلْتُ دَعْنِي أَسْتَمِعَ مِنْ قَوْتِي وَشَبَابِي قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي عَشْرَةِ قُلْتُ دَعْنِي أَسْتَمِعَ مِنْ قَوْتِي وَشَبَابِي قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي مَسْبَعٍ قُلْتُ دَعْنِي أَسْتَمِعَ مِنْ قَوْتِي وَشَبَابِي قَابِي

•• حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے قرآن کو اکٹھا کیا اور ایک ہی رات میں اسے مکمل پڑھ لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ گمان ہے تمہاری زندگی لمبی ہوگی تم تھک جایا کرو گے تو تم ایک مہینے میں پورا قرآن پڑھا کر دے میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے موقع دیجیے کہ میں اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ حاصل کر لوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دس دن میں اسے پورا پڑھ لیا کرو میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے موقع دیجیے کہ میں

اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ اٹھالوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سات دن میں اسے پڑھ لیا کرو میں نے عرض کی: آپ ﷺ مجھے موقع دیجیے کہ میں اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ اٹھالوں تو نبی کریم ﷺ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔
شرح

یعنی سات دن سے کم میں ختم قرآن کی اجازت نہ دی، صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ سات دن سے کم میں ختم قرآن نہ کرو، قسطنطینی نے کہا کہ یہ بھی حرمت کے لئے نہیں ہے، اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا حرام ہے، نووی کہتے ہیں کہ اس کی کوئی حد نہیں، جب تک جی لگے اور جتنی طاقت ہو، اس کے لحاظ سے قرآن پڑھے، اور بہتر یہی ہے کہ سات دن سے کم میں ختم نہ کرے، انتہاء تین دن میں، اور قرآن کے معانی اور مطالب میں غور و فکر کر کے پڑھے، اور ہمارے زمانہ میں تو قرآن کے معانی کا ترجمہ ہر زبان میں ہو گیا ہے، پس ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرنا زیادہ ثواب ہے، فقیر ابو اللیث کہتے ہیں کہ اقل درجہ یہ ہے کہ آدمی سال بھر میں قرآن دوبار ختم کرے، اور حسن بن زیاد نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے سال بھر میں دو بار پورے قرآن کی قراءت مکمل کی اس نے قرآن کا حق ادا کیا، کیونکہ جبریل علیہ السلام نے جس سال نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی، دوبار قرآن کا دور کیا، اور بعض نے کہا چالیس دن سے زیادہ ختم قرآن میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

1347- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص تین دن سے کم میں قرآن پورا کر لیتا ہے اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔

1348- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثَمْلَهُ خِشْيَ الصَّبَاحِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ کے بارے میں مجھے یہ علم نہیں ہے کہ کبھی آپ ﷺ نے ایک ہی رات میں پورا قرآن پڑھ لیا ہو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَوةِ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے نوافل میں تلاوت کرنے کے بیان میں ہے

1349- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ

1347: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 1394 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث 2949

1348: أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث 1640 رقم الحديث 2181 رقم الحديث 2348

عَنْ يَسْعَى بْنِ جَعْدَةَ عَنْ أُمِّ هَانِئِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَأَنَا عَلَى عَرِيضَتِي

•• سیدہ اُمّ ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں رات کے وقت نبی کریم ﷺ کی قرأت کی آواز سنا کرتی تھی حالانکہ میں اپنے تخت یعنی بستر پر ہوتی تھی۔

1350- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قُذَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَيَّةٍ حَتَّى أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا وَالْآيَةُ (إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ)

•• حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بعض اوقات نبی کریم ﷺ ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے ہوئے صبح کر دیتے تھے آپ ﷺ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہتے تھے وہ آیت یہ ہے۔

”اگر تو انہیں عذاب دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت کرے گا تو بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔“

1351- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَخْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ اسْتَجَارَ وَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَنْزِيهٌ لِلَّهِ سَبَّحَ

•• حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کی جب بھی آپ ﷺ رحمت سے متعلق کسی آیت کی تلاوت کرتے تو آپ ﷺ اس رحمت کو مانگتے اور جب عذاب سے متعلق کسی آیت کی تلاوت کرتے تو آپ ﷺ اس عذاب سے پناہ مانگتے تھے اور جب آپ ﷺ کسی ایسی آیت کی تلاوت کرتے جس میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی گئی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے تھے۔

1352- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي لَيْلَى قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا فَمَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ فَقَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ وَوَيْلٌ لِلْأَهْلِ النَّارِ

•• حضرت ابویسٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے پہلو میں نماز ادا کی نبی کریم ﷺ رات کے وقت نوافل ادا کر رہے تھے جب بھی آپ ﷺ عذاب سے متعلق کسی آیت کی تلاوت کرتے تو یہ کہتے: ”میں جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اور اہل جہنم کے لیے بربادی ہے۔“

1353- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِوَايَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ مَدًّا

••• قاتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، نبی کریم ﷺ کی قرأت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: آپ (الفاظ کو) کھینچ کر قرأت کرتے تھے۔

1354- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ يَسَّانَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَوْ يُخَافِتُ بِهِ قَالَتْ رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا خَافَتْ قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي هَذَا الْأَمْرِ سَعَةً

••• غضیف بن حارث بیان کرتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دریافت کیا: کیا نبی کریم ﷺ بلند آواز میں قرأت کیا کرتے تھے؟ یا آہستہ آواز میں کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: بعض اوقات آپ ﷺ بلند آواز میں کرتے تھے اور بعض اوقات پست آواز میں کرتے تھے تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اس نے اس معاملے میں گنجائش رکھی ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ

یہ باب رات کو قیام کر کے دعا مانگنے کے بیان میں ہے

1355- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَخْوَلِ عَنْ حَارِثِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قِيَامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَالِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَتَيْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفُ عَنِّي مَا قَلَمْتُ وَمَا أَخْرَجْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

1353: أخرجه البخاری فی "المصحيح" رقم الحديث: 5045 أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1465 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1013

1354: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 226 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 222 أخرجه المحدث: 223 ورقم الحديث: 403

1355: أخرجه البخاری فی "المصحيح" رقم الحديث: 1120 ورقم الحديث: 6317 ورقم الحديث: 7385 ورقم الحديث: 7442 ورقم الحديث: 7499 أخرجه

مسلم فی "المصحيح" رقم الحديث: 1806 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1618

۵۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب رات کے وقت تہجدی نماز ادا کرنے سے لے کھڑے ہوتے تو یہ دعا فرماتے تھے۔

"اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے تو آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود ہر چیز کو روشن کرنے والا ہے حمد تیرے لئے ہے تو آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود ہر چیز کو قائم کرنے والا ہے حمد تیرے لئے ہے تو آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود ہر چیز کا مالک ہے حمد تیرے لئے ہے تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری بارگاہ میں حاضری حق ہے تیرا فرمان حق ہے جنت حق ہے جہنم حق ہے قیامت حق ہے تمام نبی حق ہیں اور حضرت محمد حق ہیں۔ اے اللہ! میں تیرے لئے اسلام لایا اور میں تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تجھ ہی پر توکل کیا تیری طرف رجوع کرتا ہوں تیری مدد سے جنگ کرتا ہوں۔ تجھے ہی حاکم تسلیم کرتا ہوں اور تومیرے تمام گزشتہ اور آئندہ بخیر اور غلامانہ ذنب کی مغفرت کرتا ہوں۔ بے شک تو آگے لانے والا ہے اور تو پیچھے کرنے والا ہے صرف تو ہی معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور تیری مدد سے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔"

نماز تہجد پڑھنے کی فضیلت کا بیان

حضرت عمرو بن عنبسہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پروردگار اپنے بندے سے سب سے زیادہ قریب آخری شب میں ہوتا ہے لہذا اگر تم بھی اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں ہو سکتے ہو تو ضرور ہو یعنی اس بات کی کوشش کرو تم بھی ان خوش نصیب مسلمانوں میں شمار کئے جاؤ جو اس وقت اپنے پروردگار کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں اور سعادت میں خوش بختی کے خزانے اپنے دامن میں سمیٹ کر پروردگار کی رضا و خوشنودی کو اپنے قریب تر پاتے ہیں (امام ترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سند کی وجہ سے غریب ہے۔ (مشکوٰۃ الصالح: جلد اول: رقم الحدیث 1204)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کا آخر حصہ بایں طور افضل و اشرف ہے کہ وہ اپنے دامن میں پروردگار کی رحمتوں اور اس کی نعمتوں کے خزانے سمیٹے ہوئے ہوتا ہے، اب یہ قسمت اور مقدر والوں کی بات ہے کہ کون اس خزانے سے مستفید ہوتا ہے اور کون محروم رہ جاتا ہے۔ چنانچہ جن کی طبیعت سعادت مند ہوتی ہے وہ رات کے اس حصے میں اٹھ کر رحمت الہی کے خزانے سے اپنے دامن کو بھرتے ہیں اور جو حراماں نصیب ہوتے ہیں وہ شیطان کی اوریاں کھا کھا کر نہ صرف اپنے دل و دماغ اور جسم کو نیند کے حوالے کئے ہوتے ہیں بلکہ ان کی سعادت اور ان کی خوش بختی بھی غفلت و سستی کی نذر ہو جاتی ہے۔ بہر حال پروردگار کا اپنے بندے سے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی رضا و خوشنودی بندے سے قریب تر ہوتی ہے اور اس کی رحمتوں کا سایہ بندے کے اوپر ہوتا ہے۔ آخری نصف رات سے رات کا وہ حصہ مراد ہے جس کی ابتداء ثلث آخر (یعنی آخری تہائی) سے ہوتی ہے اور وہی وقت تہجد کی نماز کے لئے اٹھنے کا ہوتا ہے۔

حضرت عمرو بن عنبسہ جنہیں لسان نبوت سے حدیث میں مذکورہ سعادت حاصل کرنے کے لئے فرمایا جا رہا ہے حضرت حق جل مجدہ کی درگاہ کبریائی کے ایک مجذوب اور دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک مقرب اور زلی شان خادم تھے ان کی بہت

زیادہ عظمت اور فضیلت ہے۔ ابتداء ظہور نبوت میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کفر و شرک سے اکڑی ہوئی ہوئی گردنوں کو خدائے واحد کے حضور میں جھکانے کی سعی میں مصروف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کی ابتداء ہو چکی تھی تو حضرت عمرو بن عنسہ اپنے وطن میں تھے یکا یک ان کے دل میں نور تو حید صوفشاں ہوا اور شرک و بت پرستی کی کراہیت و نفرت نے بے چین کر دیا، جب ہی سنا کہ ایک آدمی مکہ میں پیدا ہوا ہے جو لوگوں کو تو حید کی طرف بلاتا ہے اور بتوں کی عبادت سے منع کرتا ہے، یہ سنتے ہی قلب مضطرب ہوئی اور انہی مکہ پہنچنے پر مجبور کر دیا، انہوں نے مکہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا، رسول اللہ (فداء روحی) اس زمانے میں کفار کی شدید مخالفت اور دشمنان دین کی بے پناہ سختیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے دشمنوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر اللہ کے دین کی تبلیغ اور اس کی عبادت میں مصروف تھے۔

حضرت عمرو بن عنسہ نے لوگوں سے پوچھا کہ "تم میں کون آدمی پیدا ہوا ہے جو تمہاری روش اور تمہارے راستے سے ہٹ کر دوسرے دین کی طرف دنیا کو بلاتا ہے؟" لوگوں نے کہا ہے کہ "ہاں ایک دیوانہ ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل و دانش پر دونوں جہان قربان) جس نے اپنے باپ دادا کا طریقہ اور راستہ چھوڑ دیا ہے اور ایک نئی رسم نکالی ہے۔ دیوانہ کنی ہر دو جہاں بخشش دیوانہ تو ہر دو جہاں راجہ کند انہوں نے پوچھا کہ "اچھا وہ کہاں ملیں گے؟" لوگوں نے کہا کہ "وہ آدمی آدھی رات کو باہر نکالتا ہے اور اس خانہ کعبہ کے ارد گرد گھومتا ہے۔"

حضرت عمرو بن عنسہ آدھی رات کے وقت حرم شریف میں آئے اور کعبہ اللہ کے پردہ مبارک میں چھپ کر کھڑے ہوئے اچانک دیکھا کہ ایک آدمی ظلمتوں کے پردوں کو چیرتا ہوا نور کی ایک دنیا اپنے جلو میں لئے نمودار ہوا۔ اس آدمی کی سراپا کشش، آدمیت اور نورانی چہرے و جسم کا یہ عالم کہ مہر و ماہ اس کے سامنے شرمندہ اور دنیا کے تمام لوگ اس کے پاک آستانے کی خاک (صلی اللہ علیہ وسلم) عمر و فوراً پردہ سے نکل کر باہر آئے اور نمودار ہونے والے آدمی کو سلام کیا اور پوچھا کہ "آپ کون ہیں اور آپ کا دین کیا ہے؟" انہوں نے فرمایا کہ "میں اللہ کا رسول ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور میرا دین لا الہ الا اللہ ہے" یہ خوشی سے جھوم اٹھے اور قورا بولے کہ "میں بھی اس دین کو پسند کرتا ہوں" چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جیسا ایمان لائے، اس طرح حضرت عمرو بن عنسہ تیسرے یا چوتھے مسلمان ہیں یعنی ان سے پہلے صرف دو یا تین آدمی ہی اسلام کی دولت سے مشرف ہو چکے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رخصت کیا اور فرمایا کہ میرے "پروردگار نے مجھ سے ایک وعدہ کیا ہے۔ جب وہ وعدہ پورا ہوگا تو میرے پاس آنا" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو عمرو بن عنسہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے کی سعادت حاصل کی اور نگاہ نبوت کی کرشمہ سازی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو درجہء کمال پر پہنچا دیا۔

1355 م۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَخْوَلُ

خَالُ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ سَمِعَ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِلتَّهَجُّدِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب رات کے وقت تہجد کی نماز کے لیے اٹھتے تھے (اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے)

1356- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ حَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَاذَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَحُ بِهِ قِيَامَ اللَّيْلِ قَالَتْ لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَيُحَمِّدُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ عَشْرًا وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَيَتَعَوَّذُ مِنَ ضَيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ رات کے نوافل کا آغاز کس چیز سے کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا: تم نے ایک ایسی چیز کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے جس کے بارے میں اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا نبی کریم ﷺ پہلے 10 مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے تھے، 10 مرتبہ الحمد للہ پڑھتے تھے، 10 مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے تھے، دس مرتبہ استغفر اللہ پڑھتے تھے پھر آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے۔

”اے اللہ تو میری مغفرت کر دے تو مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ تو مجھے رزق عطا کر تو مجھے عافیت عطا کر۔“

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) نبی کریم ﷺ قیامت کے دن مقام کی تنگی سے پناہ مانگتے تھے۔

مسیبات عشرہ کی فضیلت کا بیان

حضرت شریق البوزنی فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہونے کے بعد (عبادت) کس چیز سے شروع کرتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے (آج) وہ چیز پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھی (تو سنو کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو (پہلے) اللہ اکبر دس مرتبہ الحمد للہ دس مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ دس مرتبہ سبحان الملک القدوس دس مرتبہ کہتے، دس مرتبہ استغفار کرتے، لا الہ الا اللہ دس مرتبہ کہتے اور دس مرتبہ یہ کہتے: اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا و ضیق یوم القیامۃ (اے پروردگار! میں تجھ سے دنیا کی تنگی (یعنی غمیتوں) اور آخرت کی تنگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد شروع فرماتے) (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1190)

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے ہاں دس تسبیحات ہیں جو سات سات مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اور جنہیں ان کی اصطلاح میں "مسیبات عشرہ" کہتے ہیں، اس حدیث میں سات تسبیحات ہیں جنہیں دس دس مرتبہ پڑھنا ذکر کیا گیا۔ چنانچہ صوفیاء کی اصطلاح "مسیبات عشرہ" کے مقابلہ میں محدثین کرام رحمہم اللہ کے ہاں اس حدیث میں مذکورہ تسبیحات اور ان کے اعداد کو "مشرقات سبعہ" کہتے ہیں۔

رات کے مختلف دعائیں مانگنے کا بیان

1357- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِمَ كَانَ يَسْتَفْتِحُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ أَحْفَظُوا جِبْرِائِيلَ مَهْمُورَةٌ لِأَنَّهُ كَذَّابٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ جب رات کے وقت نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو آپ ﷺ کس چیز سے نماز کا آغاز کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی کریم ﷺ یہ پڑھتے تھے۔

”اے اللہ! اے جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام کے پروردگار اے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے اے غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے! جس چیز کے بارے میں لوگ اختلاف کرتے ہیں: تو اس کے بارے میں اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا“ تو مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ جس کے بارے میں حق کے حوالے سے تیرے اذن کے تحت اختلاف کیا گیا ہے بے شک تو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔“

عبد الرحمن بن عمر ثمالی راوی بیان کرتے ہیں: اس لفظ کو جبرائیل علیہ السلام کے نام کے طور پر یاد رکھو جس میں ہمزہ ہے کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ سے اسی طرح منقول ہے۔

فرض نماز کے بعد نماز تہجد کی فضیلت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کو پڑھی جانے والی (یعنی تہجد کی) نماز ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 1210)

حضرت میرک شاہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابوالفتح مروزی شافعی کے اس قول کی دلیل ہے کہ تہجد کی نماز سنن رواتب سے افضل ہے جبکہ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ سنن رواتب افضل ہیں چنانچہ ابوالفتح مروزی ہی کا قول قوی تر ہے کیونکہ یہ حدیث صراحت کے ساتھ ان کے قول کی تائید کر رہی ہے۔ بہر حال اس مسئلے کی تحقیق یہ ہے کہ نماز تہجد بایں طور افضل ہے کہ اس نماز میں نفس بہت زیادہ مشقت میں مبتلا ہوتا ہے اور اس نماز کو پڑھنے والا ریادہ نمائش سے بعید ہوتا ہے اور سنن رواتب بایں جہت افضل ہیں

1357: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1808، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 767، رقم الحديث: 768، أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم

الحديث: 3420، أخرجه الترمذی في "السنن" رقم الحديث: 1624

کہ فرض نمازوں کے ساتھ ان کے پڑھنے کے بہت تاکید کی گئی ہے نیز یہ کہ سنن رواتب فرض نمازوں کے لئے متمم ہیں یعنی ان کے ذریعے فرض نمازیں درجہ کمال و اتمام کو پہنچتی ہیں، لہذا اس طرح دونوں کی افضلیت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے اور دونوں اقوال میں کوئی منافات نہیں ہے، یا پھر رات کی نماز کی فضیلت کے بارے میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رات کی نماز اس لئے افضل ہے کہ یہ وتر پر بھی مشتمل ہے اور وتر واجب ہے۔

سید الطائف حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ انتقال کے بعد انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ پروردگار نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جماعت العبادات وغنیت الاشارات وما نفعنا الا رکعات صلینا ہا فی جوف اللیل۔ "وہ باتیں جو میں حقائق و معارف کے بیان میں کہتا تھا جاتی رہیں اور وہ نکات جو میں بیان کیا کرتا تھا ختم ہو گئے مجھے تو صرف نماز کی ان چند رکعتوں نے فائدہ دیا جو نصف شب کو پڑھا کرتا تھا۔ گویا طالبین راہ حقیقت و شریعت اور سالکین راہ طریقت کو ترغیب دلائی گئی کہ تصوف و طریقت کے حکمت و نکات کے پیچھے نہ پڑو اور گفتار کے نہیں کردار کے غازی بنو، عملی زندگی کو سنوارنے اور اللہ کی بندگی کی راہ پر لگانے کی پوری پوری کوشش کرو اور عبادت و ریاضت کا پورا پورا اہتمام کرو کیونکہ اسی میں دنیا کی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی۔ کارکن کار، مگر از گفتار کا ندریں راہ کار دارو کار۔"

بَاب: مَا جَاءَ فِي كَيْفِ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ

یہ باب رات کے وقت کتنی نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1358- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَيْبَةُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيَسْجُدُ فِيْهِنَّ سَجْدَةً يَقْدِرُ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر سے پہلے تک 11 رکعات ادا کرتے تھے آپ ﷺ ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت کے ذریعے وتر ادا کرتے تھے آپ ﷺ ان میں اتنا طویل سجدہ کرتے تھے جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے جب مؤذن فجر کی پہلی اذان دے کر فارغ ہوتا تو نبی کریم ﷺ اٹھ کر دو مختصر رکعات ادا کر لیتے۔

وتر سمیت تہجد کی تیرہ رکعات ہونے کا بیان

1359- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

••• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ رات کے وقت تیرہ رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

شرح

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ میں نے ارادہ کیا کہ) میں آج کی رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھتا رہوں گا چنانچہ (میں نے دیکھا کہ) پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں ہلکی پڑھیں پھر دو رکعتیں طویل پڑھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھی جو ان دونوں رکعتوں سے کم (طویل) تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پہلے پڑھی تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں جو پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں سے کم (طویل) تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں جو پہلے پڑھی جانے والی دونوں رکعتوں سے کم (طویل) تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے اور یہ سب تیرہ رکعتیں ہو گئیں۔ (صحیح مسلم)

اور زید کا یہ قول کہ پھر دو رکعتیں پڑھیں جو پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں سے کم تھیں، صحیح مسلم میں حمیدی کی کتاب میں ہے کہ جس میں انہوں نے فقط مسلم کی ہی روایتیں نقل کی ہیں اور موطا امام مالک، سنن ابی داؤد، نیز جامع الاصول سب میں چار مرتبہ منقول ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1171)

اس حدیث سے صریح طور پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتیں پڑھی تھیں یا ایک ہی رکعت پڑھی تھی اور کیونکہ اگر دو رکعتیں ہلکی اس نماز میں شمار نہ کی جائیں تو وتر کی تین رکعتیں ثابت ہو جائیں گی اور اگر ان دونوں رکعتوں کو بھی اس نماز میں شامل کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وتر کی ایک ہی رکعت پڑھی گئی، تاہم صحیح اور ظاہر یہی ہے کہ دونوں ہلکی رکعتیں اس نماز میں شامل نہیں تھیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ حمیدی کی کتاب "جمع بین النعمین" میں تین قسم کی احادیث منقول ہیں۔

(۱) متفق علیہ یعنی بخاری اور مسلم دونوں کی روایتیں (۲) افراد صحیح بخاری یعنی وہ روایتیں جنہیں صرف صحیح البخاری نے نقل کیا ہے۔ (۳) افراد مسلم۔ یعنی وہ روایتیں جنہیں صرف مسلم نے نقل کیا ہے۔ لہذا روایت کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ "ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ قَبْلَهُمَا" متن صحیح مسلم میں چار مرتبہ منقول ہے اسی طرح کتاب حمیدی کہ جس میں صرف مسلم کی روایات منقول ہیں۔

موطا امام مالک، سنن ابی داؤد اور جامع الاصول میں بھی چار ہی مرتبہ منقول ہے۔ مؤلف مشکوٰۃ نے اس چیز کو یہاں اتنی شدد مد اور مبالغے کے ساتھ اس لئے بیان کیا ہے کہ صاحب مصابیح کا رد ہو جائے کہ انہوں نے اس عبارت کو تین مرتبہ نقل کیا ہے جس کی

بنا پر رکعتوں کی تعداد گیارہ رہ جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

1360- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ غَائِثَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ بِسَعِ رَكَعَاتٍ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ رات کے وقت 9 رکعات ادا کرتے تھے۔

1361- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ أَبُو عُبَيْدٍ الْمَدِينِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَا ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكَعَةً مِنْهَا ثَمَانٍ وَيُؤْتَرُ بِثَلَاثٍ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ

•• عامر شعبی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: تو ان دونوں حضرات نے بتایا: وہ تیرہ رکعات ہوتی تھیں، آٹھ رکعات نفل، تین رکعت وتر تھیں اور دو رکعات صبح صادق کے بعد ہوتی تھیں۔

1362- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ بْنُ ثَابِتِ الزُّبَيْرِيِّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَسِبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَبِيْسٍ بْنُ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قُلْتُ لَا رَمَقَنَّ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عَجَبَتَهُ أَوْ لُسْطَاكَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ رَكَعَةً

•• حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سوچا میں نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کا ضرور جائزہ لوں گا وہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی چوکھٹ پر (اس میں راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے) آپ ﷺ کے خیمے کے پاس تکیہ لگا کر بیٹھ گیا نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے دو مختصر رکعات ادا کیں، پھر آپ ﷺ نے دو طویل، طویل رکعات ادا کیں، پھر آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کیں لیکن یہ ان پہلی والی دو سے کچھ کم تھیں جو آپ ﷺ نے اس سے پہلے ادا کی تھیں، پھر آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کیں جو ان سے پہلی والی دو رکعات سے کچھ کم تھیں، پھر آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کیں جو ان سے پہلی والی دو رکعات سے کچھ کم تھیں جو آپ ﷺ

1360: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 443، ورم الحديث: 444

1361: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1362: أخرجه مسلم فی "المصنوع" رقم الحديث: 1801، أخرجه ابوداؤد فی "المسنن" رقم الحديث: 1366

بَابُ: مَا جَاءَ فِي آتِي سَاعَاتِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ

یہ باب رات کی کوئی گھڑی زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ کے بیان میں ہے

رات میں قبولیت دعا کی ساعت ہونے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رات کو ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ جو مسلمان اسے پاتا ہے اور اس میں اللہ جل شانہ سے دنیا یا آخرت کی کسی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے (ضرور) پورا فرماتا ہے اور (قبولیت کی) یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث، 1199)

مطلب یہ ہے کہ ہر شب کو ایک گھڑی ضرور آتی ہے جو قبولیت کی خوشخبری اپنے دامن میں لئے ہوئی آتی ہے جس باسعادت و خوش نصیب مسلمان کو وہ ساعت اور وہ گھڑی نصیب ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس میں جل شانہ کے سامنے اپنی جس دنیاوی و اخروی بھلائی کے لئے درخواست پیش کرتا ہے بامراد و کامیاب ہوتا ہے اور اس کی درخواست بارگاہ رب العزت سے قبولیت کا درجہ پاتی ہے ہاں وہ قبولیت اللہ جل شانہ کی طرف سے عطا و بخشش حکما بھی ہو سکتی ہے اور ھیکہ بھی۔ ساعت قبولیت کے تعین کے بارے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے چنانچہ بعض حضرات تو فرماتے ہیں کہ یہ ساعت مبہم ہے جیسے لیلۃ القدر اور ساعت جمعہ کہ ان میں کسی خاص وقت کے بارے میں تعین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ ساعت فلاں وقت اور فلاں ٹائم آتی ہے اسی طرح ہر رات کو بھی قبولیت کی ساعت کا کوئی خاص وقت اور ٹائم مقرر نہیں ہے بلکہ کسی بھی وقت آ جاتی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ نصف شب کا وقت ساعت قبولیت ہے۔

نصف رات کے وقت دعا کی فضیلت کا بیان

1364- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَسْلَمَ مَعَكَ قَالَ حُرٌّ وَعَبْدٌ قُلْتُ هَلْ مِنْ مَسَاعِدٍ أَقْرَبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أُخْرَى قَالَ نَعَمْ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاَوْسَطُ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ کے ساتھ کون اسلام لایا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک آزاد شخص ہے اور ایک غلام ہے میں نے عرض کی: کیا کوئی ایسی گھڑی بھی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوسری گھڑیوں سے زیادہ قریب ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! نصف رات کا وقت۔

رات کے آخری حصے میں دعا کی فضیلت کا بیان

1365 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي الْآخِرَةَ

••• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں سو جاتے تھے اور آخری حصے کو زندہ کرتے تھے (یعنی آخری حصے میں نوافل ادا کرتے تھے)۔

شرح

شماں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت تفصیلی طور پر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصہ میں (یعنی عشاء کی نماز کے بعد سے آدمی رات تک) سوتے پھر رات کے خالص سادس یعنی چوتھے پانچویں چھٹے حصے میں تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے جب سحر کا وقت ہوتا تو وتر پڑھتے پھر بستر پر (آرام فرمانے کے لئے) تشریف لے آتے (کیونکہ نماز تہجد وغیرہ سے فراغت کے بعد اور نماز فجر سے پہلے کچھ دیر تک آرام کرنا مستحب ہے تاکہ فجر کی نماز اور اس کے بعد کے اوراد و وظائف کی ادائیگی کے لئے بشارت و قوت حاصل ہو سکے) پھر اگر کسی دن آپ کو اپنی زوجہ مطہرہ سے ہم بستری کی ضرورت ہوتی تو اسے پورا کرتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی اذان سن کر اٹھتے اور اگر حالت ناپاکی میں ہوتے تو اپنے بدن پر پانی ڈالتے یعنی نہاتے اور اگر حالت ناپاکی میں نہ ہوتے تو وضو کرتے اور فجر کی سنت کی دونوں رکعتیں گھر ہی میں پڑھ کر نماز کے لئے باہر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اس تفصیل کی روشنی میں حدیث بالا کے ابتدائی جزء "رات کے ابتدائی حصے میں سوتے اور رات کے آخری حصہ کو زندہ رکھتے تھے" کے معنی واضح ہو گئے ہیں۔ بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وظیفہ زوجیت سے فراغت کے بعد وضو کرتے ہوں گے، اس کے بعد پھر سوتے ہوں گے۔ "ندائے اول" (پہلی اذان) سے مراد اذان متعارف ہے اور "دوسری اذان" تکبیر کو کہتے ہیں۔ حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی رات تو سوتے تھے اور آدمی رات اپنے پروردگار کی عبادت میں گزارتے تھے، کیونکہ اول سدس یعنی رات کے ابتدائی چھٹے حصے میں عشاء تک جاگتے تھے پھر عشاء کے بعد دوسرے تیسرے سدس میں آرام فرماتے تھے پھر چوتھے اور پانچویں سدس میں بیدار رہتے اور چھٹے میں سو جاتے اس طرح تین سدس تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے اور تین سدس بیدار رہتے۔

1366 - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بِنِ كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا

إِسْرَافِيلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ كُلُّ لَيْلَةٍ لَيَقُولُ مَنْ

1365: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1366: أخرجه البخاری فی "المصحح" رقم الحدیث: 1145، رقم الحدیث: 6321، رقم الحدیث: 7494، أخرجه مسلم فی "المصحح" رقم الحدیث: 1769، أخرجه

ابوداؤد فی "المسنن" رقم الحدیث: 1315، رقم الحدیث: 4733، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 3498

يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَدْعُونِي فَاسْتَجِيبْ لَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرْ لَهُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَلِذَلِكَ كَانُوا
يَسْتَحِبُّونَ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ عَلَى أَوَّلِهِ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: روزانہ رات کے وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا پروردگار نزول کرتا ہے اور فرماتا ہے: کون مجھ سے مانگتا ہے؟ اور میں اسے عطا کروں؟ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے؟ کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون مجھ سے مغفرت مانگتا ہے؟ کہ میں اس کی مغفرت کر دوں؟ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) ایسا صبح صادق تک ہوتا رہتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) اسی لیے وہ لوگ رات کے ابتدائی حصے کے مقابلے میں آخری حصے میں نماز ادا کرنے کو پسند کرتے تھے۔

1367- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ نِصْفُهُ أَوْ ثُلَاثُهُ قَالَ لَا يَسْأَلُنَّ عِبَادِي غَيْرِي مَنْ يَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي أُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي أَغْفِرْ لَهُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

• حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب رات کا نصف یا دو تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے! میرے علاوہ کسی سے ہرگز نہ مانگیں جو شخص مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا کو قبول کروں گا، جو شخص مجھ سے کچھ مانگے گا میں اسے عطا کروں گا، جو شخص مجھ سے مغفرت مانگے گا میں اس کی مغفرت کروں گا۔“

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) صبح صادق تک (اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے)۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر عبادت کرنا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا اور گناہوں سے مغفرت طلب کرنا چاہئے کیونکہ یہ دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، اور خود اللہ رب العزت بندوں سے فرماتا ہے: جو کوئی مجھے پکارے گا، میں اس کی پکار کو سنوں گا، جو کوئی مانگے گا اسے دوں گا، اور جو کوئی گناہوں سے معافی طلب کرے گا، میں اسے معاف کر دوں گا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَا يُرْجَى أَنْ يَكْفِيَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

یہ باب ہے کہ رات کے نوافل میں کتنے قیام کے کافی ہونے کی امید کی جاسکتی ہے؟

1368- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَأَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا

الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَتَانِ مِنَ الْخَيْرِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا لَيْلِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ قَالَ حَفْصُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ فَحَدَّثَنِي بِهِ

••• عبد الرحمن بن یزید علقمہ کے حوالے سے حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سورہ بقرہ کی آخری دو آیات ایسی ہیں کہ جو شخص رات کے وقت انہیں پڑھ لے گا تو یہ دونوں اس کے لئے کافی ہوں گی۔

عبد الرحمن بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی وہ اس وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی۔

1369 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنَ الْخَيْرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ

••• حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص رات کے وقت سورہ البقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کرے تو یہ دونوں اس کے لئے کافی ہوں گی۔

رات کی نمازوں میں قرأت کی فضیلت کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی دس آیتوں کے ساتھ قیام کرے تو وہ غافلین میں شمار نہیں کیا جاتا (یعنی اس کا نام صحیفہ غافلین میں نہیں لکھا جاتا) اور جو آدمی سو آیتوں کے (پڑھنے کے) ساتھ قیام کرے تو اس کا نام فرمانبرداروں میں لکھا جاتا ہے اور جو آدمی ہزار آیتوں کے (پڑھنے کے) ساتھ قیام کرے تو اس کا نام بہت زیادہ ثواب پانے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 1175)

مطلب یہ ہے کہ جو آدمی تہجد کی نماز میں دس، سو یا ہزار آیتوں کی قرأت ترتیل اور اطمینان کے ساتھ کرے تو اسے مذکورہ بالا ثواب اور سعادت کی فضیلت حاصل ہوگی اور اگر کوئی آدمی اپنی نماز میں دس آیتیں پڑھے گا تو فضیلت و ثواب کے اعتبار سے وہ آدمی اس سے کمتر ہوگا جو سو آیتیں اپنی نماز میں پڑھے گا، اسی طرح جو آدمی اپنی نماز سو آیات میں پڑھے گا تو وہ فضیلت و سعادت کے اعتبار سے اس آدمی سے کم تر ہوگا جو اپنی نماز میں ایک ہزار آیتوں کی قرأت کرے گا۔ اس موقع پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں، اول

1368: أخرجه البخاری فی "المصحح" رقم الحدیث: 5008، رقم الحدیث: 5009، رقم الحدیث: 5050، رقم الحدیث: 5051، أخرجه مسلم فی "المصحح" رقم

الحدیث: 1875، رقم الحدیث: 1876، رقم الحدیث: 1877، رقم الحدیث: 1878، رقم الحدیث: 1879، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1397،

أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 2881

1370: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

تو یہ کہ آیتوں کی مذکورہ تعداد ایک رکعت میں پڑھنے کا اعتبار ہوگا یا ایک سے زائد رکعت میں یہ تعداد پڑھی جائے۔ دوم یہ کہ تعداد سورت فاتحہ کی آیتوں کو شامل ہے یا اس کے علاوہ ہے۔

پہلے سوال کے متعلق علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آیتوں کی مذکورہ تعداد دو یا دو سے زیادہ رکعتوں میں پڑھی جائے۔ دوسرے سوال کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ حدیث کے ظاہری الفاظ تو یہی مراد بتاتے ہیں کہ سورت فاتحہ کے علاوہ دس آیتیں ہوں لیکن صحیح اور ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں مذکورہ ثواب اس شکل میں بھی حاصل ہوتا ہے کہ مذکورہ تعداد سورت فاتحہ کو شامل کر کے پڑھی جائے بایں طور کہ سات آیتیں تو سورت فاتحہ کی ہو جائیں گی اور تین آیتیں مزید کہ جو نماز کی قرات کا ادنیٰ درجہ ہے۔ قارئین کے معنی ہیں اطاعت پر مواظبت اور مداومت کرنے والے یا عبادت الہی میں قیام (یعنی کھڑے ہونے) کو طویل کرنے والے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ نماز میں سو آیتیں پڑھتے ہیں ان کا نام اطاعت الہی پر مواظبت و مداومت کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ یا عبادت اللہ وندی میں قیام کو طویل کرنے والوں کی جماعت میں لکھا جاتا ہے جو انتہائی سعادت اور خوش بختی کی بات ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ سے جو اس حدیث کے فائدے میں ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مطلق ہے، دن یا رات کے ساتھ مقید نہیں ہے یعنی خواہ کوئی سی بھی نماز ہو، دن کی ہو یا رات کی ہو جس نماز میں بھی آیتوں کی مذکورہ تعداد پڑھی جائے گی، ثواب حاصل ہوگا، تاہم علامہ بغوی نے اس حدیث کو کامل ترین موقع پر یعنی باب "صلاة الليل" میں نقل کر کے اس طرف اشارہ کر دیا ہے کہ رات کو (یعنی تہجد کی نماز میں) مذکورہ تعداد میں جو آیتیں پڑھی جائیں گی تو اس کا ثواب بہت زیادہ حاصل ہوگا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ "قیام کرنا" اس بات سے کنایہ ہے کہ مذکورہ تعداد میں آیتیں یاد کی جائیں اور انہیں ہر وقت پڑھا جائے نیز یہ کہ ان کے معنی و مقاصد میں غور و فکر اور ان پر عمل کیا جائے۔

باب: مَا جَاءَ فِي الْمُصَلِّي إِذَا نَعَسَ

یہ باب نمازی کو اونگھ آنے پر حکم کے بیان میں ہے

راحت کی حالت میں عبادت کرنے کا بیان

1370- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّهُ لَا يَذِرُنِي إِذَا صَلَّيْتُ وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ فَيَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ

» سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب کسی شخص کو اونگھ آئے تو وہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند پوری ہو جائے کیونکہ وہ یہ بات نہیں جانتا کہ جب وہ نماز ادا کر رہا ہو اور اونگھ رہا ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے مغفرت طلب کر رہا ہو اور درحقیقت خود کو گالیاں دے رہا ہو۔

شرح

مطلب یہ کہ غلبہ اور اونگھنے کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ ایسے وقت پر نہ تو دل و دماغ حاضر رہتے ہیں اور نہ زبان ہی قابو میں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ایسی حالت میں انسان کہتا کچھ چاہتا ہے مثال کے طور پر اس کو یوں سمجھئے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اس پر نیند کا غلبہ ہے اور وہ اونگھ رہا ہے جس کی وجہ سے اس کے دل و دماغ اور زبان پر غفلت و سستی کا قبضہ ہے اب وہ اس حالت میں کہتا چاہتا ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ . "اے اللہ میری مغفرت فرما۔" مگر نیند کی غفلت اس کی زبان پر یہ الفاظ ادا کر رہی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ "اے اللہ مجھے خاک آلود کر دے۔" دیکھا آپ نے؟ نیند کی غفلت سے صرف ایک نقطے کے فرق نے کیا گل کھلا دیا "کہاں تو اپنی مغفرت اور آخرت میں اپنی عزت و کامیابی کی دعا مانگتا چاہتا تھا اور کہاں اپنے نفس کے لئے بددعا کے الفاظ نکال کر ذلت و خواری کا سامان کر بیٹھا، اسی لئے منع کیا جا رہا ہے کہ جب نیند کا غلبہ ہو اور اونگھ کا تسلط ہو تو ایسے وقت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

تھکاوٹ دور کر کے نماز ادا کرنے کا بیان

1371- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلًا مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هَذَا الْحَبْلُ قَالُوا لِزَيْنَبَ تُصَلِّي فِيهِ فَإِذَا فُتِرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ فَقَالَ حُلُّوهُ حُلُّوهُ لِيُصَلَّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَةً فَإِذَا فُتِرَ فَلْيَقْعُدْ

••• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ (مسجد میں) تشریف لائے تو وہاں دو ستونوں کے ساتھ رسی باندھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: یہ رسی کس لیے ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے جب وہ تھک جاتی ہیں تو اسے پکڑ لیتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے کھول دو! اسے کھول دو! ہر شخص کو تھکے بغیر نماز ادا کرنی چاہئے جب وہ تھک جائے تو وہ بیٹھ جائے۔

شرح

جب تھک جائے تو نماز سے رُک جائے اور آرام کرے، مقصد یہ ہے کہ طاقت سے زیادہ نقلی عبادت ضروری نہیں ہے، جب تک دل لگے اس وقت تک کربے، بے دلی اور نفرت کے ساتھ عبادت کرنے سے بچتا رہے، اور اگر نقلی عبادت سے تھک کر کوئی آرام کرے، تا کہ دوبارہ عبادت کی قوت حاصل ہو جائے، تو اس کا یہ آرام بھی مثل عبادت کے ہوگا۔

تھکاوٹ کے وقت آرام کرنے کا بیان

1372- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَثِيبٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ يَحْيَى بْنِ

1371: أخرجه البغاهي في "الصحيح" رقم الحديث: 1150، أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1829، أخرجه الترمذي في "المسنن" رقم الحديث: 1642،

1372: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

النَّضْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعَجَمَ الْقُرْآنَ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَذَرِ مَا يَقُولُ اضْطَجَعَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جب کوئی شخص رات کے وقت نوافل ادا کر رہا ہو اور قرآن کی تلاوت اس کے لیے مشکل ہو جائے اور اسے یہ سمجھ نہ آئے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو اسے لیٹ جانا چاہئے۔“

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تمہیں چاہیے کہ اسی وقت تک نماز پڑھو جب تک کہ خوش دلی رہے اور جب طبیعت سست ہو جائے تو بیٹھ جاؤ۔“ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث، 1219)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آخرت کی راہ سعادت اور بھلائی اختیار کرنے والے کو چاہیے کہ عبادت میں اپنی بساط اور طاقت کے مطابق کوشش کرے طاعت کے معاملے میں میانہ روی اختیار کرے اور تنگ دلی و انقباض کے ساتھ عبادت کرنے سے احتراز کرے۔ عبادت اسی وقت تک کرے جب تک کہ بشارت قلبی اور سکون و اطمینان حاصل رہے۔ جب طبیعت سست ہو جائے تو عبادت ترک کر دے، اگر کوئی آدمی عبادت کرتے کرتے تھک جائے اور سست ہو جائے، نیز عبادت چھوڑ کر اس خیال سے کسی امر مباح میں مشغول ہو جائے مثلاً سو جائے یا گفتگو وغیرہ میں لگ جائے تاکہ آئندہ عبادت کے لئے مزید بشارت و خوشی اور اطمینان و سکون حاصل ہو سکے تو اس کی یہ مشغولیت عبادت و طاعت ہی میں شمار کی جاتی ہے۔

اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ ”عالم کی نیند (بھی) عبادت ہے“ کسالت و ملالت اور طبیعت کی تنگی کے وقت نفل اعمال کو ترک کر دینے کے سلسلے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، چنانچہ ایسے موقع پر جبکہ طبیعت میں اضمحلال اور سستی پیدا ہو جائے نفل اعمال کو ترک کر دینے کی اجازت اس لئے دی گئی ہے کہ عمل کا نفس پر گراں ہونا آخر کار عمل کے بالکل چھوٹ جانے یا اس میں نقصان واقع ہو جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

لیکن اتنی بات سمجھ لیجئے کہ نفس کو بہت زیادہ عبادت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے تاکہ طبیعت عبادت کی مشقت و ریاضت کی خوگر ہو جائے، کامل طبیعت، آرام طلب اور سست مزاج لوگوں کی طرح ہو جانا چاہیے جو کہ مختصر سی عبادت اور تھوڑے سے عمل میں بھی تھک جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عبادت اور ریاضت و مجاہدہ کو ادھورا چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں لیکن بہت زیادہ عبادت کرنے کی اگر عادت پڑ جاتی ہے تو زیادہ سے زیادہ عبادت طبیعت پر گراں نہیں ہوتی، چنانچہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو پہلے دو رکعت نماز پڑھنی اور قرآن کے ایک پارے کی تلاوت بھی گراں گذرتی تھی اور اس کی وجہ سے ان کی طبیعت میں سستی و اضمحلال پیدا ہو جاتا تھا انہوں نے ہی جب زیادہ عبادات اور ریاضت و مجاہدہ کی عادت پیدا کر لی اور اپنے نفس اور اپنی طبیعت کو راہ الہی کی سعادتوں کے حصول کی خاطر مشقت و محنت کا عادی بنا لیا تو انہیں سو رکعت نماز پڑھنی اور قرآن کے دس پاروں کی تلاوت بھی آسان معلوم ہونے لگی۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

یہ باب مغرب اور عشاء کے درمیان نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1373- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ صَلَّى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عَشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعات ادا کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

1374- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو عَمْرٍو حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي خُثَيْمٍ الْبَغَامِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلَتْ لَهُ عِبَادَةُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات ادا کرتا ہے ان کے درمیان کوئی بری بات نہیں کہتا تو یہ اس کے لیے بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوتا ہے۔“

شرح

نماز ادا بین کی فضیلت سابقہ احادیث میں بیان کر دی گئی ہے لہذا یہاں مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ پس رقم الحدیث، ۱۱۶۷ کی شرح ملاحظہ ہو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

یہ باب گھر میں نوافل ادا کرنے کے بیان میں ہے

گھروں کی نورانی رکھنے کا بیان

1375- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرِو قَالَ خَرَجَ

نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى عُمَرَ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَيْهِ قَالَ لَهُمْ مِمَّنْ أَنْتُمْ قَالُوا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ فَيَا ذُنَّ

1373: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1375: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

جِئْتُمْ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَسَأَلُوهُ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ فَقَالَ عُمَرُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَّا صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ فَنُورٌ فَتَوَرَّوْا بِبُيُوتِكُمْ

» عاصم بن عمرو بیان کرتے ہیں: عراق سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب وہ ان کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: عراق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا تم اجازت سے لے کر آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔

راوی کہتے ہیں: پھر ان لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آدمی کے گھر میں (نفل) نماز ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا جہاں تک آدمی کے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کا تعلق ہے تو یہ ایک نور ہے تم (اس عمل کے ذریعے) اپنے گھروں کو نورانی کرو۔

1375م- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

» یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

1376- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالََا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ مِنْهَا نَصِيًّا فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا

» حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کوئی شخص اپنی نماز مکمل کر لے تو اسے اپنے گھر کے لیے بھی اس میں سے کچھ حصہ رکھنا چاہئے کیونکہ اس کے نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں بھلائی رکھے گا۔

1377- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ قَالََا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَخَذُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا

» حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (یعنی اپنے گھر میں بھی نوافل ادا کیا کرو)۔“

1376: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1377: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 432، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1817، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1043، ورم

الحديث: 1448

اس سے یہ مراد ہے کہ جس طرح مقبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی اسی طرح اپنے گھروں کو بھی بے ذکر الہی نہ چھوڑ دہلکہ اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کر دتا کہ نماز اور ذکر الہی کی برکت سے گھر میں رحمت الہی کا نزول ہو۔ اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ سوائے فرض نماز کے سنت و نوافل وغیرہ مسجد کی بہ نسبت گھروں میں پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

گھر کو قبرستان بنانے کا مطلب یہ ہے کہ قبرستان کی طرح گھر میں بھی عدم عبادت والی ویرانی ماحول پیدا نہ کرو، بلکہ نقلی نماز گھر ہی میں پڑھا کر دتا کہ گھر میں بھی اللہ کی عبادت والا ایک پر رونق ماحول دیکھائی دے کہ جس سے بچوں کی تربیت میں بھی پاکیزگی کا اثر نمایاں ہوگا۔

1378 حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا الْفَضْلِ الصَّلَاةُ فِي بَيْتِي أَوْ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ إِلَّا تَرَى إِلَى بَيْتِي مَا أَقْرَبَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَا أُرَى إِلَى بَيْتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مَكْرُوبَةً

•• حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: کونسا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے میرا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا یا مسجد میں نماز ادا کرنا؟

نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے میرے گھر کو دیکھا ہے؟ وہ مسجد سے کتنا قریب ہے؟ لیکن میں اپنے گھر میں نقل نماز ادا کروں یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں مسجد میں (نقل) نماز ادا کروں البتہ فرض نماز کا حکم مختلف ہے کیونکہ (وہ مسجد میں باجماعت ادا کی جائے گی)۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحَى

یہ باب نماز چاشت سے متعلق احادیث کے بیان میں ہے

نماز چاشت اور نماز اشراق کا بیان

"ضحیٰ" مشتق ہے الضحو والضحوة سے جس کے معنی ہیں "آفتاب کا بلند ہونا، دن کا چڑھنا، چاشت کا وقت، چنانچہ آفتاب بلند ہونے کے بعد پڑھی جانے والی نماز کو "نماز ضحیٰ" کہتے ہیں۔ ضحیٰ کی دو نمازیں ہیں نماز اشراق اور نماز چاشت: ضحیٰ کی دو نمازیں ہیں ایک نماز کو "اشراق" کہتے ہیں اور دوسری نماز "نماز چاشت" کہلاتی ہے یعنی بقدر ایک یا دو نیزے تک آفتاب بلند ہونے کے بعد، جب کہ وقت مکروہ ختم ہو جاتا ہے اور نماز پڑھنے کا وقت شروع ہو جاتا ہے تو پہلے پہر تک ضحیٰ کی جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے

اصطلاح میں "نماز اشراق" کہتے ہیں اور جب آفتاب خوب بلند ہو جائے، فضاء میں اچھی طرح گرمی پیدا ہو جائے اور دھوپ اتنی زیادہ پھیل جائے کہ دوسرا پہر شروع ہو جائے تو زوال سے پہلے پہلے صبح کی نماز پڑھی جاتی ہے وہ اصطلاح میں "نماز چاشت" کہلاتی ہے عربی میں ان دونوں کو ضحوة صغریٰ اور ضحوة کبریٰ کہتے ہیں۔ نسائی نے ایک روایت نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ "جب آفتاب مشرق کی جانب ایسا ہوتا ہے جیسا کہ عصر کے وقت مغرب کی جانب ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اور جب آفتاب مشرق کی جانب ایسا ہوتا جیسا کہ ظہر کے وقت مغرب کی جانب ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت نماز پڑھتے۔"

اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی دو نمازیں ہیں۔ نماز اشراق کی کم از کم دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعتیں۔ اسی طرح نماز چاشت کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں لیکن علماء کے نزدیک مختار چار رکعتیں ہی پڑھنا ہے کیونکہ جن احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چار رکعتیں پڑھنا ثابت ہے وہ احادیث زیادہ صحیح ہیں پھر یہ کہ زیادہ احادیث و آثار چار رکعتوں ہی کے بارے میں منقول ہیں نماز صبح کی بہت زیادہ فضیلت منقول ہے یہ نماز اکثر علماء کے قول کے مطابق مستحب ہے یہ نماز اس نیت سے پڑھی جاتی ہے۔ نَوَيْتُ أَنْ أَصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ صَلَوةَ الصُّبْحِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ "میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز صبح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے پڑھوں۔"

شیخ ولی الدین بن عراقی فرماتے ہیں کہ "صلوة صبحی کے بارے میں صحیح اور مشہور حدیثیں بہت زیادہ منقول ہیں یہاں تک کہ محمد ابن جریر طبرانی نے کہا ہے کہ اس بارے میں جو احادیث منقول ہیں وہ درجہ تواتر معنوی کو پہنچی ہوئی ہیں۔ قاضی ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ "یہ نماز پچھلے انبیاء اور رسولوں کی نماز ہے۔"

علامہ سیوطی نے دیلمی سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ نماز صبحی حضرت داؤد علیہ السلام کی اکثر نماز ہے۔ ابن بخاری نے حضرت ثوبان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ نماز صبحی وہ نماز ہے جسے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ و آدم علیہم السلام ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

1379- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَأَلْتُ فِي رَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَالنَّاسُ مُتَوَافِرُونَ أَوْ مُتَوَافُونَ عَنْ صَلَوةِ الصُّبْحِ فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ أَمِّ هَانِئٍ فَأَخْبَرْتَنِي أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ أَمِّ هَانِئٍ

••• عبد اللہ بن حارث بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک سوال کیا اس وقت لوگ بہت زیادہ تھے یہ سوال نماز چاشت کے بارے میں تھا، لیکن مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو مجھے اس بارے میں بتاتا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ نماز ادا کی ہے صرف سیدہ امّ ہانی رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی انہوں نے مجھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے اس میں 8 رکعات ادا کیں۔

1380- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُحَيْمٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى ابْنِ آتِسٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا مِّنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص چاشت کے وقت 12 رکعات ادا کر لے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے سونے سے بنا ہوا محل بنا دے گا۔

نماز چاشت کا نیکوں کے جامع ہونے کا بیان

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سر تاج عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبح ہوتے ہی تمہاری ہر ہڈی پر صدقہ لازم ہو جاتا ہے لہذا ہر تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے ہر تحمید یعنی الحمد للہ کہنا صدقہ ہے۔ ہر تحلیل یعنی لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کے بدلے میں نماز صبح کی دو رکعتیں پڑھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث، 1284)

مطلب یہ ہے کہ جب انسان صبح کرتا ہے اور اس کی ایک ایک ہڈی اور ایک ایک جوڑ آفت و بلا سے صبح و سالم ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ کاروبار اور دنیا کی دیگر مصروفیات میں مشغول رہنے کے قابل رہتا ہے۔ لہذا اس عظیم نعمت پر ادا نیکی شکر کے لئے ایک ایک ہڈی کے عوض اسے صدقہ دینا لازم ہوتا ہے اور یہ صدقہ چند کلمات ہیں جن کو پڑھنے سے ایک ایک ہڈی اور ایک ایک جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور وہ کلمات بھی ہماری بھرم نہیں ہیں، زیادہ طویل اور سخت نہیں ہیں بلکہ نہایت آسان اور ہلکا تکلف ادا ہونے والے ہیں یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر۔ و بجزی من ذلک کا مطلب یہ ہے کہ ان کلمات کے کہنے کی بجائے اگر صبح کی دو رکعتیں پڑھ لی جائیں تو شکرانہ ادا ہو جاتا ہے ان کلمات کے کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ نماز تو پورے بدن اور تمام اعضاء جسمانی کا عمل ہے جس کے ذریعہ بدن کا ایک ایک عضو مصروف عبادت ہو کر اپنا اپنا شکرانہ کرتا ہے لہذا مناسب اور بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنا چاہیے۔

1381- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ الرَّشِيدِ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ

قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى قَالَتْ نَعَمْ أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ

معاذہ عدویہ بیان کرتی ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ چاشت کی نماز ادا کرتے

تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ چار رکعت ادا کرتے تھے اور جو اللہ کو منظور ہوتا تھا اس میں مزید اضافہ کر لیتے تھے۔

1382- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ عَنْ شَدَّادِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلَى شَفْعَةِ الصُّحَى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص چاشت کی جفت رکعات ادا کرے گا اس کے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ

یہ باب نماز استخارہ کے بیان میں ہے

نماز استخارہ اور اس کی دعا کا بیان

1383- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هُمْ أَخَذُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ خَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ فَيَسِّمِهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ خَيْرًا لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ يَقُولُ مِثْلَ مَا قَالَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى وَإِنْ كَانَ شَرًّا لِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كَانَ ثُمَّ ارْضِنِي بِهِ

•• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اسی طرح تعلیم کیا کرتے تھے جیسے قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز ادا کرے اور پھر یہ دعا کرے۔

”اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے طاقت حاصل کرنا چاہتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں علم نہیں رکھتا۔ بے شک تو غیوب کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ کام میرے دین اور

1382: أخرجه الترمذی، رقم الحديث: 477

1383: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1162، ورمقه الحديث: 6382، ورمقه الحديث: 7390، أخرجه ابوداؤد فی "المسنن" رقم الحديث: 1538، أخرجه

الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 480، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 3253

زندگی اور انجام کے حوالے سے بہتر ہے۔ (راوی کو یہ شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) دنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہوگا تو اس کو میرے لیے ممکن کر اور اس میں میرے لیے آسانی پیدا کر دے اور اس کے اندر میرے لیے برکت رکھ دے اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ دین زندگی اور آخرت میں میرے لیے برا ہوگا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) دنیا اور آخرت میں میرے لیے برا ہوگا تو اس کو مجھ سے دور کر دے اور مجھے اس سے دور کر دے اور مجھے بھلائی عطا کر دے خواہ وہ جہاں بھی ہو اور مجھے اس سے راضی کر دے۔“

شرح

اگر ایسے کام کا ارادہ کیا جائے جو مباح ہو اور اس کی کامیابی و بھلائی میں شک و تردد ہو مثلاً سفر کا ارادہ ہو، تجارت شروع کرنے کا خیال ہو، نکاح کرنا چاہتا ہو یا اسی قسم کے دوسرے مباح کام تو ایسے موقع پر مناسب اور بہتر یہ ہے کہ استخارے کو اپنا راہبر و مشیر بنایا جائے۔ کھانے پینے یا اسی قسم کے دوسرے مقرر و متعین کاموں کے لئے استخارہ نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی کام خیر محض ہو تو اس میں استخارہ نہ کیا جائے استخارے کی برکت یہ ہے کہ کام شروع کرنے والے کے حق میں جو بات بھی بہتر ہوتی ہے وہ اس کے دل میں جگہ لے لیتی ہے اور دل اپنے حق میں بہتر بات ہی کا فیصلہ کرتا ہے۔ استخارے کا طریقہ یہ ہے کہ با وضو ہو کر کسی بھی وقت علاوہ اوقات مکروہ کے استخارے کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد مذکورہ دعا پڑھی جائے۔

اگر سنت کی تحیۃ المسجد کی یا تحیۃ الوضو کی پڑھی جانے والی نمازوں میں سے ہی دو رکعت پڑھنے کے بعد دعاء استخارہ پڑھ لی جائے تو بھی جائز ہے لیکن اولیٰ یہی ہے کہ علیحدہ سے دو رکعت نماز بطور خاص استخارہ کی نیت ہی سے پڑھنی چاہیے۔ اس نماز میں جو بھی سورت پڑھنی چاہیے پڑھ سکتا ہے کسی خاص سورت کا تعین نہیں ہے تاہم بعض روایتوں میں ہے کہ قل یا اےکھا الکافرون اور قل ہو اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ دعا کے الفاظ "او عاجل امری" میں صرف اور صرف راوی کے شکل کو ظاہر کر رہے ہیں، یعنی راوی کو شک واقع ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی دینی و معاشی دعا قبلہ امری فرمایا ہے یا ان تینوں الفاظ کی جگہ عاجل امری واجبہ فرمایا۔ بہر حال افضل یہ ہے کہ اس دعا میں یہ دونوں جملے پڑھے جائیں۔ حدیث کی آخری الفاظ و تسمی حاجت کا مطلب یہ ہے کہ دعا میں لفظ هذا الا امر بطریق عموم واقع ہے استخارہ کرنے والا اپنی دعا میں اس جگہ اپنا مقصد اور اپنی مراد ظاہر کرے مثلاً "هذا الامر" کی بجائے یوں کہے "هذا الامر یا هذا الامر" یا اسی طرح جو بھی مقصد ہو ذکر کرے نیز یہ بھی جائز ہے کہ پہلے هذا الامر کہہ لے اس کے بعد اپنا مقصد اور اپنی مراد کا ذکر کرے۔ ایک اور روایت میں یہ مختصر استخارہ بھی منقول ہے کہ "اگر کسی آدمی کو جلدی ہو اور کوئی وقتی و ہنگامی کام ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صرف یہ پڑھ لے۔ اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ لِيْ وَ اَخْتَرْ لِيْ وَ لَا تَكِلْنِيْ اِلَى اَخِيَارِيْ۔" اے اللہ! (میرے حق میں تیرے نزدیک جو بہتر اور مناسب ہو اسے) میرے لئے پسند اور میرے لئے اختیار فرما اور مجھے میرے اختیار کا پابند نہ بنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کر دو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو، تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے (یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے، جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لئے

وہی بہتر ہے۔

استخارہ کی تعریف کا بیان

استخارہ کا مطلب خیر کی طلب کرنا ہوتا ہے۔ شریعت کے پابند لوگوں کے درمیان یہ رسم بن چکی ہے کہ جب ایک انسان کسی کام کو انجام دینے کے بارے میں، اس شعبہ سے متعلق افراد سے مشورت کرنے کے بعد اور تمام مثبت اور منفی جوانب کو مد نظر رکھ کر کے بھی ابھی اس کام کو انجام دینے کے بارے میں تحیر کا شکار ہو اور اس کام کو انجام دینے یا اس کو ترک کرنے کے بارے میں مردد ہو تو استخارے کے ذریعہ جو ایک قسم کا اللہ تعالیٰ سے مشورہ لینا ہوتا ہے، اپنے اس کام کے بارے میں اپنے تحیر اور تردید کو ختم کرتا ہے۔ استخارے کی مختلف قسمیں ہیں جن میں سے سب سے زیادہ معتبر استخارہ ذات الرقاب ہے۔

استخارہ صرف اہم کام کے لیے نہیں

اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ صرف اسی کام میں ہے جو کام بہت اہم یا بڑا ہے اور جہاں انسان کے سامنے دو راستے ہیں یا جس کام میں انسان کو تردد یا شک ہے صرف ایسے ہی کاموں میں استخارہ کرنا چاہیے، چنانچہ آج کل عوام الناس کو اپنی زندگی کے صرف چند مواقع پر ہی استخارہ کے مسنون عمل کی توفیق نصیب ہوتی ہے، مثلاً نکاح کے لیے یا کاروبار کے لیے استخارہ کر لیا اور بس! گویا ہم ان چند گنے چنے مواقع پر تو اللہ سے خیر اور بھلائی کے طلب گار ہیں اور باقی تمام زندگی کے روز و شب میں ہم اللہ سے خیر مانگنے سے بے نیاز اور مستغنی ہیں، یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ استخارہ صرف اہم اور بڑے کاموں ہی میں نہیں ہے، بلکہ اپنے ہر کام میں، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی طلب کرنی چاہیے، اسی طرح استخارے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس کام میں تردد اور تذبذب ہو تب ہی استخارہ کیا جائے، بلکہ تردد نہ بھی ہو اور اس کام میں ایک ہی صورت اور ایک ہی راستہ ہو تب بھی استخارہ کرنا چاہیے، حدیث نبوی کے الفاظ ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلھا (بخاری)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں (صحابہ کرام) کو ہر کام میں استخارے یعنی اللہ سے خیر طلب کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔

استخارہ کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ ہمیشہ رات کو سوتے وقت ہی کرنا چاہیے یا عشا کی نماز کے بعد ہی کرنا چاہیے، ایسا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے اس وقت استخارہ کر لے، نہ رات کی کوئی قید ہے اور نہ دن کی کوئی قید ہے، نہ سونے کی کوئی قید ہے اور نہ جاگنے کی کوئی قید ہے، بشرطیکہ وہ نفل کی ادائیگی کا مکروہ وقت نہ ہو۔

استخارہ کی دعا کا بیان

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جاہلیت والوں کو سفر یا شادی یا تجارت کی کوئی ضرورت پیش آئی تو وہ بتوں کے ہاتھوں میں دیئے ہوئے تیروں سے فال نکالا کرتے تھے۔ اہل اسلام کو ان حرکتوں سے روکا گیا کیونکہ یہ بھٹس جھوٹ اور شرکیہ کام تھا۔ اس کے عوض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے استخارہ کی تعلیم فرمائی جو تریاق مجرب ہے۔ اس کے لئے دو رکعات نماز استخارہ مشروع قرار دی اور یہ دعا تعلیم فرمائی۔

حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْعَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا هُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے، قرآن کی سورت کی طرح (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے (ابھی پکا عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ لِاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَآلِیِّهِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَآلِیِّهِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ وَیُسِّمْنِیْ حَاجَتَهٗ (صحیح بخاری 6382)

ہم سے ابو مصعب مطرف بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ابی العوال نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے، قرآن کی سورت کی طرح (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے (ابھی پکا عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں (استخارہ) تیری بھلائی سے، تو علم والا ہے، مجھے علم نہیں اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے، میرے دین کے اعتبار سے، میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا دعاء میں یہ الفاظ کہے فی عاجل امری و آجل تو اسے میرے لئے مقدر کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے برا ہے میرے دین کے لئے، میری زندگی کے لئے اور میرے انجام کار کے لئے یا یہ الفاظ فرمائے فی عاجل امری و آجل تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مقدر کر دے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کر دے (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کا بیان کر دینا چاہئے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ الْحَاجَةِ

یہ باب نماز حاجت کے بیان میں ہے

1384- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ عَنْ فَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللَّهِ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ لِيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَغَيْرَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْفَيْضَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ يَرٍّ إِنَّمَا أَسْأَلُكَ إِلَّا نَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفْرَتَهُ وَلَا مَعَا إِلَّا قَرَجَتَهُ وَلَا حَاجَةَ هِيَ لَكَ رِضَى إِلَّا قَضَيْتَهَا لِي ثُمَّ يَسْأَلُ اللَّهَ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا شَاءَ فَإِنَّهُ يُقَدِّرُ

•• حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو یا مخلوق میں سے کسی کے ساتھ کوئی کام ہو وہ وضو کرے اور دو رکعات ادا کرے اور یہ پڑھے۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں وہ بزدبار ہے کرم کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت کو واجب کر دیں اور تیری مغفرت کو پختہ کر دیں اور ہر نیکی میں سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو میرے ہر گناہ کی بخشش کر دے اور میرے ہر غم کو ختم کر دے اور میری جو بھی ضرورت تیری رضا کے مطابق ہو اسے میرے لیے پورا کر دے۔“

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا:) پھر وہ شخص جو چاہے اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کے متعلق مانگ لے وہ چیز اس کے نصیب میں لکھ دی جائے گی۔

شرح

جب کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت پیش آئے تو خواہ وہ حاجت بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بلا واسطہ کسی بندے سے متعلق ہو مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو، یا کسی سے نکاح کرنا چاہتا ہو، یا ایسی کوئی اور ضرورت ہو، جسے کسی آدمی سے پورا کرنا مقصود ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تعریف و بڑائی بیان کر کے درود شریف پڑھے جو نماز میں التحیات کے بعد پڑھا جاتا ہے اس کے بعد حدیث میں مذکور دعا پڑھے۔ دعا کے بعد اس کی جو حاجت و ضرورت

ہو، اسے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کرے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے مقصد برآری کے لئے دعا کرے۔ حاجت روائی اور مقصد برآری کے لئے یہ نماز کہ جسے اصطلاح میں "صلوة الحاجت" یعنی نماز حاجت کہتے ہیں کہ بہت مجرب ہے بعض بزرگوں کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنی ضرورتوں میں اس طریقے سے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کی، اللہ تعالیٰ نے ان کے مقصد اور ان کی حاجت کو پورا فرمایا۔ (علم اللہ)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حاجت مند کو اپنی حاجت روائی اور اس نماز و دعا کو پڑھنے کے لئے شنبہ کے دن صبح کے وقت کو اختیار کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جو آدمی شنبہ کے دن صبح کے وقت (نماز حاجت اور اس کی دعا پڑھ کر اپنی حلال و جائز حاجت کو طلب کرے تو میں اس کی حاجت روائی کا ضامن ہوں۔" (ملا علی قاری) یوں تو یہ نماز اور یہ دعا تمام حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے ہے لیکن قوت حافظہ کی اگر حاجت ہو تو اس کے لئے بطور خاص الگ نماز ہے جس کو صلوة الحافظ (حافظ کی نماز) کہتے ہیں جو حسن حصین میں مذکور ہے۔

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا اور دعا کے قبول ہونے کا بیان

1385- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ بْنُ سَيَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِبَ الْبَصِيرَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَالِجَنِي فَقَالَ إِنْ شِئْتَ أَخْرُثُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ ادْعُ قَامِرَةً أَنْ يَتَوَضَّأَ لِي عِيسَى وَضُوءُهُ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَاتَّوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَبِحَاجَتِي هَذِهِ لِنُقْضَى اللَّهُمَّ شَفِّعْنِي فِيَّ .

قَالَ أَبُو اسْحَقٍ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ .

﴿﴾ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک نابینا صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت نصیب کرے! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کو مؤخر کر دیتا ہوں اور یہ زیادہ بہتر ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ میرے لیے دعا کر دیں! چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگیں:

"اے اللہ! میں تیرے نبی حضرت محمد ﷺ جو "نبی رحمت" ہیں کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اے حضرت محمد ﷺ! میں اپنی حاجت پوری کروانے کے لیے آپ کے وسیلے سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ! میرے بارے میں اُن کی شفاعت قبول کر لے!"

ابو اسحاق کہتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

وسیلہ کے جائز ہونے کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (سورہ مائدہ، آیت 35 پارہ 6)

مذکورہ آیت میں وسیلہ سے مراد محبوبانِ خدا ہیں جن لوگوں نے اس کا انکار کر کے صرف اعمالِ صالحہ مراد لئے ہیں اُن کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے محقق شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا قول کافی ہے، آپ نے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مُراد لیا جائے اس لئے کہ خطابِ اہل ایمان سے ہے چنانچہ یا لہٰذا الذین آمنوا اس پر دلیل ہے اور عملِ صالح بھی مُراد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبادت ہے اسثالِ اوامر اور اجتنابِ نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغایرت بین المعطوف والمعطوف علیہ کا محقق ہے اور اسی طرح جہاد بھی مُراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔ (حاشیہ القول البہیل ارشاد عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ)

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْهِخُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ (سورہ بقرہ، آیت 89)

اور اس سے پہلے وہ اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

تفسیر خازن میں ہے کہ یہودی سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں آنے سے قبل برکت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکینِ عرب پر فتح و نصرت مانگتے تھے جب انہیں مشکل پیش آتی تو یہ دعا کرتے یا رب جل جلالہ ہماری مدد فرما۔ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے جن کے صفات ہم تو رات میں پاتے ہیں یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ (تفسیر خازن)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں کہ یہودی قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر آپ کی فضیلت کے معترف و مقرر تھے اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت اللہ تعالیٰ سے سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر و توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت جہیر بن نفیر حضری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے لئے ضعیف لوگوں کو تلاش کرو تم روزی دیئے جاتے اور مدد کئے جاتے ہو تو ضعیف لوگوں کے وسیلے سے۔ (بحوالہ: ابو داؤد شریف جلد دوم، کتاب الجہاد، رقم الحدیث 307، صفحہ 307 مطبوعہ فرید بک لاہور)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب لوگ قحطِ سالی میں مبتلا ہوتے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے۔

اور کہتے اے اللہ تعالیٰ! تیری بارگاہ میں ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیا کرتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما، فرماتے ہیں ان پر بارش برس پڑی۔ (بخاری شریف، جلد اول، کتاب الاستسقاء، رقم الحدیث 953، ص 425 مطبوعہ شہرہ نور لاہور)

وسیلہ کی تعریف

جس چیز سے کسی شئی تک رسائی حاصل کی جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے، وہ وسیلہ ہے۔ (نہایہ، ج ۵، ص ۱۸۵، مطبوعہ ایران)

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کا بیان

اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (تورات) کی تصدیق کرتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی (ﷺ) کے وسیلہ سے کافروں پر فتح کی دعا مانگتے تھے تو جب وہ ان کے پاس تشریف لائے، تو انہیں جانا بچانا۔ اس سے منکر ہو بیٹھے تو منکروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (البقرہ: ۸۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہود، اوس اور خزرج کے خلاف جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلہ سے فتح طلب کرنے کی دعا مانگتے تھے جب اللہ نے آپ کو عرب میں مبعوث کر دیا تو جو کچھ وہ آپ کے متعلق کہتے تھے اس کا انہوں نے انکار کر دیا، ایک دن حضرت معاذ بن جبل اور حضرت بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا اے یہودیو! اللہ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ۔ جب ہم مشرک تھے تو تم ہمارے خلاف سیدنا حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے تھے تم ہم کو یہ خبر دیتے تھے کہ وہ نبی مبعوث ہونے والے ہیں اور اس نبی کی وہی صفات بیان کرتے تھے جو نبی کریم ﷺ میں موجود ہیں۔ اس کے جواب میں بنو نضیر کے سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز لے کر نہیں آئے جس کو ہم پہچانتے ہوں اور یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا ہم تم سے ذکر کیا کرتے تھے۔ (جامع البیان، ج ۱، ص ۳۲۵، بیروت)

امام ابو نعیم دلائل النبوت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کفار کے خلاف جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یوں فتح کی دعا کرتے تھے۔ اے اللہ! ہم نبی امی (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں تو ہماری مدد فرما۔ تو ان کی مدد کی جاتی۔ اور جب وہ نبی آگئے جن کو وہ پہچانتے ہیں تو انہوں نے ان کا کفر کیا۔ جبکہ دوسری سند کے ساتھ دعا کا اس طرح ذکر ہے۔

اے اللہ! اپنے اس نبی کے وسیلہ سے ہماری مدد فرما اور اس کتاب کے وسیلہ سے جو تو ان پر نازل کرے گا، تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو ان کو آخر زمانہ مبعوث فرمائے گا۔ (الدراکوری، ج ۱، ص ۸۸، مطبوعہ ایران)

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنے کا بیان

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے آپ سے عرض کیا، آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے ٹھیک کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دوں اور اگر تم چاہو تو

میں اس کو تمہارے لئے موخر کر دوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اس نے کہا آپ دعا کر دیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اچھی طرح سے وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے، اے اللہ! میں تیرے نبی (سیدنا) محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد ﷺ! میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت کو اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو، اے اللہ! میرے متعلق آپ ﷺ کی سفارش قبول فرما۔ (امام ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ ابواسحاق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے) (سنن ترمذی رقم الحدیث ۳۵۸۹- سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۳۸۵- مسند احمد رقم الحدیث ۱۷۱۷۵)

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک نابینا صحابی کو خود سکھایا ہے کہ تم اللہ کی بارگاہ میں میرے وسیلے سے دعا کرو۔ یہاں پر ہم اس بات کی وضاحت کر دیں کہ معاشرے میں کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو اس طرح جاہلانہ تبلیغ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کسی وسیلے کے بغیر کسی کی دعا کو نہیں سن سکتا، کیا کسی وسیلے کے بغیر اسکی بارگاہ میں رسائی نہیں ہو سکتی؟ اس طرح کی فضول اور بے مقصد باتیں بتا کر سادہ لوح لوگوں کی اسلام کی اصل تعلیمات سے دور کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس حدیث رسول ﷺ نے ایسے لوگوں کی بد عقیدگی کی کلی کھول دی ہے۔ کہ وسیلے سے دعا کرنا نہ صرف جائز بلکہ حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

نیک لوگوں کے وسیلہ سے دعا کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے اور یہ عرض کرتے، اے اللہ! ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے تو ہم پر بارش برساتا تھا، (اب) ہم اپنے نبی کے عم (محترم) کو تیری بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں لہذا تو ہم پر بارش برسا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر لوگوں پر بارش ہوتی۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۱۰۱۰)

اللہ کے بندوں سے مدد مانگنے کا بیان

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ یہ دعا مانگا کرو۔

یا عباد اللہ اعینونی۔ (حسن حمین، ص ۱۰۲)

اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ التَّسْبِيحِ

یہ باب صلوٰۃ التَّسْبِيح کے بیان میں ہے

نماز تسبیح کی فضیلت کا بیان

1386- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عِيْسَى الْمَسْرُوقِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا مُوسَى

بْنُ عَبَّاسَةَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ يَا عَمُّ لَا أَخْبُوكَ إِلَّا الْفَعْلَكَ إِلَّا أَصْلُكَ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةً فَإِذَا انْقَضَتِ الْقِرَاءَةُ فَقُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ أَنْ تَرْكَعَ ثُمَّ ارْكَعْ لِقُلُوبِهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ لِقُلُوبِهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ لِقُلُوبِهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ لِقُلُوبِهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ لِقُلُوبِهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ لَيْتُكَ خَمْسَ وَسَبْعُونَ لِي كُلِّ رَكَعَةٍ وَهِيَ ثَلَاثٌ مِائَةٍ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ غَفَرَهَا اللَّهُ لَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ يَقُولَهَا لِي يَوْمَ قَالَ قُلُوبُهَا فِي جُمُعَةٍ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ لِقُلُوبِهَا لِي شَهْرٍ حَتَّى قَالَ لِقُلُوبِهَا فِي سَنَةٍ

•• حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا جان! کیا میں آپ کو کوئی عطیہ نہ دوں کیا میں آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاؤں کیا میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی نہ کروں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپ چار رکعات نماز ادا کریں ان میں سے ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کسی ایک سورت کی تلاوت کریں جب قرأت مکمل ہو جائے تو آپ یہ پڑھیں۔

”سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر“

آپ رکوع میں جانے سے پہلے 15 مرتبہ اسے پڑھیں۔ پھر آپ رکوع میں چلے جائیں پھر دس مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں پھر اپنے سر کو اٹھائیں اور دس مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں پھر سجدے میں جائیں اور 10 مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں پھر سر کو اٹھائیں پھر دس مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں پھر سجدے میں جائیں پھر اسے دس مرتبہ پڑھیں پھر اپنا سر اٹھائیں اور اسے دس مرتبہ پڑھیں یہ اٹھنے سے پہلے کریں تو یہ ایک رکعت میں 75 ہو جائیں گے اور چار رکعات میں 300 ہو جائیں گے اگر آپ کے گناہ ”عاجل“ کی ریت جتنے ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کر دے گا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ روزانہ کون شخص انہیں پڑھ سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپ جنتے میں اسے ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتے تو اسے مہینے میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آپ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔

1387 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ بْنُ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا

1386: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 483

1387: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 1297

الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيكَ أَلَا أَمْنُحُكَ أَلَا أَحْبُوكَ أَلَا أَفْعَلُ لَكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَقَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ وَخَطَاةَ وَعَمْدَهُ وَصَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ وَبِزْرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ عَشْرُ خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ فَإِذَا لَمْ تَزُغْ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ قُلْتَ وَأَنْتَ قَائِمٌ مُبْحَنَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُولُ وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي مَسْجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذَلِكَ خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ تَفْعَلُ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمْرِكَ مَرَّةً

●● حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی تحفہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کے ساتھ اچھائی نہ کروں؟ کیا میں آپ کے لیے کچھ کروں نہیں؟ دس کام ایسے ہیں اگر آپ انہیں کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے پرانے اور نئے غلطی سے کئے گئے اور جان بوجھ کر کئے گئے چھوٹے بڑے پوشیدہ اور اعلانیہ تمام گناہ بخش دے گا۔

وہ دس کام یہ ہیں: آپ چار رکعات ادا کریں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک سورت کی تلاوت کریں جب آپ پہلی رکعت میں قرأت کر کے فارغ ہو جائیں تو قیام کی حالت میں عی 15 مرتبہ یہ پڑھیں۔

”سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر“

پھر آپ رکوع میں چلے جائیں اور رکوع کی حالت میں یہ کلمات 10 مرتبہ پڑھیں پھر آپ رکوع سے اپنا سر اٹھائیں اور یہ کلمات 10 مرتبہ پڑھیں پھر آپ سجدے میں چلے جائیں اور ان کلمات کو پڑھیں آپ سجدے کی حالت میں انہیں 10 مرتبہ پڑھیں پھر آپ سجدے سے اپنا سر اٹھائیں اور انہیں 10 مرتبہ پڑھیں پھر آپ سجدے میں جائیں اور انہیں 10 مرتبہ پڑھیں پھر آپ سجدے سے اپنا سر اٹھائیں اور انہیں 10 مرتبہ پڑھیں تو یہ ایک رکعت میں 75 مرتبہ ہو جائیں گی تو آپ اسی طرح 4 رکعات ادا کریں اگر آپ سے ہو سکے تو آپ روزانہ ایک مرتبہ یہ نماز ادا کریں اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے تو ہفتے میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو آپ مہینے میں ایک مرتبہ کر لیا کریں اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو اسے زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔

شرح

کیا آپ کو دس خصلتوں کا مالک نہ بنائیں؟" کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ایسی چیز بتائے دیتا ہوں جس کو آپ اگر اختیار کریں گے تو آپ کے دس قسم کے گناہ (جو حدیث میں ذکر کئے گئے ہیں) بخش دیئے جائیں گے۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ "دس خصلتوں" سے مراد اس نماز میں حالت قیام کی پندرہ مرتبہ تسبیح کہنے کے علاوہ بقیہ حالتوں میں دس دس مرتبہ تسبیح کہنا ہے۔ حدیث میں لفظ علانیہ کے بعد عشر نضال کے الفاظ یہاں مشکوٰۃ میں ذکر نہیں کئے گئے ہیں۔ لیکن "اصول" میں موجود ہیں۔ چنانچہ "حصن حصین" میں بھی یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں اسی لئے طبری نے لکھا ہے کہ سیاق حدیث کے پیش نظر یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ دس خصلتوں سے مراد یہ چیزیں ہیں۔

(۱) چار رکعت نماز پڑھنا۔ (۲) ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا۔ (۳) سورت فاتحہ کے ساتھ کوئی اور صورت پڑھنا۔ (۴) حالت قیام میں پندرہ مرتبہ مذکورہ تسبیحات کا کہنا۔ (۵) ان تسبیحات کا رکوع میں دس مرتبہ کہنا۔ (۶) ان تسبیحات کا دس مرتبہ قومہ میں کہنا۔ (۷) ان تسبیحات کا دس مرتبہ سجدے میں کہنا۔ (۸) ان تسبیحات کا دس مرتبہ جلسے میں کہنا۔ (۹) ان تسبیحات کا دس مرتبہ سجدے میں کہنا۔ (۱۰) ان تسبیحات کا دس مرتبہ جلسہ و استراحت میں کہنا۔

اس روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیام میں قرأت کے بعد پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھی جائے اسی طرح روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے سجدے سے اٹھ کر بھی یہ تسبیح پڑھی جائے جب کہ ہم نے ابتداء باب میں یہ طریقہ نقل کیا ہے کہ حالت قیام میں سبحانک اللہم کے بعد پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھی جائے پھر قرأت کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھی جائے اور دوسرے سجدے سے اٹھنے کے بعد تسبیح پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تو یہ دونوں طریقے الگ الگ روایتوں میں مذکور ہیں پھر یہ کہ ان دونوں طریقوں میں تسبیح کی تعداد میں کوئی فرق نہیں ہے صرف پڑھنے کے مواقع میں فرق ہے اس لئے اختیار ہے کہ ان دونوں طریقوں میں سے جس طریقے کو چاہے اختیار کیا جائے اور بہتویہ ہے کہ کبھی اس طریقے کے مطابق عمل کیا جائے اور کبھی اس طریقے کے مطابق تسبیحات پڑھی جائیں تاکہ تعددوں میں یہ تسبیحات بخلاف اور اہل کان کے التحیات کے پہلے پڑھی جائیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ منقول ہے کہ اس نماز میں یہ سورتیں پڑھی جائیں اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ . وَالْعَصْرِ ، قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ الْاَحَدُ بعض روایتوں میں اِذَا زُلْزِلَتْ وَالْعَادِيَات، اِذَا جَاءَ اَوْرُسُورِ اخْلَاص کا پڑھنا بھی منقول ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ نماز تسبیح میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَوْفِیْقَ اَهْلِ الْهُدٰی وَاَعْمَالَ اَهْلِ الْیَقِیْنِ وَمَنَا صِحَّةِ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَجَدَّ اَهْلِ الْخَشِیَةِ وَطَلَبُ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةَ تَحْجِزْنِیْ عَنْ مُعَاصِیْكَ وَحَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰی اَقْصِحَّ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْكَ وَحَتّٰی اَخْلَصَ لَكَ النَّصِیْحَةَ حَیَاؤًا مِنْكَ وَحَتّٰی اَتَوَكَّلَ عَلَیْكَ فِی الْاُمُوْر كُلِّهَا وَحُسْنَ ظَنِّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ ۔ "اے اللہ ہمیں تجھ سے مانگتا ہوں اہل ہدایت کی سی توفیق اہل یقین (یعنی راسخ العقیدہ اور راسخ العمل لوگوں) کے سے اعمال، اہل توبہ کی سی

خالص توبہ، اہل صبر کی سی پختگی، اہل خشیت کی سخت کوشش، طالبین حق کی سی طلب، پرہیزگاروں کی سی عبادت اور اہل علم کی سی معرفت یہاں تک کہ میں تیری ہی ذات سے ڈرنے لگوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے (تیرے) خوف کا طلبگار ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روک دے تاکہ میں تیری فرمانبرداری و خوشنودی کے وہ عمل کرنے لگوں جو مجھے تیری رضا کا مستحق گردانے تیرے خوف سے سچی توبہ کرنے لگوں یہاں تک کہ تیری ذات پر اچھا گمان رکھتے ہوئے تمام امور میں تیری ذات پر بھروسہ کرنے لگوں اور اپنے نور کے پیدا کرنے والے آپ ہر عیب اور برائی سے پاک ہیں۔

اس نماز کی فضیلت کے بارے میں عبدالعزیز ابن داؤد لکھتے ہیں کہ جو آدمی جنت میں داخل ہونا چاہے تو وہ نماز تسبیح کو اپنے اوپر لازم قرار دے لے۔ ابو عثمان زاہد نے فرمایا ہے کہ مصیبت و پریشانی کے دفعہ اور غم و حزن کو دور کرنے کے لئے اس نماز کے علاوہ میں نے کوئی اور چیز نہیں پائی۔ یعنی نماز تسبیح پڑھنے سے یہ چیزیں جاتی رہتی ہیں۔ اس نماز کی انہیں عظیم فضیلتوں کے پیش نظر اکثر ائمہ و مشائخ اور بزرگ اس نماز کو پڑھتے رہے ہیں۔

جمعہ کے روز دو پہر ڈھلنے کے بعد اس نماز کا پڑھنا مستحب ہے اگر اس نماز میں سجدہ سہو کی ضرورت پڑ جائے تو سجدہ سہو کے اندر یہ تسبیحات نہ پڑھی جائیں کیونکہ اس طرح تسبیحات کی مقدار تین سو سے آگے بڑھ جائے گی۔ جن مسلمانوں کو اللہ نے اپنی عبادت و اطاعت کی توفیق دی ہے اور انہیں زیادہ سے زیادہ عمل خیر کرنے کی سعادت سے نوازا ہے ان کے لئے اس نماز کے پڑھنے کے سلسلہ میں درجہ اعتدال یہ ہے کہ یہ نماز ہر جمعہ کو پڑھی جائے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسی پر عمل تھا کہ وہ ہر جمعہ کے روز زوال کے بعد اس نماز کو پڑھتے تھے اور انہیں سورتوں کی قرات کرتے تھے جو ابھی اوپر ان سے نقل کی گئی ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ

یہ باب نصف شعبان کی رات کے بیان میں ہے

شب برات کی وجہ تسمیہ کا بیان

احادیث مبارکہ میں لیلۃ النصف من شعبان یعنی شعبان کی 15 ویں رات کو شب برات قرار دیا گیا ہے۔ اس رات کو براۃ سے اس وجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اس رات عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی رحمت سے دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا اور نجات عطا کر دیتا ہے۔

آسمان دنیا سے ندائے رحمت و بخشش کا بیان

1388- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَّبَانَا ابْنُ أَبِي سَبْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِيهَا

لَيُسْرِبُ الشَّمْسُ إِلَى مَسَاءِ الدُّنْيَا لِقَوْلِ الْأَمِينِ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ إِلَّا مُسْتَوِزِقٍ فَأَرْزُقَهُ إِلَّا مُنْثَلِي فَأَغْفِرَ لَهُ إِلَّا كَذًا إِلَّا كَذًا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

• • • حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جب نصف شعبان کی رات آئے تو تم اس رات میں نوافل ادا کرو اور اس کے (اگلے) دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں سورج غروب ہونے تک آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کیا مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا ہے؟ کہ میں اس کی مغفرت کر دوں مجھ سے رزق مانگنے والا کوئی ہے؟ کہ میں اسے رزق عطا کر دوں کیا کوئی آزمائش کا شکار شخص ہے؟ کہ جسے میں عافیت نصیب کر دوں کیا اس طرح کا کوئی ہے؟ کیا اس طرح کا کوئی ہے؟۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ”ایسا صحیح صادق تک ہوتا ہے۔“

سالانہ عمر و رزق لکھ دیئے جانے کا بیان

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ ہر تاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ ”کیا تم جانتی ہو کہ اس شب میں یعنی پندرہویں شعبان کی شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ (مجھے تو معلوم نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتائیے کہ) کیا ہوتا ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بنی آدم کا ہر وہ آدمی جو اس سال پیدا ہونے والا ہوتا ہے اس رات کو لکھا جاتا ہے، بنی آدم کا ہر وہ آدمی جو اس سال مرنے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھا جاتا ہے اس رات میں بندوں کے اعمال (اد پر) اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں بندوں کے رزق اترتے ہیں“ حضرت عائشہ نے عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ! کوئی آدمی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا“ آپ نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے میں نے عرض کیا ”اور نہ آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی (آپ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتے؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اپنے سر مبارک پر رکھا اور فرمایا ”اور نہ میں!“ (یعنی میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوں گا) مگر یہ کہ اللہ جل شانہ (اپنے فضل و کرم کے صدقہ) مجھے اپنی رحمت کے سائے میں لے لے“ یہ الفاظ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمائے۔ (سنن بیہقی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول، رقم الحدیث: 1278)

دنیا میں جتنے بھی انسان پیدا ہوئے یا وفات پائیں گے ان سب کی پیدائش و موت کے بارے میں بہت پہلے ہی عمومی طور پر لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے مگر شعبان کی پندرہویں شب میں پھر دوبارہ ان لوگوں کی پیدائش اور موت کا وقت لکھ دیا جاتا ہے جو اس سال پیدا ہونے والے یا مرنے والے ہوتے ہیں۔ ”اعمال اٹھائے جاتے ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ ”اس سال بندے سے جو بھی نیک و صالح اعمال سرزد ہونے والے ہوئے وہ اس رات میں لکھ دیئے جاتے ہیں جو ہر روز سرزد ہونے کے بعد بارگاہ رب العزت میں اٹھائے جائیں گے۔“ ”رزق اترنے“ سے مراد رزق کا لکھا جانا ہے یعنی اس سال جس بندے کے حصہ میں جتنا رزق آئے گا اس کی تفصیل اس شب میں لکھی جاتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں منقول ہے کہ ”اس شب میں موت اور رزق لکھے جاتے ہیں اور اس سال میں حج کرنے والے کا نام بھی اس شب میں لکھا جاتا ہے۔“

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ وہ اعمال صالحہ جو سال بھر میں بندے سے سرزد ہونے والے ہوتے ہیں کرنے سے پہلے ہی لکھ دیئے جاتے ہیں تو سمجھیں کہ جنت میں داخل ہونے کا دار و مدار محض تقدیر اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ہے، دخول جنت عمل پر موقوف نہیں ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِحَبْلِ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ بے شک جنت میں داخل ہونا تو محض اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم ہی پر موقوف ہے وہ جسے چاہے اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل کرے اور جسے چاہے نہ داخل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد قرآن کریم کی اس آیت: (وَبَلَدِكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أَوْفِئَتْ مَوَاطِنَ كُنْتَ تَعْمَلُونَ، الزخرف: 72) "یہ جنت وہ ہے جو تمہیں اس چیز کے بدلے میں دی گئی ہے جو تم کرتے تھے۔" (یعنی دنیا میں نیک اعمال کرتے تھے)۔ کے معارض نہیں ہے کیونکہ نیک اعمال تو جنت میں داخل ہونے کے ظاہری اسباب ہیں مگر دخول جنت کا حقیقی سبب تو اللہ جل شانہ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت ہی ہے نہ کہ اعمال نیک پھر یہ کہ نیک اعمال بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اگر کسی بندے کے ساتھ اللہ کی توفیق شامل حال نہ ہو اور اس کے فضل و کرم اور اس کی رحمت کا سایہ اس پر نہ ہو تو وہ نیک اعمال کیسے کر سکتا ہے نیک و صالح اعمال تو بندہ تب ہی کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی رحمت بندے کی رہنمائی کرتی ہے۔ لہذا اس طرح بھی یہی کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہونا تو محض پروردگار کی رحمت پر موقوف ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ "جنت میں داخل ہونا تو محض پروردگار کی رحمت کے سبب ہے اور جنت میں درجات کا تفاوت اعمال کے تفاوت پر موقوف ہے یعنی بندہ جنت میں داخل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے ہوگا ہاں اعمال کا فرمائی اس درجہ کی ہوگی جس بندہ کے نیک اعمال جس درجہ کے ہونگے جنت میں اسے اس کے مطابق درجہ ملے گا۔"

قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے برابر بخشش ہونے کا بیان

1389- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُو بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنبَاَنَا حَجَّاجٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَخَرَجْتُ أَطْلُبُهُ فَإِذَا هُوَ بِالْبَيْعِ رَافِعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَكُنْتُ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَرَسُولُهُ قَالَتْ قَدْ قُلْتُ وَمَا بِي ذَلِكَ وَلَكِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لَأَكْثَرِ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمٍ كُلِّ

••• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو غیر موجود پایا میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی تو نبی کریم ﷺ اس وقت "بیع" میں موجود تھے آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا (گھرا کر) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابے عائشہ! کیا تمہیں یہ اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے ساتھ

زیادتی کریں گے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: مجھے یہ اندیشہ نہیں تھا میں نے یہ گمان کیا تھا کہ شاید آپ ﷺ اپنی کسی دوسری زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت کرتا ہے۔

1390- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ أَيْمَنَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْزٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيُطْلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ

•• حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات اپنی خاص رحمت کرتا ہے اور مشرک شخص اور حد سے تجاوز کرنے والوں کے علاوہ اپنی ساری مخلوق کی مغفرت کر دیتا ہے۔“

1390 م- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ جَدُّنَا أَبُو الْأَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

•• یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

شب برات کی فضیلت اور اس میں اہتمام عبادت پر احادیث مبارکہ کا بیان

امت مسلمہ کے جمیع مکاتب فکر کے فقہاء و علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو مسئلہ بھی قرآن و سنت دونوں یا صرف قرآن یا سنت سے ثابت ہو جائے اس پر عمل واجب ہوتا ہے۔ وہ احادیث جو اس رات کی فضیلت کو اجاگر کرتی ہیں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں ان میں حضرات سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ، ابو ثعلبہ الخشنی، عوف بن مالک، ابو موسیٰ اشعری اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم کے نام شامل ہیں۔ سلف صالحین اور اکابر علماء کے احوال سے پتہ چلتا ہے کہ اس رات کو عبادت کرنا ان کے معمولات میں سے تھا۔ لیکن بعض لوگ اس رات عبادت، ذکر اور وعظ و نصیحت پر مشتمل محافل منعقد کرنے کو بدعت ضلالت کہنے سے بھی نہیں ہچکچاتے جو سراسر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ذیل میں شب برات کی فضیلت اور اس میں اہتمام عبادت کا احادیث مبارکہ کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے، اس کے ساتھ ان احادیث مبارکہ کی اسانید کا مطالعہ کرتے ہوئے ان کی ثقاہت بھی واضح کی جائے گی ان شاء اللہ۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا پر (اپنے حسب حال) نزول فرماتا ہے پس وہ مشرک اور اپنے بھائی سے عداوت رکھنے والے کے سوا اپنے سارے بندوں کی بخشش فرمادیتا ہے۔

بزار اپنی المسند، 1: 206، رقم: 80 میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ہم اس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے۔ سب سے اعلیٰ اسناد سے حضرت ابوبکر روایت کرتے ہیں اگرچہ اس اسناد میں کچھ ہو، پس ابوبکر کی جلالت نے اسے حسین بنادیا ہے۔ اگرچہ عبدالملک بن عبدالملک معروف راوی نہیں ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اہل علم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، نقل کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے لہذا ہم نے اس کو ذکر کیا۔

امام ابوبکر احمد بن عمرو المعروف بزار کی تاریخ وقات 292ء ہے۔ ان کے اس قول سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں شب کی فضیلت و خصوصیت تسلیم کرنا اور اس کو بیان کرنا اہل علم کا ابتدائی ادوار سے طریقہ رہا ہے۔ لہذا موجودہ دور میں کوئی شخص بھی اگر شب برات کی غیر معمولی فضیلت کا انکار کرتا ہے تو درحقیقت وہ احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل سے ناواقفیت کی بناء پر ایسا کر رہا ہوتا ہے۔

بخاری نے مجمع الزوائد، 8: 65 میں کہا ہے کہ عبدالملک بن عبدالملک کو ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب المخرج والتعديل میں ذکر کیا ہے اور اس کو ضعیف نہیں کہا (جو اس کے حجت ہونے پر دلالت کرتا ہے) جبکہ اس کے باقی رواۃ ثقہ ہیں۔

یحییٰ بن ابی کثیر کو بخاری اور ابن حبان نے ثقہ اور ابوبکر نے زہری کے بعد اہل مدینہ میں سے حدیث کو سب سے زیادہ جاننے والا یحییٰ کو قرار دیا ہے۔ عمر بن زبیر سے اس کی سماعت پر اختلاف کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ نے اس کی سماعت کو عروہ سے ثابت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماہ شعبان کی نصف شب (یعنی پندرہویں رات) کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پس وہ اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے سوائے دو لوگوں کے: سخت کینہ رکھنے والا اور قاتل۔ (احمد بن حنبل، المسند، 2: 176، رقم: 63533)

امام منذری نے الترغیب والترہیب، 3: 308 میں کہا ہے کہ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے یحییٰ بن یحییٰ (قلیل ضعیف) سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری نے مجمع الزوائد، 8: 65 میں کہا ہے کہ اس روایت میں ابن ابی عمیر ہے جو کہ یحییٰ بن یحییٰ سے ہے۔

عبداللہ بن لہیعہ بن عقبہ المصریٰ کو سیوطی نے طبقات الحفاظ، 1: 107 میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ امام احمد وغیرہ نے اسے ثقہ اور یحییٰ بن سعید القطان وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

محمد بن کرام اس حدیث کے بقیہ رواۃ کے بارے میں فرماتے ہیں: حسن بن موسیٰ تابعی ہے۔ یحییٰ بن معین، علی بن مدینی اور ابن حبان نے انہیں ثقہ شمار کیا ہے۔ (مسئلانی تہذیب الجذیب، 2: 279)

یحییٰ بن عبداللہ ثقہ ہے۔ (ابن حبان، اثبات، 6: 236)

ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید الحسلی شامی تابعی ثقہ ہے۔ (عجلی، معرفۃ الثقات، 2: 66)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماہ شعبان کی نصف شب (پندرہویں رات) کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پس وہ مشرک اور بغض رکھنے والے کے سوا اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

(ابن حبان، الصحیح، 12: 481، رقم: 5665) طبرانی، المعجم الاوسط، 7: 36، رقم: 6776، طبرانی، المعجم الکبیر، 20: 108، رقم: 215) امام بیہقی نے مجمع الزوائد، 8: 65 میں کہا ہے کہ اس روایت کو طبرانی نے المعجم الکبیر اور الاوسط میں روایت کیا ہے اور ان کے رجال ثقہ ہیں۔

مالک بن یحیٰم السکسکی تابعی ثقہ ہے، انہوں نے حضرت عبد الرحمن بن عوف، معاذ بن جبل اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور ان سے مکحول شامی نے روایت کیا ہے۔ (مزی، تہذیب الکمال، 27: 167)

ابو عبد اللہ مکحول شامی ثقہ ہے۔ (مسئلانی تقریب الجذیب، 1: 545)

اس حدیث مبارکہ کی ثقاہت سے پہلی حدیث بھی قوی ہو گئی ہے اور اس کا ضعف ختم ہو گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

ان ہی الفاظ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ شعبان کی نصف شب (پندرہویں رات) ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے اور بغض رکھنے والے کے سوا اپنے تمام بندوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

1۔ بزار، المسند، 2: 435-436، امام بیہقی نے مجمع الزوائد، 8: 65 میں کہا ہے کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں

ایک راوی ہشام بن عبد الرحمن کو میں نہیں جانتا، اس کے باقی رواۃ ثقہ ہیں۔

حضرت ابو ثعلبہ الحسینی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت ابو ثعلبہ حسینی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت شعبان کی

پندرہویں رات کو اپنے بندوں پر مطلع ہوتا ہے، پس وہ مومنوں کی مغفرت فرماتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور وہ اہل حسد کو ان کے حسد میں چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر دیں۔ (طبرانی، المعجم الکبیر، 22: 223، رقم: 590، ابن ابی عامر، السنۃ، 1: 223، رقم: 511) بیہقی نے مجمع الزوائد، 8: 65 میں اس کے ایک راوی احوص بن حکیم کو ضعیف کہا ہے۔

شیخ محمد ناصر الدین البانی (اہل حدیث مکتب فکر کے امام) نے اپنی کتاب غلال الجہۃ فی تخریج السنۃ لابن ابی عامر، 1: 223 میں اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، اور احوص بن حکیم جو کہ ضعیف الحفظ ہے کہ سوا تمام رواۃ ثقہ ہیں جیسا کہ تقریب میں ہے۔ پس اس کی مثل سے استشہاد کیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے بعد و غیرہا کے طریق کے سبب قوی ہو جاتا ہے۔ امام دارقطنی نے احوص بن حکیم کے بارے میں کہا ہے کہ اس پر اس صورت میں اعتبار کیا جائے گا جب کوئی ثقہ راوی اس سے روایت کرے۔ اور ابن عدی نے کہا ہے کہ اس سے بہت سی روایات مروی ہیں اور وہ ان رواۃ میں سے ہیں جن کی احادیث لکھی جاتی ہیں اور ثقہ رواۃ کی ایک جماعت نے اس سے حدیث لی ہے اور اس میں کوئی منکر چیز نہیں ہے جس کا وہ رد کرتے مگر یہ کہ وہ ایسی اسانید بیان کریں جن کی اتباع نہیں کی جاسکتی۔ (حری، جہدیب الکمال، 2: 293، (294)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماہ شعبان کی نصف شب (یعنی پندرہویں رات) کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف توجہ فرماتا ہے، پس وہ شرک کرنے والے اور کینہ رکھنے والے کے سوا ہر ایک کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

1۔ بزار، المسند، 7: 186، رقم: 2754، بیہقی نے مجمع الزوائد، 8: 65 میں کہا ہے کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں عبدالرحمن بن زیاد بن انعم ہے، احمد بن صالح نے اسے ثقہ اور جمہور ائمہ نے ضعیف کہا ہے اور ابن لہیعہ کمزور راوی ہے باقی اس کے رجال ثقہ ہیں۔

2۔ ابن شاپین نے تاریخ اسماء الثقات، 1: 147 میں عبدالرحمن بن زیاد بن انعم کا ذکر کیا ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ اس سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس میں ضعف ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ رب العزت ماہ شعبان کی نصف شب (پندرہویں رات) کو (اپنی مخلوق کی طرف) متوجہ ہوتا ہے، سو وہ شرک اور کینہ پرور کے سوا اپنی تمام مخلوق کو معاف کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب القامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا، باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان، 1: 445، رقم: 1390)

1۔ امام ابن ماجہ بیان کردہ یہ روایت مرفوع منقطع ہے کیونکہ اس میں ضحاک بن عبدالرحمن بلا واسطہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث نہیں لیتے۔ لیکن یہی حدیث ابن ماجہ نے اور ہبۃ اللہ بن حسن لا لکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، 3: 447، رقم: 763 میں ذکر کی ہے جس کے مطابق: ابن لہیعہ نے زبیر بن مسلم، انہوں نے ضحاک، انہوں نے اپنے والد عبدالرحمن

بن عزرب اور انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے۔

مزی نے تہذیب الکمال، 9: 308، رقم: 1964 میں یہی حدیث ایک بہت اعلیٰ سند سعید بن عفیر سے ابن لہیعہ انہوں نے زہیر بن سلیم کے واسطے سے بیان کی ہے۔ لہذا اس حدیث کے صحیح مرفوع متصل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو منادی ندا دیتا ہے: کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ پس زانیہ اور مشرک کے سوا ہر سوال کرنے والے کو عطا کر دیا جاتا ہے۔ (یعنی شعبان، 3: 383، رقم: 3836) اس بحث کو درج ذیل نکات میں سمیٹا جاسکتا ہے۔

تمام احادیث مبارکہ سے شبِ برات کی فضیلت اور خصوصیت اجاگر ہوتی ہے اور اس شک و شبہ کا قلع قمع ہوتا ہے کہ اس باب میں تمام احادیث ضعیف ہیں۔ ہر حدیث کے ضعیف راوی پر سیر حاصل گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ ہوا ہے کہ تمام احادیث ایک دوسرے سے تقویت پا کر حسن کے درجے پر فائز ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ شبِ برات پر احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ کی سطح تک تعداد حد تو اتنی پہنچتی ہے لہذا اتنے صحابہ کا کسی مسئلہ پر احادیث روایت کرنا ان کی حجیت اور قطعیت کو ثابت کرتا ہے۔

اگر بعض احادیث ضعیف بھی ہوں تو محدثین کرام نے خود اس بات کی تصریح کی ہے کہ ضعیف احادیث متعدد طرق سے تقویت پا کر حسن کے درجے پر فائز ہوتی ہیں۔

تیسرا اہم قاعدہ محدثین نے اپنی کتابوں میں یہ درج کیا کہ فضائل میں بالاتفاق ضعیف روایات بھی قابل قبول ہو جاتی ہیں، جبکہ شبِ برات پر احادیث حسنہ مروی ہیں۔

شبِ برات میں اہتمام عبادت پر سلف صالحین کی آراء اور معمول

حضرت علی، حضرت عائشہ صدیقہ اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم سے مروی مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور امر سے اس کی حجیت ثابت ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں رمضان کے علاوہ باقی تمام مہینوں سے بڑھ کر عبادت کرتے تھے، لہذا شبِ برات کو اس سے کس طرح خارج کیا جاسکتا ہے؟ بلکہ یہ رات دوسری راتوں کی نسبت عبادت کی زیادہ مستحق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی: جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات، دونوں عیدوں کی راتیں۔ (عبد الرزاق، المعصف، 4: 317، رقم: 7927)

علامہ ابن تیمیہ نے اس رات میں عبادت اور قیام پر لکھا ہے: ابن تیمیہ سے نصف شعبان میں نفلی نماز ادا کرنے کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: جب کوئی بھی انسان نصف شعبان کی رات کو اکیلا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھے جیسا کہ سلف میں

سے بہت سارے گروہ اس کا اہتمام کرتے تھے تو یہ بہت خوب ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، 23: (131)

حافظ ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں۔ شعبان کی 15 ویں شب کو اہل شام کے تابعین خالد بن معدان، لقمان بن عامر اور ان کے علاوہ دیگر اس رات کی تعظیم کرتے اور اس میں بے حد عبادت کرتے۔ وہ اس رات مسجد میں قیام کرتے۔ اس پر امام اسحاق بن راہویہ نے ان کی موافقت کی ہے اور کہا ہے کہ اس رات کو مساجد میں قیام کرنا بدعت نہیں ہے۔ (لطائف المعارف: (263)

شب برات پر اتنی کثیر تعداد میں مروی احادیث صرف اس لیے نہیں ہیں کہ کوئی بھی بندہ مؤمن فقط ان کا مطالعہ کر کے انہیں قسے، کہانیاں سمجھتے ہوئے صرف نظر کر دے، بلکہ ان احادیث کے بیان کا مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے مولا خالق کائنات کے ساتھ اپنے تعلق کو استوار کرے جو کہ اس رات اور اس جیسی دیگر روحانی راتوں میں عبادت سے باسہولت میسر ہو سکتا ہے۔ ان بابرکت راتوں میں رحمت الہی اپنے پورے جو بن پر ہوتی ہے اور اپنے گناہگار بندوں کی بخشش و مغفرت کے لیے بے قرار ہوتی ہے لہذا اس رات میں قیام کرنا، کثرت سے تلاوت قرآن، ذکر، عبادت اور دعا کرنا مستحب ہے اور یہ اعمال احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہیں۔ اس لیے جو شخص بھی اب اس شب کو یا اس میں عبادت کو بدعت ضلالتہ کہتا ہے وہ درحقیقت احادیث صحیحہ اور اعمال سلف صالحین کا منکر ہے اور فقط ہوائے نفس کی اتباع اور اطاعت میں مشغول ہے۔

شب برات اور شب بیداری کے اہتمام کا بیان

شب برات میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے خود بھی شب بیداری کی اور دوسروں کو بھی شب بیداری کی تلقین فرمائی آپ ﷺ کا فرمانِ عالیشان اوپر مذکور ہوا کہ جب شعبان کی چند راتیں ہو تو شب بیداری کرو اور دن کو روزہ رکھو اس فرمانِ جلیل کی تعمیل میں اکابر علماء اہلسنت اور عوام اہلسنت کا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ اس رات میں شب بیداری کا اہتمام کرتے چلے آئے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تابعین میں سے جلیل القدر حضرات مثلاً حضرت خالد بن معدان حضرت کھول حضرت لقمان بن عامر اور حضرت اسحاق بن راہویہ رضی اللہ عنہم مسجد میں جمع ہو کر شعبان کی چند راتیں شب بیداری کرتے تھے اور رات بھر مسجد میں عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ (ما ثبت من السنہ صفحہ 202 لطائف المعارف صفحہ 144)

علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ شب برات کے متعلق رقمطراز ہیں اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظمت والی ہے ہمارے اسلاف رضی اللہ عنہم اس کی بہت تعظیم کرتے اور اس کے آنے سے قبل اس کے لئے تیاری کرتے تھے۔

پھر جب یہ رات آتی تو وہ خوش و جذبہ سے اس کا استقبال کرتے اور مستعدی کے ساتھ اس رات میں عبادت کیا کرتے تھے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہمارے اسلاف شعائر اللہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ (المدخل جلد 1 صفحہ 392)

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس مقدس رات میں مسجد میں جمع ہو کر عبادت میں مشغول رہنا اور اس رات شب بیداری کا اہتمام کرنا تابعین کرام کا طریقہ رہا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں اب جو شخص شعبان کی

پندرہویں رات میں شب بیداری کرے تو یہ فعل احادیث کی مطابقت میں بالکل مستحب ہے رسول کریم ﷺ کا یہ عمل بھی احادیث سے ثابت ہے کہ شب برأت میں آپ مسلمانوں کی دعائے مغفرت کے لئے قبرستان تشریف لے گئے تھے۔

(ماثبت من السنن ۲۰۵)

آقا و مولیٰ ﷺ نے زیارت قبور کی ایک بڑی حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ اس سے موت یاد آتی ہے اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے (زیارت قبور کے دلائل و فوائد سے متعلق تفصیلی گفتگو فقیر کی کتاب ”بہار ایمان“ میں ملاحظہ فرمائیں۔ شب برأت میں زیارت قبور کا واضح مقصد یہی ہے کہ اس مبارک شب میں ہم اپنی موت کو یاد رکھیں تاکہ گناہوں سے بچی توبہ کرنے میں آسانی ہو یہی شب بیداری کا اصل مقصد ہے۔

اس سلسلے میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں منقول ہے کہ جب آپ شب برأت میں گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کا چہرہ یوں دکھائی دیتا تھا جس طرح کسی کو قبر میں دفن کرنے کے بعد باہر نکالا گیا ہو۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم میری مثال ایسی ہے جیسے کسی کی کشتی سمندر میں ٹوٹ چکی ہو اور وہ ڈوب رہا ہو اور بچنے کی کوئی امید نہ ہو پوچھا گیا آپ کی ایسی حالت کیوں ہے؟ فرمایا میرے گناہ یقینی ہیں لیکن اپنی نیکیوں کے متعلق میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے قبول کی جائیں گی یا پھر رد کر دی جائیں گی۔

اللہ اکبر نیک و متقی لوگوں کا یہ حال ہے جو ہر رات شب بیداری کرتے ہیں اور تمام دن اطاعت الہی میں گزارتے ہیں جب کہ اس کے برعکس بعض لوگ ایسے کم نصیب ہیں جو اس مقدس رات میں فکر آخرت اور عبادت و دعا میں مشغول ہونے کی بجائے مزید لہو و لعب میں مبتلا ہو جاتی ہیں آتش بازی پٹاخے اور دیگر ناجائز امور میں مبتلا ہو کر وہ اس مبارک رات کا تقدس پا مال کرتے ہیں حالانکہ آتش بازی اور پٹاخے نہ صرف ان لوگوں اور ان کے بچوں کی جان کے لئے خطرہ ہیں بلکہ ارد گرد کے لوگوں کی جان کے لئے بھی خطرے کا باعث بنتے ہیں ایسے لوگ مال برباد اور گناہ لازم کا مصداق ہیں۔

ہمیں چاہئے کہ ایسے گناہ کے کاموں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور بچوں کو سمجھائیں کہ ایسے لغو کاموں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

مجدد برحق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب برأت میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں مال کا ضیاع ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوا اور فضول نہ اڑا بے شک (مال) اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ (بنی اسرائیل)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ

یہ باب شکر کے وقت نماز ادا کرنے اور سجدہ کرنے کے بیان میں ہے

1391- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

1391: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

أُولَى أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ بُشْرِ بِرَأْسِ أَبِي جَهْلٍ رَكَعَتَيْنِ
 ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس دن نبی کریم ﷺ کو ابو جہل کے سر کے ذریعے (یعنی اس کے قتل کی) خوش خبری دی گئی تو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی۔

1392- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ الْبَاهِلِيُّ عَنْ أَبِي أَنبَاطَةَ بْنِ لَهْيَعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ السَّهْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُشِّرَ بِحَاجَةٍ فَخَرَّ سَاجِدًا

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو ایک ضروری کام کے (پورے ہونے کی) سلسلے میں خوش خبری دی گئی تو آپ ﷺ سجدے میں گر گئے۔

1393- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ خَرَّ سَاجِدًا

﴿﴾ عبدالرحمن بن کعب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی تو وہ سجدے میں گر گئے۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشی کے موقع پر یا کسی مصیبت کے ٹلنے پر سجدہ شکر ادا کرنا جائز اور صحیح ہے، واضح رہے کہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم یہ تینوں غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہو سکے تھے، جب آپ ﷺ غزوہ سے لوٹے تو یہ لوگ بہت شرمندہ ہوئے، اپنے قصور کا اعتراف کیا، ان کا قصہ بہت طویل ہے جو دوسری روایات میں موجود ہے، آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی، اور کعب رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنتے ہی سجدہ شکر ادا کیا۔

1394- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا آتَاهُ أَمْرٌ بِسُرَّةٍ أَوْ بِشَرِيهٍ خَرَّ سَاجِدًا شُكْرًا لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

﴿﴾ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے سامنے جب کوئی ایسا معاملہ آتا جو آپ ﷺ کو خوش کر دیتا یا جب آپ کو کوئی خوشخبری دی جاتی تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں چلے جاتے تھے۔

139: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

139: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

13: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 2774 أخرجه الترمذي في "المجامع" رقم الحديث: 1578

سجدہ شکر کے سنت ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

خارج از نماز سجدہ کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو سجدہ سو ہے یہ نماز ہی کے حکم میں ہے اس کے بارہ میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔ دوسرا سجدہ تلاوت ہے ظاہر ہے کہ اس کے بارہ میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تیسرا سجدہ مناجات ہے جو خارج از نماز ہے اس کے بارہ میں اکثر علماء کے ظاہری اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سجدہ مکروہ ہے چوتھا سجدہ شکر ہے جو حصول نعمت اور خاتمہ مصیبت و بلا پر کیا جاتا ہے۔

اس سجدہ میں علماء کے یہاں اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے یہاں یہ سجدہ سنت ہے۔ حنیفہ میں سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی قول ہے اس مسلک کی تائید میں آثار و احادیث بھی بکثرت منقول ہیں حضرت امام مالک اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے یہاں یہ سجدہ مکروہ ہے۔ یہ حضرات اپنی دلیل کے طور پر یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ان گنت ہیں جن کا شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ظاہر ہے کہ بندہ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر بھی ادا کر سکے اس لیے اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کے حصول پر سجدہ شکر کا حکم دینا اسے ایسی تکلیف و مشقت میں مبتلا کر دینا ہے جس برداشت کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے۔

لیکن جو حضرات سجدہ شکر کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ "نعمتوں" سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو نئی ہوں کہ کبھی کبھی حاصل ہوتی ہوں وہ نعمتیں مراد نہیں جو مستقل اور دائمی، ہوں جیسے خود انسان کا وجود اس کے توابع اور اس کے لوازمات کہ یہ بھی درحقیقت اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں جو بندہ کو مستقل طور پر حاصل ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو جہل لعین کے قتل ہو جانے کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے میلہ کذاب کے مرنے کی خبر سن کر سجدہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں بتایا جاتا ہے کہ جب ذی اللہ یہ خارجہ قتل کر دیا گیا تو انہوں نے سجدہ شکر کیا۔ اسی طرح مشہور صحابی حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے قبول تو بہ کی خوشخبری کے وقت سجدہ شکر کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ

یہ باب نماز کے کفارہ بننے کے بیان میں ہے

1395- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنْ

عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الشَّقِفِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِئِيِّ عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكِّمِ الْفَزَارِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِمَا شَاءَ

مِنْهُ وَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ غَيْرُهُ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ صَلَفْتُهُ وَإِنْ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي وَصَدَّقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَقَالَ مُسَعَّرٌ ثُمَّ يُصَلِّي وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ

•• حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔ جب میں نبی کریم ﷺ کی زبان سے کوئی حدیث سن لیتا تو اللہ تعالیٰ کو جو منظور ہوتا اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعے وہ نفع دیدیتا اور جب کوئی دوسرا شخص نبی کریم ﷺ کے حوالے سے مجھے کوئی حدیث سناتا تو میں اس سے حلف لیا کرتا تھا اگر وہ حلف اٹھا لیتا تو پھر میں اس کی بات کی تصدیق کر دیتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بالکل صحیح بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب کوئی بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے اور پھر وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعات نماز ادا کرے (یہاں مسرنامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں)

پھر وہ نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔“

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ! مجھ سے ایسا فعل سرزد ہو گیا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر حد واجب ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد جاری فرمائیے“ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حد کے متعلق کچھ دریافت نہیں فرمایا اور نماز کا وقت آ گیا۔ اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو چکے تو وہ آدمی کھڑا ہوا اور پھر عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ! مجھ سے ایک ایسا فعل سرزد ہو گیا ہے جو مستوجب حد ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بارے میں اللہ کا حکم نافذ فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! پڑھی ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تمہاری خطا یا فرمایا کہ تمہاری حد بخش دی ہے۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 534)

یہاں یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس آدمی کے الفاظ اَصْبَحْتُ حَلًّا (یعنی مجھ سے ایسا فعل سرزد ہو گیا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر حد واجب ہے) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کسی ایسے کبیرہ گناہ مثلاً چوری وغیرہ کا ارتکاب کیا تھا جس پر حد واجب ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی وجہ سے اس کی بخشش کی خوشخبری سنا دی لہذا اس سے ثابت ہوا کہ نماز کی وجہ سے کبیرہ گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے کوئی ایسا گناہ صغیرہ سرزد ہو گیا تھا جو حقیقت میں تو ایسا نہیں تھا جس پر حد جاری ہوتی لیکن چونکہ وہ آدمی ”صحابیت“ جیسے مرتبہ پر فائز تھے جہاں معمولی سا گناہ بھی خوف الہی سے دل کو لرزاں کر دیتا ہے اور ایک ہلکی سی معصیت بھی قلب و دماغ کے ہر گوشہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے اس لئے انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ مجھ سے ایک فعل سرزد ہو گیا ہے۔ جس پر از روئے شریعت حد جاری ہو جائے گی لہذا انہوں نے بارگاہ رسالت میں آ کر اس طرح ذکر کیا جس سے بظاہر

معلوم ہوتا تھا کہ ان سے واقعی کوئی ایسا بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے جو سخت ترین سزا یعنی حد کا مستوجب ہے۔ یا پھر یہ کہا جائے گا کہ حد سے ان کی مراد تعزیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے اس کے گناہ کی حقیقت اس لئے دریافت نہیں فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ اس آدمی نے کس قسم کا گناہ کیا ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس گناہ کی بخشش کی جو خوشخبری دی تھی اپنی طرف سے نہیں دی تھی بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ اس کا گناہ کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس پر حد جاری کی جائے بلکہ ایسا گناہ ہے جو نماز کے ذریعے معاف ہو گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ خوشخبری سنائی۔

چار مساجد میں نماز کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان

1396 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَظَنُّهُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِلِ لِقَاتِهِمُ الْغَزْوُ فَرَابَطُوا ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ أَبُو أَيُّوبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ فَقَالَ عَاصِمٌ يَا أَبَا أَيُّوبَ فَإِنَّا الْغَزْوُ الْعَامَ وَقَدْ أَخْبَرْنَا أَنَّهُ مَنْ صَلَّى فِي الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَذَلِكَ عَلَى آيسَرٍ مِنْ ذَلِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ أَكْذَلِكَ يَا عُقْبَةُ قَالَ نَعَمْ

عام بن سفیان ثقفی بیان کرتے ہیں: انہوں نے غزوہ سلاسل میں شرکت کا ارادہ کیا وہ اس میں شریک نہ ہو سکے۔ تاہم وہ سرحد پر نگہبانی کرتے رہے۔ جب وہ لوگ واپس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت ان کے پاس حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے تو عام بن سفیان نے عرض کی: اے حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ اس سال ہم ایک جنگ میں شریک نہیں ہو سکے اور ہمیں یہ روایت بتائی گئی کہ جو شخص چار مساجد میں نماز ادا کرنے کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے تو حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! میں اس سے زیادہ آسان کام کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہوں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

”جو شخص اسی طرح وضو کرے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے اور اسی طرح نماز ادا کرے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے تو اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔“

(پھر انہوں نے دریافت کیا) اے عقبہ! کیا ایسا ہی ہے؟ تو حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں۔

شرح

چاروں مسجدوں سے مراد: مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ، اور مسجد قبا ہے۔

1397 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَلَّابٍ عَنْ

1396: أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 144

1397: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

عَنْهُ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قُرُوءَةَ أَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ بِفَنَاءٍ أَحَدُكُمْ نَهْرٌ يَجْرِي يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ مَا كَانَ يَتَّقِي مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ لَا شَيْءَ قَالَ فَإِنَّ الصَّلَاةَ تَذْهَبُ الذُّنُوبَ كَمَا يَذْهَبُ الْمَاءُ الذَّرَنَ

•• حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے کے باہر ایک نہر بہتی ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کا کچھ بھی میل باقی رہے گا؟“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس کی کوئی چیز (یعنی ذرا سی بھی میل) باقی نہیں رہے گی، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بے شک نماز گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔“

1398- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُكَيْلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ يَعْزِي مَا دُونَ الْفَاحِشَةِ فَلَا أَدْرِي مَا بَلَغَ غَيْرَ أَنَّهُ دُونَ الزِّنَا فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ (أَقِمِ الصَّلَاةَ حَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَيَّ هَذِهِ قَالَ لِمَنْ أَخَذَ بِهَا

•• حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک صاحب نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا پھر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے۔

”دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کرو اور رات کے کچھ حصے میں بھی بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔“

اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ حکم میرے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! یہ میری پوری امت کے لئے ہے۔

شرح

جس صاحب کا یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک غیر عورت کا بوسہ لے لیا تھا ان کا نام ابوالیسر تھا۔ جامع ترمذی نے ان کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ خود راوی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لئے آئی میں نے اس سے کہا کہ میرے گھر میں اس سے زیادہ اچھی کھجوریں رکھی ہوئی ہیں (اس لئے تم وہاں چل کر دیکھ لو) چنانچہ وہ میرے ہمراہ مکان میں آ گئی (وہاں میں شیطان کے بہکانے میں آ گیا اور جذبات سے مغلوب ہو کر) اس اجنبی عورت سے بوسہ و کنار کیا۔ اس نے (میرے

1988: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 526، رقم الحديث: 4678، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 6932، ورقم الحديث: 6933، رقم

الحديث: 6934، أخرجه الترمذی فی "المعجم" رقم الحديث: 3114، أخرجه ابن ماجه فی "السنن" رقم الحديث: 4254

اس غلط اور نازیبا رویے پر مجھے تنبیہ کرتے ہوئے) کہا کہ بندہ خدا اللہ (کے قہر و غضب) سے ڈرو چنانچہ (خوف اللہ سے میرا دل تھرا گیا اور) میں نہایت ہی شرمندہ و شرمسار ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ بارگاہ رسالت میں ان کے ساتھ جو معاملہ ہوا وہی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ آیت کریمہ میں طرفی النہار یعنی دن کے اول و آخر سے دن کا ابتدائی حصہ اور انتہائی حصہ مراد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دن کے اول یعنی ابتدائی حصہ سے فجر کی نماز اور آخری حصہ سے ظہر و عصر کی نمازیں مراد ہیں اسی طرح زلفامن الیل یعنی رات کی چند ساعتوں سے مغرب و عشاء کا وقت مراد ہے۔ اس طرح اب آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوگا "فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھا کرو، کیونکہ نیکیاں (نمازیں) برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔"

نماز کے سبب گناہوں کے مٹ جانے کا بیان

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ، ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَانُوا يُشْكِرُونَ (ہود، ۱۱۴)

۱:- ابن جریر وابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) وَاَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مغرب اور صبح کی نماز مراد ہے (اور) (آیت) وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ سے عشاء کی نماز مراد ہے۔

۲:- ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ رحمہم اللہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) وَاَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ سے فجر اور عصر کی نماز مراد ہے (آیت) وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں رات کے حصے ہیں مغرب اور عشاء کی نمازیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ یہ دونوں رات کے دو حصوں میں ہیں۔

پانچوں نمازوں کا حکم قرآن میں ہے

۳:- عبدالرزاق وابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ رحمہم اللہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) وَاَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد فجر کی نماز اور عشاء کی نمازیں ہیں یعنی ظہر اور عصر کی نمازیں (آیت) وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ سے مغرب اور عشاء کی نماز مراد ہے۔

۴:- ابن منذر وابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ (آیت) وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ سے مراد ساعۃ بعد ساعۃ ہے یعنی ایک ساعۃ کے بعد دوسری ساعۃ تو اسے مراد ہے عشاء کی نماز۔

۵:- سعید بن منصور وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ عشاء کی نماز میں تاخیر کرنا مستحب ہے اور یہ آیت پڑھتے تھے (آیت) وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ۔

۶:- ابن جریر محمد بن نصر وابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ میں حسنات سے مراد پانچویں نمازیں ہیں۔

۷:- عبدالرزاق والفریابی وابن ابی شیبہ محمد بن نصر وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ نے ابن عباس (رض) سے

روایت کیا کہ (آیت) ان الحسنت یذهبہن السیات سے پانچویں نمازیں مراد ہیں۔ اور (آیت) والبعیت الصلحت (کہف آیت ۴۶) سے بھی پانچویں نمازیں مراد ہیں۔

۸:- ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں ایک عورت سے ملا میں نے اس کو اپنے ساتھ چٹا لیا اس کا بوسہ لیا اور میں نے اس سے مباشرت کی۔ اور میں نے اس کے ساتھ سب کیا سوائے اس کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی (آیت) واقم الصلوة طرفی النہار وذللفامن الیل ان الحسنت یذهبہن السیات ذلک ذکر ین (۱۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس پر یہ آیت پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حکم خاص کر اس کے لئے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ سب لوگوں کے لئے ہے۔

۹:- احمد و البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ ابن حبان رحمہم اللہ نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ بات ان سے ذکر کی گویا کہ وہ اس کے کفارے کا سوال کر رہا تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) واقم الصلوة طرفی النہار وذللفامن الیل ان الحسنت یذهبہن السیات اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ (صرف) میرے لئے ہے آپ نے فرمایا بلکہ میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے ہے جو ایسا عمل کرے۔

نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۱۰:- عبدالرزاق و احمد و مسلم و ابوداؤد و ابوترندی و النسائی و ہناد و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن حبان و الطبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ و البیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک عورت کو باغ میں پایا میں اس کے ساتھ سوائے جماع کے ہر کام کیا۔ میں نے اس کا بوسہ لیا اس کو اپنے ساتھ چٹا لیا اور اس کے علاوہ میں نے کوئی کام نہیں کیا میرے ساتھ (جو معاملہ) کریں جو آپ چاہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ نہیں فرمایا تو وہ آدمی چلا گیا عمر (رض) نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ کو چھپایا تھا اگر یہ اپنے گناہ کو چھپا لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نظر کو پیچھے لگایا اور فرمایا میرے پاس اس کو لے آؤ وہ واپس آیا تو آپ نے اس پر یہ (آیت) پڑھی واقم الصلوة طرفی النہار فلا یہ معاذ بن جبل نے فرمایا یا رسول اللہ! کیا یہ (حکم) اس اکیلے کے لئے ہے یا سب لوگوں کے لئے؟ آپ نے فرمایا بلکہ سب لوگوں کے لئے۔

۱۱:- ترمذی نے اور آپ نے اس کو حسن کہا و ابن جریر و ابن مردویہ رحمہم اللہ ابوالسیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میرے پاس ایک عورت آئی میں کھجوریں بیچ رہا تھا میں نے اس سے کہا گھر میں اس سے اچھی کھجوریں رکھی ہیں وہ عورت میرے ساتھ (کھجوریں خریدنے کے لئے) گھر میں داخل ہوئی میں اس کی طرف جھک پڑا اور اس کا بوسہ لیا۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا یہ بات میں نے ان کو بتائی تو انہوں نے فرمایا یہ بات اپنے دل میں چھپالے اور توبہ کر لے پھر میں عمر (رض) کے پاس آیا اور ان کو یہ بات بتائی تو

انہوں نے فرمایا یہ بات اپنے دل میں چھپالے اور توبہ کر لے اور کسی کو خبر نہ کر۔ مجھ سے صبر نہ ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان کو یہ بات بتائی آپ نے فرمایا کیا تجھے ایسے عمل کے لئے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کا نائب اور اس کا قائم مقام بنایا گیا ہے؟ یہاں تک کہ اس نے یہ آرزو کی تھی کہ میں مسلمان نہ ہوتا مگر اس وقت یہاں تک کہ اس نے یہ گمان کیا کہ وہ دوزخ والوں میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل وقت تک سر جھکائے رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من الیل سے لے کر اللہ کرین تک۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے مجھ پر یہ آیتیں پڑھیں۔ تو آپ کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خاص (حکم) اس کے لئے ہے آپ نے فرمایا بلکہ سارے لوگوں کے لئے۔

۱۲۔ احمد و مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن جریر و الطبرانی و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد قائم کیجئے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ آپ نے اس سے اعراض فرمایا پھر نماز کھڑی ہو گئی جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا وہ آدمی کہاں ہے؟ اس نے کہا میں ہوں آپ نے فرمایا کیا تو نے پورا وضو کیا اور ابھی تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ عرض کیا ہاں! فرمایا تو اپنی غلطی (یعنی اپنے گناہ) سے ایسا پاک ہو چکا ہے جیسے کہ تیری ماں نے آج تجھ کو جتا ہے پھر اس گناہ کو نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار اتاری۔

۱۳۔ احمد و الترمذی و الترمذی و ابن جریر و ابوالشیخ و الدارقطنی و الحاکم و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں اس آدمی کے بارے میں جو ایک ایسی عورت سے ملا جس کو وہ نہ پہنچاتا تھا۔ پھر وہ آدمی جو کچھ اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ وہی کچھ اس نے اس عورت کے ساتھ کیا۔ سوائے جماع کے تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت اتاری) (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو وضو کر اچھا وضو پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھ (تو تیرا گناہ ان شاء اللہ معاف ہو جائے گا) معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ (حکم) اس کے لئے خاص کر یا سب ایمان والوں کے لئے ہے آپ نے فرمایا سب ایمان والوں کے لئے عام ہے۔

۱۴۔ احمد و ابن جریر و الطبرانی و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ ایک عورت آئی وہ مجھ سے خرید و فروخت کرنا چاہتی تھی۔ لیکن میں نے اس کو (اپنے گھر میں) داخل کر لیا اور میں اس سے ہر کام کو پہنچا سوائے جماع کے آپ نے فرمایا شاید کہ وہ عورت اللہ کے راستے میں گھر سے نکل ہوئی ہے۔ اس نے کہا میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں آپ نے فرمایا اندر داخل ہو جا۔ وہ داخل ہوا تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من الیل لآ یہ آدمی نے کہا کیا یہ (حکم) خاص میرے لئے ہے یا عام ایمان والوں کے لئے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے میں مارا اور فرمایا نہیں، کہ نعمت خاص نہیں ہوتی لیکن سب مومنین کے لئے ہوتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا یہ عام مومنین کے لئے ہے۔

۱۵:- الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط میں وابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک عورت کو اس کے نفس کے بغیر پایا (یعنی جماع کے سوا اس کے ساتھ اور کام کئے) تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (آیت) واقم الصلوٰۃ پوری آیت۔

۱۶:- البراز وابن مردویہ والبیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک آدمی ایک عورت سے محبت کرتا تھا۔ ایک ضرورت کے لئے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی۔ آپ نے اس کو اجازت دیدی تو وہ بارش کے دن میں چل پڑا۔ اچانک اس کی نظر ایک عورت پر پڑی جو پانی کے تلاب میں غسل کر رہی تھی یہ آدمی عورت کے اس جگہ پر بیٹھ گیا جہاں ایک آدمی (جماع کے لئے) بیٹھا کرتا ہے۔ اور اس کا ذکر (یعنی عضو خاص) حرکت کرنے لگا۔ اچانک وہ دیکھتا ہے گویا کہ (اس کا ذکر) کپڑے پھندنا (یعنی جھال رہا ہے) تو اس پر اسے خودندامت ہوئی (اور جماع نہیں کیا) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اس بات کو ذکر کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار

۱۷:- ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے برہہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انصار میں سے ایک عورت ایک ایسے آدمی کے پاس آئی جو کھجوریں بیچتا تھا مینہ منورہ میں۔ عورت بڑی خوبصورت تھی۔ جب اس نے اس عورت کی طرف دیکھا تو اس کو اچھی لگی اور (اس عورت سے) کہا میں مناسب خیال نہیں کرتا جو کھجوریں یہاں میرے پاس ہیں وہ تیرے لئے زیادہ پسندیدہ ہوں لیکن گھر میں تیری حاجت کے مطابق ہیں وہ عورت اس کے ساتھ چلی یہاں تک کہ جب وہ داخل ہو گئی تو اس نے اسے اپنے نفس پر قدرت دینے کو کہا (یعنی اس کو جماع پر آمادہ کیا) تو اس نے انکار کر دیا اور اسے قسمیں دینے لگی اور وہ آدمی اس کو پہنچا (یعنی اس سے بوس و کنار وغیرہ کی) سوائے اس سے جماع کرنے کے (پھر) یہ آدمی چلا اور اس کام پر نادم ہوا جو اس نے کیا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان کو (سارا واقعہ) بتایا آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے اس کام پر نادم کیا اس نے کہا شیطان نے آپ نے اس سے فرمایا ہمارے ساتھ نماز پڑھ اور یہ (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار نازل ہوئی اور فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے صبح، ظہر اور عصر کی نماز و زلفا من الیل یعنی مغرب اور عشاء کی نمازیں (آیت) ان الحسنت ینصین السیات لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حکم خاص اس کے لئے ہے یا لوگوں کے لئے عام ہے فرمایا کہ یہ سب لوگوں کے لئے عام ہے۔

گناہ پر نادم اور پشیمان ہونا

۱۸:- ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک عورت ایک ایسے آدمی کے پاس آئی جو آٹا فروخت کرتا تھا تا کہ اس سے آٹا خریدے اس نے عورت کو اندر داخل کر لیا۔ جب خلوت ہوئی تو اس نے اس کا بوسہ لیا پھر وہ نادم اور پشیمان ہوا۔ پھر ابی رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑا اور ان کو یہ بات بتائی تو انہوں نے کہا تو غور کر کہ وہ کسی جہاد کرنے والے کی عورت تو نہ ہو۔ ہم اس بات پر سوچ بچار کر رہے تھے کہ اس بارے میں یہ (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار و زلفا من الیل نازل ہوئی عطا سے پوچھا گیا کیا یہ فرض نماز ہے تو انہوں نے جواب دیا فرمایا ہاں۔

۱۹۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی فلاں بن مقیب انصار کا آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک عورت پر داخل ہوا اور میں نے اس سے وہ کام کیا (یعنی بوس و کنار کیا) جیسے آدمی اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ سوائے اس کے کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں پایا یہاں تک کہ یہ (آیت) واقم الصلوة طرفی النهار نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلوایا اور اس پر (یہ آیتیں) پڑھیں۔

۲۰۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت کے چوڑ پر مارا پھر ابو بکر اور عمر (رض) کے پاس آیا اور ان سے اس کے کفارہ کے بارے میں پوچھا ان میں سے ہر ایک نے کہا میں نہیں جانتا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا میں بھی نہیں جانتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) واقم الصلوة (الآیہ)

۲۱۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ بنو تمیم میں سے ایک آدمی کے پاس ایک عورت آئی اس نے اس کا بوسہ لیا اور اپنے ہاتھ کو اس کے چوڑ پر رکھا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ عمر (رض) سے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو یہ (آیت) واقم الصلوة سے لے کر (آیت) ذلک ذکری للذکرین تک نازل ہوئی۔ وہ آدمی جس نے عورت کا بوسہ لیا تھا وہ ہمیشہ نصیحت کرتا رہا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) ذلک ذکری للذکرین

۲۲۔ عبدالرزاق وابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن جعدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی یہ ارادہ لے کر آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارش کی خوشخبری دے (راستے میں) اس نے ایک عورت کو پانی کے جوڑ پر بیٹھے ہوئے پایا اس کے دل میں (کوئی بات) واقع ہوئی اور وہ اس عورت کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا اس کا ذکر (یعنی عضو خاص) کپڑے کی پھندنے کی طرح ہو گیا (یعنی وہ جماع نہ کر سکا) وہ کھڑا ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ان کو (ساری بات) بتائی جو کچھ اس نے کیا آپ نے اس سے فرمایا اپنے رب سے استغفار کر اور چار رکعت نماز پڑھ اور اس پر یہ (آیت) واقم الصلوة طرفی النهار تلاوت فرمائی۔

۲۳۔ الطیالسی و احمد والدارمی وابن جریر والطبرانی والبخاری نے اپنی معجم میں وابن مردویہ رحمہم اللہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کی ایک خشک ٹہنی لی اس کو حرکت دی یہاں تک کہ اس کے سارے پتے گر گئے پھر فرمایا مسلمان جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر پانچ نمازیں پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے گر گئے۔ پھر یہ (آیت) واقم الصلوة طرفی النهار سے لے کر اللہ کریم تک تلاوت فرمائی۔

۲۴۔ ابن جریر والطبرانی وابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازوں کو گناہوں کا کفارہ بنادیا جو ان کے درمیان ہوئے ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) ان الحسنات یذہبن السیئات

۲۵۔ احمد وابن مردویہ رحمہما اللہ نے ابو یوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نماز اپنے

سامنے والے گناہوں کو گرا دیتی ہے۔

ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے

۲۶۔ احمد و ابن ماجہ و ابویعلیٰ و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ایک صحیح سند سے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے فرمایا جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہوئے اور ظہر کی نماز پڑھی تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس (نماز) اور صبح کی نماز کے درمیان ہوئے پھر اس نے عصر کی نماز پڑھی اور فرمایا معاف کر دیئے گئے وہ گناہ جو اس (نماز) اور ظہر کی نماز کے درمیان ہوئے۔ پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور فرمایا کہ بخش دیئے گئے ہو (گناہ) جو اس (نماز) اور عصر کی نماز کے درمیان ہوئے۔ پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور فرمایا کہ بخش دیئے گئے وہ (گناہ) جو عشاء اور مغرب کی نماز کے درمیان ہوئے پھر وہ رات اس حال میں گزارتا ہے کہ وہ طرح طرح کے غلط کام کرتا ہے اپنی رات میں پھر اگر وہ کھڑا ہو وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی تو بخش دیئے جائیں گے اس کے (گناہ) جو صبح اور عشاء کی نماز کے درمیان ہوئے۔ اور وہ نیکیاں ہیں جو برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ تو نیکیاں ہیں اور باقیات کیا ہیں۔ اے عثمان! فرمایا وہ لا الہ الا اللہ، سبحن اللہ والحمد للہ واللہ اکبر اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم ہیں۔

۲۷۔ بخاری و مسلم و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بتاؤ تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر بہہ رہی ہو جس میں وہ ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرے کیا کوئی میل اس پر باقی رہے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی نہیں رہے گی۔ فرمایا اسی طرح پانچوں نمازیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیئے ہیں۔

۲۸۔ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہیں مٹاتے برائی کو برائی سے لیکن برائی کو نیکی سے مٹاتے ہیں۔

۲۹۔ الحکیم الترمذی و الطبرانی و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا جو پرانی برائی کی جگہ نئی نیکی سے بڑھ کر طلب اور ادراک کے لحاظ سے زیادہ حسین ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (آیت) ان الحسنات یذہبن السیئات۔

۳۰۔ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے معاذ ہر برائی سے پیچھے لے آئیگی کو (یعنی ہر برے کام کے بعد نیک کام کرے) وہ اس (برے کام کو مٹا دے گی)۔

۳۱۔ احمد و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے الاسماء و الصفات میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا اللہ سے ڈر جب تو کوئی برا کام کرے تو اس کے پیچھے نیک کام کرے تو وہ اس کو مٹا دے گا راوی نے کہا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لا الہ الا اللہ نیکیوں میں سے ہے آپ نے فرمایا یہ تو

افضل نیکیوں میں سے ہے۔

۳۲:- ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ لا الہ الا اللہ رات میں یا دن میں سے کسی وقت کہتا ہے تو اس کے اعمال نامہ میں سے برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی مثل نیکیوں سے وہاں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

۳۳:- بزار رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کسی بڑی یا چھوٹی ضرورت کو نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ آدمی (قیامت کے دن) اسی گواہی پر اٹھے گا۔

برائی کے بعد نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے

۳۴:- ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے شخص کی مثال جو برائیوں کے پیچھے نیک عمل کرتا ہے۔ اس شخص کی طرح ہے جس پر لوہے کی تنگ زرہ ہو قریب ہے کہ اس کا گلا گھونٹ دے پس جب اس نے وہ نیک عمل کیا تو اس نے اس کی ایک گرہ کھول دی۔ یہاں تک کہ اس کی ساری گرہیں کھول دے گا۔

۳۵:- الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بلاشبہ نماز نیکیوں میں سے ہے اور کفارہ ہے (ان گناہوں کا) پہلی نماز سے لے کر عصر کی نماز تک جو گناہ ہوئے یعنی ان کا کفارہ نماز عصر ہے۔ اور عصر کی نماز سے مغرب کے درمیان جو گناہ ہوئے ان کا کفارہ مغرب کی نماز ہے۔ اور مغرب اور عشاء کے درمیان کا کفارہ یعنی عشاء کی نماز ہے پھر (عشاء کی نماز کے بعد) ایک مسلمان اپنے بستر پر آتا ہے اس حال میں کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا جب تک کہ بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔ پھر (یہ آیت) ان الحسنت ینہین السیات پڑھی۔

۳۶:- الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط والصغیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اپنی بات دھرائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ یہ نماز نہیں پڑھی اور تو نے اس کے لئے اچھے طریقے سے وضو نہیں کیا تھا اس نے کہا کیوں نہیں فرمایا یہ کفارہ ہے اس (گناہ) کا۔

۳۷:- مالک و ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں ضرورتاً کو ایسی حدیث بیان کروں گا اگر وہ آیت کتاب اللہ میں نہ ہوتی تو میں تم سے اس کو بیان نہ کرتا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بخش دیتے ہیں اس کے گناہوں کو جو اس نماز اور دوسری نماز کے درمیان ہوئے یہاں تک کہ (دوسری) نماز کو پڑھ لیتا ہے۔ مالک نے فرمایا کہ اس کے بارے میں میرا یہ خیال ہے کہ آپ کی مراد یہ آیت ہے (آیت) و اقم الصلوٰۃ طریقی النہار و لقا من الیل ان الحسنت ینہین السیات۔

۳۸:- ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے داخلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حد کو پہنچا ہوں مجھ کو قائم کیجئے۔ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر نماز کھڑی ہو گئی۔ جب نماز سے

سلام پھیر لیا تو پھر اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حد کو پہنچا ہوں مجھ کو قائم کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا چلا جا اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی ہے۔

۳۹:- احمد و البخاری و مسلم رحمہم اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ایک آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک حد کو پہنچا ہوں مجھ پر قائم فرمائیے آپ نے اس سے سوال نہیں فرمایا نماز کھڑی ہوئی تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب نماز ختم ہوئی تو وہ آدمی کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک حد کو پہنچا ہوں اللہ کی کتاب کا فیصلہ مجھ پر قائم فرمائیے آپ نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی اس نے کہا ہاں! پھر آپ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔

۴۰:- بزار و ابو یعلیٰ و محمد بن نصر و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال ایک جاری نہر کی طرح ہے۔ جو ٹپھی اور گہری ہے تم میں سے کسی دروازے پر ہو اور وہ اس میں ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے کیا اس کی میل باقی رہے گی۔ پھر فرمایا اس کی میل اس کا گناہ ہے۔

۴۱:- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال اس جاری نہر کی طرح ہے جو کسی کے دروازہ پر ہو اور وہ اس میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔

۴۲:- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر جاری ہو اور وہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو اس پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔

۴۳:- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو کسی کے دروازہ پر جاری ہو اور وہ ہر دن اس میں غسل کرتا ہو تو میل تو کیا کوئی میل اس پر باقی رہے گا۔

۴۴:- احمد و ابن خزیمہ و محمد بن نصر و الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط میں والحاکم رحمۃ اللہ علیہ نے (اور آپ نے اس کو صحیح کہا) اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں ایک صحیح سند سے عامر بن سعد بن ابی وقاص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے سعد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے سنا کہ وہ فرماتے تھے دو آدمی جو (آپس میں) بھائی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان میں سے ایک دوسرے سے افضل تھا۔ ان میں جو افضل وہ مر گیا اور دوسرے نے اس کے بعد چالیس راتیں اور عمر پائی۔ پھر وہ بھی فوت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسرے پر پہلے کے افضل ہونے کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ وہ اپنی نماز کے ذریعہ کتنے اجر کو پہنچا ہے پھر آپ نے اس وقت فرمایا بلاشبہ نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر جاری ہو اور (وہ نہر) گہری اور ٹپھی ہو کہ جس میں وہ ہر دن پانچ مرتبہ گھستا ہے (یعنی غسل کرتا ہے) تو کیا تم دیکھتے ہو کہ اس کی میل میں سے کچھ باقی رہے گا۔

۴۵:- الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال اس بیٹھے پانی کی نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر جاری ہو۔ اور اس میں وہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو کیا اس پر کوئی میل باقی رہے گا؟

ہر نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۴۶:- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی نماز نہیں پڑھتا مگر یہ کہ میں اسید کرتا ہوں کہ وہ کفارہ ہوگی اپنے آگے والے گناہوں کی۔

۴۷:- احمد و الطبرانی رحمہما اللہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان آدمی جب نماز کا وقت ہو جائے تو وہ کھڑا ہو اور اچھی طرح وضو کرے اور اچھی طرح نماز پڑھے تو جو گناہ اس نماز اور اس سے پہلی والی نماز کے درمیان ہوئے وہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۴۸:- بزار و الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پانچوں نمازیں کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے درمیان ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بتاؤ مگر ایک آدمی کوئی کام کرتا ہے اور اس کے گھر اور اس کے کام کرنے کی جگہ کے درمیان پانچ نہریں ہیں جب وہ اپنے کام کرنے کی جگہ پر آیا اور اس نے کام کیا جتنا اللہ نے چاہا اس کو (کام کے درمیان) میل کچیل اور پسینہ پہنچ گیا۔ جب بھی وہ کسی نہر سے گزرا تو اس نے غسل کر لیا تو اس کی میل کچیل باقی رہے گی؟ اسی طرح نماز ہے جب بھی اس نے کوئی گناہ کا کام کیا پھر نماز پڑھ لی دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے پہلے والے (سب گناہ) معاف کر دیں گے۔

۴۹:- بزار رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کفارہ ہے ان گناہوں کا جو ان کے درمیان ہوئے جب تک بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

۵۰:- الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط والصحیف میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر نماز کے وقت یہ آواز لگاتا ہے اے آدم کی اولاد! کھڑے ہو جاؤ اس آگ کی طرف جس کو تم نے جلاپا ہے اپنے اوپر (گناہوں کی وجہ سے) اس کو بجھاؤ۔

۵۱:- الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الکبیر میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نماز کے وقت ایک آواز لگانے والا بھیجا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ آدم کے بیٹے کھڑے ہوتے ہیں اور وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں تو ان کے وہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جو ان کے درمیان گناہ ہوئے۔ جب عصر کا وقت ہوتا ہے پھر اسی طرح ہوتا ہے جب مغرب کا وقت ہوتا ہے تو پھر اسی طرح ہوتا ہے۔ جب عشاء کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے پھر لوگ سو جاتے ہیں اس حال میں کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے پس (کوئی) رات کا وقت گزارتا ہے خیر میں اور (کوئی) رات گزارتا ہے برائی میں۔

۵۲:- الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے

نہ کہ فرض نماز دوسری نماز تک اپنے سے پہلے ہونے والے کفارہ بن جاتی ہے۔ جو اس سے پہلے ہوئے اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے ہوئے اور رمضان کا مہینہ مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے ہوئے دوسرے رمضان کے مہینہ تک اور ایک حج مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے ہوئے دوسرے حج تک۔

۵۳:- طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں کو مٹانے والے ہیں جو ان کے درمیان ہوئے جب تک بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

۵۴:- بزار والطرانی رحمہما اللہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کے گناہ اس کے سر پر بوجھ دیتے ہیں جب بھی سجدہ کرتا ہے تو اس سے گر جاتے ہیں جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس سے گر چکے ہوتے ہیں۔

۵۵:- طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس کی گردن پر جمع ہو جاتے ہیں جب رکوع کرتا ہے تو متفرق ہو جاتے ہیں۔

۵۶:- الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے پھر دو یا چار رکعت فرض نماز یا نفل نماز پڑھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

۵۷:- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ پانچوں نمازیں ان گناہوں کو مٹانے والی ہیں جو ان کے درمیان ہوئے جب تک وہ بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

۵۸:- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور بزار اور طبرانی نے مرفوعاً روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرض نمازیں گناہوں کو مٹانے والی ہیں جو ان کے درمیان ہوئے جب تک بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

۵۹:- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ پانچویں نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر جاری ہو اور وہ اس پر ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟

۶۰:- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ پانچوں نمازوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے کہ جس کے دروازہ پر ایک نہر جاری ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟

۶۱:- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہر عیب اور گالی کا کفارہ دو رکعتیں ہیں۔

۶۲:- ابن ابی شیبہ والطرانی رحمہما اللہ نے الکبیر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لوگ گناہوں سے جلتے رہتے ہیں

جب وہ ظہر کی (نماز) پڑھتے ہیں تو وہ اسے دھو ڈالتی ہیں پھر گناہ کی آگ سے جلتے رہتے ہیں جب عصر (کی نماز) پڑھتے ہیں تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے پھر ہو گناہوں کی آگ میں جلتے رہتے ہیں جب مغرب کی نماز پڑھتے ہیں تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے یہاں تک کہ آپ نے سب نمازوں کا ذکر فرمایا۔

۶۳:- الطبرانی نے الاوسط الصغیر میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ (گناہوں کی آگ سے) جلتے رہتے ہو جب تم صبح کی نماز پڑھتے ہو تو اس کو وہ دھو ڈالتی ہے پھر تم گناہوں کی آگ میں جلتے رہتے ہو جب تم ظہر کی نماز پڑھتے ہو تو اس کو وہ دھو ڈالتی ہے پھر تم گناہوں کی آگ میں جلتے رہتے ہو جب تم عصر کی نماز پڑھتے ہو تو وہ اس کو دھو ڈالتی ہے پھر تم گناہوں کی آگ سے جلتے رہتے ہو جب تم مغرب کی نماز پڑھتے ہو تو وہ اس کو دھو ڈالتی ہے پھر تم (گناہوں کی آگ سے) جلتے رہتے ہو جب تم عشاء (کی نماز) پڑھتے ہو تو اس کو وہ دھو ڈالتی ہے پھر تم سو جاتے ہو اس حال میں کہ کوئی گناہ تم پر نہیں لکھا جاتا یہاں تک کہ تم جاگ جاتے ہو۔

۶۴:- احمد رحمۃ اللہ علیہ نے الزہد میں ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جلدی کرو تم نئی نیکیوں میں پرانے گناہوں (کو مٹانے) کے لئے اگر تم میں سے کسی نے اتنے گناہ کئے کہ جتنا آسمان و زمین کے درمیان خلا ہے پھر نیک عمل کر لیا تو وہ ان گناہوں کے اوپر ہوگا یہاں تک کہ ان پر غالب آجائے گا۔

۶۵:- ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مدد حاصل کرو پرانے گناہوں پر نئی نیکیوں کے ساتھ تم ہرگز نئی نیکیوں سے بڑھ کر کسی چیز کو نہیں پاؤ گے پرانے گناہ کو مٹانے کے لئے اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ہے یعنی (آیت) ان الحسنات یذهبن السيئات۔

۶۶:- ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) ذلک ذکرى للذکرین کے بارے میں فرمایا کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہیں خوشحالی میں تنگ دستی میں نرمی میں، عافیت میں، تکلیف میں۔

۶۷:- ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب جھگڑا ہو عورت کی طرف سے تو (اس کو) نصیحت کرو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) ذلک ذکرى للذکرین (یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے)

(تفسیر درمنثور، ہود، لا ہور)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي فَرَضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا

یہ باب پانچ نمازوں کے فرض ہونے اور انہیں باقاعدگی سے ادا کرنے کے بیان میں ہے

1399- حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ اللَّهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَوةً فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَتَى عَلِيَّ مُوسَى فَقَالَ مُوسَى مَاذَا اقْتَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَى خَمْسِينَ صَلَوةً قَالَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ عَنِّي شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ

1399: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 349، رقم الحديث: 1336، رقم الحديث: 3343، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 4138، رقم

الحديث: 414، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم الحديث: 448

الْقَوْلُ لَدَيْكَ لَمْ يَجْعَلْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَقُلْتُ قَدْ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي
 «» حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں انہیں لے کر واپس آیا یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: آپ ﷺ کے پروردگار نے آپ ﷺ کی امت پر کیا چیز فرض کی ہے؟ میں نے جواب دیا: اس نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے: آپ ﷺ اپنے پروردگار کی خدمت میں واپس جائیں کیونکہ آپ ﷺ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی میں نے دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں رجوع کیا تو اس نے اس کا نصف حصہ معاف کر دیا۔ میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں اس بارے میں بتایا تو وہ بولے: آپ ﷺ اپنے پروردگار کے پاس واپس جائے کیونکہ آپ ﷺ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔

میں دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے فرمایا یہ پانچ ہیں لیکن یہ پچاس شمار ہوں گی۔ کیونکہ ہمارا فرمان تبدیل نہیں ہوتا۔

(نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو وہ بولے: آپ ﷺ اپنے پروردگار کے پاس واپس جائے تو میں نے کہا مجھے اپنے پروردگار سے حیا آتی ہے۔

پانچ نمازوں کی ادائیگی پر پچاس نمازوں کے ثواب کا بیان

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (تابعی) حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت مالک ابن صعصعہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسراء اور معراج کی رات کے احوال و واردات کی تفصیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”اس رات میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا اور بعض موقعوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”حجر“ میں لیٹنے کا ذکر فرمایا۔ کہ اچانک ایک آنے والا (فرشتہ) میرے پاس آیا اور اس نے (میرے جسم کے) یہاں سے یہاں تک کے حصہ کو چاک کیا۔ روای کہتے ہیں کہ ”(یہاں سے یہاں تک“ سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد گردن کے گڑھے سے زیر ناف بالوں تک کا پورا حصہ تھا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس فرشتہ نے اس طرح میرا سینہ چاک کر کے (میرے دل کو نکالا، اس کے بعد میرے سامنے سونے کا ایک دشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اور اس میں میرے دل کو دھویا گیا، پھر دل میں (اللہ کی عظمت و محبت یا علم و ایمان کی دولت) بھری گئی اور پھر دل کو سینہ میں اس کی جگہ رکھ دیا گیا۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر میرے پیٹ (کے اندر کی تمام چیزیں یا دل کی جگہ) کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا۔ اور پھر اس میں ایمان و حکمت بھرا گیا، اس کے بعد سواری کا ایک جانور لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا، یہ جانور سفید رنگ کا تھا اور اس کا نام براق تھا (اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ) جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں اس کا ایک قدم پڑتا تھا، مجھے

اس پر سوار کیا گیا اور جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ میں آسمان دنیا (یعنی پہلے آسمان) پر پہنچا، جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو (دربان فرشتوں کی طرف سے) پوچھا گیا کہ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں پھر پوچھا گیا: اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کے بعد سوال کیا گیا: ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا (یا از خود آئے ہیں) جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: بلائے ہوئے آئے ہیں۔

تب ان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام میرے سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ تمہارے باپ (یعنی جد اعلیٰ، آدم ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: میں نیک بخت بیٹے اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اور دوسرے آسمان پر آئے، انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام میں ہوں۔ پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب دربان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہیں جو ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ یحییٰ ہیں اور یہ عیسیٰ ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے دونوں کو سلام کیا اور دونوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: نیک بخت بھائی اور پیغمبر صالح کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور تیسرے آسمان پر آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں تیسرے آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ یوسف ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور چوتھے آسمان پر آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں چوتھے آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ادریس علیہ السلام

سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ اور ایس ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بخت بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور پانچویں آسمان پر آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں پانچویں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ ہارون ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور چھٹے آسمان پر آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں چھٹے آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے بعد جب میں آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے، پوچھا گیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ایک نوجوان جس کو میرے بعد رسول بنا کر دنیا میں بھیجا گیا اس کی امت کے لوگ میرے امت کے لوگوں سے کہیں زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ بہر حال (اس چھٹے آسمان سے گزر کر) جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور ساتویں آسمان پر آئے، انہوں نے آسمان کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں ساتویں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ تمہارے باپ (مورث اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بخت بیٹے اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد سدرۃ المنتہی تک پہنچایا گیا، میں نے دیکھا کہ اس کے پھل یعنی بیر، مقام ہجر کے (بڑے بڑے) منکوں کے برابر تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے، جبرائیل علیہ السلام نے (وہاں پہنچ کر) کہا: یہ سدرۃ المنتہی ہے! میں نے وہاں چار نہریں بھی دیکھیں، دو نہریں تو باطن کی تھیں اور دو نہریں ظاہر کی تھیں، میں نے پوچھا: جبرائیل ایہ دو طرح کی نہریں کیسی ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ باطن کی دو نہریں جنت کی ہیں اور یہ ظاہر کی دو نہریں نیل اور فرات ہیں، پھر مجھ کو بیت المعمور دکھلایا گیا اور اس کے بعد ایک پیالہ شراب کا، ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شہد کا میرے سامنے لایا گیا (اور مجھے اختیار دیا گیا کہ ان تینوں میں سے جس چیز کا پیالہ پسند ہو لے لوں) چنانچہ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔

جبرائیل علیہ السلام نے (یہ دیکھ کر کہ میں نے دودھ کا پیالہ کو اختیار کیا) کہا: دودھ فطرت ہے اور یقیناً تم اور تمہاری امت کے لوگ اسی فطرت پر (قائم و عامل) رہیں گے (اور جہاں تک شراب کا معاملہ ہے تو وہ ام الخبائث اور شر و فساد کی جڑ ہے) اس کے بعد دو مقام آیا جہاں مجھ پر (ایک دن اور ایک رات کی) پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر (جب ملاء اعلیٰ کا میرا سفر تمام ہوا اور درگاہ رب العزت سے) میں واپس ہوا تو ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر چھٹے آسمان پر، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا (اور ان سے رخصت ہونے لگا) تو انہوں نے پوچھا: تمہیں کس عبادت کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ (ہر شب و روز میں) پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (یہ سن کر) کہا تمہاری امت (نسبتاً کمزور قوی رکھنے کے سبب یا کسل و سستی کے سبب) رات دن میں پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، اللہ کی قسم، میں تم سے پہلے لوگوں کو آزا چکا ہوں (کہ عبادت الہی کے راستہ میں مشقت و تعب برداشت کرنا ان کی طبیعتوں پر کس قدر ہار تھا) اور بنی اسرائیل کی اصلاح و درستی کی سخت ترین کوشش کر چکا ہوں (لیکن وہ اصلاح پذیر نہ ہوئے باوجودیکہ ان کے قوی تمہاری امت کے لوگوں سے زیادہ مضبوط تھے، تو پھر تمہاری امت کے لوگ اتنی زیادہ نمازوں کی مشقت کیسے برداشت کر سکیں گے لہذا تم اپنے پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی امت کے حق میں تخفیف اور آسانی کی درخواست کرو۔ چنانچہ میں (اپنے پروردگار کی بارگاہ میں) دوبارہ حاضر ہوا اور میرے پروردگار نے میرے عرض کرنے پر (دس نمازیں کم کر دیں، میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا (اور ان کو بتایا کہ دس نمازیں کم کر کے چالیس نمازیں رہنے دی گئی ہیں) لیکن انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا) کہ میں پہلے لوگوں کو آزا چکا ہوں، تمہاری امت کے لوگ چالیس نمازیں بھی ادا نہیں کر سکیں گے، اب پھر بارگاہ رب العزت میں جا کر مزید تخفیف کی درخواست کرو (چنانچہ میں پھر بارگاہ الہی میں حاضر ہوا اور (چالیس میں سے) دس نمازیں کم کر دی گئیں، میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا، چنانچہ میں بارگاہ الہی میں حاضر ہوا اور (تیس میں سے) دس نمازیں کم کر دی گئیں، میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا، چنانچہ میں بارگاہ الہی میں حاضر ہوا اور مزید پانچ نمازوں کی تخفیف کر کے مجھ کو ہر شب و روز میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کہ اب تمہیں کیا حکم ملا ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ اب مجھے رات

دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: حقیقت یہ ہے کہ تمہاری امت کے اکثر لوگ (پوری پابندی اور تسلسل کے ساتھ) دن رات میں پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ پائیں گے، حقیقت یہ ہے کہ میں تم سے پہلے لوگوں کو آزا چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح و درستی کی سخت کوشش کر کے دیکھ چکا ہوں (وہ تو اس سے بھی کہیں کم عبادت الہی پر عامل نہیں رہ سکے تھے) لہذا تم پھر پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی امت کے لئے (پانچ نمازوں میں بھی) تخفیف کی درخواست کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ اس موقع پر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا) کہ میں بار بار اپنے پروردگار سے تخفیف کی درخواست کر چکا ہوں اور مجھ کو شرم آتی ہے (اگرچہ امت کی طرف سے پانچ نمازوں کی بھی پابندی نہ ہو سکنے کا گمان ہے مگر مزید تخفیف کی درخواست کرنا اب میرے لئے ممکن نہیں ہے) میں اپنے پروردگار کے اس حکم کو (برضاء و رغبت) قبول کرتا ہوں (اور اپنا اور اپنی امت کا معاملہ اس کے سپرد کر دیتا ہوں کہ وہ اپنی توفیق و مدد سے امت کے لوگوں کو اپنی پانچ نمازوں کی ادائیگی کا پابند بنائے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس گفتگو کے بعد (جب میں وہاں سے رخصت ہوا تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ ندائے نبی آئی: میں نے (پہلے تو) اپنے فرض کو جاری کیا اور پھر (اپنے پیارے رسول کے طفیل میں اپنے بندوں کے حق میں تخفیف کر دی) مطلب یہ کہ اب میرے بندوں کو نمازیں تو پانچ ہی پڑھنی پڑیں گی لیکن ان کو ثواب پچاس نمازوں کا ملے گا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد پنجم، رقم الحدیث: 445)

1400- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُصَيْمٍ أَبِي غُلْوَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِينَ صَلَوةً فَنَازَلَ رَبُّكُمْ أَنْ يَجْعَلَهَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: تمہارے نبی ﷺ کو پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا، تو وہ بار بار تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں پانچ نمازیں کر دے۔

1401- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ عَنِ ابْنِ مُعْتَبِرٍ عَنِ الْمُخَدِّجِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يَنْتَقِصْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَهْدًا أَنْ يَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ قَدْ انْتَقَصَ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذَبُهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ

﴿﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پانچ نمازیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے جو انہیں ادا کرے گا ان میں کوئی کمی نہیں کرے گا اس

1400: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1401: أخرجا ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1420، أخرجا النسائي في "السنن" رقم الحديث: 460

طرح کہ ان کے حق کو کم تر سمجھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے لیے اس کے لیے یہ عہد کیا ہے وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو شخص انہیں ادا کرے گا لیکن ان میں کوئی کمی کر دے گا ان کے حق کو کم تر سمجھتے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے کوئی عہد نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اس کی مغفرت کر دے گا۔

1402- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ أَنَّنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَتَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئِينَ ظَهَرَانِيهِمْ قَالَ فَقَالُوا هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَبْتُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي سَأَلْتُكَ وَمُثِّلْتُكَ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلَا تَجِدَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ فَقَالَ سَلْ مَا بَدَا لَكَ قَالَ لَهُ الرَّجُلُ نَشَدْتُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ اللَّهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعِمٌ قَالَ فَانْشُدْكَ بِاللَّهِ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعِمٌ قَالَ فَانْشُدْكَ بِاللَّهِ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعِمٌ قَالَ فَانْشُدْكَ بِاللَّهِ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الْأَصْدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَانَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فَقِيرَانَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعِمٌ فَقَالَ الرَّجُلُ اأَمْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرِ

••• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ ہم مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور اس نے مسجد کے باہر اونٹ کو بٹھا کر اسے باندھ دیا پھر اندر آ کر دریافت کیا آپ میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے ہم نے جواب دیا: یہ نورانی شخصیت جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں اس شخص نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عبدالمطلب کے پوتے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو چاہے پوچھو) میں تمہیں جواب دوں گا۔ وہ شخص بولا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اگر گفتگو کے دوران میرا الجھ سخت ہو تو آپ برا نہیں مایہ گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ذہن میں جو کچھ بھی ہے تم پوچھو! اس شخص نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ سے پہلے والے لوگوں کا پروردگار ہے۔ کیا واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا

ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: خدا جانتا ہے بالکل ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا: میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ سال میں اس ایک مخصوص مہینے کے روزے رکھیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ آپ ﷺ امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے اسے غریبوں میں تقسیم کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا: میں آپ ﷺ کی تعلیمات پر ایمان لاتا ہوں اور میں اپنی قوم کا نمائندہ ہوں میرا نام ضام بن ثعلبہ ہے اور میرا تعلق قبیلہ بنو سعد بن بکر سے ہے۔

1403- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْحَمَصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيعَةُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ضَبْرَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّلَكِ أَخْبَرَنِي دُونْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَبِّبِ إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خُمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهْدْتُ عِنْدِي عَهْدًا أَنَّهُ مَنْ حَافِظٌ عَلَيْهِمْ لَوْ قُتِلَ لَوْ قُتِلَتْهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِمْ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي

•• حضرت ابو قتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنی ذات کے ساتھ یہ عہد کیا ہے جو شخص ان نمازوں کو باقاعدگی کے ساتھ وقت پر ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو شخص ان کی حفاظت نہیں کرے گا اس کے لیے میرے پاس کوئی عہد نہیں ہے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کرنے کی فضیلت کے بیان میں ہے

1404- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ رِبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1403: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1403

1404: أخرجه البخاري في "الصحیح" رقم الحديث: 1190 أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 3363 ورم الحديث: 3364 أخرجه الترمذی في "الجامع" رقم

الحديث: 325 أخرجه النسائی في "السنن" رقم الحديث: 2899

وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ لَيْمًا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
 ○ ○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے
 البتہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے۔“

1404 م- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

○ ○ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1405 م- حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ لَيْمًا سِوَاهُ مِنَ
 الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

○ ○ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے
 البتہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے۔“

1406 م- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ أَنبَا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ
 عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ
 صَلَاةٍ لَيْمًا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ
 لَيْمًا سِوَاهُ

○ ○ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے البتہ
 مسجد حرام کا حکم مختلف ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز ادا کرنا اس کے علاوہ اور کسی بھی جگہ پر ایک لاکھ نمازیں ادا کرنے
 سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

یہ باب بیت المقدس کی مسجد میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1404 م: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 3361

1405 م: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 3366

1406 م: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1407- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقِّي حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ عَنْ أَخِيهِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ اثْنَوْه فَصَلُّوا فِيهِ فَإِنْ صَلَّوْهُ فِيهِ كَأَلْفِ صَلَوةٍ فِي غَيْرِهِ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَتَحَمَّلَ إِلَيْهِ قَالَ فَتَهْدِي لَهُ زَيْنًا يُسْرَجُ فِيهِ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَهُوَ كَمَنْ آتَاهُ

﴿﴾ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ) آپ ﷺ بیت المقدس کے بارے میں ہمیں فتویٰ دیجیے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایسی سرزمین ہے جہاں حشر و نشر ہوگا تم وہاں جاؤ تو وہاں نماز ادا کرنا وہاں ایک نماز ادا کرنا کسی دوسری جگہ پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے کی مانند ہے (سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں نے عرض کی: آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ اگر میں اس بات کی استطاعت نہ رکھوں کہ میں وہاں تک جاسکوں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم وہاں کے لیے تحفے کے طور پر تیل بھیج دینا جو وہاں کے چراغوں میں جلایا جائے تو جو شخص ایسا کرے گا یہ اس کی مانند ہوگا جو وہاں آیا ہوگا۔

1408- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَعْفَرِ الْأَنْمَاطِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا فَرَّغَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللَّهَ ثَلَاثًا حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ وَمُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ وَلَا يَأْتِي هَذَا الْمَسْجِدَ أَحَدٌ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا ائْتَانِ فَقَدْ أُعْطِيَهُمَا وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ أُعْطِيَ الثَّالِثَةُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا“ ایسا فیصلہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو ایسی بادشاہی جو ان کے بعد کسی اور کو نہ ملے اور یہ کہ جو شخص اس مسجد (یعنی مسجد اقصیٰ) تک آئے اور اس کا مقصد صرف وہاں نماز ادا کرنا ہو تو وہ شخص اپنے گناہوں سے اس طرح باہر آجائے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔“

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جہاں تک دو چیزوں کا تعلق ہے تو وہ انہیں عطا کر دی گئیں اور مجھے یہ امید ہے کہ تیسری چیز مجھے عطا کی گئی (یعنی میری مسجد میں آکر نماز ادا کرنے والے کو یہ اجر و ثواب حاصل ہوگا)

تین مساجد کی تخصیص اور ثواب میں کثرت کا بیان

1409- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي هَذَا وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے گا۔ مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ“۔

1410- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْقَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَإِلَى مَسْجِدِي هَذَا

•• حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے گا۔ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد“۔

شرح

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تینوں مسجدوں میں نماز کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ چنانچہ مسجد الحرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے۔ لہذا ان مساجد میں یہ نیت کر کے دور سے آنا چونکہ فائدہ مند ہے، جائز ہے۔ لیکن کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنا یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے۔ یہ ناجائز ہے کیونکہ ہر جگہ کی مسجد میں ثواب یکساں ہے اور حدیث میں اسی نیت سے سفر کو منع فرمایا ہے۔ آج لوگ تجارت کے لئے سفر کرتے ہیں۔ علم دین کے لئے سفر کرتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے سفر کرتے ہیں اور بے شمار دنیاوی کاموں کے لئے مختلف قسم کے سفر کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ سب سفر حرام ہوں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سارے سفر جائز ہیں اور ان کا انکار کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ تو پھر مزارات اولیاء کے لئے سفر کرنا ناجائز کیوں ہوگا بلکہ لاکھوں شاخعوں کے پیشوا امام شافعی علیہ الرحمہ (سن وصال 204ھ) فرماتے ہیں۔ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کے مزار پر آتا ہوں۔ اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دور کعتیں پڑھتا ہوں اور ان کے مزار کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرتا ہوں تو حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ (رد المحتار، مقدمہ، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ کی شفاء السقام

ابن تیمیہ الحمرانی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کعبہ محبت، قبلہ عشق، مقصود و تملیق کو نبی ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے لیے سفر

1409: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 3371

1410: أخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 1197، رقم الحديث: 1864، رقم الحديث: 1995، أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 3248، رقم

الحديث: 3252، أخرجه الترمذي في "المعجم" رقم الحديث: 326

کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) غیر مشروع، بدعت اور گناہ قرار دیا، تو تسل، استغاثہ اور اس سے متعلقہ امور کو ناجائز ٹھہرایا اور ان کے متبعین نے یہ دعویٰ کیا کہ زیارت نبوی کے سلسلہ میں کوئی ایک صحیح حدیث بھی موجود نہیں، آج تک یہ لوگ اسی فتوے پر قائم ہیں۔

بہت سے اکابر امت کے ساتھ ساتھ علامہ تقی الدین السبکی الشافعی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) میدان میں آئے اور شفاء السقام فی زیارة خیر الانام علیہ السلام کے نام سے مبسوط کتاب قلم بند فرمائی، ابن تیمیہ کے دعووں کو دلائل سے رد کیا اور اس موضوع پر احادیث صحیحہ کا ذخیرہ جمع کر کے علم اور محبت دونوں کے تقاضے پورے کر دیے۔ عاشقان مصطفیٰ علیہ السلام کے لیے یہ کتاب ایک ایسا گلدستہ ہے جس کے ہر پھول کی مہک مشام جاں کو معطر کرنے والی ہے۔

علامہ سبکی کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ اس لائق نہیں کہ کوئی عالم اس کی تردید میں کتاب لکھے میرا مقصد مستقلاً زیارت نبوی کے عنوان پر کتاب لکھنا ہے (اگرچہ اس میں اس فریق مخالف کے دلائل کارد بھی ہے) پہلے آپ نے کتاب کا نام شن الغارة علی من انکر سفر الزیارة رکھا، لیکن جب استخارہ کیا تو مذکورہ بالا نام یعنی شفاء السقام فی زیارة خیر الانام علیہ السلام زیادہ موزوں محسوس ہوا، آئیے ایک نظر کتاب کے مشمولات پر ڈالتے ہیں۔

پہلے باب میں وہ احادیث ذکر کی گئی ہیں جن میں منصوص طور پر زیارت نبوی کی ترغیب ملتی ہے۔

(۱) من زار قبری وجبت له شفاعتی (عن نافع عن ابن عمر، دار قطنی، بیہقی)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی

مصنف نے اس کی دس سے زائد اسناد ذکر کی ہیں اور ایک راوی عبید اللہ پر جرح کا مفصل جواب بھی دیا ہے۔ اسی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ہم نے زیارت نبوی کے حوالے سے جو احادیث جمع کی ہیں وہ ہمیں کے لگ بھگ ہیں، جن میں زیارت کا لفظ موجود ہے، اس کے علاوہ کچھ اور احادیث بھی ہیں جو ان کی تائید کرتی ہیں، اور بعض احادیث کا بعض کی تائید کرنا ان کی قوت میں اضافہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ حدیث حسن، حدیث صحیح کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ ضعیف و طرح کی ہوتی ہے، ایک وہ جو میں ضعیف راوی کے مہم بالکذب ہونے کی وجہ سے پایا گیا ہو، اس طرح کی حدیث میں اسناد کا زیادہ ہونا اس کی قوت میں اضافہ نہیں کرتا اور دوسری وہ جس میں ضعیف راوی کے ضعیف حفظ کی وجہ سے آیا ہو اور اس کا صادق اور اہل دیانت ہونا معلوم ہو، اس صورت میں جب اس کی روایت کردہ حدیث کو اور لوگ بھی روایت کریں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اس نے حدیث کو یاد رکھنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، اس طرح کی احادیث میں سندوں کی کثرت قوت میں اضافہ کر دیتی ہے اور وہ حدیث حسن اور صحیح کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

(۱) من زار قبری حلت له شفاعتی (عن ابن عمر، البزار)

یہ حدیث پہلی حدیث کے لیے مؤید ہے۔

(۲) من جاءنی زائراً لا يعلمه حاجة الا زیارتی کان حقاً علی ان اکون له شفیعاً یوم القيامة

(طبرانی کبیر، دار قطنی)

جو میری زیارت کے لیے آیا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی اور مقصد نہیں تھا میرا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

اس حدیث کو امام ابوعلی سعید بن عثمان ابن اسکن البغدادی نے اپنی کتاب السنن الصحیح الماثورۃ عن رسول اللہ ﷺ میں روایت کیا ہے اور انہوں نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ میں نے صرف صحیح احادیث کو لیا ہے، لہذا یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

(۳) من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی (دارقطنی، ابن عدی فی الکامل، البیہقی)

اس کی متعدد سندیں ذکر کی ہیں۔ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۴) من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی (ابن عدی فی الکامل)

جس نے حج بیت اللہ کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے میرے ساتھ جفا کی۔

یہاں پر امام سبکی نے یہ تنبیہ کی ہے کہ محدثین کا ایک حدیث کی صحت سے انکار مطلق صحت سے انکار نہیں ہوتا بلکہ اس خاص سند کے اعتبار سے انکار ہوتا ہے۔

(۵) من زار قبری او من زارنی کنت له شفیعاً او شهیداً (ابوداؤد الطیالسی، البیہقی، ابن عساکر)

(۶) من زارنی متعمداً کان فی جوارى یوم القیامة (العقیلی)

جس نے ارادہ کر کے میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

(۷) من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی (دارقطنی)

(۸) من حج حجة الاسلام وزار قبری وغزا غزوة ووصلی علی فی بیت المقدس لم یسالہ اللہ عز وجل

فیما انترض علیہ (الانفالاؤدی)

(۹) من زارنی بعد موتی فکانما زارنی وانا حی (الیعقوبی)

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں مجھے دیکھا

(۱۰) من زارنی بالمدينة محتسباً کنت له شفیعاً وشهیداً (۱۱) ما من احد من امتی له سعة ثم لم

یزرنی فلیس له عذر (ابن النجاشی)

میرے جس امتی کے پاس طاقت تھی اور پھر اس نے میری زیارت نہیں اس کے لیے کوئی عذر قابل قبول نہیں۔

(۱۲) من زارنی حتی ینتہی الی قبری کنت له یوم القیامة شهیداً (العقیلی فی الضعفاء، ابن عساکر)

(۱۳) من لم یزر قبری فقد جفانی (اخبار المدينة لجعفر الحسینی، ابن عساکر عن علی)

(۱۴) من اتی هالمدينة زالراً لی وجبت له شفاعتی یوم القیامة ومن مات فی احد الحرمین بعث

آمننا (انصار المدینۃ لبعی الحسنی)

دوسرے باب میں ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن میں زیارت کا لفظ تو وارد نہیں تاہم ان سے زیارت نبوی کے لیے سفر کرنے کی ترغیب ثابت ہوتی ہے:

(۱۵) ما من أحد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی یرد علیہ السلام (سنن ابی داؤد)

میرا جو بھی امتی مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح مجھے واپس لوٹاتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں امام سبکی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ائمہ نے زیارت نبوی کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے اور ان میں امام ابو بکرؓ بھی شامل ہیں اور یہ استدلال بالکل درست ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے جواب عطا کیا جانا واقعی اتنی بڑی سعادت ہے کہ مومن کو اس کی حرص رکھنی چاہیے اور اس کے حصول کا متمنی ہونا چاہیے۔

علامہ سبکی نے یہاں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ اس حدیث میں سلام سے مراد مواجہ اقدس میں کھڑے ہو کر سلام پیش کرنا بھی ہے جیسا کہ ملنے والا دوسرے کو سلام دیتا ہے اور اس سے مراد نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا بھی ہے جیسا کہ امتی دور سے بھی پڑھتے ہیں، دونوں اس حدیث کے تحت داخل ہیں۔

اسی باب میں ایک مستقل فصل میں یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچائی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ زائر کو جانتے ہیں اور اس کے سلام سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔

ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل بہا ملک لیسفنی وکفی امر آخرتہ ودنیاء وکنت لہ شفیعاً وشہیداً یوم القیامۃ

جو بھی مسلمان میری قبر کے پاس مجھے سلام کہتا ہے قبر پر موکل فرشتہ مجھے وہ پہنچا دیتا ہے، اس کے دنیا و آخرت کے کام بن جاتے ہیں اور میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور گواہ بنوں گا۔

تیسرے باب میں زیارت نبوی کے متعلق وہ دلائل جمع کیے گئے ہیں جن سے صراحتاً اس کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، مثلاً حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شام سے مدینہ منورہ زیارت نبوی کے لیے آنا، (رواہ ابن عساکر و المحدثی) نبی کریم ﷺ کا حضرت بلال کے خواب میں آنا اور کہنا کہ بلال یہ کیا بے وفائی ہے؟ تو ہمیں ملنے نہیں آتا، حضرت بلال کا قبر انور پر منہ رکھنا اور ملنا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا زائر مدینہ کو بوقت رونا لگی یہ حکم دینا کہ قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر میرا سلام پیش کرنا۔ جتنے فقہاء نے بھی مناسک حج پر کتابیں لکھیں سب نے مناسک حج کی تکمیل کے بعد زیارت نبوی کو مستحب یا واجب لکھا اور اس کے آداب و فضائل بیان کیے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے مشہور فقیہ اسحاق بن ابراہیم کے حوالے سے لکھا ہے کہ قرون اولیٰ سے امت مسلمہ کا تعامل رہا ہے کہ وہ جب حج کے لیے جاتے ہیں تو مدینہ منورہ حاضر ہوتے ہیں تاکہ مسجد شریف میں نماز پڑھیں، آپ کے روضہ انور، منبر مبارک، قبر اطہر اور ان مقدس جگہوں کی زیارت سے برکت حاصل کریں جہاں آپ کے مبارک ہاتھ لگے یا آپ کے قدموں نے جن جگہوں کو مشرف فرمایا، جہاں جبریل وحی لے کر اترتے رہے۔

چوتھے باب میں زیارت نبوی کی مشروعیت اور اس کے استحباب کے متعلق علماء کی تصریحات ذکر کی گئی ہیں۔ ان میں قاضی عیاض، قاضی ابوالطیب، امام حلی، ماوردی، صاحب المہذب، ابن الجوزی، ابن قدامہ، حنبلی، اور مذاہب سبہاربعہ کے اکابر شیوخ کی تصریحات ذکر کی گئی ہیں۔

پانچویں باب میں اولہ اربعہ (قرآن، سنت، اجماع اور قیاس) کے ذریعے اس بات کو مقام ثبوت تک پہنچایا گیا ہے کہ زیارت نبوی عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔ اس میں ضمنی طور پر زیارت قبور کی بحث بھی آئی ہے، علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ:

غیر نبی کی قبر کی زیارت کے متعلق اگر جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہو بھی تو پھر بھی اس سے زیارت قبر اطہر کے متعلق اختلاف پیدا نہیں ہو سکتا، کیونکہ زیارت نبوی ﷺ آپ ﷺ کی تعظیم ہے اور آپ ﷺ کی تعظیم واجب ہے۔

مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ عام طور پر زیارت قبور کا فائدہ مدفون کو ہوتا ہے لیکن زیارت قبر نبوی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ زائر کو برکتیں ملیں، اور استغفار نبوی کا حق دار بن جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر پر گئے ہوئے تھے، اسی دوران بھائی فوت ہو گیا، واپس آئے تو بھائی کی قبر پر گئے اور وہاں جا کر دعا و استغفار کیا۔ نبی کریم ﷺ شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لے گئے۔ نیک مقصد اور حسن نیت کے ساتھ غیر نبی کی قبر بھی کارِ ثواب ہے تو پھر نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی حاضری یقیناً بڑے ثواب کی موجب ہے۔ چھٹے باب میں زیارت، نبوی کے لیے سفر کو عبادت ثابت کیا گیا ہے۔

ساتواں باب مخالفین کے دلائل کے رد کے لیے مخصوص ہے اور اس میں ان کی مشہور دلیل حدیث ہذا رحال کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ حق یہ ہے کہ امام سبکی نے اس حدیث سے استدلال کی دجیاں اڑادی ہیں اور ابن تیمیہ اور اس کے متبعین کو ناکوں چنے چبوائے ہیں۔

مصنف کہتے ہیں: اس حدیث میں موجود استثناء چونکہ مستثنیٰ مفرغ ہے اس لیے اس کے مستثنیٰ منہ میں دو احتمال ہیں یا تو مستثنیٰ منہ، مستثنیٰ کی جنس سے ہوگا اور عبارت یوں ہوگی

لا تشد الرحال الی مسجد الا الی المساجد الثلاثہ کسی مسجد کی طرف سفر کا اہتمام نہ کیا جائے سوائے تین مساجد کے یا مستثنیٰ منہ عام ہوگا، اس صورت میں مفہوم حدیث یوں ہوگا۔ لا تشد الرحال الی مکان الا الی المساجد الثلاثہ، کسی جگہ کی طرف سفر کا اہتمام نہ کیا جائے سوائے تین مساجد کے۔

پہلی صورت میں اس حدیث سے استدلال کا کوئی معنی نہیں کیونکہ نفی کسی اور مسجد کی طرف سفر کی ہے نہ کہ مطلق سفر کی۔ دوسری صورت میں طلب علم کا سفر، میدان عرفات کی طرف مناسک حج کی ادائیگی کے لیے سفر، جہاد کے لیے سفر، دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف سفر، ہجرت وغیرہ اسفار کے متعلق متبعین ابن تیمیہ الحرامی کیا فرمائیں گے؟ کیا یہ سارے سفر بھی ناجائز، غیر مشروع، بدعت اور معصیت ہیں؟

ابن تیمیہ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین میں کسی نے زیارت قبر اطہر کے لیے سفر نہیں کیا۔ سبکی فرماتے ہیں کہ

حضرت بلال کا شام سے زیارت نبوی کے لیے آنا ہم تفصیل سے بیان کر چکے، حضرت عبداللہ ابن عمر بعد از وصال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما، زیارت نبوی کے لیے حاضر ہوتے اور تینوں مزارات مقدسہ کے ساکنین کو سلام پیش کرتے، اس کے بعد یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ عمل بدعت ہے اور یہ صحابہ نے نہیں کیا۔

یہاں پر علامہ سبکی نے ابن تیمیہ کے اس فتویٰ کا پورا متن خود ابن تیمیہ کے ہاتھ کی تحریر سے نقل کیا ہے جس میں اس نے اس سفر کو سفر معصیت قرار دیتے ہوئے اس میں نماز میں قصر کو ناجائز قرار دیا ہے اور بہت سے دعوے کیے ہیں، علامہ سبکی نے اس فتویٰ کو نقل کر کے اس کے ایک ایک پہلو پر علمی نقد کیا ہے اور اس کے باطل ہونے کو واضح کر دیا ہے۔ مثلاً سفر زیارت کا معصیت ہونا۔ صحابہ میں کسی کا زیارت نبوی کے لیے سفر نہ کرنا۔ اس معاملے میں کسی حدیث کا موجود نہ ہونا۔ زیارت والی تمام احادیث کا موضوع ہونا۔ ان سب دعاوی پر تفصیلی جرح فرمائی ہے۔

آٹھویں باب میں توسل، استغاثہ اور نبی کریم ﷺ سے شفاعت طلب کرنے کی بحث ہے۔ سبکی فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو وسیلہ بنانا ہر حال میں جائز ہے، آپ کی ولادت سے پہلے بھی، آپ کی ظاہری زندگی میں بھی، عالم برزخ میں بھی اور قیامت کے میدان میں بھی اور جنت میں بھی۔

اس سلسلے میں امام سبکی کی ذکر کردہ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کا آپ کو وسیلہ بنانا امام حاکم نے ذکر فرمایا ہے اور دلائل اللہۃ میں بھی مذکور ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو ان پر ایمان لانے کا حکم دو اس لیے کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا، وہ نہ ہوتے تو میں جنت و جہنم نہ بناتا۔ اس حدیث کو امام حاکم نے حسن، صحیح قرار دے کر مستدرک میں ذکر کیا ہے جبکہ ابن تیمیہ اسے موضوع کہتا ہے۔

(۳) حضرت نوح، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آپ ﷺ سے توسل بھی مفسرین نے ذکر فرمایا ہے۔

(۴) حضرت عثمان بن حنیف کی روایت کردہ حدیث جس میں آپ ﷺ نے خودنا پینا شخص کو توسل کی تعلیم دی، امام ترمذی نے اسے حسن، صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

(۵) اسی تعلیم فرمودہ توسل کے طریقہ کو صحابہ نے وصال نبوی کے بعد بھی استعمال کیا، اور یہ بعد از وصال توسل کی دلیل ہے۔

نویں باب میں حیات و انبیاء علیہم السلام کی بحث ہے، اس میں حیات و شہداء، سماع موتی، ادراک موتی اور روح کا ابدان میں واپس آنا ثابت کیا گیا ہے، امام الحرمین نے الشامل میں فرمایا ہے کہ ان سب باتوں پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ ابو بکر ابن العربی کہتے ہیں کہ اس معاملے میں اہل منت کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں۔

دسواں باب شفاعت کے متعلق ہے، اس میں شفاعت کی اقسام، شفاعت کے متعلق احادیث اور اہوال قیامت میں لوگوں کا دامن مصطفیٰ ﷺ کو تھا منا، مقام محمود اور اس سے متعلقہ امور کا ذکر ہے۔ کتاب کے اختتام پر علامہ سبکی نے درود و سلام کے مختلف محبت بھرے صیغے ذکر کیے ہیں اور اس درود و سلام کے اس مجموعے کو خاتمہ الکتاب قرار دیا ہے۔

زیارت قبور کے لئے سفر اور اسلاف کے معمولات کا بیان

علامہ ابن الحاج نے امام ابو عبد اللہ بن نعمان کی کتاب سفینۃ النجاء لاهل الالتجاء جس میں انہوں نے شیخ ابی النجار کی کرامات کا بیان کیا ہے، کے حوالے سے لکھا ہے۔

حصول برکت کے لیے قبور صالحین کی زیارت مستحب عمل ہے کیونکہ صالحین کی برکات جس طرح ان کی زندگی میں فیض رساں ہوتی ہے اسی طرح ان کی موت کے بعد بھی جاری رہتی ہے اور صالحین کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان سے شفاعت طلب کرنا ائمہ دین اور علماء محققین کا معمول رہا ہے۔ (ابن الحاج، المدخل، 2: 255)

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن الحاج نے لکھا ہے: جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہے کہ وہ صالحین کی قبروں اور ان کے مقابر پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین مسجدوں کے سوا کسی طرف جانے کے لئے سامان سفر نہ باندھا جائے، مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ، امام غزالی نے احیاء العلوم کے آداب سفر میں بیان کیا ہے کہ عبادات کے لیے سفر کیا جائے مثلاً جہاد اور حج کے لیے اور اس کے بعد فرمایا کہ اس میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کے لیے سفر کرنا بھی اس عمل خیر میں شامل ہے اور ہر وہ شخص جس کی زیارت اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کی زندگی میں سفر کرنا جائز ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کرنا بھی جائز ہے حدیث مبارکہ کہ ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سامان سفر نہ باندھا جائے میں اس مقصد کے لیے سفر کی ممانعت نہیں، کیونکہ یہ حکم زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے مساجد کی طرف سفر کرنے سے متعلق ہے ان تینوں مساجد کے علاوہ دیگر تمام مسجدیں ثواب میں برابر ہیں۔ ورنہ (اگر ہر سفر کو ناجائز قرار دیا جائے) تو انبیاء علیہم السلام اولیاء اللہ اور علماء کی زیارت میں اصلاً کوئی فضیلت باقی نہیں رہے گی اگرچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے مقام و مرتبہ میں ان کے درجات کے مطابق بہت بڑا فرق ہے۔ (ابن الحاج، المدخل، 2: 255، 256)

مقامات مقدسہ کی زیارات کے لئے سفر عمل مشروع ہے

علامہ ابن الحاج ہی نے انبیاء علیہم السلام کی قبور مقدسہ کی زیارت کا بھی طریقہ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جہاں تک انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کی عظیم بارگاہوں میں حاضری کا تعلق ہے تو ان عظیم مقامات مقدسہ کے آداب یہ ہیں کہ زائر مسافت بعیدہ سے ان کی زیارت کا ارادہ کر کے چلے۔ جب ان کے مزار پر پہنچے تو انتہائی عاجزی و انکساری، فقر و فاقہ اور نہایت خضوع اور خشوع کے ساتھ آئے۔ حضور قلب کے ساتھ حاضر ہو اور سر کی آنکھ سے ان کا مشاہدہ نہ کرے بلکہ دل کی آنکھ سے انہیں دیکھے کیونکہ ان کے مبارک اجسام بوسیدہ ہوتے ہیں نہ متغیر۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ایسی ثناء کرے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ پھر ان (انبیاء علیہم السلام) پر صلوات بھیجے پھر ان کی تمام اصحاب اور قیامت تک ان کے تمام تابعین کے لیے رضوان اور رحمت کی دعا کرے، پھر اپنی حاجات کی تکمیل اور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے پھر ان سے شفاعت طلب کرے اور اپنی

حاجات ان پر پیش کرے اور ان کی برکت سے دعا کی قبولیت پر یقین رکھے۔ اس باب میں اپنا حسن ظن قوی رکھے کیونکہ انبیاء علیہم السلام (رحمہم اللہ) باری تعالیٰ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں اور یہ ہمیشہ سنت الہیہ ہے کہ وہ اپنے نبیوں کے ہاتھوں سے اور ان کے واسطے اور سب سے اپنے بندوں کی حاجات کو پورا فرماتا ہے۔ جو شخص انبیاء علیہم السلام کے مزارات مقدسہ تک نہ پہنچ سکے وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجات اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے عیوب کی پردہ پوشی کے لیے ان سے شفاعت کی درخواست کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازے گا کیونکہ وہ صاحب کرم بزرگ ہستیاں ہیں اور جو شخص کریموں سے سوال کرتا ہے یا ان کی پناہ میں آتا ہے یا ان کا ارادہ کرتا ہے یا ان کا وسیلہ پیش کرتا ہے وہ اس کی درخواست کو مسترد نہیں کرتے۔

(ابن الحاج، المدخل، 2: 258)

قرون اولیٰ سے لے کر آج تک جمہور امت مسلمہ کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ صالحین کی زیارت کو جاتے ہیں اور اگر وہ وصال فرما گئے ہوں تو پھر ان کے مزارات پر فیوضات و برکات کے حصول کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ آج تک کسی نے اس عمل صالح کو ناجائز و حرام قرار نہیں دیا کیونکہ یہ عمل اصلاً مشروع ہے نسبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اکابر ائمہ و بزرگان دین کا معمول ہے۔ ائمہ حدیث نے بھی اس کی فضیلت کو بیان کیا ہے۔

متبرک مقامات کی زیارت ائمہ دین کا پسندیدہ معمول

ائمہ مؤرخین اور اہل سیر نے علماء کے پسندیدہ اور صالح معمولات کے بیان کو اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔ جس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اسلاف، صالحین کی زیارت کو ہمیشہ سے ایک پسندیدہ اور مقبول بارگاہ عمل سمجھتے رہے۔ ورنہ کس طرح وہ اپنے گونا گوں علمی تدریسی مشاغل میں سے بطور خاص سفر کے لئے وقت نکال سکتے۔ چند ایک معمولات درج ذیل ہیں۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت

امام شمس الدین سخاوی (متوفی 902ھ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: اُن کی قبر مبارک پر قبہ بنایا گیا، اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔

(شمس الدین سخاوی، ائمتہ الملطیۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفہ، 1: 307)

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری کا معمول

خطیب بغدادی (463ھ) اور بہت سے ائمہ کی تحقیق کے مطابق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں ہوتے تو حصول برکت کی غرض سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی، امام ابوحنیفہ (متوفی 150ھ) کے مزار کی برکات کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں امام ابوحنیفہ کی ذات سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر پر زیارت کے لیے آتا ہوں۔ جب مجھے کوئی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر آتا ہوں اور اس کے پاس (کھڑے ہو کر) حاجت برآری کے لیے اللہ تعالیٰ

سے دعا کرتا ہوں۔ پس میں وہاں سے نہیں ہٹا یہاں تک کہ (قبر کی برکت کے سبب) میری حاجت پوری ہو چکی ہوتی ہے۔

۱۔ ضعیف بخاری، تلمیح بخاری، 123: 1۔ 2۔ ابن حجر العسقلانی، الخیرات العسان فی مناقب الہمام الذعظم، 3: 94۔

ابن عساکر، تلمیح بخاری، رد المحتار علی الشرح المختار، 1: 41: 4۔ زاد المعاد، الکونری، مقالات الکونری، 381۔

غور کیا جائے تو یہ بڑا ہی ایمان افروز واقعہ ہے ایک تو اس میں جلیل القدر امام کی دوسرے امام کی قبر پر حاضری اور مقامات مقدسہ کی زیارت کا ثبوت ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ایسے تبرک مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برسی ہے۔ لہذا یہاں دعا کی قبولیت بھی جلدی ہو جاتی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کا زیارت صالحین کے لئے شام کا سفر

اکابر کا معمول تھا کہ وہ زیارات کے لئے جایا کرتے تھے خواہ کتنی مسافت طے کر کے آنا پڑے۔ علامہ ابن مفلح نے اپنی کتاب المقصد الارشد (1: 193) میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ محمد بن یوسف الفریابی کی زیارت کے لئے سفر کر کے ملک شام گئے تھے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا امام علی رضی اللہ عنہ رضا کے مزار پر حاضری کا معمول

مشہور محدث امام ابن حبان (م 354ھ) حضرت امام علی رضا بن موسیٰ علیہ السلام کے مزار مبارک کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں نے اُن کے مزار کی کئی مرتبہ زیارت کی ہے، شہر طوس قیام کے دوران جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی اور حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دے کر، اللہ تعالیٰ سے وہ مشکل دور کرنے کی دعا کی تو وہ دعا ضرور قبول ہوئی، اور مشکل دور ہو گئی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے میں نے بارہا آزمایا تو اسی طرح پایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی اکرم اور آپ کے اہل بیت صلی اللہ وسلم علیہم اجمعین کی محبت پر موت نصیب فرمائے۔ (ابن ابی حاتم رازی، کتاب الثقات، 8: 457، رقم: 14411)

ابوالفرج ہندبائی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کے مزار پر حاضری کا معمول

امام ابوالقاسم ابن ہبہ اللہ (م 571ھ) نے لکھا ہے: ابوالفرج ہندبائی نے بیان کیا ہے: میں اکثر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کیا کرتا تھا پس ایک عرصہ تک میں نے زیارت کرنا چھوڑ دیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے: تو نے امام السنہ (امام احمد بن حنبل) کی قبر کی زیارت کو کیوں ترک کیا؟ (ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 5: 333)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مستحسن عمل تھا جب انہوں نے چھوڑ دیا تو انہیں بذریعہ خواب ترغیب دی گئی کہ اس کو ترک نہ کیا جائے۔

عوام الناس کی سید المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

امام ذہبی (748ھ) نے امیر المؤمنین فی الحدیث اور سید المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاری (256ھ) کی قبر مبارک سے

تبرک کا ایک واقعہ درج کیا ہے، لکھتے ہیں۔

ابو الفتح نصر بن حسن السکستی سمرقندی نے بیان کیا کہ ایک بار سمرقند میں کچھ سالوں سے بارش نہ ہوئی تو لوگوں کو تشویش لاحق ہوئی پس انہوں نے کئی بار نماز استسقاء ادا کی لیکن بارش نہ ہوئی۔ اسی اثناء اُن کے پاس ایک صالح شخص جو صلاح کے نام سے معروف تھا، سمرقند کے قاضی کے پاس گیا اور اس سے کہا: میں آپ سے اپنی ایک رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ قاضی نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میری رائے ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھ تمام لوگوں کو امام محمد بن اسماعیل بخاری کی قبر مبارک پر حاضری دینی چاہیے، ان کی قبر خرتک میں واقع ہے، ہمیں قبر کے پاس جا کر بارش طلب کرنی چاہیے عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش سے سیراب کر دے۔ قاضی نے کہا: آپ کی رائے بہت اچھی ہے۔ پس قاضی اور اس کے ساتھ تمام لوگ وہاں جانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے سو قاضی نے لوگوں کو ساتھ مل کر بارش طلب کی اور لوگ قبر کے پاس رونے لگے اور اللہ کے حضور صاحب قبر کی سفارش کرنے لگے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی وقت (اپنے صالح بندہ کی برکت کے سبب) کثیر وافر پانی کے ساتھ بادلوں کو بھیج دیا، تمام لوگ تقریباً سات دن تک خرتک میں رکے رہے، اُن میں سے کسی ایک میں بھی کثیر بارش کی وجہ سے سمرقند پہنچنے کی ہمت نہ تھی حالانکہ خرتک اور سمرقند کے درمیان تین میل کا فاصلہ تھا۔ (ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۲: ۴۶۹)

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مشائخ کی حاضری

خطیب بغدادی نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے بارے میں لکھا ہے کہ بڑے بڑے مشائخ ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے وہ لکھتے ہیں: اسماعیل بن احمد الحیری نے ابو عبد الرحمن السلمی سے بیان کیا ہے، انہوں نے کہا: حضرت فخر موصلی اکابر مشائخ موصل میں سے تھے، وہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے بغداد حاضر ہوئے تھے۔

(خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۳۸۱)

مزار صالحین کی زیارت کے لئے بذریعہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب

امام ابن عساکر نے زیارت صالحین کی ترغیب پر ایک ایمان افروز واقعہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میرے والد گرامی ابو محمد الحسن بن ہبہ اللہ نے مجھے اپنا واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے گئے تو وہاں انہوں نے قبر کے پاس ایک گنجی عورت کو روتے ہوئے پایا۔ وہاں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ جو اچھی طرح فارسی جانتا ہو وہ اس خاتون سے پوچھے کہ اس کے رونے کا سبب کیا ہے؟ جب اس سے پوچھا گیا تو اس عورت نے دریافت کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے پہلوں میں یہ دوسری قبر کس کی ہے؟ میں نے کہا: یہ قبر ابو بکر شہر وزی کی ہے اور دوسری ان کے والد ابو اسحاق کی ہے۔ ایک بالکل سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے ہے اور دوسری اس کے پیچھے۔ اس عورت نے کہا: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی، پھر میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چلی گئی اور (جب) قبر انور کے پاس گئی تو میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: تُو نے بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت تو کی مگر اس کے قریب موجود دوسری قبر کی زیارت نہ کی؟ لہذا اب میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکوے کا ازالہ کرنے کے لئے) مدینہ

منورہ سے اس قبر کی زیارت کے لئے آئی ہوں۔ (ابن مساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 54: 226)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی زیارت اللہ رب العزت کے حبیب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پسندیدہ اور بابرکت عمل ہے اور جو عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پسندیدہ اور محبوب ہو وہ رب العالمین کی بارگاہ میں محبوب ہوتا ہے۔ قبور صالحین کی زیارت کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس قدر پسندیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زائرہ کو ان کی زیارت ترک پر تعبیر فرمائی۔

حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن بشار کے مزار پر حاضری

علامہ محمد بن ابویعلیٰ حنبلی (متوفی 521ھ) طبقات الحنابلہ (2: 63) میں صوفی زاہد علی بن محمد بن بشار کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ جب ان کا وصال ہوا تو انہیں نجی کے قریب گھاٹی میں دفن کیا گیا، اب ان کی قبر مشہور و معروف ہے، لوگ اس کی زیارت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

امام ابوالحسن علی بن احمد شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اکابر کی حاضری

امام ذہبی (م 748ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں امام ابوالحسن علی بن احمد الشافعی کے حوالے سے لکھا ہے:

وہ محدث ان پر ہیزگارائے میں سے ایک تھے جنہوں نے اپنی زندگی عبادت، حدیث علم، کتاب، درس و تدریس اور طلب علم میں صرف کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ان کا مقام و مرتبہ بلند کر دیا اور عوام اور خواص نے ان سے محبت کی حتیٰ کہ اکابرائے ان کی زیارت اور ان سے حصول تبرک کے لئے دور دراز سے ہنر کر کے آتے۔ (ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، 4: 1361)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ

یہ باب مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

مسجد قباء کی زیارت اور فضیلت نماز کا بیان

1411- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَبْرَدِ مَوْلَى بَنِي خَطْمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَيْدَ بْنَ ظَهْرٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ كَعُمْرَةٍ

﴿﴾ حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں: ”مسجد قبا میں نماز ادا کرنا عمرہ کرنے کی مانند ہے۔“

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کو پیدل یا سواری پر مسجد قبا تشریف لے

جاتے تھے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، مکتوبہ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث: 660)

قبا ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمانے کے وقت مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے قیام فرمایا تھا اور یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد بنائی تھی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صریح ارشاد منقول ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ ادا کرنے کے مانند ہے۔ "جلیل القدر اور با عظمت صحابی حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں دو مرتبہ حاضری دینے سے زیادہ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ مسجد قبا میں نماز پڑھوں اور اگر لوگ جان لیں کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے تو وہ سفر کی مصیبت و مشقت جھیل کر دور دراز سے اس مسجد میں آنے لگیں۔ بہر حال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز مسجد قبا جاتے تھے اور اس میں دو رکعت تحیۃ المسجد یا کوئی دوسری نماز جو تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوتی ہوگی پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک عمل سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہفتے کے روز علماء، فضلاء اور بزرگوں سے ملاقات کرنا سنت ہے۔

مسجد قبا میں نماز پڑھنے پر عمرے کے ثواب کا بیان

1412- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكُرْمَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ

•• حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے گھر میں طہارت حاصل کر کے (یعنی وضو کر کے) پھر مسجد قبا میں آئے اور وہاں نماز ادا کرے تو اسے عمرہ کرنے کی مانند اجر ملتا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ

یہ باب جامع مسجد میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1413- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ التَّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا رَزِيقُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْإِلَهَائِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ وَصَلَاةُهُ فِي مَسْجِدِ الْقُبَايِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً وَصَلَاةُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجْمَعُ فِيهِ بِخَمْسٍ مِائَةٍ

1412: أخرجه الترمذی فی "سنن" رقم الحدیث: 698

1413: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صَلَوَةٌ وَصَلَوَتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَوَةٍ وَصَلَوَتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَوَةٍ وَصَلَوَةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَوَةٍ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”آدی کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا ایک نماز (کا ثواب رکھتا ہے) اس کا قبیلے کی مسجد میں نماز ادا کرنا پچیس نمازوں جتنا ہوتا ہے اس کا جامع مسجد میں نماز ادا کرنا پانچ سو نمازوں کے برابر ہوتا ہے اس کا مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتا ہے اس کا میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتا ہے اور اس کا مسجد حرام میں نماز ادا کرنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے۔“

شرح

اس حدیث کے ذریعہ مساجد کے مراتب اور ان میں نماز پڑھنے کے ثواب کے فرق و درجات کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ سب سے کم تر درجہ تو خود کسی کے گھر کا ہے یعنی اگر کوئی آدی مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو اسے صرف اسی ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی آدی اپنے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتا ہے تو اسے پچیس نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے اسی طرح جامع مسجد میں نماز پڑھنے والے کو پانچ سو اور بیت المقدس و مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے والے کو اس کی ایک نماز کے بدلے میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے اور اگر کوئی آدی مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کرے پھر تو اس کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں یعنی اسے ایک نماز کے عوض ایک لاکھ نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي بَدْءِ شَأْنِ الْمِنْبَرِ

یہ باب منبر کے آغاز کے بیان میں ہے

1414- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جِدْعٍ إِذْ كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشًا وَكَانَ يَخْطُبُ إِلَى ذَلِكَ الْجِدْعِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ هَلْ لَكَ أَنْ تَجْعَلَ لَكَ شَيْئًا تَقُومُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَرَاكَ النَّاسُ وَتُسْمِعَهُمْ خُطْبَتَكَ قَالَ نَعَمْ فَصَنَعَ لَهُ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ فَهِيَ الَّتِي أَعْلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا وَضِعَ الْمِنْبَرُ وَضَعُوهُ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ فَلَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الْمِنْبَرِ مَرًّا إِلَى الْجِدْعِ الَّذِي كَانَ يَخْطُبُ إِلَيْهِ فَلَمَّا جَاوَزَ الْجِدْعَ خَارَ حَتَّى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَمِعَ صَوْتَ الْجِدْعِ فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ حَتَّى سَكَنَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَّى إِلَيْهِ فَلَمَّا هَدِمَ الْمَسْجِدَ وَغَيَّرَ أَخَذَ ذَلِكَ الْجِدْعَ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَكَانَ عِنْدَهُ فِي بَيْتِهِ حَتَّى يَلِيَ فَاكَلَتْهُ الْأَرْضُ

وَعَادَةُ رُفَاتَا

• طفیل بن ابی اپنے والد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کھجور کے تنے کی طرف رخ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے اس وقت مسجد کی چھت چھپر کی طرح تھی نبی کریم ﷺ اسی ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ بھی دیا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: کیا آپ ﷺ یہ بات پسند کریں گے؟ کہ ہم آپ ﷺ کے لیے ایک ایسی چیز بنادیں جس پر آپ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہوا کریں تاکہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ لیں اور آپ ﷺ ان تک اپنے خطبے کی آواز پہنچا دیا کریں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں“ تو ان صاحب نے نبی کریم ﷺ کے لیے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا یہی منبر زیادہ سے زیادہ اونچا تھا جب اس منبر کو تیار کر لیا گیا تو لوگوں نے اسے اس جگہ رکھا جہاں وہ ابھی موجود ہے جب نبی کریم ﷺ اس منبر پر کھڑے ہونے لگے اور آپ ﷺ کھجور کے اس تنے کے پاس سے گزرے جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ پہلے خطبہ دیا کرتے تھے تو جیسے ہی آپ ﷺ کھجور کے تنے سے آگے گزرے تو اس کے رونے کی آواز آئی یہاں تک کہ وہ چڑ گیا اور شق ہو گیا نبی کریم ﷺ نے جب کھجور کے تنے کی آواز سنی تو آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر پھیرا تو اسے سکون آیا پھر آپ ﷺ واپس منبر کی طرف تشریف لے گئے تاہم جب آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے تو اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے۔

طفیل بن ابی کہتے ہیں: جب مسجد کی تعمیر ہوئی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کھجور کے اس تنے کو حاصل کر لیا تھا وہ ان کے گھر میں ان کے پاس رہا یہاں تک کہ وہ بو سیدہ ہو گیا اسے دیمک نے کھا لیا اور وہ راکھ ہو گیا۔

1415- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا بِهِزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ إِلَى جَذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ ذَهَبَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَحَنَ الْجَذْعُ فَاتَّاهُ فَاحْتَضَنَهُ فَسَكَنَ فَقَالَ لَوْ لَمْ اخْتَضِنُهُ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

• حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے آپ ﷺ نے منبر بنوایا تو آپ ﷺ منبر کی طرف تشریف لے جانے لگے تو کھجور کا وہ تنہا رونے لگا نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے اسے اپنے ساتھ لگایا تو اسے سکون آ گیا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں اسے اپنے ساتھ نہ لگا لیتا تو یہ قیامت کے دن تک روتا رہتا۔

1416- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَعْفَرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ

1415: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1416: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 377 أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1217 أخرجه ابوداؤد فی "السنة" رقم الحديث: 1080 أخرجه

التسائی فی "السنة" رقم الحديث: 738

فِي مَنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْ شَيْءٍ هُوَ قَاتُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ مَا
بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فَلَانَ مَوْلَى فَلَانَةَ نَجَّارٍ فَجَاءَ بِهِ فَقَامَ عَلَيْهِ
حِينَئِذٍ وَضَعَ فَاسْتَقْبَلَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ
بِالْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمَنْبَرِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ

• ابو حازم بیان کرتے ہیں: لوگوں کے درمیان نبی کریم ﷺ کے منبر کے بارے میں اختلاف ہو گیا کہ یہ کس
چیز سے بنایا گیا تھا؟ تو وہ لوگ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بارے میں دریافت
کیا: تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں میں اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا جو اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہو یہ
”غابہ“ کی لکڑی سے بنایا گیا تھا فلاں شخص نے اسے بنایا تھا جو فلاں خاتون کا غلام تھا۔ وہ بڑھی تھا وہ اس منبر کو لے کر آیا
جہاں اسے رکھا گیا تھا نبی کریم ﷺ وہاں اس پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا لوگ آپ ﷺ کے
پیچھے کھڑے ہوئے نبی کریم ﷺ نے قرأت کی۔

پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا پھر آپ ﷺ اٹھنے سے اترے اور
آپ ﷺ نے زمین پر سجدہ کیا۔ پھر آپ ﷺ دوبارہ منبر پر چڑھ گئے پھر آپ ﷺ نے قرأت کی پھر آپ ﷺ نے
رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے پھر اٹھنے سے اترے یہاں تک کہ زمین پر سجدہ کیا۔

1417- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ أَوْ قَالَ إِلَى
جَذْعٍ ثُمَّ اتَّخَذَ مَنْبَرًا قَالَ فَحَنَ الْجَذْعُ قَالَ جَابِرٌ حَتَّى سَمِعَهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ حَتَّى آتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَهُ فَسَكَنَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ لَمْ يَأْتِهِ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک درخت کی جڑ کے ساتھ (راوی کو شک ہے
شاید یہ الفاظ ہیں) کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے تھے پھر آپ ﷺ نے منبر استعمال کرنا شروع کیا
تو کھجور کا وہ تنہا روٹنے لگا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے اس کی آواز سنی پھر
نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اس پر پھیرا تو اسے سکون آیا تو ان میں سے کسی نے یہ
کہا: اگر نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف نہ لے جاتے تو یہ قیامت کے دن تک روتا رہتا۔

استن حنانہ: ایک ایمان افروز واقعہ

اسلام کے ابتدائی دور میں آقا و جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر وعظ فرمایا

1417: اس روایت کو تان کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

کرتے تھے اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی دیر کھڑے رہنا پڑتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشقت شاق گزری۔ ایک صحابی جس کا بیٹا بڑھتی تھا، نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنانے کی درخواست کی تاکہ اُس پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو پذیرائی بخشی، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے تنے کو چھوڑ کر اس منبر پر خطبہ دینا شروع کیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اس تنے سے گریہ وزاری کی آوازیں آنے لگیں۔ اُس مجلس وعظ میں موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُس کے رونے کی آواز سنی۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ کیفیت دیکھی تو منبر سے اتر کر اس ستون کے پاس تشریف لے گئے اور اُسے اپنے دستِ شفقت سے تھکی دی تو وہ بچوں کی طرح سسکیاں بھرتا ہوا چپ ہو گیا۔

اُس ستون کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت اس طرح ہے: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر تیار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اُس تنے نے رونا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس پر دستِ شفقت رکھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما تنے کی کیفیت بیان کرتے ہیں: کھجور کے تنے نے بچوں کی طرح گریہ وزاری شروع کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر اُس کے قریب کھڑے ہو گئے اور اُسے اپنی آغوش میں لے لیا، اس پر وہ تباہیوں کی طرح سسکیاں لیتا خاموش ہو گیا۔ (بخاری، الصحیح، 3: 1314، رقم: 23391)

حضرت انس بن مالک اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اُس تنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہم نے اُس تنے کے رونے کی آواز سنی، وہ اُس طرح رویا جس طرح کوئی اوتھنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اُس پر اپنا دستِ شفقت رکھا اور وہ خاموش ہو گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کو بانہوں میں لے کر چپ نہ کراتے تو قیامت تک روتا رہتا۔ (بخاری، الصحیح، 3: 1314، کتاب المناقب، رقم: 23392)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشتِ اقدس کے لمس کا اثر تھا کہ ایک بے جان اور بے زبان لکڑی میں آثارِ حیات نمودار ہوئے جس کا حاضرینِ مجلس نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیثِ مبارکہ میں اس طرح ہیں: مسجد نبوی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کے لئے جمعہ کے دن یا کسی ایسے وقت میں جب لوگوں کو کوئی حکم الہی پہنچانا ہوتا، کھجور کے ایک ستون سے پشتِ مبارک لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو آپ کے لئے کوئی ایسی شے تیار کی جائے جس پر آپ کھڑے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایسا کر سکتے ہو تو اجازت ہے۔ چنانچہ تین درجوں والا ایک منبر تیار کرایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنے لگے تو ستون سے رونے کی آواز سنی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً منبر سے اترے، اُسے سینہ سے لگایا اور (جیسا کہ بچوں کے چپ

کرانے کے لئے کیا جاتا ہے) اُس پر محبت اور شفقت سے ہاتھ پھیرتے رہے، یہاں تک کہ وہ پرسکون ہو گیا۔

(احمد بن حنبل، المسند، 2: 109)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کے دوران طویل قیام کرنے کے بیان میں ہے

1418 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ فُلْتُ وَمَا ذَاكَ الْأَمْرُ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَتْرُكَهُ

•• حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ آپ ﷺ مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ مجھے ایک غلط خیال آیا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) میں نے دریافت کیا: آپ کو کیا خیال آیا تھا؟ انہوں نے بتایا: مجھے یہ خیال آیا کہ میں بیٹھ جاتا ہوں اور نبی کریم ﷺ کو (نماز کی حالت میں ہی) کھڑے رہنے دیتا ہوں۔

1419 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ فَلَمَّا هُفِئَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

•• حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نوافل ادا کرتے ہوئے اتنا طویل قیام کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں ورم آلود ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے گزشتہ اور آئندہ ذنب کی مغفرت کر دی ہے تو آپ ﷺ یہ جواب دیتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں قیام افضل ہے، کیونکہ آپ ﷺ قیام اللیل (تہجد) میں بڑی دیر تک قیام کرتے، اور قیام کے افضل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جو قرآن افضل الاذکار ہے، اس میں پڑھا جاتا ہے۔

نیز یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ طویل قیام کثرت رکوع و سجود سے افضل ہے علماء کی ایک جماعت جس میں امام شافعی بھی ہیں اسی طرف مائل ہیں اور یہی حق ہے، اور رکوع و سجود کی فضیلت میں جو حدیثیں وارد ہیں وہ اس کے منافی نہیں ہیں کیونکہ

1418: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1135، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1812، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 1813،
1419: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1130، رقم الحديث: 4836، رقم الحديث: 6471، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 7055، رقم الحديث: 7056، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 412، أخرجه النسائی فی "المسنن" رقم الحديث: 1643،

ان دونوں کی فضیلت سے طول قیام پر ان کی افضلیت لازم نہیں آتی۔

1420- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَيَقِيلُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نماز اتنی طویل ادا کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے پاؤں ورم آلود ہو جاتے تھے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں "ذنب" کی مغفرت کر دی ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟"

1421- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ الصَّلَاةَ أَفْضَلَ قَالَ طَوَّلُ الْقُنُوتِ

•• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کون سی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس میں طویل قیام ہو۔

عبادت میں طویل قیام کرنے کا بیان

۱- البرار والظہر انی فی الاوسط وابو نعیم نے الدلائل میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ تم اس آدمی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نام رکھو جس سے لوگ کوئی نتیجہ اخذ کر سکیں پھر انہوں نے کہا یہ کاہن ہے بعض نے کہا یہ کاہن نہیں پھر انہوں نے کہا یہ مجنون ہے تو دوسروں نے کہا یہ مجنون نہیں ہے پھر کچھ لوگوں نے کہا یہ جادوگر ہے تو دوسروں نے کہا یہ جادوگر نہیں ہے۔ پھر کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ ایک دوست کو اپنے دوست سے جدا کر دیتا ہے تو اس پر مشرک متفرق ہو گئے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے اور اپنے اوپر چادر اوڑھ لی۔ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا آیت یا ایہا المرسل اے کپڑا اوڑھنے والے آیت یا ایہا المدثر اے چادر لپیٹنے والے۔

۲- احمد و مسلم و ابوداؤد والنسائی و محمد بن نصر فی کتاب الصلوٰۃ اور بیہقی نے اپنی سنن میں سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے عائشہ (رض) سے پوچھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتائیے؟ عائشہ (رض) نے فرمایا کیا تو نے یہ سورۃ نہیں پڑھی۔ آیت بنا ایہا المزمحل میں نے کہا کیوں نہیں؟ پھر عائشہ (رض) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آغاز میں قیام اللیل کو فرض کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک سال تک قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوج جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آخری حصے کو بارہ ماہ تک آسمان میں روکے رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے تخفیف اور رخصت کو اس سورت کے آخر میں نازل فرمایا۔ تو رات کا قیام نفل ہو گیا فرض ہونے کے بعد۔

1420: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1421: فرجہ مسلم فی "الصحيحہ" رقم الحدیث: 1765

۳- ابن جریر وابن ابی حاتم نے عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ قرآن میں آیت یا ایہا المدظل قم اللیل الاقلیلا۔ نازل ہوا یہاں تک کہ ایک آدمی رسی باندھ کر لٹک جاتا تھا۔ اسی حکم پر آٹھ ماہ عمل کرتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ وہ اس کی رضا اور خوشنودی کو چاہتے ہیں تو ان پر رحم فرمایا اور ان کو فرض نماز کی طرف لوٹا دیا۔ اور قیام اللیل کو چھوڑ دیا۔

۴- محمد بن نصر نے کتاب الصلوة میں والحاکم صحیح نے جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت کی کہ میں نے عائشہ (رض) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو قیام کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کیا تو نے نہیں پڑھا۔ آیت یا ایہا المدظل میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا وہی ان کا قیام تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا راتوں کو کم سونا

۵- عبد اللہ بن احمد فی زوائد الزہد و محمد بن نصر نے کتاب الصلوة میں عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت کم رات کو سوتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا آیت قم اللیل الاقلیلا۔

۶- ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و محمد بن نصر و الطبرانی والحاکم صحیح و بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ جب سورۃ منزل کا اول حصہ نازل ہوا۔ تو صحابہ کرام تقریباً اتنا وقت قیام کرتے تھے۔ جتنا رمضان کے مہینہ میں قیام کرتے تھے یہاں تک کہ اس کا آخر حصہ نازل ہوا۔ اور سارے اول اور آخر کے درمیان تقریباً ایک سال کا فاصلہ ہے۔

۷- عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المذہب و ابن نصر نے ابو عبد الرحمن سلمی (رح) سے روایت کیا کہ یہ سورۃ آیت یا ایہا المدظل نازل ہوئی تو ایک سال تک اس حکم پر قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے قدم اور ان کی چٹلیوں پر درم آ گیا۔ پھر یہ آیت فاقراء و اما تیسر منہ نازل ہوئی تو لوگوں نے آرام پایا۔

۸- عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت یا ایہا المدظل قم اللیل الاقلیلا۔ نازل ہوئی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال پر دس سال ٹھہرے رہے اور قیام اللیل فرمایا جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا اور آپ کے صحابہ کرام (رض) میں سے ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ قیام کرتی رہی۔ دس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آیت ان ربك يعلم انك تقوم سے لے کر آیت فاقیموا الصلوة تک تو اللہ تعالیٰ نے ان سے تخفیف فرمادی دس سال کے بعد۔

۹- ابو داؤد فی ناسخہ و محمد بن نصر و ابن مردویہ و البیہقی فی السنن عکرمہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سورۃ منزلی فرمایا آیت قم اللیل الاقلیلا نصفہ۔ رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصہ یعنی اس کا آدھا اور وہ آیت جس میں ہے آیت والنهار علم ان لن تحصوه فتاب علیکم فاقراء و اما تیسر من القرآن۔ اسے معلوم ہے کہ تم اس کو نباہ نہیں سکتے سو اس نے تم پر رحم کیا پس پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو آیت ناشء اللیل یعنی رات کا اٹھنا اس کا اول ہے اور ان کی نماز رات کے اول حصہ میں ہوتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ تم اس کو شمار کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر قیام اللیل میں سے فرض کیا ہے۔ اور یہ اس لیے کہ انسان جب سو جاتا ہے تو وہ نہیں جانتا کہ کب جاگے گا اور فرمایا آیت واقوم قیلا اور بات بھی صحیح نکلتی

ہے۔ یعنی وہ زیادہ مناسب ہے کہ آپ قرآن کی قراءت کو سمجھیں آیت ان لك في النهار سبحا طويلا۔ بیشک دن میں آپ کے لیے بڑا کام ہے یعنی لمبی فراغت ہے۔

۱۰۔ ابن ابی حاتم نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایہا المزمحل اے چادر اوڑھنے والے یہ آیت نازل ہوئی اور اس وقت آپ ایک معمولی چادر میں تھے۔

۱۱۔ الحاکم و صحیح نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت یا ایہا المزمحل کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ کھڑے ہوں۔

۱۲۔ ابن ابی شیبہ و ابن نصر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایہا المزمحل سے مراد ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے سو آپ کے ساتھ انھیں اور فرمایا آیت یا ایہا المدثر سے مراد ہے کہ آپ نے اس امر کو چادر کے ساتھ ڈھانپ رکھا ہے سو آپ اس کام کو لے کر کھڑے ہو جائیں۔

۱۳۔ ابن المذہب نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت یا ایہا المزمحل کے بارے میں روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے ہوئے تھے کہ آپ کو خطاب ہوا آیت یا ایہا المزمحل۔

۱۴۔ عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن نصر قتادہ رحمہ اللہ سے آیت یا ایہا المزمحل کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے اے وہ جو کہ اپنے کپڑوں کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔

۱۵۔ عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایہا المزمحل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد ہے۔ (تفسیر درمنثور، سورہ مزل، لاہور)

باب: مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ السُّجُودِ

یہ باب کثرت سجدہ کرنے کے بیان میں ہے

1422- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ الْيَمَشَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَابَتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرْثَةَ أَنَّ أَبَا فَاطِمَةَ حَدَّثَهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ اسْتَقِيمُ عَلَيْهِ وَأَعْمَلُهُ قَالَ عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيئَةٌ

•• حضرت ابوفاطمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے کسی ایسے عمل کے بارے میں بتائیں جس پر میں استقامت اختیار کروں جسے میں سرانجام دوں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پر سجدے کرنا لازم ہے کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے جو بھی سجدہ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تمہارے ایک درجے کو

بلند کرے گا اور اس کی وجہ سے تمہارے ایک گناہ کو مٹا دے گا۔

کثرت سجود کے سبب فضیلت پانے کا بیان

حضرت ربیعہ ابن کعب فرماتے ہیں کہ میں رات کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتا تھا اور وضو کا پانی دوسری ضروریات (مثلاً مسواک، جائے نماز وغیرہ) پیش کیا کرتا تھا (ایک روز) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "(دین و دنیا کی بھلائیوں میں سے جو کچھ مانگنا چاہتے ہو) مانگو! میں نے عرض کیا "میری درخواست تو صرف یہ ہے کہ جنت میں مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "(جس مرتبے کو تم پہنچنا چاہتے ہو یہ تو بہت عظیم ہے اس کے سوا) کچھ اور مانگو۔" میں نے عرض کیا "میری درخواست تو بس یہی ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سو اس مرتبے کو حاصل کرنے کے لئے) تم کثرت سے سجود کے ذریعے اپنی ذات سے میری مدد کرو۔"

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول: رقم الحدیث، 860)

ربیعہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات پیش کرنے پر معمور تھے۔ اس لئے ان کی اس خدمت اور جذبہ اطاعت و فرمانبرداری کے صلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم دین و دنیا کی جو بھی بھلائی چاہتے ہو مانگ لو۔ ظاہر ہے کہ ایک وفادار خادم اور جاں قربان کرنے والا غلام اس سے بڑی اور کیا تمنا رکھ سکتا ہے کہ اس کا وہ آقا جس کی خدمت نے اس کو دین و دنیا کی عظیم سعادتوں سے نواز رکھا ہے جنت میں بھی اسے ان کی رفاقت کی سعادت حاصل ہو جائے چنانچہ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری سب سے بڑی تمنا اور سب سے بڑی خواہش تو بس یہی ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس دنیا میں اپنے قدموں میں جگہ دے رکھی ہے اسی طرح جنت کی پر سعادت فضا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف حاصل ہو جائے، پہلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ یہ اس کے علاوہ کچھ اور مانگ لیں مگر جب دیکھا کہ انہیں اپنی اس خواہش پر اصرار ہے تو فرمایا کہ "اس عظیم مرتبے اور اس بڑی سعادت کو حاصل کرنے کے لئے تم کثرت سے سجود کے ذریعے اپنی ذات سے میری مدد کرو۔ یعنی اگر تمہارا یہی اصرار ہے اور تم اسی خواہش کی تکمیل چاہتے ہو تو پھر آؤ تم کو میں ایک ایسا راستہ بتا دیتا ہوں جو تمہاری منزل مقصود تک جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارا اپنا تو کام یہ ہونا چاہئے کہ نماز پڑھتے رہو اور بارگاہ الہی میں کثرت سے سجدے کر کے اپنی عجز و بے چارگی کا اظہار کیا کرو اور سجدہ میں دعا کرتے رہا کرو، ادھر میں بھی تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اور حصول مقصد اور تمہاری اس خواہش کی تکمیل کے لئے کوشش کرتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ میں تمہیں جو بتاؤں یعنی جو حکم دوں اس پر پورا پورا عمل کرتے رہو کہ راہ سعادت حاصل ہونے کی تدبیر یہی ہے اور انشاء اللہ اس کے بعد تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ فتح قفل ارچہ کلید است اسے عزیز جنبش از دست تومی خواہند نیز یعنی: عزیز من! قفل اگر چہ کنجی ہی سے کھلتا ہے لیکن تمہارے ہاتھ کی حرکت بھی تو ضروری ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خدمت کرنا اور ان کی رضا اور خوشنودی کو پوری کرنا اور حقیقت فضیلت و سعادت کے حصول کا ذریعہ ہے خاص طور پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو مد نظر رکھنا تو دین و دنیا کی سب سے بڑی سعادت و بھلائی ہے۔

اس حدیث میں اس بات پر تنبیہ بھی ہے کہ طالب صادق کو چاہئے کہ اس کا مطلوب صرف آخرت کی نعمتیں ہوں کہ جن کو دوام و بقاء حاصل ہے دنیا کی لذتوں کی طرف التفات نہ کرے کہ جو فانی اور ختم ہو جانے والی ہیں۔ لیکن شرط یہ بھی ہے کہ بندگی میں اپنی طرف سے کوئی قصور نہ ہو کیونکہ محض آرزو اور تمنا ہی منزل مقصود تک نہیں پہنچاتی بلکہ اس میں اپنی طرف سے کوشش و سعی کو بھی دخل ہوتا ہے جیسا کہ بڑوں نے کہا ہے کہ "کسی تمنا اور آرزو کے ہوتے ہوئے کوشش و سعی نہ کرنا بلکہ بیکار بیٹھنا ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا ہے۔ کارکن کار بگور ارگفتار کا اندریں راہ کاردار و کار یعنی عمل کرو زبانی جمع خرچ سے بچو، کیونکہ اس راستے میں تو صرف عمل ہی عمل ہے۔

1423- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعِطِيُّ حَدَّثَنَا مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيُّ قَالَ لَقِيتُ ثَوْبَانَ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِي حَدِيثًا عَنِ اللَّهِ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ قَالَ فَسَكَّتَ ثُمَّ عُدْتُ فَقُلْتُ مِثْلَهَا فَسَكَّتَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لِي عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ لِلَّهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ

• • • معدان بن ابوطالحہ بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا آپ کوئی حدیث سنائیے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے نفع عطا کرے۔ راوی کہتے ہیں: تو وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ گزارش کی اور میں نے اسی کی مانند الفاظ کہے تو تین مرتبہ وہ خاموش رہے پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا تم پر لازم ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدے کرو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سجدے کی وجہ سے اس کے درجے کو بلند کرتا ہے اس سجدے کی وجہ سے اس کے گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

معدان بیان کرتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے ان سے یہ سوال کیا تو انہوں نے بھی اسی کی مانند جواب دیا۔

شرح

حضرت معدان کے دو مرتبہ سوال کرنے پر بھی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے جواب اس لئے نہ دیا تاکہ سائل کو رغبت زیادہ ہو اور آتش شوق بھڑک کر جواب کی اہمیت و عظمت کا احساس کر سکے اور عملی قوت پوری طرح بیدار ہو جائے۔ سجدوں سے مراد کوئی خاص سجدے نہیں بلکہ نماز کے سجدے بھی مراد ہو سکتے ہیں اور سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر بھی مراد لئے جاسکتے ہیں۔

1424- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّعَشِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ الْمُرَرِيِّ عَنْ

1423: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 1093 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 388 أخرجه السنن فی "السنن" رقم الحديث:

يُونُسَ بْنِ مَسْرُورَةَ بْنِ خَلِيسٍ عَنِ الصَّنَابِيحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَمَعَها عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ وَرَفَعَ لَهُ بِهَا ذَرْجَةً فَاسْتَكْبَرُوا مِنَ السُّجُودِ

•• حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھتا، اس کی وجہ سے اس کے گناہ کو مٹا دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے ایک درجے کو بلند کرتا ہے“ (اس لیے) تم لوگ بکثرت سجدہ کیا کرو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي أَوَّلِ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ

اس باب میں بندے سے سب سے پہلے نماز کے حساب کا بیان ہے

1425- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ الصَّبِيِّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَ مِصْرِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ فَإِنْ أَتَمَّهَا وَلَا قِيلَ انْظُرُوا أَهْلَ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أَكْمَلَتْ الْفَرِيضَةُ مِنْ تَطَوُّعِهِ ثُمَّ يُفْعَلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ الْمَفْرُوضَةِ مِثْلُ ذَلِكَ

•• انس بن حکیم بیان کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا جب تم اپنے شہر کے لوگوں کے پاس جاؤ تو انہیں بتا دینا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے قیامت کے دن بندہ مسلم سے سب سے پہلے فرض نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا اگر وہ مکمل ہوگی تو ٹھیک ہے ورنہ یہ حکم دیا جائے گا کہ اس بات کا جائزہ لو کہ کیا اس کی کوئی نفل نماز موجود ہے؟ اگر اس شخص کی کوئی نفل نماز موجود ہے اگر اس شخص کی کوئی نفل نماز موجود ہوئی تو اس نفل کے ذریعے اس کے فرائض کی تکمیل کی جائے گی۔ پھر تمام فرض اعمال کا اسی طرح حساب لیا جائے گا۔

شرح

ایک دوسری روایت میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا خون ہوگا اور یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ سب سے پہلے ”نماز“ کا محاسبہ ہوگا۔ لہذا ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے تو سب سے پہلے نماز کا مواخذہ ہوگا اور بندوں کے حقوق میں سب سے پہلے ”خون“ کا حساب لیا جائے گا۔ حدیث کے آخری الفاظ ”پھر اسی طرح بندے کے دوسرے اعمال کا حساب ہوگا“ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح فرض نماز کی کوئی کمی سنت و

نفل نماز سے پوری کی جائے گی اسی طرح دوسرے فرض اعمال میں بھی کوئی کوتاہی ہوگی تو اسے نفل اعمال کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔ مثلاً اگر فرض روزوں میں کوئی نقصان واقع ہوگا تو وہ نقصان نفل روزے سے پورا کیا جائے گا اگر زکوٰۃ میں کچھ نقصان ہوگا تو صدقے نفل سے اسے پورا کیا جائے گا۔ اگر فرض حج میں کوئی کمی رہ گئی تو نفل حج یا عمرہ سے پوری کی جائے گی اور اگر کسی پر کسی کا کوئی حق (مطالبہ) ہوگا تو اس کے اعمال صالحہ سے اس مطالبہ کی بقدر حصہ لے کر صاحب مطالبہ کو دے دیا جائے گا اسی طرح تمام اعمال کے بارے میں پورا پورا محاسبہ کیا جائے گا۔

1426- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ زُرَّارَةَ ابْنِ أَوْفَى عَنْ تَعِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ أَبِي حَمِيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ تَعِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَلَاتُهُ فَإِنْ أَكْمَلَهَا كُتِبَتْ لَهُ نَافِلَةٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَكْمَلَهَا قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِمَ لَمْ يَكُنْ أَكْمَلَهَا أَنْظِرُوا هَلْ تَجِدُونَ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَاكْمِلُوا بِهَا مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيضَتِهِ ثُمَّ تَوَخَّذُوا أَعْمَالَكُمْ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ

• حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا اگر وہ مکمل ہوگی تو اس کی نفل نمازیں نوٹ کی جائیں گی اور اگر وہ (فرض نماز) مکمل نہیں ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا تم اس بات کا جائزہ لو کیا تم میرے بندے کی کوئی نفل نماز (یا کوئی عمل) پاتے ہو؟ تو اس کے ذریعے اسے پورا کر دو جو اس نے اپنے فرض کو ضائع کیا تھا۔“

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) پھر اسی حساب سے اس کے اعمال کا مواخذہ ہوگا۔

باب: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ حَيْثُ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ

یہ باب ہے کہ جس جگہ فرض نماز ادا کی تھی وہیں نوافل ادا کرنے کے بارے میں روایات

1427- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عُلَيْيَةَ عَنْ كَيْثٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيْعِزُّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ أَوْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ يَعْنِي السُّبْحَةَ

1426: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 866

1427: أخرجه البخاري في "المصحيح" رقم الحديث: 848، أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1006

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرے ہیں: کیا کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ جب وہ نماز ادا کرنے لگے تو (جہاں فرض ادا کیے تھے) اس جگہ سے کچھ آگے ہو جائے یا پیچھے ہو جائے یا ذرا دائیں ہو جائے یا بائیں ہو جائے (راوی کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی مراد نقل نماز ہے۔

1428- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُسَيَّرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصَلِّيُ الْإِمَامُ فِي مَقَامِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةُ حَتَّى يَتَّخِذَ عَنْهُ

• حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں امام اس جگہ نماز ادا نہ کرے جہاں اس نے فرض نماز ادا کی تھی بلکہ اس سے ذرا ہٹ جائے۔

1428 م- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمِيمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُسَيَّرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

• یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي تَوَطُّئِ الْمَكَانِ فِي الْمَسْجِدِ يُصَلِّي فِيهِ

یہ باب مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے کسی جگہ کو مخصوص کر لینے کے بیان میں ہے

اونٹ کی طرح بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

1429- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَعْمُودٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَبِلٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ نَقَرَةِ الْغُرَابِ وَعَنْ فِرْشَةِ السُّبُعِ وَأَنَّ يُوطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ كَمَا يُوطِّنُ الْبَعِيرُ

• حضرت عبد الرحمن بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے تین چیزوں سے منع کیا ہے کوئے کی طرح چوچ مارنے، درندے کی طرح بیٹھنے اور یہ کہ آدمی اپنی نماز ادا کرنے کے لیے جگہ مخصوص کر لے جس طرح اونٹ اپنے (بیٹھنے کے) لیے جگہ مخصوص کر لیتا ہے۔

شرح

اس حدیث میں تین چیزوں سے منع کیا جا رہا ہے پہلی تو یہ کہ جس طرح کوا زمین سے دانہ چگنے کے لئے جلدی جلدی چوچ

زمین پر مار کر دانہ اٹھاتا ہے اس طرح سجدے سے سر جلدی جلدی نہ اٹھایا جائے۔ دوسری چیز یہ کہ جانور مثلاً کتے اور بھڑسیئے وغیرہ جس طرح اپنے پنچے زمین پر بچھا کر بیٹھتے ہیں اس طرح سجدے کے وقت پنچے زمین پر نہ بچھا دیئے جائیں۔ تیسری چیز یہ کہ جس طرح اونٹ اپنے بیٹھنے کی ایک جگہ متعین و مقرر کر لیتا ہے کہ اس کے علاوہ دوسرا اونٹ اس جگہ نہیں بیٹھ سکتا اسی طرح مسجد میں کوئی جگہ متعین نہ کی جائے کہ اس جگہ کسی دوسرے کو نہ بیٹھنے دیا جائے کیونکہ مسجد سب کے لئے ہے جو جہاں چاہے بیٹھ سکتا ہے اپنے لئے کسی ایک جگہ کو متعین و مقرر کر کے وہاں دوسرے کو بیٹھنے سے روکنا مکروہ و ممنوع ہے۔

علامہ حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ "ہمارے علماء کے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ مسجد میں کسی خاص کپڑے کو اس لئے متعین کر لیا جائے کہ اس علاوہ کسی دوسرے کپڑے میں نماز پڑھی ہی نہ جائے کیونکہ اس طرح عبادت اس خاص کپڑے کے ساتھ عادت بن جاتی ہے کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے کپڑے میں نماز پڑھنا دشواری و گرائی کا باعث بنتا ہے حالانکہ عبادت جب عادت ہو جاتی ہے تو اسے ترک کر دینا چاہئے چنانچہ اس وجہ سے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ لہذا اس مسئلہ پر اس کو قیاس کیا جاسکتا ہے کہ مسجد میں کسی جگہ کو اپنے لئے متعین کر لینا اور اس جگہ کسی دوسرے کو بیٹھنے سے روکنا شریعت کی نظر میں کوئی مستحسن فعل نہیں ہو سکتا جب کہ اس سے مقصد بھی کوئی اچھا نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ کی نسبت والی جگہ پر نماز پڑھنے کا بیان

1430- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ كَثِيبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي إِلَى مَبْعَةِ الضُّحَى فَيَعْبُدُ إِلَى الْأَسْطُوَانَةِ دُونَ الْمُصْحَفِ فَيَصِلُ قَرِيبًا مِنْهَا فَيَقُولُ لَهُ لَا تُصَلِّ هَا هُنَا وَأَشِيرْ إِلَى بَعْضِ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَيَقُولُ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى هَذَا الْمَقَامَ

••• یزید بن ابوعبید بیان کرتے ہیں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ چاشت کی نماز ادا کرنے مسجد میں آتے تو وہ بطور خاص اس ستون کے پاس نماز ادا کیا کرتے تھے جو مصحف کے پاس تھا میں نے مسجد کے دوسرے کونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: آپ یہاں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس جگہ نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي آيِنَ تَوْضِعِ النَّعْلِ إِذَا خُلِعَتْ فِي الصَّلَاةِ

یہ باب ہے کہ جب نماز کے دوران جوتے اتارے جائیں تو ان جوتوں کو کہاں رکھا جائے

1431- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ

1430: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 502، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 1135، ورم الحديث: 1136

1431: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 648، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 775

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ لَجَعَلْ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ

•• حضرت عبداللہ بن سائب بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے دن میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے اپنے جوتے اپنے بائیں طرف رکھے ہوئے تھے۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سرور کائنات ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں طرف (دور ہٹا کر) رکھ لئے جب لوگوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار ڈالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ تمہیں جوتے اتارنے پر کس چیز نے مجبور کر دیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے جوتے اتار ڈالے ہیں اس لئے ہم نے بھی اپنے جوتے اتار ڈالے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس لئے میں نے تو جوتے اس لئے اتارے تھے کہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے خبر دی کہ میرے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہے (اس لئے میں نے جوتے اتار دیئے تھے) تم میں سے جو آدمی مسجد میں آئے تو پہلے وہ اپنے جوتے دیکھ لیا کرے۔ اگر ان میں نجاست لگی ہوئی معلوم ہو تو انہیں صاف کر لے (اور انہیں پہنے ہی پہنے) نماز پڑھ لے۔ (سنن ابی داؤد، داری، مشکوٰۃ الصالح: جلد اول، رقم الحدیث، 728)

"تذکر" (قاف کے زیر اور وال معجم کے ساتھ) اس چیز کو کہتے ہیں جسے طبیعت مکروہ رکھے اس لفظ سے بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے میں ایسی نجاست نہیں لگی ہوگی جس سے نماز درست نہ ہوتی ہو بلکہ کوئی گھناؤنی چیز جیسے ریٹھ وغیرہ لگی ہوگی کیونکہ اگر نجاست لگی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم از سر نو نماز پڑھتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی نماز پڑھ لی تھی نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اعادہ کیا اور نہ از سر نو نماز پڑھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا خبر دینا اور پھر اس خبر کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتوں کو اتار دینا اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج اقدس میں چونکہ صفائی اور ستھرائی بہت زیادہ تھی اس لئے جوتوں پر اس گھناؤنی چیز کا لگا رہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کے مناسب نہیں تھا اور بعض شوافع حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کسی نمازی کے کپڑے وغیرہ پر نجاست لگی ہوئی ہو اور اسے اس کا علم نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول قدیم ہے۔ بہر حال۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت واجب ہے کیونکہ صحابہ نے کوئی سبب پوچھے بغیر محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے اتارتے دیکھ کر اپنے جوتے فوراً اتار ڈالے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے جائز رکھا۔

1432- حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُخَارِبِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْزِمَ نَعْلَيْكَ قَلَمَيْكَ فَإِنْ خَلَعْتَهُمَا فَاَجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ وَلَا تَجْعَلْهُمَا عَنْ يَمِينِكَ وَلَا عَنْ يَمِينِ صَاحِبِكَ وَلَا وَرَائَكَ فَتُؤْذَى مَنْ خَلَفَكَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”اپنے جوتے اپنے پاؤں میں رکھو اگر تم نے انہیں اتارنا ہو تو انہیں دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لو انہیں اپنے دائیں طرف نہ رکھنا نہ ہی اپنے ساتھی کے دائیں طرف رکھنا نہ ہی اپنے پیچھے رکھنا ورنہ تم اپنے سے پیچھے والے کو اذیت پہنچاؤ گے۔“

شرح

مطلب یہ ہے کہ نماز کے دوران جوتے اپنی دائیں طرف نہ رکھے جائیں اور بائیں طرف بھی اس لئے نہ رکھے جائیں کہ جو آدمی اس کے بائیں طرف کھڑا ہوگا یہ جوتا جو اپنے بائیں طرف رکھا گیا ہے اس آدمی کے دائیں طرف پڑے گا۔ لہذا جب اپنی دائیں طرف جوتا رکھنا پسند نہ کیا تو اس جوتے کو دوسرے آدمی کے دائیں طرف کیوں رکھا جائے کیونکہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے ساتھی کے لئے بھی اس چیز کو پسند کرے اور جس چیز کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اسے اپنے ساتھی کے لئے بھی ناپسند کرے۔

کتاب ما جاء فی الجنائز

یہ کتاب جنازہ سے متعلق روایات کے بیان میں ہے

لفظ جنازہ کے لغوی مفہوم کا بیان

علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی لکھتے ہیں۔ کہ جنازہ یہ جنازہ کی جمع ہے، لفظ جنازہ لغت کے اعتبار سے جیم کے زیر اور ز پر دونوں کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے لیکن زیادہ فصیح جیم کے زیر کے ساتھ ہی ہے۔ جنازہ میت یعنی مردے کو جو تخت پر ہو، کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ لفظ "جنازہ" یعنی جیم کے زیر کے ساتھ میت کے استعمال کیا جاتا ہے اور جنازہ یعنی جیم کے زیر کے ساتھ تابوت اور اس تخت یا چار پائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ کو رکھ کر اٹھاتے ہیں، بعض حضرات نے اس کے برعکس کہا ہے یعنی "جنازہ تابوت یا تخت کو کہتے ہیں اور جنازہ میت کو کہا جاتا ہے۔ (شرح وقایہ، کتاب صلوٰۃ، ج ۱، ص ۳۲۰، بیروت)

نماز جنازہ کی مشروعیت کا بیان

وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ، إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ. (الحج، ۸۴)

اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس کا جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔

منافقین نے جنگ تبوک میں شرکت نہ کر کے جب اپنے آپ کو آشکارا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ اب آپ بھی ان سے پہلی ہی نرمی اور رافت کا برتاؤ نہ کیا کریں بلکہ ان کو ننگا ہونے دیں تاکہ دوسروں کے لیے موجب عبرت ہوں۔ اس لیے اب آئندہ ان کو جہاد میں شرکت سے روک دیا اور اسی سلسلہ میں ہی یہ حکم فرمایا کہ اب ان کی نماز جنازہ نہ پڑھا کیجئے اور نہ ان کی قبر پر تشریف لے جائیے۔ ان کی کفر و کراہی نے انہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ رحمت الہی ان کی طرف مائل ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی مرثد موت میں مبتلا ہوا تو حضور اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس نے التماس کی کہ جب وہ مر جائے تو حضور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی تشریف فرما ہوں۔ پھر اس نے ایک آدمی بھیجا اور عرض کی کہ کفن کے لیے اسے قمیص مرحمت فرمائی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر والی قمیص بھیجی اس نے پھر گزارش کی کہ مجھے وہ قمیص چاہیے جو آپ نے جیدا طہر کو چھوڑی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے تھے۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! آپ اس ناپاک اور گندے کو اپنی پاک قمیص کیوں مرحمت

فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت سے نقاب اٹھایا اور فرمایا اے عمر! ان قمیصی لا یغنی عنہ من اللہ شیئاً فلعل اللہ ان یدخل بہ الفافی الاسلام (کبیر) اے عمر رضی اللہ عنہ! اس کا فر اور منافق کو میری قمیص کچھ نفع نہیں پہنچائے گی۔ بلکہ اس کے دینے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہزار آدمیوں کو مشرف باسلام کرے گا۔

منافقوں کا ایک اثبہ کثیر ہر وقت عبد اللہ کے پاس رہتا تھا۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ نابکار ساری عمر مخالفت کرنے کے بعد اپنی بخشش اور نجات کے لیے آپ کی قمیص کا سہارا لے رہا ہے تو ان کی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھ گئے اور یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ اس رحمت عالمیوں کی بارگاہ یکس پناہ کے بے اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور ناممکن ہے تو بجائے اس کے کہ حالت یاس میں اس کا دامن پکڑنے کی ناکام کوشش کریں اب ہی کیوں نہ اس پر ایمان لے آئیں اور سچے دل سے اپنی گزشتہ خطاؤں کی معافی مانگ لیں اور اس کی شفاعت کے مستحق ہو جائیں۔ چنانچہ اسی دن ایک ہزار منافق اس قمیص والے کے حسن خلق سے مشرف باسلام ہوا۔

اسلم منهم یومئذ الف (کبیر) جو ڈوب چکا تھا وہ تو ڈوب چکا لیکن ہزاروں ڈوبتے ہوئے کو تو بچا لیا۔ جب وہ مر یا تو اس کا بیٹا جو مخلص مسلمان تھا حاضر ہوا اور اپنے باپ کی موت کی اطلاع دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اس کا جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر آؤ۔

اس نے عرض کی حضور خود کرم فرما دیں۔ اس پیکر غفور عنایت نے نہ نہ کی۔ اٹھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے روانہ ہونے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر گزارش کی یا رسول اللہ، اللہ اور رسول کے اس دشمن کی نماز جنازہ نہ پڑھیے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا ولا تصل علی احد ائح اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص کیوں عطا فرمائی۔

مفسرین نے اس کی کئی ایک وجہیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب جنگ بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے گرفتار کیے گئے تو ان کی اپنی قمیص پھٹ گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قمیص پہنانا چاہی کیونکہ عباس دراز قامت تھے۔ عبد اللہ بن ابی کاقد بھی بڑا لمبا تھا اس لیے اس کی قمیص کے سوا اور کوئی قمیص انہیں پوری نہ آئی۔ اللہ کے رسول نے چاہا کہ اس کا یہ احسان دنیا میں ہی اتار دیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ تعلیم دی کہ اما السائل فلا تمھر کہ کسی سائل کو نہ جھڑکیے۔ اس لیے حضور نے اس کے سوال کو رد نہ کیا۔ اور سب سے بڑی وجہ وہی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی کہ اس قمیص کی وجہ سے اللہ ایک ہزار منافقوں کو دولت ایمان سے بالامال فرمائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس سے اور بڑی برکت کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں ایک چیز خوب ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وہ بد نصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ اور اس کے لیے کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ لیکن صاحب ایمان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کے لیے اگر اللہ کے محبوب کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھ جائیں تو مغفرت یقینی ہے۔ ارشاد الہی ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرھم الرسول لوجد اللہ تواباً رحیماً۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعمت ایمان نصیب فرمادے اور اس دنیا میں بھی اور روز حشر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی سعادت سے بہرہ ور

فرمائے آمین۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

یہ باب بیمار کی عیادت کرنے کے بیان میں ہے

1433- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتَّةٌ بِالْمَعْرُوفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُوذُهُ إِذَا مَرَضَ وَيَتَّبِعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب وہ اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے جب وہ اس کی دعوت کرے تو قبول کرے جب وہ چھینکے تو اس کا جواب دے وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس کے لئے اسی چیز کو پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

مسلمان کے مسلمان پر تیس حق ہونے کا بیان

امام اصہبانی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ترمذی کے باب قضاء حوائج میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بن ابوطالب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے لئے اپنے بھائی پر تیس حق ہیں۔ جب تک وہ حقوق ادا نہ کرے یا معاف نہ کروالے، اس وقت تک وہ بری الذمہ نہیں ہوگا۔

(۱) ایک مسلمان دوسرے کی غلطی کو معاف کرے۔ (۲) اس کے آب دیدہ ہونا پر مہربان ہو جائے۔ (۳) اس کے عیب پوشی کرے۔ (۴) اس کے گناہوں کو معاف کرے۔ (۵) اس کی معذرت کو قبول کرے۔ (۶) اس کی غیبت کو رد کرے۔ (۷) ہمیشہ اس کو اچھی نصیحت کرے۔ (۸) اس کی دوستی کی حفاظت کرے۔ (۹) اس کی ذمہ داری کو خیال رکھے۔ (۱۰) اس کے مریض کی بیمار پرسی کرے۔ (۱۱) اس کے جنازے پر حاضر ہو۔ (۱۲) اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ (۱۳) حد یہ کو قبول کرنا۔ (۱۴) اس کے صلہ کا بدلہ دینا۔ (۱۵) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا۔ (۱۶) اس کی اچھی طرح مدد کرنا۔ (۱۷) اس کی عزت کی حفاظت کرنا۔ (۱۸) اس کی ضرورت کو پورا کرنا۔ (۱۹) اس کی سفارش قبول کرنا۔ (۲۰) اس کے مقصد میں خیانت نہ کرنا۔ (۲۱) اس کی چھینک کا جواب دینا۔ (جب وہ چھینک آنے پر الحمد للہ کہے) (۲۲) جب وہ گمراہ ہو تو وہ اس کی رہنمائی کرے۔ (۲۳) اس کے سلام کا جواب دے۔ (۲۴) اس سے اچھا کلام کرے۔ (۲۵) اس کے انعام کا اچھا بدلہ دے۔ (۲۶) اس کی قسموں کی تصدیق کرے۔ (۲۷) ظالم کے خلاف اس کی مدد کرے اور ظلم کو اس سے روکے، اس کے مظلوم ہونے پر اس کی مدد اور اعانت کرے۔ (۲۸) اس سے دوستی

رکھے نہ کہ دشمنی۔ اسکو ذلیل نہ کرے اور نہ ہی اس کو گالی دے۔ (۲۹) جو خیر اپنے لئے پسند کرے وہی اس کے لئے پسند کرے۔ (۳۰) اور جو بری چیز اپنے لئے ناپسند کرے وہی اس کے لئے ناپسند کرے۔ ان حقوق میں سے کسی کو حق کو نہ چھوڑے ورنہ قیامت کے دن مسلمان اس سے مطالبہ کرے گا۔

1434 - حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ أَلَلَحٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَرْبَعٌ خِلَالِ يُسْمِيَتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيَعُوذُهُ إِذَا مَرِضَ

• • • حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حق ہیں جب وہ چھینکے تو وہ اسے جواب دے جب وہ اس کی دعوت کرے تو یہ اسے قبول کرے جب وہ فوت ہو جائے تو یہ اس کے جنازے میں شریک ہو اور جب وہ بیمار ہو تو یہ اس کی عیادت کرے۔“

1435 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُمُسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ رَدُّ التَّحِيَّةِ وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَشُهُودُ الْجَنَازَةِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَتَشْمِيطُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهَ

• • • حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”پانچ چیزیں ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر حق ہیں سلام کا جواب دینا دعوت قبول کرنا اس کے جنازے میں شریک ہونا بیمار کی عیادت کرنا چھینکنے والے کو جواب دینا جب وہ اللہ کی حمد بیان کرے۔“

1436 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شِئْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَأَنَا فِي بَيْتِي سَلَمَةً

• • • حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں ان دونوں بنو سلمہ کے محلے میں رہتا تھا۔

1437 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مُسْلِمَةُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ

1434: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1435: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1436: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 565، رقم الحديث: 6723، رقم الحديث: 7309، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 4121، أخرجه

ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 2886، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 2097، رقم الحديث: 3015، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 138،

بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعُودُ مَرِيضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ تین دن کے بعد ہی بیمار کی عیادت کرتے تھے۔

1438- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ

إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَتَقَسَّوْا لَهُ فِي الْأَجْلِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَهُوَ يَطِيبُ بِنَفْسِ الْمَرِيضِ

•• حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کی زندگی طویل ہونے کی امید رکھو کیونکہ یہ چیز (تقدیر کے فیصلے میں) کسی چیز کو واپس نہیں کرتی ہے، لیکن یہ بیمار کے دل کو خوش کر دیتی ہے۔“

مومن کا قلب اور معرفت الہی کا بیان

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت خالد، حضرت بلال و دیگر اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خطاب فرما کر رموز و اسرار حقیقت اور حقائق و دقائق معرفت بیان فرما رہے تھے۔ لیکن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مجلس شریف میں حاضر نہ تھے۔ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت و معرفت کے اسرار و رموز بیان ہی فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مجلس مقدس میں آن حاضر ہوئے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو مخاطب کر کیفرمایا کہ اے زبان! اب بس کر دے۔ بعض صحابہ کو تعجب ہوا اور ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حقائق و معارف بتانا نہیں چاہتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بعض مقربین بارگاہ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ حضور! یہ کیا ماجرا ہے؟ آنجناب نے حقائق و معارف الہی دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان فرمادیئے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وہ رموز و حقائق آپ نے چھپا لیے ہیں۔

جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے رموز و اسرار باطنی کو چھپایا نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ شیر خوار بچے کو اگر مرغین حلوا اور گوشت وغیرہ قلیل غذا کھلائی جائے تو اسے مضر پڑتی ہے۔ لیکن جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے تو کھانے پینے کی کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچاتی۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باطنی استعداد و قابلیت کے موافق ان سے دیگر اسرار و معارف بیان فرمانے لگے۔ چنانچہ منزل جبروت و لاہوت کے حقائق و دقائق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تلقین فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر: مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَا يَقُولُ اللَّهُ وَمَنْ يَقُولُ اللَّهُ مَا عَرَفَ اللَّهَ، یعنی جس شخص کو معرفت الہی حاصل ہو جاتی ہے۔

1437: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1438: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 2087

اس کو منہ سے اللہ اللہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی اور جو منہ سے اللہ اللہ کہتا ہے تو سمجھ لو کہ ابھی اسے معرفت الہی نصیب نہیں ہوئی۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسی معرفت ہے کہ بندہ اپنے مالک کا نام ہی نہ لے اور اس کی یاد کو ترک کر بیٹھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ارشاد خداوندی ہے وهو معکم لعلکم تہتدون یعنی جہاں کہیں تم ہو وہیں خدائے تعالیٰ تمہارے ہمراہ ہے۔ پس اسے عمر (رضی اللہ عنہ) جو شخص ہر وقت ہمراہ ہو اور کسی وقت نظر سے اوچھل نہ ہو اس کا یاد کرنا کیونکر ضروری ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ کہاں ہیں؟ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: کہ بندہ کے دل میں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بندہ کا دل کہاں ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قلب انسان میں لیکن یاد رہے کہ دل دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دل مجازی دوسرا حقیقی اسے عمر حقیقی دل وہ ہے جو نہ داہنی جانب ہے نہ بائیں جانب۔ نہ اوپر کی طرف ہے نہ نیچے کی طرف۔ نہ دور ہے نہ نزدیک ہے لیکن اس حقیقی دل کی شناخت کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ محض ان مقربان الہی کا حصہ ہے۔ جو حضور الہی میں ہمیشہ مستغرق رہتے ہیں۔ کیونکہ مومن کامل درحقیقت عرش ہی ہوتا ہے۔ قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ

اور یہ قرب و حضور، بجز صحبت مرشد کامل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کامل لوگ اور طالبان سوال و جواب نہیں کیا کرتے۔ بلکہ وہ خاموش اور باادب رہتے ہیں۔

چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قلب المومن حاضرة من ذکر الخفی قصو ای ان مقامی ذکر الخفی فہو میت،

مومن کے دل میں ذکر خفی ہر وقت موجود رہتا ہے۔ لہذا اسے حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور مسلم کا دل خفی ذکر ہے چونکہ غافل ہوتا ہے اس لیے وہ درحقیقت مردہ شمار ہوتا ہے۔

دل کہ از ہمار خدا غافل است دل نباید گفت کوشت گل است

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! مومن اور مسلم میں کیا فرق ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ مومن عارف الہی ہوتا ہے اور عارف میں یہ وصف ہوتا ہے کہ وہ خاموشی اور غمگینی کی حالت میں رہتا ہے اور مسلم زاہد اور خشک ہوتا ہے۔

اس کے بعد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لیس المومنون یجتمعون فی المساجد ویقولون لا الہ الا اللہ۔ مومن وہ نہیں جو مسجد میں جمع ہوتے اور زبانی طور پر لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ اسے عمر (رضی اللہ عنہ) ایسے کلمہ گو کو چہ حقیقت سے بے بہرہ اور بے خبر ہیں، یہ مومن نہیں، بلکہ منافق ہیں، کیونکہ زبان سے تو کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں لیکن کلمہ کے اصل معنی سے ناواقف ہیں۔ انہیں خاک بھی پتہ نہیں ہے۔ کہ کلمہ سے اصل مقصود کیا چیز ہے؟ یعنی لا الہ الا اللہ تو کبر لیتے ہیں۔ لیکن ان کو کیا خبر کہ نیست سے کیا مراد اور ہست سے کیا؟ ایسا شکی طور پر کلمہ کہنا شرک ہے۔ اور شرک و شک عین کفر ہے۔ ایسے کلمہ گو کافر

کہلاتے ہیں کیوں کہ انہیں یہ نہیں معلوم کہ کلمہ میں کس کی نفی مراد ہے اور کس کا اثبات۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ کہ پھر کلمہ طیبہ کا اصل مقصد کیا ہے؟ جناب سید المرسلین نے فرمایا کہ کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ سوائے ذات وحدہ لا شریک کے دنیا میں کوئی موجود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم منظر خدا ہیں، پس طالب الہی کو چاہیے کہ اپنے دل میں غیر اللہ کا خیال تک بھی نہ آنے دے اور ذات خداوندی کو ہی ہر جگہ موجود سمجھے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

فایتما تولوا فثم وجه الله یعنی جدھر دیکھو خداوند تعالیٰ کا ظہور ہے۔

جلی تیری ذات کی سوسو ہے جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

اے عمر (رضی اللہ عنہ) جب سالک اپنی تمام صفات کو معدوم سمجھے اور صرف ذات الہی کو ہی موجود سمجھے اس وقت وہ سالک مرتبہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ اس مرتبے میں سالک کی حالت حدیث من عرف ربہ فقد کل لسانہ قطع ارجلہ کا صحیح مصداق بن جاتی ہے۔ یعنی جس شخص کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہوگئی وہ گونگا اور لنگڑا ہو گیا۔ (مکتوبات خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

مریض کو خواہش کردہ کھانا کھلانے کا بیان

1439- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ مَا تَشْتَهِي قَالَ أَشْتَهِي خُبْزَ بَرْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بَرْ فَلْيَبْعْ إِلَى أَخِيهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَشْتَهَى مَرِيضٌ أَحَدَكُمْ شَيْئًا فَلْيُطْعِمَهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک شخص کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لے گئے آپ ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کس چیز کی خواہش ہو رہی ہے؟ اس نے عرض کی: گندم کی روٹی کی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کو بھجوا دے۔“

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب تمہارا کوئی مریض کسی چیز کی خواہش ظاہر کرے تو آدمی وہ چیز اسے کھلا دے۔“

1440- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْنَى الْيَمَانِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ فَقَالَ أَتَشْتَهِي شَيْئًا أَتَشْتَهِي كَعْكًا قَالَ نَعَمْ فَطَلَبُوا لَهُ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک بیمار کی عیادت کرنے کے لیے اس کے ہاں گئے آپ ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کسی چیز کی خواہش ہو رہی ہے؟ کیا تمہیں نرم روٹی کی خواہش ہو رہی ہے؟ اس

نے عرض کی: جی ہاں (راوی کہتے ہیں) تو لوگوں نے اس کے لیے وہ روٹی تلاش کی۔

1441- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرَّهُ أَنْ يَدْعُوَ لَكَ فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَائِ الْمَلَائِكَةِ

» حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اسے یہ ہدایت کرو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہوتی ہے۔“

شرح

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ مریض و قریب المرگ کے سامنے اپنی زبان سے خیر و بھلائی کے کلمات ادا کر دیاں طور کہ اپنے لئے تو خیر کی، مریض کے لئے شفا کی اور میت کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا

یہ باب ہے کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے اس کا ثواب

1442- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْسَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَتَى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَالِدًا مَشَى فِي خِرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ فَإِنْ كَانَ غَدْوَةً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمِيسَ وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ

» حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے پاس اس کی عیادت کرنے کے لیے آئے وہ جنت کے پھل چن رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بیٹھ جائے تو یہ چیز ختم ہوتی ہے لیکن جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے اگر وہ دن کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔“

مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت کا بیان

1443- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانَ الْقَسَمَلِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ

1441: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1442: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 3098، و"ترمذی" رقم الحديث 3099، و"مسند" رقم الحديث 3100

1443: أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث 2008

أَبِي سُوْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتُ وَطَابَ مَمْسَاكَ وَكَبُورَاتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا

» حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے تو آسمان میں سے ایک منادی یہ اعلان کرتا ہے تم نے اچھا کام کیا ہے تمہارا چل کے جانا اچھا کام ہے۔ تم نے جنت میں اپنے لیے گھر بنا لیا ہے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي تَلْقِيَنِ الْمَيِّتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

یہ باب قریب المرگ شخص کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے کے بیان میں ہے

1444- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَخْمَرُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

» حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اپنے قریب المرگ لوگوں کو ”لا الہ الا اللہ“ پڑھنے کی تلقین کرو۔“

شہادتین میں کلمہ تو حید و رسالت دونوں کی تلقین کرنے کا بیان

مجمع بحار الانوار میں ہے: سبب التلقين انه يحضر الشيطان ليفسد عقده، والمراد بلا الاله الا الله الشهادتان تلقين کا سبب یہ ہے کہ اُس وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنے آتا ہے، اور لا الہ الا اللہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے۔

(مجمع بحار الانوار تحت لفظ لقن "مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

فتح القدیر میں ہے: المقصود منه التذكير في وقت تعرض الشيطان۔ تلقين سے مقصود تعرض شیطان کے وقت ایمان یاد دلانا ہے (فتح القدیر، باب الجنائز مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

اسی طرح تبیین الحقائق اور فتح اللہ مبین وغیرہ میں ہے۔ مرقاة شرح، حکلوۃ میں علامہ میرک سے ہے: من كان آخر كلامه لا اله الا الله السمراد مع قرينته فانه بمنزلة علم لكلمة الايمان۔ حدیث میں جو فرمایا کہ جس کا پچھلا کلام لا الہ الا اللہ ہو اُس سے مراد پورا کلمہ طیبہ ہے کہ لا الہ الا اللہ گویا اس کلمہ ایمان کا نام ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ باب ما قال عند من حضر الموت فصل ثانی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

درر غرر میں ہے: يلقن بذکر شهادتين عنده لان الاولى لا تقبل بدون الثانية۔ کلمہ طیبہ کے دونوں جزوئیت کو تلقین کئے جائیں اس لئے کہ لا الہ الا اللہ بغیر محمد رسول اللہ کے مقبول نہیں۔ (درر شرح غرر ملّا خسرو، باب الجنائز، بیروت)

غنیہ ذوی الاحکام میں اس پر تقریر فرمائی، تنویر الابصار میں ہے: يلقن بذکر الشهادتين دون شهادتين تلقين کی

جائیں۔ (تویر الابصار متن الدر المختار، باب صلوۃ الجنائز، مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی)

در مختار میں ہے: لان الاولی لا تقبل بدون الثانیۃ کہ پہلی بے دوسری کے مقبول نہیں۔

(در مختار شرح تویر الابصار، باب صلوۃ الجنائز، مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی)

المختصر القدوری میں ہے: لقن الشہادتین پورا کلمہ سکھایا جائے۔ (المختصر القدوری باب الجنائز)

جوہرہ نیرہ میں ہے: لقوله صلى الله عليه وسلم لقنوا موتاكم شهادة ان لا اله الا الله وهو صورة التلقين ان يقال عنده لى حالة النزاع جهر أو هو يسمع اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمد رسول الله اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اموات کو لا اله الا اللہ کی شہادت یاد دلاؤ اور اس یاد دلانے کی صورت یہ ہے کہ اس نزع میں اس کے پاس ایسی آواز سے کہ وہ سنے اشہدان لا اله الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ پڑھیں۔

(جوہرہ نیرہ، باب الجنائز، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

شرح صغیری میں علامہ سنوسی کی عبارت اس سلسلے میں صاف اور صریح ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں: لا اله الا اللہ کہنے سے ذاکر کے دل میں نور حقیقت کی بہت تو آگئی مگر اس سے نفع یابی آداب شریعت کی بجائے آوری پر موقوف ہے۔ اور اس ادب کی بجائے آوری کی صورت یہی ہے کہ اس کلمہ والے آقا جو اسے خدائے برتر کے پاس لے کر تبلیغ فرمانے والے ہیں، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کا ذکر پاک جاری رکھے۔ اس لئے حقیقت پر دلالت کرنے والے کلمہ توحید کو کہہ لینے کے بعد ضرورت ہے کہ ذکر ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اثبات کرے تاکہ شریعت کی مضبوط پناہ میں لا کر اپنے نور توحید کو محفوظ رکھ سکے۔ اسی لئے ذاکر کہتا ہے لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اذکار میں سے کسی بھی ذکر میں مومن کو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

خدا کے ذکر کے بعد سرکار پرورد بھیجے، یا ان کی رسالت کا اقرار کرے، ساتھ ہی آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی ادائیگی، تعظیم کی، بجائے آوری، اور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن پاک سے وابستگی بھی رکھے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خدائے برتر عظیم ترین باب اور ذریعہ ہیں کہ دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی ان سے وابستگی کے بغیر دستیاب نہ ہوگی۔ اس لئے جو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھامنے سے غافل ہو اور ہمارا درہا اور اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم کر کے بے تعلقی کے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو خدائے برتر کی جانب مخلوق کے رہبر ہیں، جو اپنے رہبر ہی سے غافل ہو اسے خدا تعالیٰ تک رسائی کیسے حاصل ہوگی۔

1445- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ

غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَنُوا

1445: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 2120 أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3117 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 976 أخرجه

التسلی فی "السنن" رقم الحديث: 1865

مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اپنے قریب المرگ لوگوں کو ”لا الہ الا اللہ“ کی تلقین کرو۔“

میت کے پاس سورت یسین پڑھنے کا بیان

قریب المرگ سے مراد وہ مریض ہے جس پر علامات موت ظاہر ہونے لگیں اور علماء نے لکھا ہے کہ علامات موت یہ ہے کہ مریض کے پاؤں ست ہو جاتے ہیں کہ اگر انہیں کھڑا کیا جائے تو کھڑے نہ ہو سکیں، ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے کنپٹیاں بیٹھ جاتی ہیں اور بیضتین کا پوست لٹک جاتا ہے۔ اور قریب المرگ کے پاس پڑھی جانے والی چیز سے مراد ہے کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین، سورت یسین کی تلاوت، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا اور دعائے مغفرت وغیرہ۔ حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو لوگ قریب المرگ ہوں انہیں (کلمہ) لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔“ (مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد دوم، رقم الحدیث، ۵۵)

تلقین کے معنی پڑھنا ہیں تلقین سے مراد قریب المرگ کے رو برو کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنا، تاکہ وہ بھی سن کر پڑھے مگر قریب المرگ سے نہ کہا جائے یہ تم بھی پڑھو مبادا کہ شدت مرض یا بدحواسی کے سبب اس کے منہ سے انکار نکل جائے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ تلقین مستحب ہے۔

1446 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ لِلْأَخْيَاءِ قَالَ أَجْوَدُ وَأَجْوَدُ

﴿﴾ اسحاق بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، اپنے قریب المرگ افراد کو (درج ذیل کلمے کی) تلقین کرو۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جو بر بار اور مہربان ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“

لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! زندوں کے لیے اسے پڑھنا کیسا ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بہت عمدہ ہے، بہت عمدہ ہے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِيَمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ إِذَا حَضَرَ

یہ باب ہے کہ جب کسی بیمار کا آخری وقت قریب ہو تو کیا کہا جائے؟

1447- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمْ الْمَرِيضَ أَوْ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ آمَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ قُولِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَاعْفُ عَنِّي مِنْهُ عَقَبِي حَسَنَةً قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَأَعْفَى اللَّهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

• سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم کسی بیمار یا قریب المرگ شخص کے پاس موجود ہو تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری کہی ہوئی بات پر آمین کہتے ہیں۔

(سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

”اے اللہ! تو میری مغفرت کر دے اور ان کی بھی مغفرت کر دے اور مجھے ان کی جگہ بہترین نعم البدل عطا کر۔“
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ ان سے زیادہ بہتر شخصیت حضرت محمد ﷺ عطا کر دی۔

قریب المرگ پر سورہ یٰسین پڑھنے کا بیان

1448- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَكَيسٍ بِالنَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَاءُ وَهَذَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ يَعْنِي يَسْ

• حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”تم لوگ اسے اپنے قریب المرگ افراد کے پاس تلاوت کرو (راوی کہتے ہیں) یعنی سورہ یٰس کو تلاوت کرو۔“

شرح

مردوں سے مراد قریب المرگ ہیں۔ اس صورت میں سورت یٰسین پڑھنے کی حکمت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ قریب المرگ

1447: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 2126 أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3115 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 977 أخرجه

الصالی فی "السنن" رقم الحديث: 1824

1448: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3121

اس سورت میں مذکورہ مضامین مثلاً ذکر اللہ، احوال قیامت، بعثت اور اسی قسم کے دوسرے عجیب و بدیع مضامین سے لطف اندوز ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ حدیث میں لفظ "مردوں" سے مراد قریب المرگ نہ ہوں بلکہ حقیقی مردے مراد ہوں اس صورت میں اس کلمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ سورت یسین مردہ کے پاس اس کے گھر میں دفن سے پہلے دفن کے بعد اس کی قبر کے سرہانے پڑھی جائے۔

ابن مردویہ رحمہ اللہ وغیرہ نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میت (یعنی قریب المرگ یا حقیقی میت) کے سر کے پاس سورت یسین پڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر آسانی فرماتا ہے۔

ابن سعدی رحمہ اللہ وغیرہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ "جو شخص اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی (یعنی صرف ماں کی یا صرف باپ کی) قبر پر ہر جمعہ کو جاتا ہے اور پھر وہاں سورت یسین پڑھتا ہے تو صاحب قبر کے لئے سورت یسین کے تمام حروف کی تعداد کے بقدر مغفرت عطا کی جاتی ہے۔" علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جمعہ سے مراد حسب ظاہر خاص طور پر یوم جمعہ بھی ہو سکتا ہے اور پورا ہفتہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔

1449- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا الْمُعَارِبِيُّ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فَضِيلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا خَضَرَتْ كَعْبًا الْوَفَاةَ أَتَتْهُ أُمُّ بَشْرَ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ لَقِيْتُ فَلَانًا فَأَقْرَأْ عَلَيْهِ مِنِّي السَّلَامَ قَالَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ يَا أُمُّ بَشْرٍ نَحْنُ أَشْغَلُ مِنْ ذَلِكَ قَالَتْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا ضِيعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي طَيْرٍ خَضِرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى قَالَتْ فَهَؤُذَا ذَلِكَ

عبدالرحمن بن کعب اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا آخری وقت قریب آیا تو سیدہ ام بشر بنت برہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور بولیں اے ابو عبدالرحمن اگر آپ کی ملاقات فلاں صاحب سے ہو تو انہیں میری طرف سے سلام کہیے گا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ بولے: اے ام بشر! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے ہمیں اور بہت سی چیزوں کا خیال ہوگا تو سیدہ ام بشر رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابو عبدالرحمن کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا اہل ایمان کی ارواح سبز پرندوں میں ہوں گی اور جنت کے درختوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں تو سیدہ ام بشر رضی اللہ عنہا بولیں: ایسا ہی ہے۔

1450- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ الْمَاجِشُونِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يَمُوتُ فَقُلْتُ اقْرَأْ عَلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ

1449: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 1641، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2072، أخرجه ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 4271.

1450: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

محمد بن منکدر کہتے ہیں: میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت قریب المرگ تھے تو میں نے ان سے درخواست کی: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام پیش کر دیجئے گا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُوجَرُ فِي النَّزْعِ

یہ باب ہے کہ نزاع کے وقت بندہ مومن کو جو اجر دیا جاتا ہے

1451- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا حَمِيمٌ لَهَا يَخْنُقُهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِهَا قَالَ لَهَا لَا تَبْتَسِي عَلَى حَمِيمِكَ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے اس وقت ان کے ہاں ان کا ایک قریبی عزیز موجود تھا جو قریب المرگ تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ کیفیت ملاحظہ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم اپنے اس عزیز کے بارے میں پریشان نہ ہونا، کیونکہ یہ چیز اس کی نیکیوں میں سے ہے۔

1452- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ بِمَوْتٍ بِعَرَقِ الْجَبِينِ

ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

”مومن کو مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آتا ہے۔“

1453- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ كُرْدَمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَبِيصٍ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى تَنْقَطِعُ مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ مِنَ النَّاسِ قَالَ إِذَا عَايَنَ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا (قریب المرگ) شخص

لوگوں کو پہچاننا کب چھوڑتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب وہ دیکھ لیتا ہے (یعنی موت کے فرشتے کو یا موت کو دیکھ لیتا ہے)“

1451: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1452: أخرجه الترمذی فی ”الجامع“ رقم الحدیث: 982 أخرجه التالسائی فی ”السنن“ رقم الحدیث: 1827

1453: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي تَغْمِيزِ الْمَيِّتِ

یہ باب میت کی آنکھیں بند کر دینے کے بیان میں ہے

1454- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَلَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ

﴿ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں تو نبی کریم ﷺ کی ان کی آنکھوں کو بند کر دیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اس کے پیچھے جاتی ہے۔

1455- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا قَزْعَةُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَكُمْ فَأَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتَّبِعُ الرُّوحَ وَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَوَقِّنُ عَلَى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ

﴿ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب تم کسی مردے کے پاس جاؤ تو اس کی آنکھیں بند کر دو کیونکہ نگاہ روح کے پیچھے جاتی ہے اور تم اچھی بات کہو کیونکہ گھر والے جو بات کہتے ہیں فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ

یہ باب میت کو بوسہ دینے کے بیان میں ہے

1456- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى دُمُوعِهِ تَسِيلُ عَلَى خَدَّيْهِ

﴿ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی میت کا بوسہ لیا یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے کہ آپ ﷺ کے آنسو آپ ﷺ کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

1454: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث 2127، "درم الحديث 2128" أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 3118

1455: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1456: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث 3163، أخرجه الترمذی في "المعجم" رقم الحديث 989

شرح

مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہی کا سب سے پہلے انتقال مدینہ میں ہوا ہے چنانچہ سب سے پہلے یہی بقیع میں دفن کئے گئے جس کے بعد بقیع کو قبرستان کی حیثیت دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے پتھر اٹھا کر ان کی قبر پر بطور نشان کے رکھا۔ رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان میت کو دفن کرنے سے پہلے بوسہ دینا اور مسلمان میت پر آنسوؤں کے ساتھ رونا جائز ہے۔

1457- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِانٍ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی میت کا بوسہ لیا تھا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ

یہ باب میت کو غسل دینے کے بیان میں ہے

1458- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْتَسِلُ ابْنَتَهُ أُمَّ كُلْثُومٍ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنِ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَّغْتِ فَأَذْنِي فَلَمَّا فَرَّغْنَا أَذْنَاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِنَّمَا هُ

﴿﴾ سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی کا جب انتقال ہوا اور ہم انہیں غسل دینے لگیں تو آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہدایت کی: اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ بار غسل دینا اور ہاں پانی اور بیزی کے پتے استعمال کرنا اور آخر میں کافور لگا دینا جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا (وہ خاتون بیان کرتی ہیں) جب ہم فارغ ہوئے اور ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اپنی چادر دے کر ارشاد فرمایا: یہ اسے (کفن کے نیچے) پہنا دو۔

1457: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 4455، ورقم الحديث: 4456، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث: 1839

1458: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1266، ورقم الحديث: 1253، ورقم الحديث: 1254، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم

الحديث: 2165، ورقم الحديث: 2167، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 3142، ورقم الحديث: 3146، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحديث:

1880، ورقم الحديث: 1885، ورقم الحديث: 1886، ورقم الحديث: 1889، ورقم الحديث: 1892، ورقم الحديث: 1885، ورقم الحديث: 1886، ورقم الحديث:

1889، ورقم الحديث: 1892

شرح

اگر پہلے غسل میں پاکی حاصل ہو جائے تو تین مرتبہ نہلانا مستحب ہے اور اس سے تجاوز کرنا مکروہ ہے اور اگر پاکی دوبار یا تین بار میں حاصل ہو تو پھر پانچ مرتبہ نہلانا مستحب ہے یا زیادہ سے زیادہ سات مرتبہ، سات مرتبہ سے زیادہ نہلانا منقول نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ نہلانا مکروہ ہے۔ پیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے غسل میت کو پیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے نہلانا چاہئے اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ دو مرتبہ تو پیری کے پتوں کے پانی سے نہلایا جائے جیسا کہ کتاب ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے نیز ابو داؤد کی روایت ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے غسل میت سیکھا تھا۔ وہ پیری کے پتوں کے پانی سے دو مرتبہ غسل دیتی تھیں۔ اور تیسری مرتبہ کافور کے پانی سے غسل دیا جائے۔ کافور پانی میں ملایا جائے یا خوشبو میں؟

شیخ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ کافور اس پانی میں ملایا جائے جس سے میت کو نہلایا جا رہا ہو چنانچہ جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے، جب کہ کوئی کہتے ہیں کہ کافور حنوط میں یعنی اس خوشبو میں ملایا جائے جس سے میت کو معطر کیا جا رہا ہو اور میت کے نہلانے اور اس کے بدن کو خشک کرنے کے بعد بدن پر لگایا جائے نیز علماء نے لکھا ہے کہ اگر کافور میسر نہ ہو تو پھر مشک اس کا قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔

پیری کے پتوں اور کافور کی خاصیت علماء لکھتے ہیں کہ پیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے میت کو غسل دینے اور میت کے بدن پر کافور ملنے کی وجہ یہ ہے کہ پیری کے پتوں سے تو بدن کا میل اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے مردہ جلدی بگڑتا نہیں نیز پیری کے پتوں اور کافور کے استعمال کی وجہ سے موذی جانور پاس نہیں آتے۔ حصول برکت کے لئے بزرگوں کا کوئی کپڑا کفن میں شامل کیا جاسکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بندہ صاحبزادی کے کفن کے ساتھ لگانے کے لئے اس لئے عنایت فرمایا تاکہ اس کی برکت اسے پہنچے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کوئی شخص اہل اللہ اور بزرگان دین سے اس کے لباس کا کوئی کپڑا موت سے پہلے حاصل کر کے اپنے پاس برکت کے لئے رکھتا ہے یا اسے استعمال کرتا ہے اس طرح موت کے بعد بزرگوں کے لباس سے برکت حاصل کرنا مستحب ہے بایں طور کہ ان کا کوئی کپڑا لے کر کفن میں شامل کر دیا جائے لیکن اس سلسلہ میں یہ امر ملحوظ رہے کہ وہ کپڑا کفن کے کپڑوں سے زیادہ نہ ہو۔ اہل ان بمیا منہا کا مطلب یہ ہے کہ میت کو اس کے دائیں ہاتھ دائیں پہلو اور دائیں پاؤں کی طرف سے نہلانا شروع کر داسی طرح مواضع الوضو منہا میں حروا و مطلق جمع کے لئے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ غسل میت میں پہلے اعضاء وضو دھونے چاہئیں اس کے بعد دوسرے اعضاء دھوئے جائیں اور اعضاء وضو سے مراد وہ اعضاء ہیں کہ جن کا دھونا فرض ہے۔

چنانچہ غسل میت میں کلی اور ناک میں پانی دینا حنفیہ کے نزدیک مشروع نہیں بعض علماء نے اس بات کو مستحب کہا ہے کہ میت کو نہلانے والا اپنی انگلیوں پر کپڑا لپیٹ لے اور اس سے میت کے دانتوں کو، نالو، کواندر سے دونوں کلوں کو اور ٹخنوں کو ملے، چنانچہ اب یہی معمول بہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ غسل کے وقت میت کے سر پر مسح کیا جائے اور اس کے پاؤں غسل کے بعد نہ دھوئے جائیں بلکہ جب دوسرے اعضاء وضو دھوئے جاتے ہیں تو اسی وقت پیروں کو بھی دھویا جائے۔ نیز میت کے ہاتھ پہلے نہ دھوئے جائیں بلکہ غسل

کی ابتداء منہ دھونے سے کرنی چاہئے بخلاف جہی (ناپاک شخص) کے کہ وہ جب غسل کرتا ہے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ اس لئے دھوتا ہے تاکہ دوسرے اعضاء دھونے کے لئے دونوں ہاتھ پاک ہو جائیں جب کہ میت دوسروں کے ہاتھوں نہلائی جاتی ہے اس لئے اس کے دونوں ہاتھوں کو دھلانے کی حاجت نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کی میت ہو تو غسل کے بعد اس کے بال کھلے ہی رہنے دیئے جائیں انہیں گودھانہ جائے۔

1459 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي خَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَمَّدٍ وَكَانَ فِي حَدِيثِ خَفْصَةَ اغْتَسَلَهَا وَتَرَا وَكَانَ فِيهِ اغْتَسَلَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَكَانَ فِيهِ ابْتَدَأُوا بِمِائِمِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيهِ أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

•• خفصہ نامی خاتون کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: تم اسے طاق تعداد میں غسل دینا اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: تم اسے تین یا پانچ مرتبہ غسل دینا۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: تم اس کے دائیں طرف اور اعضاء وضو سے آغاز کرنا۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہم نے ان صاحبزادی کے بالوں میں کنگھی کر کے تین چٹیا بنا دی تھیں۔

1460 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ أَدَمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْرِزْ فِخْذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فِخْذِ حَتَّى وَلَا مَيِّتٍ

•• حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”تم اپنے زانو کو ظاہر نہ کرو اور کسی بھی زندہ یا مردہ شخص کے زانو کی طرف نہ دیکھنا۔“

میت کو غسل دینے کے طریقے کا بیان

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردہ کا استنجا کرایا جائے لیکن رانوں اور استنجے کی جگہ غسل دینے والا اپنے ہاتھ نہ لگائے اور نہ اس پر نگاہ ڈالے بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا پیٹ لے اور جو کپڑا ناف سے زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلائے۔ پھر اسے وضو کرایا جائے لیکن نہ تو کلی کرائی جائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور نہ گٹے تک ہاتھ دھلائے جائیں۔ بلکہ منہ دھلایا جائے پھر ہاتھ کہنی سمیت، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر اور ناک کے دونوں

1459: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1254، رقم الحديث: 1258، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2168، أخرجه الترمذی فی "المسنن" رقم

الحديث: 887

1460: أخرجه البزار فی "المسنن" رقم الحديث: 3140، رقم الحديث: 4015

سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے۔

ہاں اگر میت نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔ میت کی ناک، منہ اور کانوں میں روئی بھر دی جائے تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی اندر نہ جائے۔ جب وضو کرا دیا جائے تو سر اور داڑھی کو مٹھی (گل خیر) سے یا اور کسی چیز سے جیسے بیسن، کھلی اور یا صابون وغیرہ سے مل کر دھویا جائے پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر بیری کے پتے یا اشنان ڈال کر پکایا ہو پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالا جائے یہاں تک کہ پانی اس کروٹ تک پہنچ جائے تو تختے سے لگی ہوئی ہے۔ پھر دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ پانی ڈالا جائے یہاں تک کہ پانی اس کروٹ تک پہنچ جائے جو تختے سے لگی ہوئی ہے۔

اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی تیک لگا کر ذرا بٹھلایا جائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملا اور دبایا جائے اگر پیٹ سے کوئی پاخانہ وغیرہ نکلے تو اسے پونچھ کر دھو ڈالا جائے۔ لیکن اس صفائی کے بعد پھر دوبارہ وضو اور غسل کی ضرورت نہیں اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور پڑا ہو پانی سر سے پیر تک تین مرتبہ ڈالا جائے۔ اگر بیری کے پتے اشنان اور کافور میسر نہ آئے تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ اسی سے اسی طرح تین دفعہ نہلایا جائے۔ نہلانے کے بعد سارے بدن کو کپڑے سے پونچھ دیا جائے اور پھر اس کے سر اور داڑھی پر عطر لگایا جائے اور ماتھے تک ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دیا جائے میت کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی نہ کی جائے اور نہ ناخن و بال کترے جائیں۔ اسی طرح جس میت کی ختنہ نہ ہوئی ہو اس کی ختنہ بھی نہ کی جائے۔ ان تمام چیزوں سے فارغ کر کفنا دیا جائے۔

1461- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمَصِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عَبْدِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُغَسَّلَ مَوْتَاكُمْ الْمَأْمُونُونَ ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تمہارے مرحومین کو وہ لوگ غسل دیں جو مامون ہوں (یعنی جن کے بارے میں یہ توقع ہو کہ وہ مردے کے عیب کو دیکھنے پر اس پر پردہ ڈال لیں گے)

1462- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ وَحَنَطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَلَمْ يُقْسِ عَلَيْهِ مَا رَأَى خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص میت کو غسل دیتا ہے اسے کفن پہنا تا ہے اسے خوشبو لگاتا ہے اس کے جنازے کو کندھا دیتا ہے اس کی نماز جنازہ ادا کرتا ہے اس کے راز کو فاش نہیں کرتا جو اس نے دیکھا ہوتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے یوں باہر آ جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔“

1463- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص میت کو غسل دیتا ہے اسے غسل کر لینا چاہئے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا

یہ باب شوہر کا بیوی کو یا بیوی کا شوہر کو غسل دینے کے بیان میں ہے

1464- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الدَّهْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَادَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كُنْتُ امْتَقَلْتُ مِنْ أَمْرِى مَا اسْتَقْبَلْتُ مَا غَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ نِسَائِهِ

•• یحییٰ بن عباد اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

”مجھے بعد میں جس چیز کا خیال آیا اگر پہلے آتا تو نبی کریم ﷺ کو صرف آپ ﷺ کی ازواج ہی غسل دیتیں۔“

شرح

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ بیوی محرم راز ہوتی ہے، اور اس سے ستر بھی نہیں ہوتا، پس اس کا غسل دینا شوہر کو بہ نسبت دوسروں کے اولیٰ اور بہتر ہے، اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا، اور کسی صحابی نے اس پر نکیر نہیں کی، اور یہ مسئلہ اتفاق ہے، نیز امام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کو غسل نہ دے سکتے پر افسوس کا اظہار کیا ہے، اگر یہ جائز نہ ہوتا تو وہ افسوس کا اظہار نہ کرتیں، جیسا کہ امام بیہقی فرماتے ہیں: فتلهفت على ذلك ولا يتلهف إلا على ما يجوز۔

1465- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ رَسُولُ

1463: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 993

1464: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1465: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدْنِیْ وَآنَا اَجِدُ صَدَاقًا فِیْ رَاسِیْ وَآلَا اَقُوْلُ وَارَاسَاہُ فَقَالَ
ہَلْ اَنَا یَا عَائِشَةُ وَارَاسَاہُ ثُمَّ قَالَ مَا ضَرَّکَ لَوْ مِثَّ قَبْلِیْ فَقُمْتُ عَلَیْکَ فَغَسَلْتُکَ وَکَفَّنْتُکَ وَصَلَّیْتُ
عَلَیْکَ وَدَفَنْتُکَ

﴿ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ جنت البقیع سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مجھے ایسی حالت میں پایا کہ میرے سر میں شدید درد ہو رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے میرا سر (یعنی ہائے میں مر گئی) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”نہیں اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) بلکہ میں (یہ کہوں گا) ہائے میرا سر۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تمہیں کوئی نقصان بھی نہیں ہے اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاتی ہو تو میں تمہارے تمام امور سرانجام دوں گا میں تمہیں غسل دوں گا، تمہیں کفن پہناؤں گا، تمہاری نماز جنازہ ادا کروں گا، تمہیں دفن کروں گا۔“

شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا

اگر کسی شخص کی بیوی فوت ہو جائے تو شرعی اعتبار سے شوہر اپنی بیوی کو نہ غسل دے سکتا ہے اور نہ چھو اور نہ دیکھ سکتا ہے کیونکہ جب وہ عورت اس کی بیوی تھی تو وہ اسکی مملوکہ تھی اور جیسے ہی وہ فوت ہوئی وہ اسکی ملکیت سے نکل گئی اور شوہر سے وہ اہلیت اٹھ گئی جو حالت نکاح میں اس کو حاصل تھی۔ اور اگر کسی کا شوہر فوت ہو جائے تو بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ شوہر کے وصال کے بعد بھی وہ عورت عدت میں ہے اور عدت کی مدت تک اس کی ملکیت میں ہے لہذا وہ اس عرصہ میں اپنے شوہر کو چھو، دیکھ اور غسل دے سکتی ہے۔ (قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ، ص ۷۸، لاہور)

بَابُ: مَا جَاءَ فِیْ غُسْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم

یہ باب ہے کہ نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کے بارے میں ہے

1466- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ الْأَزْهَرِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِیَّةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَرْدَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ ابْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ أَبِيہِ قَالَ لَمَّا أَخَذُوا فِیْ غُسْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّخْلِ لَا تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَمِیْصَہُ

﴿ ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب لوگ نبی کریم ﷺ کو غسل دینے لگے تو گھر کے اندر سے ہی کسی نے انہیں پکار کر کہا اللہ کے رسول ﷺ کی قمیص نہ اتارنا۔

1467- حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ خِذَامٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِیْسٰی اَنَابَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَمَّا غَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ مِنْهُ مَا يَلْتَمِسُ مِنَ الْمَيِّتِ فَلَمْ يَجِدْهُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الطَّيِّبُ طِبْتَ حَيًّا وَطِبْتَ مَيِّتًا

•• حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب وہ نبی کریم ﷺ کو غسل دینے لگے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک سے وہ چیز تلاش کی جو میت کے جسم سے تلاش کی جاتی ہے تو وہ چیز انہیں نہیں ملی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے میرے والد آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ پاکیزہ ہیں زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وصال کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔

شرح

نبی اکرم ﷺ کے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے نہایت نفاست، لطافت اور طہارت رکھی تھی، آپ خوشبو کا بہت استعمال کرتے تھے اور بدبو سے نہایت نفرت کرتے، آپ کے کپڑے اور بدن ہمیشہ معطر رہتے، یہاں تک کہ آپ جس کو چہ اور گلی سے چلے جاتے تو وہ معطر ہو جاتا، اور لوگ پہچان لیتے کہ آپ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں، ایک بار آپ ﷺ نے شہد کا استعمال کیا، تو بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہا کہ آپ کے منہ سے مغایر (گوند) کی بو آتی ہے، آپ نے شہد کا استعمال اپنے اوپر حرام کر لیا، غرض آپ اس سے بہت بچتے تھے کہ آپ کے کپڑے یا بدن میں کسی قسم کی بو ہو جو دوسرے کو بری معلوم ہو، اور اسی وجہ سے آپ کبھی پیاز یا لہسن نہیں کھاتے تھے، جب نبی اکرم ﷺ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول سے ملنے گئے، جو بڑا دنیا دار اور مال دار تھا، تو کہنے لگا کہ آپ اپنے گدھے کو مجھ سے ذرا دور رکھئے اس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ قسم اللہ تعالیٰ کی! آپ ﷺ کے گدھے کی بوتیرے بدن کی بو سے اچھی ہے، غرض سر سے پاؤں تک آپ لطافت و طہارت اور خوشبو ہی میں ڈوبے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد بھی آپ کو پاک و صاف رکھا، اور جیسے مردوں کے جسم سے کبھی نجاست نکل آتی ہے، آپ کے جسم مبارک سے بالکل نہیں نکلی، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحابہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

1468- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنَا مُتٌ فَاغْسِلُونِي بِسَبْعِ قَرَبٍ مِنْ بَنِي بَنِي عَرَبٍ

•• حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جب میں مر جاؤں تو تم لوگ میرے کنوئیں ”بنر عرب“ (میں سے پانی لے کر) سات مشکیزوں کے ذریعے مجھے غسل دینا۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب نبی کریم ﷺ کے کفن کے بارے میں ہے

1469- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ ثَوَابٍ بَيْضٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ لَهَا لَمِيضٌ وَلَا عِمَامَةٌ لِقَبِيلٍ لِعَائِشَةَ إِنَّهُمْ كَانُوا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ لَقَدْ كَانَ كُفِّنَ فِي حَبْرَةٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَقَدْ جَالُوا بِبُرْدٍ حَبْرَةٍ فَلَمْ يَكْفِنُوهُ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ کو تین سفید یعنی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جس میں قمیص اور عمامہ شامل نہیں تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کی گئی لوگ تو یہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو دھاری دار چادر میں کفن دیا گیا تھا۔

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگ دھاری دار چادر لے کر آئے تھے لیکن اس میں نبی کریم ﷺ کو کفن نہیں دیا گیا تھا۔

1470- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ هَذَا مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي مُعَيْدٍ حَفِصِ بْنِ غِيلَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رِيَاطٍ بَيْضٍ سُحُولِيَّةٍ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو تین نرم سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

1471- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ ثَوَابٍ قَيْمِصَةٍ أَلْدِي قُبْضٍ فِيهِ وَحُلَّةٌ نَجْرَانِيَّةٌ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک وہ قمیص تھی جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا اور ایک نجرانی حلہ تھا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكُفْنِ

یہ باب کفن میت کے بیان میں ہے

میت کو سفید کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

1472- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَاَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُنَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ

1469: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 2178 أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3152 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 996 أخرجه

النسائی في "السنن" رقم الحديث: 1898

1470: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1471: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1472: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 4061 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 994

لَكَفِّنُوا لَهَا مَوْتَاكُمْ وَالْبُسُوحَا

• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر سفید کپڑا ہے اسی میں تم اپنے مردوں کو کفن دو اور اسی کو تم پہنو“۔

شرح

مردوں کو سفید کپڑے میں کفن کرنے کا حکم استحباب کے طور پر ہے چنانچہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ کفن کا کپڑا اگر سفید ہو تو اولیٰ بہتر ہے ورنہ تو مردوں کے کفن کے لئے برد (یعنی دھاری دار کپڑا) اور کتان کے کپڑے اور عورتوں کے کفن کے لئے ریشمی، زعفرانی اور سرخ رنگ کے کپڑے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ مرد ہو یا عورت اس کے لئے اس کی زندگی میں جن کپڑوں کا استعمال جائز ہے مرنے کے بعد انہیں کپڑوں کا کفن دینا بھی جائز ہے۔ ”ائمہ“ اسی سرمہ کو کہتے ہیں جو عام طور پر ہمارے یہاں استعمال ہوتا ہے، اس سرمہ کے استعمال کے بارے میں یہ افضل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے پیش نظر اسے سوتے وقت لگایا جائے پھر یہ کہ سوتے وقت سرمہ لگانا اپنے فوائد کے اعتبار سے بہت زیادہ تاثیر رکھتا ہے۔

1473- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّكَ هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي نَضْرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ

• حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: سب سے بہتر کفن حلہ ہے۔

شرح

حلہ سے چادر، لنگی اور اس کے نیچے کی قمیص یعنی کفنی مراد ہے، کفن میں یہ تینوں کپڑے مسنون ہیں یا پھر یہ کہ حلہ سے مراد قمیص (کفنی) کے علاوہ صرف چادر اور لنگی ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کفن میں ایک کپڑے پر اکتفاء نہ کیا جائے گا بلکہ کم سے کم دو کپڑے ہونے بہتر ہیں کیونکہ یہ کفن کفایہ اور ادنیٰ درجہ ہے اور اگر کفن میں تین کپڑے یعنی چادر، لنگی اور اس کے ساتھ قمیص بھی دیں تو یہ سنت اور درجہ کمال ہے۔ سینکڑوں والا دنبہ چونکہ اکثر فریبہ اور قیمتی ہوتا ہے اس لئے اس کی قربانی کو بہتر فرمایا گیا ہے۔

اچھے کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

1474- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَارٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ

• حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

1473: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3156

1474: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 995

”جب کوئی شخص اپنے بھائی (کے کفن و دفن) کا ذمہ دار بنے تو اسے اچھا کفن دینا چاہئے۔“

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفنائے تو اسے چاہئے کہ وہ اچھا کفن دے۔“ (مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم، رقم الحدیث، ۱۱۴)

ابن عدی کی روایت ہے کہ اپنے مردوں کو اچھا کفن دو اس لئے کہ وہ مردے اپنی قبروں میں آپس میں (ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں) بہر حال اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ کفن کا کپڑا پورا ہو اور بغیر کسی اسراف کے لطیف و پاکیزہ ہو اور سفید ہو خواہ دھلا ہوا ہو یا نیا ہو۔ اچھے کفن سے وہ اعلیٰ و قیمتی کپڑوں کے کفن مراد نہیں ہیں جو بعض جاہل دنیا دار ازراہ ناموری اور تکبر کے استعمال کرتے ہیں بلکہ ایسا کفن سخت منع ہے۔

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسراف کرنے والوں نے یہ جو طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ بہت زیادہ قیمتی کپڑے کفن میں دیتے ہیں یہ شرعی اعتبار سے ممنوع ہے کیونکہ اس سے مال کا خواہ مخواہ ضائع ہونا لازم آتا ہے۔

کفن کے کپڑوں میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں کفنائے گئے تھے جو سفید یعنی اور سحول کی بنی ہوئی روئی کے تھے، نہ ان میں (سیا ہوا) کرتہ تھا نہ پگڑی تھی۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم، حدیث، ۱۱۳)

لیس فیہا قمیص ولا عمامہ (نہ ان میں کرتہ تھا اور نہ پگڑی تھی) کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں ان کپڑوں کے علاوہ کرتہ اور عمامہ بالکل نہ تھا۔

بعض حضرات نے اس جملہ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کرتہ اور عمامہ ان تین کپڑوں میں نہیں تھا بلکہ کرتہ اور عمامہ ان تین کپڑوں کے علاوہ تھا۔ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں پانچ کپڑوں کا ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں تین کپڑے تھے لہذا اس جملہ کا یہی مطلب صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کرتہ و عمامہ بالکل نہیں تھا صرف تین کپڑے تھے۔ اس جملہ کے پیش نظر علماء کے مسلک میں بھی یہ اختلاف واقع ہوا ہے کہ آیا یہ مستحب ہے کہ کفن میں کرتہ اور عمامہ ہو یا نہ ہو؟ چنانچہ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کفن میں تین لفافہ ہوں (یعنی صرف تین چادریں ہوں جن میں میت کو لپیٹا جاسکے) اور ان میں کرتہ و عمامہ نہ ہو۔

جب کہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ کفن میں تین کپڑے ہونے چاہئیں (۱) ازار یعنی لنگی (۲) قمیص یعنی کفن (۳) لفافہ یعنی پوٹ کی چادر۔ لہذا حدیث میں قمیص کی جو نفی فرمائی گئی ہے اس کی تاویل حنفیہ یہ کرتے ہیں کہ سیاہ ہوا قمیص نہیں تھا بلکہ بغیر سیاہ ہوا قمیص تھا جس کو کفنی کہا جاتا ہے۔

حالت احرام والے کپڑوں میں کفن دینے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے اونٹ سے گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا وہ احرام باندھے ہوئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو، انہی کپڑوں میں اسے دفن کرو اور اس کا سر مت ڈھانپو۔ قیامت کے دن یہ اسی حالت میں احرام باندھے ہوئے یا تلبیہ کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے سفیان ثوری شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ محرم کے مرنے سے اس کا احرام ختم ہو جاتا ہے لہذا اس کے ساتھ بھی غیر محرم کی طرح معاملہ کیا جائے گا۔

(بخاری و مسلم، جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 945، مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث، 115)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں انتقال کر جائے تو اسے اسی کے لباس میں کہ جسے وہ بطور احرام استعمال کرتا تھا کفنا دیا جائے اور اس پر خوشبو نہ لگائی جائے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی اور امام احمد کا یہی مسلک ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک کے نزدیک کفن کے بارے میں محرم اور غیر محرم دونوں برابر ہیں۔ جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کے دونوں کپڑوں میں کہ جسے وہ بطور محرم کے استعمال کرتا تھا کفنانے کا حکم دیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے پاس ان دونوں کپڑوں کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ تھا کہ اسے علیحدہ سے پورا کفن دیا جاتا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر کو ڈھانکنے سے جو منع فرمایا تو یہ ممانعت بھی صرف اس شخص کے لیے تھی عام طور پر سب کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ إِلَى الْمَيِّتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ

یہ باب ہے کہ جب میت کو کفن پہنا دیا گیا ہو تو اسے دیکھنا

1475- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قُبِضَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُدْرِجُوهُ فِي أَكْفَانِهِ حَتَّى تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَإِنَّهُ لَيَنْكَبُّ عَلَيْهِ وَيَبْكِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا۔

”اے کفن میں اس وقت تک نہ چھپانا جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں۔“

(راوی کہتے ہیں) پھر نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے آپ ﷺ ان پر جھکے اور رونے لگے۔

باب: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ

یہ باب موت کا اعلان کرنے کی ممانعت کے بیان میں ہے

1476- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى قَالَ كَانَ حَذِيفَةُ إِذَا مَاتَ لَهُ الْمَيِّتُ قَالَ لَا تُؤْذِنُوا بِهِ أَحَدًا إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونُ نَعْيًا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَذْنَى هَاتَيْنِ يَنْهَى عَنِ النَّعْيِ

••• بلال بن یحییٰ بیان کرتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے ہاں کسی کا انتقال ہوتا تو وہ یہ فرماتے تھے تم اس کے انتقال کے بارے میں کسی کو اطلاع نہ دو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں یہ ”نہی“ نہ ہو میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے ان دونوں کانوں کے ساتھ ”نہی“ (موت کا اعلان کرنے) سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔

شرح

نہی: کسی کے مرنے کی خبر دینے کو نہی کہتے ہیں، نبی جائز ہے، خود نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کی وفات کی خبر دی ہے اسی طرح زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی وفات کی خبریں بھی آپ نے لوگوں کو دی ہیں، جس نہی کی ممانعت حدیثوں میں وارد ہے، یہ وہ نہی ہے جسے اہل جاہلیت کرتے تھے، جب کوئی مر جاتا تو وہ ایک شخص کو بھیجتے جو محلوں اور بازاروں میں پھر پھر کر اس کے مرنے کا اعلان کرتا۔

مؤمن اور منافق کی زندگی کی مثال کا بیان

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مؤمن کی مثال کھیت کی تروتاز اور نرم شاخ کی سی ہے کہ جسے ہوائیں جھکا دیتی ہیں، کبھی اسے گرا دیتی ہیں اور کبھی سیدھا کر دیتی ہیں یہاں تک کہ اس کا وقت پورا ہو جاتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو جما کھڑا رہتا ہے اسے کوئی جھکا نہیں لگتا (یعنی نہ تو وہ ہوا کہ دباؤ سے گرتا ہے اور نہ جھکتا ہے) یہاں تک کہ وہ دفعۃً زمین پر آگرتا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم: حدیث نمبر 20)

مؤمن کی مثال تو کھیتی کی تروتازہ اور نرم شاخ سے دی جا رہی ہے کہ جس طرح ہواؤں کے تھپڑے اس شاخ پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں بایں طور کہ کبھی وہ شاخ کو گرا دیتے ہیں کبھی سیدھا کر دیتے ہیں۔ مگر وہ شاخ ہواؤں کے سخت و تند تھپڑے کھا کھا کر اپنی جگہ اپنے وقت کے آخری لمحہ تک کھڑی رہتی ہے۔ اسی مؤمن کا حال بھی یہی ہے کہ کبھی تو اسے مصائب و آلام اور ضعف و بیماری کے سخت تھپڑے گرا دیتے ہیں، کبھی صحت و تندرستی اور خوشی و مسرت کے جانفزا جھوٹے ان کی زندگی میں بشت و انبساط کی زندگی پیدا کر دیتے ہیں اس طرح وہ اپنی زندگی کے دن پورے کرتا رہتا ہے۔ منافق کی مثال صنوبر کے درخت سے دی گئی ہے کہ جس طرح صنوبر کا درخت بظاہر ایک جگہ کھڑا رہتا ہے اور اس پر ہوا کا دباؤ اثر انداز نہیں ہوتا مگر جب اس کا وقت آتا ہے تو وہ یکبارگی

زمین پر آ رہتا ہے اسی طرح منافق کا حال ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں بظاہر خوش و خرم اور ہشاش بشاش نظر آتا ہے نہ اس پر مصائب و آلام کی بارش ہوتی ہے اور نہ بیماری و ضعف کے پھیڑ بے اس پر اثر انداز ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ یکبارگی بغیر کسی بیماری و ضعف کے موت کی وادی میں گر جاتا ہے۔ گویا حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ مومن و مسلمان کی زندگی مصائب و آلام اور تکلیف و پریشانی میں گزرتی ہے کبھی وہ بیماری و ضعف کے جال میں پھنسا رہتا ہے کبھی اسے مال و زر کی کمی اپنی لپیٹ میں لیتی ہے کبھی دوسرے دنیاوی حوادث و آلام اس کی روشن زندگی پر سیاہ بادل بن کر چھا جاتے ہیں مگر مومن مسلمان اسی حالت میں جیے جاتا ہے اور یہ تمام چیزیں اس کے حق میں اخروی سعادت و خوش بختی کی علامت قرار دی جاتی ہیں بشرطیکہ صبر و رضا اور شکر کا دامن کسی بھی مرحلہ پر ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اس کے مقابلہ پر منافق و فاسق کی زندگی ہوتی ہے جس پر نہ تو زیادہ ترغیم و آلام کا سایہ ہوتا ہے نہ بیماری و پریشانی کے سیاہ بادل اور نہ دوسری دنیاوی ذلت و ناکامی اور مصیبت و پریشانی کا چکر، بلکہ وہ بظاہر تندرست و توانا اور خوش و خرم رہتا ہے اس طرح نہ اسے وہ درجہ ملتا ہے جو مصائب و پریشانی میں مبتلا ہو کر مومن و مسلمان کی اخروی کامیابی و فلاح کا ضامن بنتی ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ

یہ باب جنازے میں شریک ہونے کے بیان میں ہے

جنازے کو جلدی لے جانے کا بیان

1477- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ لَكُنْ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تَقْلِمُونَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهَا عَنْ رِقَابِكُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنازے کو تیزی سے لے کر چلو کیونکہ اگر وہ نیک ہوگا تو تم اسے بھلائی کی طرف لے جا رہے ہو۔ اگر وہ اس کے علاوہ ہوگا تو تم شر کو اپنی گردن سے ہٹا دو گے۔

شرح

جنازہ لے کر جلدی چلو" کا مطلب یہ ہے کہ جب دفن کرنے کے لئے جنازہ کو لے کر چلو تو جلدی جلدی چلو، آہستہ آہستہ قدم نہ اٹھاؤ لیکن "جلدی" سے دوڑنا مراد نہیں ہے بلکہ متوسط چال مراد ہے کہ قدم جلد جلد اٹھیں اور پاس پاس رکھے جائیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جنازہ لے کر چلنے کی چال معمولی چال سے تو بڑھی ہوئی ہو اور دوڑنے سے کم ہو۔ "اگر وہ جنازہ نیک آدمی کا ہے الخ" یہ جلدی چلنے کا فائدہ بیان کیا جا رہا ہے کہ تم جس شخص کا جنازہ لے کر چل رہے ہو اگر اس کی زندگی اچھے احوال اور اچھے اعمال کے ساتھ گزری ہے تو اسے جلد جلد لے کر چلو تا کہ وہ آخرت کے ثواب اور حق تعالیٰ کی رحمت تک جلد سے جلد پہنچ جائے اور اگر وہ جنازہ کسی

1477: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1315، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2183، أخرجه أبو داود فی "السنن" رقم الحديث: 3181، أخرجه

الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 1015، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1909

ایسے شخص کا ہے جس کی زندگی برے احوال اور برے اعمال کے ساتھ گزری ہے تو بھی جلد جلد چلوتا کہ برے کو جلد اپنے کاموں سے اتار پھینکو۔

جنازے کو کندھا دینے کی فضیلت کا بیان

1478- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَنصُورٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ إِسْطَاسٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَابِ السَّرِيرِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السَّنَةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ

•• حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے اسے جنازے کی چارپائی کے سب کناروں کی طرف سے کندھا دینا چاہئے کیونکہ یہ سنت ہے پھر اگر وہ چاہے تو نفلی طور پر بھی ایسا کرے اور اگر چاہے تو اسے چھوڑ دے۔“

جنازے کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ مومن ہونے کی حیثیت سے (یعنی فرمانِ شریعت پر عمل کرنے کی غرض سے) اور طلبِ ثواب کی خاطر جائے اور جنازہ کے ساتھ ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کی نماز جنازہ پڑھے اور اس کی تدفین سے فراغت پائے تو وہ شخص دو قیراط ثواب لے کر واپس ہوتا ہے جس میں سے ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر آجائے اور تدفین میں شریک نہ ہو تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر واپس ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم، رقم الحدیث: 135)

”قیراط“ دینار کے بارہویں حصہ کو کہتے ہیں جس کا وزن تقریباً چار جو کے برابر ہوتا ہے یہاں قیراط سے مراد ”حصہ عظیم“ یعنی بہت بڑا انبار ہے جس کو احد پہاڑ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سکون سے جنازہ اٹھا کر لے جانے کا بیان

1479- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَقِيلِ بْنِ حَقِيلٍ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ قَابِطٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ كَيْسِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى جِنَازَةً يُسْرِعُونَ بِهَا قَالَ لَتَكُنَّ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ

•• حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک جنازہ دیکھا جسے لوگ تیزی سے لے جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم پر سکینے ہوتی چاہئے (یعنی تم لوگ آرام سے چلو)۔“

1480- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحَمَصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا رُكْبَانًا عَلَى دَوَابِهِمْ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنَّ مَلَائِكَةَ اللَّهِ يَمْشُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ

•• حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو اپنے جانوروں پر سوار ہو کر جنازے میں شریک تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو حیا نہیں آتی؟ اللہ تعالیٰ کے فرشتے پیدل چل رہے ہیں اور تم لوگ سوار ہو۔

1481- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَبَّابٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَبَّابٍ حَدَّثَنَا سَمْعُ بْنُ شُعْبَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّايِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْعَاشِي مِنْهَا حَيْثُ جَاءَ

•• حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”سوار ہو کر چلنے والا جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جہاں چاہے چلے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

یہ باب جنازے کے آگے چلنے کے بارے میں ہے

1482- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

•• سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

1483- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمَّالُ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ

1480: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 1012

1481: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3180 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 1031 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحدیث: 1941 ورقم

الحدیث: 1942 ورقم الحدیث: 1947

1482: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3179 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 1008 ورقم الحدیث: 1009 أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم

الحدیث: 1943 ورقم الحدیث: 1944

الْبُرْسَانِيُّ أَنبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔

1484- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ الْحَنْفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ لَيْسَ مِنْهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا

•• حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جنازے کے پیچھے چلا جاتا ہے اسے پیچھے نہیں رکھا جاتا جو شخص اس کے آگے چلے وہ اس میں شامل نہیں ہوتا۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّسْلُبِ مَعَ الْجَنَازَةِ

یہ باب ہے کہ چادر اتار کر جنازے کے ساتھ چلنے کے بارے میں ممانعت

1485- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَزَوَّرِ عَنْ لُقَيْعِ بْنِ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ وَأَبِي بَرَزَةَ قَالَ عَوَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوا أَرْدِيَّتَهُمْ يَمْشُونَ فِي قُمَصٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْفَعَلِ الْجَاهِلِيَّةُ تَأْخُذُونَ أَوْ يَصْنَعِ الْجَاهِلِيَّةُ تَشَبَّهُونَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَدْعُو عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُونَهَا فِي خَيْرِ صَوَرٍ كُمْ قَالَ فَاتَّخِذُوا أَرْدِيَّتَهُمْ وَلَمْ يَعُودُوا لِذَلِكَ

•• حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ دونوں بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اپنی چادریں اتار دی ہوئی تھیں اور وہ صرف قمیص پہن کر چل رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کیا تم زمانہ جاہلیت کے طرز عمل کو اختیار کر رہے ہو۔“ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) زمانہ جاہلیت کے معمول کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا چاہتے ہو میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ تمہارے لیے ایسی دعائے ضرر کروں جس کی وجہ سے تمہاری شکلیں تبدیل ہو جائیں۔“

راوی کہتے ہیں: تو ان لوگوں نے اپنی چادریں لیں اور دوبارہ ایسا نہیں کیا۔

1483: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 1010

1484: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3184 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 1011

1485: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْجِنَازَةِ لَا تُؤَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ وَلَا تُتَّبَعُ بِنَارٍ

یہ باب ہے کہ جب جنازہ تیار ہو چکا ہو تو اسے مؤخر نہیں کیا جائے گا

اور اس کے ساتھ آگ نہیں لے جانی جائے گی

1486- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيُّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤَخَّرُوا الْجِنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جب جنازہ تیار ہو جائے تو پھر اس میں تاخیر نہ کرو۔“

1487- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ أَنبَأَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَرِيزٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَهُ قَالَ أَوْصَى أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَقَالَ لَا تُتَّبَعُونِي بِمَجْمَرٍ قَالُوا لَهُ أَوْ سَمِعْتَ فِيهِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا موت کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے یہ وصیت کی کہ میرے ساتھ انگیسٹھ نہ لے کر جانا لوگوں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کوئی چیز سن رکھی ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں نبی کریم ﷺ کی زبانی سنی ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

یہ باب ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جس شخص کی نماز جنازہ ادا کرے

جنازے میں سو بندوں کی شرکت کا بیان

1488- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنبَأَنَا شَيْبَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جس شخص کی نماز جنازہ ایک سو مسلمان ادا کر لیں اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔“

1487: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1486: أخرجه الترمذی فی ”المجامع“ رقم الحديث: 170، و”رقم الحديث: 1075

1488: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

پہلی حدیث میں چالیس آدمیوں کے نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب بیان کیا گیا ہے جب کہ دوسری حدیث میں "سوا آدمیوں کی جماعت" کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ چنانچہ علماء اس اختلاف کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ پہلے سوا آدمیوں کی شرکت کی فضیلت نازل ہوئی ہوگی پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حال پر رحم فرماتے ہوئے یہ تعداد کم کر کے چالیس آدمیوں کی شرکت کی فضیلت بیان فرمائی نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ان حدیثوں میں چالیس اور سو سے خاص طور پر یہی دونوں عدد نہ ہوں بلکہ ان سے کثرت جماعت مراد ہو۔

1489 - حَدَّثَنَا ابْنُ رَاهِمٍ بَنُ الْمُثَنَّى الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ الْخَرَّاطُ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ هَلَكَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لِي يَا كُرَيْبُ قُمْ فَانْظُرْ هَلِ اجْتَمَعَ لَائِنِي أَحَدٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ وَيَحْكَ كَمْ تَرَاهُمْ أَرْبَعِينَ قُلْتُ لَا بَلْ هُمْ أَكْثَرُ قَالَ فَاخْرُجُوا بِائِنِي فَأُشْهِدَ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ أَرْبَعِينَ مِنْ مُؤْمِنٍ يَشْفَعُونَ لِمُؤْمِنٍ إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ

◀◀ کریب بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک صاحبزادے کا انتقال ہو گیا، تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے کریب! اٹھ کر دیکھو! کیا میرے لیے لوگ جمع ہوئے ہیں؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں، تو انہوں نے فرمایا تم پر افسوس ہے کتنے لوگ ہیں؟ کیا خیال ہے وہ چالیس ہیں۔ میں نے جواب دیا: جی نہیں وہ اس سے زیادہ ہیں! تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرے بیٹے کو لے کر چلو کیونکہ میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جس مومن کے حق میں چالیس مومن شفاعت کریں یعنی اس کی نماز جنازہ ادا کریں، تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول کر لیتا ہے۔“

1490 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ الشَّامِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مَنْ تَبِعَهَا جَزَاءُهَا ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا صَفَّ صُفُوفَ ثَلَاثَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَيِّتٍ إِلَّا أَوْجَبَ

◀◀ حضرت مریم بن عبداللہ یزنی رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن ہبیرہ شامی رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ہیں ان کے بارے میں یہ بیان کرتے ہیں: جب ان کے سامنے کوئی جنازہ لایا جاتا اور وہ جنازے میں شریک لوگوں کو کم محسوس کرتے، تو ان کو

تین صفوں میں تقسیم کرتے تھے اور پھر اس کی نماز جنازہ پڑھاتے تھے۔ یہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ”جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ ادا کر لیں تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

یہ باب میت کی تعریف کے بیان میں ہے

میت کی تعریف کے سبب جنت واجب ہو جانے کا بیان

1491- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَى عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ لَمْ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَى عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ لِقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ لَهُدٍ وَجَبَتْ وَلَهُدٍ وَجَبَتْ فَقَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ وَالْمُؤْمِنُونَ شُهُودُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ

•• حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرالوگوں نے اس کی تعریف کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی پھر ایک اور جنازہ گزرالوگوں نے اس کی برائی بیان کی یا اسی نوعیت کوئی بات کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس کے لئے بھی کہا واجب ہوگئی اور اس کے لئے بھی کہا واجب ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی گواہی کی وجہ سے کہا ہے اہل ایمان زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

شرح

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ تشریح جنت واجب ہوگئی، کا مطلب یہ ہے کہ تم جس شخص کی تعریف بیان کر رہے ہو اگر اس کی وہ تعریف صحیح اور سچ ہے یا یہ کہ اس کی موت اسی خیر و بھلائی کی حالت میں ہوئی ہے جیسے تم بیان کر رہے ہو تو اس کے لئے جنت کی سعادت ثابت ہوگئی۔ اسی طرح ”دوزخ واجب ہوگئی۔“ کا مطلب بھی یہی ہے کہ جس شخص کی تم برائی بیان کر رہے ہو۔ اگر اس کی وہ برائی صحیح اور واقعی ہے یا یہ کہ اس کی موت اسی برائی کی حالت میں ہوئی ہے جسے تم بیان کر رہے ہو تو اس کے لئے دوزخ کی سزا ثابت ہوگئی۔

منظہر کا قول ہے کہ یہ حکم عام طور پر ہر شخص کے لئے نہیں ہے کہ جس کسی بھی شخص کے بارہ میں لوگ خیر و بھلائی کا ذکر کریں تو اس کے لئے جنت لازم ہی ہو جائے بلکہ جس شخص کے بارہ میں لوگ اچھے اور نیک خیالات کا اظہار کریں اور اس کی تعریف بیان کریں تو اس کے لئے جنت کی امید کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح جس شخص کے بارہ میں لوگ برے خیالات کا اظہار کریں اور زبان خلق اس کی برائی میں مصروف ہو تو اس کے بارہ میں یہ خوف ہو سکتا ہے کہ وہ دوزخ میں جائے اب رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

پہلے شخص کے لئے جنت اور دوسرے شخص کے لئے دوزخ کو واجب کیوں کہا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے شخص کے جنتی ہونے اور دوسرے شخص کے دوزخی ہونے کے فیصلہ سے مطلع کر دیا تھا۔

زین عرف فرماتے ہیں کہ کسی شخص کا خیر و بھلائی اور شر و برائی کے ساتھ ذکر کرنا اس کے لئے جنت و دوزخ کو واجب نہیں کرتا بلکہ درحقیقت کسی شخص کے بارہ میں زبان مطلق کا بھلا یا برا تاثر صرف اس کے جنتی یا دوزخی ہونے کی علامت ہوتا ہے۔

پھر یہ کہ اس تعریف اور اس برائی کا اعتبار ہوگا جس کی نیک بخت لوگوں اور متقی و پرہیزگار بندوں کی زبانیں گواہی دیں کیونکہ اللہ کے نیک بخت و متقی بندوں کی زبان اس کے قلب سلیم کی ہموار ہوتی ہے لہذا وہ جس شخص کی تعریف کریں گے یا جس شخص کی برائی کریں گے اس میں کسی خارجی دباؤ یا نفس کے کسی غلط تقاضا کا قطعی دخل نہیں ہوگا بلکہ ان کے زبانی اثرات اور حقیقت کے صالح قلب کے صحیح فیصلہ کے نماز ہوں گے چنانچہ کسی شخص کے بارہ میں ان کے تعریف اس شخص کے جنتی ہونے کی علامت ہوگی اور کسی شخص کے بارہ میں ان کی بیان کی ہوئی برائی اس شخص کے دوزخی ہونے کی علامت ہوگی۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اگر کوئی فاسق اور دنیا دار شخص نفس کے غلط تقاضا اور اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کی خاطر کسی برے اور بدکار شخص کی تعریف بیان کرے اور اس کے بارہ میں اچھے تاثرات کا اظہار کرے یا اسی طرح کسی نیک بخت اور مرد مومن کی برائی بیان کرے تو نہ اس کی تعریف کا اعتبار ہوگا اور نہ اس کی بیان کی ہوئی برائی کی کوئی حیثیت ہوگی بلکہ اس کے بارہ میں یہ کہا جائے گا کہ یہ اپنے نفس کا غلام اور ضمیر فروش ہے جو شخص ذاتی اغراض و مقاصد کی خاطر اس شخص کو تو اچھا کہہ رہا ہے جس کی برائی اور بدکاری عیاں تھی اور اس نیک بخت کو برا کہہ رہا ہے جس کی نیک بختی مثالی حیثیت رکھتی تھی۔ اتم شہداء اللہ تم (اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اکثر کے اعتبار سے ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص جیسا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی زبان سے اسے ویسا ہی کہلواتا ہے یعنی اگر کوئی شخص نیک ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے بندوں کی زبان سے نیک ہی کہلواتا ہے۔ اور کوئی شخص بدکار ہوتا ہے تو اللہ اپنے بندوں کی زبان سے اس کی بدکاری ہی کی شہادت دلواتا ہے چنانچہ بندہ کی یہ شہادت درحقیقت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ وہ جس کے بارہ میں جس تاثر کا اظہار کر رہے ہیں وہ واقعہ ایسا ہی ہے۔

1492- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ مُرَّ عَالِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَأَتَيْنِي عَلَيْهَا خَيْرًا فَبِي مَنَاقِبِ الْخَيْرِ لَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا عَلَيْهِ بِأُخْرَى فَأَتَيْنِي عَلَيْهَا شَرًّا فَبِي مَنَاقِبِ الشَّرِّ لَقَالَ وَجَبَتْ إِنَّكُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا اس کی اچھائی کے ساتھ تعریف کی گئی اور اس کی خوبیوں کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”واجب ہوگئی۔“

پھر آپ ﷺ کے پاس سے ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی برائیاں ذکر کرتے ہوئے اس کی بری تعریف کی گئی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”واجب ہوگئی تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔“

فوت شدہ لوگوں کی برائی کرنے سے ممانعت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم اپنے مرے ہوئے لوگوں کی نیکیاں ہی ذکر کر لیا کرو اور ان کی برائیوں کے ذکر سے بچتے رہو۔“ (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث، 162) مرے ہوئے لوگوں کے نیک اعمال اور ان کی بھلائیاں کو اس لئے یاد اور بیان کرنا چاہئے کہ نیک اور نیکی کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ مردوں کی نیکیوں کو ذکر کرنے کا جو حکم دیا جا رہا ہے وہ استحباب کے طور پر ہے لیکن ان کی برائیوں کے ذکر سے بچنے کا جو حکم دیا جا رہا ہے وہ وجوب کے طور پر ہے یعنی ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کی برائیاں ذکر نہ کرے اور اس فعل سے بچتا رہے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی نے لکھا ہے کہ مرے ہوئے لوگوں کی غیبت زندہ لوگوں کی غیبت سے کہیں زیادہ قابل نفیس ہے۔ کتاب ازہار میں علماء کا یہ قول لکھا ہوا ہے کہ ”میت کو نہلانے والا اگر میت میں کوئی اچھی علامت دیکھے مثلاً میت کا چہرہ روشن اور منور ہو یا میت میں سے خوشبو آتی ہو تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرنا مستحب ہے اور اگر کوئی بری علامت دیکھے مثلاً (نعوذ باللہ) میت کا چہرہ یا بدن سیاہ ہو گیا ہو یا اس کی صورت مسخ ہوگئی ہو تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرنا حرام ہے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي آيِنَ يَقُومُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجِنَازَةِ

یہ باب ہے کہ جب امام نماز جنازہ ادا کرے گا تو وہ کہاں کھڑا ہو؟

1493- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ أَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْسَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ الْفَزَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا فَقَامَ وَمَسَطَهَا

حضرت سمرہ بن جندب فزاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ایک ایسی عورت کی نماز جنازہ ادا کی جو نفاس کی حالت میں فوت ہوئی تھی تو نبی کریم ﷺ اس کے درمیان کے مقابل میں کھڑے

1493: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحدیث: 332، رقم الحدیث: 133، رقم الحدیث: 1332، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحدیث: 2232، رقم الحدیث: 2233، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3195، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 1035، أخرجه الترمذی فی "السنن" رقم الحدیث: 391، رقم الحدیث: 1975، رقم الحدیث: 1978

ہوئے تھے۔

1494- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ حَدَّثَنَا مَعِينُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلَّى عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حَيْثُ رَأَيْتُ لَجِيءَ بِجَنَازَةِ أُخْرَى بِامْرَأَةٍ فَقَالُوا يَا أَبَا حَمْرَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حَيْثُ وَسَطَ السَّرِيرِ فَقَالَ الْعَلَاءُ بْنُ زَيْدٍ يَا أَبَا حَمْرَةَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الْجَنَازَةِ مُقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ وَقَامَ مِنَ الْمَرْأَةِ مُقَامَكَ مِنَ الْمَرْأَةِ قَالَ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اخْفَظُوا

• ابو غالب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے ایک شخص کی نماز جنازہ ادا کی تو وہ اس کے سر کے بالمقابل کھڑے ہوئے پھر وہاں ایک اور جنازہ لایا گیا جو ایک خاتون کا تھا تو انہوں نے کہا: اے ابو حمزہ آپ اس عورت کی نماز جنازہ ادا کیجئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ چار پائی کے وسط کے مقابل میں کھڑے ہوئے تو علاء بن زیاد نے عرض کی: اے ابو حمزہ! آپ مرد کے جنازے میں جس جگہ کھڑے ہوئے اور خاتون کے جنازے میں جس جگہ کھڑے ہوئے کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح دیکھا ہے تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا اسے یاد رکھ لو۔

شرح

میت کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی کو نہیں پھیرا جائے گا اور نہ ہی اس کے ناخن اور بال کاٹے جائیں گے اور میت کو کفن پہنانے سے قبل کفن کو طاق مرتبہ خوشبو لگائی جائے گی۔ جب ان امور سے فارغ ہو جائیں تو اب اس پر نماز پڑھیں۔ اگر بادشاہ موجود ہو تو وہ لوگوں میں سے اس پر نماز کی امامت کرانے کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر بادشاہ موجود نہ ہو تو پھر محلہ کے امام کو مقدم کرنا مستحب ہے۔ اس کے بعد پھرولی ہے اب اگر میت پر نماز جنازہ ولی اور بادشاہ کے علاوہ کسی اور آدمی نے پڑھا دی تو ولی اس پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے اور اگر ولی اس پر نماز جنازہ پڑھ چکا ہے۔ تو پھر اس میت پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ اگر میت پر نماز جنازہ پڑھے بغیر اسے دفن دیا گیا تو تین دن تک اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر اس کے بعد نہیں اور نماز جنازہ پڑھانے والا بالکل میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہوگا۔ (قدوری، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

نماز جنازہ میں امام کا میت کے سامنے کھڑے ہونے میں فقہ شافعی و حنفی کا بیان

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت کے جنازہ کی نماز پڑھی جو حالت نفاس میں انتقال کر گئی تھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے جنازہ کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت تافعی رحمۃ اللہ جن کی کنیت ابو غالب ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک

جنازہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر کے جنازہ) کی نماز پڑھی، حضرت انس (جو امام تھے) جنازہ کے سر کے سامنے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی پھر لوگ قریش کی ایک عورت کا جنازہ لے کر آئے اور کہا اے ابو حمزہ! (یہ انس کی کنیت ہے) اس جنازہ کی نماز پڑھا دیجئے چنانچہ حضرت انس تخت (کہ جس پر جنازہ تھا) کے درمیانی حصہ کے سامنے کھڑے ہوئے (اور نماز پڑھائی یہ دیکھ کر) علاء بن زیاد نے کہا کہ کیا آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز جنازہ میں) اسی طرح کھڑے ہوتے دیکھا ہے جیسا کہ آپ اس عورت کے جنازہ کے درمیان اور مرد کے جنازہ کے سر کے سامنے کھڑے ہوئے تھے؟ یعنی کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز جنازہ پڑھاتے وقت عورت کے جنازہ پر اس کے درمیانی حصہ کے سامنے اور مرد کے جنازہ پر اس کے سر کے سامنے کھڑے ہوتے تھے؟ حضرت انس نے فرمایا ہاں! ابوداؤد نے بھی اس روایت کو کچھ زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے اور ان کی روایت میں فقام حبال وسط السریر کے بجائے فقام عند عجز المرأة (عورت کے جنازہ پر اس کے کولھے کے قریب کھڑے ہوئے) کے الفاظ منقول ہیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

حضرت امام شافعی کا مسلک تو یہ ہے کہ عورت کے جنازہ کی نماز میں امام میت کے کولہوں کے سامنے کھڑا ہو اور مرد کے جنازہ کی نماز میں میت کے سر کے سامنے کھڑا ہو، چنانچہ عورت کی نماز جنازہ کے بارے میں تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کے مسلک کی دلیل یہی حدیث ہے جب کہ مرد کی نماز جنازہ کے بارے میں وہ اپنا مسلک ایک دوسری حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ امام میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو کر خواہ مرد کا ہو یا عورت کا جنازہ ہو۔ اس حدیث کے بارے میں حضرت ابن ہمام رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میت کے سینہ کے سامنے کھڑے ہونے کی منافی نہیں کیونکہ انسانی جسم اعضاء کے اعتبار سے دراصل سینہ ہی وسط ہے بایں طور کہ سینہ کے اوپر سر اور ہاتھ ہیں اور سینہ کے نیچے پیٹ اور پاؤں ہیں اور ان سب کے درمیان سینہ ہے، نیز یہ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر سینہ کے سامنے کولہوں کی طرف تھوڑا مائل کھڑے ہوں گے اور چونکہ یہ دونوں حصے یعنی سینہ اور کولھے آپس میں بالکل قریب قریب ہیں اس لیے راوی نے یہ گمان کر لیا ہو کہ آپ کولہوں کے سامنے کھڑے تھے۔

شمس رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اور حضرت امام ابو یوسف کی روایت بھی یہ ہے کہ عورت کی جنازہ کی نماز میں امام میت کے کولہوں کے سامنے کھڑا ہو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

یہ باب نماز جنازہ میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

1495 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ

مُقْسِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

» حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کی تھی۔

1496- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَاصِمٍ النَّبِيلُ وَابْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا

حَمَّادُ بْنُ جَعْفَرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ حَدَّثَنِي أُمُّ شَرِيكٍ الْأَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

» سیدہ ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم نماز جنازہ میں سورہ

فاتحہ کی تلاوت کریں۔

نماز جنازہ میں سورت فاتحہ نہ پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے روایت ہے کہ ابن عباس نے ایک مرتبہ جنازے کی نماز پڑھی تو اس میں سورت فاتحہ بھی پڑھی۔ میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ سنت ہے یا فرمایا (مِنْ تَعَامُ السُّنَّةِ) تکمیل سنت سے ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اسی پر بعض علماء اور دوسرے علماء کا عمل ہے۔ وہ تکبیر اولی کے بعد سورت فاتحہ پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ امام شافعی اور احمد، اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ یہ اللہ کی ثناء، درود شریف اور میت کے لیے دعا پر مشتمل ہے۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ (احناف) کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: 1023)

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قراءت (فاتحہ) نہیں کرتے تھے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

یاد رہے کہ یہ روایت محدثین کے یہاں صحت کے نہایت اعلیٰ درجات پر ہے، اور بعض علماء اس کو "السلسلة الذهبية" کہتے ہیں، اور اصح الاسانید کہتے ہیں، لہذا امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا مذہب یہی ہے کہ نمازہ میں قراءت فاتحہ نہیں ہے، اور حضرت عبداللہ بن عمر، ابراہیم نخعی، محمد ابن سیرین، ابو العالیہ، فضالہ ابن عبید، ابو بردہ، عطاء، طاووس، میمون، بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے، (مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ) امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک اور ان کے اصحاب کے نزدیک قراءۃ الفاتحہ نماز جنازہ میں مکروہ ہے۔

جب کہ شافعیہ و حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ قراءۃ الفاتحہ نماز جنازہ میں واجب ہے اور امام احمد سے ایک روایت استحباب کی ہے ابن تیمیہ بھی اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں، امام الشافعی و امام احمد وغیرہ کا استدلال ابن عباس رضی اللہ عنہ کے عمل سے ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھایا اور اس میں سورت فاتحہ پڑھی ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

یہ باب نماز جنازہ میں دعا کے بیان میں ہے

1497- حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ الْمَدِينِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّابِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلَصُوا لَهُ الدُّعَاءَ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جب تم کسی میت پر نماز جنازہ ادا کرو تو تم صرف اسی کے لیے دعا کرو۔“

نماز جنازہ کے بعد دعائے مانگنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میت پر نماز (جنازہ) پڑھ چکو تو میت کو دعا کے لئے خاص کر لو۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۱۳۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ جب تم کسی مسلمان میت کی نماز جنازہ پڑھ لو تو اس کا جنازہ پڑھ لینے کے بعد اس کے لئے خصوصی طور پر دعا کرو۔ اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو لوگوں کو جنازہ کے بعد دعائے مانگنے سے منع کرتے ہیں، ان نادانوں کو چاہیے کہ اپنے مردوں کی مخالفت کرنا اگر کوئی ان کا شیوہ ہے تو کرتے رہیں کم از کم دوسروں کو تو اس طرح گمراہی کی پٹیاں نہ پڑھائیں۔ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے لوگوں کو دعا سے منع کرتے ہیں۔

مبسوط شمس الائمہ سرخسی جلد دوم صفحہ 67 باب غسل البیت میں روایت ہے کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک

جنازے پر بعد نماز پہنچے اور فرمایا۔ ان سبقتمولی بالصلوٰۃ علیہ فلا نسبقونی بالدعاء۔

اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی تو دعا مجھ سے آگے نہ بڑھو یعنی آؤ میرے ساتھ مل کر دعا کر لو۔

جو لوگ قبرستان جانا یا قبروں کی زیارت کو شرک و بدعت کہتے ہیں انہیں چاہیے کہ جب ان کا کوئی شخص مرجائے تو اس وقت بھی وہ

اسے قبرستان میں دفن نہ کریں کیونکہ جب وہ اسے قبرستان لے جائیں گے تو ہو سکتا ہے شرکیہ راستے پر چلنے کی وجہ سے وہ سارے

انہیں مشرک نہ ہو جائیں۔ اور اپنی اولادوں کو یہ وصیت کر کے جائیں کہ جب ہم مرجائیں تو ہمیں شرکیہ راستے سے بچا کر کہیں

نالوں کٹروں میں پھینک دینا لیکن قبرستان جیسے شرکیہ راستے کی طرف لیکر نہ چلنا۔ حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كثير الدعاء - الحاکم فی مستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصححه ورمز الامام السيوطی لصحته - دعا بكثرته - اسے حاکم نے مستدرک میں اور اسے صحیح کہا۔ امام سیوطی نے بھی اس کے صحیح ہونے کا نشان (رمز) لگایا۔

(المصدر علی التمسین کتاب الدعاء مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حدیث: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: جب تم میں سے کوئی شخص دعائے بکثرت کرے کہ اپنے رب سے ہی سوال کر رہا ہے۔ اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح روایت کیا۔

(مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الاوسط، باب سوال العبد حوائجہ، بیروت)

حدیث: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: اکثر من الدعاء فان الدعاء يرد القضاء المبرم - ابو الشيخ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ - دعا بكثرته مانگ کر دعا قضاء مبرم کو ٹال دیتی ہے۔ اسے ابو الشیخ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (کنز العمال، بحوالہ ابی الشیخ عن انس رضی اللہ عنہ، بیروت)

حدیث: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: لقد بارك الله لرجل في حاجة اكثر الدعاء فيها - البيهقي في الشعب والخطيب في التاريخ عن جابر رضي الله تعالى عنه - بیشک اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی آدمی کی اس حاجت میں جس میں وہ دعا کی کثرت کرے۔ اسے بیہقی نے شعب الایمان میں اور خطیب نے تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(شعب الایمان ذکر فصول فی الدعاء مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث: کثرت دعا سے گھبرا کر دعا چھوڑ دینے والے کو فرمایا: ایسے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: لا يزال يستجاب للعبد ما لم يدع باثم او قطعية رحم ما لم يستعجل قبل يا رسول الله ما الاستعجال يقول قد دعوت فلم ار يستجب لي فيستحسر عند ذلك ويدع الدعاء - مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واصل الحديث عند الشيعين و ابی داؤد و الترمذی و ابن ماجه جميعا عنه وفي الباب وغيره - بندہ کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ کسی گناہ یا قطع رحم کا سوال نہ کرے اور جب تک کہ جلد بازی نہ کرے۔

عرض کیا یا رسول اللہ جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا جب بندہ کہنے لگے کہ میں نے بار بار دعا کی، قبول ہوتی نظر نہیں آتی، اس وقت اکتا کر چھوڑ دے۔ یہ حدیث امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ اور اصل حدیث بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ سبھی کے یہاں حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے موجود ہے اور اس باب میں اس کے علاوہ اور حدیثیں ہیں۔ (صحیح مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء مطبوعہ نور محمد مع الطالک کراچی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اطلبوا الخير دهر کم كله و تعرضوا للتفحات رحمة الله فان الله نفحات من رحمة يصيب بها من يشاء من عباده۔

ہر وقت ہر گھڑی عمر بھر خیر مانگے جاؤ اور تجلیاتِ رحمتِ الہی کی تلاش رکھو کہ اللہ عزوجل کے لئے اس کی رحمت کی کچھ تجلیاں ہیں کہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے۔ (نوادراصول الاصل الرابع والاربعون والحدیث فی طلب الخیر، مطبوعہ دار صادر بیروت)

ابوبکر بن ابی الدنیا فی الفرع بعد الشدة والامام الاجل عارف باللہ سیدی محمد الترمذی فی نوادر الاصول والبیہقی فی شعب الایمان وابونعیم فی حلیۃ الاولیاء عن انس بن مالک وفی الشعب عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وتقدم نحوه للطبرانی فی المعجم الکبیر عن محمد بن مسلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الفتوی الاولی قال العامری حسن صحیح اقول وقولی حسن صحیح لمباریت من تعدد طرقہ وقد حسن الشیخ محمد حجازی الشعرانی حدیث المعجم الکبیر۔ اسے ابوبکر بن ابی الدنیا نے "الفرع بعد الشدة" میں، امام اجل عارف باللہ سیدی محمد ترمذی نے نوادر الاصول میں، بیہقی نے شعب الایمان میں، ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں انس بن مالک سے اور شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت کیا۔ اور اسی کے ہم معنی حدیث طبرانی کی معجم کبیر کے حوالے سے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پہلے بیان میں گزر چکی ہے۔ عامری نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نماز جنازہ کی دعا کا بیان

1498- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَّتِنَا وَمَيِّتِنَا وَخَاصِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأَنْتَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَخِيهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب نماز جنازہ ادا کرتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے۔

”اے اللہ! ہمارے زندہ لوگوں اور ہمارے مرحومین ہمارے موجود لوگوں اور غیر موجود لوگوں ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں ہمارے مذکور اور ہمارے مومن (یعنی مرد و خواتین، بچوں اور بچیوں) کی مغفرت کر دے اے اللہ! تو نے ہم میں سے جسے زندہ رکھا ہوا ہے اسلام پر زندہ رکھنا اور ہم میں سے جسے تو نے موت دینی ہوا ہے ایمان پر موت دینا اے اللہ! ہمیں اس (مرحوم) کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہی کا شکار نہ کرنا۔“

1499- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَاسْمَعَهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلُ جَوَارِكَ

1498: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1499: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3202

فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ

•• حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک مسلمان کی نماز جنازہ ادا کی تو آپ ﷺ نے بلند آواز میں یہ دعا مانگی۔

”اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ اور تیری پناہ میں ہے تو اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھنا تو وفا اور حق والا ہے تو اس کی مغفرت کر دے تو اس پر رحم کر! بے شک تو مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

میت کے لئے مختلف دعائیں مانگتے رہنے کا بیان

1500- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا فَرْجُ بْنُ الْفَضَالَةِ حَدَّثَنِي عِصْمَةُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُثَيْدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَتَلْجُ وَبَرْدٍ وَنَقِّهِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ بَدَارِهِ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَفِيهِ فِتْنَةُ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ .
قَالَ عَوْفٌ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي مَقَامِي ذَلِكَ أَتَمَنَّى أَنْ أَكُونَ مَكَانَ الرَّجُلِ

•• حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ایک نماز جنازہ میں شریک ہوا جو آپ ﷺ نے ایک انصاری کی ادا کی تھی میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا۔

”اے اللہ! تو اس پر درود نازل کر اس کی مغفرت کر اس پر رحم کر اسے عافیت نصیب کر اس سے درگزر کر اسے پانی برف اور اولوں کے ذریعے دھو دے اسے گناہوں اور خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے پاک کیا جاتا ہے اور اسے اس کے گھر کے بدلے میں بہتر گھر عطا کر اور اس کی بیوی کے بدلے میں بہتر بیوی عطا کر اور اسے قبر کی آزمائش اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھنا۔“

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے اس وقت میں نے یہ آرزو کی تھی کہ کاش میں وہ (مرحوم) شخص ہوتا۔

1501- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ حَبَّاجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا أَبَاحَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ فِيمَا أَبَاحُوا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ يَعْنِي لَمْ يُوقَتْ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بھی چیز کو ہمارے لیے اس طرح مباح قرار نہیں دیا جس طرح انہوں نے نماز جنازہ ادا کرنے کو مباح قرار دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی انہوں نے اس کا کوئی مخصوص وقت مقرر نہیں کیا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا

یہ باب جنازے پر چار تکبیریں کہنے کے بیان میں ہے

1502- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْإِيَّاسِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا ﴿﴾ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی آپ ﷺ نے ان پر چار تکبیریں کہیں۔

1503- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا الْهَجَرِيُّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةِ ابْنَتِهِ لَهُ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا فَمَكَتْ بَعْدَ الرَّابِعَةِ شَيْئًا قَالَ فَسَمِعْتُ الْقَوْمَ يُسَبِّحُونَ بِهِ مِنْ نَوَاحِي الصُّفُوفِ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَكُنْتُمْ تَرَوْنَ ابْنَتِي مُكَبِّرًا خَمْسًا قَالُوا تَخَوَّفْنَا ذَلِكَ قَالَ لَمْ أَكُنْ لَأَفْعَلْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَمُكُّ سَاعَةً فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ يُسَلِّمَ

﴿﴾ ہجری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں ان کے ساتھ ان کی صاحبزادی کی نماز جنازہ جنازے کی نماز ادا کی تو انہوں نے اس پر چار تکبیریں کہیں چوتھی تکبیر کہنے کے بعد وہ تھوڑی دیر ٹھہرے رہے راوی کہتے ہیں: میں نے لوگوں کو صفوں کے اطراف میں سے سبحان اللہ کہتے ہوئے سنا پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سلام پھیر دیا پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میں پانچویں تکبیر کہنے لگا ہوں لوگوں نے عرض کی: ہمیں اس بات کا اندیشہ ہوا تھا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ایسا نہیں کرنا تھا چونکہ نبی کریم ﷺ چار تکبیریں کہا کرتے تھے پھر اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جاتے تھے پھر جو اللہ کو منظور ہوتا تھا وہ آپ ﷺ پڑھتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے۔

1504- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

1502: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1503: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1504: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

الْإِمَامُ عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ خُلَيْفَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ أَرْبَعًا

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے (نماز جنازہ) میں چار تکبیریں کہی تھیں۔

نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہونے میں مذاہب اربعہ

نماز جنازہ یہ ہے کہ وہ تکبیر کہے اور تکبیر کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے پھر تکبیر کہے اور تکبیر کہتے ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر تیسری تکبیر کہے اور اب کی بار تکبیر کہتے ہوئے اپنے لئے میت کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے اور پہلی تکبیر کے علاوہ باقی کسی تکبیر میں بھی اپنے ہاتھ بلند نہیں کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں چار مرتبہ تکبیر کہی۔ اس باب میں حضرت ابن عباس، ابن ابی اوفی، جابر، انس، یزید بن ثابت سے بھی روایت ہے امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یزید بن ثابت کے بڑے بھائی ہیں۔ اور یہ جنگ بدر میں شریک تھے جب کہ زید اس جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (احناف کے مذہب کے مطابق چار تکبیرات ہیں)

اکثر علماء، صحابہ، اور دیگر علماء کا اس پر عمل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں۔ سفیان، ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک، شافعی اور احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، 1017)

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ كَبَّرَ خَمْسًا

یہ باب پانچ تکبیریں کہنے والے کے بیان میں ہے

1505- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَابُو قَاوَدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ خُمُسًا لَمَّا لَتْهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا

•• عبدالرحمن بن ابولیلی بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے ایک جنازے میں پانچ تکبیریں کہیں میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: نبی کریم ﷺ نے بھی پانچ مرتبہ تکبیر کہی ہے۔

1506- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّائِضِيُّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

1505: أخرجه مسلم في "المصحيح" رقم الحديث: 2213 أخرجه ابو داود في "السنن" رقم الحديث: 3197 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 1023 أخرجه

التسائي في "السنن" رقم الحديث: 1981

عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ خَمْسًا

کثیر بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے (نماز جنازہ) میں پانچ تکبیریں کہی تھیں۔

نماز جنازہ میں چار سے زائد تکبیرات کے منسوخ ہونے کا بیان

حضرت زید بن ارقم کے ارشاد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو آپ ابتدائی زمانہ میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے یا یہ کہ کبھی کبھی پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ تمام علماء کا متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہے کہ نماز جنازہ میں چار ہی تکبیریں ہیں اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چار سے زائد تکبیریں بھی منقول ہیں لیکن علماء لکھتے ہیں کہ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار ہی تکبیریں ثابت ہیں لہذا جن روایتوں میں چار سے زائد تکبیریں منقول ہیں وہ منسوخ ہیں اگر حضرت زید رضی اللہ عنہ ان روایتوں کے منسوخ ہونے کے قائل نہیں ہیں تو اس اتفاق اور اجماعی فیصلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ

یہ باب بچے کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1507- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”(کم سن) بچے کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔“

1508- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَهْلَ الصَّبِيُّ صَلَّيْ عَلَيْهِ وَوَرِثَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جب بچہ (پیدائش کے وقت) آواز بلند کرے تو اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور اس کی وراثت کا حکم بھی جاری ہوگا۔“

1509- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْبُخْتَرِيُّ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

1506: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1507: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3180 أخرجه الترمذی فی "المعجم" رقم الحديث: 1031 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1941 ورم

الحديث: 1942 ورم الحديث: 1947

1508: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا عَلَى أَطْفَالِكُمْ فَإِنَّهُمْ مِنْ أَهْلِ طُغْمٍ

» حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اپنے بچوں کی نماز جنازہ ادا کرو کیونکہ وہ تمہارے پیش رو ہیں۔“

بچے کے رونے کے بعد اس پر نماز جنازہ پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار جنازہ کے پیچھے رہے اور پیدل چلنے والے جہاں جی چاہے وہاں چلے اور لڑکے پر بھی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسرائیل اور کئی روای یہ حدیث سعید بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں بعض صحابہ کرام اور دیگر علماء اس حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے اگرچہ وہ پیدا ہونے کے بعد رویا بھی نہ ہو صرف اس کی شکل ہی بنی ہو۔ امام احمد اور اسحاق کا بھی یہ قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: 1027)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ جب تک پیدا ہونے کے بعد روئے نہیں اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اور نہ وہ کسی کا وارث ہے اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہے۔ بعض اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ اگر بچہ پیدائش کے بعد روئے نہیں تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ ثوری اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث: 1028)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذِكْرٍ وَفَاتِهِ

یہ باب ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے کی نماز جنازہ ادا کرنے

اور ان کی وفات کے تذکرے کے بارے میں روایات

1510- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ

قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ وَهُوَ

صَغِيرٌ وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

» اسماعیل بن ابو خالد بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ آپ ﷺ نے نبی

کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: ان کا کم سن میں انتقال ہو گیا تھا

اگر یہ بات تقدیر میں ہوتی کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوگا تو نبی کریم ﷺ کا صاحبزادہ زندہ رہتا لیکن نبی

کریم ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔

عقیدہ ختم نبوت اور امت مسلمہ کے اجماعی فیصلہ کا بیان

مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہاں میں بھیج کر بعثت انبیاء کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا ذکر قرآن حکیم کی 100 سے بھی زیادہ آیات میں نہایت ہی جامع انداز میں صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

(آب، 33: 40)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلہ نبوت ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہہ کر یہ اعلان فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اور اب قیامت تک کسی کو نہ منصب نبوت پر فائز کیا جائے گا اور نہ ہی منصب رسالت پر۔

قرآن حکیم میں سو سے زیادہ آیات ایسی ہیں جو اشارۃً یا کنایۃً عقیدہ ختم نبوت کی تائید و تصدیق کرتی ہیں۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متعدد اور متواتر احادیث میں خاتم النبیین کا یہی معنی متعین فرمایا ہے۔ لہذا اب قیامت تک کسی قوم، ملک یا زمانہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی یا رسول کی کوئی ضرورت باقی نہیں اور مشیت الہی نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت اور رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے اپنی ختم نبوت کا واضح الفاظ میں اعلان فرمایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ.

(ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الروایہ، 4: 163، باب: ذہب النبوة، رقم: 2272)

اب نبوت اور رسالت کا انقطاع عمل میں آچکا ہے لہذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ملعون اور ابلیس کے ناپاک عزائم کا ترجمان ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی نہ صرف نشاندہی کر دی بلکہ ان کی تعداد بھی بیان فرمادی تھی۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

(ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب: ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون، 4: 499، رقم: 2219)

میری امت میں تیس (30) اشخاص کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کذاب کو گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اگر کوئی شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے (خواہ کسی معنی میں ہو) وہ کافر، کاذب، مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ نیز جو شخص اس کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا اسے مومن، مجتہد یا مجدد وغیرہ مانے وہ بھی کافر و مرتد اور جہنمی ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے زمین کی ہر قوم اور ہر انسانی طبقے کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید تمام آسمانی کتب کے احکام منسوخ کرنے والی اور آئندہ کے لیے تمام معاملات کے احکام و قوانین میں جامع و مانع ہے۔ قرآن کریم تکمیل دین کا اعلان کرتا ہے۔ گویا انسانیت اپنی معراج کو پہنچ چکی ہے اور قرآن کریم انتہائی عروج پر پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہے، نہ کسی نئے نبی کی حاجت۔ چنانچہ امت محمدیہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انسانیت کے سرحدات میں وہ منزل آ پہنچی ہے کہ جب اس کا ذہن بالغ ہو گیا ہے اور اسے وہ مکمل ترین ضابطہ حیات دے دیا گیا، جس کے بعد اب اسے نہ کسی قانون کی احتیاج باقی رہی نہ کسی نئے پیغامبر کی تلاش۔

قرآن و سنت کی روشنی میں ختم نبوت کا انکار محال ہے۔ اور یہ ایسا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ خود عہد رسالت میں مسلمانوں نے کذاب نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور کی نبوت کی تصدیق بھی کی تو اس کے جھوٹا ہونے میں ذرا بھی تاثر نہ کیا گیا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں صحابہ کرام نے جنگ کر کے اسے کفر کردار تک پہنچایا۔ اس کے بعد بھی جب اور جہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، امت مسلمہ نے متفقہ طور پر اسے جھوٹا قرار دیا اور اس کا قلع قمع کرنے میں ہر ممکن کوشش کی۔ 1973ء کے آئین میں پاکستان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننے والے کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال اور عقیدہ ختم نبوت کا بیان

1511- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُثَيَّةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ مَرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صَدِيقًا نَبِيًّا وَلَوْ عَاشَ لَعَثَقْتُ اَخْوَالَهُ الْقَبْطُ وَمَا اسْتَرْقَى قَبْطِي

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے اگر یہ زندہ رہتا تو یہ سچا نبی ہوتا اگر یہ زندہ رہتا تو یہ اپنے ننھیالی

رہتے داروں کو آزاد کروادینا اور کوئی قبطی غلام نہ رہتا۔

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن کریم

عقیدہ ختم نبوت سے متعلق قرآن کریم میں بے شمار صریح آیات ہیں، ان میں سے چند حصول برکت کے لئے ذکر کی جاتی ہیں۔ الحمد للہ مسلمانوں کی آنکھوں کو کھنڈا کرنے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ عزوجل نے ایسا فرمایا ہے اور اس چیز کا حکم دیا ہے یا اس کے محبوب خاتم النبیین ﷺ نے یہ بات یوں ارشاد فرمائی ہے یا اپنے غلاموں کو یہ حکم دیا ہے، پھر وہ مسلمان مرد ہو یا خواہ عورت، کسی قسم کا تاہل کئے بغیر اسے قبول کر لیتے ہیں، اس حکم کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں اور معروف عمل ہو جاتے ہیں، چاہے انہیں اس کی حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مَوْنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ، وَمَنْ يَعْصِ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (الاحزاب: 36/33)

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول ﷺ کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔ اور فرماتا ہے:

مَا أَلَكُمُ الرَّسُولَ فَتُخَذَوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الحشر: 7/59)
اور جو کچھ تمہیں رسول ﷺ عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں، باز رہو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

عقیدہ ختم نبوت سے متعلق ذیل میں صرف چار آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي
وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

(سورہ اعراف: 158/7)

تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جلالتے اور مارتے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے: یہ آیت سید عالم ﷺ کے عموم رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام خلق کے رسول ہیں اور کل جہاں آپ کی امت: بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں انہیں میں فرمایا: ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا اور میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاء ختم کئے گئے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورہ انبیاء: 107/21)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے۔

آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیع مقیدات، رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ وغینہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ و غیر ذلک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو، لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين و كان الله بكل شئ عليماً

(الاحزاب: 40/33)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ تفسیر خزائن العرفان میں ہے: یعنی آخر الانبیاء ﷺ ہیں کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی۔ آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پاچکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حد تو اتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

وما ارسلناك الا كافة للناس بشيراً و نذيراً و لكن اكثر الناس لا يعلمون (سورہ سبا: 28/34)

اور اے محبوب ﷺ! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کی رسالت عامہ ہے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں۔ گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی، پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئی یہاں تک کہ فرمایا اور انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

عقیدہ ختم نبوت اور سنت

مولانا احمد رضا خان حنفی علیہ الرحمہ نے صرف ایک رسالہ میں ختم نبوت کے بارے میں ایک سو بیس احادیث، اکہتر صحابہ کرام اور گیارہ تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی نقل کی ہیں۔ اتنے راویان حدیث کی تعداد حد تو اتر تک پہنچتی ہے جس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے، کسی متواتر چیز کا انکار کرنا اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ من جملہ عقیدہ ختم نبوت بھی انہی احکام سے ہے،

جس کا ثبوت تواتر سے ہے۔

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ کا عجیب استدلال

غزالی زماں کے ایک مناظرے کی روداد خود غزالی زماں کی زبانی نقل کرتے ہوئے مولانا مفتی ابراہیم القادری بیان کرتے ہیں کہ غزالی زماں نے قادیانیوں کے خلاف اپنی خدمات کے ضمن میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ میں کم سن تھا۔ ابھی میری داڑھی نہیں تھی کہ میں قادیان گیا اور قادیانی علماء سے مناظرہ کیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور گزشتہ انبیائے کرام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے مکان بنایا مگر اس نے اسے مکمل کیا اور حسین بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے حسن تعبیر پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش ایہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں

میں نے قادیانی علماء سے پوچھا کہ نبوت کی عمارت میں فقط ایک اینٹ کی گنجائش تھی جسے حضور ﷺ نے پورا کر دیا۔ اب تم بتاؤ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہاں ڈالو گے؟ وہ سب خاموش ہو گئے اور سوچ میں پڑ گئے۔ پھر ان میں سے ایک بولا: عزیز بات یہ ہے کہ جب عمارت بنائی جاتی ہے تو اس کا پلستر کیا جاتا ہے، ہم مرزا کا پلستر کر دیں گے۔ میں نے کہا: تم مرزا صاحب کا پلستر بھی نہیں کر سکتے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا مگر کہاں بنانے والے نے عمارت کو مکمل کر دیا اور پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہو سکتی۔ پھر ایک اور نے ہمت کی اور وہ کہنے لگا کہ دیکھیں عزیز ٹھیک ہے کہ پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہوتی مگر عمارت کا رنگ دروغن بھی کیا جاتا ہے۔ ہم مرزا صاحب کا رنگ دروغن کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ تم مرزا صاحب کا رنگ دروغن بھی نہیں کر سکتے۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا مگر کہاں بنانے والے نے عمارت کو حسین و جمیل بنایا اور عمارت کا حسن رنگ دروغن ہے۔ اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے استدلال نے ان کی زبانوں کو بند کر دیا اور وہ لا جواب ہو گئے اور کوئی بات نہ کر سکے۔

1512- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَيْبِهَا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى الْقَاسِمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَدِيجَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَرْتُ لُبْنَةَ الْقَاسِمِ فَلَوْ كَانَ اللَّهُ أَبْقَاهُ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِضَاعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِيْتَامَ رِضَاعِهِ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ لَوْ أَعْلَمْتُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهَوَّنَ عَلَى أَمْرِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شَيْئَ دَعْوَتِ اللَّهِ تَعَالَى فَاسْمَعِكَ صَوْتَهُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلْ أَصْدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿ سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے جناب قاسم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! قاسم رضی اللہ عنہ (نے میرا جو دودھ پینا تھا وہ) دودھ زیادہ ہو گیا ہے کاش اللہ تعالیٰ اسے اتنی دیر زندہ رکھتا کہ یہ اپنی رضاعت کی عمر مکمل کر لیتا تو

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اس کی رضاعت کی تکمیل جنت میں ہوگی۔“

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا یا رسول اللہ ﷺ! تو یہ معاملہ میرے لیے آسان ہو جاتا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی آواز سنوادے گا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! (ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے) بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهَدَاءِ وَذَفْنِهِمْ

یہ باب شہداء کی نماز جنازہ ادا کرنے اور انہیں دفن کرنے کے بیان میں ہے

شہید کے معنی و مفہوم کا بیان

شہید کا لغوی معنی ہے گواہ، کسی کام کا مشاہدہ کرنے والا۔ اور شریعت میں اس کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے ہوئے اپنی جان قربان کرنے والا، میدان جہاد میں لڑتے ہوئے یا جہاد کی راہ میں گامزن یا دین کی دعوت و تبلیغ میں، اور جس موت کو شہادت کی موت قرار دیا گیا ہے ان میں سے کوئی موت پانے والا ہے۔

شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

1513- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلَى عَشْرَةِ عَشْرَةٍ وَحُمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ يَرْفَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر شہداء کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو نبی کریم ﷺ نے دس دس افراد کی نماز جنازہ ادا کی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں رکھے گئے دوسرے لوگوں کو اٹھا لیا جاتا تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو وہیں رکھا رہنے دیا گیا (یعنی دیگر تمام شہداء کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ بار بار ادا کی گئی)۔

شرح

شہید وہ شخص ہے جس کو مشرکین نے قتل کیا یا معرکہ سے ملا اس حال میں کہ اس پر اثر پایا جاتا ہے۔ یا اس کو مسلمانوں نے ظلم

کے طور پر قتل کر دیا ہو۔ اور اس کے قتل پر دیت واجب نہ ہوئی ہو۔ تو اس کو کفن دیا جائے اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ اور اسے غسل نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ اس طرح قتل ہونے والا شخص شہداء احد کے حکم میں ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا: ان کو غسل نہ دو بلکہ ان کو ان کے زخموں اور خونوں کے ساتھ لپیٹ دو۔ لہذا ہر وہ شخص جو ظلم سے لوہے کے آلہ کے ساتھ قتل کیا گیا اور وہ بالغ ہو اور اس قتل کی وجہ سے مالی عوض بھی واجب نہ ہوا ہو تو وہ بھی شہداء احد کے حکم میں ہے لہذا اس کو انہی کے حکم میں لاحق کر دیا جائے گا۔

اور اثر سے مراد زخم ہے جس کی دلالت قتل پر ہے۔ اور اسی طرح غیر معتاد جگہ سے خون کا خارج ہونا جس طرح آنکھ اور اس کی مثل چیزیں ہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے نماز میں ہم سے اختلاف کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ لہذا اس نے شفاعت سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ میت پر نماز پڑھنا اس کی عظمت کا اظہار ہے۔ اور شہید تو اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اور گناہوں سے پاک ہونے والا بھی دعا سے مستغنی نہیں ہوتا جیسے نبی (علیہ السلام) اور جس طرح کوئی بچہ ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)۔

1514- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنَّنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَلَاثَةِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخَذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمْ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلُوْا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے احد کی جنگ میں شہید ہونے والے شہداء میں سے دو کو ایک ہی کفن میں اکٹھا کیا اور پھر ارشاد فرمایا: ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد تھا؟ تو ان میں سے جس کو زیادہ قرآن یاد تھا اس کو پہلے قبر میں دفن کرتے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے: قیامت کے دن میں ان سب کا گواہ بنوں گا اور آپ ﷺ نے ان حضرات کے بارے میں حکم دیا تھا انہیں ان کے خون کے ساتھ دفنایا جائے اور ان کی نماز جنازہ نہ ادا کی جائے اور انہیں غسل نہ دیا جائے۔

شہید کی نماز جنازہ سے متعلق بعض فقہی مذاہب کا بیان

شہید کی نماز جنازہ نہ ضروری ہے اور نہ ناجائز۔ بلکہ اس کا پڑھنا بھی جائز ہے اور نہ پڑھنا بھی۔ دونوں کی طرح کی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ شہداء کا جنازہ پڑھنے کے متعلق چند ایک احادیث کا ذکر کرتا ہوں: "سیدنا شداد بن الہاد سے روایت ہے کہ ایک بدوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا۔ پھر وہ شخص جنگ میں 1514: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1343، رقم الحديث: 1345، رقم الحديث: 1346، رقم الحديث: 1347، رقم الحديث: 1353، رقم الحديث: 4079، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 3138، رقم الحديث: 3139، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 1036، أخرجه التستالی فی "السنن" رقم الحديث: 1954

شہید ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے جبہ میں کفن دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ یہ حدیث صحیح ہے اور امام نسائی کی السنن الکبریٰ اور امام طحاوی کی شرح معانی الآثار، مستدرک حاکم۔ اور بیہقی میں موجود ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن سیدنا حمزہ کے متعلق حکم دیا۔ پس انہیں ایک چادر میں چھپا دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کی تو تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر دوسرے شہداء باری باری لائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بھی نماز جنازہ ادا فرمائی اور ان کے ساتھ ساتھ حمزہ کی نماز بھی ادا فرماتے رہے۔ (طحاوی) امام بخاری نے بخاری کتاب الاذان باب الصلوٰۃ علی الشہید میں عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے "ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر اس طرح نماز ادا کی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم میت پر نماز ادا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم، احمد، طحاوی، دار قطن، السنن الکبریٰ للنسائی، ابن حزم، امام احمد بن حنبل نے اس مسلک کو رائج قرار دیا ہے جس کی تفصیل المثنیٰ وغیرہ میں ہے۔ ابن قیم نے تہذیب السنن میں فرمایا ہے۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں درست بات یہی ہے کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھنے اور ترک کرنے میں اختیار ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کے متعلق آثار مروی ہیں اور امام احمد سے بھی ایک روایت اس طرح مروی ہے اور ان کے اصول و مذہب کے زیادہ مناسب ہے۔

شہید کو خون سمیت کپڑوں میں دفن کرنے کا بیان

1515 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِي أُحُدٍ أَنْ يُنَزَّعَ عَنْهُمْ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ وَأَنْ يُدْفَنُوا فِي ثِيَابِهِمْ بِدَعَائِهِمْ

•• حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں یہ ہدایت کی: ان سے لوہے اور چمڑے کو اتار لیا جائے اور انہیں ان کے خون سمیت ان کے کپڑوں میں دفن کیا جائے۔

1516 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَهَيْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَبِيصٍ سَمِعَ نُبَيْحَةَ الْعَنْزِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِي أُحُدٍ أَنْ يُرْكَبُوا إِلَى مَصَارِعِهِمْ وَكَانُوا يُنْقَلَوْنَ إِلَى الْمَدِينَةِ

•• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے غزوہ احد میں شہید ہونے والوں کے بارے میں یہ ہدایت کی وہ جس جگہ شہید ہوئے تھے انہیں وہیں منتقل کر دیا جائے حالانکہ پہلے (ان میں سے کچھ افراد) کو مدینہ منورہ منتقل کیا جانے لگا تھا۔

1515: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3134

1516: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3165 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 1717 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 2003 رقم

شہداء زندہ ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَمْوَاتٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (سورہ البقرہ۔ 154)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَمْوَاتًا عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ آل عمران۔ 169-171)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں کھاتے پیتے ہیں وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہداء جنت کے دروازے پر دریا کے کنارے ایک محل میں رہتے ہیں اور ان کے لیے صبح شام جنت سے رزق لایا جاتا ہے۔

(مسند احمد۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ مسند رک۔ صحیح علی شریعتہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندے قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی تلواریں گردنوں پر اٹھائے ہوئے آئیں گے ان سے خون بہہ رہا ہو گا وہ جنت کے دروازوں پر چڑھ دوڑیں گے پوچھا جائے گا یہ کون ہیں۔ جواب ملے گا یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور انہیں روزی ملتی تھی۔

(الطہرائی۔ مجموعہ الرواکن)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے تھے اور حضرت مصعب زمین پر شہید پڑے تھے اس دن انہی کے ہاتھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا

تَبْدِيلًا (الاحزاب۔ 23)

ایمان والوں میں کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھلایا پھر بعض تو ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر لیا اور بعض ان میں سے (اللہ کی راستے میں جان قربان کرنے کے لیے) راہ دیکھ رہے ہیں اور وہ ذرہ (برابر) نہیں بدلے۔

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے گواہی دیتے ہیں کہ تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے شہداء میں سے ہو پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگوں تم ان کے پاس آیا کرو ان کی زیارت کیا کرو ان کو سلام کیا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت کے دن تک جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ اسے جواب دیں گے۔

(کتاب الجہاد ابن السہل رحمہ اللہ)

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیا کرتے تھے احد کے دن ان کو کسی نے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین پہنچا دیا چنانچہ اب تم سب (مسلمان) ان کے دین کے لیے جہاد کرو پھر وہ تین بار اٹھے اور ہر بار موت کے منہ تک پہنچے اور بالآخر تیسرے حملے میں شہید ہو گئے جب ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور اپنے (شہداء) ساتھی بھی ملے تو وہ وہاں کی نعمتیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کیا کوئی قاصد نہیں ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری یہ حالت بتا سکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا قاصد ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ آیات سنائیں ولا تحسبن سے آخر تک۔ (اخرجہ المذہبی فی تفسیرہ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے دیکھا تو فرمایا اے جابر کیا بات ہے تم فکر مند نظر آتے ہو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور اپنے اوپر قرضہ اور اہل و عیال چھوڑ گئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے بات کی تو پردے کی پیچھے سے کی لیکن تمہارے والد سے آمنے سامنے بات فرمائی اور کہا مجھ سے جو مانگو میں دوں گا تمہارے والد نے کہا مجھے دنیا میں واپس بھیج دیجئے تاکہ دوبارہ شہید ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری طرف سے پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ کسی کو واپس نہیں جانا تمہارے والد نے کہا اے میرے پروردگار پیچھے والوں کو ہماری حالت کی اطلاع دے دیجئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ولا تحسبن الذین سے آخر تک۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ المسند رک)

شہداء کی زندگی کے بارے میں علماء کے اقوال کا بیان

شہداء کی زندگی کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱) علامہ قرطبی اور اکثر علماء کرام فرماتے ہیں کہ شہداء کی حیات یقینی چیز ہے اور بلاشبہ وہ جنت میں زندہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اور ان کی موت بھی ہو چکی ہے اور ان کے جسم مٹی میں ہیں اور ان کی روہیں دوسرے ایمان والوں کی ارواح کی طرح زندہ ہیں البتہ شہداء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کے لیے شہادت کے وقت سے جنت کی روزی جاری کر دی جاتی ہے تو گویا کہ ان کے لیے ان کی دنیوی زندگی جاری ہے اور وہ ختم نہیں ہوئی۔

(۲) علماء کی ایک جماعت کا فرمانا ہے کہ قبروں میں شہداء کرام کی ارواح ان کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہیں اور وہ ہمیشہ آرام کے مزے کرتے ہیں جیسا کہ کافروں کو ان کی قبروں میں زندہ کر کے عذاب دیا جاتا ہے۔

(3) مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کی روہیں سبز پرندوں میں ڈال دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں رہتے ہیں اور وہ کھاتے پیتے اور عیش کرتے ہیں۔ قرطبی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قول قرار دیا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے لیے ہر سال ایک جہاد کا اجر لکھا جاتا ہے اور وہ اپنے بعد قیامت کے دن تک کے جہاد میں شریک رہتے ہیں۔

(5) ایک قول یہ ہے کہ ان کی روہیں عرش کے نیچے قیامت تک رکوع سجدے میں مشغول رہتی ہیں جیسا کہ ان زندہ مسلمانوں کی روہیں جو با وضو سوتے ہیں۔

(6) ایک قول یہ ہے کہ ان کے جسم قبر میں خراب نہیں ہوتے اور انہیں زمین نہیں کھاتی یہی ان کی زندگی ہے۔

شہداء کی حیات کا مطلب یہ ہے کہ شہداء کو ایک طرح کی جسمانی زندگی بھی حاصل ہوتی ہے جو دوسرے مردوں کی زندگی سے زیادہ ممتاز ہوتی ہے اور ان کی ارواح کو بھی اللہ کے ہاں مختلف مقامات حاصل ہوتے ہیں یعنی ان کی روہوں کا تعلق ان کے جسموں سے بھی رہتا ہے اور ان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مختلف مقامات ملتے ہیں ان میں سے بعض کی ارواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتے پیتے ہیں اور عرش کے سائے میں بنی ہوئی قدیلوں میں بیٹھتے ہیں جیسا کہ صحیح احادیث کے حوالے سے ان شاء اللہ آگے آئے گا اور ان میں سے کچھ جنت کے دروازے کے پاس دریا کے کنارے والے محل میں ہوتے ہیں اور جنت سے صبح اور شام ان کی روزی آتی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گذر چکا ہے اور کچھ ان میں سے فرشتوں کے ساتھ جنت میں اور آسمانوں میں اڑتے پھرتے ہیں جیسا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا اور کچھ ان میں سے جنت کی اونچی مسہریوں پر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا ان کے مقامات کا یہ فرق دنیا میں ان کے ایمان اخلاص اور جان دینے کے جذبے کے فرق کی وجہ سے ہوگا شہادت سے پہلے جس کا ایمان و اسلام میں جتنا بلند مقام ہوگا شہادت کے بعد اللہ کے ہاں اس کا اتنا بلند مقام ہوگا آئیے اب شہداء کی جسمانی زندگی پر کچھ دلائل پڑھتے ہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ عبد الرحمن بن ابی مصعب رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمرو بن جوع رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دونوں انصاری صحابی تھے۔ سیلاب کی وجہ سے ان کی قبریں کھولی گئیں تاکہ ان کی جگہ بدلی جاسکے یہ دونوں حضرات ایک قبر میں تھے جب ان کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسموں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا گویا کہ انہیں کل دفن کیا گیا ہوں ان میں سے ایک کا ہاتھ شہادت کے وقت ان کے زخم پر تھا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے تھے دیکھا گیا کہ اب تک ان کا ہاتھ اسی طرح ہے لوگوں نے وہ ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر وہ ہاتھ واپس اسی طرح زخم پر چلا گیا غزوہ احد کے دن یہ حضرات شہید ہوئے تھے اور قبریں کھودنے کا یہ واقعہ اس کے چھالیس سال بعد کا ہے۔ (مؤطا امام مالک رحمہ اللہ۔ سیر اعلام النبلاء)

یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے براہ راست بھی آئی ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد میں سند کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کظامہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اعلان کروایا کہ جس شخص کا کوئی شہید ہو تو وہ پہنچ جائے پھر ان شہداء کے اجسام نکالے

گئے تو وہ بالکل تروتازہ تھے یہاں تک کہ کھودنے کے دوران ایک شہید کے پاؤں پر کدال لگ گئی تو خون جاری ہو گیا۔

(کتاب الجہاد لابن المبارک)

عبد الصمد بن علی رحمہ اللہ (جو بنو عباس کے خاندان میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ میں اپنے (رشتے کے) چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر آیا قریب تھا کہ سیلاب کا پانی ان کو ظاہر کر دیتا میں نے انہیں قبر سے لکھا تو وہ اپنی سابقہ حالت پر تھے اور ان پر وہ چادر تھی جس میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفنایا تھا اور ان کے قدموں پر اذخر (گھاس) تھی۔ میں نے ان کا سراپنی گود میں رکھا تو وہ پتیل کی ہانڈی کی طرح (چمک رہا) تھا میں نے گہری قبر کھدوائی اور نیا کفن دے کر انہیں دفن دیا۔ (ابن عساکر)

قیس بن حازم فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کسی رشتہ دار نے خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے ایسی جگہ دفن کر دیا ہے جہاں پانی مجھے تکلیف پہنچاتا ہے میری جگہ یہاں سے تبدیل کرو۔ رشتے داروں نے قبر کھو دی تو ان کا جسم نرم و نازک چمڑے کی طرح تھا اور داڑھی کے چند بالوں کے علاوہ جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

(مصنف عبد الرزاق)

ترمذی (حدیث کی کتاب) میں اصحاب الاخدود (خندوقوں میں شہید کئے جانے والے جن کا تذکرہ قرآن مجید کی سورہ بروج میں ہے) کا واقعہ مذکور ہے اس میں یہ بھی ہے کہ لڑکا جسے بادشاہ نے شہید کر کے دفن کر دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قبر سے نکالا گیا تو اس کی انگلی اس کی کپٹی پر تھی (کیونکہ یہیں اس کو تیر لگا تھا)۔ (ترمذی)

یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی فترۃ والے زمانے کا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تمام اہل کوفہ یہ بات نقل کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی دیوار گر گئی اور یہ ولید بن عبد المالک کا دور حکومت تھا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے تو روضہ مبارک سے ایک پاؤں کھل گیا لوگ ڈر گئے کہ شاید یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک ہے چنانچہ لوگ سخت غمگین ہوئے اس وقت حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر نے آ کر وہ پاؤں دیکھا تو فرمایا یہ میرے دادا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں مبارک ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ (ابن کثیر القرطبی)

حضرت ثابت بن قیس بن شماس کا واقعہ بہت مشہور ہے اور یہ واقعہ کئی صحابہ کرام اور مفسرین نے ذکر فرمایا ہے۔ حضرت ثابت کی بیٹی فرماتی ہیں کہ جب قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی: ترجمہ (اے اہل ایمان! اپنی آوازیں غمخیز کی آواز سے اونچی نہ کرو۔) (الحجرات - 2)

تو میرے والد گھر کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ گئے اور رونے لگے جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ پایا تو بلا کر گھر بیٹھ رہنے کی وجہ پوچھی انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری آواز (طبعی طور پر) بلند ہے میں ڈرتا ہوں کہ میرے اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں ہیں بلکہ آپ خیر والی زندگی جئیں گے اور خیر والی موت ملیں گے ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: (کہ اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں

کرتا۔ (لقمان۔ 18)

تو میرے والد نے پھر دروازہ بند کر دیا گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں نہ پایا تو انہیں بلوایا اور وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو خوبصورتی کو پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کی قیادت کو بھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں (جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے) بلکہ آپ تو بڑی پسندیدہ زندگی گزاریں گے اور شہادت کی موت پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔ جنگ یمامہ کے دن جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے مسلحہ کذاب پر حملہ کیا تو ابتداء میں مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اس وقت حضرت ثابت بن قیس اور حضرت سالم رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو اس طرح نہیں لڑتے تھے۔ پھر دونوں حضرات نے اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھودا اور اس میں کھڑے ہو کر ڈٹ کر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اس دن حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک قیمتی زرہ پہن رکھی تھی ان کی شہادت کے بعد ایک مسلمان نے وہ زرہ اٹھالی۔ اگلے دن ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اسے فرما رہے ہیں میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں تم اسے خیال سمجھ کر ضائع نہ کر دینا میں جب کل شہید ہوا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا اور اس نے میری زرہ اٹھالی وہ شخص لوگوں میں سب سے دور جگہ پر رہتا ہے اور اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا رسی میں بندھا ہوا کود رہا ہے اور اس نے میری زرہ کے اوپر ایک بڑی ہانڈی رکھ دی ہے اور اس ہانڈی کے اوپر اونٹ کا کجاوہ رکھا ہوا ہے تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہ کسی کو بھجوا کر میری زرہ اس شخص سے لے لیں پھر جب تم مدینہ منورہ جانا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہنا کہ میرے زے اتنا اتنا قرضہ ہے اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں (پھر اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا) اور تم اسے جھوٹا خواب سمجھ کر بھلا مت دینا۔ چنانچہ (صبح) وہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان تک پیغام پہنچایا تو انہوں نے آدمی بھیج کر زرہ وصول فرمائی۔ پھر مدینہ پہنچ کر اس شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا خواب سنایا تو انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو جاری فرمادیا۔ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے مرنے کے بعد وصیت کی ہو اور اس کی وصیت کو پورا کیا گیا ہو سوائے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے۔ (المسند رک)

جنت سے نکل کر دوبارہ شہید ہونے کی تمنا کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ تمنا نہیں کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹایا جائے یا دنیا کی کوئی چیز دی جائے سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کریگا کہ وہ دنیا میں لوٹایا جائے اور دس بار شہید کیا جائے یہ تمنا وہ اپنی (یعنی شہید کی) تعظیم (اور مقام) دیکھنے کی وجہ سے کریگا۔ (بخاری، مسلم)

شہید کے گناہوں کے کفارہ کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرض کے سوا شہید کے

سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا قرض کے سوا ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ (مسلم شریف)

لیکن علامہ ابن رشد فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ شہید کے لیے قرض کا معاف نہ ہونا ابتداء اسلام میں تھا بعد میں یہ فرما دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا قرضہ اداء کر دے گا۔ (مقدمات ابن رشد)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ جو قرضہ جنت میں جانے سے روکتا ہے وہ قرضہ ہے جو کسی نے لیا ہو اور اس کے پاس ادائیگی کی گنجائش بھی ہو مگر نہ وہ اسے اداء کرے اور نہ مرنے کے بعد اداء کرنے کی وصیت کرے یا وہ قرضہ ہے جو بے وقوفی اور اسراف کے کاموں کے لئے لیا ہو اور پھر بغیر اداء کئے مر گیا ہو لیکن اگر کسی نے کوئی حق واجب اداء کرنے کے لئے قرضہ لیا ہو مثلاً فاقے سے بچنے کے لئے یا زیادہ تنگ دستی کی وجہ سے قرضہ لیا ہو اور اس نے ادائیگی کے لکھ بھی کچھ نہ چھوڑا ہو تو امید ہے کہ انشاء اللہ یہ قرضہ اس کے لئے جنت سے روکنے کا باعث نہیں بنے گا وہ مقروض شہید ہو یا غیر شہید کیونکہ مسلمانوں کے حاکم کے ذمے اس طرح کے قرضے اجتماعی مال سے اداء کرنا لازم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے کوئی قرضہ یا حق چھوڑا وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا وہ اس کے ورثہ کے لیے ہے۔ (بخاری)

اور اگر مسلمانوں کے حاکم نے یہ قرضے ادا نہ کئے تو اللہ تعالیٰ خود یہ قرضہ قیامت کے دن اداء فرمائے گا اور قرض خواہ کو اس کی طرف سے راضی کر دے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے لوگوں سے مال لیا اور وہ ادائیگی کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اداء فرمادے گا اور جس نے مال لیا اور وہ اسے ضائع کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضائع کر دے گا۔ (بخاری)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ بھی دلائل لکھے ہیں۔ (الحکیم للقرطبی)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ کے اس فرمان کی تصدیق حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے والد کے واقعے سے بھی ہوتی ہے کیونکہ جب وہ غزوہ احد کے دن نکلے تھے تو ان پر قرضہ تھا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو پریشان دیکھا تو خوشخبری سنائی کہ تمہارے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آمنے سامنے بغیر پردے کے بات کی ہے۔ اب اگر ہر قرضہ جنت سے روکنے کا باعث ہوتا ہے تو حضرت جابر بن عبد اللہ کے مقروض والد کو اتنا بڑا مقام کیسے ملتا اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی گزر چکا ہے کہ انہوں نے شہادت کے وقت بائیس لاکھ کا قرضہ چھوڑا تھا۔

فرشتوں کے پروں کا سائے کا بیان

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میرے شہید والد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور ان کے ناک کان مشرکوں نے کاٹ دیئے تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا دو تو لوگوں نے مجھے منع کر دیا اسی دوران ایک چیخنے والی عورت کی آواز سنائی دی لوگوں نے کہا یہ عرو کی بیٹی یا بہن ہے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں

روتی ہوا بھی تک فرشتوں نے ان پر (یعنی شہید پر) اپنے پروں کا سایہ کیا ہوا ہے۔

شہید کے لئے جنت میں داخل ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةَ (العنبرہ: ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے خرید لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ سَبِيلَهُمْ وَيُضْلِحُ بِأَلْفِهِمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَفَافًا
لَّهُمْ، (محمد: ۴-۵-۶)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اللہ کے ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچائے گا اور ان کی حالت سنوارے گا جس کی ان کو پہچان کر ادا کرے گا۔ (یا وہ جنت ان کے لئے خوشبو سے مہکادی گئی ہے)۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کو میں نے دیکھا کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے مجھے ایک درخت پر چڑھایا پھر مجھے ایک گھر میں داخل کیا جو بہت حسین اور بہت اعلیٰ تھا میں نے اس جیسا حسین محل پہلے نہیں دیکھا ان دونوں نے مجھے بتایا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے ان تین آدمیوں کو پیش کیا گیا جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے

(۱) شہید (۲) حرام سے اور شبہات سے بچنے والا (۳) وہ غلام جس نے اچھی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اپنے مالک کے ساتھ بھی خیر خواہی کی۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں پر (خوشی سے) ہنستا ہے ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور دونوں جنت میں داخل ہو گئے صحابہ کرام نے پوچھا وہ کس طرح اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہو کر جنت میں داخل ہو گیا پھر دوسرے کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا جوئی میں مارا گیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دیگا۔ (مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک محل ہے جس کا نام عدن ہے اس میں پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں۔ اس محل میں نبی، صدیق اور شہید داخل ہوں گے۔ (مسند ابن ابی شیبہ موقوفہ جالہ ثقات)

حضرت اسلم بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کون جائیگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نبی جنت میں جائیں گے شہید جنت میں جائیں گے وہ بچہ جسے زندہ درگور کر دیا گیا ہو وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام ربیع بن براہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے (میرے بیٹے) حارث کے بارے میں نہیں بتائیں گے؟ وہ بدر کے دن ایک گنہگار تیرے مارے گئے تھے اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کر لوں گی اور اگر اس کے علاوہ کچھ ہے تو پھر میں ان پر خوب روؤں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حارث کی ماں جنت میں تو کئی باغات ہیں تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ (یعنی جنت کے اعلیٰ ترین درجے) میں ہے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالے شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک بدبودار جسم والا بد صورت کالا آدمی ہوں اور میرے پاس مال بھی نہیں ہے اگر میں مان (کافروں) سے لڑتا ہوں تو میں کہاں جاؤں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں چنانچہ وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ ان کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا: اللہ نے تمہارے چہرے کو سفید جسم کو خوشبودار اور مال کو زیادہ فرما دیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یا کسی اور کے لیے فرمایا میں نے اس کی بیوی حور عین کو دیکھا کہ ان کے ادنیٰ حصے کو کھینچ رہی تھی اور ان کے اور حصے کے درمیان داخل ہو رہی تھی۔ (المسند رک۔ بیہقی)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کالے شخص کا نام محال رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب کو جنت میں دو پروں والا فرشتہ دیکھا جو جنت میں جہاں چاہیں اڑے پھرتے ہیں اور ان کے پروں کے اگلے حصے پر خون لگا ہوا ہے۔ (المطہرانی۔ مجمع الزوائد)

شہداء کی ارواح کا سبز پرندوں میں ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بھائی (احد کے دن) شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رو میں سبز پرندوں میں داخل فرمادیں وہ جنت میں نہروں پر اترتے ہیں اور جنت کے میوے کھاتے ہیں اور وہ عرش کے سائے کے نیچے سونے کی قدیلوں پر بیٹھتے ہیں جب انہوں نے بہترین کھانا پینا اور آرام گاہ پالی تو انہوں نے کہا کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور کھاپی رہے ہیں تاکہ وہ جہاد کو نہ چھوڑیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری خبر ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں وَلَا تَحْسَبَنَّ الدِّينَ قَتْلَ فِی سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَالًا۔ الی آخرہ۔ (ابوداؤد۔ مستدرک)

صحیح مسلم شریف میں ایسی ہی روایت موجود ہے اور دوسری کتابوں میں اس مفہوم کی کئی احادیث موجود ہیں۔

قبر کے فتنے اور قیامت کے دن کی بے ہوشی سے نجات

احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسلامی سرحدوں کی پہرے داری کرنے والا (مربط) قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا جب اس کے لیے یہ نعمت ہے تو شہید اس نعمت کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہے۔ کیونکہ وہ مربوط سے انجمن ہے، مربوط کو یہ نعمت اس وجہ سے ملتی ہے کہ وہ اپنی جان اللہ کے راستے میں قربانی کے لیے پیش کرتا ہے تو وہ شخص جس کی جان قبول کر لی گئی ہو وہ اس نعمت کا کس طرح سے مستحق نہیں ہوگا۔

راشد بن سعد کی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کو قبر کے فتنے کا سامنا ہوتا ہے سوائے شہید کے (کہ اسے قبر کے فتنے سے نجات مل جاتی ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے سر پر تلواروں کی چمک اسے ہر فتنے سے بچانے والی ہے۔ (نسائی)

اس حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ قبر میں دو فرشتوں کا آدمی سے سوال کرنا قبر کا فتنہ ہے اور یہ اس لیے ہوتا ہے تاکہ مؤمن کے ایمان اور یقین کا امتحان لیا جاسکے لیکن وہ شخص جو میدان قتال میں نکلتا ہے اور وہ تلواروں کو چمکتا اور کاٹتا، نیزوں کو کودتا اور پھاڑتا تیروں کو چمکتا اور جسموں سے پار ہوتا دیکھتا ہے اور اس کے سامنے سر جسموں سے اڑائے جاتے ہیں اور خون کے فوارے بہتے ہیں اور جسموں کے ٹکڑے بکھیرے جاتے ہیں اور ہر طرف مقتول اور زخمی پڑے ہوئے لوگ اسے نظر آتے ہیں مگر پھر بھی وہ میدان میں ڈٹا رہتا ہے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی بجائے اپنی جان اللہ کو سپرد کرنے کے لیے مکمل ایمان اور یقین کے ساتھ جہاد کرتا ہے تو یہی اس کے ایمان کے امتحان کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر اس کے دل میں شک یا تردد ہوتا تو وہ میدان سے بھاگ جاتا اور ثابت قدمی سے محروم ہو جاتا اور منافقوں کی طرح شکوک میں پڑ جاتا مگر ایسا نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ اس کا ایمان مکمل اور یقین مضبوط ہے تو پھر ایسے شخص سے مزید کسی پوچھنا چھ کی کیا ضرورت ہے۔

(اسی طرح قبر میں فرشتے جو کچھ پوچھتے ہیں شہید تو انہیں چیزوں کی عظمت اور حفاظت کے لیجان کی قربانی دیتا ہے اور توحید، رسالت اور دین اسلام کی خاطر مرتد ہے جب اس کی یہ حالت ہے تو پھر اس سے قبر میں کسی طرح کی پوچھنا چھ کی ضرورت ہی نہیں رہتی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَبَقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، (الزمر - 68)

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔

کہ وہ لوگ کون ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بے ہوشی سے بچائے گا جبریل علیہ السلام نے فرمایا وہ شہداء ہوں گے۔ (المستدرک)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا (وَنُفِخَ

فی الصور فصعق من فی السماوات ومن فی الارض الا من شاء الله) جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ شہداء ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح کھڑا فرمائے گا کہ وہ اپنی تلواریں لئے اللہ کے عرش کے ارد گرد ہوں گے فرشتے ان کے لیے یا قوت کے بنے ہوئے عمدہ گھوڑے لائیں گے جن کی لگام سفید موتی کی اور زین سونے کی ہوگی ان کی لگام کی رسی باریک اور موٹے ریشم کی ہوگی ان پر ریشم سے نرم کپڑے بچھے ہوں گے ان گھوڑوں کا قدم تاحد نظر پڑتا ہوگا شہداء ان گھوڑوں پر جنت میں گھومیں پھریں گے پھر لمبی تفریح کے بعد کہیں گے چلو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا کس طرح فیصلہ فرماتا ہے (جب وہ آئیں گے تو) اللہ تعالیٰ ان پر (خوشی سے) نئے گا اور حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ جس کے لیے نئے گا اس سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔

(رواہ ابن ابی الدنیا۔ الجامع الصغیر للسیوطی)

شہر بن حوشب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) بادلوں میں فرشتوں کے ساتھ تشریف لائے گا پھر ایک پکارنے والا آواز لگائے گا تمام اہل محشر ابھی جان لیں گے کہ آج اللہ کا کرم کن پر ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم میرے ان دوستوں کو لے آؤ جنہوں نے میری رضا کے لیے اپنا خون بہایا تھا پھر شہداء آئیں گے اور قریب ہو جائیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہید کا اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرنے کا بیان

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرے گا۔ (ابوداؤد۔ بیہقی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سات انعامات ہیں (1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے (2) اور اسے ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے (3) عذاب قبر سے اسے بچا دیا جاتا ہے (4) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے اسے امن دے دیا جاتا ہے (5) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یا قوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ (6) بہتر حور عین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے (7) اور اپنے اقارب میں ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مسند احمد)

شہداء کا قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے نجات

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ خصوصی انعامات ہیں۔

- (1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جنت میں اس کا مقام اس کو دکھلا دیا جاتا ہے
- (2) اسے عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے (3) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے وہ محفوظ رہتا ہے (4) اس کے سر پر وقار کا تاج

رکھا جاتا ہے جس کا ایک یا قوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے (5) بہتر (72) حور عین سے اس کا نکاح کر دیا جاتا ہے (6) اور اس کے اقارب میں ستر (70) کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

(ترمذی۔ معنف عبدالرزاق۔ ابن ماجہ)

خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخشش اور جنت کا مقام آنکھوں کے سامنے ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اللہ کے راستے میں قتل کیا جاتا ہے تو زمین پر اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش کر دی جاتی ہے پھر اس کی طرف جنت کا رومال بھیجا جاتا ہے جس میں اس کی روح کو ڈال کر ایک جنتی جسم میں داخل کر دیا جاتا ہے پھر وہ فرشتوں کے ساتھ اس طرح اوپر چڑھتا ہے گویا کہ وہ پیدا ہوتے وقت سے فرشتوں کے ساتھ رہتا ہو پھر اسے آسمانوں پر لے جایا جاتا ہے وہ آسمانوں کے جس دروازے سے گزرتا ہے وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہ فرشتہ اس کے لیے رحمت کی دعاء اور استغفار کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جاتا ہے جہاں پہنچ کر وہ فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا ہے پھر اس کے بعد فرشتے سجدہ کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بخشش اور پاکی عطا فرمائی جاتی ہے پھر اسے دوسرے شہداء کے پاس لایا جاتا ہے وہ ان شہداء کو ہرے بھرے باغات میں سبز کپڑے پہنے ہوئے دیکھتا ہے ان شہداء کے پاس ایک بیل اور مچھلی ہوتی ہے جس سے وہ کھیل رہے ہوتے ہیں اور انہیں ہر دن کھیلنے کے لیے نئی چیزیں دی جاتی ہیں دن کو مچھلی جنت کے نہروں میں تیرتی رہتی ہے شام کے وقت بیل اسے سینک مار کر کاٹ دیتا ہے اور شہداء اس مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں اور اس کے گوشت میں جنت کی تمام نہروں کا مزہ پاتے ہیں اور بیل رات کو جنت میں چرتا رہتا ہے اور وہاں کے پھل کھاتا ہے جب صبح ہوتی ہے تو مچھلی اسے اپنی دم سے ذبح کر دیتی ہے شہداء اس کا گوشت کھاتے ہیں اور جنت کے سب پھلوں کا مزہ اس میں پاتے ہیں وہ اپنے مقامات کو دیکھتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے قیامت قائم کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ (الطبرانی۔ مجمع الزوائد)

خون خشک ہونے سے پہلے حور عین کی زیارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہداء کا تذکرہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین پر شہید کا خون خشک نہیں ہوا ہوتا کہ اس کی دونوں بیویاں (یعنی حوریں) اس طرح اس کی طرف دوڑتی ہیں جس طرح دودھ پلانے والی اونٹنیاں کھلے میدان میں اپنے بچے کی طرف دوڑتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایسا جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہوتا ہے۔ (معنف عبدالرزاق۔ معنف ابن ابی شیبہ۔ ابن ماجہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور اپنے مالک کے ہاں پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا سب سے افضل جہاد کون سا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں مجاہد کا گھوڑا بھی مارا جائے اور خود اس کا خون بھی بہہ جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) (مسند احمد)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ان لوگوں کی بات غلط ثابت ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ جہاد میں غائب رہنے والا شہید ہونے والے سے افضل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص سے پوچھا گیا کہ آپ افضل ہیں یا حضرت ہشام ابن العاص؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں (بھائی) غزوہ یرموک میں شریک تھے رات کو میں بھی شہادت کی دعاء مانگتا رہا اور وہ بھی جب صبح ہوئی تو انہیں شہادت نصیب ہوگئی جبکہ میں محروم رہ گیا۔ پس اسی س تمہیں ان کی فضیلت معلوم ہو جانی چاہئے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

چیونٹی کے کاٹنے جیسا درد اور سکرات الموت سے حفاظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو قتل ہوتے وقت صرف اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ بیہقی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور صبر نازل ہوتا ہے تو مجاہد کے لیے قتل ہونا گرمی کے دن ٹھنڈا پانی پینے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ (شفا الصدور)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کا درد تلوار کی دس لاکھ ضربوں سے زیادہ سخت اور فلاں پہاڑ کو سر پر اٹھانے سے زیادہ بھاری ہے اور یہ (موت) شہید پر اور مظلوم قتل کئے جانے والے پر پھر کے کاٹنے کے درد سے بھی زیادہ آسان ہے اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر رات سحری کے وقت آواز لگاتا ہے۔ اے قبر والوں! تم کسی پر رشک کرتے ہو؟ وہ کہتے ہیں شہید پر اور شہید ہر روز دو بار اپنے رب عزوجل کی زیارت کرتا ہے اسے نہ دنیا کی رغبت ہوتی ہے اور نہ اس کے چھوٹنے کا غم۔ (ابن مساک)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے والد محترم کی طرف منسوب کتاب مجموع اللطائف میں پڑھا ہے کہ ایک شخص یہ دعاء کیا کرتا تھا کہ یا اللہ میری روح جلدی سے قبض فرمائیے گا اور مجھے درد سے بچائیے گا ایک دن وہ شخص تفریح کے لیے نکلا اور ایک باغ میں جا کر سو گیا اچانک وہاں کافروں کا ایک گروہ آ گیا اور انہوں نے اس کا سر کاٹ دیا۔ اس شخص کے جاننے والوں میں سے کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس کا حال پوچھا اس نے جواب دیا میں باغ میں سویا تھا جب میں نے آنکھ کھولی تو میں جنت میں تھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے بھی اس حکایت کو کچھ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہداء پر فرشتوں کا داخلہ اور سلام کا بیان

پہلے روایت گزر چکی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شہداء کو بلا کر بغیر حساب کتاب جنت میں داخل فرمادے گا تو فرشتے آکر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم رات دن آپ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے تھے یہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ نے ہم پر ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور انہیں

میرے راستے میں تکلیفیں پہنچائی گئیں پھر (یہ سن کر) فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا پس آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔ (مسند احمد۔ المسند رک صحیح الاسناد)

مطلب بن حطب فرماتے ہیں کہ شہید کے لیے جنت میں ایک بالا خانہ ہے جو منعا (محسن) سے جابیہ (شام) کی مسافت جتنا ہے اس کے اوپر کا حصہ موتیوں اور یاقوت سے بنا ہوا ہے اور اس کے اندر مشک اور کافور ہے۔ فرشتے شہید کے پاس اللہ تعالیٰ کا ہدیہ لے کر آئیں گے اور ابھی یہ فرشتے وہاں سے نہیں نکلے ہوں گے کہ حرید فرشتے دوسرے دروازے سے اللہ تعالیٰ کا ہدیہ لے کر آجائیں گے۔ (کتاب الجہاد والاہل المبارک)

اللہ کی ایسی رضا اور خوشنودی جس کے بعد ناراضگی نہیں ہوگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایسے آدمی بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ انصار میں سے ستر (70) حضرات جو قراء کہلاتے تھے بھیج دیئے ان میں میرے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے (مدینہ منورہ میں) یہ لوگ قرآن پڑھتے تھے اور راتوں کو قرآن مجید سیکھتے سیکھاتے تھے اور صبح کے وقت مسجد میں آ کر پانی ڈالتے تھے پھر لکڑیاں کاٹ کر انہیں بیچتے اور اصحاب صفہ اور دوسرے فقراء کے لیے کھانا خریدتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو ان لوگوں کے ساتھ روانہ فرما دیا راستے میں ان پر حملہ کر دیا گیا اور انہیں اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے شہید کر دیا گیا انہوں نے (شہادت کے بعد) عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو چکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ کافروں میں سے ایک شخص حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور نیزہ ان کے جسم سے پار کر دیا حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: تمہارے بھائی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات نصیب ہو چکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جب بئر معونہ پر (ستر 70 قراء) حضرات شہید ہو گئے اور حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے تو کافروں کے سردار عامر بن طفیل نے ان سے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا یہ عامر بن لہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا میں نے انہیں قتل ہونے کے بعد دیکھا کہ انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے آسمان ان کے اور زمین کے درمیان نظر آ رہا تھا۔ پھر انہیں واپس زمین پر رکھ دیا گیا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بئر معونہ پر شہید ہونے والے (ستر 70) حضرات کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی جو ہم پڑھا کرتے تھے۔

ترجمہ: ہماری قوم کو خبر دے دو کہ ہم اپنے رب سے ملاقات کا شرف پا چکے ہیں۔ اور وہ ہم سے راضی ہو چکا ہے اور ہم اس سے

راضی ہو چکے ہیں۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی (بخاری)

شہادت کی قبولیت کا بیان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لوہے کی (جنگی) ٹوپی پہن کر آئے اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں قتال کروں یا اسلام لاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام لاؤ پھر قتال کرو۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کیا پھر (اسی وقت) جہاد میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پا گیا۔ (بخاری)

(یہ وہ خوش قسمت شخص تھے جنہوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اور جنت کے اعلیٰ مقامات کے مستحق بن گئے۔ رضی اللہ عنہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس شخص نے اسلام قبول کرنے یعنی کلمہ پڑھنے کے بعد پوچھا کیا میرے لیے یہ بہتر ہے کہ میں لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا اگرچہ میں نے اللہ کے لیے نماز نہ پڑھی ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں پھر وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (کتاب السنن لسید بن منصور)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار جہاد میں تشریف لے گئے۔ مشرکوں کی طرف سے ایک آدمی نے مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی ایک مسلمان اس کے مقابلے کے لیے نکلے تو مشرک نے انہیں شہید کر دیا۔ پھر دوسرے مسلمان شخص نکلے مشرک نے انہیں بھی شہید کر دیا پھر وہ مشرک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا آپ لوگ کس بات پر قتال کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا دین یہ ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتے ہیں۔ جب تک وہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پورا کرتے ہیں اس شخص نے کہا بخدا یہ تو بہت اچھی بات ہے میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں پھر وہ مسلمانوں کی طرف ہو گیا اور اس نے مشرکوں پر حملہ کر دیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا (شہادت کے بعد) اسے اٹھا کر ان دو مسلمانوں کے ساتھ رکھا گیا جن کو اس نے شہید کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تینوں جنت میں سب سے زیادہ آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔ (مجمع الزوائد)

کیونکہ مقتول یہ سمجھے گا کہ یہ قاتل اس کے لیے بلند مقامات اور عظیم نعمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ بنا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مسلمانوں کا ایک دستہ نکلا تو واپسی پر اپنے ساتھ ایک چرواہے کو لے آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چرواہے سے اللہ نے جو چاہا بیان فرمایا تو وہ چرواہا کہنے لگا میں آپ پر اور آپ کے دین پر ایمان لاتا ہوں اب میں ان بکریوں کا کیا کروں یہ تو میرے پاس امانت ہیں اور ایک ایک دود بکریاں مختلف لوگوں کی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے چہروں پر کنکریاں مارو یہ اپنے مالکوں کے پاس چلی جائیں گی اس نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی لی اور بکریوں کے منہ پر ماری وہ بکریاں دوڑتی ہوئی اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ پھر وہ چرواہا میدان جہاد میں آیا جہاں اسے تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تینوں جنت میں سب سے زیادہ آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔ (مجمع الزوائد)

پھر یہ تمام اس کے لئے شہید ہوئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ شَهِدَ مَعِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُنْتُ لَهُ نِكَاحًا" (جو میرے ساتھ قیامت کے روز شہید ہوگا، میں اس کے لئے نیکاح کا عہد کر رہا ہوں)۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "سارے شہید کا تہہ سیر تھا اور وہ عام یہودی کا نظام تھا البتہ ان اہل حق نے اس کا نام اسلام بتا دیا ہے۔ (ماشاء اللہ)"

شہید کی فضیلت کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "شہداء ثمنین طرحتے ہیں (1) اور مہمن جو اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلا وہ نہ لڑتا چاہتا ہے اور نہ شہید ہوتا وہ تو مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لیے آیا ہے اگر وہ (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسے عذاب قبر سے بچالیا جائے گا اور قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا اور خورمیں سے اس کی شادی کرائی جائے گی اور اعزاز و اکرام کا لباس اسے پہنایا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھ دیا جائے گا (2) دوسرا وہ مہمن جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے لیکن خود قتل نہ کیا جائے یہ مہمن اگر (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کا کھنڈ اللہ کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ **فِي مَقْعَدٍ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ** (قمر - 55) پاک مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں۔

تیسرا وہ مہمن جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو اگر (دوران جہاد) اس کا انتقال ہو گیا یا ہو شہید ہو گیا تو وہ قیامت کے دن اپنی کھلی تلوار اپنی گردن پر رکھے ہوئے آئے گا اور لوگ اس وقت ٹھٹھنوں کے بل کرے پڑے ہوں گے۔ وہ کہے گا ہمارے لیے راستہ کھول دو ہم وہ ہیں جنہوں نے اپنا خون اور مال اللہ کے لیے لٹا دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ یا کسی اور نبی سے کہیں گے تو وہ بھی ان کے حق کو لازم سمجھتے ہوئے ان کے لیے راستہ چھوڑ دیں گے یہاں تک کہ وہ شہید عرش کے نیچے نور کے منبروں پر آئیں گے اور ان پر بیٹھ کر دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان کس طرح فیصلہ فرماتے ہیں انہیں نہ سوت کا غم ہوگا اور نہ برباد کی تجلی، انہیں نہ صور کی آواز خوفزدہ کرے گی،

اور نہ انہیں حساب کتاب، میزان اور ہل صراط کی فکر ہوگی وہ دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کس طرح سے فیصلہ کیا جاتا ہے وہ خود کو دیکھیں گے انہیں دیا جائے گا اور جس چیز کی سفارش کریں گے وہ قبول کی جائے گی وہ جنت میں جو پسند کریں گے اسے پالیں گے اور جہنم رہنا چاہیں گے وہاں رہیں گے۔ (ابو داؤد حلی - الترغیب والترہیب)

خورمیں سے شادی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "شہید کے لئے جنت سے

بہت حسین جسم لایا جاتا ہے اور اس کی روح کو اس جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا جاتا ہے شہید اس جسم میں داخل ہو کر اپنے پرانے جسم کو دیکھتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا اچھا کیا برا کیا جاتا ہے اور کون اس پر غمگین ہوتا ہے اور کون غمگین نہیں ہوتا اور وہ باتیں کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات سن رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ بھی اسے دیکھ رہے ہیں پھر اس کی بیویاں حور عین آ جاتی ہیں اور اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ (شفاء الصدور)

خوب اچھی طرح سے یاد رکھئے کہ کبھی کبھار حور عین جہاد میں زخمی ہونے والوں کو بھی بے ہوشی کی حالت میں نظر آ جاتی ہیں تاکہ اسے یہ بشارت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے شہادت کی خلعت فاخرہ تیار کر رکھی ہے۔ اس بارے میں کچھ سچے واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجہاد میں کئی واقعات اس بارے میں ذکر فرمائے ہیں ان میں سے ایک واقعہ ابو اوریس نامی بزرگ کا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے ساتھ جہاد میں مدینہ منورہ کے دو مجاہد تھے ان میں سے ایک کا نام زیاد تھا ایک دن محاصرے کے دوران انہیں منجیق کے گولے کا ایک ٹکڑا گھٹنے پر لگا اور وہ بے ہوش ہو گئے اور پھر بے ہوشی میں کبھی ہنستے اور کبھی روتے تھے جب انہیں ہوش آیا تو ہم نے ہنسنے اور رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جنت کا نقشہ اور حور عین کا حلیہ بیان کر کے بتایا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اس پر میں ہنساکر جب میں نے حور کا قرب پانے کی کوشش کی تو اس نے کہا ظہر تک انتظار کرو اور اس پر میں رو پڑا۔ ابو اوریس کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھا ہوا بات چیت کر رہا تھا کہ ظہر کی اذان ہوئی اور اس کی روح نکل گئی۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1517- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوَّامَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ ﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص مسجد میں نماز جنازہ ادا کرتا ہے اسے کوئی ثواب نہیں ملتا۔“

1518- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ حَدِيثُ عَائِشَةَ أَقْوَى

» سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ہی ادا کی تھی۔

امام ابن ماجہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھانے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی۔ امام ابو یوسفی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے امام شافعی فرماتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جائے۔ امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث: 1029)

ہدایہ میں لکھا ہے کہ مسجد میں جو جماعت بچگانہ کے لیے بنائی گئی ہو جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مسجد میں میت پر نماز پڑھے گا تو اسے ثواب نہیں ملے گا۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ خلاصہ میں لکھا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے خواہ جنازہ اور نمازی دونوں مسجد میں ہوں خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو اور سب نمازی یا تھوڑے نمازی مسجد کے باہر ہوں۔ ہاں البتہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مکروہ نہیں ہے جب کہ جنازہ مسجد سے باہر رکھا ہوا ہو۔ پھر اس کے بعد کراہت کے بارے میں بھی علماء کے اختلافی اقوال ہیں بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ کراہت تحریمی ہے۔ جب کہ بعض حضرات کا قول ہے کہ کراہت تنزیہی ہے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا (اور ان کا جنازہ ان کے مکان سے بقیع میں دفن کے لیے لایا گیا) تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تا کہ میں بھی نماز پڑھ سکوں لوگوں نے اس سے انکار کیا (کہ مسجد میں جنازہ کی نماز کیسے پڑھی جاسکتی ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدا کی قسم! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضا کے دونوں سہیل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ہے۔ (مسلم)

سہیل کے بھائی کا نام سہیل تھا اور ان دونوں کی ماں کا نام بیضاء تھا۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو اس حدیث کے پیش نظر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے۔ حضرت امام اعظم کی دلیل بھی یہی حدیث ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر صحابہ نے اس بات سے انکار کر دیا کہ سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لایا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول نہیں تھا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھتے ہوں بلکہ مسجد ہی کے قریب ایک جگہ مقرر تھی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے۔ پھر یہ کہ اس کے علاوہ ابوداؤد میں ایک حدیث بھی بائیں مضمون منقول ہے کہ جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے گا اسے ثواب نہیں ملے گا۔

جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سہیل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ پڑھی ہے تو اس کے بارے میں علماء لکھتے ہیں کہ ایسا آپ نے عذر کی وجہ سے کیا کہ اس وقت یا تو بارش ہو رہی تھی یا یہ کہ آپ اعتکاف میں تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز جنازہ ادا فرمائی، چنانچہ ایک روایت میں اس کی صراحت بھی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اعتکاف میں تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلِّي فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ

یہ باب ہے کہ ان اوقات کا بیان جن میں نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی

اور میت کو دفن نہیں کیا جائے گا

1519- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ج وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ جَمِيعًا عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ بْنِ رِبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ لَلَّاتُ مَسَاعِدٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ لَهُنَّ أَوْ نُقْبِرَ فِيهِنَّ مَوْلَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِغَةً وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَصِفُّ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ

•• حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تین اوقات ایسے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان اوقات میں نماز ادا کرنے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا ہے۔

وہ وقت جب سورج نکل رہا ہو۔ وہ وقت جب سورج عین سر پر ہو یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے اور وہ وقت جب وہ غروب ہونے کے قریب ہو یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔

1520- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنبَاَنَا بِمَعْنَى بْنِ الْيَمَانِ عَنْ مِنْهَالِ بْنِ خَالِيفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْخَلَ رَجُلًا قَبْرَهُ لَيْلًا وَأَسْرَجَ فِي قَبْرِهِ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو رات کے وقت اس کی قبر میں داخل کروایا (یعنی دفنایا) تھا اور آپ ﷺ نے اس کی قبر کے پاس چراغ روشن کروایا تھا۔

1521- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ الْمَكِّيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

1519: أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 1926 أخرجه أبو داود في "المسنن" رقم الحديث: 3192 أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 1030 أخرجه

الترمذی في "المسنن" رقم الحديث: 559 رقم الحديث: 564 رقم الحديث: 2012

1521: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1520: أخرجه الترمذی في "المجامع" رقم الحديث: 1057

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْفِنُوا مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَّا أَنْ تُضْطَرُّوا

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”تم لوگ رات کے وقت اپنے مردوں کو دفن نہ کرو البتہ انتہائی مجبوری کا حکم مختلف ہے۔“

1522- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهْيَعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا عَلَى مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ”تم رات یا دن میں کسی بھی وقت اپنے مردوں کی نماز جنازہ ادا کر سکتے ہو۔“

باب ۹: فِي الصَّلَاةِ عَلَى أَهْلِ الْقَبْلَةِ

یہ باب اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1523- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطَيْتَنِي لِمِصْرِكَ أَكْفَنُهُ فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نُونِي بِهِ فَلَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ قَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا ذَاكَ لَكَ فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ (اسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ)

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب عبد اللہ بن ابی کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ اپنی قمیص مجھے عطا کر دیں تاکہ میں اس مرحوم کو اس میں کفن دوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اطلاع دے دینا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی اور نبی کریم ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے جانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یہ آپ کے لیے مناسب نہیں ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے دو باتوں کے درمیان کسی ایک چیز کو اختیار کرنے کا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

”تم ان کے لیے دعائے مغفرت کرو یا ان کے لیے دعائے مغفرت نہ کرو۔“

1522: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1523: أخرجه البخاری فی "المصحح" رقم الحدیث: 1269، رقم الحدیث: 5796، أخرجه مسلم فی "المصحح" رقم الحدیث: 6158، رقم الحدیث: 6959، أخرجه

الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 3098

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”ان میں سے جو بھی شخص فوت ہو جائے اس کی نماز جنازہ نہ ادا کرنا اور اس کی قبر پر کھڑے نہ ہونا۔“

1524- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُجَالِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ قَالَ مَاتَ رَأْسُ الْمَنَافِقِينَ بِالْمَدِينَةِ وَأَوْصَى أَنْ يُصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ يُكْفَنَ فِي قَبْرِهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَفَّنَهُ فِي قَبْرِهِ وَقَامَ عَلَى قَبْرِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ)

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: منافقین کا سردار مدینہ منورہ میں مر گیا اس نے یہ وصیت کی کہ نبی کریم ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کریں اور اپنی قمیص اسے کفن میں دیں تو نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور اپنی قمیص اسے کفن کے طور پر دینے کے لیے دی نبی کریم ﷺ اس کی قبر پر کھڑے بھی ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”ان میں سے جو بھی مر جائے تم نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کرنی اور اس کی قبر پر کھڑے نہیں ہونا۔“

1525- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَهَّانٍ حَدَّثَنَا عُثْبَةُ بْنُ يَظْظَنَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا عَلَى كُلِّ مَيِّتٍ وَجَاهِدُوا مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ

﴿﴾ حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”ہر مرحوم کی نماز جنازہ ادا کرو اور ہر امیر کے ساتھ جہاد میں حصہ لو۔“

1526- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ زُرَّارَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُرِحَ فَادَّاهُ الْجِرَاحَةُ فَذَبَّ إِلَى مَشَاقِصَ فَذَبَحَ بِهَا نَفْسَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَانَ ذَلِكَ مِنْهُ أَدَبًا

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب زخمی ہو گئے زخم نے انہیں زیادہ تکلیف پہنچائی تو وہ ایک تیر کی طرف ریگ کر گئے اور اس کے ذریعے خودکشی کر لی تو نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ادب سکھانے کے لیے ایسا کیا تھا (یعنی کوئی شخص زخم سے تنگ آ کر خودکشی کی کوشش نہ کرے)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

یہ باب قبر پر نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1527- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُ الْمَسْجِدَ فَقَفَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَالَ عَنْهَا بَعْدَ أَيَّامٍ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ فَهَلَا أَذْنُومُنِي فَأَتَى قَبْرَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک سیاہ فام خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا ہے چند دن بعد نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا: اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم نے مجھے اس کے بارے میں کیوں نہیں بتایا؟ پھر نبی کریم ﷺ اس کی قبر کے پاس تشریف لائے اور اس کی نماز (جنازہ) پڑھی۔

1528- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ ثَابِتٍ وَكَانَ أَكْبَرَ مِنْ زَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَرَدَ الْبَقِيعَ فَإِذَا هُوَ بِقَبْرِ جَدِيدٍ فَسَالَ عَنْهُ قَالُوا فَلَا تُهْلِكُ قَالَ فَعَرَفَهَا وَقَالَ أَلَا أَذْنُومُنِي بِهَا قَالُوا كُنْتَ قَائِلًا صَائِمًا فَكِرْهُنَا أَنْ نُؤْذِيكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا لَا أَعْرِفُ مَا مَاتَ مِنْكُمْ مَيِّتٌ مَا كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ إِلَّا أَذْنُومُنِي بِهِ فَإِنْ صَلَوَتِي عَلَيْهِ لَهُ رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

﴿﴾ خارجہ بن زید حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی ہیں کا بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ جب بقیع تشریف لائے تو وہاں ایک نئی قبر بنی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا: یہ فلاں خاتون کی ہے نبی کریم ﷺ اس خاتون کو پہچان گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کے بارے میں مجھے کیوں اطلاع نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کی: آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا ہوا تھا اور آپ ﷺ دوپہر کے وقت آرام کر رہے تھے تو ہمیں یہ اچھا نہیں لگا کہ ہم آپ ﷺ کو تکلیف پہنچائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم آئندہ ایسا نہ کرنا آئندہ مجھے پتہ نہ چلے کہ تم نے ایسا کیا ہے تم میں سے جو شخص بھی فوت ہو تو جب تک میں تمہارے درمیان ہوں تم مجھے اس کے بارے میں بتانا کیونکہ میرا اس کی نماز جنازہ ادا کرنا اس کے لیے رحمت ہوگا پھر نبی کریم ﷺ اس قبر کے پاس تشریف لائے ہم نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے صف قائم کی تو نبی کریم ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

1527: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 458، ورم الحديث: 1337، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2212، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم

الحديث: 3203

1528: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 2021

1529- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمِيدٍ بْنُ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ السُّهَاجِرِ بْنِ قُفَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ مَاتَتْ وَلَمْ يُؤَذَّنْ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ فَقَالَ هَلَّا أَذْنَمُونِي بِهَا ثُمَّ قَالَ لَا ضَحَايَاهُ صُفُّوا عَلَيْهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا

••• عبد اللہ بن عامر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک سیاہ قام خاتون کا انتقال ہو گیا اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی جب آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگوں نے اس کے بارے میں مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟“ پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

”اس پر صفیں قائم کر لو“ تو نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ اس کی قبر پر ادا کی۔

1530- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَلَدَفُوهُ بِاللَّيْلِ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَعْلَمُوهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعَلِّمُونِي قَالُوا كَانَ اللَّيْلُ وَكَانَتِ الظُّلُمَةُ فَكِرْهْنَا أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَاثْنَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ

••• حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص فوت ہو گیا نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کے لیے جایا کرتے تھے۔ (اس کا رات کے وقت انتقال ہو گیا) لوگوں نے اسے رات کے وقت ہی دفن کر دیا۔ اگلے دن صبح لوگوں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے دریافت کیا۔ تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کی: رات کا وقت تھا تاریکی بھی زیادہ تھی ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگی ہم آپ کو مشقت کا شکار کریں۔ نبی کریم ﷺ اس شخص کی قبر کے پاس تشریف لائے اور آپ نے اس پر نماز جنازہ ادا کی۔

1531- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَبْرِ بَعْدَ مَا قُبِرَ

••• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک قبر پر مردے کے دفن ہو جانے کے بعد

1529: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1530: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 857، رقم الحديث: 1247، رقم الحديث: 1319، رقم الحديث: 1321، رقم الحديث: 1322، رقم

الحديث: 1326، رقم الحديث: 1336، رقم الحديث: 1340، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2208، رقم الحديث: 2209، أخرجه ابوداؤد فی "السنن"

رقم الحديث: 3196، أخرجه الترمذی فی "الجامع" رقم الحديث: 1037، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 2022، رقم الحديث: 2023،

1531: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2211،

نماز جنازہ ادا کی تھی۔

1532- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مِهْرَانُ بْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ

أَبْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى مَيْتٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ

ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ایک میت کے دفن ہو جانے کے بعد اس کی

نماز جنازہ ادا کی تھی۔

1533- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ عَنْ ابْنِ لَهْيَعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ

أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَتْ سَوْدَاءُ تَقُمُ الْمَسْجِدَ فَتُوقِفُ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ بِمَوْتِهَا فَقَالَ أَلَا أَذْنُمُونِي بِهَا فَخَرَجَ بِأَصْحَابِهِ فَوَقَفَ عَلَى قَبْرِهَا

فَكَبَّرَ عَلَيْهَا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ وَدَعَا لَهَا ثُمَّ انْصَرَفَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک سیاہ قام خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی اس کا رات

کے وقت انتقال ہو گیا اگلے دن صبح نبی کریم ﷺ کو اس کے انتقال کے بارے میں بتایا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایا:

”تم لوگوں نے مجھے اس کے بارے میں بتایا کیوں نہیں۔“

پھر نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر گئے آپ ﷺ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اس پر تکبیر

کہی لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر آپ ﷺ واپس تشریف

لائے۔

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک کالی عورت تھی جو مسجد (نبوی) میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا راوی کہتے ہیں کہ

ایک جوان مرد تھا جو جھاڑو دیا کرتا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اسے غائب پایا تو اس عورت، یا مرد کے بارہ میں

دریافت فرمایا کہ وہ کہاں ہے؟ بتایا گیا کہ وہ مرگئی یا وہ مر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کیوں نہیں بتایا گیا؟ تاکہ میں بھی

اس کی نماز جنازہ پڑھتا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس عورت یا اس مرد کی موت کوئی اہمیت نہیں دی (کہ

جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی جاتی گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مقصود تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اچھا مجھے اس کی قبر بتادو کہ کہاں ہے؟ آپ کو جب اس کی قبر بتائی گئی تو (آپ وہاں تشریف لے گئے اور) اس کی قبر

پر نماز پڑھی اور پھر فرمایا کہ یہ قبریں اپنے مردوں کے لئے تاریکیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں ان قبروں پر میرے نماز پڑھنے کی وجہ

1532: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1533: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

سے اللہ تعالیٰ انہیں روشن کر دیتا ہے۔ اس روایت کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم، رقم الحدیث: 145)

ایک کالی عورت تھی یا ایک جوان مرد تھا" یہ درحقیقت راوی کا شک ہے کہ صحیح طریقہ سے یہ بات یاد نہیں رہی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ ایک کالی عورت تھی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا یہ فرمایا کہ ایک جوان مرد تھا جو جھاڑو دیا کرتا تھا۔ "تاریکیوں سے بھری ہوئی قبروں" سے مراد صرف وہ قبریں ہیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا ممکن تھا۔

اس مسئلہ میں کہ قبروں پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ علماء کا اختلاف ہے چنانچہ جمہور علماء کا فیصلہ تو یہ ہے کہ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا مشروع ہے خواہ پہلے اس کی نماز جنازہ ادا کی جا چکی ہو یا نہ ادا کی گئی ہو۔ ابراہیم نخعی، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ اگر پہلے نماز جنازہ ادا کی جا چکی ہے تو اب قبر پر نماز درست نہیں اور اگر پہلے نماز جنازہ ادا نہ کی گئی ہو تو پھر جائز ہے لیکن حضرت امام ابو حنیفہ کی شرط یہ بھی ہے کہ اگر مردہ اپنی قبر میں پھٹ نہ گیا ہو تو نماز درست ہوگی ورنہ تو قبر میں مردہ کے پھٹ جانے کی صورت میں نماز درست نہیں ہوگی۔

قبر میں مردہ کے پھٹ جانے کا اندازہ بعض حضرات نے تین دن متعین کیا ہے یعنی اگر تدفین کو تین دن نہ گزرے ہوں تو سمجھا جائے گا کہ مردہ اپنی قبر میں ابھی پھٹا نہیں ہے اور اگر تدفین کو تین دن یا تین دن سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ مردہ اپنی قبر میں پھٹ گیا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ

یہ باب نجاشی کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1534- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْبَيْعِ فَصَفَّا خَلْفَهُ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نجاشی کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "بیع" تشریف لے گئے۔ ہم لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور نبی کریم ﷺ نے چار تکبیروں کے ہمراہ (نماز جنازہ ادا کی)۔

شرح

نجاشی "جیشہ کے بادشاہ کا لقب ہوا کرتا تھا اس نجاشی بادشاہ کا نام کہ جس کے جنازہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائی "اصحہ" تھا۔ یہ پہلے تو دین نصاریٰ کے پیرو تھے مگر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔ جب کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے صحابہ پر ظلم کے پہاڑ توڑے اور مکہ میں ان کی زندگی اجیرن بنادی

نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر جائیں چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد اپنا گھر بار چھوڑ کر حبشہ کو ہجرت کر گئی مسلمانوں کی یہی سب سے پہلی ہجرت تھی حبشہ میں اس وقت یہی اصحہ نامی نجاشی بادشاہ تخت سلطنت پر تھے۔ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہت اعلیٰ پیمانہ پر پذیرائی کی اور ان کی خدمت کو اپنے لئے باعث سعادت جان کر حق میزبانی ادا کیا۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ صدمہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ان کے انتقال کی خبر دی اور سب کو لے کر عید گاہ تشریف لے گئے اور وہاں ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

1535- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زَائِعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ جَمِيعًا عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَضِرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَخَاكُمْ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَصَلُّوا عَلَيْهِ قَالَ فَقَامَ فَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ وَإِنِّي لَفِي الصَّفِّ الثَّانِي فَصَلَّى عَلَيْهِ صَفَيْنِ

•• حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے تم لوگ اس کی نماز جنازہ ادا کرو۔

راوی کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی میں اس وقت دوسری صف میں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دو صفوں میں اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

1536- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَغَيْنَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَخَاكُمْ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَصَلُّوا عَلَيْهِ فَصَفَّنَا خَلْفَهُ صَفَيْنِ

•• حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے تم اٹھو اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو۔“

راوی کہتے ہیں: تو ہم نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنالیں۔

نماز جنازہ میں تین صفیں بنانے کی فضیلت کا بیان

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی مسلمان مرتا ہے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفوں پر مشتمل جماعت نماز پڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت اور مغفرت واجب کر دیتا ہے، چنانچہ حضرت مالک (نماز جنازہ میں) تھوڑے آدمی (بھی) دیکھتے تو اس حدیث کے بموجب انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ (ابوداؤد) ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت مالک بن ہبیرہ جب نماز جنازہ پڑھتے (یعنی نماز جنازہ

1535: أخرجه الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1039 أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1974

1536: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

پڑھنے کا ارادہ کرتے) اور لوگوں کی تعداد کم دیکھتے تو ان کو تین حصوں (یعنی تین صفوں) میں تقسیم کر دیتے تھے اور پھر فرماتے تھے کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی نماز جنازہ تین صفیں پڑھتیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ ابن ماجہ نے بھی اس قسم کی روایت نقل کی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم، رقم الحدیث 170)

اسلامی عقائد کا یہ ایک واضح مسئلہ ہے کہ ہر شخص کو یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ جل شانہ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے یعنی اس کی بزرگی و برتری ذات کسی چیز کے کرنے پر مجبور نہیں ہے لیکن یہاں حدیث میں چونکہ فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کرتا ہے اس لئے علماء حدیث کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں شریک ہوں اس بشارت کی بموجب اللہ تعالیٰ اپنے اوپر یہ واجب کر لیتا ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گویا یہاں حدیث میں جس وجوب کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے وعدہ کی مناسبت سے ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ جو وعدہ کرے وہ ایفاء نہ ہو یہ ناممکن ہے اس لئے ایفاء عہد اور اپنے فضل و کرم کے اظہار کے طور پر حق تعالیٰ کسی مجبور یا دباؤ کے تحت نہیں بلکہ از خود اپنے اوپر یہ واجب کر لیتا ہے کہ ایسے شخص کو جنت میں داخل کرے چنانچہ اسے اصطلاحاً وجوب لغیرہ کہا جاتا ہے جو اس عقیدہ کے منافی نہیں ہے ہاں وجوب لذاتہ حق تعالیٰ کی ذات کے لئے ممتنع ہے جس کے بارہ میں مذکورہ بالا اسلامی عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نماز جنازہ میں سب صفوں سے زیادہ افضل سب سے پیچھے والی صف ہوتی ہے بخلاف دوسری نمازوں کے کہ ان میں سب سے آگے والی صف سب سے زیادہ افضل ہوتی ہے۔

1537- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ خُذَيْفَةَ بْنِ أَبِي سَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِهِمْ فَقَالَ صَلُّوا عَلَيَّ أَرْبَعًا لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ أَرْضِكُمْ قَالُوا مَنْ هُوَ قَالَ النَّجَاشِيُّ

حضرت خذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ انہیں ساتھ لے کر نکلے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ ادا کرو جو تمہاری زمین کے علاوہ (یعنی تمہارے علاقے سے باہر یا دور) فوت ہوا ہے لوگوں نے عرض کی: وہ کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "نجاشی"۔

1538- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو السَّكَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ ادا کی آپ ﷺ نے اس

میں چار تکبیریں کہیں۔

غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر فقہی تصریحات

علامہ حلبی لکھتے ہیں۔ نماز جنازہ کی شرائط صحت سے ہے جنازہ کا مصلیٰ کے آگے ہونا۔ اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں۔ (حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)
علامہ حنفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جنازہ کا نمازی کے سامنے ہونا شرط نماز جنازہ ہے۔

(درمختار باب صلوة الجنائز مطبع محبتانی دہلی)

علامہ حسن شربلہالی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ صحت نماز جنازہ کی شرطوں سے ہے میت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا۔ (نور الابضاح، فصل فی الصلوة علی المیت)

متن ملتقى الابحر میں ہے۔ میت کا کوئی عضو کسی جگہ ملے تو اس پر نماز جائز نہیں، نہ کسی غائب پر جائز ہے۔

(ملتقى الابحر، فصل فی الصلوة علی المیت، بیروت)

مجمع شرح ملتقى میں ہے: امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے کہ میت دوسرے شہر میں ہو اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں۔

(مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر، فصل فی الصلوة علی المیت، بیروت)

فتاویٰ خلاصہ میں ہے:- ہمارے نزدیک کسی میت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے۔

(خلاصۃ الفتاویٰ، الصلوة علی الجنازۃ اربع تکبیرات، مکتبہ حبیبہ کوئٹہ)

غائبانہ نماز جنازہ منع ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نباشی فوت ہوئے، اس دن رسول اللہ ﷺ نے ان کی موت کی خبر دی، آپ عید گاہ کی طرف نکلے آپ نے مسلمانوں کی صفیں بنوائیں اور چار تکبیریں پڑھیں۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)
اس حدیث سے بعض جدت پسند لوگوں نے استدلال کرتے ہوئے نہ صرف کہا بلکہ عملی طور پر غائبانہ نماز جنازہ شروع کر دی ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے مطابق جو آپ ﷺ نے نباشی کی نماز جنازہ پڑھی ہے وہ آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ ہے۔ اور کم علم لوگوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ شریعت کا یہ قانون ہے جو عمل آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ ہو اس سے عمومی حکم ثابت نہیں ہوتا کیا کوئی شخص یہ کہے گا مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ بیک وقت ۹ بیویاں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے کیونکہ ایسا رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ ہرگز نہیں، کیونکہ ۹ بیویاں بیک وقت نکاح میں رکھنا آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ ہے جو آپ ﷺ کے سوا کسی کے لئے جائز ہی نہیں۔

پانچویں صدی ہجری کے مشہور امام علامہ بن بطل مالکی لکھتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو نباشی کی موت کی خبر دی اور

خصوصاً اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ کیونکہ عام مسلمانوں کے علم میں اس کا اسلام لانا نہیں تھا، تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ تمام مسلمانوں کو اس کے اسلام لانے کی خبر دیں اور تمام مسلمانوں کے ساتھ اس کے حق میں دعا کریں تاکہ اسے مسلمانوں کی دعا کی برکت حاصل ہو۔ اس کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اور نہ ان مہاجرین و انصار جو مختلف شہروں میں فوت ہوئے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کے بعد مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے سوا کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے جو شخص جس شہر میں فوت ہو جائے اس شہر کے لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ نجاشی کی روح آپ ﷺ کے سامنے حاضر تھی لہذا آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ کے لئے جنازہ کو اٹھا کر لایا گیا تھا جس طرح بیت المقدس کو آپ کے لئے منکشف کر دیا گیا تھا۔ جب کفار نے بیت المقدس کے متعلق آپ ﷺ سے سوالات کیے تھے۔ اور میں نے امت میں سے کسی کو نہیں پایا جس نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہو۔

(شرح ابن بطال ج ۳ ص ۲۳۵، بیروت)

سینکڑوں کی تعداد میں دلائل موجود ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا جائز نہیں۔ کیونکہ خود نبی کریم ﷺ کے دور اقدس میں ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے کہ جن کی نماز جنازہ پڑھانے میں آپ بہت حریص تھے تاہم آپ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اسی طرح بیر معونہ کا واقعہ اس پر شاہد ہے کہ وہ صحابہ کرام جو قرآن کے قاری و حافظ تھے اور جن کی شہادت پر آپ ﷺ کو اتنا رنج پہنچا تھا کہ آپ ﷺ نے مسلسل ایک ماہ نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھی اور ان کفار کی مذمت کی، لیکن ان شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

اسی طرح حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کے دور خلافت تک جو کل تیس سال کا عرصہ بنتا ہے کسی ایک خلیفہ یا کسی ایک صحابی سے بھی غائبانہ نماز جنازہ ثابت نہیں۔

اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت سے لیکر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت تک بھی کسی دور میں کسی ملک میں کسی مسلمانوں کے شہر میں کسی گاؤں و دیہات قصبہ میں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

دور صحابہ کے بعد تابعین کے دور، تبع تابعین کے دور سے لیکر مسلمانوں کے چودہ سو سالہ دور میں کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔

حالانکہ نماز جنازہ ایک ایسی عبادت ہے جسے اجتماعی عبادت کہا جاتا ہے یہ کوئی ایک شخص نہیں پڑھتا بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اسے پڑھتی ہے۔ جس کے لئے قوی دلائل کی ضرورت ہے جو کہ بالکل مفقود ہیں اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھانے والوں کے دلائل بھی غائب ہیں۔

چودھویں صدی کے آخر میں اور پندرھویں صدی کے اوائل میں ایک بدعتی فرقے نے غائبانہ نماز جنازہ کو اپنے جماعتی مفاد اور چندے کو جمع کرنے کی غرض سے غائبانہ نماز جنازہ کو گھڑ لیا ہے اس طرح اس فرقے کی جماعت کی شہرت بھی ہوتی ہے اور یہ لوگ

عوام کے دلوں میں شہداء کے ساتھ ہمدردی کا اظہار اور لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں لہذا ان کی معاونت و مدد کی جائے۔ اور ان لوگوں کا غیر اللہ سے مدد مانگنے کا یہ ایک مضبوط بہانہ ہے۔

حیران کن بات یہ ہے کہ یہی گروہ اذان سے پہلے یا بعد میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا بدعت سمجھتا ہے، حالانکہ یہ درود پڑھنا ایک انفرادی عمل ہے جس کے لئے ان لوگوں کو کوئی دلیل نظر ہی نہیں آتی۔ حالانکہ درود و سلام کی اصل تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں موجود ہے۔ ایک وہ مسئلہ جس کی اصل موجود ہو وہ بدعت ہے۔ اور ایک وہ عمل جس کی اصل موجود نہ ہو وہ عین عبادت ہے۔ ان لوگوں کا کیسا استدلال ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ وَمَنْ انتظرَ دَفْنَهَا

یہ باب ہے کہ جو شخص نماز جنازہ ادا کرے اور میت کے دفن ہونے کا انتظار کرے اس کا ثواب

1539- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ انتظرَ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ قَالُوا وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص نماز جنازہ ادا کرتا ہے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ (میت کے دفن) سے فارغ ہو جائے تو اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا: قیراط سے مراد کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو پہاڑوں کی مانند۔

1540- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْفَرِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ قَالَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِيرَاطِ فَقَالَ مِثْلُ أَحَدٍ

•• حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص نماز جنازہ ادا کرتا ہے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص دفن میں بھی شریک ہوتا ہے اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے۔“

بیان کرتے بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے قیراط کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: احد (پہاڑ کی مانند اجر و ثواب)

1541- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عِدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ أَبِي بِنِي كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قَبْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قَبْرَاطَانِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ الْقَبْرَاطُ أَكْثَرُ مِنْ أَحَدٍ هَذَا

•• حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جو شخص نماز جنازہ ادا کرے اسے ایک قبرِ اطوار ملتا ہے اور جو میت کے ساتھ اس وقت تک رہے جب تک اسے دفن نہیں کر دیا جاتا اسے دو قبرِ اطوار ملتے ہیں اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ایک قبرِ اطوار اس احد پہاڑ سے بڑا ہوتا ہے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب جنازے کے لیے کھڑے ہونے کے بیان میں ہے

1542- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلَّفَكُمْ أَوْ تَوْضَعَ

•• حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جب تم کسی جنازے کو دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ آگے نکل جائے۔ اسے رکھ دیا جائے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب جنازہ گھر میں سے نکلے تو میت کے احترام اور اس کے ایمان کی تعظیم کے پیش نظر کھڑا ہو جانا چاہئے گویا اس ارشادِ گرامی میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایسے موقع پر بے پرواہ نہ ہو جانا چاہئے بلکہ جنازہ دیکھتے ہی بے قرار ہو کر اور ڈر کر اٹھ کھڑا ہونا چاہئے اور جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے زمین پر بیٹھا نہ جائے بلکہ کاندھا دینے کے لئے جنازہ کے ساتھ ساتھ ہے۔ بعض حنفی علماء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جنازہ کے ساتھ جانے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اکثر علماء کے نزدیک اس کے لئے جنازہ دیکھ کر اٹھ کر کھڑے رہنا مکروہ ہے۔ جب کہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اسے اختیار ہے کہ چاہے تو کھڑا رہے اور چاہے بیٹھا رہے۔ اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

1542: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1307، رقم الحديث: 1308، أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 2214، رقم الحديث: 2215، أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحديث: 3172، أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 1042، أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحديث: 1914، رقم الحديث: 1915

رہے۔ اسی طرح بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ یہ دونوں ہی (یعنی کھڑے ہو جانا اور بیٹھے رہنا) مستحب ہیں جمہور علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور اس کے بعد آنے والی حدیث دونوں ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کی بنا پر جو آگے آرہی ہے منسوخ ہیں۔

1543- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ وَقَالَ قُومُوا فَإِنَّ لِلْمَوْتِ قُرْعًا

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کھڑے ہو جاؤ“ کیونکہ موت میں خوفزدہ کرنے کا پہلو پایا جاتا ہے۔

1544- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةٍ فَقُمْنَا حَتَّى جَلَسْنَا

•• حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جنازے کے لیے کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ بیٹھے رہنے لگے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔

1545- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَّبَعَ جَنَازَةً لَمْ يَقْعُدْ حَتَّى تَوْضَعَ فِي اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَهُ حَبْرٌ لَقَالَ هَكَذَا نَضَعُ يَا مُحَمَّدُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوهُمْ

•• حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب کسی جنازے کے ساتھ تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ اس وقت تک نہیں بیٹھتے جب تک اسے لحد میں نہیں رکھ دیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک عالم آپ ﷺ سے ملا اور بولا: اے حضرت محمد ﷺ! ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں: تو نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا تم لوگ ان کے برخلاف کرو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَا يُقَالُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ

یہ باب ہے کہ قبرستان میں داخل ہونے پر کیا پڑھا جائے؟

1543: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1544: أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 2224، "ورقم الحديث: 2225" أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3175، أخرجه

الترمذي في "الجامع" رقم الحديث: 1044، أخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 1998، "ورقم الحديث: 1999"

1545: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3116، أخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث: 1020

1546- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ تَغْنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ لَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَا قَوْمٌ مُؤْمِنِينَ أَنْتُمْ لَنَا قَرُطٌ وَأَنَا بِكُمْ لَا حِقُونَ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَهُمْ

• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ میں نے انہیں غیر موجود پایا (راوی کہتے ہیں) ان کی مراد نبی کریم ﷺ تھے نبی کریم ﷺ اس وقت ”بقیع“ میں موجود تھے اور یہ پڑھ رہے تھے۔
”اے مومنین کی قوم کی بستی والو! تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تم سے آ ملیں گے۔ اے اللہ! تو ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور ان کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا۔“

1547- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ أَدَمَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ كَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْيَتَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقُونَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ

• سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ جب وہ قبرستان جائیں تو وہ یہ پڑھا کریں۔

”اے اہل ایمان اور مسلمانوں کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلام ہوا اگر اللہ نے چاہا تو بے شک ہم بھی تم سے آ ملیں گے ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔“

باب: مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ

یہ باب قبروں پر بیٹھنے کے بارے میں ہے

1548- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَقَعَدَ حِبَالُ الْقِبْلَةِ

• حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک جنازے میں شرکت کے لئے

1546: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1547: أخرجه مسلم في ”الصحیحہ“ رقم الحدیث: 2254 أخرجه الترمذی فی ”السنن“ رقم الحدیث: 2039

1548: أخرجه ابوداؤد فی ”السنن“ رقم الحدیث: 3212 أخرجه الحدیث: 4753 أخرجه الحدیث: 4754 أخرجه الترمذی فی ”السنن“ رقم الحدیث: 2000

1549: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نظر تو نبی کریم ﷺ قبلہ کی سمت میں تشریف فرما ہوئے۔

1549- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْيَنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَادَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَتَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا كَأَنَّ عَلَى رُؤُسِنَا الطَّيْرُ

•• حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے ہم ایک قبر تک پہنچ گئے تو نبی کریم ﷺ وہاں تشریف فرما ہو گئے اور ہم بھی بیٹھ گئے (اس وقت ہماری یہ حالت تھی) کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي إِدْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرَ

یہ باب میت کو قبر میں داخل کرنے کے بیان میں ہے

1550- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ج وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ مَرَّةً إِذَا وَضِعَ الْمَيِّتُ فِي لَحْدِهِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَقَالَ هِشَامُ فِي حَدِيثِهِ بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ

•• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا تو آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے۔

”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے دین پر (ایمان رکھتے ہوئے)“
ابو خالد نامی راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں جب میت کو اس کی لحد میں رکھ دیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے پڑھا۔
”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اور اس کے رسول ﷺ کی سنت (پر عمل پیرا ہوتے ہوئے)“
ہشام نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ کے دین پر (ہم اسے دفن کر رہے ہیں)“

قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کرنے کا بیان

1551- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا مَنْذَلُ بْنُ عَلِيٍّ

1550 اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منقرض ہیں۔
1551 اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منقرض ہیں۔

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحَصَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَرَشَّ عَلَى قَبْرِهِ مَاءً

•• حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کیا تھا اور آپ ﷺ نے ان کی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا تھا۔

شرح

حضرت ابن مالک فرماتے ہیں کہ جو لوگ جنازہ کے ہمراہ قبر پر جائیں ان کے لئے سنت ہے کہ جب لحد یا شق بند کر دی جائے تو وہ مٹی بھر کر مٹی قبر میں ڈالیں اسی طرح قبر جب بھر جائے اور اوپر سے مٹی برابر کر دی جائے تو قبر کے اوپر پانی چھڑکنا سنت ہے۔ ایک حکایت منقول ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اسے کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا کہ جب میری نیکیاں اور برائیاں وزن کی گئیں تو برائیاں نیکیوں سے بڑھ گئیں اچانک ایک تھیلی نیکیوں کے پلڑے میں آ کر گری جس کی وجہ سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا، میں نے جب تھیلی کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک مٹی مٹی تھی جو میں نے ایک مسلمان کی قبر میں ڈالی تھی۔ اس طرح میری یہ نیکی کام آ گئی۔

1552- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ مِنْ قَبْلِ الْقَبْلَةِ وَاسْتَقْبَلَ اسْتِقْبَالًا

•• حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو قبلہ کی سمت سے قبر میں رکھا گیا تھا، آپ ﷺ کا رخ قبلہ کی طرف کیا گیا تھا۔

1553- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ الْأَوْدِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي جَنَازَةٍ فَلَمَّا وَضَعَهَا فِي اللَّحْدِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ فَلَمَّا أُخِذَ فِي تَسْوِيَةِ اللَّيْنِ عَلَى اللَّحْدِ قَالَ اللَّهُمَّ أَجْرُهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَصِعِدْ رُوحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا قُلْتُ يَا ابْنَ عُمَرَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ أَمْ قُلْتَهُ بِرَأْيِكَ قَالَ إِنِّي إِذَا لَقَائِدُ عَلَى الْقَوْلِ بَلْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

•• سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوا جب اس میت کو لحد میں رکھا گیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ پڑھا۔

”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ کے دین پر (ہم اسے دفن کر

رہے ہیں)۔

جب لحد پرایٹ رکھی جانے لگی (اور مٹی ڈالی جانے لگی) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ پڑھا۔
 ”اے اللہ! تو اسے شیطان اور قبر کے عذاب سے بچانا! اے اللہ! تو زمین کو اس کے پہلو سے دور رکھنا! اس کی روح کو اوپر لے جانا اور اپنی طرف سے رضا مندی کے ہمراہ اس سے ملاقات کرنا۔“

میں نے کہا: اے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما! کیا آپ نے یہ بات نبی کریم ﷺ کی زبانی سنی ہے؟ یا آپ ﷺ خود یہ الفاظ پڑھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: پھر تو میں کہنے پر قادر ہو جاؤں گا یہ ایسی چیز ہے جو میں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کی زبانی سنی ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ اللَّحْدِ

یہ باب استحباب لحد کے بیان میں ہے

1554- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلَمٍ الرَّازِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الْأَعْلَى يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِعَيْرِنَا

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
 ”لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے۔“

قبر لحد کی تعریف کا بیان

لحد قبر میں قبلہ کی طرف بنائے گئے اس گھرے کو کہتے ہیں جس میں مردہ رکھا جاتا ہے جس قبر میں ایسا گڑھا بنایا جاتا ہے اسے بغلی قبر کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغلی قبر بنانا مستحب ہے۔

حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قبر میں لحد بنانا سنت ہے بشرطیکہ کوئی مجبوری نہ ہو یعنی اگر زمین نرم ہو اور لحد بنانے سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر قبر میں لحد نہ بنائی جائے بلکہ صندوقی قبر بنائی جائے۔ (فتح القدیر، ج ۲، ص ۲، بیروت)

قبر شق کی تعریف کا بیان

شق کی تعریف یہ ہے کہ قبر کے بیچ میں نہر کی طرح ایک لمبا گڑھا کھودا جائے جس کے دونوں کنارے کچی اینٹوں یا کسی اور چیز سے بنادیں اور اس میں میت کو رکھ کر اوپر سے چھت کی طرح بند کر دیں۔ ایسا ہی معراج الدرلیہ میں ہے۔

(فتاویٰ ہندیۃ بالفصل السادس فی القبر و الدفن منوراتی کتب خانہ پشاور)

1555- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ حَدَّثَنَا هَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْقَيْظَانِ عَنْ زَادَانَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ

1554: أخرجه أبو داود في "السنن" رقم الحديث: 3208 أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 1045 أخرجه السائلی فی "السنن" رقم الحديث: 2008

عَبْدُ اللَّهِ السَّجَلِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْلَحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لغيرِنَا

•• حضرت جریر بن عبد اللہ سجلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے۔“

شرح

بغلی قبر کو لحد کہتے ہیں اور شرح اور شق صندوقی قبر کو جو بہت مشہور ہے، اس حدیث سے لحد کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس وجہ سے کہ اس میں مردے پر مٹی گرانی نہیں ہوتی، جو ادب و احترام کے خلاف ہے، نیز اس سے صندوقی قبر کی ممانعت مقصود نہیں ہے کیونکہ اگر صندوقی قبر منع ہوتی تو عبیدہ رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر صحابہ میں سے تھے اس کو کیوں بنایا کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد انہیں بلانے کے واسطے نہ بھیجتے۔

علماء نے اس حدیث کے کئی معنی بیان کئے ہیں لیکن زیادہ صحیح معنی یہ ہیں کہ ”لحد“ یعنی بغلی قبر ہم انبیاء کی جماعت کے لئے ہے اور شق یعنی صندوقی قبر جماعت انبیاء کے علاوہ دوسروں کے لئے جائز ہے گویا لحد کی فضیلت بیان کی جا رہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بغلی قبر کی نسب جماعت انبیاء کی طرف کر کے اس کی فضیلت اور اولیت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے۔

اینٹوں سے قبر بنانے کا بیان

1556- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ الْبَحْدُ إِلَى لَحْدًا وَأَنْصَبُوا عَلَى اللَّيْنِ نَصْبًا كَمَا فَعَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ

•• حضرت سعد بن مسعود فرماتے ہیں: تم لوگ میرے لیے لحد بنانا اور میرے لیے اینٹیں نصب کرنا جس طرح نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ

یہ باب شق کے بیان میں ہے

1557- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْلَانَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ وَآخَرُ يَضْرَحُ فَقَالُوا نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا قَائِمًا سُبِقَ تَرْكُنَاهُ فَأَرْسِلَ إِلَيْهِمَا فَسَبَقَ صَاحِبُ

1555: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1556: أخرجه مسلم في ”الصحیح“ رقم الحدیث: 2237 أخرجه الترمذی في ”السنن“ رقم الحدیث: 2007

1557: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

الَّلَّحْدُ فَلَّحْدُوا لِلنَّبِيِّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو مدینہ منورہ میں ایک شخص لحد بنانا تھا اور دوسرا شخص صریح بنانا تھا لوگوں نے کہا اس بارے میں ہم اپنے پروردگار سے استخارہ کرتے ہیں اور ان دونوں کو پیغام بھجوادیتے ہیں ان میں سے جو پیچھے رہ گیا ہم اسے چھوڑ دیں گے پھر ان دونوں کی طرف پیغام بھجوایا گیا تو لحد بنانے والا شخص جلدی آگیا تو لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے لحد بنائی۔

1558- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شُعْبَةَ بْنِ عُيَيْدَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عُيَيْدَةُ بْنُ طُفَيْلٍ الْمُقَرِّي حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا فِي اللَّحْدِ وَالشَّقِ حَتَّى تَكَلَّمُوا فِي ذَلِكَ وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَصْخَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا فَأَرْسَلُوا إِلَى الشَّقَاقِ وَاللَّاحِدِ جَمِيعًا فَجَاءَ اللَّاحِدُ فَلَحْدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو لوگوں کے درمیان لحد بنانے میں یا شق کے طور پر قبر بنانے میں اختلاف ہوا یہاں تک کہ لوگوں نے اس بارے میں بات چیت کی اور ان کی آواز بلند ہو گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس زندگی یا وفات کسی بھی حالت میں شور نہ کرو یا انہوں نے اس کی مانند کوئی اور کلمہ کہا تم لوگ شق کے طور پر قبر بنانے والے اور لحد کے طور پر قبر بنانے والے دونوں کی طرف آدمی بھجوادو تو لحد بنانے والا شخص پہلے آگیا تو اس نے نبی کریم ﷺ کے لیے لحد بنائی اور پھر آپ ﷺ کو دفن کیا گیا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ

یہ باب قبر کھودنے کے بیان میں ہے

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے کے وصال کا بیان

1559- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُيَيْدَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ الْأَدْرِعِ السُّلَمِيِّ قَالَ جِئْتُ لَيْلَةَ أَحْرُسُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجُلٌ قَرَأَ اللَّهُ عَالِيَةً فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا مُرَاءٍ قَالَ فَمَاتَ بِالْمَدِينَةِ فَفَرَعُوا مِنْ جِهَازِهِ فَحَمَلُوا نَعْشَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْقُفُوا بِهِ رَفَقَ اللَّهُ بِهِ إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ وَحَفَرَ حُفْرَتَهُ فَقَالَ أَوْسَعُوا لَهُ أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ يَا

1558: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1559: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ حَزِنْتُ عَلَيْهِ لَقَالَ أَجَلُ أَنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

•• حضرت اورغ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی پہرہ داری کے لیے آیا تو وہاں ایک شخص موجود تھا جو بلند آواز میں قرأت کر رہا تھا نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ دکھاوے کے لیے ایسا کر رہا ہے راوی کہتے ہیں: اس شخص کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا لوگ اس کے کفن دفن سے فارغ ہوئے انہوں نے اس کی میت کو اٹھایا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم لوگ اس کے ساتھ نرمی کرو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ نرمی کرے گا" کیونکہ یہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا تھا۔

راوی کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس کی قبر کھدوائی اور ارشاد فرمایا: "تم اسے کشادہ رکھو اللہ تعالیٰ بھی اسے کشادگی نصیب کرے۔"

تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ اس (کے انتقال) پر غمگین ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جی ہاں! کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا تھا۔"

1560- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي النَّضَمَاءِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَخْسِنُوا

•• حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: " (قبر بناتے ہوئے) گڑھا کھودو اور اسے خوب کشادہ رکھو اور اچھا بناؤ۔"

قبر کی کھدائی میں گہرائی اور کشادگی کا بیان

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دن فرمایا کہ "قبریں کھودو اور قبروں کو کشادہ و گہری کھودو اور انہیں اچھی بناؤ (یعنی قبروں کو ہموار بناؤ اور اندر سے کوڑا کرکٹ و مٹی وغیرہ صاف کرو) اور ایک ایک قبر میں دو دو تین تین کو دفن کرو اور ان میں آگے (یعنی قبلہ کی طرف) اسے رکھو جسے قرآن زیادہ اچھا یاد تھا۔" (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اس روایت کو لفظ "احسوا" تک نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث: 185)

غزوہ احد کے دن، سے مراد یہ ہے کہ جب احد ختم ہوئی اور شہداء کو دفن کرنے کا ارادہ کیا گیا تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ قبریں کھودو، لہذا ارشاد گرامی میں قبریں کھودنے کا حکم تو دوجوب کے طور پر ہے بقیہ احکام یعنی قبروں کو کشادہ اور گہرا کھودنے اور اچھی

1560: أخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3215 'ورقم الحدیث: 3216 'ورقم الحدیث: 3217 'أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث:

1713 'أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2009 'ورقم الحدیث: 2010 'ورقم الحدیث: 2014 'ورقم الحدیث: 2015 'ورقم الحدیث: 2016 'ورقم

بنانے کا حکم استحباب کے طور پر ہے۔ "قبروں کو گہری کھودو" اس سے معلوم ہوا کہ قبر کو گہرا کھودنا سنت ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے میت درندوں سے محفوظ رہتی ہے۔ مظہر کا قول ہے کہ قبریں اتنی گہری کھودنی چاہئیں کہ اگر آدمی اندر کھڑا ہو کر اپنے ہاتھ اٹھائے تو اس کی انگلیوں کے سرے قبر کے کنارے تک پہنچ جائیں۔ ایک ایک قبر میں دو دو اور تین تین مردوں کو دفن کرنا مجبوری اور ضرورت کے وقت تو جائز ہے لیکن بغیر کسی ضرورت اور مجبوری کے جائز نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "اور ان میں آگے (یعنی قبلہ کی طرف) اسے رکھو جسے قرآن زیادہ اچھا یاد تھا میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح عالم باعمل کی تعظیم و تکریم اس کی زندگی میں کی جاتی تھی اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کی تعظیم اور اس کے احترام کو مد نظر رکھنا چاہئے۔

ایک سے زیادہ جنازوں کی بیک وقت نماز جس طرح ایک جنازہ پر ایک نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے اسی طرح ایک وقت میں کئی جنازوں پر بھی ایک نماز جنازہ ادا کی جاسکتی ہے مطلب یہ ہے کہ بیک وقت کئی جنازے جمع ہو جائیں تو خواہ ہر جنازے کی الگ الگ نماز پڑھی جائے خواہ تمام جنازوں کو رکھ کر سب کے لئے ایک ہی نماز پڑھ لی جائے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ نیز اگر کئی جنازوں کی ایک ہی نماز بیک وقت پڑھی جائے تو جنازوں کو آگے ترتیب سے رکھنے میں بھی اختیار ہے کہ چاہے تو تمام جنازوں کو قبلہ کی طرف آگے پیچھے کر کے رکھا جائے اور چاہے طول میں قطار باندھ کر تمام جنازوں کو رکھ دیا جائے دونوں طرح جائز ہے البتہ امام کو چاہئے کہ وہ اس جنازہ کے پاس کھڑا ہو جو ان جنازوں میں افضل ہو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَةِ فِي الْقَبْرِ

یہ باب قبر پر نشان بنانے کے بیان میں ہے

1561- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ كَثِيرِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ نُبَيْطٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلَمَ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ بِصَخْرَةٍ

••• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک پتھر کا نشان رکھا تھا (یعنی اس پتھر کو نشان کے طور پر رکھا تھا)۔

شرح

حضرت مطلب رضی اللہ عنہ بن ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ (باہر نکالا گیا اور دفن کیا گیا جب تدفین سے فراغت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ایک بڑا پتھر لائے تاکہ اسے قبر پر علامت کے لئے رکھ دیا جائے اس شخص سے پتھر نہ اٹھ سکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے اٹھانے کے لئے خود کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی آستینیں چڑھائیں۔ حدیث کے راوی حضرت مطلب فرماتے ہیں کہ جس شخص نے مجھ سے رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی وہ کہتے تھے کہ گویا اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کی سفیدی میری نظروں میں گھوم رہی ہے جب کہ آپ نے اسے کھولا تھا، بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پتھر اٹھا لیا اور اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کے سربانے رکھ دیا اور فرمایا کہ میں نے اس کے ذریعہ اپنے بھائی کی قبر پر علامت کر دی ہے اب میرے گھر والوں میں سے جس کا انتقال ہوگا میں اسے اس کے پاس دفن کر دوں گا۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث: 194)

حضرت مطلب بن ابی وداود رضی اللہ عنہ صحابی اور فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے تھے انہوں نے اس روایت کو ایک دوسرے صحابی سے اس لئے نقل کیا ہے کہ یہ خود اس موقع پر موجود نہ تھے۔ حضرت عثمان بن مظعون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی تھے انہوں نے بالکل ابتدائی زمانہ ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا چنانچہ ان سے پہلے صرف تیرہ آدمی اسلام لائے تھے، غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے، مدینہ میں مہاجرین میں سے سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا تھا ان کی قبر کے قریب سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم دفن کئے گئے تھے۔ ان میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ قبر پر بطور علامت و نشانی کوئی پتھر وغیرہ رکھ دینا مستحب ہے تاکہ قبر پہچانی جاسکے نیز اہل خاندان اور اقربا کو ایک جگہ دفن کرنا بھی مستحب ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُورِ وَتَجْصِصِهَا وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا

یہ باب ہے کہ قبروں پر عمارت بنانے، انہیں پکا کرنے اور ان پر کچھ لکھنے کی ممانعت

1562- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَجْصِصِ الْقُبُورِ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے قبروں کو پکا کرنے سے منع کیا ہے۔

1563- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكْتَبَ عَلَى الْقَبْرِ شَيْءٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ قبر پر کچھ تحریر کیا جائے۔

1564- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيَّمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُكْتَبَ عَلَى الْقَبْرِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ قبر پر کوئی

1562: أخرجه مسلم في "المصحيح" رقم الحديث: 2244 "أخرج النسائي في "السنن" رقم الحديث: 2028

1563: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3226 "أخرج النسائي في "السنن" رقم الحديث: 2026

1564: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

نمارت بنائی جائے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي حَثِّ التُّرَابِ فِي الْقَبْرِ

یہ باب قبر پر ہاتھ کے ذریعے مٹی ڈالنے کے بیان میں ہے

1565- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُلْثُومٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ ثُمَّ أَتَى قَبْرَ الْمَيِّتِ فَحَنَى عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کی نماز جنازہ ادا کی پھر آپ ﷺ اس مرحوم کی قبر کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اس کے سر کی طرف سے ہاتھ کے ذریعے تین مرتبہ مٹی ڈالی۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُورِ وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا

یہ باب قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کے بیان میں ہے

قبروں کے آداب و تعظیم کا بیان

1566- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ تُحْرِقُهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”کسی شخص کا انگارے پر بیٹھ جانا جو اسے جلا دے یہ اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔“

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آگ کے اوپر بیٹھ جائے اور وہ آگ اس شخص کے کپڑوں کو جلا کر اس کے جسم تک پہنچ جائے اور جسم کے حصوں کو جلا ڈالے تو یہ تکلیف و مصیب قبر کے اوپر بیٹھنے سے بہل و آسان ہے یعنی قبر کے اوپر بیٹھنے کا ضرر و نقصان اس کے ضرر و نقصان سے کہیں زیادہ ہے۔

1567- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي

1565: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1566: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1567: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

حَنِيبٌ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ مَرْثِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ أَمْشِيَ عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ أَخِصْفٍ لَعَلِّي يَرْجُلُنِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا أَبَالِي أَوْ سَطَّ الْقُبُورِ قَضَيْتُ حَاجَتِي أَوْ وَسَطَ الشُّوقِ

﴿﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”میں آگ کے انگارے پر چلوں یا تلوار پر چلوں یا اپنے جوتے کو اپنے پاؤں کے ذریعے سی لوں یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں اور میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ قبروں کے درمیان میں تقاضے حاجت کروں یا بازار کے درمیان میں کروں (یعنی یہ دونوں ایک جتنے معیوب ہیں)۔“

شرح

مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے شرم کی وجہ سے بازار میں آدمی کسی طرح پاخانہ نہیں کر سکتا، پس ایسا ہی مردوں سے بھی شرم کرنی چاہئے، اور قبرستان میں پاخانہ نہیں کرنا چاہئے، اور جو کوئی قبروں کے درمیان پاخانہ کرے وہ بازار کے اندر بھی پیشاب پاخانہ کرنے سے شرم نہیں کرے گا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي خَلْعِ النُّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ

یہ باب قبرستان میں جوتے اتار کر چلنے کے بیان میں ہے

1568- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَمِيرٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ عَنْ ابْنِ الْخَصَّاصِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَصَّاصِ مَا تَقُمُ عَلَى اللَّهِ أَصْبَحْتَ نُمَاسِي رَسُولَ اللَّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَتَقُمُ عَلَى اللَّهِ شَيْئًا كُلُّ خَيْرٍ قَدْ آتَانِيهِ اللَّهُ فَمَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ أَدْرَكَ هَؤُلَاءِ خَيْرٌ كَثِيرٌ لَمْ مَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ سَبَقَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السَّيِّئَتَيْنِ أَلْفِيهَمَا

﴿﴾ حضرت بشیر بن خصاصہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن خصاصہ! تمہیں اللہ تعالیٰ سے کیا شکوہ ہے؟ تم صبح سے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ چل رہے ہو۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اللہ سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر بھلائی عطا کی ہوئی ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) نبی کریم ﷺ کا گزر مسلمانوں کے قبرستان سے ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان تک بہت

زیادہ بھلائی پہنچ گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا گزر مشرکین کے قبرستان کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ لوگ بہت زیادہ بھلائی سے آگے گزر گئے ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے توجہ فرمائی تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتا پہن کر قبرستان کے درمیان میں سے گزر رہا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جوتوں والے شخص! انہیں اتار دو۔

1568 م۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ يَقُولُ حَدِيثُ جَدِّهِ وَرَجُلٌ نَفَقَ

عبداللہ بن عثمان کہتے ہیں: یہ حدیث عمدہ ہے اور راوی ثقہ ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ

یہ باب قبروں کی زیارت کے بیان میں ہے

زیارت کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان

عربی لغت میں ہر لفظ کا مادہ کم از کم سہ حرفی ہوتا ہے جس سے باقی الفاظ مشتق اور اخذ ہوتے ہیں۔ عربی لغت کے اعتبار سے زیارت کا معنی دیکھیں تو یہ لفظ زَارَ، يَزُورُ، زَوْرًا سے بنا ہے۔ جس کے اندر ملنے، دیکھنے، نمایاں ہونے، رغبت اور جھکاؤ کے معانی پائے جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ کسی کی ملاقات کے لئے جائے تو اس میں اس شخص یا مقام کی طرف رغبت، رجحان اور جھکاؤ بھی پایا جاتا ہے اور بوقت ملاقات رویت بھی ہوتی ہے اس لئے اس عمل کو زیارت بھی کہا جاتا ہے۔

اعجمی لغت نے زور کے درج ذیل معانی بیان کئے ہیں، زَارِ يَزُورُ زَوْرًا کا معنی ہے، اس نے فلاں شخص سے ملاقات کی یا فلاں کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ (زبیدی، تاج العروس، 6، 477)

زیارت کا معنی ہے کسی سے ملنے کے لئے آنا۔ یہ لفظ زور سے نکلا ہے جس کا معنی ہے سینہ کی ہڈیوں کی ملنے کی جگہ یا میلان، رجحان اور رغبت۔ (بطرس بستانی، معجم المحیط، 384)

محیط المحیط (ص 384) میں زیارت کا معنی یوں بھی لکھا ہے، لفظ زیارة مصدر بھی ہے اور اسم بھی۔ جس کا معنی کسی جگہ اہالیان سے ملنے کے لئے جانا جیسے دوست احباب کی ملاقات یا دوسرا معنی کسی جگہ موجود آثار سے حصول برکت کے لئے جانا جیسے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے جانا۔

لغت کی معروف کتاب المصباح الممیر میں لکھا ہے، عرف عام میں زیارت سے مراد کسی شخص کے ادب و احترام اور اس سے محبت کی بناء پر اس کی ملاقات کے لئے جانا۔ (فیو، المصباح الممیر فی غریب شرح الکبیر للرافعی، 1، 260)

اسی سے مزار ہے۔ جس کا معنی ہے وہ جگہ جس کی زیارت کی جائے۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں، مزار سے مراد زیارت کرنے

کا مقام ہے۔ (ابن منظور افریقی، لسان العرب، 4، 333)

اسی سے زائر بھی ہے جس کا معنی ہے زیارت کے لئے جانے والا شخص یا ملاقاتی۔

زیارت کے شرعی معنی و مفہوم کا بیان

قرآن و حدیث کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ذواتِ عالیہ اور مقاماتِ مطہرہ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی نعمت و رحمت سے نوازا ہے اور ان کو دیگر مخلوق پر ترجیح دی ہے۔ ان بابرکت ذوات اور اماکنِ مقدسہ پر حاضری کے لئے جانا مشروع، مسنون، مندوب اور مستحب عمل ہے، عرف عام میں اسی کو زیارت کہا جاتا ہے۔

قبروں کی زیارت کے سبب یا آخرت کا بیان

1569- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُكُمْ الْآخِرَةَ ﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "قبرستان کی زیارت کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی۔"

شرح

مقصد کے اعتبار سے قبروں پر جانے کی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) محض موت کو یاد کرنے اور آخرت کی طرف توجہ کے لئے اس مقصد کے تحت صرف قبروں کو دیکھ لینا ہی کافی ہے خواہ قبر کسی کی بھی ہو یہ ضروری نہیں ہے کہ صاحبِ قبر کے بارہ میں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کون تھا اور کیسا تھا؟ (۲) دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب وغیرہ کے لئے یہ ہر مسلمان کے لئے مسنون ہے (۳) حصولِ برکت و سعادت کی خاطر اس مقصد کے تحت اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت کی جاتی ہے کیونکہ برزخ میں بزرگانِ دین اولیاء اللہ کے تصرفات اور ان کی برکتیں بے شمار ہیں۔ (۴) عزیز دوست کے ادائے حق کے لئے۔ یعنی کسی اپنے عزیز مثلاً والدین یا دوست کی قبر پر اس مقصد کے تحت جانا کہ وہاں پہنچ کر ان کے لئے دعاءِ مغفرت و ایصالِ ثواب کرنا اپنے اوپر ان کا حق ہے چنانچہ حدیث ابو نعیم میں منقول ہے کہ جو شخص پانے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک قبر کی زیارت جمعہ کے روز کرے تو اس کا یہ فعل حج کے برابر ہوتا ہے۔ (۵) دینی اخوت و محبت اور انسِ مہربانی کے تحت جیسا کہ ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کسی بھی مومن بھائی کی قبر پر گھر رہتا ہے اور وہاں سلام و دعاءِ مغفرت وغیرہ پیش کرتا ہے تو مردہ اس شخص کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

قبروں کی زیارت کے اہم مقصد کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں نے پہلے تمہیں قبروں پر جانے سے منع کیا تھا مگر اب تم قبروں پر جایا کرو کیونکہ قبروں پر جانا دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔"

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث، 264)

حدیث میں گویا قبروں پر جانے کی علت بیان فرمائی جا رہی ہے کہ قبروں پر کیوں جانا چاہئے؟ چنانچہ فرمایا جا رہا ہے کہ قبروں پر جانا درحقیقت انسان کے دل و دماغ میں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے رغبتی کا احساس پیدا کرتا ہے کہ جب انجام کار یہی ہے تو دنیا میں دل لگانا اور اپنی زندگی پر گھمنڈ کرنا بے کار ہے چنانچہ بڑے بڑے انسان اس دنیا میں پیدا ہوئے کسی نے اپنی سلطنت و حکومت کا سہارا لے کر خدائی کا دعویٰ کیا کسی نے طاقت و دولت کے نشہ میں اپنی برتری و سطوت کا مظاہر کیا، کسی نے سائنس و ایجادات کے فریب میں قدرت سے مقابلہ کی ٹھانی اور کسی نے جاہ اقتدار کے بل بوتہ پر امن و سکون کے لالہ زاروں کو دیکتی ہوئی جہنم اور جہتے ہوئے خون کے دریا میں تبدیل کر دیا مگر انجام کیا ہوا کہ جب انہیں مٹی کے تودوں میں دبایا گیا تو کوئی نام لیوانہ رہا جب ان کی لاشوں کو دریا کی آغوش میں ڈال دیا گیا تو موجوں کے ایک ہی تھپڑے نے غرور و نخوت کے مجسمہ کو دریائی جانوروں کے منہ میں پہنچا دیا اور جب ان کے جسم کو آگ کے شعلوں کے حوالے کر دیا گیا تو بے چارگی و بے مائیگی بے اختیار مسکرا اٹھی۔ قبروں پر جانے کی دوسری وجہ یہ بیان فرمائی گئی کہ آخرت کی یاد دلاتا ہے یعنی قبروں پر پہنچ کر یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ اس عالم کے علاوہ ایک عالم اور ہے جہاں جانا ہے اور وہاں جا کر اس عالم کے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان پہنچ کر قبروں کو عبرت کی نظروں سے دیکھا جائے اور موت کو یاد کیا جائے کہ موت کی یاد ہی درحقیقت دنیاوی لذتوں کے فریب کا پردہ چاک کرنے والی اور گناہوں و معصیت کی ہر کدورت کو صاف کرنے والی ہے۔

1570- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا بِسْطَامُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا التَّيْحَانَ قَالَ سَمِعْتُ اِبْنَ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے قبرستان کی زیارت کی اجازت دی ہے۔

1571- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ عَنْ اَيُّوبَ بْنِ هَانِئٍ عَنْ مُسْرُوقِ بْنِ الْأَجْدَعِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُودُوهَا فَإِنَّهَا تَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا وَتَذَكِّرُ الْآخِرَةَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

1570: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1571: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

”پہلے میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔“

شرح

پہلے نبی اکرم ﷺ نے شرک کا زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو قبروں کی زیارت سے منع فرمادیا تھا، جب ایمان خوب دلوں میں جم گیا اور شرک کا خوف نہ رہا، تو آپ نے اس کی اجازت دے دی، اب یہ حکم عام ہے، عورت اور مرد دونوں کے لئے، یا صرف مردوں کے لئے خاص ہے، نیز صحیح یہ ہے کہ عورتیں بھی قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں، اس لئے کہ قبروں کی زیارت سے ان کو موت اور آخرت کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی کے فوائد حاصل ہوں گے، البتہ زیارت میں مبالغہ کرنے والی عورتوں پر حدیث میں لعنت آئی ہے، اس لئے عورتوں کو محدود انداز سے زیارت قبور کی اجازت ہے، موجودہ زمانہ میں قبروں اور مشاہد کے ساتھ مسلمانوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے جو سلوک کر رکھا ہے، اس میں قبروں کی زیارت کا اصل مقصد اور فائدہ ہی اوجھل ہو گیا ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو زیارت قبور کے شرعی آداب کو سیکھنا اور اس کا لحاظ رکھنا چاہئے، اور صحیح طور پر مسنون طریقے سے قبروں کی زیارت کرنی چاہئے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ

یہ باب مشرکین کی قبروں کی زیارت کرنے کے بیان میں ہے

1572- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أَبِي بَكْرٍ وَأَبِي بَكْرٍ مَن حَوْلَهُ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي لِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَزُودَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي لَزُودُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی آپ ﷺ رو پڑے اور آپ ﷺ نے اپنے آس پاس موجود لوگوں کو بھی رلا دیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”میں نے اپنے پروردگار سے یہ اجازت مانگی تھی کہ میں ان کے لیے دعائے مغفرت کروں تو اس نے مجھے اس کی اجازت نہیں دی میں نے پروردگار سے اجازت مانگی کہ میں ان کی قبر کی زیارت کروں تو اس نے مجھے اس کی زیارت کی اجازت دے دی تو تم قبروں کی زیارت کرو کیونکہ یہ تمہیں موت کی یاد دلائیں گی۔“

نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے مومن ہونے کا بیان

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ علمائے متاخرین نے تحقیق کے ساتھ اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین، بلکہ حضور ﷺ کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن ہیں۔

اور ان حضرات کے ایمان کو ثابت کرنے میں علمائے متاخرین کے تین طریقے ہیں۔ اول یہ کہ حضور ﷺ کے والدین اور آباء اجداد سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے، لہذا مومن ہوئے۔ دوم یہ کہ یہ تمام حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت سے پہلے ہی ایسے زمانے میں وفات پا گئے جو زمانہ فترت کہلاتا ہے۔ اور ان لوگوں تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت ایمان پہنچی ہی نہیں۔ لہذا ہرگز ہرگز ان حضرات کو کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ ان لوگوں کو مومن ہی کہا جائے گا۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو زندہ فرما کر ان کی قبروں سے اٹھایا اور ان لوگوں نے کلمہ پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی۔ اور حضور ﷺ کے والدین کو زندہ کرنے کی حدیث اگرچہ بذات خود ضعیف ہے مگر اس کی سندیں اس قدر کثیر ہیں کہ یہ حدیث صحیح اور حسن کے درجے کو پہنچ گئی ہے۔

اور یہ وہ علم ہے جو علماء متقدمین پر پوشیدہ رہ گیا جس کو حق تعالیٰ نے علماء متاخرین پر منکشف فرمایا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرمالیتا ہے۔ اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں چند رسائل تصنیف کئے ہیں اور اس مسئلہ کو دلیلوں سے ثابت کیا ہے اور مخالفین کے شبہات کا جواب دیا ہے۔ (مجمع المصنفات ج اول ص 718) اسی طرح خاتمۃ المفسرین حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ ایمان بی بی آمنہ (رضی اللہ عنہا) امام قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں تحریر فرمایا کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جہ الوداع میں ہم لوگوں کو ساتھ لے کر چلے۔ اور حجون کی گھاٹی پر گزرے تو رنج و غم میں ڈوبے ہوئے رونے لگے اور حضور کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگی پھر حضور اپنی انٹنی سے اتر پڑے اور کچھ دیر بعد میرے پاس واپس تشریف لائے تو خوش خوش مسکراتے ہوئے تشریف لائے میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا بات ہے؟ کہ آپ رنج و غم میں ڈوبے ہوئے انٹنی سے اترے اور واپس لوٹے تو شاد و فرحان مسکراتے ہوئے تشریف فرما ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی والدہ حضرت آمنہ کی قبر کے لئے گیا تھا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ فرمادے تو خداوندی تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمادیا اور وہ ایمان لائیں۔

اور الاشباہ والنظائر میں ہے کہ ہر وہ شخص جو کفر کی حالت میں مر گیا ہو اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے کیونکہ اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ فرمایا اور یہ دونوں ایمان لائے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ماں باپ کی قبروں کے پاس روئے اور ایک خشک درخت زمین میں بودیا اور فرمایا کہ اگر یہ درخت ہرا ہو گیا تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ ان دونوں کا ایمان لانا ممکن ہے چنانچہ وہ درخت ہرا ہو گیا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکت سے ان دونوں اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اسلام لائے۔ اور پھر اپنی اپنی قبروں میں تشریف لے گئے۔

اور ان دونوں کا زندہ ہونا، اور ایمان لانا، نہ عقلاً محال ہے نہ شرعاً کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے مقتول نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتایا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے بھی چند مردے زندہ ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کے والدین کے ایمان پر دلائل کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بعثت من خیر قرون بنی ادم قرناً فقرناً حتی کنتم من القرون المدی کنتم منه۔ رواہ البخاری فی صحیحہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہر قرن و طبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔ (اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔) (صحیح البخاری کتاب المناقب باب مدۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے۔ روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین والی زمین سب ہلاک ہو جاتے۔ (اس کو عبد الرزاق اور ابن المنذر نے شیعین کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدیۃ بحوالہ عبد الرزاق و ابن المنذر والمقصود الاول دار المعرفۃ بیروت)
حضرت عالم القرآن حبر الامۃ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے: ما خلقت الارض من بعد نوح من سبعة یولع اللہ بہم عن اهل الارض۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگان خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدیۃ، المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت، الحادی للفتاویٰ، الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت)
جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن و طبقہ میں روئے زمین پر لا اقل سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں، اور خو صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں، ہر قرن میں خیار قرن سے، اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگر چہ کیسا ہی شریف القوم بالانساب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہو سکتا تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و امہات ہر قرن اور طبقہ میں انہیں بندگان صالح و مقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن عظیم میں ارشاد حق جل و علا کے مخالف ہوگا۔ کہ مراد یہ ہے کہ کافر شرعاً اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کو خیر القرن کہا جائے بالخصوص جبکہ مسلمان صالح موجود ہوں اگر چہ خیریت نسب ہی کے لحاظ سے کیوں نہ ہو۔ چنانچہ تو سمجھ۔ یہ دلیل امام جلیل خاتم الحفاظ جلال المملۃ والدین سیوطی قدس سرہ نے افادہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر جمیل عطا فرمائے۔

قال اللہ عز و جل انما المشرکون نجس۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کافر تو ناپاک ہی ہیں۔ (القرآن الکریم)

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک ستھری پشتوں میں نقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔ (اس کو نعیم نے دلائل النبوة میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔) (الحادی للفتاویٰ بحوالہ ابی نعیم مساک الخلفاء فی والدی المصطفیٰ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور ایک حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: لم ازل السفل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات۔ میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدیۃ) (المای للعلوی مسالک العلماء فی الدی المصطفیٰ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دوسری حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاهرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی۔ رواہ ابن ابی عمرو العدنی فی مسنده رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہمیشہ اللہ عز و جل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ اس کو ابن ابی عمرو العدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سند میں روایت کیا۔ (انشاء معریف حقوق المصطفیٰ)

تو ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین و امہات کرام طاہرات سب اہل ایمان و توحید ہوں کہ ہمس قرآن عظیم کسی کافر و کافرہ کے لیے کرم و طہارت سے حصہ نہیں۔

یہ دلیل امام اجل فخر المکملین علامۃ الوریٰ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی اور علامہ محقق سنوسی اور علامہ تلمسانی شارح شفاء و امام ابن حجر مکی و علامہ محمد زرقانی شارح مواہب وغیرہم اکابر نے اس کی تائید و تصویب کی۔

و توکل علی العزیز الرحیم ۝ الذی یرکحین تقوم ۝ وتقلبک فی السجدين ۝۔

تیسری دلیل: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: بھروسہ کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہو اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنیوالوں میں۔ (القرآن الکریم)

امام رازی فرماتے ہیں: معنی آیت یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔ (مناجج الیب)

امام سیوطی و امام ابن حجر و علامہ زرقانی وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر و تائید و تاکید و تشہید فرمائی۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے موید روایت ابو نعیم کے یہاں آئی: وقد صرحوا ان القرآن محتج بہ علی جمیع وجوہہ ولا ینفی تاویل تاویلا و یشہد لہ عمل العلماء فی الاحتجاج بالایات علی احد التاویلات قدیما و حدیثا۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ قرآن پاک کی ہر وجہ سے استدلال کیا جائے گا اور کوئی ایک تاویل دوسری تاویل کی نفی نہیں کرتی، اس کے لیے علماء کا عمل گواہ ہے کہ وہ پرانے اور نئے زمانے میں آیات مبارکہ کی کئی تاویلات میں سے ایک سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ (شرح الزرقانی بحوالہ ابی نعیم المقصد الاول باب وفات امہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفہ بیروت)

قال المولیٰ سبحنہ و تعالیٰ و لسوف یعطیک ربک فترضی چوتھی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: البتہ عنقریب تجھے تیرا رب اتادے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ (القرآن الکریم)

اللہ اکبر! بارگاہ عزت میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و وجاہت و محبوبیت کہ امت کے حق میں تو رب العزت جل

وعلانیے فرمایا ہی تھا: سنر ضیک فی امتک ولا نسؤک رواہ مسلم فی صحیحہ۔ قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کر دیں گے۔ (ابو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔) (صحیح مسلم کتاب الایمان)

مگر اس عطا و رضا کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کی نسبت فرمایا: وجدته فی غمرات من النار فاخرجته الی صحیحہ رواہ البخاری و مسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچ کر نختوں تک کی آگ میں کر دیا (اس کو امام بخاری و امام مسلم نے ابن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔) (صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب، قدیمی کتب خانہ کراچی)

دوسری روایت صحیح میں فرمایا: ولو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار۔ رواہ البیاضی اللہ تعالیٰ عنہ، اگر میں نہ ہوتا تو ابو طالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا (اس کو بخاری نے انہی سے روایت کیا ہے۔)

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب، قدیمی کتب خانہ کراچی)

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں۔ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب پر ہے (امام بخاری و مسلم نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب احسن اهل النار عذابا قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے، ابو طالب کو اس سے کیا نسبت؟ پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انھیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانہ اسلام پایا، تو اگر معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابو طالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے۔ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں، واللہ الحمد، اس دلیل کی طرف بھی امام خاتم الخفاظ (جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے اشارہ فرمایا ہے۔

حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد و امجاد حضرت عبد المطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے دیکھا، جب پاس آئیں، فرمایا: ما اخرجک من بیتک؟ اپنے گھر سے کہاں گئی تھیں؟

عرض کی: آیت اہل هذا المیت فترحمتم الیہم وعزیتہم بمیتہم۔ یہ جو ایک میت ہو گئی تھی میں ان کے یہاں دعائے رحمت اور تعزیت کرنے گئی تھی۔ فرمایا: لعلک بلغت معہم الکندی۔ شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی۔ عرض کی: معاذ اللہ ان اکون بلغتها وقد سمعتک تذکر فی ذلک ماتذکر۔ خدا کی پناہ میں وہاں جاتی حالانکہ حضور سے سن چکی تھی جو کچھ اس بات میں ارشاد کیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لو بلغتہم معہم مارایت الجنة حتی یراھا جد ابیک۔ اگر تو ان کے ساتھ وہاں جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب تک عبد المطلب نہ دیکھیں۔ رواہ ابو داؤد و الترمذی۔ واللفظ له عن عبد اللہ بن عمرو و بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اما ابو داؤد فتادب و کثی وقال فذکر تشدیداً فی ذلک و اما ابو عبد الرحمن فاڈی لتبلیغ العلم و اداء الحدیث علی وجه لکل وجه ہو مولیہا۔ اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے، اور لفظ نسائی کے ہیں سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، امام ابو داؤد نے ازراہ ادب بطور کنایہ اس میں تشدید کا ذکر کیا لیکن

امام ابو عبد الرحمن نے کھل کر علم کو پہنچایا اور حدیث کا حق ادا کیا۔ ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے۔

(سنن النسائي، سنن ابی داؤد) (قادیانی رضویہ، ج ۳۰، ص ۱۱۰۲)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا وصال زمانہ فترت میں ہوا، آپ خالص توحید پرست تھے، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (الأنزاع۔۔۔ نئی انزاع، ۱۷: ۱۵)

اور ہم ہرگز عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ہم (اس قوم میں) کسی رسول کو بھیج لیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی، لہذا اللہ تعالیٰ کا یہ اصول ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مبعوث نہ فرمائے اور لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوں تو جب تک کوئی نئی شریعت نہیں آتی اس وقت تک صرف توحید کا ماننا ضروری ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نکاح کے ساتھ متولد ہوا نہ کہ غیر شرعی طریقہ پر اور میرا یہ نسبتی تقدس حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک برقرار رہا۔

(اور زمانہ جاہلیت کی بدکرداریوں اور آوارگیوں کی ذرا بھر ملاوٹ میری نسبت میں نہیں پائی گئی۔) (سنن الکبریٰ، ۱۹۰: ۷)

اسی طرح ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں پاک نسبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوا ہوں۔ قرآن مجید کی آیت اور احادیث سے پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین حق پرست تھے، توحید پرست تھے، البتہ اگر کوئی ان کو (معاذ اللہ) جہنمی کہتا ہے تو وہ خود جہنمی ہے۔

کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ جو ایسا کہتا ہے وہ اس کی دلیل پیش کرے، کہ کس آیت یا حدیث میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین جہنمی ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک) اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ہدایت نصیب عطا فرمائے۔ آمین، واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔ (منقول: عہد القیوم ہزاروی، منہاج القرآن لاہور)

اہل فترت لوگوں کے احوال

لفت میں فترت کے معنی ایسے وقت کے ہیں جو دو زمانوں کے درمیان واقع ہوتا ہے اور اسلامی اصطلاح میں دو پیغمبروں کی بعثت کے درمیان جو فاصلہ واقع ہوتا ہے اس کو فترت کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ اِنَّ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورہ مائدہ)

تمہارے پاس رسولوں کے ایک وقفہ کے بعد ہمارا یہ رسول آیا ہے تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا تھا تو لو یہ بشیر و نذیر آ گیا ہے اور خدا ہر شئی پر قادر ہے۔

تاریخ کا سرسری مطالعہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فترت کے زمانہ میں جب کوئی رسول یا نبی نہیں تھا تو اس وقت پیغمبر

اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے آباؤ اجداد میں سے بعض افراد، اولیاء اور اوصیائے خدا موجود تھے جو جزیرۃ العرب کے معاشرہ کی رہبری کرتے تھے اور اس زمانے کے لوگوں میں دینی رہبر اور راہنما کے عنوان سے موجود تھے لہذا یہاں پر ہم اس زمانے کے بعض اوصیاء کا تذکرہ کریں گے۔

الیاس بن مضر

یعقوبی نے بیان کیا ہے: الیاس بن مضر بہت شریف انسان تھے اور ان کی فضیلت و شرافت بہت مشہور تھی یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے حضرت اسماعیل کے بیٹوں کو اپنے آباؤ اجداد کی سنت کو تبدیل کرنے پر سرزنش کی تھی، آپ نے اتنے اچھے کام انجام دیئے کہ اس وقت کے لوگ آپ سے اس قدر راضی و خوشحال تھے کہ حضرت اسماعیل کی کسی اور اولاد سے اس قدر خوش نہیں تھے آپ نے ان کو ان کے آباؤ اجداد کی سنت کی طرف واپس پلٹایا یہاں تک کہ حضرت اسماعیل کی سنت دوبارہ قائم ہو گئی۔

اس بناء پر الیاس، صاحب شریعت رسولوں کے اوصیاء میں سے ایک وصی تھے جنہوں نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی شریعت کی حفاظت فرمائی۔

کنانہ بن خزیمہ حلبی نے کہا ہے: وہ بہت بڑے جوانمرد اور عظیم القدر انسان تھے اور عرب آپ کے علم و فضیلت کی وجہ سے آپ کی طرف مراجعہ کرتے تھے وہ ہمیشہ کہتے تھے: مکہ سے احمد نامی پیغمبر کے ظاہر ہونے کا وقت آ گیا ہے، ایسا پیغمبر جو لوگوں کو خدا، نیکی، احسان اور مکارم اخلاق کی طرف دعوت دے گا اس کی پیروی کرنا تا کہ تمہاری عزت و شرافت اور بڑھ جائے اور جو کچھ وہ لے کر آئیں اس کی تکذیب نہ کرنا کیونکہ وہ برحق ہے۔

کعب بن لؤئی

بلاذری اور دوسرے مؤرخین نے نقل کیا ہے: آپ عرب کے درمیان بہت عظیم القدر انسان تھے آپ کی شخصیت ایسی تھی کہ وہاں کے لوگوں نے اپنے زمانے کی تاریخ کو آپ کے مرنے کے وقت کو سے شروع کیا اور یہ تاریخ عام الفیل کے واقعہ تک باقی رہی پھر عربوں نے اپنے سال کو عام الفیل کے واقعہ سے شروع کیا۔ کعب ایام حج میں لوگوں کے سامنے خطبے پڑھتے تھے اور فرماتے تھے: اے لوگوں! غور سے سنو اور سمجھو یہ آسمان و زمین اور ستارہ اس بات پر گواہ ہیں کہ تم یہود پیدا نہیں کئے گئے ہو لہذا خدا سے منہ نہ پھیرو صلہ رحم کرو اپنے وعدوں کو پورا کرو اس حرم (خانہ خدا) کا احترام کرو اور اس سے تمسک حاصل کرو کیونکہ اس کے لئے بہت جلد ایک خبر آنے والی ہے اور وہ خبر یہ ہے کہ خاتم الانبیاء مبعوث ہونے والے ہیں جن کی خبر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ نے دی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے کاش میں ان کی دعوت کو دیکھتا۔

قصی بن کلاب

مکہ میں قوم خزاعہ حکمرانی کر رہی تھی اور خانہ خدا کے کام ان کے سپرد تھے یہاں تک کہ قصی بن کلاب جوان ہوئے اور انہوں نے اپنی قوم کو اکٹھا کیا اور دوسری قوم سے مدد لے کر قبیلہ خزاعہ سے جنگ کی یہاں تک کہ آپ نے خانہ خدا کی ولایت اپنے ہاتھوں

میں لے لی۔

ابن سعد نقل کرتا ہے: قصی نے قریش کی طرف خطاب کر کے فرمایا: اے جماعت قریش! بیشک تم خدا کے پڑوسی، اس کے اہل خانہ اور اہل حرم ہو، اور حاجی، خدا کے مہمان اور زائر ہیں اور وہ بہت اچھے مہمان ہیں لہذا ایام حج میں ان کے لئے کھانا پانی فراہم کرو۔

عبد مناف بن قصی

قصی کے مرنے کے بعد ان کے فرزند عبد مناف ان کے جانشین ہوئے آپ کا نام مغیرہ تھا، آپ نے قریش کو تقوائے الہی اور صلہ رحم کی وصیت فرمائی۔ یعقوبی کہتا ہے: قصی کے بیٹے عبد مناف کو ریاست ملی وہ بہت جلیل القدر اور شریف انسان تھے۔

ہاشم بن عبد مناف

ابن سعد کہتا ہے: اپنے والد کے بعد ہاشم کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہو گیا، قریش نے حجاج کی مہمانداری اور سقایت کی ریاست ان کے سپرد کر دی، جب حج کا زمانہ آتا تھا تو آپ قریش کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔

عبد المطلب بن ہاشم

ابن سعد کہتا ہے: قریش میں عبد المطلب، چہرہ اور جسم کے لحاظ سے بہت خوبصورت تھے، سخاوت ترین لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ خدا شناس انسان تھے، ظلم و جور کو بہت برا کام سمجھتے تھے اور اس وقت کے تمام بادشاہ آپ کا احترام کرتے تھے اور آپ کی شفاعت قبول کرتے تھے۔

مسعودی کہتا ہے: عبد المطلب بن ہاشم کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو توحید کا اقرار، قیامت میں جزا و سزا کا اثبات اور تقلید کو ترک کرتے تھے۔ (السيرة الحلیہ، انساب الاشراف، و تاریخ یعقوبی، سيرة نبویہ، طبقات ابن سعد، مروج الذهب)

1573- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْبُخْتَرِيِّ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ وَكَانَ وَكَانَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ فَكَأَنَّهُ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَيْنَ أَبُوكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُمَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ فَبَشَّرُهُ بِالنَّارِ قَالَ فَأَسْلَمَ الْأَغْرَابِيُّ بَعْدُ وَقَالَ لَقَدْ كَلَّفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْبًا مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ

سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میرے والد صلہ رحمی کیا کرتے تھے اور وہ یہ تھے اور وہ تھے تو اب وہ کہاں ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وہ جہنم میں ہے“۔ راوی کہتے ہیں: اس شخص کو اس سے کچھ تکلیف ہوئی اس نے عرض کی: یا رسول

اللہ (ﷻ)! آپ ﷺ کے والد کہاں ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تم جس مشرک کی قبر کے پاس سے گزرو اسے جہنم کی اطلاع دے دینا۔“

راوی کہتے ہیں: وہ دیہاتی اس کے بعد مسلمان ہو گیا، وہ بولا اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے مشکل کام کا پابند کر دیا ہے میں جس بھی کافر کی قبر کے پاس سے گزرتا ہوں اسے جہنم کے بارے میں بتا دیتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ کے والد گرامی کے فضائل کا بیان

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری بھی قانون فطرت کے مطابق کروائی۔ یعنی ماں باپ کے ذریعے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کے والد گرامی کا اسم مبارک سیدنا عبد اللہ، کنیت ابو محمد اور لقب ذبیح ہے۔ آپ کی ولادت پاک مکہ میں ہوئی۔ آپ دوسرے بھائیوں میں حسن و جمال کے لحاظ سے لاثانی تھے۔ تفصیل ہے پڑھے حضرت عبدالمطلب متولی کعبہ نے منت مانی تھی کہ اگر میں اپنی زندگی میں دس بیٹوں کو جو ان دیکھ لوں تو ایک کو راہ خدا میں قربان کر دوں گا۔ چنانچہ جب یہ وقت آ گیا تو آپ نے دس لڑکوں سے اس منت کے مطابق قربانی دینے کے لئے کہا، تمام کو خوش دلی سے راضی پایا۔ قرعہ اندازی ہوئی، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکلا مگر کوئی بھی اس حسین و جمیل لڑکے کو اس طرح ذبح کرنا نہ چاہتا تھا۔ انسانی جان کے بدلہ دس اونٹ تھے۔ بیس اونٹ پر قرعہ اندازی ہوئی۔

حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکلا۔ اس طرح دس اونٹ بڑھاتے گئے۔ 100 تعداد پر قرعہ اندازی ہوئی تو اونٹوں کا نام نکلا۔ چنانچہ سیدنا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے بدلے میں سواونٹ ذبح کئے گئے۔ آپ کے وجود مسعود سے شرف انسانی بلند ہوا کہ دس اونٹ کی بجائے سواونٹ کا بدلہ مقرر ہو گیا۔ سبحان اللہ! اسی وجہ سے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی طرح حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ذبیح کا لقب ملا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا حسن و جمال: حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ حسن و جمال اور سیرت و صورت میں تمام لوگوں سے حسین تر تھے۔

آپ کی پیشانی میں چمکتا نور لوگوں کو نظر آتا۔ اہل مکہ آپ کو مصباح الحرم (حرم کا چاند) کہتے۔ قریش کی عورتیں آپ کو دل و جان سے چاہتی تھیں اور بارہا کئی ایک نے آپ کو وصال کی دعوت دی مگر آپ پاک دامن رہے۔

اہل یہود، اہل حسود: ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ یہودی آپ کے قتل کے درپے ہیں اور ہندروں کی شکل میں ہیں۔ ان کے ہاتھ میں تلواریں ہیں۔ آپ ہوا میں بلندی پر چلے گئے، پھر ایک آگ کا اچانک نزول ہوا، آپ خوف زدہ ہوئے، وہ آگ یہودیوں پر گری اور انکو راکھ کا ڈھیر کر گئی۔ آپ نے یہ خواب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! تمہیں خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ لوگ اس نور کے سبب تجھ سے حسد کرتے ہیں جو تمہاری پیشانی میں بطور امانت اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمام روئے زمین والے لوگ جمع ہو کر بھی اس نور کو ختم کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہ نور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تیرے پاس بطور امانت رکھا ہے۔ (کتب سیرت)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شرافت

زمانہ جاہلیت میں گناہوں سے پاک رہنا گویا حفاظت خداوندی کے مترادف تھا۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جارہے تھے کہ قبیلہ بنو اسد کی ایک خوب صورت نوجوان عورت ملی، اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھا تو فوراً سوال کیا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ تم کہاں جارہے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا! میں اپنے باپ کیساتھ جارہا ہوں۔ اس عورت نے کہا: جتنے اونٹ تمہاری طرف سے بطور فدیہ ذبح کئے گئے تھے، میں تجھے دیتی ہوں، میرے ساتھ شادی کرلو۔ آپ نے جواب دیا! میں اپنے باپ کی مخالفت، فراق اور نا فرمانی پسند نہیں کرتا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ وہب بن عبد مناف کے پاس آئے۔ وہب قبیلہ زہرہ کے سردار تھے، حسب نسب کے اعتبار سے معزز تھے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے وہب بن عبد مناف کی لخت جگر سیدہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی بات حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لئے کی، بات طے پائی اور شادی ہو گئی۔ اس طرح نور محمدی کی مقدس امانت حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہو گئی۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ قانع، متقی، دنیا و مافیہا سے پرہیز کرنا والے مقبول بارگاہ الہی تھے۔ آپ دنیا کا مال کثیر تعداد میں جمع نہ کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ نے ترکہ میں دوسرے لوگوں کی طرح بے پناہ مال نہ چھوڑا۔

جب آپ کا وصال ہوا تو ایک کثیرہ اُم ایمن، پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں بطور وراثت چھوڑیں اور رسول اللہ ﷺ ان چیزوں کے ذارث بنے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شادی خانہ آبادی: حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے میرے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شان نزالی ہے۔ اکثر مال دار حسین و جمیل عورتیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کی آرزو رکھتیں، یہاں تک کہ بعض سرداران قریش اپنی بیٹیوں کے نام لیکر آتے تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نکاح کی بات سن کر خاموش ہو جاتے۔ آخری مرتبہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہم صحبت لڑکوں کو بلایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کریں کہ وہ کس خاندان اور کس دوشیزہ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ان دوستوں کے استفسار پر بتایا کہ ان کی شادی تو ہو چکی ہے۔ اب دوسری شادی کیسی؟ دوست حیران ہو گئے۔ کہ آپ کی شادی کب ہوئی اور کس سے ہوئی۔ آپ نے فرمایا جد امجد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں مجھے بتایا کہ میرا نکاح حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بن وہب (قبیلہ زہرہ) سے ہو چکا ہے، مبارک ہو۔

اپنے والدین سے عرض کرو کہ وہ تیرا نکاح حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب سے کر دیں کیونکہ تم دونوں کی عادات بھی ایک جیسی ہیں۔ ادھر حضرت وہب بن عبد مناف حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کرامت دیکھ چکے تھے، چنانچہ رشتہ طے ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی مبارک سے ایک چمکتا نور ظاہر تھا۔ آپ جب زمین پر بیٹھتے زمین سے آواز آتی، اے وہ ذات جس کی پشت میں حضور سید المرسلین ﷺ کا نور مقدس ہے، آپ پر سلام ہو۔ جب آپ کسی خشک درخت کے نیچے بیٹھتے تو وہ درخت ہر ابھرا، پھولدار اور پھلدار ہو جاتا۔ کبھی لات، منات، غزی اور دوسرے بتوں کے پاس سے گزرتے تو وہ چیخنا شروع کر دیتے اور

کہتے اے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ! آپ کے اندر وہ ذات گرامی تشریف فرما ہے جس کے ہاتھوں ہماری اور دنیا کے تمام بتوں کی ہلاکت ہوگی۔ (کتاب یرت)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے یہ عجیب و غریب واقعات دور دور تک مشہور ہو گئے۔ جب یہودیوں کی ایک جماعت نے یہ خبر سنی اور اپنی کتابوں سے تصدیق پائی تو انہوں نے بوجہ حسد و عہد و بیان کیا کہ حضور سید الانس والجان ﷺ کے والد گرامی کو قتل کر کے ہی دم لیں گے۔ وہ مکہ مکرمہ گئے اور موقع کی تلاش میں رہے۔ ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تنہا بغرض شکار جنگل میں گئے تو یہودی اپنی زہرا لود تلواروں کیساتھ ان پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اچانک ایک فوج رنگ برنگ گھوڑوں پر سوار آسمانوں سے اتری اور یہودیوں کو ختم کر دیا۔ اتفاقاً حضرت وہب اپنے بالا خانہ سے یہ منظر دیکھ رہے تھے (یا یوں کہیے کہ رب کریم نے یہ منظر ان کو دکھایا) انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اپنی بیٹی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شادی اس بہادر اور مقبول بارگاہ خداوندی نو جوان حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی کرونگا۔

شادی کی تقریب

حضرت سیدہ آمنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما کی شادی اس انداز سے ہوئی کہ دونوں خاندانوں کے بزرگ دولہا اور دلہن کو زیب و زینت دیکر کعبۃ اللہ میں لائے۔ طواف کعبہ کے بعد مقام ابراہیم کے نزدیک بیٹھ کر دولہا کی طرف سے حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اپنا خاندانی حسب نسب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اپنے بزرگوں کے فضائل پر خطبہ پڑھا، پھر دلہن کی طرف سے جناب وہب بن عبدمناف کھڑے ہوئے، اپنے حسب و نسب اور بزرگوں کے مناقب بیان کئے، قدیم عرب کے رواج کے مطابق حضرت سیدنا عبداللہ اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما کا نکاح ہوا۔

اس وقت حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک 19 سال اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 16 سال تھی۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما کا مذہب: حضور ﷺ کے تمام آباء و اجداد مسلمان اور عقیدہ توحید پر تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ابراہیم کو جواب دیا تھا: میں اوتوں کا مالک ہوں، مجھے انکی فکر ہے، کعبہ کا مالک خدا ہے وہ خدا اسکی حفاظت فرمائے گا۔ کس قدر پختہ توحید کا اظہار ہے۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے محبت بھرے انداز میں حضور آقائے نامدار ﷺ سے خطاب فرمایا: (اور دیکھتا رہتا ہے جب) آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنیوالوں کے گھروں کا۔ (سورۃ اشراء آیت نمبر 219)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: آیت میں تسفلک سے نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کا پشت انبیاء کرام علیہم السلام میں گردش کرنا مراد ہے۔ یعنی ایک نبی کی پشت مبارک سے دوسرے نبی کی پشت مبارک میں تشریف فرما ہونا۔ یہاں تک کہ آپ اس امت مرحومہ میں مبعوث ہوئے۔ (تفسیر خازن - مدارج النبوة)

دوسری جگہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی آیت مبارکہ کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: بیشک آپ ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف آتے رہے اور وہ تمام پشتیں طاہر تھیں۔ آپ کا نور نبوت آپ کے تمام آباء و اجداد میں ظاہر ہوتا رہا۔ ابن جریر جناب قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر

میرے ماں باپ قربان ارشاد فرمائیے! کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ اس وقت کہاں تھے؟ اس پر آپ خوب ہنسے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں مبارکہ نظر آنے لگیں۔

پھر آپ نے فرمایا: اس وقت میں انکی پشت میں تھا۔ میں اپنے باپ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے کشتی میں سوار ہوا۔ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے آگ میں پھینکا گیا۔ میرے والدین کریمین کبھی بھی حرام کاری میں نہیں پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے طاہر پشتوں سے طاہر رحموں میں منتقل فرمایا اور وہ تمام مردوزن صاحبان صفا اور مہذب تھے۔ جب کسی سے دو شاخیں بنتیں تو مجھے ان میں سے بہترین شاخ اور قبیلہ ملتا رہا۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ آپ ﷺ پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنیوالے مردوں کی پشت سے ان عورتوں کے رحم کی طرف منتقل ہوئے جو طاہر اور سجدہ کرنیوالی تھیں اور ان طاہرات و ساجدات کے رحم سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے جو سبھی اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم تھے۔

مذکورہ بالا آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے تمام آباؤ اجداد، صاحبان ایمان و توحید تھے۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: میں بنی آدم میں ہر دور کے بہترین (خاندان) میں مبعوث ہوا، یہاں تک کہ میں اس قرن و طبقہ میں آیا جس میں تم مجھے پاتے ہو۔ (صحیح بخاری شریف)

امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے: روئے زمین پر ہر زمانہ میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے، ایسا نہ ہوتا تو زمین والی زمین سب ہلاک ہو جاتے۔

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد زمین سات بندگان خدا سے خالی نہ رہی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زمین پر عذاب رفع فرماتا ہے۔ حضور پر نور ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ۔ بیشک مشرک ناپاک ہے۔ (الترجما یت نمبر 28) حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے تمام آباؤ اجداد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اور سیدہ حضرت حوا سلام اللہ علیہا سے لیکر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تک تمام شریف خاندان والے، اعلیٰ نسب والے، حسین چہروں والے، پاکیزہ خصال والے، مسلمان، ایماندار اور عقیدہ توحید رکھنے والے، حلیم الطبع، ملتسار اور مہمان نواز تھے جو لوگ مختلف مسلک یا نظریات رکھتے ہیں انہیں احتیاط لازم ہے۔

چودہ سو برس بعد حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کا جسد مبارک قبر سے صحیح حالت میں برآمد ہوا۔ سات صحابہ کرام کے جسد مبارک بھی اُصلی حالت میں تھے۔ (روزنامہ نوائے وقت، ہفتہ 11 مفراتر، 1398ھ بمطابق 21 جنوری 1978ء)

ایک اطلاع کے مطابق مدینہ (منورہ) میں مسجد کی توسیع کے سلسلے میں کی جانوالی کھدائی کے دوران حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے

بالکل صحیح اور سالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسد مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے۔ جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفن دیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسم نہایت تروتازہ اور اصل حالت میں تھے۔ (ان خوش نصیب اشخاص میں سے بعض اب بھی کراچی میں بقید حیات ہیں۔) (جنگ کراچی 21 جنوری 1978ء)

حضور سرور کونین ﷺ کے ولدین کریمین کا سلسلہ نسب: حضور سید عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب چوتھی کڑی پر جا کر سید عالم ﷺ کے والد ماجد سے جاملتا ہے۔

سلسلہ نسب والد گرامی: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔ سلسلہ نسب والدہ ماجدہ: محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ حضرت سیدہ آمنہ حضرت سیدنا عبد اللہ حضرت وہب حضرت عبد المطلب حضرت عبد مناف حضرت ہاشم حضرت زہرہ حضرت عبد مناف حضرت قصی حضرت کلاب دونوں سلاسل کلاب پر جاملتے ہیں، کلاب کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کے والد سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب میں عبد مناف اور والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ نسب کے عبد مناف دو الگ الگ شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خالق کائنات ہمیں والدین مصطفیٰ ﷺ کا ادب کرنے اور ان کے بارے خوش عقیدگی عطا فرمائے۔ آمین۔

بَاب: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورِ

یہ باب خواتین کے قبرستان جانے کی ممانعت کے بیان میں ہے

1574- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالََا حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُثَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُصَفَّلِيُّ حَدَّثَنَا الْفَرِّبَايُ وَقَبِيصَةُ كُلُّهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ حُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَّانَ بْنِ قَابِطٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ

عبدالرحمن بن حسان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے قبرستان جانے والی خواتین پر

لعنت کی ہے۔

شرح

یہ اور اس معنی کی دوسری احادیث سے یہ امر قوی ہوتا ہے کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنا منع ہے، اس حدیث میں زوارات مبالغہ کا صیغہ ہے، اس لئے عام عورتوں کے لئے زیارت قبور کی اجازت اوپر کی سے حاصل ہے، جس میں رسول اکرم ﷺ نے

ممانعت کے بعد مسلمانوں کو زیارت قبور کا اذن عام دیا ہے، تاکہ وہ اس سے عبرت و موعظت حاصل کریں، اور عورتیں بھی اس سے عبرت و موعظت کے حصول میں مردوں کی طرح محتاج اور حقدار ہیں۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث بھی ہیں۔
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو قبروں کی زیارت کی اجازت دی۔

(سنن الاثر مستدرک الحاکم)

صحیح مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ جب میں قبروں کی زیارت کروں تو کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے یوں فرمایا: کہو "السلام علی اهل الدیار من المؤمنین"۔
امام حاکم نے روایت کی ہے کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کیا کرتی تھیں۔
صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک عورت پر سے گزرے جو ایک قبر پر رو رہی تھی، لیکن آپ ﷺ نے اس پر قبر کی زیارت کی وجہ سے نکیر نہیں فرمائی۔

اجازت اور عدم اجازت میں یوں مطابقت ہو سکتی ہے کہ ان عورتوں کے لئے ممانعت ہے جو زیارت میں مبالغہ سے کام لیں۔
یا زیارت کے وقت نوحہ وغیرہ کریں، اور ان عورتوں کے لئے اجازت ہے جو خلاف شرع کام نہ کریں۔
امام قرطبی نے کہا کہ لعنت ان عورتوں سے خاص ہے جو بہت زیادہ زیارت کو جائیں، کیونکہ حدیث میں زوارات القبور مبالغہ کا صیغہ منقول ہے، اور شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ جب عورت اکثر زیارت کو جائے گی تو مرد کے کاموں اور ضرورتوں میں خلل واقع ہوگا۔

1575- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَعْجَادَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے قبرستان جانے والی خواتین پر لعنت کی ہے۔

1576- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ أَبُو نَصْرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَالِبٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے قبرستان جانے والی خواتین پر لعنت کی ہے۔

عورتوں کے لئے قبرستان جانے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعن زوارات القبور قبروں کی کثرت سے زیارت کرنے

والیوں پر لعنت فرمائی۔ زوارات مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت زیادہ قبروں پر جانے والیوں پر۔ جس طرح نماز، روزہ، اور باقی عبادات میں مبالغہ آمیزی جائز نہیں، زیارت قبور میں بھی حد اعتدال کا حکم ہے۔ امام ترمذی نے اس کے متعلق فرمایا:

قد رای بعض اهل العلم ان هذا كان قبل ان یرخص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زیارة القبور
فلما رخص دخل رخصة الرجال والنساء وقال بعضهم انما کره زیارة القبور للنساء لقد
صبرهن و کثرة جزعهن. (ترمذی، السنن، کتاب الجنائز باب ما جاء فی کراهیة زیارة القبور للنساء، 3: 372، الرقم: 1056)

بعض اہل علم کے خیال میں یہ (لعنت) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت سے پہلے تھی۔ جب آپ نے رخصت دی تو آپ کی رخصت میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں اور بعض علماء نے کہا کہ عورتوں کی زیارت قبور اس لئے مکروہ ہے کہ ان میں صبر کم اور بے صبری زیادہ ہوتی ہے۔

پس اگر بے صبری کا اظہار پینا اور بال بوجھنا یا گریبان پھاڑنا ہو وقتہ فساد کا خطرہ بھی نہ ہو تو عورت بھی اس طرح زیارت قبور کر سکتی ہے جس طرح مرد۔ اور یہ کہ یہ سنت دونوں کے لئے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من زار قبر ابویہ او احدہما فی کل جمعة غفر لہ و کتب ہوا. (طبرانی، المعجم الاوسط، 6: 175، الرقم: 6114)

جو کوئی ہر جمعہ کو اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت کرے، اس کو بخش دیا جائے گا اور اسے نیک مسلمان لکھا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جس طرح ممانعت مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں تھی، اسی طرح اب زیارت قبور کا حکم بھی دونوں ہی کے لیے ہے۔ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے زیارت قبور کے جو مقاصد اور حکمتیں بیان فرمائی ہیں، خواتین کو بھی ان کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ مردوں کو، لہذا اگر وہ ان کے پیش نظر قبرستان جانا چاہیں تو ان کیوں کر روکا جاسکتا ہے؟

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی موقف ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ سیدہ اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر سے واپس آ رہی تھیں کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے استفسار کیا کہ کیا رسول خدا ﷺ نے زیارت قبور سے منع نہیں فرمایا؟ ام المومنین نے جواب دیا: ہاں یہ درست ہے، لیکن بعد ازاں آپ ﷺ نے اس کی رخصت مرحمت فرمادی تھی۔

(مسند رک الحاکم: 376/1)

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ قبروں کے پاس کیا کہنا چاہیے، تو نبی کریم ﷺ نے یہ کلمات سکھائے۔

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْبَیْتِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ، وَیَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا
وَالْمُسْتَآخِرِیْنَ، وَآنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلْآحِقُونَ. (مسلم: 974)

اے ان گھروں والے مومن اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ ہم میں سے آگے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں پر خدا سلامتی فرمائے اور خدا نے چاہا تو ہم بھی جلد ہی تمہیں ملنے والے ہیں۔

اس سے استدلال یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ نہیں فرمایا کہ عورتوں کے لیے تو زیارت قبور ہی ممنوع ہے پھر دعا کا سوال کیسا؟ بل کہ آپ ﷺ نے انھیں باقاعدہ دعا بتلائی جس سے عورتوں کے لیے زیارت قبور کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک خاتون کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اتقی اللہ واصبری، یعنی خدا سے ڈر و اور صبر سے کام لو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس سے عورتوں کے لیے زیارت قبور کا اثبات ہوتا ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی اور نبی کریم ﷺ کی تقریر یعنی کسی کام کو دیکھ کر خاموش رہنا اور منع نہ فرمانا بھی حجت ہے۔

حافظ سیوطی علیہ الرحمہ نے شرح الصدور میں اس مسئلے پر محدث دروایات نقل کی ہیں کہ میت ان لوگوں کو جو اس کی قبر پر جائیں، دیکھتی اور پہچانتی ہے اور ان کے سلام کا جواب دیتی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر پر جائے، جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا، پس جا کر سلام کہے تو وہ ان کو پہچان لیتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے۔ یہ حدیث شرح صدور میں حافظ ابن عبد البر کی استدکار اور تمہید کے حوالے سے نقل کی ہے، اور لکھا ہے کہ محدث عبدالحق نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

قبرستان میں عورتوں کا جانا؟ عورتوں کا قبروں پر جانا واقعی اختلافی مسئلہ ہے، اکثر اہل علم تو حرام یا مکروہ تحریمی کہتے ہیں، اور کچھ حضرات اس کی اجازت دیتے ہیں، یہ اختلاف یوں پیدا ہوا کہ ایک زمانے میں قبروں پر جانا سب کو منع تھا، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی، بعد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی اور فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو، وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

عورتوں کے قبرستان جانے پر اختلاف ہے، صحیح ہے یہ کہ جوان عورت کو تو ہرگز نہیں جانا چاہئے، بڑی بوڑھی اگر جائے اور وہاں کوئی خلاف شرع کام نہ کرے تو گنجائش ہے۔ خاص وقت کا کوئی تعین نہیں، پردہ کا اہتمام ہونا اور نامحرموں سے احتلاط نہ ہونا ضروری ہے۔

بزرگوں اور صالحین کی زیارت میں ان ہی سماجی اثرات کے پیش نظر غیر مسلمان تو میں، اپنے تاریخی اشخاص کے مقبروں کی زیارت کے لیے ایک دوسرے سے مقدم ہوتے ہیں اسی لئے پوری دنیا میں مختلف شخصیات کے مقبروں کو کسی دینی اور دنیاوی امتیازات کے بغیر عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ ہر انسان ایسے افراد کی قبروں کی زیارت اور ان کا احترام کرنے کو اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے جو حق ان کا انسانیت کے اوپر ہے گویا جو بھی انسان ان کی عزت و احترام کے لیے کرتا ہے وہ اس کی فطرت کی آواز ہے۔ پس قبور کی زیارت ان امور میں سے ہے جس کی تائید قرآن، سنت اور عقل سے حاصل ہے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک فطری بات ہے کیونکہ انسان ہمیشہ انسانوں کی زیارت اور عزت کرنا چاہتا ہے جن کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے زیارت قبور کے دنیوی فوائد کے علاوہ اخروی فائدے بھی ہیں جو اسلامی تعلیمات کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ اور ان تعلیمات کو بہتر سمجھ لینے کے بعد ایک مستحب عمل کے طور پر بیان ہوئے ہیں جس کے اخروی فوائد ہمیشہ مسلمانوں کے سامنے نظر رہے ہیں اسی لئے اسے جائز اور مستحب جانا گیا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزِ

یہ باب خواتین کا جنازے کے ساتھ جانے کے بیان میں ہے

1577- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ نَهَيْتُنَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

••• سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہمیں (خواتین کو) جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا تاہم اس معاملے میں ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

1578- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحَمَصِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَلَمَانَ عَنْ دِينَارِ أَبِي عُمَرَ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا نِسْوَةٌ جُلُوسٌ قَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قُلْنَ نَنْتَظِرُ الْجَنَازَةَ قَالَ هَلْ تَغْسِلُنَّ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تَحْمِلُنَّ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تُذَلِّلُنَّ فَيَمْنُ يَذَلِّي قُلْنَ لَا قَالَ فَارْجِعْنَ مَارُودَاتٍ غَيْرَ مَا جُورَاتٍ

••• محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ تشریف لے جا رہے تھے تو وہاں کچھ خواتین بیٹھی ہوئی تھیں نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: تم لوگ یہاں کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم ایک جنازے کا انتظار کر رہی ہیں نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اسے غسل دینا ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی نہیں نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اسے اٹھانا ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی نہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے دوسروں کے ساتھ مل کر اسے قبر میں اتارنا ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی نہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو تم گنہگار ہو کر واپس چلی جاؤ تمہیں اجر نہیں ملے گا۔

بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنِ النِّسَاحَةِ

یہ باب نوحہ کرنے کی ممانعت کے بیان میں ہے

1579- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى الصَّهْبَاءِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ) قَالَ النَّوْحُ

••• سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) "وہ بھلائی کے کام میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گے۔"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد نوحہ کرنا ہے۔

1580 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا أَبُو جَرِيرٍ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ بِحُمْصٍ فَلَذَّكَرَ لِي خُطْبَتَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّوْحِ

﴿﴾ ابو جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمص میں خطبہ دیا انہوں نے اپنے خطبے میں یہ بات ذکر کی: نبی کریم ﷺ نے نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔

1581 - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْقَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالََا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ ابْنِ مُعَاذٍ أَوْ أَبِي مُعَاذٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتَامَةُ مِنَ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَإِنَّ النَّائِحَةَ إِذَا مَاتَتْ وَلَمْ تُسَبَّ قَطَعَ اللَّهُ لَهَا رِثَابًا مِّنْ قِطْرَانٍ وَدِرْعَا مِّنْ لَّهَبِ النَّارِ

﴿﴾ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”نوحہ کرنا زمانہ جاہلیت کا کام ہے اگر نوحہ کرنے والی عورت فوت ہو جائے اور اس نے توبہ نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تارکول سے بنے ہوئے لباس اور آگ کے شعلوں سے بنی ہوئی قمیص تیار رکھتا ہے۔“

1582 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ الْيَمَامِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتَامَةُ عَلَى الْمَتِّ مِنَ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَمْ تُسَبَّ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ فَلِأَنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيلٌ مِّنْ قِطْرَانٍ ثُمَّ يُعْلَى عَلَيْهَا بِدِرْعٍ مِّنْ لَّهَبِ النَّارِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”میت پر نوحہ کرنا زمانہ جاہلیت کا کام ہے نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہیں کرتی تو جب وہ قیامت کے دن اٹھائی جائے گی تو اس کے جسم پر تارکول سے بنی ہوئی قمیص ہوگی اور اس پر آگ کے شعلے سے بنی ہوئی زرہ ہوگی۔“

1583 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ أَنبَأَنَا إِسْرَاطِيلُ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُتْبَعَ جَنَازَةٌ مَعَهَا رَأَّةٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کسی جنازے کے ساتھ

1580: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1581: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1582: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1583: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نوحہ کرنے والی عورت بھی جائے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشِقِّ الْجُيُوبِ

یہ باب گالوں کو پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کی ممانعت میں ہے

1584- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَمْدُ الرَّحْمَنِ جَمِيعًا عَنْ مُفَيَّانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ وَضَرَبَ الْخُدُودَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

•• حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو گریبان پھاڑے، گال پیٹے اور زمانہ جاہلیت کی سی چیخ و پکار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

1585- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ الْمُخَارِبِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَرَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَكْحُولٍ وَالْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجَهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَبِيهَا وَالذَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالْقُبُورِ

•• حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ نوچنے والی عورت، گریبان پھاڑنے والی عورت اور تہائی اور بربادی کا دواویہ کرنے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

1586- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي الْعَمَاسِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي بُرْدَةَ قَالَا لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ تَصِيحُ بِرَنِيَّةٍ فَاقْفَا فَقَالَ لَهَا أَوْ مَا عَلِمْتَ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرَّءَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ خَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ

•• عبدالرحمن بن یزید اور ابو بردہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہو

1584: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 1294 'أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 999 'أخرجه التيسانی فی "السنن" رقم الحديث:

1863: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 3519 'ورقم الحديث: 1297 'ورقم الحديث: 1298 'أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 281 'ورقم

الحديث: 282 'أخرجه التيسانی فی "السنن" رقم الحديث: 1859

1585: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1586: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحديث: 284 'أخرجه التيسانی فی "السنن" رقم الحديث: 1862

گئی تو ان کی اہلیہ نے چیخ و پکار شروع کر دی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا تو انہوں نے اس خاتون سے کہا: کیا تم یہ بات نہیں جانتی ہو کہ میں ہر اس شخص سے بری ہوں جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے برأت کا اظہار کیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو یہ حدیث سنائی تھی کہ نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

”میں ایسے ہر شخص سے بری ہوں جو (مصیبت کے وقت) غم کا اظہار کرنے کے لیے سر منڈا دے، چیخ و پکار کرے یا گریبان پھاڑے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

یہ باب میت پر رونے کے بیان میں ہے

1587- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى عَمْرَأَةً فَصَاحَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا يَا عَمْرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون کو دیکھا جو چیخ و پکار کر رہی تھی (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا) تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! اسے چھوڑ دو کیونکہ آنکھ آنسو بہا رہی ہے جان کو مصیبت لاحق ہوئی ہے اور صدمہ قریبی زمانے میں لاحق ہوا ہے۔

شرح

کسی کے انتقال پر نوحہ اور چلائے بغیر رونا مکروہ نہیں ہے چلا کر اور نوحہ کے ساتھ رونا نیز میت کی زائد اور دور از حقیقت تعریف تو صیغہ بیان کرنا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مروج تھا مکروہ ہے البتہ میت کی واقعی اور حقیقی تعریف و توصیف بطور بیان کے ذکر کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کے لواحقین سے اس کی تعزیت کرنی مستحب اور بڑی اچھی بات ہے اور تعزیت کا مفہوم یہ ہے کہ لواحقین کو صبر سکون کی تلقین کی جائے اور انہیں تسلی تشفی دی جائے۔ ایک سے زائد مرتبہ تعزیت نہ کی جائے انتقال کے تیسرے روز بطور خاص میت کے گھر جمع ہونا، کھانا پینا کرنا اور دوسری رسوم ادا کرنا کہ جسے ہمارے یہاں تیجہ کہتے ہیں قطعی طور پر بدعت اور حرام ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ شریعت میں ان باتوں کی حقیقت نہیں ہے بلکہ میت کی وصیت کے بغیر اس کا مال خرچ کرنا یتیموں اور ورثاء کے مال میں تصرف کرنا جو بالکل ناجائز ہے۔ قاموس کے مصنف مجدد الدین نے سفر السعادة میں لکھا ہے کہ پہلے

میت کے لئے صرف یہ طریقہ تھا کہ لوگ نماز جنازہ کے لئے جمع ہوتے تھے لہذا اب یہ طریقہ دن اور رات متعین کر کے اور غیر ضروری تکلفات کر کے قرآن خوانی اور ختم وغیرہ کے لئے قبر پر یا کسی دوسری جگہ لوگوں کو جمع کرنا بدعت ہے۔ تعزیت قبول کرنے کے لئے گھر میں یا مسجد میں بیٹھے رہنا جائز ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب حضرت جعفر، حضرت زید اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی یہ تینوں حضرات غزوہ موت میں یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے ہیں تو آپ انتہائی رنج و غم کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھ گئے وہیں تعزیت کرنے والے آتے اور آپ سے تعزیت کر کے چلے جاتے ہاں متعین دنوں اور متعین تاریخوں میں تعزیت کا وہ طور طریقہ جو بعد میں رائج ہو گیا اس وقت نہیں تھا۔ بعد کے بہت سے علماء لکھتے ہیں کہ (دفن کے بعد) میت کے گھر تعزیت کے لئے بطور خاص جمع ہونا مکروہ ہے اور یہ بات تو سخت مکروہ ہے کہ میت کے اہل و عیال صرف اسی مقصد کے لئے گھر کے دروازے پر بیٹھ جائیں اور لوگ وہاں جمع ہو کر تعزیت کریں کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔ اس بارہ میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر چکیں تو منتشر ہو جائیں اور اپنے اپنے کام کاج میں لگ جائیں اسی طرح میت کے اہل و عیال کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہو جائیں۔ اسی طرح قبر کے چاروں طرف حلقہ باندھ کر قرآن خوانی مکروہ ہے۔ تعزیت کرنے کا وقت مرنے کے بعد صرف تین دن تک ہے تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ ہے ہاں اگر تعزیت کرنے والا یا غزوہ موجود نہ ہو تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب بھی ملاقات ہو اسی وقت تعزیت ادا کی جائے۔ میت کو دفن کرنے کے بعد تعزیت کرنا دفن سے پہلے تعزیت کرنے سے اولیٰ ہے مگر یہ سلسلہ اس صورت میں ہے جب کہ میت کے اہل و عیال میں بہت زیادہ جزع و فزع اور اظہار رنج و غم زیادہ شدید نہ ہو۔ اگر اہل و عیال زیادہ جزع و فزع میں مبتلا ہوں تو پھر دفن سے پہلے ہی تعزیت اولیٰ ہوگی۔ عمومی طور پر میت کے تمام اقارب خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مرد ہوں یا عورت سب ہی سے تعزیت کرنا مستحب ہے ہاں اگر عورت جوان ہو تو اس سے تعزیت نہ کی جائے، البتہ اس عورت کے محرم اس سے بھی تعزیت کر سکتے ہیں۔

1587 م۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَزْرَقِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْخُوهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1588 م۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَّازِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ ابْنُ لَبْعِصٍ بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا أَنْ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

1588: أخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 1284 'ورقم الحديث: 5655 'ورقم الحديث: 6602 'ورقم الحديث: 6655 'ورقم الحديث:

7377 'ورقم الحديث: 7448 'أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 2132 'أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3125 'أخرجه الترمذي في "السنن" رقم

وَسَلَّمَ وَقُضِيَ مَعَهُ وَمَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَارَ لُؤَا
الصَّبِيِّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوحُهُ تَقْلُقُ فِي صَدْرِهِ قَالَ حَسِبْتُهُ قَالَ كَانَتْهَا شَيْئًا قَالَ
فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
الرَّحْمَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللَّهُ فِي نَبِيِّ آدَمَ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحَمَاءَ

» حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی کے صاحبزادے کا آخری وقت
قریب آگیا انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ان کے ہاں تشریف لے جائیں نبی کریم ﷺ نے انہیں
جوابی پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ جو واپس لے یا جو عطا کرے وہ سب اسی کی ملکیت ہے اور ہر ایک چیز کا وقت مقرر ہے تم
صبر سے کام لو اور ثواب کی امید رکھو! تو صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھجوایا اور قسم دی (کہ آپ ضرور تشریف لائیں) تو
نبی کریم ﷺ اٹھے آپ کے ہمراہ میں بھی اٹھا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے
اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تھے جب ہم لوگ گھر میں داخل ہوئے تو گھر والوں نے اس بچے کو نبی کریم
ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اس کا سانس سینے میں اٹک رہا تھا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) یوں تھا جیسے وہ
ایک پرانا مشکیزہ ہو۔ نبی کریم ﷺ رونے لگے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟
آپ رورہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ابولاد آدم میں رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے
رحم کرنے والے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

شرح

مستحب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اہل میت سے تعزیت کرے تو اس سے صبر و تسلی کے اس قسم کے الفاظ کہے "اللہ تعالیٰ مرنے
والے کو اپنی مغفرت و بخشش سے نوازے، اسی کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اس پر اپنی رحمت کا سایہ کرے، سانچہ ارتحال کے اس
 سخت حادثہ پر تم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور تم سب کو اس رنج و مصیبت کے بدلہ میں ثواب عطا فرمائے۔ تعزیت کے لئے
بہترین الفاظ وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ: ان الله ما اخذ وله ما اعطى وكل جيز عنده باجل
مسمى "وہ چیز بھی اللہ ہی کی ملکیت ہے جو اس نے لے لی ہے اور وہ چیز بھی اسی کی ملکیت میں ہے جو اس نے دے رکھی ہے اور اس
کے نزدیک ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے "اگر کوئی غیر مسلم مر جائے اور اس کا قرائتی مسلمان ہو تو اس سے تعزیت اس طرح کی جائے
کہ "اللہ تعالیٰ تمہیں بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے اور تمہیں بہترین صبر و سکون کی دولت سے نوازے۔"

اور اگر میت مسلمان ہو اور قرائتی غیر مسلمان تو اس سے اس طرح کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ مرنے والے کو بخشش و مغفرت سے
نوازے اور تمہیں صبر و سکون عطا فرمائے۔ اور اگر میت اور قرائتی دونوں ہی غیر مسلم ہوں تو تعزیت ان الفاظ کے ذریعہ کی جائے کہ
اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ عطا فرمائے اور تمہارے اہل و عیال میں کمی نہ فرمائے۔

احساس رنج و غم پر تین دن تک اپنے کاروبار چھوڑ کر گھر میں بیٹھے رہنا اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ترک اولیٰ ہے۔ اظہار رنج و غم

کے لئے مردوں کو سیاہ کپڑا پہننا، رنج و مصیبت کے وقت کپڑے پھاڑ ڈالنا، چاک گریباں ہو جانا یہ سب چیزیں ممنوع ہیں ہاں اگر عورتیں سیاہ کپڑے پہنیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

کسی کے انتقال پر حد سے زیادہ جزع و فزع کرنا اور خواہ مخواہ کے ہنگامے کرنا مثلاً منہ اور ہاتھوں کو کالا کرنا، چاک گریباں ہو جانا، منہ نوچنا، بالوں کو بکھیر ڈالنا، سر پر مٹی ڈالنا، راتوں کو پیٹنا، سینہ کو بی کرنا اور قبروں پر آگ روشن کرنا یہ سب باتیں زمانہ جاہلیت کی رسوم اور انتہائی غلط و باطل ہیں ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ جس گھر میں میت ہو جائے وہاں کھانا پکا کر بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے

آداب تعزیت یہ ہیں کہ جب کوئی شخص میت کے گھر تعزیت کے لئے جائے تو وہاں اہل خانہ کو سلام کرے، مصافحہ کرے ان کے ساتھ انتہائی تواضع اور نرمی کے ساتھ بات چیت کرے، بے فائدہ اور زیادہ گفتگو نہ کرے بلکہ صرف تسلی اور اطمینان اور صبر و سکون کے الفاظ کہے اور ہنسنے مسکرانے سے پرہیز کرے۔

1589 - حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خَثِيمٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ لَمَّا تَوَفَّى ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ بَنَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْمُعْزِيُّ إِمَّا أَبُو بَكْرٍ وَإِمَّا عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ مَنْ عَظَّمَ اللَّهُ حَقَّهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذَمُّعُ الْعَيْنِ وَتَحْزُنُ الْقَلْبُ وَلَا تَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ لَوْلَا أَنَّهُ وَعْدٌ صَادِقٌ وَمَوْعُودٌ جَامِعٌ وَأَنَّ الْآخِرَ نَابِعٌ لِلْأَوَّلِ لَوْ جَدْنَا عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمُ الْفَضْلَ مِمَّا وَجَدْنَا وَإِنَّا بِكَ لَمَعْزُونُونَ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ رونے لگے تو کسی تعزیت کرنے والے نے شاید وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے یا شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ عرض کی: آپ ﷺ اس کے سب سے زیادہ حقدار ہیں جس کے حق کو اللہ تعالیٰ نے عظیم قرار دیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم ایسی کوئی بات نہیں کہتے جو پروردگار کو ناراض کر دے اگر سچا وعدہ (یعنی قیامت) نہ ہوتا اور آخرت میں دوبارہ اکٹھے نہ ہونا ہوتا بعد میں آنے والا پہلے کا پیروکار نہ ہوتا تو اسے ابراہیم رضی اللہ عنہ! ہم تم پر اس سے زیادہ دکھ محسوس کرتے جتنا اب محسوس ہو رہا ہے ویسے ہم تمہارے لیے غمگین ہیں۔“

1590 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَعْفَرٍ أَنَّ قَبِيلَ لَهَا قُتِلَ أَخُوكَ فَقَالَتْ رَحِمَهُ اللَّهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ قَالُوا قُتِلَ زَوْجُكَ قَالَتْ وَاحْزَنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةً مَا هِيَ لِشَيْءٍ

﴿ سیدہ حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے انہیں یہ بتایا گیا آپ کے بھائی قتل ہو گئے ہیں انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرنے بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے لوگوں نے بتایا: آپ رضی اللہ عنہ کے شوہر بھی شہید ہو گئے ہیں تو انہوں نے کہا ”ہائے افسوس“ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”شوہر کے لیے عورت کے ہاں ایک ایسی جگہ ہے جو کسی اور کے لیے نہیں ہے۔“

1591- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ أَبَا نَاصِرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِنِسَاءٍ عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَبْكِينَ هَلَكَاةً يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنَّ حَمْزَةَ لَا يَوَاكِي لَهُ فَجَاءَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ يَبْكِينَ حَمْزَةَ فَاسْتَقِظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيَحْهَنُّ مَا انْقَلَبَنَ بَعْدَ مُرُوءِهِمْ فَلْيَنْقَلِبْنَ وَلَا يَبْكِينَ عَلَى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ

﴿ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کا گزر عبدالاشہل قبیلے کی خواتین سے ہوا جو غزوہ احد میں اپنے شہید ہونے والے لوگوں پر رورہی تھیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ پر کوئی رونے والا نہیں ہے تو انصار کی خواتین آئیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ان کا ستیاناس ہو یہ واپس نہیں گئیں ان سے کہہ دو کہ یہ واپس چلی جائیں اور آج کے بعد کسی ہلاک ہونے والے پر نہ روئیں۔“

1592- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرَاثِي

﴿ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مرثیہ کہنے سے منع کیا ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيَحَ عَلَيْهِ

یہ باب ہے کہ میت پر جو نوحہ کیا جاتا ہے اس کی وجہ سے اس پر عذاب ہوتا ہے

1593- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا

1591: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1592: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1593: أخرجه البخاری فی ”الصحيح“ رقم الحديث: 1292 أخرجه مسلم فی ”الصحيح“ رقم الحديث: 2140 أخرجه النسائی فی ”السنن“ رقم الحديث: 1852

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِمَا نَبِّحَ عَلَيْهِ

••• حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: میت پر جو نوحہ کیا جاتا ہے اس کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

شرح

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان کی صاحبزادی کا مکہ میں انتقال ہوا تو ہم لوگ ان کے یہاں آئے تاکہ نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہوں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس بھی وہاں آئے میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اتنے میں عبداللہ بن عمر نے حضرت عمرو بن عثمان سے جو ان کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھے تھے کہا کہ تم اپنے گھر والوں کو آواز اور نوحہ کے ساتھ رونے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ میت اپنے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے اس کے جواب میں کہا کہ حضرت عمر اس میں سے کچھ کہتے تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے تو میت پر عام طور پر رونے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے لیکن حضرت عمر اس ممانعت کو صرف قریب المرگ کے پاس آواز و نوحہ کے ساتھ رونے پر محمول کرتے تھے چنانچہ انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے واپس ہوا اور ہم بیداء پہنچے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک موضع ہے تو اچانک حضرت عمر نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے ایک قافلہ کو دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم وہاں جا کر دیکھو کہ قافلہ میں کون ہے؟ چنانچہ میں نے وہاں جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت صہیب اور ان کے ہمراہ کچھ دوسرے لوگ ہیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے آکر حضرت عمر کو بتا دیا حضرت عمر نے فرمایا انہیں بلا لاؤ۔ میں پھر صہیب کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ چلیے اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے ملیے اس کے بعد جب مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تو حضرت صہیب روتے ہوئے ان کے پاس آئے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے میرے بھائی، اے میرے آقا! یہ کیا ہوا! حضرت عمر نے اسی حالت میں صہیب سے فرمایا کہ تم میرے پاس آواز و بیان کے ساتھ رو رہے ہو؟ جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ مردہ یعنی یا تو ھیتہ یا قریب المرگ اپنے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے یعنی ایسے رونے کی وجہ سے جو آواز و نوحہ کے ساتھ ہو۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق کی وفات ہوئی تو میں نے ان کا یہ قول حضرت عائشہ کی خدمت میں عرض کیا وہ سن کر فرمانے لگیں اللہ تعالیٰ حضرت عمر پر رحم کرے! یہ بات نہیں ہے اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مردہ اپنے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے یعنی نہ تو مطلقاً رونے کی وجہ سے اور نہ آواز و نوحہ کے ساتھ رونے کی وجہ سے میت کو عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے زیادتی کر دیتا ہے۔ پھر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس کے ثبوت میں تمہارے لئے قرآن کریم کا یہ فیصلہ ہی کافی ہے کہ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

وَزَرًا أُخْصِي ۚ (نملہ ۱۸) کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت کے مضمون کا مفہوم بھی تقریباً یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہنساتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی رلاتا ہے حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر یہ سن کر کچھ نہ بولے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد دوم: رقم الحدیث: 232)

۲۳ھ ذی الحجہ کا مہینہ چھبیسویں تاریخ اور چہار شنبہ کا دن تھا صبح کی نماز کے وقت حضرت عمر مسجد مبویٰ میں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے حاضرین نے صفیں باندھ لیں آپ محراب مسجد میں کھڑے ہو گئے ابھی آپ نے نماز شروع ہی کی تھی کہ مغیر بن شعبہ غلام ابولولوعین نے پیچھے جو گھات میں بیٹھا تھا دو دھاری خنجر سے آپ پر حملہ کیا خنجر پہلو میں اگا، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ صحن چپہ زخم لگائے حضرت عمر گر گئے انہیں اٹھا کر گھر لایا گیا، پورے مدینہ میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی لوگ جوق درجوق در خلافت پر حاضر ہونے لگے۔ انہیں میں حضرت صہیب بھی تھے، انہوں نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خون میں نہائے دیکھا تو بے اختیار رونے لگے اور یہ کہتے جاتے تھے "اے میرے بھائی، اے میراے آقا" حضرت ابن عباس اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں بہر حال حضرت صہیب کے اس رونے اور ان کے اس کہنے کو نوحہ نہ سمجھ لیا جائے کیونکہ نوحہ وہ ہوتا ہے جو با آواز بلند اور بطریق بین ہو اور یہاں ان میں سے کوئی بھی چیز نہیں پائی جاتی لیکن حضرت عمر نے صہیب کو اس سے بھی احتیاطاً منع فرما دیا کہ اظہار غم کا یہ مباح طریقہ کہیں حدود سے تجاوز کر کے اس مرحلہ پر پہنچ جائے جہاں شریعت مانع ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ نے جو قسم کھا کر حدیث کی نفی کی تو وہاں حقیقت میں ان کی مراد حدیث کی نفی نہیں تھی بلکہ انہوں نے اس منہدم اور نتیجہ کی نفی کی جو حضرت عمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے اخذ کیا تھا ورنہ تو جہاں تک نفس حدیث کا تعلق ہے اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے، اختلاف صرف اس حدیث کا مفہوم متعین کرنے میں ہے حضرت عمر اور حضرت عبداللہ تو اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ میت کے عذاب کا تعلق اس کے گھر والوں کے رونے سے یعنی اگر میت کے گھر والے میت پر روتے ہیں تو اسے عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے خواہ میت مومن ہو یا کافر ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کافر کے حق میں ہے اور وہ بہر صورت عذاب میں مبتلا رہتا ہے چاہے اس کے گھر والے اس پر روئیں یا نہ روئیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ گھر والوں کے رونے کی وجہ سے کافر میت کے عذاب میں زیادتی کر دی جاتی ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ کافر رونے سے خوش اور راضی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض کافر تو مرتے وقت وضیت کر جاتے تھے کہ جب وہ مرجائیں تو اس پر دیا جائے اور نوحہ کیا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے مسلک کہ اہل میت کا رونا میت کے عذاب کا سبب نہیں ہوتا پر اس آیت کریمہ سے استدلال کرتی ہیں کہ ولا تزروا ذرۃ وزرا خری یعنی ایک شخص کا گناہ کسی دوسرے شخص کے نامہ اعمال میں نہیں لکھا جاتا اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا ذمہ دار نہیں ہوتا تو اس پر اس گناہ کی سزا کا ترتب بھی نہیں ہو سکتا، لہذا اگر میت کے گھر والے روتے ہیں نوحہ کرتے ہیں تو یہ ان کا فعل ان کا گناہ میت کے نامہ اعمال میں کیوں لکھے جانے لگے اور ان کے گناہ کی وجہ سے میت کو عذاب میں کیوں مبتلا کیا جانے لگا۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس نے بھی یہ کہہ کر حضرت عمر کے مسلک کی نفی اور حضرت عائشہ کے

قول کی تائید کی کہ انسان کا رونا اور ہنسا اس کی خوشی اور غمی اللہ ہی کی طرف سے ہے کہ وہی ان چیزوں کو پیدا کرتا ہے اس لئے رونا کو عذاب میں کیا دخل؟

لیکن حضرت ابن عباس کے اس قول پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس طرح تو بندوں کے تمام ہی افعال اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے بندہ تو صرف انہیں کرتا ہے جس پر ثواب اور عذاب کا ترتب ہوتا ہے اگر کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اسے ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی بد عملی کرتا ہے تو اس پر عذاب دیا جاتا ہے اب ہنسنے کی مثال لے لیجئے اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو دیکھ کر فوراً مسرت سے ہنستا ہے تو وہ ثواب پاتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو دیکھ کر بطور تسخر و استہزاء ہنستا ہے تو گناہ گار ہوتا ہے، اسی طرح غمی و خوشی کا معاملہ ہے بعض خوشی اور بعض غم ایسے ہوتے ہیں جن پر ثواب دیا جاتا ہے بعض خوشی اور بعض غم ایسے ہوتے ہیں جن پر عذاب دیا جاتا ہے اس لئے حضرت عائشہ کے قول کی تائید اور حضرت عمر کے مسلک کی نفی میں حضرت ابن عباس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے کچھ میں آنے والی بات نہیں ہے ہاں ابن عباس کا یہ قول اس قید کے ساتھ تو صحیح ہو سکتا ہے کہ ہنسا اور رونا بے اختیاری ہوں۔ یعنی اگر ہنسنے اور رونے میں اختیار کو دخل ہوگا تو پھر ان پر جواب اور عذاب کا ترتب ضرور ہوگا۔ حدیث کا یہ آخری جملہ حضرت ابن عمر یہ سن کر کچھ نہ بولے۔

اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ حضرت ابن عمر نے یہ قصہ سن کر ابن عباس کی بات مان لی بلکہ انہوں نے خاموشی اختیار کر کے بحث کو ختم کر دینا ہی مناسب سمجھا جیسا کہ اہل عرفان کی شان ہے۔ (مطابق شرح مشکوٰۃ، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

1594- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمِيدٍ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي

بْنُ أَبِي أَيُّوبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِكُلِّ شَيْءٍ إِذَا قَالُوا وَآعْظَاهُ وَآكَاسِيَاهُ وَآفَاصِرَاهُ وَآجَبَلَاهُ وَنَحْوَ هَذَا يُتَفَعَّلُ

وَيُقَالُ أَنْتَ كَذَلِكَ أَنْتَ كَذَلِكَ قَالَ أَبِي فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ

الْآخَرَى) قَالَ وَيَعَذَّبُ أَحَدَكُمْ أَنْ أَبَا مُوسَى حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَرَى أَنَّ

أَبَا مُوسَى كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَرَى أَنِّي كَذَبْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى

••• حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”زندہ شخص کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے جب زندہ شخص یہ کہتا ہے: ہائے ہماری قوت ہائے ہمارا

سہارا ہائے ہمارا مددگار ہائے ہمارا پہاڑ یا اس کی مانند الفاظ کہے جاتے ہیں تو میت کو شہو کہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: تم

ایسے ہی تھے؟ تم ایسے ہی تھے؟“

اسید نامی راوی کہتے ہیں: اس پر میں نے کہا سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے:

”کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“

تو استاد میں نے کہا: تمہارا استیانس ہو میں تمہیں یہ حدیث سنا رہا ہوں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے تم کیا سمجھتے ہو کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے جھوٹی بات بیان کی ہے یا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جھوٹی بات بیان کی ہے؟

1595- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَا كَانَتْ يَهُودِيَّةً مَاتَتْ فَسَمِعَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكُونُونَ عَلَيْهَا قَالِ إِنَّ أَهْلَهَا يَتَكُونُونَ عَلَيْهَا وَأَنَّهَا تُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک یہودی عورت کا انتقال ہو گیا نبی کریم ﷺ نے اس کے گھر والوں کو اس پر روتے ہوئے سنا تو ارشاد فرمایا:

”اس کے گھر والے اس پر رورہے ہیں اور اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ

باب مصیبت پر صبر کرنے کے بیان میں ہے

1596- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّلَاةِ الْأُولَى ﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”صبر، صدمے کے آغاز میں ہوتا ہے۔“

صبر کی تعریف

کسی خوشی، مصیبت، غم اور پریشانی وغیرہ کے وقت میں خود کو قابو میں رکھنا۔

صبر کا شرعی مفہوم

کسی خوشی، مصیبت، غم اور پریشانی وغیرہ کے وقت میں خود کو قابو میں رکھتے ہوئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مقرر کردہ حدود میں رہنا۔

صبر کی فضیلت

صبر ایک ایسا عظیم اور اعلیٰ فضیلت والا عمل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صفات میں

تعریف کرتے ہوئے بیان فرمایا وَاسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ
اور اسماعیل اور ادريس اور ذوالکفل سب ہی صبر کرنے والوں میں سے تھے۔

اور اس صبر کو ایک نیک عمل قرار فرماتے ہوئے اُس کا پھل یہ بتایا وَادْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ۔
اور ہم نے (اُن کے صبر کرنے کے نتیجے میں) اُن سب کو اپنی رحمت میں داخل فرمالیا کہ وہ (یہ) نیک عمل کرنے والے
تھے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو یہ بتایا کہ یہ عظیم کام بہت بلند حوصلہ رسولوں کی
صفات میں رہا ہے اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اُس کام کا حکم فرمایا:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَرْشِ مِنَ الرُّسُلِ

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) آپ بھی اُسی طرح صبر فرمائیے جس طرح (آپ سے پہلے) حوصلہ مند رسولوں نے

فرمایا۔

حقیقی صبر

حقیقی صبر وہ ہے جو کسی صدمے کی ابتداء میں ہی اختیار کیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اُن پر میرا سب کچھ
قربان ہو، ہمیں یہ عظیم حقیقت بھی بتائی کہ

إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَىٰ (تو وہ ہے جو) کسی صدمے کی ابتداء میں کیا جائے۔

1597- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ
أَبِي أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ مُبَحَّانَهُ ابْنُ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ
عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَىٰ لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم علیہ السلام! اگر تو صدمے کے آغاز میں ہی صبر سے کام لے اور ثواب کی امید رکھے
تو میں تیرے لیے جنت سے کم ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔“

1598- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ الْجُمَحِيُّ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَقْضِ إِلَىٰ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ مِنْ قَوْلِهِ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ
رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ عِنْدَكَ اخْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأَجِرْنِي فِيهَا وَعَوِّضْنِي مِنْهَا إِلَّا أَجْرَهُ اللَّهُ عَلَيْهَا وَعَاضَهُ
خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا تَوَفَّى أَبُو سَلَمَةَ ذَكَرْتُ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1597: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1598: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 3511

فَقُلْتُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اخْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي هَذِهِ فَاجِرْنِي عَلَيْهَا فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ وَعَوْضِي خَيْرًا مِنْهَا قُلْتُ فِي نَفْسِي أَعْاضُ خَيْرًا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ ثُمَّ قُلْتُهَا فَعَاظَنِي اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجَرْنِي فِي مُصِيبَتِي

» ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ حدیث سنائی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرتے ہوئے یہ پڑھ لے۔

”بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! میں اپنی اس مصیبت کا تجھ سے اجر چاہتا ہوں تو مجھے اس کا اجر نصیب کر اور مجھے اس کے بدلے میں بہتری عطا کر دے۔“
تو اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا کرتا ہے اور نعم البدل بھی عطا کر دیتا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب ان کا انتقال ہوا تو مجھے وہ حدیث یاد آئی جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے مجھے سنائی تھی تو میں نے یہ پڑھا:

”بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اس مصیبت کے اجر کی طلب گار ہوں تو (اے اللہ!) مجھے اس کا اجر عطا کر۔“

(سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) جب میں یہ پڑھنے لگی ”اور مجھے ان کا نعم البدل عطا کر“ تو میں نے سوچا: کیا مجھے حضرت ابوسلمہ سے بہتر شوق بھی مل سکتا ہے؟ لیکن میں نے پھر بھی یہ الفاظ پڑھ لئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے نعم البدل کے طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیے اور میری آزمائش کا مجھے اجر عطا کیا۔

1599- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الشَّكِينِ حَدَّثَنَا أَبُو هَمَامٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ أَوْ كَشَفَ سِغْرًا فَإِذَا النَّاسُ يُصَلُّونَ وَرَأَى أَبِي بَكْرٍ فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا رَأَى مِنْ حُسْنِ خَالِهِمْ رَجَاءً أَنْ يَخْلُقَهُ اللَّهُ فِيهِمْ بِالَّذِي رَأَوْهُمْ لَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّمَا أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ أَوْ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ أَصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فَلْيَتَعَزَّ بِمُصِيبَتِهِ بِي عَنْ الْمُصِيبَةِ الَّتِي تُصِيبُهُ بغيري فَإِنَّ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي لَنْ يُصَابَ بِمُصِيبَةٍ بَعْدِي أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ مُصِيبَتِي

» سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنے اور لوگوں کے درمیان موجود دروازے کو کھولا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) آپ ﷺ نے پردے کو ہٹایا تو لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے نبی کریم ﷺ نے جب ان کی حالت کی خوبی ملاحظہ فرمائی تو اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور

اس امید کا اظہار کیا آپ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسی حالت میں رکھے گا جس حالت میں آپ ﷺ نے انہیں ملاحظہ کیا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! تم میں سے جس کسی کو (برادری کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اہل ایمان میں سے جس کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ خود کو لاحق ہونے والی مصیبت (کا دکھ کم کرنے کے لیے) میری مصیبت کو یاد کرے۔ کیونکہ میری امت کے کسی بھی فرد کو میرے بعد میری مصیبت سے زیادہ شدید مصیبت لاحق نہیں ہوگی۔“

1600- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَوَّاحِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيَْادٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فَلَا تَكْرُمُصِيبَتُهُ فَلَا حُدُثَ اسْتِرْجَاعًا وَإِنْ تَقَادَمَ عَنْهَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَهُ يَوْمَ أُصِيبَ

••• سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنے والد (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں۔

”جس شخص کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو جیسے ہی اسے وہ مصیبت یاد آئے تو وہ فوراً ”اے اللہ! انا اللہ! انا اللہ! راجعون“ پڑھ لے اگرچہ اس مصیبت کو کتنا ہی عرصہ گزر جائے اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے اتنا ہی اجر لکھے گا جتنا اس دن لکھنا تھا جب وہ مصیبت لاحق ہوئی تھی۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَزَى مُصَابًا

یہ باب ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے اس کا ثواب

1601- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي قَيْسُ أَبُو عُمَارَةَ مَوْلَى الْأَنْصَارِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ بَنْ مُحَمَّدٍ بِنْ عَمْرٍو بِنْ حَزْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

••• عبد اللہ بن ابوبکر اپنے والد کے حوالے اپنے دادا کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جو بھی بندہ مومن اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر اس کے ساتھ تعزیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے کرامت کا حلہ پہنائے گا۔“

1602- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ مُعَمِّدِ بْنِ سُوَيْقَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جو شخص کسی مصیبت زدہ کے ساتھ تعزیت کرتا ہے اسے بھی اس شخص کی مانند اجر ملتا ہے۔"

بَابُ: مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أُصِيبَ بِوَلَدِهِ

یہ باب بیٹے فوت ہو جانے والے شخص کیلئے ثواب کے بیان میں ہے

1603- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ لِرَجُلٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيُلْجِ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ صرف قسم پوری کرنے کے لیے جہنم میں جائے گا۔

شرح

حدیث کے آخری جملہ ہاں قسم پوری کرنے کے لئے جائے گا' سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد آیت (وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا، مَرِيْمَ (71:)) کی طرف اشارہ ہے گویا اصل میں یہ آیت یوں ہے آیت (وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا، مَرِيْمَ: 71) یعنی اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو دوزخ میں داخل نہ ہوا اگرچہ وہ بچلی یا ہوا کی طرح ایک ہی لمحہ کے لئے کیوں نہ داخل ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوزخ کے اوپر پل صراط قائم کیا جائے گا ظاہر ہے کہ اس کے اوپر سے ہر شخص گزرے گا خواہ وہ مسلمان کافر اور خواہ نیک ہو یا بد فرق صرف اتنا ہوگا کہ جو بدکار ہوں گے وہ اس کے ذریعہ ایذا پائیں گے بایں طور کہ وہ پل صراط کے اوپر سے دوزخ میں گر پڑیں گے اور نیکوکار کوئی ایذا نہیں پائی گے بایں طور کہ وہ اس کے اوپر سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں گے وہ دوزخ میں داخل کیا جائے ہاں صرف اتنے لمحہ کے لئے تو اس کا دوزخ تک جانا ممکن ہے کہ اللہ کی قسم پوری ہو جائے اور وہ مختصر لمحہ بھی صرف پل صراط کے اوپر سے گزرنے کا وقفہ ہے یعنی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ دوزخ کے اندر داخل کیا جائے گا اور عذاب پائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ کسی قسم کا عذاب نہیں پائے گا اور صرف پل صراط کے اوپر سے گزر جانا ہے اس آیت میں مذکور دخول دوزخ کا مصداق اور باری تعالیٰ کی قسم کے سچ اور پوری ہونے کے لئے کافی ہوگا۔ اہل عرف اپنی روزہ مرہ کی بول چال میں کہا کرتے ہیں کہ میں نے یہ کام اپنی قسم پوری کرنے کے

لئے کیا یعنی اس کام کو صرف اس قدر کیا کہ اس کی وجہ سے قسم پوری ہو جائے اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے اس کام کا ادنیٰ ترین حصہ جو ایک قلیل ترین لمحہ میں گزر جائے کافی ہے۔

فوت شدہ بچے کا والدین کے لئے جنت کے آٹھ دروازوں پر استقبال کرنے کا بیان

1604 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ لَقِيتُ عُتْبَةَ بْنَ عَبْدِ السَّلَامِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَتَلَفُوا الْجَنَّةَ إِلَّا تَلَقَّوهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ

» حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جس بھی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں وہ جنت کے آٹھوں دروازوں پر اس کا استقبال کریں گے کہ وہ شخص ان دروازوں میں سے جس میں سے بھی چاہے داخل ہو جائے۔“

شرح

یعنی باپ کو اختیار ہوگا کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہے اندر جائے، اس کے چھوٹے بچے جو بچپن میں مر گئے تھے اس کو اندر لے جائیں گے، اور اس دروازہ پر اپنے باپ سے ملیں گے، سبحان اللہ اولاد کا مرنا بھی مومن کے لئے کم نعمت نہیں ہے بلکہ اگر سچ پوچھو تو زندہ رہنے سے بہتر ہے، اس لئے کہ جوان ہو کر اعتبار نہیں کہ نیک، لائق یا بد اور نالائق ہوتے ہیں، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں، نووی کہتے ہیں کہ معتبر اہل اسلام نے اس پر اجماع کیا ہے، اور بعض نے اس کے بارے میں توقف کیا ہے۔

1605 - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَتَوَفَّى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَتَلَفُوا الْجَنَّةَ إِلَّا أَدْخَلَهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَةِ اللَّهِ إِيَّاهُمْ

» حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس بھی مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت اور فضل کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا۔

1606 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ يُونُسَ عَنْ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي

1604: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1605: أخرجا بخاری في "الصحيح" رقم الحديث: 1248 أخرجا الترمذی في "المسنن" رقم الحديث: 1872

مُحَمَّدٌ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَلْعَنُوا الْيَحْيَتُ كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدَّمْتُ الثَّانِينَ قَالَ وَالثَّانِينَ فَقَالَ أَبُو بِنُ كَعْبٍ سَيِّدُ الْقُرَاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جس شخص کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں تو وہ بچے اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔“

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے تو دو بچے فوت ہوئے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا دہ بھی (جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتے ہیں):

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جو قاریوں کے سردار ہیں انہوں نے عرض کی: میرا تو ایک بچہ فوت ہوا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک بھی (جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتا ہے)

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی ہی انصاری عورتوں سے فرمایا تم میں سے جس عورت کے بھی تین بچے مرجائیں اور وہ عورت ثواب کی طلبگار ہو تو وہ جنت میں داخل کی جائے گی۔ یہ سن کر ان میں سے ایک عورت نے عرض کیا کہ یا دو بچے مرجائیں یعنی اس بشارت کو تین کے ساتھ حاصل نہ کیجئے بلکہ یہ فرمائیے کہ تین مرجائیں یا دو مریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) دو بچے بھی مرجائیں تو یہ بشارت ہے (مسلم بخاری و مسلم دونوں کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایسے تین بچے مریں جو حد بلوغ کو نہ پہنچے ہوئے ہوں) (تو یہ بشارت ہے)۔

(مشکوٰۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث، 219)

ثواب کی طلبگار ہو۔ کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی عورت کے تین بچوں کو اپنے پاس بلا لے تو وہ ان کے مرجانے پر نوحہ اور جزع فزع نہ کرے بلکہ صبر و شکر کا دامن پکڑے رہے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اللہ کی مرضی اور اس کی مصلحت کے آگے سر جھکا دے تو وہ بہشت میں داخل کی جائے گی۔ اب اس بارہ میں دونوں ہی احتمال ہیں کہ یا تو اسے ابتداء ہی میں بغیر عذاب میں مبتلا کئے ہوئے جنت میں داخل کر دیا جائے گا یا پھر یہ کہ ان بچوں کی سفارش و شفاعت کے بعد اسے جنت کی سعادت سے نوازا جائے گا۔ عورت کے عرض کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ”یا دو بچے مریں“ کے بارہ میں علماء لکھتے ہیں کہ جب آپ نے تین بچوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا تو عورتوں نے تین کی تخصیص کو ختم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو بارگاہِ صمدیت کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کے اثر سے رحمت الہی نے اس خواہش کو قبول فرما کر فوراً ہی بذریعہ وحی مطلع کر دیا کہ اگر دو بچے بھی مرجائیں تب بھی یہ سعادت حاصل ہوگی یا پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں بطور خاص دعا مانگی اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا قبول ہو گئی۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وہ بشارت بھی سنادی۔ دوسری روایت میں غیر بالغ کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ چھوٹے بچوں سے عورتوں کو بہت زیادہ محبت ہوتی ہے بڑے بچوں کی بہ نسبت چھوٹے بچے اپنی ماں سے زیادہ قریب اور محبوب ہوتے ہیں اس لئے ان کے مرنے سے طبعی طور پر عورت کو بہت زیادہ رنج و غم ہوتا ہے۔

فوت شدہ بچے کا والدین کے لئے فرط ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت میں سے جس شخص کے دو بچے بالغ ہونے سے پہلے مر گئے اللہ تعالیٰ اسے ان دونوں بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا" (یہ سن کر حضرت عائشہ نے پوچھا کہ اور آپ کی امت میں سے جس شخص کا ایک ہی بچہ مرا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موفقہ! جس شخص کا ایک بچہ مرا ہو اس کے لئے بھی یہ بشارت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اگر جس شخص کا ایک بچہ بھی نہ مرا ہو؟ تو اس کے لئے کیا بشارت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں تو اپنی امت کا میر منزل ہوں ہی کیونکہ میری (وفات کی) مصیبت جیسی کسی اور مصیبت سے دو چار نہ ہوئے ہوں گے۔ (ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریبہ ہے۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد دوم، رقم الحدیث ۲۲۹۰)

"فرط" اس شخص کو کہتے ہیں جو قافلہ سے پہلے منزل پر پہنچ کر اہل قافلہ کے لئے سامان خورد و نوش تیار کرتا ہے یہاں اس حدیث میں مذکور "فرط" سے مراد وہ بچہ ہے جو بالغ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو جائے ایسے بچہ کو "فرط" اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آخرت میں پہلے پہنچ کر اپنے والدین کے لئے جنت کی نعمتوں کا انتظام کرتا ہے یعنی وہ اپنے ماں باپ کو اللہ رب العزت سے سفارش و شفاعت کر کے جنت میں لے جائے گا۔ ہاں حدیث کے آخری جملہ فانا فرط امتی الخ میں فرط سے فوت شدہ نابالغ بچے مراد نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ کو کمال تعلق اور ان کی ذات خصوصیت نیز ان کے اوصاف فضائل کی بنا پر موفقہ کہہ کر مخاطب کیا جو مجموعہ فضل و کمال لقب ہے اس کے معنی ہیں کہ اے عائشہ کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و بھلائی اور اچھی باتوں کے پوچھنے کی توفیق عطا کی گئی ہے۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی امت کے میر منزل ہوں بایں طور کہ میں ان سے پہلے آخرت میں پہنچ کر شفاعت کروں گا اور ان کو جنت میں لے جاؤں گا کیونکہ ثواب مصیبت اور مشقت کے بقدر ہوتا ہے یعنی مصیبت و مشقت جتنی سخت و شدید ہوتی ہے اتنا ہی ثواب زیادہ ملتا ہے لہذا اس دنیا سے میرا اٹھ جانا اس کے لئے اتنی بڑی مصیبت اور اتنا بڑا حادثہ ہے کہ اور کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی، لہذا میرے بعد میری امت کا ہر فرد حقیقہً اور حکماً اس حادثہ و مصیبت سے دو چار ہوگا اس لئے جن لوگوں کی چھوٹی اولاد فوت ہو کر ان کے لئے ذخیرہ آخرت نہ بھی ہوئی ہوگی تو میرے وصال کا یہ حادثہ ہی ان کے لئے مذکورہ بالا سعادت و بشارت کے طور پر کافی ہوگا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ أُصِيبَ بِسِقْطٍ

یہ باب جس شخص کے ہاں مردہ بچہ پیدا ہو اس کے بیان میں ہے

عربی میں سقط اس اور ناقص بچے کو کہتے ہیں جو مدت حمل تمام ہونے سے پہلے پیدا ہوا اور اس کے اعضاء پورے نہ بنے ہوں، اکثر ایسا بچہ پیدا ہو کراسی وقت یا دو تین دن کے بعد مر جاتا ہے۔

1607- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ النَّوْفَلِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ قَارِسٍ أَخْلَفَهُ خَلْفِي

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”میرے ہاں مردہ بچہ پیدا ہو یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ بعد میں شہسوار بنے۔“

1608- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرِ الْبُكَائِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْدَلٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكِيمِ النَّخَعِيِّ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عَابِسٍ بِنِ رِبْعَةَ عَنْ أَبِيهَا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ السَّقْطَ لِيُرَاغِمُ رَبَّهُ إِذَا أَدْخَلَ أَبُوهُ النَّارَ فَيَقَالُ أَيُّهَا السَّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أَدْخِلْ أَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجْرُهُمَا بِسَرَرِهِ حَتَّى يَدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ قَالَ أَبُو عَلِيٍّ يُرَاغِمُ رَبَّهُ يُغَاضِبُ

•• حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

”جب اللہ تعالیٰ (دنیا میں) مردہ پیدا ہونے والے بچے کے والدین کو آگ میں داخل کرنے لگے گا تو وہ بچہ اپنے پروردگار سے بحث کرے گا تو اسے کہا جائے گا اے اپنے پروردگار سے بحث کرنے والے (دنیا میں) مردہ پیدا ہونے والے بچے اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جاؤ تو وہ بچہ اپنی نال کے ذریعے ان دونوں کو کھینچے گا اور جنت میں لے جائے گا۔“

ابو علی نامی راوی کہتے ہیں: روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ يُرَاغِمُ سے مراد غصے کا اظہار کرتا ہے۔

1609- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ

1606: اخرج الترمذی فی "المجامع" رقم الحديث: 1061

1607: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1608: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1609: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السَّقَطَ لَيَجْرُأُ أَنَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا احْتَسَبَتْهُ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، مردہ پیدا ہونے والا بچہ اپنی نال کے ذریعے اپنی ماں کو کھینچ کر جنت میں لے جائے گا! اس وقت جب اس عورت نے اس کے حوالے سے ثواب کی امید رکھی ہو۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يُبْعَثُ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ

یہ باب میت کے گھر والوں کو کھانا بھجوانے کے بیان میں ہے

1610- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اضْغَعُوا لَالِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ آتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ أَوْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے انتقال کی اطلاع آئی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ انہیں ایسی صورت حال (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ایسا معاملہ لاحق ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ مشغول ہیں۔

شرح

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب کوئی شخص مر جائے تو اس کے رشتہ داروں اور مسائیوں کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ اہل و عیال کے لئے کھانا پکا کر بھیجیں اور کھانا بھی اتنا ہو کہ میت کے گھر والے اسے ایک دن اور ایک رات پیٹ بھر کر کھا سکیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ میت کے گھر اس کے عزیزوں اور مسائیوں کی طرف سے تین تک کہ جو ایام تعزیت ہیں کھانا بھیجتے رہنا جائز ہے۔

میت کے گھر والوں سے کھانا کھانے کا بیان

1611- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أُمِّ عَيْسَى الْجَزَارِ قَالَتْ حَدَّثَنِي أُمُّ عُرُونِ ابْنَةُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ جَدِّهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ لَمَّا أُصِيبَ جَعْفَرٌ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ إِنَّ آلَ جَعْفَرٍ قَدْ شَهِلُوا بِشَأْنِ مَيِّتِهِمْ فَاصْغَعُوا لَهُمْ طَعَامًا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلِمَا رَأَيْتُ سُنَّةَ حَتَّى كَانَ

1610: أخرجا بوراؤدنی "السنن" رقم الحدیث: 3132 أخرجا الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 998

1611: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو نبی کریم ﷺ اپنے گھر واپس تشریف لائے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جعفر کے گھر والے اپنے ہاں ہونے والی میت کے معاملات کی وجہ سے مشغول ہیں تم ان کے لیے کھانا تیار کرو۔“

عبداللہ نامی راوی کہتے ہیں: اس کے بعد یہی رواج چل پڑا یہاں تک کہ اس میں تہدیلی آگئی تو اسے ترک کر دیا گیا۔

شرح

اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ وہ کھانا جو میت کے گھر اس کے عزیزوں اور ہمسائیوں کی طرف سے آتا ہے میت کے گھر والوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں، چنانچہ بعض علماء تو جواز کے قائل ہیں جب کہ بعض حضرات مثلاً ابوالقاسم کا قول یہ ہے کہ اس شخص کے کھالینے میں کوئی مضائقہ نہیں جو میت کی جہیز و تکفین میں مشغول ہے۔ نیز علماء لکھتے ہیں کہ جب کسی میت کے گھر کھانا پکا کر بھیجا جائے تو اس موقع پر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ میت کے گھر والے کھانا کھا بھی لیں کیونکہ ایسے غمناک ماحول میں کھانے پینے کا کوئی دھیان نہیں رہتا خاص طور پر میت کے گھر والے غم و الم کی وجہ سے کھانا وغیرہ کی خواہش نہیں رکھتے اس لئے مناسب اور بہتر یہ ہے کہ انہیں کہہ سن کر کھانا ضرور کھلا دیا جائے تاکہ غم و الم کی زیادتی اور کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ضعف اور کمزوری میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسی مقصد کے لئے میت کے گھر والوں کی طرف سے تیار کئے گئے کھانے میں شریک ہونا مکروہ ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ کراہت اس شکل میں ہے جب کہ وہ کھانا اس مال سے تیار نہ کیا گیا ہو جو یتیم کا ہو یا اس شخص کی ملکیت ہو جو موجود نہ ہو اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کیا گیا ہو اور اگر کھانا ایسے مال سے تیار کیا گیا ہو جو یتیم یا غیر موجود شخص کی ملکیت میں ہو تو پھر اس کھانے میں شریک ہو بغیر کسی اختلافی قول کے حرام ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْجُمُعَةِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَةِ الطَّعَامِ

یہ باب ہے کہ میت کے گھر والوں کے ہاں اکٹھے ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت

1612- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ

مَخْلَدٍ أَبُو الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَرَى الْاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النَّاسِ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلي رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم میت کے گھر والوں کے ہاں اکٹھے ہونے اور کھانا تیار

کرنے کو نوحہ کی ایک قسم سمجھتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ غَرِيبًا

یہ باب غریب الوطنی میں فوت ہو جانے والے کے بیان میں ہے

1613- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُؤَنِّبِ الْهَدَيْلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ غُرَبَاءَ شَهَادَةٌ

•• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”غریب الوطنی کی موت شہادت ہے۔“

1614- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ حَدَّثَنِي حُثَيْبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَعَاوِرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَوَلَّى رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ مَمْنٌ وَلَدًا بِالْمَدِينَةِ فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْتَهُ مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَلَمْ يَأْتِ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلَى مُنْقَطِعِ الْبَرِّ إِلَى الْجَنَّةِ

•• حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا جس کی پیدائش بھی مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: کاش ایہ اپنی جائے پیدائش کی بجائے کسی اور جگہ فوت ہوا ہوتا۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس کی وجہ کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی جب اپنی جائے پیدائش کی بجائے کسی اور جگہ فوت ہو تو اس کی جائے پیدائش اور اس کی جگہ کے درمیان جتنا فاصلہ ہے جنت میں اسے اتنی ہی جگہ دیدی جاتی ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ مَرِيضًا

یہ باب ہے کہ جو شخص بیماری کے عالم میں فوت ہو جائے

1615- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَتَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفِيرِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَطَاءٍ عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ مَرِيضًا مَاتَ شَهِيدًا وَوُفِيَ لِقَتَةُ الْقَبْرِ وَعُغِدَى وَرَبِيعَ عَلَيْهِ بِرِزْقِهِ مِنَ الْجَنَّةِ

•• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

1613: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1614: اگرچہ ترمذی نے ”المجامع“ رقم الحدیث: 1831

1615: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

”جو شخص بیماری کی حالت میں فوت ہو وہ شہید کی موت مرتا ہے اور قبر کی آزمائش سے بچا لیا جاتا ہے اور صبح دشام جنت کا رزق اسے دیا جاتا ہے۔“

بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ

یہ باب میت کی ہڈیاں توڑنے کی ممانعت میں ہے

1616- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسْرُ عِظَامِ الْمَيِّتِ كُكْسِرُهُ حَيًّا

• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مردہ کی ہڈی توڑنا اسی طرح ہے جس طرح زندہ کی ہڈی توڑی جائے۔

شرح

یعنی گناہ میں دونوں برابر ہیں، طبی کہتے ہیں: اس میں اشارہ ہے کہ میت کی توہین منع ہے جیسے زندہ کی، اور یہ بھی اشارہ ہے کہ میت کو تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ کو، مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو ایذا دینا مرنے کے بعد ایسا ہے جیسے زندگی میں اس کو ایذا دینا۔

1617- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيَْادٍ أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْرُ عِظَامِ الْمَيِّتِ كُكْسِرُ عِظَامِ الْحَيِّ لِيُؤْتَى

• سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں۔

”میت کی ہڈی توڑنا گناہ ہونے میں زندہ شخص کی ہڈی توڑنے کی مانند ہے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب نبی کریم ﷺ کی بیماری کے تذکرہ میں ہے

1618- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

1617: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1616: أخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3207

1618: أخرجه البخاري في "الصحیح" رقم الحديث: 198، رقم الحديث: 664، رقم الحديث: 3099، رقم الحديث: 4442، رقم الحديث: 5714، رقم

الحديث: 2587، أخرجه مسلم في "الصحیح" رقم الحديث: 936، رقم الحديث: 937

سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَيُّ أُمَّةٍ أَخْبَرْتَنِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اشْتَكَى فَعَلَّقَ يَنْفُكَ فَجَعَلْنَا نُشَبِّهُ نَفْسَهُ بِنَفْسَةِ إِكْلٍ الزَّيْبِ وَكَانَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فَلَمَّا ثَقُلَ اسْتَأْذَنَهُنَّ أَنْ يَكُونَنَّ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ وَأَنْ يَدْرُنَّ عَلَيْهِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرَجُلَاهُ تَخُطَّانِ بِالْأَرْضِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنْ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّهِ عَائِشَةُ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

﴿﴾ عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا میں نے کہا: اے امی جان آپ مجھے نبی کریم ﷺ کی بیماری کے بارے میں بتائیے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ بلغم زیادہ نکالنے لگے تو ہم آپ ﷺ کے نکلنے والے بلغم کو کشمش کھانے والے کے بلغم سے تشبیہ دیتے تھے۔

نبی کریم ﷺ اپنی تمام ازواج کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے جب آپ ﷺ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے اجازت طلب کی کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی رہیں گے اور ازواج مطہرات آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں گی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان تھے اور آپ ﷺ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے ان دو صاحبان میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنائی تو انہوں نے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن صاحب کا نام نہیں لیا وہ کون تھے؟ وہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے۔

1619- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مُسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهَوَلَاءِ الْكَلِمَاتِ إِذْ هَبَ الْبَاسَ رَبُّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَاؤِكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَلَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ أَمْسُحُهُ وَأَقُولُهَا فَتَزَعُ يَدَهُ مِنْ يَدِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَآلِ حَقِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى قَالَتْ فَكَانَ هَذَا آخِرَ مَا سَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگتے تھے (یعنی دم کرتے تھے)

”اے لوگوں کے پروردگار! تو سختی کو دور کر دے اور شفا عطا کر! تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے۔ شفا صرف وہی ہے جو

تو عطا کرے۔ ایسی شفاعت عطا کر جو بیماری کو بالکل نہ رہنے دے۔“

جس بیماری میں نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا جب وہ شدید ہو گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کا دست مبارک پکڑا اور اسے آپ ﷺ کے جسم پر پھیرتے ہوئے یہ کلمات پڑھنا شروع کر دیئے تو نبی کریم ﷺ نے میرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا پھر یہ دعا مانگی۔ ”اے اللہ! تو میری مغفرت کر دے اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔“

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کا آخری کلام یہی سنا۔

انبیائے کرام کے لئے دنیا یا آخرت میں رہنے کا اختیار ہونے کا بیان

1620- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُشَمَائِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خَيْرَ بَيْنِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ مَرَضُهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بَحَّةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَعَ الدِّينِ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَعِلِمْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سن رکھا تھا کہ کوئی بھی نبی اس وقت تک وصال نہیں کرتا جب تک اسے دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے جس بیماری کے دوران آپ ﷺ کا انتقال ہوا اس بیماری کے دوران میں نے آپ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ حالانکہ اس وقت آپ کی آواز بھاری ہو چکی تھی آپ نے فرمایا:

”ان لوگوں کے ساتھ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جو انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین میں سے ہیں۔“

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: تو مجھے پتہ چل گیا کہ آپ ﷺ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔

1621- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكْرِيَّا عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مُسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اجْتَمَعْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةً لَجِئَتْ فَاِطَمَةً كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ اجْلَسَهَا عَنْ يَمَانِهِ ثُمَّ إِنَّهُ أَسْرَأَ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ فَاِطَمَةً ثُمَّ إِنَّهُ سَارَهَا فَصَحِيحَتْ أَيْضًا فَقُلْتُ لَهَا مَا يُبْكِيكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأَفْشَى بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَقُلْتُ لَهَا حِينَ بَكَتْ أَخَصَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ دُونَنَا ثُمَّ تَبَكَّيْنِ وَسَأَلْتَهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأَفْشَى بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا

1620: أخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 4463، رقم الحديث: 4586، أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 6245، رقم الحديث: 6246

1621: أخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 3621، رقم الحديث: 6186، رقم الحديث: 4997، أخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث:

عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ إِنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنِي أَنَّ جِبْرَائِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ لِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً وَأَنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ
الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِي وَأَنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِي لِحُوقَابِي وَنَعَمَ السَّلَفُ أَنَا لَكَ فَبَكَيْتُ ثُمَّ
إِنَّهُ سَارَنِي فَقَالَ إِلَّا تَرْضَيْنِ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ
﴿ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج اکٹھی ہوئیں وہ سبھی وہاں موجود تھیں
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں ان کی چال بالکل نبی کریم ﷺ کی چال کے ساتھ مشابہت رکھتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
میری بیٹی کو خوش آمدید! پھر نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنی بائیں طرف بٹھایا پھر آپ ﷺ نے ان سے سرگوشی میں کوئی
بات کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔

پھر نبی کریم ﷺ نے سرگوشی میں ان سے کوئی بات کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے (بعد میں) ان سے دریافت کیا: آپ
روئی کیوں تھیں تو انہوں نے جواب دیا: میں نبی کریم ﷺ کی راز کی بات کو افشاء نہیں کروں گی۔
میں نے سوچا میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا جس میں خوشی غم سے اتنی زیادہ قریب ہو۔
میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اس وقت جب وہ رونے لگیں نبی کریم ﷺ نے ہمیں چھوڑ کر آپ کے ساتھ بطور
خاص کوئی بات کی ہے پھر آپ رونے لگیں۔ میں نے آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا: نبی کریم ﷺ نے کیا
فرمایا ہے: تو انہوں نے جواب دیا: میں نبی کریم ﷺ کی راز کی بات افشاء نہیں کروں گی۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ
کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ حضرت
جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو مرتبہ نبی کریم
ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اب موت کا وقت قریب آچکا ہے اور میرے اہل خانہ میں تم
سب سے پہلے آکر مجھ سے ملو گی میں تمہارے لیے سب سے بہترین پیش رو ہوں تو اس بات پر میں رو پڑی پھر نبی
کریم ﷺ نے سرگوشی میں مجھ سے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن خواتین کی سردار بن جاؤ۔
(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تم اس امت کی تمام خواتین کی سردار بن جاؤ تو اس بات پر میں ہنس پڑی۔

1622 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ
عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی اور شخص کو (موت کے
وقت) سخت تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھا۔

1623- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ مَرْجَسٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَمُوتُ وَعَيْنُهُ قَدْ حَفَّ فِيهِ مَاءٌ فَيَدْخُلُ بِلَدْنِهِ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ اعْنِنِي عَلَى سَكْرَاتِ الْمَوْتِ

•• سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ کو میں نے قریب المرگ حالت میں دیکھا آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ موجود تھا جس میں پانی تھا آپ ﷺ اپنا دست مبارک پیالے میں داخل کرتے پھر اس پانی کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔ پھر یہ دعا مانگتے تھے: ”اے اللہ! تو موت کی سختیوں کے خلاف میری مدد کر۔“

1624- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ اخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ السَّيَّارَةَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةٌ مُصْحَفٍ وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَأَرَادَ أَنْ يَتَحَرَّكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ اثْبُتْ وَالْقَى السَّجْفَ وَمَاتَ مِنْ اخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ

•• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے آخری مرتبہ جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا یہ اس وقت ہوا تھا جب پیر کے دن نبی کریم ﷺ نے پردہ ہٹایا تھا تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھا تھا یوں جیسے وہ قرآن کا ایک صفحہ ہو (اس وقت) لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حرکت کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو پھر آپ ﷺ نے پردہ گرا دیا اسی دن کے آخری حصے میں آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

شرح

ہر چند نماز میں التفات کرنا (یعنی ادھر ادھر دیکھنا) منع ہے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ نماز کی حالت میں بے اعتیاری کی وجہ سے آپ کے دیدار میں محو ہو گئے، دوسری روایت میں یوں ہے کہ قریب تھا کہ ہم فتنہ میں پڑ جائیں، یعنی نماز بھول جائیں آپ کے دیدار کی خوشی میں، سبحان اللہ، ایمان صحابہ ہی کا ایمان تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں ایسے غرق تھے جیسے حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک نبی کریم ﷺ کی محبت ماں باپ اور تمام اعزہ واقارب سے زیادہ نہ ہو، افسوس اس زمانہ میں ایسے کامل الایمان لوگ کہاں ہیں؟ اب تو دنیا کے حقیر فائدہ کے لئے اور ادنیٰ ادنیٰ امیروں اور نوایوں کو خوش کرنے کے لئے سنت نبوی سے اعراض اور تغافل کرتے ہیں۔

1625- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحِ أَبِي

1623: أخرجه الترمذی فی "المجامع" رقم الحدیث: 978

1624: أخرجه مسلم فی "الصحيح" رقم الحدیث: 944 'ورقم الحدیث: 945' أخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1830

1625: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

السَّعْلِيلِ عَنْ سَهْبَنَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ لَمَّا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى مَا يَفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ

• سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ کا جس بیماری کے دوران وصال ہوا اس میں آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے۔ ”نماز اور اپنے زیر ملکیت لوگوں کا خاص خیال رکھنا“۔

نبی کریم ﷺ مسلسل اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک ان کلمات کو ادا نہیں کر پائی۔

1626- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا لَهَا لَمَاتِ مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ فَلَقَدْ كُنْتُ مُسِنِّدَتَهُ إِلَى صَدْرِي أَوْ إِلَى حَجْرِي فَلَمَّا بَطَسْتُ فَلَقْدِ انْخَنَتْ فِي حَجْرِي لَمَاتِ وَمَا شَعَرْتُ بِهِ لَمَتْنِي أَوْصَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

• اسود بیان کرتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کچھ لوگوں نے اس بات کا تذکرہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ”وصی تھے“ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں وصیت کب کی تھی؟ آپ نے میرے سینے کے ساتھ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) میری گود میں ٹیک لگائی ہوئی تھی آپ نے طشت منگولایا۔ اسی دوران آپ میری گود میں ڈھلک گئے اور مجھے یہ پتہ بھی نہیں چلا: آپ وصال فرما چکے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے (ان کے بارے میں) وصیت کب کی؟

بَابُ: ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب نبی کریم ﷺ کی وفات اور آپ ﷺ کے دفن ہونے کے بیان میں ہے

مرض الموت کی ابتداء کے دن و تاریخ اور وفات کے دن و تاریخ کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ اس لئے تعین کے ساتھ یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دن مرض الموت میں مبتلا رہے۔

چنانچہ علماء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ مذکورہ اختلاف اقوال کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ یا اٹھارہ دن بیمار رہے اور علماء کرام کے معتد قول کے مطابق ۲۲ رجب الاول و شنبہ (پیر) کے دن اس دار فانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا منقول ہے کہ اس وقت جب کچھ لوگوں کو تر دو ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک، جسد پاک سے پرواز کر گئی ہے یا نہیں تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جو پہلے جعفر ابن ابوطالب کے نکاح میں تھیں اور ان کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور پھر ان کی وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آ گئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد پاک پر شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر دیکھا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی سے کوچ فرما چکے

1626: أخرجه البخاری فی ۳ الصحیح رقم الحدیث: 2741، و رقم الحدیث: 4459، أخرجه مسلم فی ۳ الصحیح رقم الحدیث: 4207، أخرجه الترمذی فی ۳ السنن

رقم الحدیث: 33، و رقم الحدیث: 3624، و رقم الحدیث: 3625

ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان جو مہر نبوت تھی وہ اٹھالی گئی۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وفات کے دن میں اپنا ہاتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھ کر دیکھا تھا اس دن کے بعد سے کئی ہفتوں تک میرے (اس ہاتھ سے منگ کی خوشبو آتی رہی حالانکہ میں ہر کھانے کے وقت (اور ویسے بھی وضو وغیرہ) پابندی سے ہاتھ دھویا کرتی تھی۔

اور شواہد البیوۃ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں منقول ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا: آپ کا حافظہ اور فہم اتنا اچھا کس طرح ہو گیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جب میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو غسل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں میں جو پانی جمع ہو گیا تھا اس کو میں نے اپنی زبان سے اٹھایا تھا اور پی گیا تھا، اسی چیز کو میں اپنے حافظہ و فہم کی قوت کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

1627- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ امْرَأَتِهِ ابْنَةَ خَارِجَةَ بِالْمَوَالِیْ لَجَعَلُوا يَقُولُونَ لَمْ يَمُتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هُوَ بَعْضُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ عِنْدَ الْوَحْيِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَبَلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ أَنْتَ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْ أَنْ يُمِيتَكَ مَرَّتَيْنِ قَدْ وَاللَّهِ مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَمُوتُ حَتَّى يَقْطَعَ أَيْدِي أَنْاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ كَثِيرٍ وَأَرْجُلُهُمْ لِقَامِ أَبِي بَكْرٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَتَّى لَمْ يَمُتْ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَلَنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبِهِ فَلَنْ يَصُرَ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ) قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا كَانَتْ لَمْ أَقْرَأَهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ "بنت خاریجہ" کے ہاں تھے جو نواحی علاقے میں رہتی تھیں لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ نبی کریم ﷺ کا وصال نہیں ہوا آپ ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہے جو بعض اوقات وحی کے نزول پر آپ ﷺ پر طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور بولے: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس سے زیادہ معزز ہیں کہ وہ آپ ﷺ کو دوسرے مرتبہ موت دے اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد کے ایک کونے میں موجود یہ کہہ رہے تھے اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کا وصال نہیں ہوا اور

نبی کریم ﷺ کا وصال اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک آپ ﷺ منافقین میں سے بے شمار لوگوں کے ہاتھ پاؤں نہیں کاٹ دیں گے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے منبر پر چڑھے اور بولے:-

”جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی اور جو شخص حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو حضرت محمد ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

”نہ صرف رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں تو اگر وہ انتقال کر جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو کیا تم نے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو شخص اٹھے پاؤں پلٹ جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزار لوگوں کو جزا عطا کرے گا۔“

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے میں نے اس آیت کو اسی دن پڑھا ہے۔

شرح

یہ کہہ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ پھر دنیا میں لوٹ کر آئیں گے، اور منافقوں کے ہاتھ پیر کاٹیں گے کیونکہ اگر ایسا ہو تو اس کے بعد پھر وفات ہوگی، اس طرح دو موتیں جمع ہو جائیں گی۔ اور بعض لوگوں نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اب آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، ایک دنیا کی موت تھی جو ہر کسی کو لازم تھی وہ آپ کو بھی ہوئی نیز اس کے بعد پھر آپ کو راحت ہی راحت ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ آپ کا نام اور آپ کا دین ہمیشہ قائم رہے گا، کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے وصال میں اختیار کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات کے آیام میں ایک دن، یا جیسا کہ ایک روایت میں وضاحت بھی ہے، وفات سے پانچ راتیں پہلے) منبر پر تشریف فرما ہوئے اور (ہمیں خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دونوں چیزوں کے درمیان اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو وہ اس دنیا کی بہار کا انتخاب کر لے جو اللہ دینا چاہے (یا جو خود لینا چاہے) اور چاہے اس چیز کا انتخاب کر لے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (یعنی آخرت کی نعمتیں) پس اس بندہ نے اللہ کے ہاں کی نعمتوں (اور آخرت کے اجر و ثواب) کا انتخاب کر لیا ہے (کیونکہ اصل اور ابدی نعمتیں تو وہی ہیں) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر) ایک دم رو پڑے اور عرض کیا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہماری جانوں کا نذرانہ کچھ کارگر ہو سکے تو) ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہوں، ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں۔ ہم لوگوں (یعنی وہاں موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سخت حیرت ہوئی (کہ آخر اس موقع پر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا باعث کیا چیز بنی ہے؟

چنانچہ کچھ لوگوں نے تو (آپس میں ایک دوسرے سے) یہ بھی کہا کہ ذرا ان بڑے میاں کو تو دیکھو (اتنی پختہ عمر اور عقل رکھنے کے باوجود کیسی بے تکی بات کر رہے ہیں کہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس

کو دونوں چیزوں کا اختیار دے دیا ہے کہ چاہے دنیا کی بہار کا انتخاب کرے اور چاہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اور یہ بڑے میاں کہہ رہے ہیں کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں؟ (لیکن مراد خود اپنی ذات مبارک تھی) بلاشبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دانا تھے (انہوں نے شروع ہی میں اس رمز کو پہچان لیا کہ جس بندہ کو اختیار دیئے جا رہا ہے وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد پنجم، رقم الحدیث، 556)

یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فہم و ادراک کا کمال تھا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنتے ہی تاڑ لیا کہ ذات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت کا وقت قریب آ گیا ہے اور ہمارے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند ہی دنوں کے مہمان ہیں انہوں نے یہ حقیقت یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت قرنیہ سے پہنچانی تھی یا انہوں نے اس گہرائی میں جا کر ارشاد گرامی کے رمز کو تلاش کیا کہ دنیا کی عزت اور پر بہار نعمتوں سے منہ موڑ لینا اور آخرت کی ابدی حقیقتوں کو برضاء و رغبت اختیار کر لینا وہ وصف ہے جو صرف اللہ کے نیک ترین اور مقرب ترین بندوں کے مقام تسلیم و رضا اور قرب کو ظاہر کرتا ہے، ادھر وہ جانتے ہی تھے کہ اس دنیا کی نعمتیں، مقام سید الانبیاء علیہم السلام کے شایان شان نہیں ہیں، لہذا ان کا ذہن اس حقیقت کی طرف منتقل ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "ایک بندہ" کے ذریعہ دراصل اپنی ذات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ دنیاوی حیات و بقاء کو چھوڑ کر موت اور بقاء حق کو اختیار کر لینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے احوال کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جن انعامات سے مجھے خصوصی طور پر نوازا ان میں سے یہ بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں اور میری باری کے دن و فوات پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ اور ہنسی کے درمیان اپنی جان جاں آفرین کے سپرد کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میرے اور آپ کے لعاب دہن کو جمع کر دیا (جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان آخری لمحات میں میرے عزیز بھائی عبدالرحمن ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ جب میرے پاس آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر (بار بار) ان کی طرف (یعنی عبدالرحمن کی طرف یا یہ کہ ان کی مسواک کی طرف) اٹھ رہی ہے۔ میں یہ بات چونکہ جانتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (عام طور یا تبدیلی ذائقہ کے وقت خاص طور پر) مسواک کو بہت پسند فرماتے ہیں اس لئے میں نے پوچھا کہ کیا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ یہ مسواک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لے لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اشارہ سے بتایا کہ ہاں لے لو۔ میں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ مسواک لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسواک کرنی چاہی تو اس کے سخت ہونے کی وجہ سے) دشواری محسوس کی، اب میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی آسانی کے لئے اس مسواک کو (اپنے دانتوں سے) نرم کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سر کے اشارہ سے اجازت دی تو میں نے مسواک کو نرم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسواک اپنے دانتوں پر پھیری (بالکل آخری لمحات اس طرح

گزرے کہ اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک برتن رکھا ہوا تھا اس پانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ ڈالتے اور (بھگو کر) اپنے چہرہ مبارک پر پھیر لیتے تھے اور فرماتے: لا الہ الا اللہ، موت کے وقت سختیاں ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا کے لئے یا آسمان کی طرف اشارہ کرنے کے لئے) ہاتھ اٹھا کر یہ کہنا شروع کیا: (اے اللہ مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل فرما) ایساں تک کہ روح پرواز کر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نیچے گر پڑے۔"

(بخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد پنجم، رقم الحدیث، 558)

اور میری باری کے دن وفات پائی" کے ذریعہ حضرت عائشہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے دن تک مرض الموت کی پوری مدت میں میرے ہی گھر میں رہے لیکن میری مزید خوش بختی یہ رہی کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی وہ حساب کے اعتبار سے وہی دن تھا جس میں میرے ہاں قیام کی باری آتی جامع الاصول میں لکھا ہے کہ جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کی ابتداء ہوئی اس دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ ہی کے ہاں تھے اور اس کے بعد جس دن در دوسر اور بیماری میں شدت پیدا ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ کے ہاں تھے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے بہرہ رخص اور غربت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دیدی مرض الموت کی شدت بارہ دن رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الاول کے مہینے میں دوشنبہ (پیر) کے دن چاشت کے وقت ہوئی، تاریخ کے بارے میں بعض حضرات نے ۲ ربیع الاول بیان کی ہے اور اکثر روایتوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ "میرے سینہ اور منہ کی درمیان" کا مطلب یہ ہے کہ پاک روح نے جس وقت جسد اطہر سے پرواز کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے سینہ اور گردن سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ یہ بات حضرت عائشہ کے مقام محبوبیت اور کمال قرب و تعلق پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت عائشہ کا ارشاد طرق کثیرہ سے نقل کی گئی حاکم اور ابن سعد کی اس روایت: اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا" کے معارض نہیں ہے کیونکہ اول تو ان دونوں نے جن طرق کثیرہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے ان میں سے کوئی بھی طریق سند ایسا نہیں ہے جو کسی بھی طرح کی ایک خرابی سے خالی نہ ہو دوسرے یہ کہ اگر ان طرق کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس روایت کی تاویل یہ کی جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں وفات سے پہلے تھا۔ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کو جمع کر دیا تھا" یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن کی مسواک اپنے منہ میں لے کر کرنی چاہی اور اس کے سخت ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشواری ہوئی تو پھر حضرت عائشہ نے اس مسواک کو اپنے دانتوں سے نرم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نرم کی ہوئی مسواک اپنے دانتوں پر پھیری اس طرح دونوں کے لعاب دہن حضرت عائشہ کے منہ میں بھی جمع ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں بھی پس حضرت عائشہ نے گویا یہ واضح کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس لعاب دہن کی برکت حاصل ہونا یوں تو ہمیشہ میرے لئے بڑی نعمت رہا لیکن عین وفات کے وقت اس لعاب دہن کی برکت کا حصول تو میرے لئے بہت بڑی نعمت تھی کیونکہ وہ وقت تمام برکتوں اور سعادتوں کا منہجہ آ خر تھا یا اس جملہ کے ذریعہ حضرت عائشہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کی برکت مجھے اسی وقت

حاصل ہوئی اس سے قبل اور کبھی یہ نعمت مجھے حاصل نہیں ہوئی تھی۔

اور بھگو کر اپنے چہرہ مبارک پر پھیر لیتے تھے "اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج مبارک پر حرارت کا بہت غلبہ تھا اور بھیگا ہوا ہاتھ چہرہ پر پھیر لینے سے ایک گونہ تسکین مل جاتی تھی لیکن اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے عجز اور عبودیت کا اظہار کا اشارہ بھی تھا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ سکرات الموت کے وقت یہ عمل ہر مریض کو اختیار کرنا چاہیے اور اگر خود مریض اس پر قادر نہ ہو تو تیماردوں کو چاہیئے کہ وہ اس سنت پر عمل کرتے ہوئے پانی میں ہاتھ تر کر کے مریض کے چہرے پر پھیریں یا اس کے حلق میں پانی پکائیں کیونکہ اس سے کرب میں تخفیف ہوئی ہے بلکہ اگر حاجت شدید ہو تو پھر پانی پکانا واجب ہوتا ہے۔

سکرات "در اصل" "سکرۃ" کی جمع ہے جس کے معنی سختی کے ہیں اور "سکرات الموت" سے جان کنی کے وقت کی وہ سختیاں اور دشواریاں مراد ہیں جو اندورنی تپش و سوزش اور مزاج و طبیعت کو پیش آنے والی سخت تلخیوں کی صورت میں جاں بہ لب کو برداشت کرنا پڑتی ہیں اور ان سختیوں اور دشواریوں کا سامنا انبیاء اور ارباب حق کو بھی کرنا پڑتا ہے اور صرف حق تعالیٰ کا فضل و کرم ہی اس آڑے وقت میں دستگیری کرتا ہے لہذا سکرات الموت سے پناہ مانگنا اور جان بہ لب مریض کے لئے ان سختیوں میں آسانی کی دعا کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزع کے وقت دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس رکھے ہوئے پانی کے پیالہ میں اپنا ہاتھ تر کر کے چہرہ مبارک پر پھیرتے جاتے تھے اور زبان مبارک پر یہ دعا جاری تھی، لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات۔ ایک روایت میں سکرات الموت کے بجائے منکرات الموت کے الفاظ ہیں، مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے کہ: الہی موت کی ان سختیوں کے وقت میری مدد فرما! مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل فرما "رفیق" اسم جنس ہے کہ اس کا اطلاق فرد واحد پر بھی ہوتا ہے اور بہت سوں پر بھی پس رفیق اعلیٰ "سے مراد انبیاء کرام ہیں جو اعلیٰ علین میں پہنچ چکے ہیں، اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں اس دعا کے یہ الفاظ بھی مذکور ہیں کہ (یعنی انبیاء کے ساتھ) صدیقین کے ساتھ شہداء کے ساتھ اور صالحین کے ساتھ کہ وہی لوگ (اچھے رفیق ہیں) یا یہ کہ "رفیق اعلیٰ" سے مراد ملائکہ اعلیٰ اور عالم ملکوت یعنی آسمانوں میں رہنے والے فرشتے وغیرہ ہیں اور بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ "رفیق اعلیٰ" سے مراد اللہ رب العزت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر بھی "رفیق" کا اطلاق منقول ہے جیسے ایک روایت میں آیا ہے کہ: اس کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ابھی دن اور) دنیا میں رہتا پسند کر لیں چاہے اس کے پاس (بارگاہ حق میں) پہنچ جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخترت الرفیق الاعلیٰ، میں نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کیا۔

انبیائے کرام کے لئے وصال یا دنیا میں رہنے کے اختیار کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر نبی کو اس کو مرض الموت میں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیدیا جاتا ہے (چاہے تو وہ کچھ تک دنیا کی زندگی کو اختیار کئے رہے اور چاہے عالم آخرت کے سفر کو اختیار کر لے لیکن ہمیشہ ایسا ہوا کہ ہر نبی نے دنیا کی زندگی کو رد کر کے اللہ کے ہاں جانے کو پسند و اختیار کیا کیونکہ جو

کچھ اللہ کے ہاں ہے اصل نعمت وہی ہے اور اس کو دوام و قرار ہے۔

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور (وہ مرحلہ آیا کہ) آواز سخت بھاری ہو گئی (جیسے جان کنی کے وقت سانس یا بلغم حلق میں آ کر اٹک جاتا ہے اور اس کی وجہ سے آواز میں خراہٹ اور بھاری پن پیدا ہو جاتا ہے) تو اس وقت میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ تھے: (الہی) مجھ کو ان لوگوں میں شامل فرما جن پر تو نے اپنا فضل و انعام کیا ہم کہ وہ انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین ہیں (وہی لوگ اچھے رفیق ہیں) ان دعا یہ الفاظ سے میں سمجھ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (دنیاوی زندگی اور عالم آخرت میں سے کسی ایک کو چن لینے کا) اختیار دیا گیا ہے (اور آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کو چن لیا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ الصالح: جلد پنجم: رقم الحدیث، 559)

1628- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ أَنبَأَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يُخْفِرُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثُوا إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَكَانَ يَضْرَحُ كَضَرْجِ أَهْلِ مَكَّةَ وَبَعَثُوا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ هُوَ الَّذِي يُخْفِرُ لَأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَكَانَ يَلْحَدُ فَبَعَثُوا إِلَيْهِمَا رَسُولَيْنِ وَقَالُوا اللَّهُمَّ خَرِّ لِرَسُولِكَ فَوْجَدُوا أَبَا طَلْحَةَ فَجِيءَ بِهِ وَلَمْ يَوْجَدْ أَبُو عُبَيْدَةَ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا فَرَّغُوا مِنْ جِهَازِهِ يَوْمَ الثَّلَاثَةِ وَضَعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَالًا يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا فَرَّغُوا أَذْخَلُوا النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا فَرَّغُوا أَذْخَلُوا الصِّبْيَانَ وَلَمْ يَوْمِ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ لَقَدْ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُخْفَرُ لَهُ فَقَالَ قَائِلُونَ يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ وَقَالَ قَائِلُونَ يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ قَالَ فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تَوَقَّى عَلَيْهِ فَخَفَرُوا لَهُ ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْأَرْبَعَاءِ وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ وَكُتِبَ أَخُوهُ وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَوْسُ بْنُ خُوَلَيْتٍ وَهُوَ أَبُو لَيْلَى لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنشَدَكَ اللَّهُ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ عَلِيُّ أَنْزِلْ وَكَانَ شُقْرَانُ مَوْلَاهُ أَخَذَ قُطِيفَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبُسُهَا فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ وَاللَّهِ لَا يَلْبُسُهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ أَبَدًا فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے قبر کھودنے کا ارادہ کیا

تو انہوں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا وہ اہل مکہ کی طرح ضریح بناتے تھے انہوں نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی پیغام بھیجوا یا یہ وہ صاحب تھے جو اہل مدینہ کے لیے قبر کھودتے تھے اور یہ لحد بناتے تھے لوگوں نے ان دونوں کی طرف دو قاصد روانہ کیے لوگوں نے یہ کہا اے اللہ! اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کسی ایک کو اختیار کر لے تو لوگوں نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو پالیا انہیں لایا گیا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس دن نہیں ملے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد تیار کی۔

راوی کہتے ہیں: منگل کے دن لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن وغیرہ پہنانے سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو ایک چار پائی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رکھ دیا گیا پھر لوگ گروہ درگروہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ درود پیش کرنے لگے جب مرد فارغ ہو گئے تو خواتین اندر گئیں جب وہ فارغ ہو گئیں تو بچے اندر گئے کسی نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی نماز جنازہ ادا نہیں کی) اور اس کی امامت نہیں کی۔

مسلمانوں کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کہاں کھودی جائے کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں دفن کیا جائے کچھ لوگوں نے یہ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ دفن کیا جائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس بھی نبی کا انتقال ہوتا ہے اسے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کا انتقال ہوا تھا۔“

راوی کہتے ہیں: تو لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بچھونا اٹھایا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تھا اور وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کھودی پھر بدھ کی رات نصف رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت حم بن عباس رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ اترے۔

اس وقت حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابولسلی ہے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ”میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو نسبت ہے اس کا واسطہ دیتا ہوں (کہ آپ مجھے موقع دیں) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ”تم اندر آ جاؤ۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے وہ چادر لی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھا کرتے تھے اور انہوں نے اسے بھی قبر میں دفن کر دیا تو وہ بولے۔

”اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسے کوئی بھی نہیں پہنے گا“ تو وہ چادر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کر دی گئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے دن ملاقات کا بیان

1629- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَبُو الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ

مَالِكٍ قَالَ لَسْنَا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَةُ وَ
كَرْبِ ابْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْرَبْ عَلَى أَبِيكَ بَعْدَ الْيَوْمِ إِنَّهُ لَقَدْ حَضَرَ مِنْ
أَبِيكَ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا الْمَوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کو موت کی شدت محسوس ہوئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے! میرے ابا جان کو کتنی تکلیف ہو رہی ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آج کے بعد تمہارے والد کو کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی تمہارے والد اس چیز کا سامنا کر رہے ہیں جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے اب قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔"

شرح

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب سورت ۱۱۱ جاء نصر الله والفتح نازل ہو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور ان سے فرمایا مجھ کو میری موت کی خبر دی گئی ہے حضرت فاطمہ (یہ سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی جدائی کا احساس کر کے) رونے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری بیٹی) روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملو گی" (یہ سن کر مارے خوشی کے) حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں، (وہاں موجود) بعض ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہ سے اس طرح (پہلے روتے اور پھر ہنستے) دیکھا تو پوچھا کہ فاطمہ! یہ کیا بات ہے کہ ہم نے پہلے تو تمہیں روتے دیکھا اور ہنستے دیکھا؟ حضرت فاطمہ بولیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مجھے یہ بتایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی کی موت کی خبر دے دی گئی ہے، یہ سن کر رونے لگی تھی اور پھر جب آپ نے یہ فرمایا کہ روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو میں ہنسنے لگی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور (مکہ کی) فتح حاصل ہوگی اور یمن کے لوگ آگئے جو دل کے نرم ہیں، ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔ (داری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد پنجم: رقم الحدیث 568)

مجھ کو میری موت کی خبر دے دی گئی گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ سورت دراصل اس دنیا سے میری رحلت کا اعلامیہ ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور فتح کا مرانی اور دین میں لوگوں کے جوق در جوق داخل ہونے کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی تسبیح و تحمید کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ دنیا میں میرے رہنے اور میری بعثت کا جو مقصود ہے یعنی اتمام دعوت اور تکمیل دین وہ پورا ہو گیا ہے اب مجھے تسبیح و تحمید اور ذات حق کی طرف کامل توجہ و استغراق کے ذریعہ سفر آخرت کی تیاری کرنی چاہیے "تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملو گی" یہ الفاظ حضرت فاطمہ کی محض تسلی کے لئے نہیں تھے بلکہ ان کے سامنے اس حقیقت کی پیش گوئی کے طور پر تھے کہ میری رحلت کے بعد میرے اہل بیت میں سے جس کی موت سب سے پہلے ہوگی وہ تم ہی ہو اور میری جدائی کا غم تمہیں زیادہ دن برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے چھ ماہ بعد ایک روایت میں تین یا دو مہینے بعد اور ایک روایت میں ستر روز بعد ان کی وفات کا ذکر ہے۔

بعض ازواج مطہرات "سے مراد حضرت عائشہ مراد ہیں جیسا کہ طبری نے لکھا ہے لہذا کہا جائے گا کہ فقہان تو انہوں نے کہا جمع کا صیغہ حضرت عائشہ کی تعظیم شان کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ تاہم یہ بعید نہیں ہے کہ اس موقع پر حضرت عائشہ کے علاوہ کچھ

دوسری ازواج مطہرات بھی موجود ہوں اور ان سب نے حضرت فاطمہ کو پہلے روتے اور پھر ہنستے دیکھ کر ان سے صورت حال کے بارے میں سوال کیا ہو بلکہ ظاہری عبادت بعض یعنی ازواج النبی اور فقلن کے الفاظ سے یہی احتمال زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے مذکورہ بات چونکہ بہت چپکے سے کہی تھی اس لئے حضرت فاطمہ کے علاوہ اور کسی نے اس بات کو نہیں سنا اور اسی لئے انہوں نے حضرت فاطمہ سے دریافت کیا، بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت فاطمہ نے ان ازواج مطہرات کے پوچھنے پر بھی اس وقت اصل بات نہیں بتائی تھی، بلکہ صرف یہ جواب دیا تھا کہ میرے اور رسول اللہ کے درمیان ایک راز ہے میں کسی اور کو نہیں بتاؤں گی۔

اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے یہ بات بتائی تھی۔ "اور یمن کے لوگ آگئے" اس کے ذریعہ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ان کی قوم کے لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا، بخوبی طور پر و جاء اہل الیمن کا عطف جاء نصر اللہ پر ہے اور اصل میں یہ جملہ (کہ اور اہل یمن آگئے) (مذکورہ سورت کے ان الفاظ و رايت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کی وضاحت و تفسیر ہے، مطلب یہ کہ اس آیت میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو دین میں داخل ہوتے دیکھ لیا "تو لوگوں" سے مراد اہل یمن ہیں۔ "جودل کے نرم ہیں" یہ الفاظ آپ نے اہل یمن کی مدح و تعریف میں فرمائے کہ وہ لوگ احکام و ہدایات کو بہت جلد مان لیتے ہیں ان کے دل وعظ و نصیحت سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں، قبول حق کی استعداد ان میں زیادہ ہے اور قلب کی قساوت سے وہ محفوظ ہیں۔ "ایمان یمنی ہے" یعنی ایمان کا لفظ "یمن" سے نکلا ہے جو ملک یمن سے لفظی ہی نہیں بلکہ معنوی مناسبت بھی رکھتا ہے۔

در اصل یہ جملہ بھی اہل یمن کی مدح میں یعنی ان کے درجہ کمال کو ظاہر کرنے کے لئے ہے جو وہ ایمان و اسلام اور اطاعت و انقیاد میں رکھتے ہیں۔ "اور حکمت بھی یمنی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ علم و حکمت کو جو حقائق اشیاء اور ان کے احوال و خواص کی معرفت سے عبارت ہے اہل یمن سے خصوصی نسبت حاصل ہے کیونکہ وہ تحقیق و جستجو کا خاص ذہن فکر رہتے ہیں۔ ان الفاظ کے ذریعہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے ان سوالات کی طرف اشارہ فرمایا جو انہوں نے احوال مبداء و معاد اور ابتدائے پیدائش کے حقائق و معارف سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے تھے یہ روایت جس میں ابوموسیٰ اشعری کے سوالات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب ہیں، کتاب بدء الخلق کے شروع میں پیچھے گزر چکی ہے اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ایمان اور حکمت کی نسبت یمن کی طرف اس اعتبار سے کی ہے کہ ایمان مکہ سے شروع ہوا اور مکہ تہامہ کی زمین سے ہے اور تہامہ کا تعلق یمن سے بھی ہے، اسی لئے کعبہ کو کعبہ یمانیہ بھی کہا جاتا ہے اور بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث تبوک میں ارشاد فرمائی جو ملک شام کا علاقہ ہے اور وہاں سے مکہ و مدینہ کی سمت وہی ہے جو یمن کی ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ تو یمن کی طرف کیا لیکن مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ اور مدینہ سے تھی۔

اور ابو عبیدہ کا قول یہ ہے کہ "یمن" سے مراد انصار مدینہ ہیں جن کا اصل وطن یمن تھا، پس انصار مدینہ کی تعریف و توصیف کو پر زور انداز میں بیان کرنے کے لئے ایمان و حکمت کی نسبت یمن کی طرف کی گئی ہے۔ بہر حال اس حدیث کا مقصد محض یہ ظاہر کرنا ہے کہ یمنی لوگ یمنی لوگ کامل ایمان رکھتے ہیں اور اس سے چونکہ کسی دوسرے کے ایمان کی نفی ظاہر نہیں ہوتی اس لئے حدیث اور اس روایت کے درمیان منافات نہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان فی اہل الحجاز (اہل حجاز میں ایمان ہے) نیز اس ارشاد گرامی

صلی اللہ علیہ وسلم سے یمن کے وہ کلمہ گوم مراد ہیں جو اس زمانہ میں تھے نہ کہ ہر زمانہ کے اہل ایمان یمن مراد ہیں۔

واضح رہے کہ سیاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارشاد گرامی کو جو ایک دوسری حدیث کا ٹکڑا ہے، وہاں سے اٹھا کر یہاں نقل کر دیا ہے۔ حکمت کے معنی: حکمت کے لغوی معنی عقل و دانائی کے ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں حکمت ہر چیز کی حقیقت دریافت کرنے کے علم کو کہتے ہیں۔

علامہ طیبی کا قول ہے کہ حکمت کا لفظ خوب علم حاصل کرنے اور خوب عمل کرنے سے عبارت ہے۔ قرآن کریم میں "حکمت" کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) جس کو حکمت ملی اس کو بڑی خیر کی مل گئی۔ حضرت انس فرماتے ہیں: الحکمة تزیّد الشریف شرفا وترفع العبد المملوک حتی تجلسہ مجالس الملوک۔ حکمت وہ جو ہر ہے جو عزت دار و شریف کی عزت و شرف کو زیادہ کرتا ہے اور ایک مملوک غلام کے مرتبہ و حیثیت کو بڑھا کر بادشاہوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کے قابل بنا دیتا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ حکمت کے دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے تو عزت یعنی گوشہ نشینی میں ہیں اور ایک حصہ خاموشی میں۔

1630- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ كَيْفَ سَعَتْ أَلْفُسُكُمْ أَنْ تَحْتُوا التُّرَابَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

••• حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (جب نبی کریم ﷺ کو دفن کر دیا گیا) تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے انس! تم لوگوں نے یہ کیسے گوارا کیا؟ کہ اللہ کے رسول پر مٹی ڈال دو۔

1630 م- حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ حِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْتُئِسَ إِلَى جِبْرِائِيلَ أَنْعَاهُ وَابْتُئِسَ مِنْ رَبِّهِ مَا أَذْنَاهُ وَابْتُئِسَ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَا وَاوَاهُ وَابْتُئِسَ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ

قَالَ حَمَّادُ فَرَأَيْتُ ثَابِتًا حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ بَغَى حَتَّى رَأَيْتُ أَضْلَاعَهُ تَحْتَلِفُ

••• حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ہائے ابا جان! ہم حضرت جبرائیل کو آپ کے وصال کی اطلاع دیتے ہیں ہائے ابا جان! آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کتنے مقرب تھے۔ ہائے ابا جان! آپ کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ ہائے ابا جان! آپ نے اپنے پروردگار کے بلاوے پر لبیک کہا۔

حماد کہتے ہیں: میں نے ثابت کو دیکھا کہ یہ روایت بیان کرتے ہوئے رونے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی پسلیوں کو پٹتے ہوئے دیکھا۔

1631- حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الصُّبَيْعِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ قَالَ

لَمَّا كَانَ الْيَوْمَ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَمَا نَقَضْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا يَدِي حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب وہ دن تھا جس میں نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو اس دن ہر ایک چیز روشن ہو گئی تھی اور جب وہ دن آیا جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس دن ہر چیز تاریک ہو گئی تھی۔ ہم نے آپ کو دفن کرنے کے بعد ابھی اپنے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی لیکن ہمیں اپنے دلوں کی کیفیت بدلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

شرح

مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا دن نہایت حسین بھی تھا بڑا تابناک بھی، کیونکہ وہ دن مشتاقان جمال کے لئے وصال و قرب کا دن تھا ان کی تمناؤں اور آرزوؤں کی تکمیل کا دن تھا، نہ صرف یہ کہ ان کے دل و دماغ کھل اٹھے تھے بلکہ ان کے درود و یار تک نور نبوت کی جلوہ ریزی سے جگمگا اٹھے تھے اور پھر جب وہ دن آیا کہ آفتاب نبوت اس دنیا سے رخصت ہوا تو مدینہ والوں کی دنیا اندھیری ہو گئی ہر سو غم و اندوہ کی تاریکی چھا گئی کیونکہ وہ دن عشاقان جمال نبوت کے لئے فراق کا دن تھا ان کی مسرتوں اور شادمانیوں کی جدائی کا دن تھا۔ ایک دوسرے سے آشنائی محسوس کرنے لگے تھے۔ "مطلب یہ کہ ہمارے درمیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھ جانے اور اس دنیا سے آفتاب نبوت کے رخصت ہو جانے کے سبب ہم پر تاریکی چھائی تو ہمیں بین طور محسوس ہوا کہ ہمارے دلوں کی وہ پاکیزگی اور نورانیت جو ذات رسالت کے مشاہدہ و صحبت کے نتیجہ میں حاصل ہوتی رہتی تھی اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور ہمارے قلوب میں صدق و اخلاص اور مہر و وفا کی وہ پہلی دالی کیفیت باقی نہیں رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے وصال پر حضرت خضر کی تعزیت کا بیان

حضرت امام جعفر صادق ابن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد (حضرت امام باقر) سے روایت کرتے ہیں کہ قریش میں سے ایک شخص ان کے والد حضرت امام علی زین العابدین ابن حسین (نبیرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت امام علی زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا کہ کیا میں تمہارے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں اس شخص نے کہا: ہاں ہمارے سامنے حضرت ابوالقاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث ضرور بیان کیجئے۔ چنانچہ امام علی زین العابدین رحمہ اللہ علیہ نے بیان کیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام (عیادت کرنے اور پیغام الہی پہنچانے کے لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ تعظیم و تکریم (جس بات کی صورت میں ہے وہ صرف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے (اور وہ بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز دریافت کرتا ہے جس کو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانتا ہے (کیونکہ ظاہر و باطن کون سی چیز اس سے پوشیدہ ہے) تاہم وہ دریافت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو کیسا پاتے ہیں یعنی آپ کا کیا حال ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میں نے اپنے آپ کو مغموں پاتا ہوں اور اے جبرائیل علیہ السلام میں اپنے آپ کو مضطرب و پریشان پاتا

ہوں حضرت جبرائیل علیہ السلام (یہ جواب لے کر چلے گئے اور) پھر دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہی الفاظ کہے جو پہلے دن کہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جواب میں وہ بات کہی جو پہلے کہی تھی، تیسرے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور وہی الفاظ کہے جو پہلے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جواب میں وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور اسی دن یا اس کے بعد کسی اور دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی تھا جس کو اسمعیل کہا جاتا ہے اور ایسے ایک لاکھ فرشتوں کا افسر ہے جن میں ایک ایک فرشتہ ایک ایک لاکھ فرشتوں کا افسر ہے، اس اسمعیل فرشتے نے آپ کی خدمت میں باریاب ہونے کی اجازت مانگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمعیل فرشتہ کو باریابی کی اجازت دی اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے (کچھ لمحے توقف کے بعد) کہا کہ یہ موت کا فرشتہ (عزرائیل) بھی حاضر ہے اور باریابی کی اجازت چاہتا ہے، حالانکہ اس فرشتہ موت نے نہ تو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی شخص سے اجازت مانگی ہے اور نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے اجازت مانگے گا (یعنی یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز و شرف ہے کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگنے کی ضرورت ہوئی ہے) ورنہ دوسرے آدمیوں کے پاس تو اچانک پہنچتا ہے اور روح قبض کر لیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو چنانچہ حضرت جبرائیل نے فرشتہ موت کو اجازت سے آگاہ کیا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روح قبض کرنے کا حکم دیں تو قبض کر لوں اور اگر آپ یہ حکم دیں کہ میں آپ کو چھوڑ دوں گا آپ نے فرمایا: اے فرشتہ موت کیا تم (وہی) کرو گے (جو میں تمہیں حکم دوں گا) فرشتہ موت نے جواب دیا بیشک مجھے تو حکم ہی یہ دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیدوں) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرمائیں اس کی اطاعت کروں۔

امام علی زین العابدین کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتہ موت کی یہ بات سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا (گویا ان سے مشورہ چاہا کہ بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے مشتاق ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو بلا تاویل فرشتہ موت سے فرمایا کہ: جس بات کا تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو، چنانچہ فرشتہ موت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک روح قبض کر لی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور ایک تعزیت کرنے والا (اہل بیت کو تسلی دینے) آیا تو لوگوں نے گھر کے ایک گوشہ سے آتی ہوئی آواز سنی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے: اے اہل بیت اور وہ لوگ جو یہاں موجود ہیں تم پر سلامتی ہو۔

اللہ کی مہربانی اور اس کی برکتیں نازل ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی کتاب یا اللہ کے دین میں ہر مصیبت کے وقت تسکین و تسلی کا سامان موجود ہے، اللہ تعالیٰ ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ عطا کرنے والا اور ہر فوت ہونے والی چیز کا تدارک کرنے والا ہے جب صورت یہ ہے تو اللہ کی مدد سے تقویٰ اختیار کرو، اس سے امید رکھو مصیبت زدہ حقیقت میں وہ شخص ہے؟ جو ثواب سے محروم کر دیا گیا، حضرت علی نے کہا تم لوگ جانتے ہو (تعزیت و تسلی کے الفاظ کہنے والا) یہ کون شخص ہے؟ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

(روایت کو تسلی نے دلائل النبوة میں نقل کیا ہے، مشکوٰۃ المصابیح: جلد پنجم: رقم الحدیث، 571)

"اپنے آپ کو مضطرب و پریشان پاتا ہوں" بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سامنے اپنے جس غم و کرب اور اضطراب و پریشانی کا اظہار کیا اس کا تعلق امت کے مستقبل سے تھا میری امت نہ معلوم کن حالات

سے دو چار ہوا اور مسلمانوں کو کن نقصانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے۔ "اسماعیل فرشتہ" کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ یہ آسمان دنیا کا درواغہ ہے۔ نیز حدیث میں جس طرح اسماعیل فرشتہ کے آنے کا ذکر ہے۔

اسی طرح فرشتہ موت یعنی عزرائیل کی آمد کا ذکر نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت فرشتہ موت کا آنا بالکل ظاہر بات ہے۔ جس کو بیان کرنے کی حاجت نہیں تھی یا یہ کہ فرشتہ موت حضرت جبرائیل علیہ السلام اور اسماعیل فرشتہ کے آنے کے بعد عین اسی وقت حاضر ہوا ہوگا جب حضرت جبرائیل نے اس کی حاضری کی اطلاع اور اس کی طرف سے اجازت بار یابی کی درخواست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اور سیوطی نے بیہقی ہی سے یہ روایت نقل کی ہے تیسرے دن جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو ان کے ساتھ فرشتہ موت بھی تھا اور ان دونوں کے ساتھ ہوا میں ایک اور فرشتہ تھا جس کو اسماعیل علیہ السلام کہا جاتا ہے اور جو ایسے ستر ہزار فرشتوں پر حاکم مقرر ہے جن میں ایک ایک فرشتہ دوسرے ستر ہزار فرشتوں کا افسر اعلیٰ ہے۔

چنانچہ فرشتہ موت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کر لی "کے تحت شیخ عبدالحق لکھتے ہیں۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ فرشتہ موت اور ایک تیسرا فرشتہ حضرت اسماعیل آئے اور مذکورہ گفتگو پوری ہو گئی تو اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی دیر مہلت ملی اور اس مہلت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس سارے واقعہ اور گفتگو کی خبر دی اور پھر اس کے بعد فرشتہ موت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کی یا یہ ہوا کہ عالم غیب کا یہ سارا واقعہ اور گفتگو بعض ان صحابہ پر بھی منکشف ہوئی جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے اور انہی صحابہ میں سے کسی نے امام علی زین العابدین سے یہ واقعہ بیان کیا جن کو امام زین العابدین نے روایت کے شروع میں "قریش میں سے ایک شخص" سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن ہمارا دل یوں کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ایک قریشی شخص کی صورت میں حضرت امام زین العابدین کے پاس آئے تھے اور انہوں نے یہ حدیث ان سے بیان کی اسی لئے امام زین العابدین نے راوی کا ذکر مبہم الفاظ میں کیا۔

ایک روایت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انتقال کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پروصیت و نصیحت کے جو الفاظ بہت زیادہ تھے وہ یہ تھے۔ الصلوة و ماملکت ایمانکم : "نماز اور اپنے لوگ غلاموں کا خاص خیال رکھنا۔" ان فی اللہ عز انک معنی و مطلب میں شارحین حدیث کے مختلف اقوال ہیں (مثلاً ایک قول یہ ہے کہ فی اللہ اللہ میں) کے الفاظ دراصل فی کتاب اللہ (اللہ کی کتاب میں) کا مفہوم رکھتے ہیں مطلب یہ مصیبت و غم کے موقع پر تسلی و تسکین دینے یا حاصل کرنے کی راہنمائی کتاب اللہ میں موجود ہے، پس ان الفاظ میں گویا اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے: (الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ، البقرة: 256) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے (جن کی یہ عادت ہے) کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمتو اللہ کے ہی ملک ہیں اور اسی کے پاس جانے والے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فی اللہ دراصل فی دین اللہ (اللہ کے دین میں) کے معنی میں ہے۔ اور مطلب یہ کہ اللہ کے دین میں ہر مصیبت و غم کے موقع پر اس "صبر" کی صورت میں تسلی کا سامان موجود ہے جس کی تلقین شارح علیہ السلام نے کی ہے۔

اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ میں تسکین و تسلی کا سامان موجود ہے "کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مصیبت و غم کے وقت صبر اور تسکین و تسلی عطا کرنے والا ہے۔ گویا علم بیان کی اصطلاح میں یہ بات "تجربہ" کے طور پر کہی گئی ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ

عربی میں کہا جاتا ہے: رأیت فی زید اسد۔ میں نے زید میں شیر دیکھا۔ "اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں نے زید کو شیر کی طرح طاقتور اور بہادر پایا۔ یہ احتمال پایا۔ یہ احتمال مابعد عبارت کے اعتبار سے زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔ "خلفا من کل ہالک ودر کا من کل فائکے ایک معنی تو یہی ہیں جو ترجمہ میں مذکور ہوئے کہ اللہ ہر ہالک ہونے والی چیز کا بدلہ عطا کرنے والا اور ہر فوت ہونے والی شے کا تدارک کرنے والا ہے اور ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ کے دین یا اللہ کی کتاب میں وہ تعلیمات مذکور ہیں کہ ان پر عمل کر کے انسان بڑی سے بڑی محرومی امر بڑے سے بڑے نقصان کو اپنے حق میں نعم البدل یعنی اخروی اجر و انعام کا باعث بنا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے تقویٰ اختیار کرو "یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم و فیصلہ کو خوش دلی کے ساتھ قبول کر کے اور اس کی مدد و توفیق کے ذریعہ صبر و استقامت اختیار کرو، رونے دھونے اور بے صبری و بے قراری سے دور رہو، ان الفاظ میں گویا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی تلقین ہے کہ: واصر وصابرک الا باللہ۔ "اور صبر کرو اور تمہارا صبر کرنا اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔" اور ایک روایت میں یہاں (فاتقوا یعنی تقویٰ اختیار کرو کے بجائے فکھوا کا لفظ ہے) جیسا کہ حصین میں بھی منقول ہے)

اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اللہ پر اعتماد کرو اور کہا جائے گا کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے کہ: و توکل علی الہی الذی لا یموت۔ اور اسی حی لا یموت (اللہ) پر توکل رکھو۔ "اسی سے امید رکھو" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی سے اپنی امیدیں وابستہ نہ کرو کیونکہ امید اسی ذات سے وابستہ کی جاسکتی ہے جو معبود ہو اور معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ صبر پر تمہارے لئے اللہ کے ہاں جو اجر و ثواب ہے اس کی پوری پوری امید رکھو۔ جو ثواب سے محروم کر دیا گیا کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی مصیبت زدہ وہ شخص نہیں ہے جو کسی دنیاوی مصیبت میں مبتلا ہو کیونکہ کسی دنیاوی مصیبت پر صبر کر کے بحسب مرتبہ بڑے سے بڑا ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے بلکہ حقیقی مصیبت زدہ تو وہ ہے جو مصیبت پر صبر نہ کرے اور پھر اخروی اجر و ثواب سے محروم قرار پائے واضح رہے کہ اللہ کے نزدیک وہی صبر معتبر ہم جو مصیبت و صدمہ کے وقت شروع ہی میں حاصل ہو جائے۔

حضرت علی نے کہا: تم لوگ جانتے ہو؟ یہ اس نامعلوم آواز کی وضاحت تھی جو گھر کے ایک گوشہ سے آرہی تھی، چنانچہ حضرت علی نے بتایا یہ آواز دراصل حضرت خضر علیہ السلام کی ہے، جو اہل بیت نبوی اور صحابہ کرام سے تعزیت کے لئے یہاں آئے ہیں۔ نیز عبارت کے ظاہری سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں "علی" سے مراد امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات ہم جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ تاہم اس احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ حدیث کے روای امام علی زین العابدین ہی مراد ہوں اور انہوں نے یہ حدیث روایت کرتے وقت اس آواز کی وضاحت میں یہ بات کہی ہو۔

حصین میں رحمتدرک کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی تو فرشتوں نے (نبی آواز کی صورت) صحابہ اور اہل بیت نبوی سے تعزیت کی تعزیت کے وہی الفاظ نقل کرنے کے بعد جو اوپر حدیث میں نقل ہوئے ہیں، ایک اور روایت یوں نقل کی ہے: (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) ایک سفید ریش شخص، جو نہایت تنومند اور خوش شکل تھا۔ اچانک (حجرہ نبوی میں داخل ہوا صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ الفاظ کہے: فی اللہ عزاء۔ اللہ کی کتاب یا اللہ کے دین میں ہر مصیبت حادثہ کے وقت تسکین و تسلی کا سامان موجود ہے۔ "حضرت علی اور حضرت ابو بکر نے وہاں موجود لوگوں

کو بتایا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اوپر کی حدیث میں "علی" سے مراد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مراد ہیں۔

1632- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَقَى الْكَلَامَ وَالْإِنْسَاطَ إِلَى يَسَائِنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُنْزَلَ فِيْنَا الْقُرْآنُ فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ بات چیت کرنے اور خوش ہونے میں اس اندیشے کے تحت احتیاط کرتے تھے کہ کہیں ہمارے بارے میں قرآن کا کوئی حکم نازل نہ ہو جائے، لیکن جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو ہم نے بات چیت شروع کی۔

1633- حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنبَاَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْعَجَلِيُّ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَنِ كَعْبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَاءُ وَجْهَنَا وَاحِدًا فَلَمَّا قُبِضَ نَظَرْنَا هَكَذَا وَهَكَذَا

﴿﴾ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو ہمارا مقصد ایک تھا، جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو ہم اس طرف اور اس طرف دیکھنے لگے۔

1634- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا خَالِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ السَّالِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ أَبِي أُمَيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ الْمُصَلِّيُ يُصَلِّي لَمْ يَغْدُ بَصَرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ فَلَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَغْدُ بَصَرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ جَنْبِهِ فَتَوَفَّى أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَغْدُ بَصَرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ الْقِبْلَةِ وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَكَانَتِ الْفِتْنَةُ فَتَلَفَّتِ النَّاسُ يَمِينًا وَشِمَالًا

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں جب کوئی نمازی نماز ادا کرتا تھا تو اس کی نگاہ قدموں سے آگے تک نہیں جاتی تھی جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو جب کوئی شخص نماز پڑھنے لگتا تھا تو اس کی نظر پیشانی سے آگے نہیں جاتی تھی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو جب کوئی شخص نماز پڑھتا تھا تو اس کی نظر قبلہ سے آگے نہیں جاتی تھی، لیکن جب حضرت

1632: أخرجه البخاری فی "الصحيح" رقم الحديث: 5187

1633: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

1634: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ مفرد ہیں۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور آزمائش آئی تو لوگ دائیں بائیں متوجہ ہونے لگے۔

1635 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْغَلَّلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُطَيْرِ عَنْ نَاسِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ ابْنِ نَزْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا قَالَ قُلْنَا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكْتٌ فَقَالَا لَهَا مَا يَبْكُكِ لَمَّا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ قَالَتْ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ قَالَ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا

••• حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

”تم میرے ساتھ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلو! ہم ان سے مل کر آتے ہیں جس طرح نبی کریم ﷺ ان سے ملنے کے لیے جایا کرتے تھے۔“

••• راوی کہتے ہیں: جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں ان دونوں حضرات نے ان سے کہا: آپ کیوں رورہی ہیں! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو چیز ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے زیادہ بہتر ہے تو سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: میں یہ بات جانتی ہوں کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے زیادہ بہتر ہے لیکن میں اس بات پر رورہی ہوں کہ آسمان سے وحی کے نزول کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں: تو اس خاتون نے ان دونوں حضرات کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور یہ دونوں حضرات بھی اس خاتون کے ساتھ رونے لگے۔

شرح

ام ایمن حضرت اسامہ ابن زید کی ماں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آ زادہ کردہ باندی ہیں۔ ان کا اصل نام برکتہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ کی باندی تھیں، بعد میں ان کا ملکیت بطور وراثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آ زاد کر دیا تھا اور حضرت زید کے نکاح میں دے دیا تھا۔ حضرت زید بھی پہلے غلام تھے اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کی ملکیت میں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خدیجہ الکبریٰ سے مانگا تو انہوں نے زید کو بطور ہبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور پھر آپ نے ان کو آ زاد کر دیا۔ حضرت ام ایمن حبشی النسل تھیں اور صحابی عورتوں اور نچا مقام رکھتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بڑی عزت و توقیر فرماتے تھے۔ ام ایمن بھی اسلام اور مسلمانوں کی محبت سے پوری طرح مرشار تھیں، میدان جنگ میں مجاہدین اسلام کو پانی پلانا اور زخمی ہو جانے والوں کی دوا دار و اور دیکھ بھال کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہوتا تھا، حضرت عمر فاروق کے انتقال کے بیس دن بعد ان کی وفات ہوئی۔

1636 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ

1635: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1636: اخرج ابو داود في "السنن" رقم الحديث: 1047، "ورقم الحديث: 1531" اخرج اسحاق في "السنن" رقم الحديث: 1373

عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَلِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصُّعْقَةُ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تُعَرِّضُ صَلَاتَنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ يَغْنَى بَلَيْتَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

﴿﴾ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن میں صور پھونکا جائے گا اسی دن میں قیامت آئے گی تم اس دن میں مجھ پر بکثرت درود بھیجو تمہارا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔“
ایک صاحب نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا درود آپ ﷺ کی خدمت میں کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ ﷺ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام قرار دی ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔“

1637- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَوَادٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنْ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا غُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَبَيَّ اللَّهُ حَتَّى يُرْزَقَ

﴿﴾ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت سے درود بھیجو کیونکہ یہ فرشتوں کی حاضری کا دن ہے بے شک جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجے گا اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے۔“

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: کیا مرنے کے بعد بھی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مرنے کے بعد بھی۔

”بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے اس چیز کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔“

عقیدہ حیات الانبیاء

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ، (النساء: 64)

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنے کے 3 دن بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر پر گر کر سر پر مٹی ڈال کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محفوظ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ”وَلَوْ أَنَّهُمْ“

إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمُ الْخ "نازل ہوئی اور یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے استغفار کریں تو قبر مبارک سے آواز آئی کہ تیری بخشش کر دی گئی۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ روضہ منورہ سے آنے والی آواز وہاں پر موجود سب لوگوں نے سنی۔ (الجامع الاحکام القرآن ج 5 ص 255)۔

حضرت علی کی یہ روایت علامہ ابو حسان اندلسی، البحر المحیط جلد 1 ص 283، علامہ سہودی نے وقایع الفاضل خلاصۃ الوفا ص 51، او علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر جلد 1 ص 265، میں نقل فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ تفسیر معارف القرآن، تفسیر ابن کثیر جلد 3 ص 142، تفسیر مدارک جلد 1 ص 265، میں بھی درج ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقِيُّ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْمُسْتَلِيمُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْحَسْبَاكِج، عَنْ قَابِطِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ"۔ (مسند أبي يعلى الموصلي بركة منبأ أنس، رقم الحديث: 3371) (3425)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: صحیح البیہقی (امام بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے)۔ (فتح الباری جلد 5 ص 352) علامہ سیوطی نے اسے حسن کہا (الجامع الصغیر۔ المصحح أوارقم: 3089) علامہ بیہقی فرماتے ہیں: ابویعلیٰ کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد۔ المصحح أوارقم: 8/214)

علامہ عزیزی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں امام ابویعلیٰ ثقہ راویوں سے حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ (مدراج النبوة جلد 2 ص 440، جذب القلوب ص 180) البانی نے اس روایت کو (صحیح الجامع۔ المصحح أوارقم: 2790، الخوئل۔ المصحح أوارقم: 59) میں صحیح، (احکام الجنائز۔ المصحح أوارقم: 272) میں اسنادہ جید اور (احکام الجنائز۔ المصحح أوارقم: 272) میں اسنادہ قوی فرمایا ہے۔

جاننے والے مدفون کا سلام کرنے والے کو پہچان کر جواب دینا

امام ذہبی رحم (تذکرہ الحفاظ: 3/306) میں امام، شیخ الاسلام اور حافظ المغرب کے الفاظ سے حافظ (ابو عمر) ابن عبد البر المالکی رحم (التوتنی 463) کے علمی مقام کی تعریف فرماتے ہیں، انہوں نے "موطا امام مالک" کی مطول و مختصر شرح "التمہید" اور "المستدکار" میں یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رض (اور بعض دوسری روایات میں حضرت ابو ہریرہ رض بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں کہ "مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُوتُ بِقَبْرِ رَجُلٍ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيَسَلُّ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ" (كتاب الروح، لابن القيم ج 13، الجامع الصغير: 151/2، المستدکار رقم الحديث: 55)

جو شخص بھی اپنے کسی جاننے والے (مسلمان) کی قبر پر گذرتا ہے اور اس کو سلام کرتا ہے وہ میت اس (کے انداز سلام و کلام کے لب و لہجے) کو پہچان لیتی ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتی ہے۔

امام بیہقی نے "کتاب الاعتقاد" میں بیان کیا ہے کہ انبیاء علیہ السلام کی رو میں وفات کے بعد پھر ان کی اجسام میں واپس کر دی گئیں چنانچہ وہ اپنے رب کے پاس شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔ امام قرطبی نے "مذکرہ" میں حدیث صحیحہ کے متعلق اپنے شیخ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ "موت عدم محض کو نہیں کہتے بلکہ وہ خاص ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ شہید لوگ اپنے قتل و موت کے بعد زندہ رہتے ہیں، روزی دیے جاتے ہیں، ہشاش بشاش رہتے ہیں اور یہ صفت دنیا میں زندوں کی ہے اور جب یہ حال شہداء کا ہے تو انبیاء علیہ السلام بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں۔ یہ بات بھی پایہ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ زمین انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو نہیں کھاتی، نیز آنحضرت ﷺ نے شب معراج میں انبیاء علیہم السلام سے بیت المقدس اور آسمان پر ملاقات کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور خود آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا، میں اس کو اس کے سلام کا جواب دوں گا۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔ ان سب کے مجموعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وصال کا مال صرف یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب ہیں کہ ہم ان کو نہیں پاسکتے گو زندہ و موجود ہیں اور ان کا حال فرشتوں جیسا ہے کہ وہ زندہ و موجود ہیں ہم میں سے کوئی ان کو نہیں دیکھتا بجز ان اولیاء کرام علیہم السلام کے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ (انباء لا ذکیاء فی حیاۃ الانبیاء، الحاوی للفتاویٰ للسیوطی)

عقیدہ حیات النبی ﷺ فقہاء احناف کے موقف کا بیان

علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ "نور الایضاح" میں فرماتے ہیں کہ "محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ حضور انور زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادت سے لذت بھی اٹھاتے ہیں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ وہ ان نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔ (نور الایضاح، ج ۱، ص ۱۷۷)

عقیدہ حیات النبی ﷺ فقہاء مالکیہ کے موقف کا بیان

ابن رشد امام مالک رحمہ اللہ کے مقلدین میں سے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کی ناپسندیدگی (کہ میں نے حضور کی "قبر" کی زیارت کی) وجہ یہ ہے کہ زیارت قبر کا لفظ عام طور پر موتی (مردہ) کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور حضور ﷺ وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی۔ یہ صرف آپ ہی کا خاصہ نہیں بلکہ تمام انبیاء اس وصف میں آپ کے ساتھ شریک ہیں، پس آپ دنیوی حسی غذا سے استغناء (بے پرواہی) کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔ (علمائے مالکیہ سے امام قرطبی: ۱/۲۶۵، ۱/۲۸۳، علامہ ابن الحاج، علامہ ابن رشد اندلسی اور ابن ابی جمرہ وغیرہ)

عقیدہ حیات النبی ﷺ فقہاء شافعیہ کے موقف کا بیان

قال لعلامة تاج الدين السبكي المتوفى 777 هـ: لان عندنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حي

يحيى ويعلم وتعرض عليه اعمال الأمة ويبلغ الصلوة والسلام على ما بينا

(طبقات الشافعية الكبرى ج 3 ص 412 طبعة دارالاحياء بقمارة)

ہم شافعیہ کے نزدیک حضور ﷺ زندہ ہیں اور آپ میں احساس و شعور موجود ہے، آپ پر اعمال امت بھی پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام بھی پہنچایا جاتا ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ فقہاء حنابلہ کے موقف کا بیان

علامہ ابن عقیل: قال ابن عقیل من الجنابة: هو صلى الله عليه وسلم حي في قبره (الروضة البهية ص ۱۴)۔
فقہاء حنابلہ کے مشہور بزرگ حضرت ابن عقیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

شرح سنن ابن ماجہ جلد دوم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد للہ! آج بہ روز پیر بہ مورخہ ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ بہ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۱۵ء کو شرح سنن ابن ماجہ کی پہلی دوسری جلد مکمل ہو گئی ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت پر استقامت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تاحیات مجھے عقائد حقہ کو سمجھنے اور ان کا پرچار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میں اس موقع پر خاص طور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں۔

اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھ کو سکھایا ہے اس سے مجھے فائدہ عطا فرما اور مجھے مزید علم عطا فرما۔ ہر حال میں تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور میں دوزخیوں کے حال سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ قرب قیامت ظاہر ہونے والے تمام فتنوں سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ دنیا میں منافقین کے شر و فساد اور خوارج کی قتل و غارت سے پناہ طلب کرتا ہوں یا اللہ امت مسلمہ کو ان فتنوں سے محفوظ فرما۔ اور اس کتاب میرے لئے آخرت کا توشہ بنادے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی حنفی بن محمد صادق

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

@zohaibhasanattari

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زوہیب حسن عطاری